صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء

(۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

جلد ۳ - شمارہ ۴۶

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

Provincial Assembly of Punjab
29 11 75

مندرجات

(اتوار - ۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء)

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ۵۹۶۷

اراکین اسمبلی کی رخصت ۵۹۶۸

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع ۵۹۷۲

تحاریک التوائے کار —

لاہور میں نمک کی قیمت میں اضافہ ۵۹۷۶

دھرم پورہ کی کچی آبادی کے کوارٹروں کی مسماری ۵۹۷۷

مولانا منظور احمد چنیوٹی کے [illegible] الی شہر میں داخلے پر پابندی . ۵۹۷۹

اتوار - ۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء

(یک شنبہ ۱۸ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ ۙ (١) الَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ
اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ ۙ (٢) الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا ؕ مَا تَرٰى فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ
مِنْ تَفٰوُتٍ ؕ فَارْجِعِ الْبَصَرَ ۙ هَلْ تَرٰى مِنْ فُطُوْرٍ (٣) ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَیْنِ یَنْقَلِبْ اِلَیْكَ الْبَصَرُ
خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِیْرٌ (٤) وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ
وَاَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابَ السَّعِیْرِ (٥)

پ ۲۹ - س ۶۷ - ع ۱ - آیات ۱ تا ۵

برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں بادشاہت ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اسی نے موت و زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے کام کرتا ہے۔ اور وہ زبردست بخشنے والا ہے۔

اسی نے سات آسمان اوپر تلے بنائے تو (اے دیکھنے والے) کیا تو اللہ کی تخلیق میں کچھ نقصان دیکھتا ہے ذرا آنکھ اٹھا کر دیکھ بھلا تجھ کو آسمان میں کوئی شگاف نظر آتا ہے پھر بار بار نظر اٹھا کر دیکھ تو نظر (ہر بار) تیرے پاس ناکام اور درماندہ ہو کر لوٹ آئے گی۔

اور ہم نے آسمان، دنیا کو ستاروں سے مزین کر دیا ہے اور ان کو شیطان کے مارنے کا آلہ بھی بنا دیا ہے اور ان کے لئے آگ کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت

مسٹر سپیکر : اب ہم اراکین اسمبلی کی درخواستوں کو لیتے ہیں -

مسٹر محمد سرور جوڑا

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد سرور جوڑا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

On account of the marriage of my daughter I cannot attend the Assembly on the 11th of April 1973. My absence may kindly by excused.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گزارش ہے کہ بندہ نے برائے علاج ملتان جانا ہے اس لئے میں مورخہ ۱۴-۴-۷۳ تا ۱-۵-۷۳ اجلاس میں شریک ہونے سے قاصر ہوں - لہذا رخصت عنائت فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اختر عباس

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسٹر اختر عباس صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں مورخہ ۱۰ اور ۱۱ اپریل ۷۳ کو بوجہ طبیعت کی ناسازی اجلاس میں شرکت نہ کر سکا - ان ایام کی رخصت دی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

گذارش ہے کہ بندہ ایک ضروری کام کے سلسلہ باہر گیا ہوا تھا لہذا ۹-۴-۷۳ کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد رضی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد رضی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Respectfully I beg to state that due to my indisposition, I was unable to attend the Assembly Session on Wednesday the 11th, April 1973. Kindly excuse my absence for one day, i.e. 11th April 1973.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے :

(تحریک منظور کی گئی)

سید ناظم حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست سید ناظم حسن شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

بوجہ علالت مورخہ ۹ اور ۱۰ اپریل اسمبلی کے اجلاس میں شامل نہ ہو سکا ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی : - مندرجہ ذیل درخواست چودھری بشیر احمد صاحب ممبر اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :-

بوجہ علالت مورخہ ۱۵-۳-۷۳ کو اسمبلی کا اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا رخصت منظور فرمائی جائے

مسٹر سپیکر : - سوال یہ ہے -

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر عطا محمد خان کھوسہ

سیکرٹری اسمبلی : - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر عطا محمد خان کھوسہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :

مجھے ہرنیا کی تکلیف ہو گئی جس کے باعث میں ۲۶ فروری سے پنجاب اسمبلی کے اجلاس سے غیر حاضر ہوں اور ۲۷ مارچ نشتر ہسپتال ملتان میں داخل ہوا اور ۲۸ مارچ کو میرا ہرنیا کا اپریشن ہوا مورخہ ۵ اپریل کو ہسپتال سے ڈسچارج ہوا زیر ہدایت سرجن کچھ عرصہ مکمل آرام اور پرہیز لازم ہے نشتر ہسپتال کی رپورٹ لف ہے . التماس ہے کہ جب تک پورے طور پر شفایاب ہو کر اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہوتا اس عرصہ کی رخصت منظور کی جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چودھری محمد اعظم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چودھری محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں مورخہ 5 اپریل تا 11 اپریل 1973 بوجہ بیماری اسمبلی کے اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ لہذا ان ایام کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی :— مندرجہ ذیل درخواست رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

Due to sudden attack of Paralysis to my father I have to reach Karachi at once. Under the circumstances I request you to kindly excuse my absence from the present Session from 5th April, 1973. Thanking you.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور (شہید)

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم ریحانہ سرور (شہید) صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I hereby inform you that I could not attend the Assembly Session on 11-4-1973, because I was out of Lahore in connection with an urgent work. Therefore, leave may be allowed.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں مشتاق حسین ڈوگر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں مشتاق حسین ڈوگر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : -

میری والدہ حج سے واپس آ رہی ہیں - میں ان کو لینے کراچی جا رہا ہوں - اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا لہذا 22 اپریل 1973 سے 26 اپریل 1973 تک رخصت منظور فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظرا کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

قاضی محمد اسماعیل جاوید - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ میاں خورشید انور و دیگر ۵ ارکان اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۷۳ مورخہ ۴-۴-۷۳ کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۱۵ مئی ۷۳ تک توسیع کی جائے -

مسٹرسپیکر - کیا ۱۵ مئی سے پہلے رپورٹ پیش نہیں کی جا سکتی؟

میاں خورشید انور - جناب والا - مشکل ہے - وزیر اعلیٰ صاحب ابھی تک بھی نہیں آ رہے -

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ میاں خورشید انور ودیگر ۵ ارکان اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۷۳ مورخہ ۴-۴-۷۳ کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۱۵ مئی ۱۹۷۳ تک توسیع کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ چودھری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴-۲-۷۳ کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار واستحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ مئی ۱۹۷۳ تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ چودھری عبدالعزیز ڈوگر رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ تحریک استحقاق نمبر ۴۲ مورخہ ۲۴-۲-۷۳ کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار واستحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ مئی ۱۹۷۳ تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ رولز کے مطابق ضروری ہے کہ ایجنڈا اجلاس شروع ہونے سے کافی پہلے ممبران کو فراہم کر دیا جائے ۔ ہمیں افسوس ہے کہ نہ تو ہمارے اصل پتے پر ایجنڈا ارسال کیا گیا ہے اور نہ ہی یہاں عارضی رہائش پر ایجنڈا فراہم کیا گیا ہے ۔ اب اچانک یہاں آ کر پتا چلا ہے کہ یہ ایجنڈا ہے ۔ جناب والا ۔ اگر اس پر تیاری کر کے معزز ارکان نہیں آئیں گے تو اس کا کیا فائدہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب میں نے ۱۱ اپریل کو یہ اعلان کیا تھا کہ اس ایوان میں ۲۰ اپریل کیلئے جو ایجنڈا جاری ہوا ہے وہی ایجنڈا ۲۲ اپریل کو لیا جائے گا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ درست ہے مگر سوالات کے متعلق کیا حکم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اس کے ساتھ یہ بھی اعلان کیا تھا کہ اس روز وقفہ سوالات نہیں ہوگا ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ بھول گئے ہیں ۔ آپ نے یہ اعلان نہیں کیا تھا ۔ یہ تو بڑی زیادتی ہے کہ سوالات رہ جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میرے کمرے میں تشریف لائیں میں آپ کو ٹیپ سنا دونگا ۔

میاں خورشید انور ۔ اچھا جی ۔ مگر وہاں با کسنگ نہیں ہوگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے لکھکر یہ اعلان کیا تھا ۔

اب کچھ تحاریک استحقاق وزیر اعلیٰ صاحب سے متعلق ہیں ۔

I will take them at 5-30 p.m. today as there will be an afternoon session to-day.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آج اتوار ہے آج دوبارہ اجلاس نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اتوار کی چھٹی منانے کے لئے ہم سب یہاں جمع ہو رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آج شام کا اجلاس نہ رکھیں ۔ آپ نے پہلے اس کے متعلق نہیں فرمایا تھا کہ شام کو بھی اجلاس ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اب کہہ دیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ طریقہ یہ رہا ہے کہ جب بھی اس قسم کا فیصلہ جناب کرتے ہیں تو حزب اختلاف کے قائد کو آپ ضرور اعتماد میں لیا کرتے ہیں تو آج کیا وجہ ہو گئی ہے :

مسٹر سپیکر ۔ اعتماد میں تو لے لیا ہے ۔ اتفاق کی کوئی شرط نہیں ۔

میاں خورشید انور - جناب والا - جناب علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے فرمایا ہے کہ میرے ساتھ کوئی بات نہیں ہوئی ہے -

مسٹر سپیکر - ان سے بات ہوئی ہے - اگر مطلب یہ ہے کہ ان کے حکم کے تعمیل نہیں ہو رہی تو کبھی کبھی یہ گستاخی ہو جاتی ہے -

چوہدری محمد انور نارو - جناب سپیکر - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ تحریک مورخہ ۲۲ - ۳ - ۷۳ کے بارے میں مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء تک توسیع کی جائے -

مسٹر سپیکر - ۳۰ اپریل سے پہلے کوئی تاریخ مقرر کرلیں -

چوہدری محمد انور نارو - جناب والا - پہلی دفعہ مدت میں توسیع مانگی ہے - آپ اس میں توسیع کر دیں -

مسٹر سپیکر - میری یہ خواہش تھی کہ ہم جمعہ کے دن تک آزاد ہو جاتے مہینہ ڈیڑھ مہینہ آپ کو موقع مل جاتا اور آپ اپنے کاروبار یا اپنے حلقے کے کاموں میں کچھ وقت صرف کر سکتے -

چودھری محمد انور نارو - جناب والا - میں نے پہلی دفعہ مدت میں توسیع مانگی ہے - اس لئے آپ ۳۰-۴-۷۳ تک توسیع کر دیں -

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ حاجی محمد سیف اللہ خان رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے پیش کردہ تحریک مورخہ ۲۲-۳-۷۳ کے بارے میں مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ تک توسیع کی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری منظور احمد ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹر گاڑی ہائے پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ (مسودہ قانون نمبر ۴۲ بابت ۱۹۷۳) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ مئی ۱۹۷۳ تک توسیع کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) ہنگامی قانون موٹر گاڑی ہائے پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ (مسودہ قانون نمبر ۴۲ بابت ۱۹۷۳) کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ٹرانسپورٹ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ مئی ۱۹۷۳ تک توسیع کردی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

تحاریک التوائے کار

لاہور میں نمک کی قیمت میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیربحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۰-۳-۷۳ میں شائع شدہ خبر کے مطابق لاہور میں نمک کی قیمتوں میں حیرت انگیز اضافہ ہوگیا ہے اور اس وقت نمک کی قیمت سات آٹھ روپے فی من سے بڑھ کر ۱۲ سے ۱۵ روپے فی من ہوگئی ہے جبکہ یہ امر مسلمہ ہے کہ نمک ہر شخص کی انتہائی ضروریات زندگی میں شمار ہوتا ہے ۔ اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور غم وغصہ پایا جاتا ہے ۔

حاجی صاحب میں نے مزید تسلی کرنے کی کوشش کی تھی - یہ مسئلہ مرکزی حکومت سے متعلق ہے - But I would like the Honourable Ministers to note it. واقعی نمک اہم ضروریات زندگی میں سے ہے اور اس میں صوبائی حکومت کو بھی کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - اس بارے میں وزیر موصوف تو کچھ فرمائیں - میں نے نمک کی ڈیوٹی کے متعلق نہیں کہا - مرکزی حکومت نے ریٹ نہیں بڑھائے - ڈیوٹی نہیں بڑھائی مگر یہاں ہمارے صوبے میں قیمتیں کیوں بڑھ گئی ہیں -

وزیر خزانہ - جناب والا - اس سلسلے میں مناسب تحقیقات کی جائیں گی - جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ نمک کا سلسلہ پی - آئی - ڈی - سی کے ساتھ وابستہ ہے ان سے میں پوچھونگا اور کوشش کی جائے گی کہ اگر غیر ضروری طور پر قیمتیں چڑھ گئی ہیں اور اس کا کوئی جواز نہیں ہے تو تمام ایسی تدابیر اختیار کی جائیں گی جس سے قیمتیں نارمل پر واپس آ جائیں -

---

دھرم پورہ کی کچی آبادی کے کوارٹروں کی مسماری

مسٹر سپیکر - حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ لاہور نے دھرمپورہ کی کچی آبادی کے متعدد کوارٹر مسمار کردیئے ہیں جبکہ وزیر اعلیٰ نے کوارٹر مسمار کرنے سے قبل متبادل جگہ دینے کا یقین دلایا تھا مگر اس کے باوجود مورخہ ۱۹-۳-۷۳ کو کنٹونمنٹ بورڈ کے عملہ نے گیارہ کوارٹروں کو اس وقت گرا دیا جب کوارٹروں میں کوئی مرد موجودہ نہ تھا - ان کوارٹروں کے مکینوں کے بچے بے بارو مددگار کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں جس سے عوام میں سخت اضطراب - بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے -

اسی مضمون کی سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر ۴۸۸ بھی ہے -

دھرم پورہ کی کچی آبادی کے کوارٹروں کی مسماری

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ یہ مسئلہ دھرم پورہ لاہور میں کچی آبادی کے کوارٹر مسمار کرنے سے متعلق ہے ۔ روزنامہ نوائے وقت مورخہ ۲۰ مارچ کے مطابق پرانے دھرم پورہ لاہور کے مکینوں نے بتایا ہے کہ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ نے ان کوارٹروں کو مسمار کرنے کی کوشش کی تھی جس پر وہ ۱۲ مارچ کووزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس گئے ۔ انہوں نے یقین دہانی کرائی کہ ان کے کوارٹرز اس وقت تک مسمار نہیں کئے جائیں گے جب تک کوئی متبادل بندوبست نہیں ہو جاتا ۔ مگر کنٹونمنٹ بورڈ نے مورخہ ۱۹ مارچ کو ان کے کوارٹروں کو گرا دیا اس وقت کوارٹروں میں کوئی مرد موجود نہیں تھا اب ان کے بیوی بچے بے یارو مدد گار کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہوئے ہیں جس کے نتیجہ میں عوام میں شدید اشتعال اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔

محمد حنیف رامے صاحب کیا آپ اس پوزیشن میں ہیں کہ ابھی اس کا جواب دے سکیں ورنہ میں اس کو ساڑھے پانچ بجے لے لوں گا ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میری درخواست ہے کہ اسے شام تک ملتوی کر دیا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ Point of information, Sir ۔ جناب والا ۔ کیا کوئی معزز ممبر یا کوئی وزیر ایوان میں بیٹھ کر کوئی چیز کھا سکتا ہے (قطع کلا میاں) وزیر قانون صاحب اب بھی کچھ کھا رہے ہیں ان کی تلاشی لی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا وہ کوئی غم کھا رہے ہیں ۔ غصہ کھا رہے ہیں یا کوئی ٹھوس چیز کھا رہے ہیں ۔ (قہقہہ)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ فاضل رکن نے بالکل غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ میرا گلا بیٹھا ہوا ہے ۔ وہ ایک tablet تھی جو میں گلے کے لئے استعمال کر رہا ہوں تاکہ میں مؤثر طریقے سے فاضل ارکان کو جواب دے سکوں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی میانوالی شہر میں داخلے پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے مشہور عالم دین جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی کا میانوالی شہر میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی نے ایک ماہ کے لئے داخلہ بند کر دیا ہے جس سے عوام میں سخت اضطراب ۔ بے چینی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

اسی مضمون کی تحریک التوا نمبر ۴۸۲ حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی میانوالی شہر میں داخلے پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ چنیوٹ کا ممتاز عالم دین مولانا منظور احمد کا میانوالی ضلع کی حدود کے اندر داخلہ پر ایک ماہ کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ میانوالی نے پابندی عائد کر دی ہے جس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

اس کو بھی ساڑھے پانچ بجے شام پر رکھ لیتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جی ہاں ۔ ٹھیک ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جناب کو اچھی طرح سے اس بات کا احساس ہوگا کہ کئی سو التوا کی تحریکیں اس وقت پڑی ہوئی ہیں اور وہ انتظار کر رہی ہیں ۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی تشریف آوری کا لیکن ابھی تک وہ تشریف نہیں لائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اگر تشریف نہیں لائینگے تو میں ان کے لئے ایک دن مقرر کر دونگا ۔ اس دن گورنمنٹ کی طرف سے جس نے بھی ان کا جواب دینا ہوا وہ دے دیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ پہلے تو ایک جواز موجود تھا کہ وزیر اعلیٰ قومی اسمبلی کے ممبر ہیں اور دستور ساز اسمبلی کے بھی ممبر ہیں دستور سازی ہو رہی تھی اس کو اہمیت دیتے تھے اور وہاں تشریف لے جاتے تھے ۔ لیکن اب ان کی غیر حاضری کا کوئی جواز موجود نہیں ہے جتنی بھی تحاریک التوا پڑی ہیں وہ لا ۔ اینڈ آرڈر سے متعلق ہیں ۔ آپ انہیں پابند کریں کہ وہ ہاؤس میں آیا کریں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں اس سلسلے میں گذارش کرنی چاہتا ہوں کہ مجھے آج صبح ہی ان سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے ان کی طبیعت علیل ہے ۔ ان کا آج آنے کا ارادہ تھا اگر طبیعت ٹھیک ہو گئی تو وہ انشا اللہ ہاوس میں آئیں گے وگرنہ ان تحاریک التوا کا جواب دے دیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ امان اللہ لک صاحب کی تحریک نمبر ۴۸۳ ہے میں اسے نہیں لے رہا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ آپ کم از کم اس کو پڑھ کر سنا دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کوئی بات نہیں بعد میں آجائے گی ۔ اب تحریک التوا نمبر ۴۸۴ بھی لک صاحب کی ہے ۔

دھندی اسٹیٹ ضلع ڈیرہ غازی خان کی اراضی پر آباد مزارعین کا عدم تحفظ

مسٹر سپیکر ۔ چردھری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ دھندی اسٹیٹ واقع ضلع ڈیرہ غازی خان کی اراضی پر آباد ہزاروں مزارعین عدم تحفظ اور مشکلات سے دو چار ہیں ۔ حکومت کی واضح یقین دھانیوں کے باوجود دھندی اسٹیٹ کے مزارعین کو تا حال حق ملکیت نہ دئے گئے ہیں اور نہ ہی ان مزارعین کو کوئی تحفظ حاصل ہے اس اسٹیٹ کے نصف رقبے کو مزارعین کو تقسیم کر دیا گیا ہے ۔ بقایا نصف پر حق مزارعین کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت نے اس رقبہ پر آباد مزارعین کو کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا ہے ۔ اس امر کا

انکشاف انجمن تحفظ مزارعین دھندی اسٹیٹ نے مورخہ ۱۷ مارچ کو ایک اجتماع میں کیا ۔ مزارعین میں شدید بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ اگر حکومت نے فوری طور پر مداخلت نہ کی تو ہزاروں خاندان تباہ ہو جائینگے چونکہ ان مزارعین کو صرف حق ملکیت سے محروم ہی نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کو بے دخل بھی کیا جا رہا ہے ۔ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل ہے ۔ اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے ۔

سید صاحب یہ تحریک آپ کے محکمہ سے متعلق ہے ۔

وزیر مال ۔ یہ کاھلوں صاحب سے متعلق ہے ۔ اگر اجازت دیں تو واقعات عرض کر دوں وگرنہ شام کو ہو جائے گی ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ ملاحظہ فرمائیں کہ کس تاریخ سے التوا میں پڑی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کاھلوں صاحب موجود نہیں ہیں ۔ تحریک التوا ۴۸۵ چیف منسٹر صاحب کے متعلق ہے وہ موجود نہیں ہیں یہ بھی کل پر ملتوی کر لیتے ہیں اگر چیف منسٹر صاحب تشریف لائے ۔ تو رائے صاحب آپ نوٹ فرمائیں ۔ راجہ محمد افضل صاحب کی تحریک التوا نمبر ۴۸۶ بھی اسی سلسلہ میں ہے ۔

لاہور امپرو منٹ ٹرسٹ کی طرف سے پانی کے نرخوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے یہ مسئلہ لاہور امپرو منٹ ٹرسٹ کی جانب سے پانی کی فراہمی کے نرخوں میں مزید اضافہ سے پیدا شدہ صورت حال سے متعلق ہے ۔ روز نامہ امروز مورخہ ۲۰ مارچ کے مطابق لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کے شعبہ آب نے پانی کے نرخوں میں اضافہ کر دیا ہے ۔ نئے نرخوں کے مطابق گھریلو استعمال کے پانی پر ڈیڑھ روپے اور تجارتی مقصد کے لئے استعمال پر سات روپے ماہانہ کا اضافہ ہوا ہے ۔ نئی شرح کے مطابق گھریلو استعمال کے لئے ہر انچ قطر کے نلکوں پر ۱۸ روپے سہ ماہی اور تجارتی استعمال پر

۲۵ روپے ماہانہ وصول کیا جائے گا۔ ٹرسٹ نے ۱۹۶۷ میں پانی کی سپلائی کے نظام کو لاہور میونسپل کارپوریشن سے لیا تھا تو پانی کے نرخ گھریلو استعمال پر ۱۰ روپے ۸۰ پیسے سہ ماہی اور تجارتی ۱۰ روپے ماہانہ وصول کئے جاتے تھے۔ جب ٹرسٹ نے نظام سنبھالتے ہی گھریلو صارفین سے ساڑھے تیرہ روپے سہ ماہی اور تجارتی داروں سے ۱۸ روپے ماہانہ لینا شروع کر دیا تھا۔ اب ان نرخوں میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے۔ جس سے عوام میں پریشانی اور احتجاج کی لہر دوڑ گئی ہے۔

یہ کس کا محکمہ ہے۔

وزیر مال۔ یہ بھی وزیر اعلیٰ صاحب کا محکمہ ہے۔

مسٹر سپیکر۔ تحریک التوا نمبر ۳۸۹ ہو چکی ہے۔ اب ۳۹۰ کو لیتے ہیں۔

صوبہ پنجاب میں بے روزگاری میں غیر معمولی اضافہ

مسٹر سپیکر۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ یہ مسئلہ صوبہ پنجاب میں بے روزگاری کے غیر معمولی اضافہ سے متعلق ہے روزنامہ پاکستان ٹائمز ۲۱ مارچ ۱۹۷۳ کے مطابق پنجاب بھر میں بے روزگاری کی صورت حال خراب سے خراب تر ہو گئی ہے۔ ایک سرکاری جائزہ کے مطابق جو حال ہی میں مکمل کیا گیا ہے۔ روزگار مہیا کرنے کی رفتار برابر کم ہو رہی ہے۔ ۷۲-۱۹۷۳ کے دوران صوبہ میں رجسٹرڈ بے روزگاروں کی تعداد ۷۹۵۶۶ ہے جب کہ ان میں سے ۱۹۲۲ افراد کو روزگار فراہم ہو سکا اس کے مقابلے میں گذشتہ عرصہ رجسٹرڈ بے روزگاروں کی تعداد ۹۱۱۲۱ تھی جن میں سے ۱۶۶۴۳ افراد کو روزگار مہیا کیا گیا تھا۔ بے روزگاری کی اس خوفناک صورت حال سے عوام میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے ان میں یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ حکومت عوام کو روزگار فراہم کرنے بنیادی ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہی ہے۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ مسئلہ واقعی سنگین ہے لیکن یہ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل نہیں ہے ویسے بہت اہم ہے اور بے حد سنجیدہ بھی ہے حکومت کو اس کا احساس ہے ۔

Mr. Speaker. Would you like to take the House in confidence in this matter ?

اس کے متعلق پھر میں کوئی فیصلہ نہیں کرتا ۔

وزیر خزانہ ۔ کل کے لئے رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ جب یہ تحریک پیش ہوئی ہوگی میں آپ کو ایک دن پہلے بتا دونگا ۔

سید تابش الوری ۔ جس طرح وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ بے حد اہم ہے انہوں نے کہا ہے . . . .

Mr. Speaker. I am not going into that discussion at this stage. It is pending and he will take the House into confidence in this matter.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں نے بھی لائل پور ایگریکلچر یونیورسٹی کے متعلق متعدد تراہیم دی ہوئی ہیں ۔ لیکن وہ کہیں نظر نہیں آئیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا کے متعلق کیا فیصلہ ہوا ہے ۔

Mr. Speaker. It is pending. The Minisiter will take the House into confidence in this matter.

سید تابش الوری ۔ ایک باقاعدہ محکمہ روز گار موجود ہے یہ تمام کام اس کے متعلق ہے ۔ کیا بے روز گاری کی شرح کم ہو گئی ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ تفصیل سے جواب آ جائے گا ۔ تحریک التوا نمبر ۴۹۱ سردار عاشق صاحب سے متعلق ہے وہ ایوان میں موجود نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ میری بھی ایک تحریک نمبر ۴۰۳ pending ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ بھی بے روز گاری سے ملتی جلتی ہے ۔ یہ میں نے اس

میں نوٹ رکھا ہوا ہے کہ یہ پیش ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ یہ وزیر اعلیٰ کے لئے التوا میں رکھی ہوئی ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء

Mr. Speaker. Now we take up the University of Agriculure Lyallpur Bill, 1973.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور آپ کی ترمیم غیر موثر ہو گئی ہے کیونکہ یہ ۱۵ اپریل تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متد اول کرانے کے بارے میں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ اس سے پہلے بھی ترامیم دے چکا ہوں ان کا بھی وقت گذر گیا ہے ۔ یہ میرا قصور نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو پتہ تھا کہ ہاؤس ۲۲ اپریل ۱۹۷۳ء کو ہونا ہے ۔ آپ وقت پر تاریخ تبدیل کر لیتے ۔

میاں خورشید انور ۔ دو مرتبہ تاریخ بدل چکا ہوں ۔ یہ بڑی ضروری ترمیم ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب آپکی بھی یہی ترمیم ہے کہ ۲۱ اپریل تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔ اب یہ ترمیم غیر موثر ہوگئی ہے ۔ ترمیم نمبر ۳ حاجی سیف اللہ صاحب کی ہے اور ترمیم نمبر ۴ سید تابش الوری صاحب کی ہے ۔ اس کے بعد نمبر ۵ چوہدری امان اللہ لک صاحب کی ہے ۔ پھر نمبر ۶ سید تابش الوری صاحب کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ سیلیکٹ کمیٹی کی ہیں اور وہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے ہے ۔ یہ دونوں مختلف ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سیلیکٹ کمیٹی کی صرف نمبر ۶ ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب ۔ نمبر ۵ بھی سیلیکٹ کمیٹی کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس سٹینڈنگ کمیٹی کا لکھا ہوا ہے ۔ آپ اس کو چیک کریں ۔ اس کے پیش نظر دیکھا جائیگا کہ یہ پیش بھی ہو سکتی ہیں یا نہیں کیونکہ سٹینڈنگ کمیٹی میں تو اس کے nominees نہیں آ سکتے ۔ ترمیم نمبر ۳ ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

> That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1973.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1973.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Point of order, Sir. This Bill has already been introduced in the shape of Ordinance and later on, it came in the shape of a Bill on the 22nd January. Sufficient time was given for eliciting public opinion and I think this amendment should not be considered. If it is condsidered, then it is just wasting the time of the House.

مسٹر سپیکر ۔ آپ کا ایک پوائنٹ آف آرڈر آج کا ہو گیا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمیں باقی وقت کے لئے نجات مل گئی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ ابھی تو پانچ اور ترامیم آئی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : بہت اچھا ہم خیر مقدم کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری نمبر ۴ ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری یہ دونوں ترامیم ایک ساتھ لے لیں کیونکہ ان کی نوعیت ایک ہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے وہ چیک کرایا ہے ۔ نمبر ۴ آپ پیش کریں ۔

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

> That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 5th June, 1973.

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 5th June, 1973.

وزیر تعلیم ۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ نمبر ۵ بھی سیلیکٹ کمیٹی کی ہے ۔ آپ کی بات ٹھیک ہے ۔ اب میں ان دونوں کو اکٹھا لونگا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہمارے صوبہ میں زرعی یونیورسٹی لائلپور کا بل پہلی مرتبہ نافذ نہیں کیا جا رہا بلکہ اس سے پہلے بھی اسی قسم کا قانون دی ویسٹ پاکستان ایگریکلچر یونیورسٹی لائلپور کے نام سے اس صوبے میں نافذ رہا ہے ۔ اور اس قانون کی تنسیخ کرکے ایک نیا قانون لانے کا واحد مقصد یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو ایک بہتر قانون دیں جس طرح کہ اس ہی بل میں یہ واضح ہے ۔ کہ یہی بل ایک آرڈیننس کی شکل میں جنوری ۱۹۷۳ء میں نافذ ہو چکا ہے اور یہ قانون بہت حد تک پورہ عمل بھی ہو چکا ہے ۔ ہمیں یہ تحریک پیش کرنے کی قطعاً ضرورت محسوس نہ ہوتی کہ اسے آپ رائے عامہ کیلئے متداول کرائیں اگر اس قانون کو جو آرڈیننس کی شکل میں ہوبہو انہی الفاظ کے ساتھ پہلے نافذ ہے اسکو یونیورسٹی کے طلبا یونیورسٹی کے اساتذہ اور عوام نے اس چار ماہ کی مدت میں پسند کر لیا ہوتا ۔ بہر حال جو چیز ہمارے مشاہدے میں آئی ہے اور جو معلومات ہمیں ملی ہیں ۔ جس چیز کا ہمیں علم ہو سکا ہے ان کے پیش نظر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ نہ تو طلبا اس قانون کو چاہتے ہیں اور نہ ہی یہ انکے تقاضے پورے کرتا ہے اور نہ ہی یہ یونیورسٹی کو خود مختاری عطا کرتا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ یونیورسٹی کا ایک بنیادی حق ہے ۔ ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے طلبا کے جذبات کو سامنے رکھتے ہوئے اساتذہ کا احترام کرتے ہوئے اور رائے عامہ کو ملحوظ رکھتے

ہوئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس بل کو جس کے بارے میں حکومت یہ دعویٰ کرتی ہے - کہ ہم نے وہ تمام تقاضے پورے کر دیئے ہیں - ہم نے طلبا کو مطمئن کر دیا ہے - ہم نے اساتذہ کے جذبات اور خواہشات کا احترام کیا ہے مگر حقیقت اسکے برعکس ہےاس کا فیصلہ اور اسکا صحیح نتیجہ اسی وقت نکل سکتا ہے اسکے متعلق صحیح معلومات اسی وقت حاصل کی جا سکتی ہیں جب ہم قانون کے تقاضوں اور جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے مشتہر کریں اور ہم اس میں دیکھیں کہ آیا یہ قانون جو ان دعووں کے ساتھ نافذ کیا جا رہا ہے - کہ یہ پہلے قانون سے بہتر ہے تو طلبا اور اساتذہ کو مطمئن کرتا ہے ، کیا یہ اسکے تقاضے پورے کرتا ہے اگر واقعی عوام اسکو پسند کرتے ہیں جس کے متعلق میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ عوام طلبا اور اساتذہ اسے قطعاً قطعاً پسند نہیں کرینگے کیونکہ یہ انکے تقاضے پورے نہیں کرتا اور اسکی واحد کسوٹی یہی ہے کہ ہم اسے جمہوریت کے تقاضوں کے عین مطابق عوام کے سپرد کر دیں اور انکی رائے اس بارے میں معلوم کرلیں تو اسکے لئے مدت بھی دی گئی ہے تاکہ یہ indefinite period نہ ہو - میں نے یہ عرض کی ہے کہ اسے آپ ۳۱ مئی تک رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے متداول کرا دیں تاکہ رائے عامہ معلوم کرنے کے بعد جو خامیاں ہمیں بتائی جائیں یا جن جذبات کا اظہار انکی طرف سے ہوگا ان تمام چیزوں کو سامنے رکھ کر جب ہم قانون سازی کریں گےتو یہ ضرورت محسوس نہیں ہو گی کہ ہم ہر دس سال کے بعد ہر پانچ سال کے بعد یا ہر چار سال کے بعد ایک نیا قانون لائیں - اور پہلے قانون کی تنسیخ کرتے جائیں - میں گزارش کرونگا کہ میری یہ ترمیم کہ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کیلئے متداول کرایا جائے منظور کی جائے تاکہ وہ تقاضے پورے ہو سکیں اور وہ دعوے پورے ہو سکیں جن کے تحت یہ بل اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔

مسٹر سپیکر - تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب سپیکر - زرعی یونیورسٹی پنجاب کا اہم ترین تعلیمی اور تدریسی ادارہ ہے جو ہمارے اس زرعی ملک کے مستقبل کو سنوارنے - نکھارنے اور اسے نئے انقلابی رخ دینے کے سلسلے میں اہم ترین کردار ادا کر سکتا ہے -

آپ جانتے ہیں کہ زراعت سے متعلق ہماری آبادی کا بیشتر حصہ اس وقت جن ناگفتنی حالات سے دو چار ہے ان کے پیش نظر نہ صرف حال کیلئے بلکہ مستقبل کیلئے صحیح زرعی منصوبہ بندی اور معیشی ترقی کیلئے موثر اقدامات کی کتنی شدید ضرورت ہے۔ جب تک زراعت کے سلسلے میں صحیح تعلیمی منصوبہ بندی۔ صحیح تعلیمی معیار اور صحیح حکمت عملی مرتب نہیں ہوگی اس وقت تک یہ ملک نہ زرعی طور پر خود کفیل ہو سکتا ہے اور نہ ان لاکھوں مجبور اور بے کس عوام کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ جو غلط زرعی تعلیم اور غلط زرعی پالیسیوں کے نتیجے میں آج بھی انتہائی نامساعد حالات میں بھی غیر انسانی اور غیر مہذب زندگی بسر کر رہے ہیں۔

جناب والا۔ جمہوریت اور آمریت میں بنیادی فرق یہ ہوتا ہے کہ آمریت میں آمر کی غلطیوں کا کوئی ازالہ نہیں ہو سکتا۔ وہ ایک غلطی کرتا ہے اور پھر اس غلطی کے نتیجے میں بے شمار غلطیاں کرتا چلا جاتا ہے جب کہ جمہوریت میں جو سب سے مستحسن بات ہوتی ہے کہ اس میں غلطیوں کے ازالے اور تصحیح کے لیے بے شمار مواقع موجود ہوتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جہاں پارلیمانی نظام نافذ ہے وہاں قانون سازی کے وقت مختلف مواقع فراہم کیے جاتے ہیں تا کہ جمہوری رائے عامہ کی خواہشات و جذبات کے احترام میں کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو بنیادی طور پر پارلیمانی روایات اور جمہوری اقدار سے متصادم ہو۔ اس لیے جب کوئی بل پیش کیا جاتا ہے تو یہ گنجائش رکھی جاتی ہے کہ پہلے وہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور جب تفصیلی چھان پھٹک کے بعد وہ اسمبلی میں آئے تو اسمبلی میں یہ حق دیا جاتا ہے کہ وہاں کوئی بھی ممبر اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرانے کی تحریک پیش کر سکے۔

جناب والا۔ اس پر اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دوبارہ ایک اور حق دیا گیا ہے کہ کوئی بھی رکن اس بل کو مجلس منتخبہ کے سپرد کرا سکے۔ اور جناب والا مجلس منتخبہ کے سپرد کرانے کے بعد بھی جب بل واپس آجائے تو ایک بار پھر یہ حق دیا گیا ہے کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرانے یا دوبارہ مجلس منتخبہ کے سپرد کرنے کی تحریک پیش کی جا سکے۔

Mr. Speaker : Let us not interpret rules. Please deal with the subject.

سید قابس الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان بنیادی اقدامات کا محرک فلسفہ یہ ہے کہ کوئی ایسی بات نہ ہو جائے جو قانون سازی میں جمہوری اقدار کی صحیح طور پر عکاسی نہ کر سکے ۔ اس لیے جناب والا میں آج یہ تحریک پیش کر رہا ہوں کہ یہ بل رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جانا چاہیے تاکہ شعبہ زراعت و تعلیم سے متعلق مختلف طبقے موجود ہیں وہ مہارت فن کے ساتھ اس سلسلے میں اظہار خیال کر سکیں اور ایسی مناسب تجاویز و ترامیم پیش کر سکیں جن سے نہ صرف ہم استفادہ کریں بلکہ ہمارے ملک کا زرعی مستقبل بھی زیادہ بہتر طور پر اور زیادہ مثبت اور اچھے انداز میں سنوارا اور نکھارا جا سکے ۔

جناب والا ۔ زرعی یونیورسٹی کا یہ بل جس پر ہمارے پاس مختلف محضر نامے اور یادداشتیں اساتذہ اور طلبہ کی جانب سے موصول ہوئی ہیں ان میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ یہ بل ان مطالبات اور مقتضیات سے ہم آہنگ نہیں جن کے لیے اس ملک میں طلبہ اساتذہ اور جمہوری حلقے مسلسل جدوجہد کرتے رہے ہیں ۔ یہ بات درست ہے کہ اس میں بعض مطالبات کو جگہ دی گئی ہے اور اس کو ایک حد تک جمہوری صورت دینے کی بھی مساعی کی گئی ہیں لیکن مجموعی طور پر تاثر یہ ہے کہ یہ ایک حد تک پرانے آرڈیننس کا چربہ ہے اور اس میں وہ تمام بدعتیں اور خرابیاں موجود ہیں جو پچھلے آرڈیننس کا طرہ امتیاز سمجھی جاتی تھیں ۔

جناب والا ۔ اس سلسلے میں وزیر تعلیم یہ فرماتے رہے ہیں کہ مرکزی سطح پر اجلاس طلب کرکے لوگوں کی رائے معلوم کی گئی تھی ۔ لیکن آپ کو معلوم ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اساتذہ کی جماعتیں اور طلبہ کی انجمن مسلسل اس حقیقت کا اعتراف کرتی رہی ہیں کہ نہ صرف یہ کہ انکو مرکزی سطح پر صحیح نمائندگی نہیں دی گئی بلکہ ان کے مشوروں کو قطعی دوضرور اعتنا نہیں سمجھا گیا ۔

Mr. Speaker : Let us restrict ourselves to the subject under discussion.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کے اغراض ومقاصد میں کہا گیا ہے :

1. To democratise the University Legislation in accordance with the New Education Policy.

2. To safeguard the legitimate academic autonomy of the University.

3. Re-organization of the University of Agriculture, Lyallpur.

اگر ہم ان مقاصد کو حقیقی طور پر اس بل میں منعکس کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ جو متعلقہ ادارے ہیں ، جو متعلقہ طبقے ہیں اور جو رائے عامہ کی نمائندہ تنظیمیں موجود ہیں ان کو اس سلسلے میں اظہار خیال کا موقع دیا جائے ۔ آپ کو معلوم ہے کہ زرعی یونیورسٹی ایک کالج سے یونیورسٹی کی شکل میں تبدیل ہوئی ہے ۔ لیکن عملاً آج اس میں جس قسم کی حالات موجود ہیں اور وہ جس لائحہ عمل کے مطابق کام کر رہی ہے ، وہ کسی طور پر بھی عوامی اور جمہوری اقدار سے ہم آہنگ نہیں ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس بل کو ، اس سے پہلے کہ ہم یہاں زیر غور لائیں ، رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جانا چاہیے تاکہ اس کے مختلف پہلو تفصیل کے ساتھ ہمارے سامنے آ سکیں ۔

جناب والا ۔ اس بل میں جو بنیادی خرابی موجود ہے وہ یہ ہے کہ اس کو نئی تعلیمی پالیسی سے . . .

مسٹر سپیکر ۔ جب آپ کو oppose کرنے کا موقع ملے گا تو اس وقت اس پر بحث کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مجھے دلائل دینے کی ضرورت ہے کہ اس میں کیا چیزیں موجود نہیں ، اور کیا خرابیاں موجود ہیں جن کی وجہ سے اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کیا جانا چاہیے ۔ اس سلسلے میں اگر آپ مجھے

اجازت دیں تو میں نہایت اختصار کے ساتھ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بل طلبہ ، اساتذہ ، رائے عامہ اور جمہوری اداروں کے احساسات وجذبات کا قطعاً آئینہ دار نہیں ۔ بلکہ وہ یونیورسٹی آرڈیننس جو رسوائے زمانہ دور ایوبی میں نافذ کیا گیا تھا اس کا ایک چربہ یا ایک مثنیٰ ہے ، بلکہ اس کو بعض اعتبار سے زیادہ سنگین نوعیت دے کر زیادہ آمرانہ اور فسطائی اختیارات کا منبع بنا دیا گیا ہے ، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرائیں تاکہ اس کے نقائص کو دور کیا جا سکے اور اس میں ایسی اچھی تجاویز و ترامیم کو جگہ دی جا سکے جن کے بعد یہ بل رائے عامہ کے لیے قابل قبول ہو سکے اور اس ملک کے مستقبل کے لیے بھی مستحسن ثابت ہو سکے ۔ اگر یہ نہ کیا گیا اور اس کو غیر جمہوری انداز میں اور قانون سازی کی روایات سے متصادم کرکے یہاں صرف اکثریت کی بنا پر پاس کرنے کی کوشش کی گئی تو یاد رکھیے کہ پچھلے آرڈیننسوں کا جو حشر ہوا ، اس یونیورسٹی آرڈیننس کا ، اس بل کا حشر بھی اس سے مختلف نہیں ہوگا ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا۔ آج جو بل زیرغور ہے یہ عوام کے نمائندگان طلبا اور اساتذہ کے نمائندگان کی نظروں سے مرحلہ وار گزر چکا ہے اس پر پریس اور دانشور حضرات بھی اپنی رائے دے چکے ہیں اور ان سب کی رائے سے جو ترامیم ہونی چاہیں تھیں وہ کی گئی ہیں اور ۱۷ ترامیم اس میں پیش کر رہے ہیں ۔ جو شائع کیا گیا تھا ۔ اس لئے میں ان سب کو گنواتا ہوں کہ کن کن مراحل سے گزر کر ہم نے یہ بل پیش کیا ہے ۔ اسلام آباد میں جب سارے پاکستان سے طلبا اور اساتذہ کے نمائندے اور سب وزرائے تعلیم جمع ہوئے تو اس وقت ہمارے سامنے مغربی پاکستان ایگریکلچر یونیورسٹی بل تھا ۔ جو اس میں نقائص تھے ان کو زیر غور لایا گیا اور جو تجاویز دی گئیں ان کے مطابق ہم نے ایک خاکہ تیار کیا پھر ہر یونیورسٹی کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں ۔ اپنی ضروریات ہوتی ہیں ان کے مطابق ہم نے یہ

خاکہ بنایا اور آرڈیننس کی صورت میں اس کو شائع کیا۔ پھر جناب والا آرڈیننس بنانے کے بعد ہم نے اساتذہ اور طلبا کے نمائندوں سے گفت و شنید کی اور اس کی ایک ایک شق پر بات ہوئی اور جو انہوں نے ترامیم دیں وہ ہم نے قبول کر لیں۔ جناب والا۔ یہ بل تمام مراحل سے گزر چکا ہے اس لئے میں اس کی مخالفت کرتا ہوں کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے لئے متداول کرایا جائے۔

چوہدری امان اللہ لک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کورم پورا نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ گنتی کی جائے.... گنتی کی گئی.... کورم پورا نہیں ہے.... گھنٹی بجائی جائے.... گھنٹی بجائی جائی گئی.... کورم پورا ہو گیا ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ پوائنٹ اف آرڈر۔ جناب والا۔ جیسا کہ فاضل وزیر تعلیم نے فرمایا ہے کہ وہ اپنی طرف سے ۱۷ ترامیم اس میں پیش کر رہے ہیں۔ طریقہ کار یہ ہوتا ہے...

مسٹر سپیکر۔ انہوں نے یہ کہا ہے کہ موجودہ بل جو آرڈیننس کی شکل میں تھا اس میں ۱۷ ترامیم کرکے پیش کیا گیا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جو طلبا اور اساتذہ کے نمائندوں کے باہم مشورے سے کی گئی ہیں۔

مسٹر سپیکر۔ کیا بل میں ۱۷ ترامیم شامل کی گئی ہیں۔

وزیر تعلیم۔ جی ہاں۔ میں نے بالکل یہی عرض کیا ہے کہ آرڈیننس جب چھپ گیا اور وہ اساتذہ اور طلبا کے سامنے گیا اس کے بعد انہوں نے ان کی مرضی کے مطابق ان کی نمائندگی کو بہتر بنانے کے لئے یا یونیورسٹی کے کسی خاص تقاضے کو پورا کرنے کے لئے وہ تمام ۱۷ ترامیم ہم نے رکھ لی ہیں۔ یہ میں نے عرض کیا تھا۔

جناب والا۔ میں آخر میں صرف یہ عرض کروں گا کہ یہ بل عوام کی نظر سے گزر چکا ہے۔ اور وہ اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہیں۔ طلبا اور

اساتذہ براہ راست مجھے ملے اور ان کے نمائندگان کی جو مجلس ہے اس نے بھی اس بل کی ایک ایک شق پر نظر رکھی ہے اور ان کی نظروں سے گزر کر تمام مراحل سے گزر کر یہ بل پیش کیا گیا ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ اسے رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے۔

Mr. Speaker : The question is :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st May 1973.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 5th of June 1973.

(The motion was lost)

Mr Speaker : Chaudhri Amanullah Lak to move his amendment No. 5.

Chaudhri Amanullah Lak : Sir. I beg to move :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by 23rd April 1973 :—

1. Rao Muhammad Afzal Khan
2. Raja Muhammad Afzal Khan
3. Mirza Fazal Haq
4. Mian Muhammad Afzal Hayat

5. Miss Nasra Khokhar
6. Begum Rehana Sarwar
7. Mr. Muhammad Hanif Naru
8. Rana Phool Muhammad Khan
9. Chaudhri Lal Khan
10. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti
11. Chaudhri Amanullah Lak. (The mover)

Mr. Speaker: The motion moved is :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by 23rd April, 1973.

1. Rao Muhammad Afzal Khan
2. Raja Muhammad Afzal Khan
3. Mirza Fazal Haq
4. Mian Muhammad Afzal Hayat
5. Miss Nasra Khokhar
6. Begum Rehana Sarwar
7. Mr. Muhammad Hanif Naru
8. Rana Phool Muhammad Khan
6. Chaudhri Lal Khan
10. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti
11. Chaudhri Amanullah Lak. (The mover).

Minister For Education: I oppose Sir,

Mr. Speaker. Haji Muhammad Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan: Sir, I move:

That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the

Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 31st May, 1973 :-

1. Captain Ahmad Nawaz Khan.
2. Mian Muhammad Afzal Hayat
3. Rao Maratib Ali Khan
4. Mr. Muhammad Nawaz
5. Miss Nasra Khokhar
6. Mr. Muhammad Haneef Naru
7. Syed Nazim Hussain Shah
8. Mr. Muhammad Sadiq
9. Mr. Rustam Khan
10. Dewan Syed Ghulam Abbas Bokhari.
11. Rais Shabbir Ahmad
12. Haji Muhammad Saifullab Khan. (The mover)

Mr. Speaker: The motion moved is:

That the University of Agriculture Lyallpur Bill. 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by the 31st May, 1973:-

1. Captain Ahmad Nawaz Khan.
2. Mian Muhammad Afzal Hayat
3. Rao Maratib Ali Khan
4. Mr. Muhammad Nawaz
5, Miss Nasra Khokhar
6. Mr. Muhammad Haneef Naru
7. Syed Nazim Hussain Shah

8. Mr. Muhammad Sadiq
9, Mr. Rustam Khan
10. Dewan Syed Ghulam Abbas Bokhari
11. Rais Shabbir Ahmad
12. Haji Muhammad Saifullah Khan. (The mover).

Minister For Education: I oppose Sir.

Mr. Speaker: Syed Tabish Alwari to move his amendment please.

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ جیسا کہ اسکے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو بدین ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ وہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں اپنی رپورٹ ۵ جون ۱۹۷۳ تک پیش کرے ۔

۱ ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد ۷ ۔ جناب شوکت محمود
۲ ۔ مخدوم حمید الدین ۔ ۸ ۔ جناب محمد حنیف نارو
۳ ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۹ ۔ چودھری شبیر حسین چیمہ
۴ ۔ میاں خورشید انور ۱۰ ۔ بیگم بلقیس حبیب اللہ
۵ ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۱۱ ۔ سید ناظم حسین شاہ اور
۶ ۔ ملک غلام نبی ۱۲ ۔ سید تابش الوری (محرک)

Mr. Speaker: The motion is:

> That the University os Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 5th June, 1973 :-

1. Allama Rehmatullah Arshad.
2. Makhdum Hamid-ud-Din
3. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud
4. Mian Khurshid Anwar
5. Haji Muhammad Saifullah Khan
6. Malik Ghulam Nabi
7. Mr. Shaukat Mahmud
8. Mr. Muhammad Hanif Naru
9. Chaudhri Shabbir Hussain Cheema
10. Begum Bilquis Habibullah
11. Syed Nazim Hussain Shah
12. Syed Tabish Alwari, (The mover).

Minister For Education: I oppose Sir.

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ بل نہایت ہی اہمیت کا حامل ہے ۔ اس زرعی ملک میں سابقہ حکومتوں نے جس انداز سے اس شعبہ پر نظر کی اور صوبہ کے زرعی میدان میں اس کی ضرورت کے پیش نظر اس کالج کو یونیورسٹی میں تبدیل کیا گیا ۔ آج یہ بل جو ہمارے سامنے موجود ہے ۔ میرے نقطہ نگاہ سے اس کے ایک حصہ کو سامنے رکھا گیا ہے ۔ طلبا اور اساتذہ کی ڈیمانڈ ان کی مراعات ان کے نقطہ نگاہ سے جیسا کہ ابھی ابھی جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے بیان فرمایا ہے ان کو ملی ہیں ۔ وہ ایک پہلو تھا ۔ اس کے اصل پہلو کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے جو میں اس موجودہ حکومت سے کم از کم یہ توقع نہیں کرتا ۔ اس بل میں عملی طور پر زرعی اصلاحات نافذ ہونے کے ساتھ ساتھ زرعی یونیورسٹی میں کوئی انقلابی اصلاحات لانے کی ضرورت تھی تاکہ آنے والے وقت کے ساتھ یونیورسٹی پوری ضروریات اور افادیت کے ساتھ تعاون کر سکے اور جو کاشتکار اس صوبہ میں ہیں ان کی صحیح راہبری کی جا سکے ۔ اس حصہ کے پیش نظر میں نے اپنی ترمیم پیش کی ہے کہ اس کو مجلس منتخبہ کے حوالے کیا جائے کیونکہ تمام بل میں اس اہمیت کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ صوبہ میں جتنے زرعی شعبے کام کر رہے ہیں ان کا کوئی رابطہ یونیورسٹی کے ساتھ نہیں ہے اور اس بل میں ان کو منسلک نہیں کیا گیا ہے ۔ میں جناب کی وساطت سے اس معزز ایوان کے تمام ممبران کی خدمت میں گوش گزار کرنا لازمی سمجھتا ہوں کہ زرعی یونیورسٹی۔ پنجاب یونیورسٹی اور اکیڈمک کونسل میں بڑا فرق ہے ۔ اس بل کو شروع سے آخر تک پڑھا جائے تو تحقیقاتی شعبہ جو زرعی میدان میں اس وقت کام کر رہا ہے اس کا نہ کوئی رابطہ اور نہ کوئی تعلق ہے ۔ نہ حال ہی میں اور نہ مستقبل میں اس کی یونیورسٹی کے ساتھ کوئی وابستگی ہے ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ اگر اس کو محض تعلیمی نقطہ نگاہ سے اور اس کی اچھائیوں اور برائیوں کو سامنے رکھتے ہوئے پاس کر دیا جائے تو اس سے اس کا اصل مقصد پورا نہیں ہو گا ۔ جس مقصد کے لئے بیرونی ممالک میں یونیورسٹیاں کام کر رہی ہیں اور جو زمینداروں اور کاشتکاروں کے لئے ایک مشعل راہ ہیں ۔ اس بل میں تحقیقاتی ادارے یونیورسٹی کے موجود ہیں لیکن ان کے کام کو کاشتکاروں تک پہنچانے کی یا ان کی مشکلات کو یونیورسٹی کے ساتھ وابستہ کرنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے جیسے موجودہ جو محکمے ہیں مثلاً پلانٹ پروٹیکشن ۔ زرعی ترقیاتی بنک ۔ زرعی ترقیاتی کارپوریشن اور فارم میں جو وقتاً فوقتاً زرعی طور پر ہر حکومت کی نگاہ میں اچھے رہے ہیں ان کی وابستگی یونیورسٹی کے ساتھ نہیں ہے ۔ اس چیز کے پیش نظر میں اس بل میں اس کی شدید کمی محسوس کرتا ہوں کیونکہ یہ پہلو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ میں اپنے فاضل دوست جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی توجہ نہایت شدت سے محسوس کراؤں گا کہ یہ ان کی بد نصیبی ہے کہ ان کو زرعی بیک گراونڈ کا پتہ نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. Please no such remarks. First enquire from him.

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آپ نے چونکہ مجھے منع کر دیا ہے ۔ میرا مدعا یہ نہیں تھا کہ ان کی ذات پر کوئی حملہ ہو ۔ اس کے لئے عملی

تجربہ اس راستے میں حائل ہے کیونکہ جیسا نظر آ رہا ہے کہ آج تک زرعی میدان میں مشکلات کا جائزہ تک نہیں لیا گیا۔ اگر وہ لیتے تو شائد آج وہ بضد نہ ہوتے۔ پنجاب یونیورسٹی بل یا دیگر یونیورسٹیوں میں انتظامیہ کی اچھائیوں یا برائیوں کو سامنے رکھا جا سکتا ہے لیکن میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ کاشتکار کے لئے زرعی انقلاب لانے کے لئے موجودہ حکومت جو کر رہی ہے اس میں ایک بڑا خلا ہے۔ میں صرف ترمیم برائے ترمیم پیش نہیں کر رہا بلکہ میں اپنے ذاتی علم اور تجربہ کی بنا پر اور مستقبل پر نگاہ رکھتے ہوئے جناب والا آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اسکو عملی جامہ پہنانے کے لئے۔ زرعی انقلاب کو مستقبل میں لانے کے لئے جیسے بیرونی ممالک میں یونیورسیٹوں کا طریقہ کار رہا ہے اس پر نظر ثانی کریں۔ یہی وجہ ہے کہ بیرونی ممالک میں انقلاب اور زرعی انقلاب اس شدت سے آیا۔ وہاں تعلیم کو عملی زراعت کے ساتھ وابستہ کیا گیا ہے لیکن بد نصیبی سے اس بل میں اس چیز کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا ہے۔

جناب والا۔ میں جناب کی وساطت سے اپنے فاضل اراکین اسمبلی اور جناب ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی خدمت میں پر زور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بل کو کمیٹی کے حوالے کریں۔ ان واقعات کی روشنی میں جن کی میں نے نشان دہی کی ہے وہ کمیٹی اس معزز ایوان کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے تاکہ یہ بل یونیورسٹی کی انتظامیہ تک ہی حاوی نہ رہ جائے بلکہ عملی طور پر بھی کچھ ہو سکے۔ اور وہ زراعت کے محکمے جو آج تک یا ابھی ابھی سر گرم عمل ہیں ان کی وابستگی یونیورسٹی کے ساتھ کی جا سکے۔ اس گزارش کے ساتھ میں توقع کرتا ہوں کہ وہ میری اس ترمیم کو تسلیم کر لیں گے اور یہ بل مجلس منتخبہ کے حوالے کیا جائے تا کہ زمینداروں اور کاشتکاروں کی رائے معلوم کی جا سکے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہر قانون کے دو ہی پہلو ہوا کرتے ہیں اور ہر معاشرے میں دو ہی قسم کے قوانین نافذ کئے جاتے ہیں۔ بعض قوانین وہ ہوتے ہیں جس کا تعلق انسداد سے ہوتا ہے اور

جنہیں ہم بہت حد تک تعزیری کہتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ ایسے قوانین معاشرے میں جرائم اور خرابیاں اور اس قسم کی دوسری چیزوں کو ختم کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ اس قسم کے قوانین میں قطعاً یہ نہیں دیکھا جاتا کہ کیا ہمارا معاشرہ یا وہ لوگ جو جرائم کا ارتکاب کریں گے ان کے ذہنوں میں ان قوانین کے تسلیم کرنے کا مادہ پیدا ہو رہا ہے یا نہیں بلکہ ان کی منشا کے خلاف ان جرائم کو ختم کرنے کے لئے ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں اور ان کا مقصد فلاح و بہبود سے ہوا کرتا ہے ۔ معاشرے کی uplifting سے ہوا کرتا ہے اس کو اونچا اٹھانے کے لئے ۔ اس کو منضبط کرنے کے لئے ہوا کرتا ہے اور وہ قوانین معاشرے میں اچھی چیزوں کی ترویج پیدا کرنے کے لئے بنائے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ جہاں تک اس قانون کا تعلق ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک مشنری بل ہے ۔ یہ اس ملک کی زراعت کو بہتر بنانے کے لئے زراعت کاری کے لے بہتر افراد اور بہتر دماغ پیدا کرنے کے لئے روبہ عمل لایا جا رہا ہے اور جناب والا ۔ یہ بھی ایک تسلیم شدہ امر ہے کہ مشنری قوانین جو معاشرے کی اصلاح اور اس کی بہبود کے لئے بنائے جاتے ہیں جب وہ انہیں ذہنی طور پر قبول نہ کریں وہ قوانین کبھی نہیں چل سکتے اور نہ ہی وہ کامیاب ہوا کرتے ہیں ۔ معاشرے کی رائے معلوم کرنے کے لئے ۔ معاشرے میں اس بل کو قابل قبول بنانے کے لئے پہلا حل وہی تھا جس کا ہم پہلے اظہار کر چکے ہیں کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اسے متداول کرایا جائے لیکن چونکہ وہ تجویز نامنظور ہو چکی ہے تو اس کے لئے ہم نے ایک دوسری تجویز دی ہے جو اس سے بہتر نہیں ہے بلکہ lesser ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی مقصد پورا ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ مجلس منتخبہ کے پاس یہ بل بھیج دیں جو اس کی اچھائیوں کو دیکھے اور اس کو زیادہ سے زیادہ معاشرے اور عوام کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جنکا اس قانون کے ساتھ روزمرہ کا واسطہ پڑتا ہے قابل قبول بن جائے ۔ کہا جائے گا اور کہا جاتا ہے کہ جناب یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی سے بھی ہو کر آ گیا ہے اور وہ کمیٹی بھی عوام کے نمائندوں پر مشتمل تھی اور یہ ایوان بھی عوام کے نمائندوں پر مشتمل ہے ۔ مجھے تسلیم ہے ۔ کسی کو اس سے اختلاف نہیں مگر

جو طریق کار ایک سیلیکٹ کمیٹی کا ہوا کرتا ہے وہ سٹینڈنگ کمیٹی کا نہیں ہوا کرتا۔ سیلیکٹ کمیٹی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہوا کرتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر سٹینڈنگ کمیٹی بھی اپنے ان اختیارات کو بروئے کار لاتی اور عوام سے رابطہ پیدا کرتی اور ماہرین کو بلاتی اور ان کی رائے لیتی ان کے متعلق اس میں notes آتے اور ان کی آراء کو وقعت دی جاتی تو پھر بھی اس کو ضرورت محسوس نہیں ہو سکتی تھی کہ اس کو دوبارہ سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔ جناب والا۔ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ سیلیکٹ کمیٹی کا دائرہ عمل وسیع ہوتا ہے اور جب ہم یہ بل اس کمیٹی کے پاس بھیجیں گے تو یہ لازمی چیز ہے کہ سیلیکٹ کمیٹی اپنے دائرے کو بڑھاتے ہوئے اس کو عوام تک لے جاتے ہوئے عوام کے مختلف طبقوں سے وہ رابطہ پیدا کرے گی۔ طلباء اور ماہرین تعلیم سے ایگریکلچر یونیورسٹی کے اساتذہ سے وہ رابطہ پیدا کرے گی ان کی رائے معلوم کرکے اور ان کی خواہشات کو سامنے رکھ کر سیلیکٹ کمیٹی جو بھی فیصلہ کرے گی میں سمجھتا ہوں وہ اس مشنری قانون کے لئے نہایت ہی مفید ہوگا اور اس قانون کو زیادہ بہتر طریق پر رائج کرنے کے لئے اور ان کو ذہنی طور پر تسلیم کرنے کے لئے انتہائی مفید رہے گا پھر ہمیں اس قانون کو بار بار بدلنے یا توڑنے یا ختم کرنے کی نوبت یا ضرورت ہی پیش نہیں آئے گی۔ اس لیے میں استدعا کروں گا کہ اس بل کو سیلیکٹ کمیٹی کے پاس جس کی وضاحت ترمیم میں کر دی گئی ہے ایک مقررہ میعاد کے لئے بھجوا دیں اور اس کی رپورٹ آنے کے بعد ہم مناسب اور صحیح طریق سے اس پر غور کر سکیں اور اس کو جامع قانون بناتے ہوئے اس زراعت کی واحد یونیورسٹی کے لئے ہم اس کو پاس کر سکیں۔

سید تابش الوری۔ جناب سپیکر۔ موجودہ حکومت نے بارہا اعلان کیا ہے اور وہ اپنے اس دعوے میں بضد ہے کہ وہ اس ملک میں سماجی سیاسی اور معاشرتی انقلاب ہی نہیں بلکہ زرعی انقلاب بھی لانا چاہتی ہے اور زرعی انقلاب لانے کے لئے آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ زرعی یونیورسٹی اہم ترین۔ موثر اور فعال ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب صدر نے اور

مرگوڑی وزیر تعلیم نے بھی اس سلسلے میں متعدد بار یقین دہانیاں کرائی ہیں اور یہ کہا ہے کہ وہ اس ملک کے زرعی نظام کو زیادہ بہتر بنائیں گے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔۔ گنتی کی گئی ۔۔ ۷۲ ممبران ایوان میں موجود ہیں ۔ کورم پورا ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس ایوان کے ایک ادنیٰ رکن کی حیثیت سے یہ ضرور توقع رکھتا ہوں کہ اس ایوان میں جو فاضل اراکین موجود ہیں اور جو قانون سازی میں اہم حصہ لے رہے ہیں اور میرے اس طرف بیٹھنے والے حضرات اگر خود کو ان تقاریر سے مستفید نہیں کرنا چاہتے تو کم از کم ہمارا نکتۂ نگاہ سننے کے لئے انہیں یہاں موجود تو رہنا چاہیے ۔ یہ بات بڑی عجیب ہے کہ ہر ۱۵ منٹ کے بعد ہمیں آپ کی خدمت میں کورم کی گزارش کرنی پڑتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیئے ۔

سید تابش الوری ۔ تو جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت نے زرعی پالیسی کو نئے خطوط پر استوار کرنے کے لئے جو مواعید کئے ہیں ان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اس بل کو زیر غور لاتے وقت ان تمام تقاضوں کو پیش نظر رکھیں جن کے نتیجہ میں اس ملک کا حال اور مستقبل زرعی اعتبار سے تابناک ہو سکتا ہے ۔ جناب والا ۔ اس بل کے جو اغراض و مقاصد بیان کئے گئے ہیں ان کے متعلق میں ہلکا سا اشارہ کر چکا ہوں کہ یہ بل ان اغراض و مقاصد سے ہم آہنگ نہیں ہے بلکہ اس تعلیمی پالیسی کا بھی عکاس نہیں جس کے سلسلے میں ہماری حکومتی پارٹی کی بیشمار تعریف و توصیف اور قصیدہ خوانیاں ہوتی رہی ہیں ۔ اگر ہم پالیسیاں اس لئے مرتب کرتے ہیں کہ عوام میں واہ واہ ہو جائے اور عملاً اس کو نافذ و رائج نہ کیا جائے تو یہ الگ بات ہے ورنہ اگر ہمارے مقاصد یہ ہیں کہ ان تعلیمی زرعی پالیسیوں کو حقیقی طور پر ہمارے قوانین اور تعلیمی ادلیوں کا

جزو لاینفک بنایا جائے تو اس سلسلے میں عملاً اقدامات بھی کئے جانے چاہیں عملاً اقدامات صرف اس صورت میں ہو سکتے ہیں جب ہم ان پالیسیوں کے مطابق عجلت کئے بغیر اس بل میں مناسب ترامیم اور تجاویز کو جگہ دے سکیں اور اس کے لئے بہترین صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ہم اس بل کو مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیں تا کہ وہ اس کے تمام پہلوؤں کا نہ صرف جائزہ لے بلکہ اس سلسلہ میں ماہرین کی آراء منگوا کر یا ان کو کمیٹی میں طلب کرکے معقول اور مناسب قانون سازی کی سفارش کر سکے۔

جناب والا۔ اس بل میں اس کے مقاصد کی عکاسی موجود نہیں اور یہ تعلیمی پالیسی سے بھی ہم آہنگ نہیں۔ بل میں ایک ایسی ناقص زبان استعمال کی گئی ہے جو کسی جامع اور اعلیٰ قانون سازی کے شایان شان نہیں ہے۔ اس میں کمیٹی کی ایسی ضمن ہیں جن کو انتہائی غیر واضح اور مبہم قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس میں کئی ایسی ترمیمات ہیں جن کے تحت ان اداروں کو جو آئندہ چل کر یونیورسٹی کے مطلق العنان ادارے کہلائیں گے ایسے اختیارات دیئے جا رہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیئے گئے۔

جناب والا۔ آپ کو معلوم ہے کہ اس بل میں مجلس قائمہ کی سفارشات کے باوجود اڑھائی سو ترامیم پیش کی گئی ہیں۔ ہمارے سامنے ایجنڈے میں اس وقت تک تقریباً اڑھائی سو ترامیم موجود ہیں جو اس بل کے سلسلے میں ہمارے فاضل ارکان نے تجویز کی ہیں۔ ان سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ یہ بل کس قدر ناقص ہے اور کس قدر ناقابل قبول! ان ترامیم میں صرف حزب اختلاف کی ہی ترامیم شامل نہیں ہیں اس میں ہماری حکمران پارٹی کے بعض فاضل ارکان نے بھی متعدد ترامیم پیش کی ہیں جو اس بات کا ثبوت ہیں کہ نہ صرف حزب اختلاف اس بل سے مطمئن نہیں ہیں بلکہ خود حکمران پارٹی اس کو پسندیدہ اور قابل قبول نہیں سمجھتی اور اس میں مناسب ترامیم کرانا چاہتی ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری تجویز انتہائی برمحل اور مناسب ہے کہ مجوزہ ترامیم کے ساتھ اس بل کو مجلس منتخبہ کے سپرد کر دیا جائے۔ جناب والا۔ اڑھائی سو ترامیم ایک بڑی تعداد ہے جو اس بات کی متقاضی ہے کہ ان ترامیم کو عجلت میں زیر غور

نہ لایا جائے بلکہ تفصیل سے ان پر بحث کر کے اس سلسلے میں حتمی سفارشات مرتب کی جائیں ۔

جناب والا ۔ ان ترامیم میں ایک اہم ترین ترمیم یہ ہے کہ اس بل کو مذہبی تعلیم کے سلسلے میں زیادہ سے زیادہ موثر اور فعال بنایا جائے ۔ اس میں ایک ترمیم یہ بھی ہے کہ پروچانسلر کا عہدہ سیاسی مداخلت کی خاطر پیدا کر دیا گیا ہے اس کو ختم کر دیا جائے ۔ اس میں یہ بھی ترمیم ہے کہ اساتذہ کو جو نمائندگی دی گئی ہے وہ غیر موثر ہے اس لئے کہ ان کی انجمن کو باقاعدہ طور پر تسلیم کیا جائے ۔ اس میں یہ ترمیم بھی کی گئی ہے کہ طلبا کو تناسب تعداد کے لحاظ سے پورے طور پر نمائندگی کا حق بخشا جائے ۔ اس میں یہ ترمیم بھی موجود ہے کہ رائے عامہ کے جو مختلف نمائندے موجود ہیں ان کے انتخاب کا صحیح طریقہ اختیار کیا جائے اور جناب والا اس میں یہ ترمیم بھی موجود ہے کہ والدین اور رائے عامہ کے دوسرے طبقے کی نمائندگی کے لئے نئی تعلیمی پالیسی میں صدر پاکستان جناب ذوالفقار علی بھٹو نے جو اعلانات اور وعدے کئے تھے اور جن کی یہاں کوئی نشاندھی اور عملی صورت موجود نہیں انہیں بل میں تکمیل پذیر کیا جائے ۔

جناب والا ۔ یہ بل مجموعی طور پر نظر ثانی کا مستحق ہے کیونکہ نہ یہ پورے طور پر جمہوری ہے نہ اس کے تحت یونیورسٹی کو خود مختاری بخشی جا رہی ہے ۔ نہ اس کے تحت یونیورسٹی کے نظام کو از سر نو فعال اور موثر انداز میں مرتب کیا جا رہا ہے ۔ اس لئے اس بات کی بے حد ضرورت ہے کہ اس بل کے سلسلے میں ہماری اس تجویز کو قبول فرمائیں تاکہ نہ صرف یہ کہ اس ایوان کا وقت بچ سکے بلکہ اس ایوان کی طرف سے جو تجاویز پیش کی گئی ہیں مجلس منتخبہ ان پر تفصیلی غور کرنے کے بعد اس ایوان کو مستفیض کر سکے ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ خدا کے لئے اکثریت کے بل بوتے پر قانون سازی کرنے کی جو روایت ڈالی جا رہی ہے اس کو ترک کر دیجیئے ۔ جب تک آپ عوامی وجمہوری اقدار سے ہم آہنگ ہو

کر قانون سازی نہیں کریں گے اس ملک میں حقیقی جمہوریت کو فروغ نہیں دیا جا سکے گا اور قوم کا زرعی تعلیمی مستقبل کبھی خوش گوار نہیں ہو سکے گا۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس بل کو مجلس منتخبہ کے سپرد نہ کیا جائے بلکہ اس صوبے کی سب سے بڑی اسمبلی کے معزز اراکین جو یہاں بیٹھے ہیں ان کی نظر سے اس بل کی ایک ایک شق گزرے گی اور میں تمام معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ جو بھی معقول تجاویز وہ پیش کرینگے قبول کر لی جائیں گی۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بل ایک جامع صورت میں پاس ہو۔

Mr. Speaker: I will now put the motion of Chaudhri Amanullah Lak.

The question is :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 23rd April, 1973 :-

1. Rao Muhammad Afzal Khan
2. Raja Muhammad Afzal Khan
3. Mirza Fazal Haq
4. Mian Muhammad Afzal Hayat
5. Miss Nasra Khokhar
6. Begum Rehana Sarwar
7. Mr. Muhammad Hanif Naru
8. Rana Phool Muhammad Khan
9. Chaudhri Lal Khan
10. Sardar Amjad Hamid Khan Dasti
11. Chaudhri Amanullah Lak. (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Spekear: Next is by Haji Muhammad SaifullahKhan. The question is :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the constructions to report thereon by the 31st May, 1973 :-

1. Captain Ahmad Nawaz Khan
2. Mian Muhammad Afzal Hayat
3. Rao Maratib Ali Khan
4. Mr. Muhammad Nawaz
5. Miss Nasra Khokhar
6. Mr. Muhammad Haneef Naru
7. Syed Nazim Hussain Shah
8. Mr. Muhammad Sadiq
9. Mr. Rustam Khan
10. Dewan Syed Ghulam Abbas Bokhari
11. Rais Shabbir Ahmad
12. Haji Muhammad Saifullah Khan (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker. No, we come to the motion moved by Syed Tabish Alwari.

The question is :

That the University of Agriculture Lyallpur Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 5th June, 1973 :-

1. Allama Rehmatullah Arshad
2. Makhdum Hamid-ud-Din
3. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood
4. Mian Khurshid Anwar
5. Haji Muhammad Saifullah Khan
6. Malik Ghulam Nabi
7. Mr. Shaukat Mahmud
8. Mr. Muhammad Hanif Naru
9. Chaudhri Shabbir Hussain Cheema
10. Begum Bilquis Habibullah
11. Syed Nazim Hussain Shah
12. Syed Tabish Alwari. (The mover).

(The motion was last)

چوہدری امان اللہ لک ۔ جیسا کہ ابھی ابھی میں نے اپنی ترمیم کے سلسلے میں اس معزز ایوان کے ارکان کی توجہ ایک نہایت اہم اور مستقبل میں شدید اثر انداز ہونے والے امور کی طرف مبذول کرائی تھی ۔ میں مزید گزارش کرونگا کہ اس کو غیر تحقیقاتی انداز میں کاغذاتی طور پر بل کی صورت میں پیش کیا گیا ہے اگر ان بیرونی ممالک کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے جنکے ہم دست نگر ہیں تو معلوم ہوگا کہ وہ ملک خوراک کے معاملے میں بالا دستی حاصل کرنے کی وجہ سے بے شمار ملکوں پر حاوی رہے ہیں ۔ اس کے برعکس سب سے پہلے جو انقلاب ہم لانا چاہتے ہیں ۔ جسکے نعرے لگائے گئے تھے اور جسکی ضرورت کو سابقہ حکومتوں نے نظر انداز کیا تھا اسے ان پڑھ اور غیر تعلیم یافتہ زمیندار اور کاشتکار کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے ۔ فصلات کو نقصان ہونے اور کاشتکار کو ان تحقیقاتی فارمولوں سے اور اس تعلیمی ماحول سے علیحدہ رکھا گیا ہے جسکی صحیح معنوں میں ضرورت تھی اور یہی وجہ ہے کہ اگر ہم اپنے ماضی قریب میں دیکھیں تو ہمارا سر شرم اور ندامت سے جھک جاتا ہے کہ ہم زرعی ملک ہوتے ہوئے بھی دوسروں کے دست نگر ہیں جبکہ قانون قدرت نے اور اللہ تعالیٰ نے اس ملک کے اوپر اور خاص طور پر پنجاب کے اوپر بہت عطیات نازل کئے ہیں ان سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا ۔ لیکن آج اس بل کے سامنے آنے کے بعد موجودہ حکومت کی

زرعی اصلاحات کی ناکامی کا یہ منہ بولتا ثبوت ہے یہ بل ایک کتاب کی صورت میں میرے فاضل دوست ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے جو پیش کیا ہے اسکو میرے فاضل دوست اور اراکین اسمبلی غیر اہم سمجھتے ہوئے نظر انداز کر رہے ہیں میں یقین کے ساتھ ان دوستوں کی خدمت میں کہنا چاہتا ہوں کہ وہ زرعی انقلاب جسکے لئے ہم نان و نفقہ کے وعدے سن رہے ہیں ۔ اسکی مکمل طور پر نفی میں یہ بل ہے اور وہ خواب جو ہم دیکھ رہے تھے یا جسکے لئے ہر محب وطن کو اس پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور کے ساتھ لگاؤ ہونا چاہئے اور جو عین اسلام کے مطابق آب و دانہ حاصل کرنے کے لئے زرعی انقلاب لانے کیلئے ضروری تھا کہ اس زرعی یونیورسٹی لائل پور کو عملی طور پر تحقیقاتی شعبہ بنایا جائے اور اس پر نہایت غور و خوض کے بعد ماہرین کی رائے لینے کے بعد اس یونیورسٹی کو صرف تعلیمی ماحول تک محدود نہ رکھا جائے اور اسے اساتذہ اور طلبا تک محدود نہ رکھا جائے بلکہ اسے عملی طور پر کاشتکار کو اس کے ساتھ منسلک کیا جائے تاکہ وہ تحقیقاتی فارمولے جو وہاں پاس کیے جا رہے ہیں انکو زمیندار یا کاشتکار تک پہنچایا جائے میرے نقطہ نظر سے اس بل میں ان چیزوں کا شامل کیا جانا لازمی تھا جسے نظر انداز کیا گیا ہے ۔ اسکے بعد زرعی یونیورسٹی بل میں تحفظ فصلات اور تحفظ اراضیات کے شعبوں کو مکمل طور پر شامل کریں اور اس کو اس سلیبس تک محدود نہ رکھا جائے جو صرف مستعار کتابوں تک ہے ۔ مجھے اس بل کو پڑھنے کے بعد بڑا افسوس ہوا کہ اس پہلو کو صرف اساتذہ تک محدود رکھا گیا ہے اور اس معزز ایوان کے سامنے کوئی واضح دلائل یا ہدایات اس بل میں نہیں دئیے کہ اس یونیورسٹی کے وہ اساتذہ وہ طلبا وہ تحقیقاتی افسر وہ انقلاب لانے والے ہمارا ساتھ کس انداز سے دے سکیں گے ۔ ہم زرعی انقلاب لانے میں کوشاں ہیں اس کے لئے اصلاحات لائی جا رہی ہیں لیکن اس بل کو پڑھنے کے بعد ان چیزوں کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ دو قسم کے اب قانون بنائے جا رہے ہیں ایک کاشتکار کو اراضی دی جا رہی ہے اور دوسرے کو دیگر سہولتیں دی

جا رہی ہیں ۔ لیکن تیسری سہولت جو ہم اس بل کے ذریعے پہنچا سکتے ہیں اسکو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے یہی وجہ تھی جس کیلئے میں نے وہ ترمیم پیش کی تھی تاکہ اس بل میں وہ شامل کی جا سکے اور اس غریب کاشتکار کو جس کے نعرے تیز تر ہوتے جائینگے اور تیز تر ہو رہے ہیں وہ سہولیتیں نہیں دی گئیں بلکہ ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ زمیندار اور کاشتکار کو براہ راست اس بل کے ذریعے ان اساتذہ کے ساتھ کلی طور پر وابستہ کیا جائے تا کہ وہ انکو اس یونیورسٹی میں ٹریننگ دے سکتے اور انکی مشکلات کا جائزہ کلی طور پر لیا جا سکتا اور مختلف فارموں کو یونیورسٹی کی وسعت کے ساتھ ساتھ ان تحقیقاتی اداروں کے ساتھ وابستہ کیا جاتا لیکن اس پہلو کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جب ہم نے اراضی کو قومی تحویل میں لیا تھا تو اس پر بھی یہ بل پورا نہیں اتر رہا ہے ۔ بیرونی ملکوں کی یونیورسٹیوں کو دیکھا جائے تو وہ مکمل طور پر ایک ایسا جامع ادارہ ہوتی ہیں جو زرعی میدان میں مکمل طور ذمہ داری قبول کرتا ہے ۔ اسکے مستقبل کو بھی نظر انداز کر دیا گیا ہے اور موجودہ صورت حال پر بھی پورا نہیں اتر رہا ہے ۔ میں جناب والا آپکی وساطت سے فاضل اراکین اسمبلی سے یہ اپیل کرونگا اور خاص طور پر وہ دوست جو قدرتی طور پر میرے ہمنوا ہیں لیکن پارٹی ڈسپلن کے پیش نظر لب کشائی نہیں کر سکتے میں انکی بھی ترجمانی کرتا ہوں کہ وہ اس پر نہایت ٹھنڈے دل سے غور کر لیں اور اسکو نجی ادارے تک محدود نہ رکھیں بلکہ عوام کی افادیت کے لئے اس بل کو پاس کرنا ہو گا ۔ اسلئے میں جناب والا آپکی وساطت سے اپنے دوستوں سے اپیل کرونگا کہ وہ میری ان گزارشات کو ملحوظ رکھتے ہوئے بل کو واپس لے لیں ۔ اور اسکو اگلے اجلاس میں پیش کریں باقاعدہ طور پر صوبے میں دورے کئے جائیں اور زمینداروں کو ان میں شامل کیا جائے اسکے بعد اس بل کو نئے سرے سے اس ایوان میں پیش کیا جائے ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی توقع کرتا ہوں کے میرے فاضل دوست میری بات کو سمجھ گئے ہونگے اور میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا۔ زرعی یونیورسٹی بل میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے میں زراعت کا نظام منضبط کرنے زراعت کو فروغ دینے اور کاشتکاروں اور زمینداروں کی بہبود کیلئے نافذ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ اس ملک کی ۸۰ فیصد سے بھی زیادہ آبادی کا انحصار صرف اور صرف زراعت پر ہے ۔ میں سمجھتا ہوں زراعت ہی ہمارے ملک میں ریڑھ کی ہڈی کا کام دے رہی ہے اور یہ ملک دنیا میں ایک زرعی ملک کے نام سے موسوم ہے ۔ جہاں تک اس اصل مقصد کو حاصل کرنے کا تعلق ہے جس کیلئے یہ نام نہاد بل پیش کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم اس قانون کو منظور کر لیں ۔ اگر ہم اس بل کو پاس کر لیں تو یقینی طور پر اپنے صوبے کی وہ خدمت نہیں کر سکیں گے ۔ اپنے صوبے میں وہ زرعی نظام نہیں لا سکیں گے ۔ اور اپنے صوبے میں وہ زرعی ماہرین پیدا نہیں کر سکیں گے جن کی اس ملک کو اشد ترین ضرورت ہے ۔ جناب والا ۔ ہر قانون کی روح اس کے اغراض ومقاصد میں ہوا کرتی ہے ۔ آپ اس قانون کو بھی اس کے اغراض ومقاصد کی روشنی میں پرکھیں ۔ میں ایک بار پھر وہ اغراض ومقاصد آپ کے سامنے پڑھ کر سناتا ہوں جس میں بتایا گیا ہے کہ آخر یہ بل کیوں اس صوبے میں نافذ کیا جا رہا ۔ اس بل کو وضع کرنے کی کیوں ضرورت محسوس ہوئی وہ فرماتے ہیں :

1. To democratise the University Legislation in accordance with the New Education Policy.
2. To safeguard the legitimate academic autonomy of the University.
3. Re--organization of the University of Agriculture, Lyallpur.
4. The reason of this new University Legislation is that ill-famed 1961 Ordinance is to be replaced by a truly democratic University Legislation.

یہ ہیں وہ چار اغراض ومقاصد جو ہمیں بتائے گئے ہیں اور ان کی روشنی میں ہم یہ بل پاس کر رہے ہیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ اس میں کہاں آپ نے وہ جمہوری اقدار رکھی

ہیں جن کا دعویٰ آپ نے ان اغراض ومقاصد میں کیا ہے ۔ کونسی خود مختاری آپ نے یونیورسٹی کو بخشی ہے جس کے متعلق آپ نے واضح طور پر اپنے اغراض و مقاصد میں لکھا ہے ۔ آپ نے کونسی وہ خرابیاں دور کرنے کی کوشش کی ہے ہے جو ۱۹۶۱ء کے بد نام زمانہ یونیورسٹی آرڈیننس میں تھیں اورآپ نے انکو باقی نہیں رکھا ؟ میں کہتا ہوں کہ اگر آپ اس بل کو بغور دیکھیں اور اس کا بغور مطالعہ کریں تو یہ چاروں خصوصیات یہ چاروں مقاصد جو اس بل کیلئے آپ نے ہمیں بتائے ہیں کہ ہم ان کو عملی جامہ پہنانے کیلیے یہ نئی قانون سازی کر رہے ہیں اور ۱۹۶۱ء کے قانون کو منسوخ کر کے ایک نیا قانون بنا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں ان میں سے کوئی ایک چیز بھی یہاں پر نہیں ہے ۔ اس زرعی یونیورسٹی کا کام صرف درس وتدریس ہی نہیں ہے بلکہ اگر آپ اسکے شعبے اور اسکے مقاصد دیکھیں اور اسکے ساتھ ساتھ اگر آپ اسکی jurisdiction دیکھیں تو آپکو یہ علم ہو جائیگا کہ یہ یونیورسٹی صرف جامعہ نہیں بلکہ اس کا انحصار ۔ اسکی تشکیل اس کا اثر عام چھوٹے سے چھوٹے کاشتکار سے لے کر بڑے سے بڑے اگریکلچر گریجوایٹ تک پہنچتا ہے اور اسکے لئے اس بل میں دی گئی کلاز نمبر ۴ واضح ہے جس میں لکھا گیا ہے کہ یونیورسٹی کے مندرجہ ذیل اختیارات حاصل ہونگے ۔ گو اس میں اختیارات کا نام دیا گیا ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہیں اس یونیورسٹی کے وہ کام بتائے گئے ہیں وہ چیزیں بتائی گئی ہیں جو اس یونیورسٹی نے بروئے کار لانے ہیں اور انکو عملی جامہ پہنانا ہے ۔ وہ اختیارات یہ ہیں :

(الف) ۔ زراعت ۔ عمرانی و طبعی علوم ۔ ہیومینیٹیز اور علم کے دیگر ایسے شعبوں میں تعلیم و تدریس کا انتظام کرنا جنہیں وہ موزوں خیال کرے نیز علمی تحقیق اور علم کی ترقی و اشاعت کیلئے ایسے طریق پر اہتمام کرنا جس کا وہ تعین کرے

(ب) یونیورسٹی اور کالجوں میں رائج کئے جانے والے نصابات تعلیم تجویز کرنا ۔

(ج) امتحانات کا انعقاد کرنا اور ایسے اشخاص کو ڈگریاں ۔ ڈپلومے سرٹیفکیٹ اور دیگر تعلیمی امتیازات جاری کرنا

اور عطا کرنا جنہیں مجوزہ شرائط کے تحت داخلہ دیا گیا ہو اور جنہوں نے امتحانات میں کامیابی حاصل کر لی ہو۔

(د) منظور شدہ اشخاص کو مجوزہ طریق پر اعزازی ڈگریاں یا دیگر امتیازات عطا کرنا۔

(ہ) ایسے اشخاص کیلئے جو یونیورسٹی کے طالبعلم نہ ہوں ——

یعنی یہ صرف عام آدمی اور طلبا تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر کاشتکار اور ہر زمیندار جو اسکا باقاعدہ طالبعلم نہ ہو مگر وہ زراعت کے پیشہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ اسکا بھی اس میں دخل ہو اور اس کیلئے بھی اس یونیورسٹی نے انتظام کرنا ہے جس میں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ۔

ایسے اشخاص کیلیے جو یونیورسٹی کے طالبعلم نہ ہوں اس طریق پر تعلیم و تدریس کا اہتمام کرنا جو یہ متعین کرے اور ایسے اشخاص کو سرٹیفکیٹ اور ڈپلومے عطا کرنا۔

(و) ایسے اشخاص کو ڈگریاں عطا کرنا جنہوں نے مجوزہ شرائط کے تابع انفرادی طور پر حقیقی کام سر انجام دیا ہو۔

یعنی یونیورسٹی میں رہنے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر کوئی باہر رہ کر بھی ریسرچ کرے تو اس کو بھی یونیورسٹی نے پرکھنا ہے۔ اسکو بھی جانچنا ہے اور اسکے معیار کو بھی اس نے چیک کرنا ہے اور اسکو بھی سراہنا ہے ——

(ز) مجوزہ شرائط کے تابع تعلیمی اداروں کا الحاق کرنا یا ان کا الحاق منسوخ کرنا۔

(ح) مجوزہ شرائط کے تابع تعلیمی اداروں کو اپنی مراعات عطا کرنا اور اسی مراعات کا واپس لے لینا۔

جناب والا ۔ میں تضیع اوقات کا باعث نہیں بننا چاہتا بل کے دو تین صفحات تک یونیورسٹی کا کام بتائے گئے ہیں جو اس نے انجام دینے ہیں ۔ میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کا کام صرف درس‌وتدریس نہیں ہے ۔ یہ صرف طلبا تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ اس نے ریسرچ بھی کرنی ہے اس نے کاشتکار کیلئے بھی کام کرنا ہے ۔ اس نے زمیندار کے لئے بھی کام کرنا ہے اس نے اس صوبے کو اور اس ملک کو زراعت میں خود کفیل بھی بنایا ہے اور وہ مقاصد جو زراعت میں پوشیدہ ہیں اور جن کو اس صوبے کی انتہائی ضرورت شمار کیا جاتا ہے ان کو پورا کرنا ہے ۔ اور وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہم اس یونیورسٹی میں زیادہ سے زیادہ ان لوگوں کو نمائندگی دیں جن کا اس سے واسطہ ہے ۔ آپ کو معلوم ہے اور آپ اچھی طرح سے جانتے ہیں کہ اسی صوبے کی ۸۹فیصد آبادی باہر اس یونیورسٹی کی نمائندگی کرتی ہے مگر یونیورسٹی کے اندر آپ نے کاشتکاروں کا صرف ایک نمائندہ رکھا ہے اور اس کی بھی تخصیص کر دی ہے کہ ان کا صرف ایک نمائندہ ہوگا اور دوسرا انیمل ہسبینڈری کا ہوگا اور ان دونوں کو جناب چانسلر نامزد کریں گے ۔ جناب والا ۔ طلبا جو زیادہ تر یونیورسٹی کا ہی حصہ ہوتے ہیں اور طلبا پر ہی اس کا انحصار ہوا کرتا ہے آپ دیکھیں کہ اس ساری یونیورسٹی کی نمائندگی میں آپ نے دو طلبا کو نمائندگی دی ہے ۔ کیا آپ سمجھتے ہیں ۔ کیا آپ یہ تسلیم کر سکتے ہیں کہ جن لوگوں کیلئے آپ یہ قانون بنا رہے ہیں جن کا زیادہ سے زیادہ واسطہ اس قانون سے رہا ہے انکو آپ باہر رکھیں ۔ انہیں آپ اعتماد میں نہ لیں ۔ انہیں آپ صحیح نمائندگی نہ دیں اور پھر آپ توقع رکھیں کہ اس قانون کا بھی حشر ۱۹۶۱ء کے قانون سے کچھ مختلف ہو یہ قطعی طور پر ایسا نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ جو خرابیاں ۱۹۶۱ء کے یونیورسٹی کے قانون میں تھیں ہم انکو دور کرتے ۔ ان میں سب سے بڑی خرابی یہ تھی کہ وہ قانون جمہوری نہیں تھا ۔ اس میں یونیورسٹی کو خود مختاری نہیں دی گئی تھی بلکہ زیادہ سے زیادہ باہر سے آدمی ۔ افسروں میں سے اور محکموں میں سے اس میں مسلط اور متعین کئے گئے تھے جو اسکو کسی شکل میں نہ تو جمہوری بنا سکتے تھے اور نہ اسکی خود مختاری پر قرار رکھ سکتے تھے اور بلکہ اس سے بھی بڑھ

کر اور خرابی آپ نے اس قانون میں پیدا کر دی ہے ۔ اگر آپ اسکو جمہوری بنانا چاہتے تھے ۔ اگر آپ اسکو فعال بنانا چاہتے تھے اور اگر آپ اسکو قابل عمل بنانا چاہتے تھے تو آپ نے ان تمام خرابیوں کو دور کیا ہوتا ۔

آپ دیکھتے کہ اس قانون کے تحت اگر انھوں نے چار نامزد آدمی رکھے تھے تو آپ نے اس کے برعکس دس نامزد آدمی رکھ دیے ۔ اگر اس قانون میں انھوں نے زیادہ سے زیادہ اختیارات کو کم کرنے کی کوشش کی تو آپ نے اس یونیورسٹی پر مسلط رہنے کے لیے اس یونیورسٹی پر آمریت قائم کرنے کے لیے اور اس کے فیصلوں کو اپنی مرضی کے تابع بنانے کے لیے زیادہ سے زیادہ اس قانون کو آمرانہ بنانے کی کوشش کی ۔ یاد رکھیں کہ یونیورسٹیاں طلبہ کی ملکیت ہوا کرتی ہیں ، یونیورسٹیاں تعلیمی ادارے ہوا کرتی ہیں ، یونیورسٹیوں کے اندر جتنا بھی زیادہ سے زیادہ شخصیات کا عمل دخل آپ پیدا کریں گے یقین رکھیں وہ یونیورسٹیاں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتیں ۔ یونیورسٹی کو ڈیموکریٹک بنانے کا واحد حل یہ تھا کہ اس میں زیادہ سے زیادہ طلبہ کو نمائندگی دیتے ، زیادہ سے زیادہ کسانوں کو نمائندگی دیتے تاکہ وہ اپنے مطالبات پیش کر سکتے ، اپنے لیے یونیورسٹی میں جو کچھ بھی بہتر سمجھتے وہ اس کو پورا کرا سکتے ۔ آپ ایک طرف تمام تر اختیارات اپنے پاس رکھ رہے ہیں ، تمام تر یونیورسٹی کو آپ اپنے نامزد کردہ افراد پر مبنی اقرار دے رہے ہیں ، پھر آپ یہ کہتے ہیں کہ ہم یونیورسٹی کو جمہوری بنا رہے ہیں ، ہم اس کو اٹانومی دے رہے ہیں ، ہم اس کی خرابیاں دور کر رہے ہیں ، میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف سنہری دعوے ضرور کہے جا سکتے ہیں ، جو فریب دینے کے لیے تو بہترین الفاظ ہیں جو اغراض و مقاصد میں آپ نے سنہری ورق کی طرح اس بل کے اوپر لپیٹ کر رکھ دیے ہیں ، اگر اس کے اندر دیکھیں ، اگر اس کے اوراق کھول کر دیکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ تمام کی تمام یونیورسٹی کو آپ نے متعفن کر دیا ہے اور اس میں وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے جو یونیورسٹی بل کے ہوتے ہیں ۔ سب سے بڑی خرابی جو اس بل میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ ہوتی رہی ہے اور پہلے سے بھی ہوتا رہا ہے کہ آخر آپ یونیورسٹی کے لیے قانون بناتے ہیں تو وہ علیحدہ علیحدہ یونیورسٹی کے لیے کیوں بناتے ہیں آخر اس کی آج تک وجہ کیوں نہیں بتائی گئی کہ آپ

کیوں یہ توقع رکھتے ہیں کہ آج اس صوبے میں صرف ایک زرعی یونیورسٹی ہے تو کل کو دو نہیں ہو جائیں گی ، چار نہیں ہو جائیں گی ۔ جس طرح کہ ہم نے دیکھ لیا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے علاوہ صوبے میں اور بھی یونیورسٹیاں بنانے کی تجویزیں پیدا ہو رہی ہیں ، اور بھی یونیورسٹیاں بن رہی ہیں آخر اس میں کیا مصلحت ہے کہ ہر نئی یونیورسٹی جو بھی آپ بنائیں اس کے لیے نیا قانون بنائیں ، اس کے لیے نیا ضابطہ بنائیں ، اس کے لیے نیا بل لائیں ، اس کے لیے نیا آرڈیننس لائیں ۔ صرف اس کا جواز یہ تو ہو سکتا ہے کہ اس قانون کے تحت اگر آپ کو کوئی گرفت میں کمی محسوس ہوتی ہے آپ کی گرفت اس یونیورسٹی سے ذرا ہلکی ہوگئی ہے اور آپ کا اس پر قبضہ بہت تھوڑا ہوگیا ہے تو نئی یونیورسٹیاں بناتے وقت ان کے لئے جو قانون ہوں گے وہ تمام کمی آپ اس میں پوری کر دیں ۔ میں کہتا ہوں کہ جب صوبہ ایک ہے ، نظام ایک ، علاقہ ایک تو پھر یونیورسٹیوں کے لیے ایک ایسے یونیورسٹی کا علیحدہ قانون بنانے کا مدعا اور مقصد کیا ہے ۔ کیوں نہ ہم اس یونیورسٹی کا نام ایگر یکلچرل یونیواسٹی آف لائل پور کی بجائے پنجاب یونیورسٹی آف ایگریکلچر رکھ دیں ، اس میں یونیورسٹیز رکھ دیں ، تاکہ جتنی بھی یونیورسٹیاں اس وقت زراعت کے متعلق ہیں ، یا جو مابعد یونیورسٹیاں بنیں گی وہ سب اس قانون کے تحت کام کریں گی ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۶۶ ممبر موجود ہیں ایوان میں کورم پورا ہے ۔ حاجی سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آخر ہر یونیورسٹی کے لیے الگ قانون بنانے کا مدعا اور مقصد کیا ہے ، یا تو میں کہوں گا کہ یہ آپ حتمی فیصلہ کر چکے ہیں کہ ایک سے زیادہ زرعی یونیورسٹی اس صوبے میں نہیں بنے گی اس لیے آپ نے اسے ایک یونیورسٹی ، اور ایک نام اور ایک شہر تک محدود کر کے رکھ دیا ہے ، اگر آپ چاہتے ہیں ، اگر آپ سمجھتے ہیں ، اگر آپ تسلیم کرتے ہیں کہ اس صوبے میں زیادہ سے زیادہ یونیورسٹیوں کی ضرورت ہے ، اس صوبے میں زیادہ سے زیادہ ریسرچ کی ضرورت ہے ، اس صوبے میں زیادہ سے زیادہ زراعت

کاری کی ضرورت ہے تو پھر ہمیں زرعی یونیورسٹیاں بڑھانی پڑیں گی ، ان کا دائرہ کار ہمیں بڑھانا پڑے گا زیادہ یونیورسٹیاں قائم کرنی پڑیں گی ، جب وہ ساری یونیورسٹیاں جو اس کے علاوہ اس صوبے میں بنیں گی وہ اس صوبے کی ملکیت ہونگی ، اس صوبے میں کام کریں گی تو پھر مجھے بتائیں کہ کیا آپ یہی قانون دوسری یونیورسٹی جو آپ ایگریکلچر کی بنائیں گے ، اس کے لیے لاگو کر سکتے ہیں ؟ قطعاً نہیں ، آپ نے صرف ایک یونیورسٹی کے لیے یہ قانون بنایا ہے تو وہ ایک یونیورسٹی کی حد تک رہے گا ۔ میں کہتا ہوں کہ قانون بنائیں ، لیکن اس میں حد نہ رکھیں ، وہ ایک ادارے کے لیے نہ ہو بلکہ ایک جامع قانون بنائیں ، تمام صوبے کے لیے بنائیں ، بعد میں جو بھی یونیورسٹیاں آپ بنائیں وہ اس قانون کے تابع بنتی چلی جائیں ، یہی قانون لاگو ہوتا چلا جائے اور اس کے مطابق وہ کام کرتی جائیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ موجودہ قانون موجودہ بل چونکہ ان اغراض و مقاصد کو پورا نہیں کرتا جو اغراض ومقاصد اس بل میں لکھے گئے ہیں اس لیے یہ آئینی لحاظ سے بھی ، ضوابط کے لحاظ سے بھی ، قواعد کے لحاظ سے بھی ، میں سمجھتا ہوں ، قطعاً اس قابل نہیں ہے کہ ہم اسے پاس کریں ، بلکہ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ قواعد کے تحت ہر بل کے ساتھ اغراض ومقاصد دینے پڑتے ہیں ۔ جب کوئی بل کوئی قانون ان اغراض و مقاصد کی نفی کرے تو وہ قانون آئینی طور پر بھی قابل قبول نہیں ہے اور ہم اسے پاس نہیں کر سکتے ، چونکہ یہ بل اغراض و مقاصد کی نفی کرتا ہے ، یہ بل یونیورسٹی کو جمہوریت نہیں دیتا ، آمریت دیتا ہے ، یہ بل یونیورسٹی کو اٹانومی نہیں دیتا بلکہ اس نے اسے محتاج بنا کر رکھ دیا ہے ، اس بل نے اس بل کی خرابیوں کو دور نہیں کیا ، جس کو اس یونیورسٹی کے طلبہ اور اس صوبے کے عوام پہلے ہی رد کر چکے ہیں ، ان تمام حالات کے تابع میں استدعا کروں گا کہ یہ بل قطعی طور پر قابل قبول نہیں اور وہ مقاصد پورے نہیں کرتا جو اس میں رکھے گئے ہیں اس لیے اس بل کے بجائے وہ لائیں جو آپ کے اغراض و مقاصد کی تائید کرے تاکہ وہ صوبے کے عوام ، صوبے کے طلبہ ، اس ملک کی زراعت اس علاقے کی ترقی کے لیے صحیح معنوں میں سود مند ثابت ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ ہر ترقی یافتہ باشعور اور جمہوریت سے ہم آہنگ قوم اپنے قومی تشخص کے لئے ایک منفرد تعلیمی تشخص کی محتاج ہوتی ہے ۔ جب تک کوئی قوم اپنے تعلیمی نظام کو اپنے حالات اور مقتضیات کے مطابق تیار نہ کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو اس وقت تک صف اقوام میں اس کا کوئی امتیاز اور اعزاز قائم نہیں ہو سکتا ۔ جناب والا ۔ قوم کے لیے تعلیم کی نوعیت اور اہمیت بالکل وہی ہوتی ہے جو ایک جسم کے لئے خون کی حیثیت ہے ۔ جس طرح خون پورے جسم میں جاری و ساری ہو کر اس کو فعال بناتا ہے متحرک رکھتا ہے اور اس کی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتا ہے ۔ اسی طرح سے تعلیمی نظام اور تعلیم ہمارے قومی نظام میں اور ہمارے قومی جسم میں ایک روح متحرکہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جس قوم نے اپنی اس روح متحرکہ کو عصر نو کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے موثر اور فعال بنا لیا اس نے ہمیشہ تاریخ ساز کار نامے انجام دئے ۔ لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ اب تک سامراجی نظام تعلیم کے اسیر ہیں اور سامراجی اور فرنگی تعلیم کی قباحتیں اب تک ہمارے پاؤں کی زنجیریں بنی ہوئی ہیں ۔ ہمارے اکثر سیاستدان راہنما اور حکمران اقتدار میں آنے سے پہلے ہمیشہ یہ دعوے کرتے ہیں کہ ہم اپنے اقتدار کے دوران اس سامراجی اور فرنگی نظام تعلیم کا قلع قمع کر دیں گے اور ایک ایسا انقلابی نظام اس ملک میں رائج کریں گے جو ہماری ضروریات اور قومی مقتضیات سے ہم آہنگ ہوگا ۔ لیکن یہ عجیب المیہ ہے کہ جب وہ لوگ برسراقتدار آتے ہیں تو اپنے ان مواعید سے اپنے ان اعلانات سے اپنے ان نعروں سے اپنی ان یقین دہانیوں سے یکسر منحرف ہو جاتے ہیں اور اسی فرسودہ نظام تعلیم کے لکیر کے فقیر ہو کر اس ملک میں تعلیمی اور تدریسی انحطاط کے لئے دروازے کھولتے جاتے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ قول وعمل کے اس تضاد نے ہماری پوری قوم کو نہ صرف انحطاط بلکہ رسوائی اور ذلت کے غاروں میں دھکیل دیا ہے ۔ ہم جو کہتے ہیں اس پر عمل نہیں کرتے اور جس پر عمل کرتے ہیں اسے کہتے ہوئے شرماتے ہیں ۔ ہمارے اعمال سے اسی غلامانہ ذہن کی عکاسی ہوتی ہے جس کے نتیجے میں اس برصغیر نے دو سو سال تک غلامی کے

مصائب و آلام کا مقابلہ کیا ہے۔ عمل اور قول کے اس تضاد پر علامہ اقبالؒ نے جن کی ہم کل ہی برسی منا چکے ہیں طنز کیا ہے وہ کہتے ہیں؛

تجلی کی فراوانی سے فریاد
خرد کی تنگ دامانی سے فریاد
گوارا ہے اسے نظارہ غیر
نگہ کی نامسلمانی سے فریاد

جناب والا۔ جب تک ہم اس سامراجی نظام تعلیم کو تبدیل نہیں کریں گے ہمارے ملک کا تعلیمی مستقبل چاہے وہ زراعت سے وابستہ ہے۔ چاہے وہ ثقافت سے وابستہ ہے چاہے وہ سماجی اور سیاسی انقلاب سے وابستہ ہے۔ کسی صورت میں بھی تابناک نہیں ہو سکتا۔ مثالی نہیں ہو سکتا اور توقعات اور امیدوں سے ہم آہنگ نہیں ہو سکتا۔ جناب والا۔ اس بل کے جو مقاصد بیان کئے گئے ہیں ان میں اہم ترین مقصد یہ ہے کہ اس بل کے ذریعے یونیورسٹی میں جمہوریت کو زیادہ سے زیادہ رائج اور نافذ کیا جائے۔ یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری بخشی جائے یونیورسٹی کو نئی تنظیم دے کر زیادہ سے زیادہ موثر اور فعال بنایا جائے۔ اور یونیورسٹی کو نئی تعلیمی پالیسی سے ہم آہنگ اور ہم عکس بنایا جائے یہ وہ بنیادی مقاصد ہیں جن کے پیش نظر آج کا زیر بحث بل ہمارے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ لیکن جب ہم اس بل کا تفصیلی جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ صرف لفاظی ہے نعرہ بازی ہے لیکن حقیقتاً اس بل میں ان مقاصد کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی گئی جس کے باعث یہ رائے عامہ کے لئے قابل قبول بن سکے۔ یہ بل ایک حد تک یقیناً جمہوری بھی ہے اور ایک حد تک یقیناً اس پر خود مختاری کا ملمع بھی کر دیا گیا ہے لیکن حقیقتاً نہ یہ پورے طور پر جمہوری ہے نہ اس کے ذریعہ زراعتی یونیورسٹی کو خود مختاری بخشی گئی ہے۔ نہ یہ نئی تعلیمی پالیسی سے ہم آہنگ ہے اور نہ اس کی تنظیم اور ترتیب میں کوئی انقلابی عمل کارفرما ہے۔ جناب والا۔ نئی تعلیمی پالیسی میں جسے اس حکومت نے اپنے کارناموں میں سب سے امتیازی کارنامہ قرار دیا ہے صحفہ ایک پر نئی تعلیمی پالیسی کی روح بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔

New Education Policy.

> . . . ensuring the preservation promotion and practice of basic ideology of Pakistan and making it a code of national life. Building up national cohesion by promoting social and cultural harmony compatible with our basic ideology through the conscientious use of educational process.

جناب والا ۔ اس تعلیمی پالیسی کے تحت جو حکومت کی طرف سے شائع کی گئی ہے واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ ملک کے تعلیمی نظام میں چاہے وہ کسی بھی شعبے سے متعلق ہو نظریہ پاکستان کو رائج و نافذ کرنے کے لیے تمام ممکن صورتیں اختیار کی جائیں گی نہ صرف یہ کہ دوسرے شعبوں میں اس سلسلے میں کوئی اہم اور موثر عملی اقدامات نہیں کئے گئے بلکہ آج جو بل ہمارے زیر غور ہے اس میں کوئی ایسی ضمن کوئی ایسی دفعہ کوئی ایسا حصہ موجود نہیں ہے جس میں نظریہ پاکستان کو طلبا کے ذہن میں راسخ اور یہ رائج کرنے کے لئے کوئی تجویز کوئی اشارہ اور کوئی لائحہ عمل طے کیا گیا ہو ۔ یا کسی ادارے کو اس سلسلے میں کوئی ایسے اختیارات دیے گئے ہوں جو اس نئی تعلیمی پالیسی کے مطابق پاکستان کے طلبا میں نظریہ پاکستان نافذ کرنے کے لئے موثر ثابت ہو سکیں ۔ جناب والا ۔ آپ نے دیکھا ہے کہ نظریہ پاکستان سے انحراف ہی ہمارے اس ملک کے ٹکڑے کرنے کا باعث بنا ہے ۔ یہ نظریہ پاکستان سے انحراف ہی ہے جس نے ہماری نئی نسل کو نہ صرف اسلام سے گم گشتہ کر دیا ہے بلکہ ہمارے مختلف شعبوں میں انحطاط اور بے یقینی کی صورتیں پیدا کر دی ہیں ۔ اس وقت ہمارا بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے بنیادی نصب العین کو نظر انداز کر دیا ہے ۔ اس نئی تعلیمی پالیسی میں بجا طور پر اس اہم نکتہ پر زور دیا ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ اس تعلیمی پالیسی کو اس زراعتی یونیورسٹی بل میں کسی طور پر بھی منعکس نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے اب بھی یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس ملک میں مذہبی اور قومی تشخص کا کوئی احترام اور کوئی جذبہ موجود ہے تو اس بات

کی اب بھی گنجائش ہے کہ ہم اس بل کے ذریعے اس نظام کو رائج و نافذ اور لوگوں کے دلوں میں نقش کرنے کے لئے ایسی تجاویز اور ایسی ترامیم لائیں تاکہ ہماری یہ نوجوان نسل مستقبل کے لئے نظریہ پاکستان کے تحفظ کی ضمانت بن سکے۔

جناب والا۔ نئی تعلیمی پالیسی میں اور اختصاص کے ساتھ اس یونیورسٹی بل میں جو وعدہ کیا گیا ہے اس کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ یہاں مذہبی تعلیم پر زور دیا جائے گا۔ قومی تعلیمی پالیسی کے صفحہ ۳۷ میں واضح طور پر کہا گیا ہے:

> Steps will be taken to ensure that the curricula and text-book for all stages do not contain anything repugnant to or inconsistent with the cultural and ethical values of Islam.

یہ تعلیمی پالیسی واضح طور پر اعلان کرتی ہے کہ اس ملک کے تمام تعلیمی مدارس میں مذہبی تعلیم۔ سماجی اور معاشرتی اقدار سے ہم آہنگ ہوگی اور ایسی اصلاحات یا ایسی ریفارمز لائی جائیں گی جن سے مذہبی تعلیم اس ملک میں طلباء کے دلوں پر نقش کی جا سکے۔

چوہدری امان اللہ لک۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ کورم نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر۔ گنتی کی جائے۔ . . گنتی کی گئی . . . کورم نہیں ہے۔ گھنٹی بجائی جائے۔ . . . گھنٹی بجائی گئی. . . . کورم پورا ہو گیا ہے۔ مسٹر تابش الوری۔

سید تابش الوری۔ جناب والا۔ میں گذارش کر رہا تھا کہ نئی تعلیمی پالیسی کا ایک اہم عنصر یہ ہے کہ تمام مدارس میں مذہبی تعلیم کا نفاذ ہو لیکن ہمارا یہ موجودہ بل اس سلسلے میں کسی لائحہ عمل سے یکسر تہی نظر آتا ہے۔

جناب والا۔ نئی تعلیمی پالیسی میں ایک اوراہم نکتہ جس پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے۔ تعلیمی نظام میں بالخصوص یونیورسٹی میں طلبا اور اساتذہ کے ساتھ یونیورسٹی کے رجسٹرڈ گریجوایٹ ان کے والدین اور کمیونٹی کا اشتراک عمل ہے۔ اس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ:

> ensuring active participation of teachers,

studeuts and representatives of parents and community at large in educational affairs.

اس تعلیمی پالیسی کے تحت نہ صرف اساتذہ کو نمائندگی کا استحقاق بخشنے کا وعدہ کیا گیا ہے بلکہ طلباء کے والدین اور کمیونٹی کی طرف سے بھی نمائندگی دینے کی یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

اسی طرح سے جناب والا اس تعلیمی پالیسی کی تشریح اور تعبیر کے لیے جناب صدر مملکت نے بنفس نفیس ایک اہم تقریر فرمائی تھی جو ملک کے تمام تعلیمی اداروں اور رائے عامہ کی تنظیموں میں بڑے عرصہ تک زیر بحث رہی۔ اس کے صفحہ ۴ پر کہا گیا ہے کہ:

The ill-famed University Ordinance which has caused us much avoidable unrest amongst the students and teachers will be replaced by an enlightened and progressive legislation which will democratize the working of the Universities and ensure full participation in their affairs by representatives of teachers, students and parents.

اس اہم تقریر کے صفحہ ۱۱ پر جناب صدر مملکت نے ایک دفعہ پھر اسی اہم نکتہ کو دہراتے ہوئے کہا ہے کہ:

Providing academic freedom and due autonomy to higher educational institutions within the framework of national security and the active participation of teachers, students and representatives of parents and the community in their administration.

جناب والا۔ نئی تعلیمی پالیسی اور صدر مملکت کے ارشادات کی روشنی میں والدین اور community at large کو اس یونیورسٹی میں موثر نمائندگی دینے کا اہتمام کیا جانا چاہیے لیکن یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ یہ بل نہ صرف رائے عامہ کے جذبات و احساسات کی نمائندگی نہیں کرتا بلکہ خود نئی پالیسی اور صدر مملکت ذوالفقار علی بھٹو کے اعلانات سے بھی تصادم ہے۔ یہ بل قطعی طور پر ان کی اس یقین دہانی کو پورا نہیں کرتا۔ جس میں واضح طور پر د

گیا ہے کہ والدین اور کمیونٹی کو نمائندگی دی جائے گی اس بل میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں اور کوئی ایسی گنجائش نہیں جس کی رو سے والدین اور کمیونٹی کو نمائندگی کا استحقاق بخشا گیا ہو ۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیرتعلیم اس سلسلے میں کوئی justification پیش کر سکیں۔ یہ قطعی طور پر مرکز کی ہدایات اور صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو کے اعلانات کی نفی کرتا ہے ۔ اس اعتبار سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومتی پارٹی کو بھی کسی طور پر قابل قبول نہیں ہو سکتا ۔ میں مطالبہ کرتا ہوں کہ اس بل کو پاس کرنے سے پہلے اس اہم نکتہ کی طرف توجہ کرکے زرعی یونیورسٹی میں والدین اور کمیونٹی کی نمائندگی کا اہتمام کیا جانا چاہیے ۔

جناب والا ۔ زرعی یونیورسٹی اس صوبہ کا ایک ممتاز ادارہ ہے لیکن یہ یقیناً تعجب خیز بات ہے کہ یہ ادارہ عمارت کے اعتبار سے ۔ ڈیپارٹمنٹ کے اعتبار سے پھیل رہا ہے لیکن عمل اور نتائج کے اعتبار سے روز بروز سکڑتا جا رہا ہے ۔ ۱۸۰۰ کے اواخر میں زرعی کالج لائل پور قائم کیا گیا تھا یہ کالج اپنے زمانہ میں برصغیر میں ایک امتیازی حیثیت کا حامل تھا ۔ اور آج بھی اس زمانے کے گریجوایٹ ہماری بڑی متاع ہیں ۔ جناب والا ۔ اس زمانے میں اس کالج کے نتائج اس قدر بہتر تھے کہ دور دور سے یہاں داخلے کے لئے آیا کرتے تھے اور یہاں کے فارغ التحصیل گریجوایٹ کو برصغیر میں بڑی ممتاز ملازمتیں ملا کرتی تھیں ۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں نہ صرف فلسفہ اور تھیوری پڑھائی جاتی تھی بلکہ زراعت کی عملی تعلیم کا بھی صحیح معنی میں وسیع پیمانے پر انتظام کیا گیا تھا ۔ جو بھی گریجوایٹ فارغ التحصیل ہوتے تھے وہ زراعت کے مختلف شعبوں سے عملاً واقف ہوتے تھے ۔ انہیں ہل چلانا آتا تھا ۔ ٹریکٹر چلانا آتا تھا ۔ کھاد ڈالنی آتی تھی اور اس سلسلے میں جتنی بھی لازمی ضروریات ہیں ان سب سے آگاہی اور تجربے کے بعد انہیں فارغ التحصیل کیا جاتا تھا ۔ ۱۹۶۱ء میں جب اس کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا تو اس میں بیشمار تحقیقاتی ادارے اور بلڈنگیں بن گئیں ۔ متعدد faculties کا اضافہ ہوا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ عملی تربیت کا جو نہایت اہم اور بنیادی عنصر کی حیثیت رکھتا تھا اس کو اب حذف کر دیا گیا ہے ۔ اب صورت یہ ہے کہ وہاں سے جو گریجوایٹ

فارغ التحصیل ہوکر آتے ہیں ان کو زرعی تھیوری کا تو علم ہوتا ہے لیکن وہ عملی طور پر زراعت کے تجربات سے بہت حد تک نابلد ہوتے ہیں - پہلے عملی تربیت کے ۱۵۰ نمبر ہوتے تھے لیکن اب یہ چیز سرے سے ختم کر دی گئی ہے -

مسٹر سپیکر - کیا اس بل میں ۱۰۰ نمبر کا ذکر ہے ؟

سید تابش الوری - اس میں نہیں ہے - اسی لئے تو میں عرض کر رہا ہوں کہ اس بل کو واقعی زرعی اعتبار سے اس ملک کے مستقبل کے لئے کس طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے - اس وقت اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ کالج اور یونیورسٹی کے تعلیمی نظام میں عملی تربیت پر زیادہ سے زیادہ زور دیا جائے جب تک ہم گریجوایٹس میں یہ ہنر پیدا نہیں کریں گے تب تک لاکھوں روپیہ خرچ کرنے کے باوجود ہم ان کو زرعی انقلاب لانے کے لئے عملاً تیار نہیں کر سکیں گے - جناب والا - ملک میں پیروزگاروں کی ایک فوج تیار کرنے سے بہتر یہ ہے کہ - - - -

میاں خورشید انور - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - آپ اس ایوان کے حقوق کے محافظ ہیں - آپ تو خود استحصال فرما رہے ہیں - بار بار وقفہ کے لیے عرض کی گئی ہے اور آپ نے آج شام کا اجلاس بھی بلا رکھا ہے تو بھی آپ چائے کا وقفہ نہیں کر رہے -

مسٹر سپیکر - شاہ صاحب کی تقریر جلد ختم ہونے والی ہے - بعد میں وقفہ کر لیں گے -

میاں خورشید انور - وہ بڑی لمبی تقریر ہے - چائے کا وقفہ ہونا چاہیے جناب والا -

مسٹر سپیکر - اب وقفہ چائے کے لیے آدھ گھنٹہ کے لیے ایوان کی کارروائی ملتوی کی جاتی ہے - بارہ بج کر ۵ منٹ پر دوبارہ اجلاس کی کارروائی شروع ہوگی -

(اس مرحلہ پر چائے کے لئے ایوان کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(چائے کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -)

مسٹر سپیکر - سید تابش الوری -

سید قاہش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں گذارش کر رہا تھا کہ یونیورسٹی کو بے روزگاروں کی فوج تخلیق کرنے کی بجائے ایسے کردار اور ایسے افراد کی تخلیق و تربیت کے لئے مخصوص کیا جانا چاہیے جن کی پوری قوم کی اجتماعی فلاح اور ترقی کے لئے ضرورت ہو ۔ مجھے یقین ہے کہ فاضل وزیر تعلیم اس سلسلے میں کچھ ایسی عملی تجاویز مرتب کریں گے اور اس بل میں انہیں اس طرح سے سنوارنے کی کوشش کریں گے کہ زراعتی یونیورسٹی اس صوبے کی ضروریات ہی نہیں بلکہ پورے ملک کی زراعتی ضروریات کے پیش نظر ماہر گریجوایٹ فارغ التحصیل کر سکے ۔ ورنہ آپ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ اگر مشتعل اور frustrated نوجوان یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہمارے معاشرے میں میں پھیلتے چلے گئے تو اس کے نتائج بڑے ہولناک ہوں گے ۔ سب جانتے ہیں کہ بیشتر نوجوان ملازمتوں کے تصور سے سرشار ہو کر داخلہ لیتے ہیں ۔ لیکن ہمارے یہاں کے پالیسی ساز اداروں اور منصوبہ بندی کرنے والے لوگ اب تک لوگوں کو یقین دہانی کرانے میں قطعاً ناکام رہے ہیں کہ اس ملک کی ضرورت کے مطابق کتنے گریجوایٹ اور کس قسم کے کتنے تعلیم یافتہ افراد ہمیں چاہئیں اور انہیں کہاں کھپایا جائے گا ۔ جب تک یہ منصوبہ بندی نہ ہو کہ ہمیں کتنے لوگوں کی ضرورت ہے اور کتنے لوگ تعلیم پا کر اور کس قسم کی تعلیم پا کر ان اداروں سے باہر نکل رہے ہیں اس وقت تک ہمارے ملک میں بے روزگار کا جو اژدھام نظر آتا ہے اس کا خاتمہ نہیں ہو سکے گا ۔

جناب والا ۔ یونیورسٹی بل میں جہاں اور دوسرے ادارے قائم کئے گئے ہیں وہاں ایک چانسلر کمیٹی بھی موجود ہے ۔ اس کے لئے بھی ایک الگ ضمن ایزاد کی گئی ہے اور اس چانسلر کمیٹی کا کام یہ ہے کہ وہ دوسرے تعلیمی اداروں کی تشکیل تک یونیورسٹی کے تمام مسائل اور معاملات طے کرتی رہے گی ۔ یہ چانسلر کمیٹی جو یونیورسٹی میں چھوٹی سطح پر ایک عبوری حکومت کی حیثیت رکھتی ہے وہ بے انتہا اختیارات کی حامل ہے ۔ اس کو وہ تمام اختیارات دیئے گئے ہیں جو مختلف حیثیت حاکمہ کو یونیورسٹی میں حاصل ہوتے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ چانسلر کمیٹی کو زیادہ کارآمد اور زیادہ موثر بنانے کے لئے ایسے افراد کو نامزد کیا جائے جو یونیورسٹی کے

مختلف طبقوں کے اعتماد کے ساتھ کام کر سکیں ۔ اس وقت اس میں نمائندگی کی جو صورت موجود ہے وہ بیشتر نامزدگی کی حیثیت رکھتی ہے اور اس نامزدگی میں بھی اساتذہ اور طلبا کی نمائندگی موثر نہیں ہے۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ چانسلر صاحب یہ کمیٹی نامزد کرتے وقت یا اس کو منتخب کراتے وقت ایک تہائی ایسے نمائندوں کو نامزد کرے جس میں اساتذہ اور طلبا کو نمائندگی کا استحقاق حاصل ہو۔ جناب والا۔ یہ کمیٹی چونکہ اس بل کی روح کو یونیورسٹی میں کار فرما کرنے کے لئے بنیادی کام کرے گی ۔ اس لئے اس میں ایسے ماہر فن ۔ ایسے اہل ۔ ایماندار اور مخلص افراد موجود ہونے چاہئیں جو یونیورسٹی کا آئندہ لئے ڈھانچے تیار کرتے وقت یا اس کے لئے ایک لائحہ عمل ترتیب دیتے وقت ان تمام مقتضیات سے با خبر ہوں جن کے لئے ہم آج اس بل کو منظور کرنے کے لئے یہاں جمع ہیں ۔

جناب والا ۔ ایک اور ستم ظریفی یہ ہے کہ چانسلر کمیٹی کی تشکیل کے لئے تو ایک خاص دفعہ موجود ہے ۔ لیکن اس میں یہ کہیں متعین نہیں کیا گیا یہ چانسلر کمیٹی کب تک کام کرے گی ۔ چانسلر کمیٹی کے بے انتہا اختیارات کے ساتھ اس کی عمر بھی لا متناہی رکھ دی گئی ہے جس سے یہ اندیشہ ہو سکتا ہے کہ چانسلر کمیٹی کے افراد اپنی اس عمر کو بڑھاتے چلے جائیں اور حقیقی اداروں کی تشکیل نہ ہو سکے جن کے لئے اصل میں یہ بل آج یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میری یہ تجویز ہوگی اور فاضل وزیر تعلیم سے گزارش ہوگی کہ چانسلر کمیٹی کے لئے چھ مہینے یا زیادہ سے زیادہ ایک سال کی عمر متعین کر دی تاکہ وہ اپنا کام مخصوص اور متعین مدت میں سر انجام دے سکے اور یونیورسٹی کے مسائل اور معاملات ان اداروں کے ذریعہ ان ہیئت حاکمہ کے ذریعہ حل ہو سکیں جن کو اس بل کے ذریعہ تشکیل دیا جائے گا ۔

جناب والا ۔ اس بل میں ایک اور بنیادی نقص یہ موجود ہے کہ اس میں یونیورسٹی کے افسران کو جو ان ہیئت حاکمہ کے سامنے ہمیشہ جواب دہ رہے ہیں policy making اداروں کا ممبر بنا دیا گیا ہے ۔ یونیورسٹی کی تاریخ میں ایسے کبھی نہیں ہوا کہ رجسٹرار ۔ خزانچی ۔ کنٹرولر امتحانات اور ایسے ہی دوسری قسم کے functionaries کو سینٹ ، سنڈیکیٹ اور اکیڈیمک کونسل میں مسلسل

نمائندگی دی گئی ہو لیکن اس بل کے ذریعہ پہلی دفعہ نوکر شاہی کے پرزوں کو جن کی مذمت کرتے ہوئے ہماری اس طرف بیٹھنے والے حضرات نہیں تھکتے نہ صرف یہ کہ ان اہم ترین اور مرکزی اداروں کا ممبر بنا دیا گیا ہے بلکہ policy making اداروں میں بھی ان کو ایک امتیازی مقام دے کر ان کے اختیارات میں بے پناہ اضافہ کر دیا گیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ان اداروں میں بیٹھ کر وہ نہ صرف یہ کہ جس شکل میں انہیں جواب دہ ہونا چاہئے نہ ہو سکیں گے بلکہ وہ اپنی اس حیثیت کو اپنی بد عنوانیاں چھپانے کے لئے بھی استعمال کر سکیں گے ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اگر ان کو وہاں ممبر بنایا جانا مقصود ہی ہے تو کم از کم ان کو ووٹ کا حق نہیں ہونا چاہئیے تاکہ وہ یونیورسٹی کے معاملات میں اپنی اس حیثیت کو غلط طور پر استعمال نہ کر سکیں ۔

جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ اگر کسی ہیئت حاکمہ میں کوئی ملازم ہیئت ممبر کے موجود ہے تو بڑا مشکل ہوتا ہے کہ دوسرے ممبر اس کے خلاف علی الاعلان شکایات پیش کر سکیں یا اس کے خلاف کوئی عملی کارروائی کر سکیں ۔ اس لئے بہتر تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو ممبر نہ بنایا جائے لیکن اگر کسی وجہ سے ان کی نمائندگی ضروری ہے تو پھر ان کو کم از کم ووٹ کا اختیار کسی طور پر بھی حاصل نہیں ہونا چاہئیے ۔

جناب والا ۔ اس بل میں ایک اور نقص جس کی طرف میں اشارہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس میں اساتذہ کی نمائندگی کا فقدان ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ اس بل کے ذیعہ یونیورسٹی کے طلبا کی انجمن کو تسلیم کرکے ایک اچھا قدم اٹھایا گیا ہے یہ یقیناً ایک مستحق بات ہے کہ طلبا کی انجمن کو پہلی دفعہ تسلیم کر لیا گیا ہے اور ان کو اپنی نمائندگی کا استحقاق بخشا گیا ہے لیکن یہ عجیب بات ہے کہ اساتذہ کو اس حق سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ ان کو نمائندگی تو ایک حد تک دی گئی ہے لیکن ان کی انجمن کو اس بل میں تسلیم نہیں کیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ نہ صرف اجتماعی نمائندگی اور احساس شرکت کا فقدان ہوگا بلکہ صحیح ، نمائندہ اور فعال افراد منتخب ہو کر انجمن کی ذمہ داریوں کے ساتھ وہاں نہیں پہنچ سکیں گے ۔ اس لئے میں یہ تجویز کرنی چاہتا ہوں کہ جس

طرح سے یونیورسٹی کے طلبا کی انجمن کو تسلیم کیا گیا ہے اس بل میں اساتذہ کی انجمن کو بھی اسی طرح تسلیم کیا جانا چاہئے کیونکہ وزیر تعلیم خود بارہا اعتراف کر چکے ہیں کہ حکومت کو اس سلسلے میں کوئی تامل یا تذبذب نہیں ہونا چاہئیے ۔ اساتذہ یونیورسٹی میں انتظامیہ اور حکومت کے درمیان جہاں ہمیشہ رابطے کا کام دیتے رہے ہیں ۔ وہاں خیر سگالی کی خوش گوار فضا پیدا کرنے میں میرے ممد و معاون رہے ہیں ۔ خود وزیر تعلیم ان سے مشورے کرتے رہے ہیں اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ان کی انجمن کو تسلیم کرنے کے بعد ان کو نمائندگی کا حق دیا جائے جس سے یونیورسٹی کی فضا اور زیادہ جمہوری ہو سکے گی اور اساتذہ بھی بھر پور اعتماد اور جذبہ عمل کے ساتھ اشتراک کر سکیں گے ۔

جناب والا ۔ اس بل کے تحت مختلف ہیئت حاکمہ تشکیل دی جاتی ہیں ۔ ان کی صدارت کے لئے بھی بعض ضمن موجود ہیں آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی ہیئت حاکمہ کو چلانے کے لئے اس میں سیکرٹری بنیادی اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔ لیکن اس میں کوئی ایسی دفعہ موجود نہیں ہے جس سے یہ پتہ چل سکے گا ۔ مختلف ہیئت حاکمہ کے سیکرٹری کے فرائض کون انجام دے گا اور ان کی حدود اور فرائض کار کیا ہوں گے اس لئے اس میں تجویز کرتا ہوں کہ سینٹ ۔ سنڈیکیٹ اور اکیڈیمک کونسل میں سیکرٹری کے لئے ایک نئی ضمن ایجاد کی جائے جس میں اس کے فرائض اور حدود کا تعین ہو تاکہ ہیئت حاکمہ کا کام زیادہ بہتر طور پر سر انجام دیا جا سکے ۔ اس میں زیادہ ترتیب پیدا ہو سکے جو ان کے کام کو اور زیادہ آسان بنا سکے ۔

جناب والا ۔ اس بل کے تحت یونیورسٹی کے بعض ملازمین کو افسروں کے زمرے میں داخل کر دیا گیا ہے اور ان کا نام آفیسرز آف دی یونیورسٹی قرار دیا گیا ہے ۔ آپ سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ اور تعلیمی اداروں کا ماحول کس قدر مختلف ہوتا ہے ۔ وہاں پر علمی ثقافتی تمدنی اور معاشرتی اقدار جس طرح سے پروان چڑھتی ہیں اور جن کے پس منظر و پیش منظر میں وہ ادارے جنم لیتے ہیں وہ ایک خالص شائستگی اور تہذیبی عمل کا نتیجہ ہوتی ہیں ۔ اس لئے یہ بڑا عجیب لگتا ہے کہ علمی اور تدریسی ماحول میں باقاعدہ افسروں کی لوچ کو جنم دیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی ان ملازمین کو جو پروفیسرز

ہیں اور مختلف شعبوں کے سر براہ ہیں آفیسرز کہنا مناسب نہیں ہے۔ آج کے عوامی دور میں جب کہ ہم آفیسرز کو خادم قرار دے رہے ہیں۔ ان کی ذہنیت تبدیل کرنے کے لئے اپیلیں کر رہے ہیں اور یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ ان کو افسر شاہی کی ذہنیت سے نجات دلانی چاہئے پھر ان کو باقاعدہ طور پر ایک لیجسلیشن کے ذریعے آفیسرز declare کرنا کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے شائستہ بات یہ ہوگی کہ ان آفیسرز آف دی یونیورسٹی کو functionaries of the university کہا جائے یہی یونیورسٹی کے علمی ماحول اور تدریسی پس منظر کے شایان شان ہوگا۔

جناب والا۔ یونیورسٹی میں (خزانچی) treasurer کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے لیکن یہاں اس کی اس حیثیت کو اتنا معمولی بنا دیا گیا ہے۔۔۔۔

مسٹر سپیکر۔ آپ نے بل کی کلاززز پر بحث شروع کر دی ہے لیکن اس وقت بل کے اصولوں پر بحث جاری ہے۔ آپ اس بحث کو سمیٹنے کی کوشش کریں۔

سید تابش الوری۔ جناب‌والا۔ میں ممنون ہوں کہ آپ نے میری توجہ اس طرف دلائی۔ اس بل کا ایک بنیادی اصول یونیورسٹی کی خود مختاری ہے اور میں یہ ثابت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ اس یونیورسٹی کو خود مختاری نہیں دی گئی۔ میں صرف یہ حوالہ دینے لگا تھا کہ خزانچی کا تقرر سنڈیکیٹ کا فرض ہوتا ہے یہاں اس بل میں دعوے تو یہ کیا گیا ہے کہ ہم یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ خود مختار بنا رہے ہیں۔ مگر دوسری طرف عملاً خزانچی جیسے عہدے پر تقرری کا حق بھی چانسلر صاحب نے اپنے لئے رکھ لیا ہے جس سے اس یونیورسٹی اور سنڈیکیٹ کی خود مختاری بری طرح سے متاثر ہوتی ہے۔ میں یہی نکتہ ثابت کرنے کے لئے محض حوالہ دے رہا تھا میں خزانچی کے حسن وقبح پر بحث نہیں کر رہا تھا۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اگر اس طرح سے بعض اداروں کو سنڈیکیٹ کا تابع بنانے کی بجائے براہ راست چانسلر کو اس سلسلے میں اختیارات دے دئے گئے تو وہ آفسرز یا ملازمین یونیورسٹی کے بالاتر آفیسرز ہو کر ہمارے ان مقاصد کی تکمیل نہیں کر سکیں گے جن کی اس بل میں یقین دہانی کرائی گئی ہے۔

جناب والا ۔ اس طرح سے بورڈ آف فیکلٹیز اور بورڈ آف سٹڈیز اس یونیورسٹی بل میں ایک الگ شعبے کی حیثیت سے موجود ہیں لیکن اس میں بھی جو نمائندگی کا استحقاق بخشا گیا ہے ۔ وہ صرف پروفیسروں اور سینیر اساتذہ کے لئے ہے حالانکہ خود جناب وزیر تعلیم نے یونیورسٹی آف دی پنجاب کا بل پیش کرتے وقت یہ کہا تھا کہ ہم نوجوان اساتذہ کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دینا چاہتے ہیں لیکن ان بورڈ آف فیکلٹیز اور بورڈ آف سٹڈیز میں نوجوان اساتذہ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ جس سے ان میں نہ صرف اشتعال اور اضطراب کی کیفیت موجود ہے بلکہ یہ امکان بھی موجود ہے کہ وہ ایک خاص قسم کے احساس کمتری کا شکار ہو کر شاید یکسوئی کے ساتھ کام بھی نہ کر سکیں ۔

جناب والا ۔ اس بل کے ذریعے مختلف شعبوں کا احاطہ کیا گیا ہے لیکن اینیمل ہسبنڈری سکیم کو اس سلسلے میں قطعی طور پر نظر انداز کر کے ایسی روایات قائم کی جا رہی ہیں کہ اس طبقہ میں جو اس کالج سے متعلق ہے یا اس کالج میں زیر تعلیم ہے ایک رجحان پیدا ہو گیا ہے ۔ جناب والا ۔ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ اس بل کو ایسا جامع بنایا جائے کہ یہ اہم ادارہ اس کی دسترس یا اس کے احاطہ سے باہر بھی نہ ہو سکے ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ یونیورسٹی اپنی اہمیت اور انفرادیت کے اعتبار سے اس بات کی مقتضی ہے کہ ہم قانون سازی کرتے وقت ان تمام پہلوؤں کا جائزہ لیں جن کے وجہ سے یہ ادارے تعلیمی اعتبار سے بہتر ہو سکیں اور ان کو زیادہ سے زیادہ موثر بنانے کی راہیں نکالی جا سکیں ۔

جناب والا ۔ چونکہ طالبعلموں اور اساتذہ کی انجمنوں کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ اس لئے یہ بل طالبعلموں اور اساتذہ کو قابل قبول نہیں ہو سکتا یہ التباہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ روش ترک نہ کی گئی اور ہم نے رائے عامہ کی خواہشات و جذبات اور مطالبات کو ٹھکراتے ہوئے اس قسم کا ناقص قانون پاس کرنے کی کوشش کی تو وہ حقارت سے ٹھکرایا جاتا رہے گا ۔ یہ ایک ایسی بری مثال ہوگی ایسی بری روایت ہوگی جو عوامی حکومت کی دعوے دار پارٹی کا دامن ہمیشہ داغدار رکھے گی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی بل

مختلف طبقوں کے مطالبات مقتضیات کا نمائندہ ہونے کی بجائے سابقہ آرڈیننس کی مختلف آمرانہ اور فسطائی پہلوؤں کی عکاسی کرتا ہے ۔ اسلیے اسے از سر نو مرتب کیا جانا چاہئے اور مختلف طبقات کی ماہرانہ آرا کی روشنی میں ترامیم اور تجاویز کےساتھ ایوان میں کیا جانا چاہئے۔ عوامی حلقے آج بھی یہ اعلان کر رہے ہیں کہ اگر زرعی یونیورسٹی بل ان کی ترامیم اور تجاویز کے مطابق منظور نہ کیا گیا تو وہ اس کے خلاف ایجیٹیشن شروع کریں گے اور ماحول پیدا کر دیں گے کہ یہ بل حکومت کو واپس لینا پڑےگا ۔ اس سے پہلے کہ یہ نوبت آئے میں آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم اور حکمران پارٹی کی خدمت میں گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ حالات کے رخ کو دیکھیں اور جذبات کے بپھرے ہوے دھارے پر کوئی ایسا بند باندھنے کی کوشش نہ کریں جسے طلباء اساتذہ اور رائے عامۂ کی منظم تحریک خس وخاشاک کی طرح بہا کر لے جائے ۔ جناب والا ۔ اگر آپ اس زرعی یونیورسٹی کو زیادہ فعال اور زیادہ موثر بنانا چاہتے ہیں اگر آپ واقعی زرعی انقلاب لانا چاہتے ہیں اور جدید زرعی تعلیم کے متمنی ہیں ۔ اگر آپ اس ملک میں اور بالخصوص اس صوبے میں جو سب سے بڑا صوبہ ہے اور جس کی ساری معیشت زرعی ہے حقیقی طور پر مختلف شعبوں میں حقیقی ترقیاتی اقدام کرنا چاہتے ہیں تو یونیورسٹی کے تعلیمی اور عملی نظام میں انقلابی تبدیلیاں لائیے وہ تبدیلیاں ایسی ہونی چاہئیے جو رائے عامہ کے لئے قابل قبول بھی ہوں ۔ اور قابل عمل بھی ! اگر آپ نے ان جذبات و مطالبات اور تجاویز و ترامیم کو نظر انداز کر دیا تو یقین رکھئے کہ رائے عامہ بپھر کر مشتعل ہو کر نہ صرف اس بل کو مسترد کرے گی بلکہ آپ کی حکومت کو مسترد کر دے گی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ وزیر تعلیم صاحب نے پنجاب یونیورسٹی بل کی طرح یہاں بھی بڑے فخر سے لکھا ہے کہ ہم علمی و تحقیقی کام اس کی مطبوعات اور یونیورسٹی کے نظم و نسق کو بہتر بنانے نیز اس کی خود مختاری کا تحفظ کرنے کے لئے یہاں یہ بل لائے ہیں ۔ جیسا کہ سید تابش الوری صاحب نے فرمایا ہے اس بل میں بنائے گئے طریقہ کار کے مطابق جو اس وقت تھوڑی بہت یونیورسٹی کی خود مختاری ہے وہ بھی جاتی رہے

گی ۔ جناب والا ۔ سید صاحب نے جس طرح تجویز فرمایا ہے کہ اساتذہ کی انجمن کو یونیورسٹی کے مختلف اداروں میں نمائندگی دینی بہت ضروری ہے میں ان کی اس تجویز کی حمایت کرتے ہوئے یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں طلباء کا عنصر بھی بہت ضروری ہے کیونکہ یہ ایک تدریسی ادارہ ہے ۔ طالب علم یہاں برائے حصول تعلیم آتے ہیں وہاں یہ بھی ضروری ہے ۔ کہ ٹیچرز کو طالبعلموں سے زیادہ نمائندگی دی جائے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یکسر اس مسئلے کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ وہ ہڑتالیں کریں گے ۔ پتھر ماریں گے ۔ ان کی انجمن کو تسلیم کر لینا چاہئے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی کی سب سے زیادہ اہم انجمن اساتذہ کی ہوتی ہے جسے بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔

جناب والا ۔ اس وقت یونیورسٹی کی حالت یہ ہے کہ Potato Research Officer کی وہاں ایک پوسٹ ہے ۔ افسر تو متعین کیا گیا ہے سیالکوٹ کے فارم میں اور ریسرچ کرنے کے لئے اسے لائل پور جانا پڑتا ہے ۔ چہ جائیکہ اس قسم کے سکون والے اقدامات کی کوئی اصلاح کی جاتی مکھی پر مکھی ماری گئی ہے ۔ جو کسی سیکشن آفیسر نے لکھ دیا وزیر صاحب نے اسے یہاں پیش کر دیا ہے ۔ میرے خیال میں اگر وہ اس شوق میں کہ انہیں اس یونیورسٹی کا بھی پروچانسلر بنایا جا رہا ہے اس بل کی تعریف کرنے کی بجائے اسے پیش کرنے سے انکار کر دیتے تو میں سمجھتا ہوں ڈاکٹر صاحب کی عزت میں زیادہ اضافہ ہوتا ۔

جناب والا ۔ آپ خود اندازہ لگائیں کہ وزیر تعلیم صاحب کو اس وقت اتنا زیادہ کام ہے کہ وہ صوبے کے تمام اداروں کا ایک بار چکر بھی نہیں لگا سکے کوئی معائنہ نہیں کر سکے اور شوق اتنا ہے کہ تمام نجی اداروں کو قومی تحویل میں لے لیا ہے اب فرماتے ہیں کہ کام بہت زیادہ بڑھ گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب بل زیر غور کی طرف توجہ کریں ۔

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ وزیر تعلیم صاحب ایک عہدہ اپنے پاس رکھیں ۔ پروچانسلر کا یہاں پھر ذکر آیا ہے اس لئے ذکر کرنا پڑتا ہے ۔ یا تو آپ اس طرح کریں کہ وزیر تعلیم صاحب کے ساتھ ایک گشتی وزیر تعلیم رکھ دیں جو کم از کم پروچانسلر کا کام کرتا رہے ۔ اتنا زیادہ کام ایک آدمی بالکل نہیں کر سکتا ۔ زرعی یونیورسٹی کا بھی پروچانسلر ہو اور پنجاب یونیورسٹی کا بھی پروچانسلر ہو ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ڈاکٹر صاحب پروچانسلری کے شوق میں ہیں تو وزارت کا کام سید ناظم صاحب شیخ عزیز صاحب بیگم ریحانہ سرور صاحبہ کے سپرد کر دیں ۔ رؤف طاہر صاحب کو بڑی بہت شوق ہے ۔ انہیں بھی ساتھ ملا لیں ۔

سید ناظم حسین شاہ ۔ جناب والا ۔ ایک پوسٹ ان کو دے دیں وہ شور مچا رہے ہیں ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ بل پر بحث ہو رہی ہے یا یہ سکھوں کے قصے بیان کئے جا رہے ہیں ۔ اور ان کو یہ الفاظ واپس لینے چاہیں کہ سیکشن افسر نے جو کچھ بنا دیا ہے وزیر تعلیم صاحب نے وہی کچھ پیش کر دیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب انکار نہیں کریں گے کہ یہ بل ڈاکٹر صاحب نے خود مرتب نہیں کیا ہے ۔ بلکہ سرکاری اہلکاروں نے انہیں بنا کر دیا ہے ۔

رائے میاں خان کھرل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میاں خورشید انور صاحب کو آپ سے مخاطب ہو کر بات کرنی چاہیے ۔ وہ براہ راست ممبران پر حملہ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میری معرفت ہی ممبران کا نام لے رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ مجھے افسوس ہے کہ میں نے دو تین ممبران کے نام وزارت کے لئے ہیں ۔ اگر وہ ناپسند کرتے ہیں تو میں انہیں واپس لیتا

ہوں ۔ غالباً یہ بھی گشتی وزیر تعلیم کے عہدہ کے امیدوار ہوں اس لئے ان کو برا لگا ہے ۔ یہ ضروری نہیں ہے ۔ یہ تو آپ کی پارٹی کا فیصلہ ہے کہ کسی کو بھی بنائیں ۔

جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اتنا زیادہ کام ہے جو ڈاکٹر صاحب کے ذمہ لگایا جا رہا ہے یہ تمام کام نہیں کر سکیں گے ۔ اس لئے میں ڈاکٹر صاحب سے درخواست کرونگا کہ از راہ کرم زرعی یونیورسٹی کو معاف فرمائیں ۔ وہاں پروچانسلری کے عہدہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ وہاں کا کام ٹیکنیکل قسم کا ہے اور ڈاکٹر صاحب وہاں جا کر کیا لیں گے ۔

چوہدری غلام قادر پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا ۔ گشتی کا مذکر ان کو بنا دیا جائے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ دوسری تجویز جو سید تابش الوری صاحب نے پیش کی ہے وہ بڑی معقول ہے اس کو عزت کا مسئلہ نہ بنایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ آپ ان دلیلوں کو نہ دھرائیں جو پہلے دی جا چکی ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں اپنی طرف سے تجویز کرتا ہوں ۔ جس طرح طلباء کی انجمن کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے مختلف اداروں میں انہیں نمائندگی دی گئی ہے اسی طرح سے جناب کے ذریعہ تجویز کرتا ہوں کہ اساتذہ کی انجمن کو تسلیم کرتے ہوئے اسے زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے ۔

(قطع کلامیاں)

MR. SPEAKER : Order, please

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ ڈاکٹر صاحب اس کو اپنے وقار کا مسئلہ بالکل نہ بنائیں ۔ اساتذہ کی انجمن کو تسلیم کرتے ہوئے مختلف اداروں میں باوقار طریقے سے ان کو نمائندگی دی جائے ۔ طلباء سے آپ اتنے خائف ہیں کہ ان کو تو نمائندگی دینے کے لئے تیار ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر بڑی تفصیل سے بحث ہو چکی ہے ۔ آپ نے اپنا موقع کھو دیا ہے ۔ میں انتظار کرتا رہا کہ آپ آئیں تاکہ حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری صاحب سے پہلے تقریر کر سکیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہیں تھا ۔ آپ جان بوجھ کر اکثر انہیں پہلے وقت دیتے ہیں تاکہ کوئی پوائنٹ باقی ہی نہ رہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں بہت انتظار کرتا رہا ۔ اگر آپ کا نام لیتا تو آپ کا نام لسٹ سے کٹ جاتا ۔ پھر آپ کو شکایت ہوتی کہ مجھے آپ نے غیر حاضر دیکھ کر پکارا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ زرعی یونیورسٹی میں تدریسی کام سے زیادہ اہم کام تحقیقات کا ہوتا ہے اور ڈاکٹر صاحب اس اپنے قانون میں ریسرچ کے کام کو تھوڑا سا تحفظ دے دیں تو زیادہ بہتر ہوگا ورنہ اسی طرح ہوتا رہے گا کہ Potato officer سیالکوٹ میں ہے اور ریسرچ لائل‌پور میں ہو رہی ہے ۔

چوہدری جمیل حسن خان مبنج ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کہا ہے کہ ریسرچ افسر سیالکوٹ میں ہے اور ریسرچ لائل‌پور میں ہو رہی ہے ۔ یہ دونوں باتیں ان کی غلط ہیں ۔ یہ سارے پنجاب میں ہر فارم میں ریسرچ ہوتی ہے ۔

مسٹرسپیکر ۔ جب آپ کا وقت آئے گا تو اس وقت فرمانا ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

ڈاکٹر حلیم رضا ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں تو صرف آپ سے یہ استفسار کرنا چاہتا ہوں کہ یہ خواب آور قسم کی تقریر کب ختم ہوگی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ڈاکٹر صاحب کو خواب آور تقریر پسند ہے محترم ڈاکٹر حلیم رضا صاحب کس قسم کے ڈاکٹر ہیں یہ بہتر ہوگا کہ وہ ذرا لابی میں چلے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میری تقریر کیا ہے آپ مجھے بولنے دیتے ہی نہیں ۔ (قہقہہ)

MR. SPEAKER : Then I will call upon the next speaker.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ یہ بالکل غلط ہے ۔ ریسرچ سنٹر لائل پور میں ہے اور ریسرچ افسر سیالکوٹ میں بیٹھا ہوا ہے ۔ آپ اس کی تحقیقات فرما لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ اس کا بل سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی ایک معزز ممبر نے اعتراض کیا ہے potato research سیالکوٹ میں ہو رہی ہے ۔ میں چیلنج کرتا ہوں ۔ ۔ ۔

MR. SPEAKER : Please, I cannot permit

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ بالکل تعلق ہے ۔ یہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی کا ہے اور ریسرچ بھی یونیورسٹی کے تحت ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ زرعی یونیورسٹی اس ایوان میں زیر بحث نہیں ہے ۔ بلکہ بل کے principles ایوان میں زیر بحث ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس لئے میں ذکر کروں گا کہ موجودہ قانون میں اصلاح نہیں ہوئی اور یہی کام ہوتے ہیں تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ۔ ڈاکٹر صاحب چار دفعہ بھی پروچانسلر بن جائیں تب بھی کچھ حاصل نہیں ہوگا ۔ یہ

ٹیکنیکل کام ہے۔ اسے کسی ٹیکنیکل آدمی کے سپرد کریں۔خود پروچانسلر کے شوق میں زرعی کام میں ٹانگ نہ اڑائیں بلکہ تسلیم کرلیں کہ اس عہدہ کی ضرورت نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کتنا وقت لیں گے ۔ وقت کا تعین کرنے کے بعد آپ کو تقریر کرنے کی اجازت دوں گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ مجھے کتنا وقت دینگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ دس منٹ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ مجھے ۱۵ منٹ دے دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD : Sir, today I am rather surprised to find a similar Bill as that passed by the House at a time when the Draft Constitution of Pakistan was being passed in the National Assembly. The passage of this Constitution allows for a full and complete democracy in this country and the trend of one party rule has been halted. Therefore, the autonomy of a University, which is always considered to be very sacred in any country of the world, should have been respected and should have been maintained. In fact I did not expect the majority party to introduce this Bill and try to inject politics into the University. That is only necessary when the Party in power to advocate a particular ideology, wants to inculcate in the students certain ideas to be qualified to face certain responsibilities at a future date. Once it has been settled that we are an Ideological State, and once those provisions that created even the slightest doubt and suspicion of negating the Ideology of Pakistan have been eliminated, and the religion of the State has been declared, all parties whether they sit on the right or the left, they are bound to preserve that Ideology. Therefore, it was absolutely unnecessary to bring in the Minister for Education as Pro-Chancellor and put in 5 MPAs from the House on the various tiers of administrative structure of the University, which should be left completely independent and autonomous. The belief that

unless the Minister is there, unless the People's representatives are there on various tiers, they cannot direct and guide the University to administer their affairs in a particular manner, is a misconception. A minister is a policy-maker. He has full Secretariat. He can lay out as to what are the principles of policy that a University ought to follow. To sit amongst the various high-ranking officials merely to obstruct and put independents in the day to day working and functioning of the Executive and officials of the University, is the most undesirable act. I will not go into details but a very untoward incident took place in Karachi University where certain speeches were to be made and the students refused to listen. Students have their own mind. They have their own philosophy. They have their own ideas. It is not necessary that the Parties in power, who may be popular in the students today, will always enjoy that popularity. Students can change their ideas because of certain legislative measures, certaing Executive actions, and the application of such laws may cause unpopularity. The Pro-Chancellor and the Members of this House will be going into the hornet's nest creating troubles for themselves and inviting criticism for no rhyme or reason. Why do they want the Members of this House to get involved in the University? After all there may be several unions of the students. They may hold views against or in favour of the majority party. At the same time, their views about the Pro-Chancellor and about the Members of the Assembly may differ. I think we will be creating a state of dis-order instead of order in the University as politics is being thrust on such an institution. If the Hon'ble Minister could give me a single example of any country where on the administrative side of a University politicians find their place and with so much prominence and so much authority, I will bow to him. It is best for us that these institutions should be left completely independent and autonomous.

Sir, I deem it my duty to clear one thing. At one time, the opposition demanded that the Members who are to be appointed on various administrative tiers of the University should be taken both from the majority party and the opposi-

tion. I am opposed to any representation both from the majority party or from the opposition Probably the opposition's view was that it should not be a one sided affair in the management of the University. After all, what will the MPAs, Mr. Speaker, do? Will they decide on the curriculum ? What are they going to be there for ? I humbly request that we should keep these Universities independent. and once we disturb the structure of the University, we will have to face the incidents that are taking place and have started taking place. I am afraid there will be a lot of agitation against such laws which are undesirable and which are not in keeping with the healthy traditions of good government Mr.Speaker, Sir, as you know, all over the world it has been admitted that there are certain laws which are action laden. There are other laws which are not action laden. There are beneficent departments, which provide extensive service to the people like the Universities, Research Stations, Hospitals, Schools, and Colleges. Sir, You won't find bribery and corruption in these fields to the extent that you will find in Executive Departments, which are back by action laden laws and rules like the PWD., the Police, and the Customs. There you have a concentration of power. There you have the power to benefit, and the power to harm. Let us keep these Service Institutions independent of action laden laws as well as personalities who can do favour or dis-favour. In the presence of a Minister in a Senate or a Syndicate or in any structure of the University, how can we expect Mr. Speaker Sir, that an officer, whatever his rank, whatsoever his terms of contract and who is working during the pleasure of the Chancellor will be able to disobey the Minister's order and direction, howso-ever he may wish. Therefore, this undue interference I think is against the interest of the University and education in general in Pakistan. Thank you, Mr. Speaker Sir.

مسٹر سپیکر - وزیر تعلیم -

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر تعلیم - جناب والا - آج تک پاکستان میں یونیورسٹیوں کے جتنے قوانین نافذ کئے گئے ہیں یہ قانون ان سے بدرجہا بہتر ہے اور اس قانون کے ذریعے یونیورسٹی کے تمام اداروں کو زیادہ سے زیادہ جمہوری بنایا گیا ہے اور زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی گئی ہے - پہلے ۱۹۶۱ کے آرڈیننس کو ختم کیا - سینٹ جو یونیورسٹی کا قانون ساز ادارہ ہوتا ہے وہ نہیں تھا یہ سینٹ ہم نے دوبارہ شروع کیا ہے - موجودہ قانون کے ذریعے گویا یہ یونیورسٹی کا قانون ساز ادارہ تھا - - - -

چوہدری امان اللہ لک - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - میرا پوائینٹ آف آرڈر یہ ہے جب کوئی جنرل موشن پیش کی جائے تو یہ اسکی مخالفت کرتے ہیں - میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ جو تالیاں بجائی جاتی اس کا کیا مطلب ہے ؟ اگر کوئی ممبر بولنا چاہتا ہے اسکو اطلاع دی جاتی ہے

بیگم ریحانہ سرور (شہید) . ایسا کوئی رول نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - آپ نے پوائنٹ آف آرڈر پر تقریر شروع کر دی ہے -

چوہدری امان اللہ الک - نہیں جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ روایت بنتی جا رہی ہے -

مرزا طاہر بیگ - پوائنٹ آف پرولیج - - - -

چوہدری امان اللہ لک - میں پوائنٹ آف آرڈر پر بول رہا ہوں - میں اپنا پوائنٹ ختم کرنے والا ہوں - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ میں اس بارے میں آپکی رولنگ چاہوں گا کہ کیا یہ مناسب ہے اور قانون کے مطابق ہے کہ ممبران کو خاموش کیا جا رہا ہے اور وزیر صاحب اٹھ کر تقریر فرما رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - چوہدری صاحب آپ نے غالباً توجہ نہیں کی - جب یہ تحریک پیش ہوئی ہے تو اس پر جو ممبران تقریر کرنا چاہتے تھے انہوں نے مجھے مطلع کر دیا تھا - وزیر تعلیم اپنی تقریر جاری رکھیں - میں نے سب کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا - اس ہاؤس کی یہ

مثال رہی ہے کہ کسی بھی تحریک کو جب کوئی ممبر oppose کرتا ہے تو آپ اسکو ریکارڈ کر لیتے ہیں اور پھر جناب اس کا نام پکارتے ہیں یہ اور بات ہے کہ وہ اپنا یہ حق استعمال نہ کرے ۔ ہماری اس تحریک کی شیخ عزیز احمد اور بیگم ریحانہ سرور صاحبہ نے مخالفت کی تھی مگر جناب نے انکو نہیں پکارا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آج انہوں نے مخالفت کی تھی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ۔ آج کی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ نہیں ۔ میں نے جو نام لکھے ہیں ان میں پانچ نام تھے مخدوم زادہ صاحب آخری مقرر ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب ۔ وہ تو انہوں نے ترمیم کی مخالفت کی تھی ۔ مگر جناب انہیں نہیں پکارتے اور وزیر تعلیم کو ہی پکار کر مباحثہ کو ختم کرا دیتے ہیں ۔

Mr. Speaker : I have not noticed it.

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں گذارش کر رہا تھا کہ پچھلے آرڈیننس میں سینیٹ کو ختم کر دیا گیا تھا ۔ ہم نے نہ صرف یہ کہ سینٹ کو دوبارہ رائج کیا ہے بلکہ اسکو اس طرح سے بنایا ہے کہ جتنے لوگ یونیورسٹی سے متعلق ہیں مثلاً طلبا اور اساتذہ اور اساتذہ بھی سب درجات کے ۔ حد یہ ہے کہ انسٹرکٹر تک جو پہلے کبھی کسی سینٹ یا کسی یونیورسٹی کے ادارے کے ممبر نہیں رہے ان کو بھی ہم نے پہلی بار یونیورسٹی کے سینٹ میں رکھا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ یہ تمام لوگ منتخبہ ہونگے ۔ اعتراض کیا گیا ہے کہ عوامی نمائندے کو اس میں کیوں رکھا گیا ہے ۔ یونیورسٹی کو الگ کیوں نہیں چھوڑ دیا جاتا میں یہ پوچھتا ہوں جمہوریت کے ان علمبرداروں سے کہ کیا پنجاب میں جتنے ادارے ہیں وہ اس ایوان کے تابع نہیں ہیں ؟ کیا وہ کسی ریاست کے اندر ریاستیں ہیں ؟ کیا ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہم پاکستان میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں بنا دیں جو کہ کسی جمہوری ملک میں نہیں ہیں ؟ برطانیہ میں جس کی جمہوریت کی مثال دی جا سکتی ہے کہ وہ ملک جمہوریت کی ماں ہے اور وہاں سب سے اچھے جمہوری طریقے استعمال کیئے جاتے ہیں ۔ لیکن وہاں وہ یونیورسٹیاں جو Monasteries کی یونیورسٹیاں ہیں ۔ خانقاہوں کی جائداد ہے اور خانقاہوں کے پیسے سے چلتی

ہیں مثلاً کیمبرج اور آکسفورڈ کی یونیورسٹیاں وہاں پر بھی حکومت اور پارلیمنٹ کے نمائندے ہوتے ہیں اور ان کو حق ہوتا ہے کہ وہ یونیورسٹی کو ہدایات دے سکیں کہ وہ کس قسم کے کورس رکھیں اور کتنے داخلے کریں ۔ اسلئے یہ کیسے ہو سکتا ہے آج وہ Laissez Faire والا دور ایڈورڈ سمتھ کے ساتھ چلا گیا ہے ۔ آج وہ دور نہیں ہے کہ کسی ملک میں اور خصوصاً کسی کم ترقی یافتہ ملک میں کوئی ادارے کھلے آزاد چھوڑ دئے جائیں کہ اس ملک کے عوام اپنے عوامی نمائندوں کے ذریعے کوئی نگرانی ہی نہ کر سکیں ۔ اسلئے یہ تو جمہوریت کے منافی دلیل ہے کہ پاکستان کا کوئی ادارہ ہو اور اس میں اس معزز ایوان کا کوئی نمائندہ شامل نہ ہو جو اسکی راہنمائی اور نگرانی کرے ۔ اسلئے نہ صرف یہ کہ ہم نے سینٹ کو بحال کیا ہے بلکہ اسکو جمہوری بنانے کیلئے تمام درجات کے اساتذہ اور طلبا اس میں رکھے ہیں اور عوامی نمائندے اس میں رکھے ہیں تاکہ انکو پتہ چل جائے کہ ملک کی کیا ضروریات ہیں اور کیا تقاضے ہیں ۔ یونیورسٹی کو اکیلا نہیں چھوڑا جا سکتا ۔ ایسا نہیں کیا جا سکتا کہ وہ خود اپنی پالیسیاں بنائیں اور حکومت کو کچھ معلوم نہ ہو کہ ملک کی جو ضروریات ہیں اور قوم کے جو تقاضے ہیں انہوں نے انکو ملحوظ خاطر رکھا ہے یا نہیں ۔

اسکے بعد یونیورسٹی کا ایک ایگزیکٹیو ادارہ آتا ہے وہ سینڈیکیٹ ہے اس میں بھی زیادہ سے زیادہ منتخب لوگ رکھے گئے ہیں اور تمام درجات کے اساتذہ اور عوامی نمائندے اس میں رکھے گئے ہیں ۔ تو یہ سینیٹ کو دوبارہ شروع کرنا میں سمجھتا ہوں کہ اس قانون میں سب سے بڑی ایک فخریہ بات ہے اور ہم سب لوگ اور یہ ایوان فخر کر سکتا ہے کہ ہم نے ایسا ایک لیجسلیٹو ادارہ یونیورسٹیوں میں بھی قائم کر دیا ہے ۔

اسکے علاوہ پرو چانسلر پر بھی اعتراض کیا گیا ہے ۔ پھر وہی بات آتی ہے کہ technocracy کیا ہے اور democracy کیا ہے چونکہ وزیر تعلیم technically qualified نہیں ہیں اسلئے وہ ایگریکلچر یونیورسٹی پر نگرانی نہیں کر سکتے ۔ کیا انگلینڈ میں ایسا ہے یا کوئی اور ملک آپ کو زیادہ جمہوری نظر آیا ہے جہاں وزراء سائنس اور ٹیکنالوجی یا اور محکموں کے technically

qualified ہوں یہ تو جمہوریت کی نفی ہے - بار بار ایوان میں یہ حوالہ دیا جاتا ہے میں اپنے آپ کا دفاع نہیں کر رہا - میری اللہ تعالیٰ کے فضل سے سائنس اور آرٹس میں کافی تعلیم ہے اور یہ میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کی خدمت کیلئے ایک بہت اچھا امتزاج ہے جو میرے پاس آرٹس اور سائنس کی ڈگریاں ہیں لیکن میں ایک ادارے کا دفاع کر رہا ہوں کہ کیا اس ایوان کا ایک رکن کسی بھی یونیورسٹی یا کسی بھی ادارے کا نگران نہیں ہو سکتا اور اس کی پالیسیوں میں اس کی راہنمائی نہیں کر سکتا یا اس ایوان کا کوئی رکن یہ نہیں کہہ سکتا کہ یونیورسٹی کتنے داخلے کرے - میں مثال دیتا ہوں کہ آج زمانہ بدل رہا ہے - فرض کیا کہ ہمیں الیکٹرانکس کے انجنئرز چاہیں کوئی ایگریکلچر یونیورسٹی میں یا کسی خاص speciality میں چاہئے اور یونیورسٹی کو ہم ہدایات دیں کہ فلاں شعبے میں آپ اتنے لڑکے داخل کریں کیونکہ ملک کی ترقی کیلئے ان کی زیادہ ضرورت ہے - یا ملک کی زراعتی ترقی کیلئے ان کی زیادہ ضرورت ہے - تو یونیورسٹی کو یہ کیسے معلوم ہوگا جب تک اس ایوان کا کوئی نمائندہ ان کی راہنمائی نہ کرے یا انکے لئے پالیسیاں نہ بنائے - یہ تو جمہوریت کی نفی ہے - ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قوم اور ملک کے جتنے بھی ادارے ہوں وہ اس ایوان کے تابع ہوں - یہی جمہوریت کا تقاضہ ہے - کبھی ایسے نہیں کیا جاتا کہ technically qualified ہر جگہ موجود ہوں - میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ اگر technical qualification کی بات آئی تو پھر بہت سے معزز ممبران اس ایوان میں نہیں بیٹھ سکیں گے اسلئے کہ کیا وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب میں سب سے زیادہ پڑھے لکھے اور technically qualified آدمی ہیں - ہم تو لوگوں کے جذبات کی ترجمانی کر رہے ہیں اور نمائندگی کر رہے ہے - جب تک ہم عوام کے نمائندے ہیں ہم اس ایوان میں بیٹھیں گے اور عوام کی ترجمانی کرینگے اور ان کی راہنمائی کرینگے اور جتنے ادارے اس ملک میں ہیں انکو عوام کی مرضی کے مطابق چلائینگے نہ کہ ہمیں اپنی technical qualification کے مطابق کام کرنا ہوگا -

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا - اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ کہیں سیاسی لوگ یونیورسٹی میں

دخل نہیں دیتے ۔ مسلم یونیورسٹی علیگڑھ ایک عظیم یونیورسٹی ہے اگر اس میں سرآغا خان اور نواب آف رامپور جیسی شخصیات پرو چانسلر رہ سکتی ہیں اور خود پاکستان کی کراچی یونیورسٹی میں جب مرحوم لیاقت علیخان وزیر اعظم تھے تو وہ مرکزی وزیر تعلیم تھے اور کراچی یونیورسٹی کے پروچانسلر بھی تھے ۔ تو پھر ہم پر اعتراض کرنے کی کیا وجہ ہے ۔ اگر آج ہم نے پروچانسلر کا عہدہ پنجاب یونیورسٹی میں قائم کر دیا ہے جب یہ پہلے علیگڑھ اور کراچی یونیورسٹی میں موجود تھا تو ہم پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Not by law.

وزیر تعلیم ۔ تو کیا آپ لا قانونیت چاہتے ہیں ؟ اس کے بعد یونیورسٹی کی تعلیمی کونسل آتی ہے ۔ اس میں خصوصاً تمام اساتذہ رکھے گئے ہیں اور کوئی اس میں external element نہیں ہے جو تعلیمی معاملات سے تعلق نہ رکھتا ہو ۔ انکو کلی خود مختاری ہے کہ جو بھی وہ تعلیمی مسائل حل کرنا چاہیں کریں ۔

اس کے بعد یہ ذکر بار بار کیا گیا ہے کہ تمام یونیورسٹیوں کے لیے ایک ہی قانون کیوں نہیں بنا لیا جاتا تو اس سلسلے میں میں یہ گزارش پہلے بھی کر چکا ہوں کہ اسلام آباد میں تمام صوبوں کے وزرائے تعلیم نے بیٹھ کر ایک خاکہ تیار کیا تھا ۔ اس کا جنرل pattern تو وہی ہوگا مگر ہر یونیورسٹی کی اپنی اپنی ضروریات ہوتی ہیں اپنے اپنے تقاضے ہوتے ہیں ۔ اپنے اپنے institutes ہوتے ہیں ۔ Faculties ہوتی ہیں اور کئی باتیں ہوتی ہیں تو اس لئے ہر یونیورسٹی کے لئے لازمی ہے کہ اس کے لئے الگ الگ قانون بنایا جائے ۔ اس کے بعد سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ اس یونیورسٹی میں ایسی چیزیں نہیں رکھی گئی ہیں جن سے زرعی شعبے میں انقلاب لایا جا سکے تو خود وہ فاضل رکن جو یہ کہہ رہے تھے انھوں نے جو اس آرڈیننس سے پڑھ کر سنایا ہے وہ یہ تھا کہ یونیورسٹی ان لوگوں کو بھی پڑھا سکتی ہے ان لوگوں کو بھی تعلیم دے سکتی ہے کہ جو یونیورسٹی کے طالبعلم نہ ہوں ۔ جب انھوں نے خود پڑھ کر سنایا ہے تو ان میں خود تضاد ہے ۔ اس میں یہ بات بالکل شامل ہے کہ یونیورسٹی طالبعلموں کے علاوہ ایسے کورس کرے گی ۔ ایسے پڑھائے گی اور ایسی تعلیم دے گی جس سے

ہمارے کاشت کار حضرات اور وہ لوگ اینمل ہیسبنڈری سے تعلق رکھتے ہیں ان کو بھی تعلیم دی جا سکے اور میں سمجھتا ہوں کہ یونیورسٹی کا بنیادی مقصد پڑھانا امتحان لینا ۔ ریسرچ کرنا اور اس کو شائع کرنا ہوتا ہے ۔ چاروں چیزیں یونیورسٹی کے لازمی جزو ہیں اور ان چاروں شعبوں میں یہ چاروں کام کرنے کے لئے یونیورسٹی کو بے حد خود مختاری دی گئی ہے ۔ جس یونیورسٹی کی بات یہاں معزز رکن نے کی ہے چونکہ ابھی پچھلے ۱۵-۱۶ مہینوں سے پیپلز پارٹی کی حکومت برسر اقتدار آئی ہے۔ اس لئے یہ یونیورسٹی کچھ نہیں رہی ۔ اس میں ریسرچ نہیں ہوتی ۔ حالانکہ پاکستان سے صرف (کیونکہ ڈاکٹر عبدالخالق بہت سے ملکوں میں رہ چکا ہے) اگر کسی یونیورسٹی کی ساکھ ہے ۔ اگر پاکستان کی کسی یونیورسٹی کی ریسرچ کی قدر ہے اور اگر باہر کوئی انٹرنیشنل کانفرانس ہوتی ہے تو وہاں پر جو لائلپور یونیورسٹی کا نمائندہ ہوتا ہے لوگ اس کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ باہر دنیا میں صرف اس یونیورسٹی کی زبردست ساکھ ہے ، اس لئے کہ اس یونیورسٹی میں پاکستان میں سب سے اچھی ریسرچ ، پروڈکٹو ریسرچ اور ایسی ریسرچ جس کو پاکستان استعمال کر سکتا ہے ، وہ ریسرچ کی ہے اور باقاعدہ آپ جا کر وہ چیزیں دیکھ سکتے ہیں ۔ اس یونیورسٹی کے متعلق یہ کہنا کہ چونکہ اب ہماری حکومت آ گئی ہے اس لئے اب یہ ناکارہ ہو گئی ہے ۔ یہ بہت ناانصافی کی بات ہوگی اور وہاں پر کام کرنے والے اساتذہ کی کوششوں کو جھٹلانے کے برابر ہوگا ، اس لئے کہ ان میں بہت ماہرین موجود ہیں اور دنیا ان کی قدر کرتی ہے ۔ اس کے بعد جناب والا ۔ اٹانومی کا ایک خاص ذکر کیا گیا ہے کہ اٹانومی اس آرڈیننس میں نہیں ہے ۔ جناب والا ، ویسے اٹانومی تو ایک ایسا لفظ ہے کہ عجیب بھی اٹانومی کہتا تھا لیکن آخر میں اس نے کیا کر لیا ۔ یہ اب پتا نہیں اٹانومی کہنے والے کیا مطلب سمجھتے ہیں ، اگر وہ سمجھائیں تو میں سمجھ سکوں ۔ لیکن جناب والا ، میں جہاں تک خود مختاری ، اپنے آپ پر حکومت کرنا ، یا اس ادارے کو چلانا سمجھتا ہوں ، آپ اس یونیورسٹی کی کوئی اتھارٹی دیکھ لیں ، اس کی کمپوزیشن آپ دیکھ لیں ، ایک بڑی اکثریت خود یونیورسٹی میں کام کرنے والے اساتذہ کی ہے ۔ اس سے زیادہ اور کیا خود مختاری ہو سکتی ہے ؟ یونیورسٹی کے جتنے ادارے ہیں ، لیجسلیٹو ہوں یا ایگزیکٹو ہوں ، یا اکیڈیمک

کونسل ہو ، تمام میں بھاری اکثریت اساتذہ کی ہے جو اس یونیورسٹی میں کام کرتے ہیں ۔ وہ خود مختار ہیں ، اس لئے کہ اپنے آپ پر خود حکومت کرتے ہیں ۔ دوسری بات ، چونکہ ان میں سے اکثریت منتخب شدہ ہے تو اس سے زیادہ جمہوری اور کیا constitution کس یونیورسٹی کی اتھارٹی کو ہو سکتی ہے۔؟ ان دو بنیادوں پر جناب والا وہ منتخب شدہ ہیں ، جتنے بھی اتھارٹیز کے ممبر ہیں ، خود یونیورسٹی میں کام کرنے والے ہیں ، ان دو باتوں کے تحت میں یہ عرض کروں گا کہ اس یونیورسٹی کی موجودہ جو اتھارٹیز ہیں ، نہایت جمہوری طور پر بنائی گئی ہیں اور اس یونیورسٹی کی جو موجودہ اتھارٹیز ہیں ان کو اتنی زیادہ خود مختاری دی گئی ہے ، اتنی پاورز دی گئی ہیں کہ پہلے کبھی کس یونیورسٹی میں اتنی نہیں دی گئیں ۔

اس کے بعد جناب والا ، اٹانومی میں ایک چیز کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں ۔ ہم سے زیادہ ترقی یافتہ اور جمہوری ملک برطانیہ ہے ۔ وہاں پر ایک کمیٹی قائم کی گئی تھی جس کا چیئرمین لارڈ رابنز تھا ۔ اس کمیٹی کے سپرد یہ کام کیا گیا تھا کہ وہ یہ متعین کریں کہ یونیورسٹی کی کیا حدود ہیں ۔ یونیورسٹیوں کو کس حد تک بالکل اٹانومس رکھا جائے اور کس حد تک حکومت اس کی ڈائرکشن کرے ، اس کی نگہداشت کرے ، اس کو پالیسی بتائے ۔ اس کمیٹی کی رپورٹ پاکستان میں مل سکتی ہے میرے پاس بھی ہے ، محکمہ تعلیم کے دفاتر میں بھی ہے اور اس طرح سے ہندوستان میں ایک ماہر تعلیم کوتھاری تھے۔ ان کے تحت ایک کمیٹی تشکیل دی گئی تھی ۔ اس کمیٹی نے بھی خود مختاری کی حد مقرر کی تھی ۔ ان دونوں کے مقابلے میں اس قانون میں جو بھی خود مختاری کی حدود متعین کی گئی ہیں ۔ ان سے کہیں زیادہ دی گئی ہے اور اس کے ساتھ آکسفورڈ اور کیمبرج جو کچھ صاحب شاید نہ جانتے ہوں ۔ monastery کے پیسے سے چلتی ہیں حکومت ان کو زیادہ پیسے نہ دیتی تھی لیکن چونکہ اب ایسا ٹیکنیکل دور ہے کہ حکومت کو مجبوراً ان کی مدد کرنی پڑتی ہے تاکہ وہ نئے نئے شعبے کھول سکیں ۔ monastery کی آمدنی محدود ہوتی ہے ، ان کی زمینیں بھی محدود ہوتی ہیں ، اس لئے چونکہ حکومت یونیورسٹی کو پیسے دیتی ہے ، لارڈ رابنز نے یہ رپورٹ میں لکھا ہے کہ چونکہ اب موجودہ زمانے کے تقاضے پورے کرنے

کے لئے حکومت یونیورسٹی کو پیسے دیتی ہے ، کروڑہا روپے دیتی ہے تو اس لیے لازمی ہوگا کہ جو حکومت کسی ادارے کو پیسے دے وہ اس کی نگہداشت بھی کرے دیکھے کہ وہ پیسے ٹھیک طرح سے استعمال کیے جائیں اور ان کا حساب کتاب لے ۔ کیا اس ایوان کے معزز اراکین یہ چاہتے ہیں کہ ہم یونیورسٹیوں کو پیسے تو دیتے جائیں اور ان سے کچھ نہ پوچھیں کہ وہ کیا پڑھاتے ہیں اور جو پڑھے ہوئے نکلیں گے ، وہ پاکستان کے کام آئیں گے یا نہیں ؟ پاکستان میں کتنی ترقی کریں گے ؟ پاکستان میں کیا انقلاب لائیں گے؟ اگر ان کا اٹانومی کا اس قسم کا تصور ہے تو یہ پاکستان کی بھی تباہی ہوگی یونیورسٹیوں کی بھی اور جمہوریت کی بھی سب سے بڑی نفی ہوگی یہ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ قانون میں لارڈ رابنز کی رپورٹ کے مطابق، اور ہندوستان میں کوٹھاری رپورٹ کے مطابق کہیں زیادہ خود مختاری دی گئی ہے اور یونیورسٹی کے جو کام کرنے والے لوگ ہیں وہ اس قانون سے اس قدر مطمئن ہیں کہ انھوں نے جو باتیں آ کر کہیں، ان کی جہاں تک نمائندگی کا تعلق تھا، یا نمائندگی کو بہتر بنانے کا تعلق تھا اور انھوں نے جو اصلاحات چاہیں وہ ہم نے ان کی سب قبول کر لیں ۔ اس لیے جو ترمیم شدہ شکل میں یہ بل لایا جا رہا ہے یہ بالکل مقبول ہے جو یونیورسٹی میں کام کرتے ہیں ان تمام لوگوں سے میری بار بار بات چیت ہوئی ہے، یہ نہایت جمہوری ہے اور اتنی خود مختاری اس سے پہلے کبھی کسی قانون میں نہیں دی گئی ۔ شکریہ جناب ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء
> جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم
> نے سفارش کی ہے، فی‌الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Spekear : Before we go on to the next item, I have certain announcements to make.

میں نے پہلے صبح اعلان کیا تھا کہ آج شام کو اجلاس ہو گا۔ میں نے وزرا صاحبان اور اپوزیشن کے اراکین سے مشورہ کیا ہے اور اس میں ہم نے ٹائم شیڈول بنا لیا ہے۔ چنانچہ آج شام کو اجلاس نہیں ہو گا۔ آج کا اجلاس ملتوی ہونے کے بعد ہم کل صبح آٹھ بجے دوبارہ یہاں ملیں گے۔

آوازیں ۔ ساڑھے آٹھ بجے ٹھیک ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ کل صبح ساڑھے آٹھ بجے، ٹھیک ہے۔

دوسرا اعلان یہ ہے کہ جمعرات ۲۶ اپریل کے لیے ایجنڈا وہی ہوگا جو جمعرات ۱۲ اپریل کے لیے مقرر تھا۔ یعنی غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے لیے جو ایجنڈا ۱۲ اپریل کے لیے مقرر کیا گیا تھا وہی ایجنڈا اب ۲۶ اپریل کو اس ایوان میں پیش کیا جائے گا۔

اب بل کی کلاز ۳ زیر غور ہے۔

MAKHDOOMZADA SYED HASSAN MAHMOOD : I oppose.

Mr Speaker : The House is adjourned till 8.30 a. m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس ۲۳ اپریل ۱۹۷۳ بروز سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس سوم

سوموار - ۲۳ اپریل ۱۹۷۳ء

(دوشنبہ - ۱۹ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا - مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے -

---

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا -

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۙ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝ وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً لَّا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ وَلَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا وَّلَا يَمْلِكُوْنَ مَوْتًا وَّلَا حَيٰوةً وَّلَا نُشُوْرًا ۝

پ ۱۸ - س ۲۵ - ع - ۱۶ - آیات ۱ تا ۳

ترجمہ: برکت والی ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن نازل کیا تاکہ سارے جہانوں کی ہدایت کرے۔ وہی ہے کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اسی کی ہے۔ اور جس نے کسی کو اپنا بیٹا نہیں بنایا۔ اور جس کا بادشاہت میں کوئی شریک نہیں اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور پھر اس کا ایک اندازہ ٹھہرا دیا۔

اور (بہت سے لوگوں نے) اس کے سوا اور معبود بنا لیے ہیں جو کوئی چیز پیدا نہیں کر سکتے اور حال یہ ہے کہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ اور وہ نہ اپنے نقصان اور نفع کا کچھ اختیار رکھتے ہیں اور نہ مرنا ان کے اختیار میں ہے اور نہ جینا۔ اور نہ مر کر اٹھ کھڑے ہونا ان کے اختیار میں ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں مسٹر اکرام الحق کی بطور لیکچرار تقرری

*۱۶۴۸ - علامہ رحمت اللہ ارشد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۷۲ء کو پنجاب یونیورسٹی کے شعبہ تاریخ میں ترمیم شدہ آرڈیننس کی شق نمبر ۶ کے تحت مسٹر محمد اکرام الحق کو لیکچرار مقرر کیا گیا تھا -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مسٹر محمد اکرام الحق کو کچھ دنوں بعد یونیورسٹی انتظامیہ نے پریشان کرنا شروع کر دیا تھا اور ان کے کاغذات تعیناتی ریکارڈ سے غائب کر دیئے گئے -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ صدر شعبہ تاریخ مسٹر یار محمد نے محمد اکرام الحق کو دوبارہ درخواست جمع کرانے کو کہا -

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ سابق مشیر تعلیم مسٹر خورشید حسن میر کے نوٹس میں جب یہ بات لائی گئی تو انھوں نے تعیناتی حکم اور غائب کئے جانے والے کاغذات کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں دیکھنے کے بعد یونیورسٹی کی زیادتی کو تسلیم کیا اور عرضی کے پیچھے ایک لمبا نوٹ لکھ کر عرضی گورنر صاحب کو بھیجی -

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ جب گورنر صاحب نے رپورٹ منگوائی تو وہ بقول ان کے غلط تھی اور جب انھوں نے دوسری دفعہ رپورٹ منگوائی تو رجسٹرار مسٹر اقبال حسین نے عرضی میں مسٹر خورشید حسن میر صاحب کا نوٹ اور تعیناتی حکم فائل سے غائب کر دیئے -

(و) کیا یہ حقیقت ہے کہ جب گورنر صاحب کے سیکرٹری مسٹر انور زاہد صاحب کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی تو انھوں نے یونیورسٹی انتظامیہ کو فائل سے دیدہ دانستہ غائب کئے جانے والے کاغذات بھیجنے کے لئے خط لکھا مگر یونیورسٹی انتظامیہ نے جواب تک دینا گوارا نہ کیا -

(ز) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت پنجاب یونیورسٹی میں چند لیکچرار مثال کے طور پر مسٹر محمد افضل ، مسٹر وجاہت ، مسٹر فہیم ، مسٹر راضی ، خواجہ نجم الحسن اور صفدر میر کام کر رہے ہیں جن پر آرڈیننس کی شق نمبر ۶ اور شق نمبر ۴ کا اطلاق نہیں ہوتا ہے اور ان کی تعیناتی سراسر غلط اور خلاف قانون ہے ۔

(ح) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان میں دو لیکچرار مسٹر صفدر میر اور خواجہ نجم الحسن نے بہتر مواقع میسر آنے کی وجہ سے خود بخود استعفیٰ دے دیا ہے ۔

(ط) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنر صاحب یونیورسٹی سے جو دونوں رپورٹیں منگوائی تھیں وہ ایک دوسرے کے بالکل برعکس تھیں ۔

(ی) اگر جزو (الف) تا (ح) میں مندرج حقائق درست ثابت ہوں تو کیا حکومت دھاندلی کے مرتکب مسٹر اقبال حسین اور مسٹر یار محمد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست نہیں ہے ۔ تنخواہوں کے پے سکیل کے ترمیم شدہ آرڈیننس کی شق نمبر ۴ کے تحت صرف ان امیدواروں کو بطور لیکچرار مقرر کیا جا سکتا ہے ۔ جنہوں نے متعلقہ مضمون میں (Distinction) حاصل کی ہو ۔ مسٹر اکرام الحق صرف ایم ۔ اے سیکنڈ ڈویژن ہیں اور تین سال کا مطلوبہ تدریسی تجربہ بھی نہیں رکھتے ۔

(ب) یہ درست نہیں ہے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

(د) سابق مشیر تعلیم نے مسٹر اکرام الحق کی عرضی صرف یہ لکھ کر گورنر صاحب کو بھیجی تھی کہ وہ مناسب کارروائی کریں ۔ کیونکہ وہ بحیثیت چانسلر مجاز ہیں ۔ اس نوٹ میں یونیورسٹی کی زیادتی وغیرہ کا ذکر نہیں ہے ۔ اور نہ سابق مشیر تعلیم نے اصولی طور پر اپنے نوٹ میں اس کا ذکر کیا ہے ۔

(ہ) یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ جب گورنر صاحب نے رپورٹ منگوائی تو ایسے غلط تصور کیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ تعلیم نے تمام حقائق کو سامنے رکھ کر گورنر صاحب کو رپورٹ پیش کی اور اس کے نتیجہ میں گورنر صاحب نے یہ حکم فرمایا کہ مسٹر اکرم الحق قواعد کے مطابق بطور لیکچرار کے تعیناتی کے مستحق نہیں ہے۔

(و) جی ہاں ۔ لیکن اب یونیورسٹی انتظامیہ نے جواب دے دیا ہے ۔

(ز) جن لیکچرار حضرات کا ذکر کیا گیا ہے وہ سب ترمیم شدہ پے سکیل کے آرڈیننس کے نفاذ سے پہلے بھرتی کئے گئے تھے ۔ اس لئے اس کا اطلاق ان پر نہیں ہوتا ۔ جہاں تک صفدر میر صاحب کا بطور ڈائرکٹر افسر و ایشیائی مطالعہ کے تقرر کا تعلق ہے وہ شق نمبر ۴ کے تحت ہوا تھا ۔ لیکن وہ چند ہفتوں کے بعد نوکری چھوڑ کر چلے گئے ۔

(ح) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

(ط) یہ درست نہیں ہے ۔

(ی) مندرجہ بالا حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : کیا فاضل وزیر تعلیم یہ فرمائیں گے کہ پہلی تعیناتی صرف تین مہینے کے لیے ہوتی ہے اور اس تعیناتی کو صرف متعلقہ شعبہ کا سربراہ کر سکتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! مجھے اس کے متعلق نہیں معلوم ۔ اگر آپ الگ سوال کریں تو میں جواب دے دوں گا اس لئے کہ اس سے آپ کا سوال متعلقہ نہیں ہے یا میرے خیال میں نہیں ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ اختیارات ان کو ہیں کہ کسی شعبہ کا سربراہ تین مہینے کے لئے اپنے آپ کسی کی تقرری کر سکتا ہے ۔

جناب والا ! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ اگر کسی آدمی نے کسی خاص مضمون میں سپشلائز کیا ہو تو اس کے لئے ڈویژن کی شرط باقی نہیں رہتی -

وزیر تعلیم : جناب والا ! میری جناب قائد حزب اختلاف سے عرض ہے کہ یہ ریکروٹمنٹ رولز کے متعلق سوال ہے - مجھے تو تمام ریکروٹمنٹ رولز کا پتہ نہیں ہے - اگر آپ چاہتے ہیں تو میں آپ کو اس کی کاپی منگوا کر دکھا سکتا ہوں۔ مجھے اس کی تفصیل یاد نہیں ہے۔ دوسرے یہ رولز بدل ہوئی گئے ہیں - جو نئے رولز ہیں وہ میں نے ابھی یاد نہیں کئے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا یہ ترمیم شدہ آرڈیننس کی شق نمبر ٦ ہے جس کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں - کیا آپ فرما سکتے ہیں کہ مسٹر محمد اکرام الحق نے رشین اور امریکن ہسٹری میں سپیشلائز کیا ہوا ہے اور اس یونیورسٹی میں اس کوالیفیکیشن کا کوئی دوسرا آدمی موجود نہیں ہے ؟

وزیر تعلیم : جی نہیں - تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے - معلوم کرکے ہی میں عرض کر سکتا ہوں لیکن اس وقت میرے پاس ایسی تفصیل نہیں ہے -

مسٹر اسپیکر : مسٹر محمد اکرام الحق جس کا ذکر یہاں ہے اس کے متعلق آپ کو پتہ ہونا چاہیے - کہ وہ کون ہیں اور کیا ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اگر واقعی انہوں نے امریکن اور رشین ہسٹری میں ایم - اے کیا ہوا ہو اور اس یونیورسٹی میں اس مضمون کا کوئی دوسرا آدمی نہ ہو تو کیا یہ اس شق کے تحت غور کرکے انہیں رکھنے کے لیے تیار ہیں جسے سپشلائزڈ کے لیے خاص طور پر استعمال کی جاتی ہے -

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ سوال ایک ایسے صاحب کے متعلق کیا گیا ہے جن کو ملازم نہیں رکھا گیا - اگر کوئی ایسا شخص ہوتا جو ملازمت میں ہوتا تو میں اس کی پرسنل فائل منگوا کر کچھ معلومات حاصل کر سکتا تھا - جتنے کوائف ہیں اگر ان کے متعلق آپ مجھے فرمائیں تو میں جواب دینے کے لیے حاضر ہوں - اگر یونیورسٹی نے کوئی غلطی کی ہے - کوئی کوتاہی کی ہے تو آپ کا بالکل حق بنتا ہے کہ آپ اس کو censure کریں - میں سمجھتا ہوں اس میں میں آپ کی پوری امداد کر سکتا ہوں لیکن مجھے زبانی ریکروٹمنٹ رولز اور دوسری چیزیں یاد نہیں ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ اس سوال کو کل پر ملتوی کر دیا جائے تاکہ تمام تفصیلات سامنے آ سکیں ۔

مسٹر سپیکر : کل تک وہ کیا کریں گے اگر اس وقت وہاں ملازم نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ کسی وجہ سے نکل گیا ہوگا اور اس شق کے تابع ان کے کہنے کے مطابق پورے نہیں اترتے حالانکہ انھوں نے سپیشلائز کیا ہوا ہے ۔ اس مضمون کا کوئی دوسرا آدمی بھی نہیں ہے ۔ تمام شقیں ان پر پوری ہوں ۔ اگر ان کی سپیشلائزیشن ثابت ہو جائے ان کا تقرر کیا جا چکا ہو تو کیا اس کو دوبارہ رکھنے کے لئے تیار ہوں گے ؟

وزیر تعلیم : مجھے منظور ہے ۔ میں کل تک وہ تفصیلات حاصل کر لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول کی لاہور میں تعیناتی

*۱۸۸۸ ۔ **مسٹر محمد انور علی بٹ :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نذیر احمد بطور ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ پائلٹ ہائی سکول وحدت کالونی لاہور میں ۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۲ء تعینات رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ نذیر احمد مذکور کو ۱۹۷۲ء میں گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول لاہور میں بطور ہیڈ ماسٹر تعینات کر دیا گیا ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کے لئے سینئر درجہ اول کا ہونا ضروری ہے اگر ایسا ہو تو آیا مذکورہ ہیڈ ماسٹر مطلوبہ معیار پر پورا اترتا ہے اگر نہیں تو اسے سینئر کلاس ۔ ۱ کی آسامی پر لگانے اور سینئر اساتذہ کو نظر انداز کرنے کی وجوہات کیا تھیں ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۶۰ء سے اب تک نذیر احمد مذکور کی تعیناتی لاہور میں ہی ہے جب کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق کوئی بھی سرکاری ملازم ۴ سال سے زائد عرصہ لاہور میں تعینات نہیں رہ سکتا ۔ اگر ایسا ہے تو کن وجوہات کی بنا پر اسے اتنے لمبے عرصے سے یہاں پر رکھا گیا ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انجمن صدر معلمین ثانوی مدارس لاہور ڈویژن نے مورخہ ۱۸ دسمبر ۱۹۷۲ء کو بذریعہ قرار داد ہیڈ ماسٹر مذکور کی لاہور میں تعیناتی اور دیگر سینئر اساتذہ کی حق تلفی کے خلاف احتجاج کیا تھا ۔

(و) اگر یہ درست ہے تو کیا حکومت ہیڈ ماسٹر مذکور کو اس کی قابلیت کی بنا پر اس کے درجے کے برابر سکول میں تعینات کرکے معلمین کی حق تلفی کو دور کرنے کو تیار ہے اگر ایسا نہیں تو کن وجوہات کی بنا پر ۔

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سوال دہندہ نے وزیر موصوف کو اس معاملہ میں بذریعہ تحریری درخواست انکوائری کرنے کے لیے دی تھی ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کیا اقدامات کئے گئے ہیں اگر ابھی تک ایسا نہیں کیا گیا تو کن وجوہات کی بنا پر ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ سنٹرل ماڈل ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر کی آسامی درجہ اول کی ہے ۔ لیکن موقع اور ضرورت کے مطابق درجہ دوم کے سینئر ہیڈ ماسٹروں میں سے قابلیت ، تجربہ اور اہلیت کی بنا پر چناؤ کے تحت تعیناتی کی جاتی ہے ۔ بالخصوص سنٹرل ماڈل ہائی سکول لوئر مال لاہور میں ماضی میں اکثر درجہ دوم کے قابل ہیڈ ماسٹر متعین کئے جاتے رہے ہیں اور اس سلسلہ میں پرنسپل سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کی رائے کا کافی لحاظ رکھنا پڑتا ہے کیونکہ مذکورہ سکول کالج کے ساتھ بطور تجرباتی ادارہ ملحق ہے ۔ موجودہ

ہیڈ ماسٹر کا تعین بھی پرنسپل کی سفارش پر چناؤ کے بعد کیا گیا ہے۔

(د) جی ہاں۔ مگر حکومت کی چار سال سے زائد لاہور میں تعیناتی کی پالیسی کا اطلاق صرف انتظامیہ آسامیوں پر ہوتا ہے اور ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کی آسامیاں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

(ہ) ایسی کوئی قرارداد میرے علم میں نہیں۔ تاہم محکمہ تعلیم کسی انجمن کی قرارداد پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔

(و) مذکورہ ہیڈ ماسٹر کی اس آسامی پر تقرری سے کسی کی حق تلفی نہیں ہوئی۔ کیونکہ سینئر درجہ اول کی آسامی کسی بھی دوسری جگہ تبدیل ہو سکتی ہے۔ اور حق دار افسر کو دی جا سکتی ہے۔ در حقیقت اس آسامی پر میاں عمرالدین کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ لیکن بچوں کی پڑھائی کے پیش نظر اور چند انتظامی امور کی بنا پر وہ گورنمنٹ ٹریننگ انسٹیٹیوٹ۔ گھکھڑ کے پرنسپل کی حیثیت سے سینئر کلاس اول افسر کے طور پر کام کریں گے۔ جب کہ چوہدری نذیر احمد اپنی اصلی آسامی میں موجودہ تعیناتی پر کام کریں گے۔

(ز) مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر اس سلسلہ میں کسی انکوائری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسٹر محمد انور علی بٹ: کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ نذیر احمد کے علاوہ اور کوئی ہیڈ ماسٹر لائق نہیں ہے جو تعینات کیا جا سکے؟

وزیر تعلیم: جناب والا! ہوں گے ممکن ہے ان سے اچھے ہوں۔ اس سوال کا جواب دینا مشکل ہے کیونکہ ہیڈ ماسٹر تو ہزاروں کی تعداد میں ہوتے ہیں۔

(اس مرحلے پر مسٹر چیئرمین ملک غلام نبی صاحب کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسماۃ مسرت آرا کی گورنمنٹ مسلم گرلز کالج نارووال میں تعیناتی

*۱۸۸۹ - مسٹر محمد انور علی بٹ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بتلائیں فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسماۃ مسرت آرا کو گورنمنٹ مسلم گرلز کالج نارووال میں ۱۹۷۱ء میں گورننگ باڈی کی منظوری کے بغیر بطور لیکچرار تعینات کیا گیا جب کہ مغربی پاکستان پرائیویٹ کالجز مینجمنٹ آرڈیننس کے تحت یہ تعیناتی نہیں ہو سکتی تھی -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سوال دہندہ کے علاوہ دیگر متعدد افراد نے جن میں گورنمنٹ گرلز کالج کی پرنسپل بھی شامل ہیں محکمہ تعلیم کو اس سلسلہ میں تحریری شکایات کی تھیں کہ مذکورہ لیکچرار کو سیکرٹری انجمن مسلم ہائی سکول نارووال نے غیر قانونی طور پر تعینات کر دیا ہے -

(ج) کیا مذکورہ بالا تعیناتی کے لئے اخبارات میں تشہیر کی گئی تھی اور مذکورہ لیکچرار کے علاوہ کسی دیگر امیدوار نے بھی درخواست دی تھی اگر دی تھی تو ان کی تعداد کیا تھی اور ان کے کیا نام ہیں -

(د) کیا وزیر موصوف اس معاملہ میں غیر جانبدار انکوائری کرانے کے لئے تیار ہیں اگر نہیں تو کن وجوہات کی بنا پر ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) کیونکہ گورننگ باڈی اس وقت معرض وجود میں نہیں آئی تھی - اس لئے یہ تقرری حسب معمول سیکرٹری انجمن اسلامیہ نارووال نے کی تھی -

(ب) مس مسرت آرا کی تقرری کے وقت محکمہ تعلیم کو اس سلسلہ میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی تھی مگر پرنسپل صاحبہ نے احکام تقرری کو قانونی طور پر جائز نہیں سمجھا تھا

(ج) اب کوئی ریکارڈ محکمہ تعلیم میں موجود نہیں ہے -

(د) محکمہ تعلیم نے اس سلسلہ میں انکوائری کے لئے مناسب ہدایات جاری کر دی ہیں -

گورنمنٹ مسلم ہائی سکول نارووال کے اثاثہ جات

*۱۸۹۰ - مسٹر محمد انور علی بٹ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کافی عرصہ پہلے مرزا محمد علی بیگ جو مسلم ہائی سکول نارووال موجودہ گورنمنٹ مسلم ہائی سکول نارووال کے ہیڈ ماسٹر تھے نے اس سکول کے لئے مختلف متروکہ عمارات بذریعہ نیلام عام حاصل کی تھیں - اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد مع نام کیا ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۷۲ء میں حکومت نے سکول مذکور کو اپنی تحویل میں بمع تمام اثاثہ جات جن میں بلڈنگز بھی شامل تھیں لے لیا - اگر ایسا ہے تو اس وقت اثاثہ جات جن میں بلڈنگز بھی شامل تھیں اپنے قبضہ میں لیں -

(ج) کیا جزو (ب) میں مندرج عمارتوں کے حقوق ملکیت محکمہ تعلیم کے منتقل کر دیئے گئے ہیں - اگر نہیں تو کن کن اور کتنی عمارتوں کے حقوق منتقل نہیں کئے گئے اور کن وجوہات کی بنا پر ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں - سابقہ مسلم ہائی سکول نارووال موجودہ گورنمنٹ ہائی سکول نارووال کے سابقہ ہیڈ ماسٹر مرزا محمد علی بیگ نے بذریعہ نیلام کوئی متروکہ عمارت سکول ہذا کے لئے حاصل نہیں کی - سکول ہذا کے زیر تحویل جو موجودہ عمارت ہے وہ محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے اور سکول ہذا اس کو سالانہ کرایہ ادا کرتا ہے -

(ب) گورنمنٹ نے ۱۹۷۲ء میں قومی تحویل میں لیتے وقت تمام اثاثہ جات اپنے قبضہ میں لے لئے ہیں - اب وہ اس کی ملکیت ہیں - لیکن حکومت عمارت پر صرف کرایہ دار کی حیثیت سے قابض ہے - یہ کہ وقف جائیداد ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور کے نام منتقل ہو سکتی ہے اور نہ نیلام ہو سکتی ہے -

(ج) چونکہ عمارت ہذا محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے ۔ اس لیے اس کے حقوق ملکیت منتقل ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

پنجاب کی تاریخ مرتب کرنا

*۲۱۷۳ ۔ رائے میاں خان کھرل : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا حکومت کے یہ علم میں ہے کہ پنجاب کے بارے میں ۱۸۵۷ء سے لے کر اب تک سرکاری طور پر کوئی تاریخ مکمل نہیں کی گئی ۔

(ب) آیا حکومت کے یہ علم میں ہے کہ پنجاب کے عوام زبردست محب وطن ، حریت پرور ، بہترین کاشت کار اور سپاہی ہیں ۔

(ج) اگر سوال (الف) تا (ب) بالا کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت اس بارے میں کوئی قدم اٹھانے کو تیار ہے ۔

(د) آیا یہ درست ہے کہ انگریز نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو غدر کہا اور پنجاب کے حریت پسند سپوتوں کو ۱۹۴۷ء تک غدار کہا جاتا رہا اور انگریز پرور خاندانوں کو وفادار کہا اور جاگیریں تک دی جاتی رہیں جنہوں نے غریب عوام کا آج تک استحصال کیا اگر جواب اثبات میں ہے تو ایسے سرمایہ داروں اور انگریز پرست اور ان کی اولاد کے بارے میں حکومت کیا قدم اٹھانا چاہتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) اگر مالی ذرائع میسر آئیں تو ایسا کیا جا سکتا ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ باقی سوال کا تعلق مرکزی حکومت سے ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! سوال کے حصہ "الف" میں کہا گیا ہے کہ

> آیا حکومت کے یہ علم میں ہے کہ پنجاب کے بارے میں ۱۸۵۷ء سے لے کر اب تک سرکاری طور پر کوئی تاریخ مکمل نہیں کی گئی -

اس کا جواب "جی نہیں" دیا گیا ہے حالانکہ اس کا جواب "جی ہاں" میں ہونا چاہئے کیونکہ تاریخ مرتب نہیں کی گئی - اس کی صحیح پوزیشن کیا ہے آیا تاریخ مرتب ہوئی ہے یا نہیں ہوئی -

مسٹر چیئرمین : جی ہاں -

سید تابش الوری : تاریخ مرتب نہیں ہوئی جواب "جی ہاں" ہونا چاہئے -

وزیر تعلیم : سرکاری طور پر تاریخ مرتب نہیں ہوئی ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم بتا سکیں گے کہ اس سلسلے میں کوئی تجویز زیر غور ہے کہ پنجاب کی تاریخ مرتب کی جائے -

وزیر تعلیم : فی الحال نہیں ہے -

سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم بتا سکتے ہیں کہ تجویز زیر غور کیوں نہیں ہے -

مسٹر چیئرمین : یہ آپ اپنے آپ سے پوچھیں کہ تاریخ کیوں مرتب نہیں ہوئی -

سید تابش الوای : جناب والا ! یہ اتنا اہم کام ہے جس کو صرف سرکای سطح پر پوری ٹیم سر انجام دے سکتی ہے - یہ ایک فرد کا کام نہیں ہے - حکومت اس میں کیوں دلچسپی نہیں لیتی ہے -

مسٹر چیئر مین : اگر آپ کا خیال درست ہے تو آپ بھی مدد کریں -

سید تابش الوری : جناب والا ! حکومت اپنی ذمہ داری کیوں پوری نہیں کرتی - کیا حکومت اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہے ؟

مدرسہ انصاران اسلام انفنٹری روڈ لاہور کو قومی تحویل میں لینا

*۲۱۹۱ - ملک محمد علی خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مدرسہ انصاران اسلام انفنٹری روڈ لاہور کو قومی تحویل میں لے لیا گیا ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سکول کا سامان نکال لیا گیا ہے اور سکول کی بلڈنگ کے ۴-۵ کمرے کرایہ پر بھی دے دئے گئے ہیں -

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول کو ناکام بنانے والے افراد کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں - یہ سکول یکم اکتوبر ۱۹۷۲ء سے قومی تحویل میں آ چکا ہے -

(ب) جی ہاں - ایسی اطلاعات موصول ہوئی ہیں کہ سکول کے سابقہ مینجر نے سکول کا متعلقہ ریکارڈ ہیڈ مسٹرس صاحبہ سے دوبارہ لے کر اپنے قبضے میں لے لیا ہے اور مبینہ طور پر سکول کا کچھ فرنیچر بھی نکال لیا ہے اور عمارت مدرسہ کا پورا ایک حصہ جو تین چار کمروں پر مشتمل ہے کرایہ پر دے دیا ہے اس حصہ میں محکمہ سوشل ویلفیئر کا دستکاری کا سکول چل رہا ہے -

(ج) جی ہاں - حکومت مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۸ کے تحت سابقہ مینجر کے خلاف کارروائی کر رہی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ فرما سکیں گے کہ یہ کارروائی جو مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ کے تحت کی جا رہی ہے یہ کون صاحب کر رہے ہیں اور کیا اس پر عمل درآمد ہونے کی توقع کی جا سکتی ہے ؟ جزو (ج) میں انہوں نے فرمایا ہے : کہ حکومت اس ریگولیشن کے تحت سابقہ منیجر کے خلاف کارروائی کر رہی ہے -

وزیر تعلیم : قانونی کارروائی کی نسبت بتایا گیا ہے کہ یہ کارروائی ڈائریکٹر ایجوکیشن لاہور کر رہے ہیں - ہمارے پاس جو سکولوں کو قومی تحویل میں لینے کے لئے جو قانون ہے وہ مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۸ ہے اسی کے تحت کارروائی کی گئی ہے -

چوہدری امان اللہ لک : کب تک فائنل رپورٹ آ جانے کی توقع ہے ؟

وزیر تعلیم : ہمارا خیال ہے کہ ہم اس کو finalize جلد کر دیں گے -

---

کنگن پور تحصیل چونیاں کے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینا

***۲۴۴۷ - سردار محمد عاشق :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کنگن پور تحصیل چونیاں میں کوئی گرلز ہائی سکول نہیں -

(ب) کیا حکومت کنگن پور مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر جواب اثبات میں ہو تو اسے کب تک ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں -

(ب) ترقیاتی پروگرام ۷۴-۱۹۷۳ء کے تحت گورنمنٹ گرلز مڈل سکول کنگن پور کو استحقاق کی بنا پر مڈل سے ہائی کا درجہ دینے کی تجویز پر ہمدردانہ غور کیا جا سکے گا بشرطیکہ حکومت نے اس مد میں وافر رقم مہیا کی -

---

گرلز سکولوں میں معلمات کی تعیناتی

***۲۴۴۸ - سردار محمد عاشق :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے دیہات میں واقع کچھ گرلز سکول

محض اس لئے خالی پڑے ہیں کہ محکمہ تعلیم نے غیر تربیت یافتہ عملہ کی تقرریوں پر پابندی لگا رکھی ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع لاہور کے دیہات کے ۲۰ فیصد گرلز سکولوں میں غیر تربیت یافتہ معلمات تعینات ہیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ تربیت یافتہ معلمات دور دراز علاقوں میں جانے سے گریز کرتی ہیں جس کی وجہ سے سینکڑوں طالبات کا قیمتی سال ضائع ہو رہا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول نمبر ۲ چونیاں ضلع لاہور ۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول لنڈے سنٹر کنگن پور ضلع لاہور ۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول فتح محمد کلاں سنٹر کنگن پور ضلع لاہور ۔ گورنمنٹ گرلز سکول ڈوہڈیاں ضلع لاہور میں کوئی معلمات تعینات نہیں ہیں اگر تعینات ہیں تو ان کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ اس سے بہت کم تعداد کے سکولوں میں غیر تربیت یافتہ معلمات کام کر رہی ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔ غیر تربیت یافتہ معلمات کے ذریعہ تعلیم بدستور جاری رہتی ہے ۔

(د) جی نہیں ۔ ماسوائے پرائمری سکول فتح محمد کلاں کے علیحدہ علیحدہ تفصیل یوں ہے ۔

(۱) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چونیاں نمبر ۲ میں ۱۵ معلمات تعینات ہیں ۔

(۲) کنگن پور میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کی بجائے گورنمنٹ مڈل سکول واقع ہے ۔ جہاں معلمات کی تعداد ۹ ہے ۔

(۳) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول فتح محمد کلاں بند پڑا ہے۔ کیوں کہ اس سکول کی معلم ایک جنگی قیدی کی بہن ہے۔ جس نے حالات کی مجبوری کی وجہ سے اپنا تبادلہ کروا لیا۔ اس کے بعد دو معلمات مسماۃ رضیہ اور مسماۃ زبیدہ کا تبادلہ اس سکول میں کیا گیا۔ لیکن چونکہ یہ علاقہ غیر محفوظ ہے لہذا ان دو معلمات نے بھی اپنا تبادلہ اس جگہ سے منسوخ کروا لیا۔ بعد ازاں تقرریوں پر پابندی ہونے کی وجہ سے نہ تو کوئی نئی تقرری کی جا سکی۔ اور نہ ہی کسی تبادلہ کے ذریعہ کسی دوسرے سکول سے یہاں لایا جا سکا۔

(۴) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ڈھڈیاں سنگل ٹیچر سکول ہے اور یہاں پر کبریٰ سلطانہ کام کر رہی ہے۔

میٹرک کے امتحان میں درجہ سوئم میں کامیاب ہونے والے طلباء کا کالجوں میں داخلہ

*۲۴۸۰۱۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ میٹرک کے امتحان میں جو طلباء کامیاب ہوتے ہیں ان میں اکثریت ایسے طلباء کی ہوتی ہے جو درجہ سوئم میں پاس ہوتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کے تمام کالجوں کو یہ ہدایت جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ درجہ سوئم میں کامیاب ہونے والے طلباء کو بھی کالجوں میں داخلہ دیا جائے۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق): (الف) جی ہاں۔

(ب) محکمہ تعلیم کے تحت کالجوں میں میٹرک درجہ سوم کے داخلہ پر کوئی

پابندی نہیں لیکن استحقاق کی بنا پر فرسٹ اور سیکنڈ ڈویژن میٹرک پاس طلباء کو ترجیح دی جاتی ہے ۔

مرمت طلب سکولوں اور کالجوں کی تعداد

*۲۴۸۹ - چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران محکمہ تعلیم نے محکمہ تعمیرات کو متعدد پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں اور کالجوں کی شکستہ عمارتوں کی فوری مرمت کے لیے لکھا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو ایسے تعلیمی اداروں کی تعداد کیا ہے اور ان میں سے کتنے سکولوں اور کالجوں کی مرمت اب تک ہو چکی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : مطلوبہ کوائف متعلقہ محکموں سے فراہم کئے جا رہے ہیں ۔ موصول ہونے پر پیش کر دیئے جائیں گے ۔

سکولوں اور کالجوں میں اسلامیات کو لازمی مضمون قرار دینا

*۲۴۹۲ - چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے پرائمری ، مڈل ، میٹرک اور کالج کے طلباء و طالبات کو اسلامی تعلیم دینے کے پروگرام پر عملدر آمد شروع کیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیلات کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلامیات کو لازمی مضمون قرار دے دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو یہ کس کس جماعت کے طلباء اور طالبات کے لیے ہے ۔ اگر نہیں تو حکومت کب تک اسلامیات کو سکولوں اور کالجوں میں لازمی مضمون قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں - پرائمری ، مڈل اور میٹرک کے طلباء و طالبات کے لیے اسلامیات لازمی ، مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے - کالجوں میں اسلامیات ایک اختیاری مضمون کے طور پر پڑھایا جاتا ہے -

(ب) جی ہاں - پرائمری ، مڈل اور میٹرک تک یہ مضمون لازمی ہے - فی الحال کالجوں میں اس مضمون کو لازمی قرار دینے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں -

---

ناظم فروغ تعلیمات و ماہرانہ خدمات کے فرائض

*۴۲۹۳ - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر تعلیم نشان زدہ سوال نمبر ۱۱۱۴ جس کا جواب مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۷۳ء کو ایوان میں دیا گیا تھا کہ حوالہ سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کے "ناظم فروغ تعلیمات و ماہرانہ خدمات" کے فرائض میں یہ بھی شامل ہے کہ (۱) خصوصی تعلیم کے اداروں کے فروغ اور توسیع کے سلسلے میں حکومت کی مدد کرے اور اس کے متعلق ضروری تجاویز بھیجے - (۲) خصوصی تعلیم کے اداروں کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام مرتب کرے اور (۳) خصوصی تعلیم کے اداروں کے لیے جامع رپورٹ حکومت کو پیش کرے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو خصوصی تعلیم کے اداروں کے لیے کیا تجاویز پیش کی گئی ہیں (۱) جو جامع رپورٹ پیش کی گئی ہے اس کی تفصیلات کیا ہیں (۲) ترقیاتی پروگرام کے متعلق کیا کیا تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں -

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے -

(ب) ترقیاتی پروگراموں سے متعلق جو تجاویز پیش کی گئیں ان کا خلاصہ حسب ذیل ہے :

۱۔ شعبہ کتب خانہ جات ۔

صوبہ پنجاب میں کتب خانہ جات کی مکمل ڈائرکٹری مرتب کی گئی اور مرکزی کتب خانہ بہاول پور کے مسائل حل کرنے کے لیے محکمہ تعلیم پنجاب کو تجاویز پیش کی گئیں ۔ کتب خانہ جات میں شائقین کی کتابوں تک براہ راست رسائی کے طریقہ اوپن شلف سسٹم کے بارے میں محکمہ تعلیم پنجاب کو تجاویز پیش کی گئیں ۔ ابتداء میں یہ طریقہ گورنمنٹ کالج لاہور میں نافذ کرنے کی سفارش کی گئی ۔ اور بعد میں دوسرے کالجوں کے کتب خانوں میں بھی یہ طریقہ رائج کرنے کا مشورہ دیا گیا ۔ محکمہ تعلیم کو یہ بھی مشورہ دیا گیا کہ نادر و بیش قیمت کتب کی حفاظت کے سلسلے میں کیا کیا مناسب اقدام ضروری ہیں ۔ ۱۹۷۲ء یا ۱۹۸۰ء میں پنجاب میں دو ہزار چار سو کتب خانہ جات قائم کرنے کی جامع سکیم محکمہ تعلیم کو پیش کی گئی ۔ اس سکیم پر چونتیس کروڑ روپے خرچ ہوں گے اور اس سکیم کی تکمیل کے بعد پانچ کروڑ روپے سالانہ خرچ ہونگے ۔ ان نئے کتب خانوں کے نفاذ کی سکیم کی تکمیل کے بعد نئے اور اضافی عملے پر تئیس ہزار آٹھ سو اسی روپے نئے اخراجات کی تجویز محکمہ تعلیم کو پیش کی گئی اور یہ سب تجاویز محکمہ تعلیم کے زیر غور ہیں ۔

۲۔ شعبہ معذوراں ۔

حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی کے پیش نظر متعدد سکیمیں بنائی گئیں ۔ جن میں سے خاص خاص یہ ہیں :۔

۱۔ اسیسمنٹ سنٹر برائے معذوراں کا قیام ۶۹۷۹۵۰۰ روپے

۲۔ ورکشاپ برائے نابینا ورکرز ۹۴۳۶۵۰۰ روپے

۳- پولی ٹیکنیک برائے گونگے بہرے طلبا ۶۶۷۵۵۰۰ روپے

۴- نابینا طالبات کے سکول کا قیام ۲۳۵۲۶۰۰ روپے

۴- تربیت گاہ اساتذہ برائے معذوراں ۵۶۱۰۰۰۰ روپے

۵- ڈائرکٹوریٹ کا قیام برائے خصوصی تعلیم معذوراں ۸۰۵۰۰۰۰ روپے

۷- مالی امداد برائے پرائیویٹ ادارہ جات برائے معذوراں۔

یہ تمام تجاویز حکومت کے زیر غور ہیں -

۳- ترقیاتی پروگرام برائے سمعی و بصری اعانت -

۱ - آلہ ہائے سمعی و بصری اعانت کی ملکی خام مال سے تیاری کے لئے اساتذہ کی تربیت گاہیں بنانا ، جس پر چھتر ہزار روپے خرچ ہونگے- حکومت نے یہ روپیہ مہیا کرنا منظور کر لیا ہے -

۲ - دو آسامیاں "subject specialist" کی مہیا کی جائیں گی جو ریڈیو پاکستان پر بچوں کے پروگرام کی نگرانی اور رہنمائی کریں گے - حکومت نے یہ تجویز بھی منظور کر لی ہے -

۳ - سرگودھا میں ایک نیا مرکز برائے سمعی و بصری اعانات کھولا جائے گا - حکومت نے یہ بات بھی منظور کر لی ہے -

۴ - مدرسین کی رہبری برائے سکول نشریات کے سلسلے میں ۲ لاکھ روپے کی سکیم تیار کر کے حکومت کو بھیجی گئی ہے- جو زیر غور ہے -

۵ - ایک سہ ماہی رسالہ نکالنے کے سلسلے میں چودہ ہزار روپے کی امداد طلب کی گئی تھی - یہ تجویز بھی حکومت کے زیر غور ہے -

۶ - نو لاکھ بالوے ہزار روپے کا ایک اور منصوبہ برائے ترقیاتی پروگرام تیار کیا گیا تھا - جو حکومت کو بھیج دیا گیا ہے -

۴ - شعبہ توسیع تعلیم -

۱ - تین نئے مراکز برائے تربیت اساتذہ بمقام ملتان - بہاولپور اور سرگودھا کھولنے کا فیصلہ ہو چکا ہے -

۲ - ایک لاکھ اسی ہزار روپے برائے تکمیل دارالاقامہ (ہوسٹل) مانگا گیا ہے جو کہ منظور ہو چکا ہے -

۳ - پندرہ ہزار روپے لوکروں کے کوارٹرز کی تعمیر کیلئے بھی منظور ہو چکے ہیں -

۵ - ادارہ تعلیم جسمانی -

۱ - تعلیم جسمانی ترویج و ترقی کیلئے ایم - اے - (فزیکل ایجوکیشن) کی سکیم بوساطت ادارہ تحقیق پنجاب یونیورسٹی بھیجی گئی ہے -

۲ - ایک خصوصی پروگرام بنا کر حکومت کو پیش کیا گیا ہے - جس کے تحت تعلیم جسمانی کے اساتذہ کے لیے تربیتی کورسز منعقد ہوں گے - کھیلوں کے خواتین کی کتابیں ، چارٹس اور رہبر کتابچے برائے اساتذہ چھاپے جائیں گے اور دیگر متعلقہ موزوں مواد تیار کیا جائے گا -

۳ - نئی تعلیمی پالیسی کے تحت پرائمری سکولوں کے اساتذہ کے لیے جسمانی تعلیم کے خصوصی پروگرام مرتب کرنے کے لیے انسٹرکٹرز کا گشتی یونٹ تجویز کیا گیا ہے تاکہ تعلیم جسمانی کے پروگراموں کو نئی تعلیمی پالیسی کے تقاضوں کے مطابق بطریق احسن چلایا جا سکے -

۴ - فزیکل ایجوکیشن کالج خواتین کے لیے کھیلوں کے سامان کتابوں و دیگر سہولتوں کے لیے تجویز پیش کی گئی ہے -

۵ - تعلیم جسمانی کے ڈھانچے کو بہتر بنانے کے لیے مختلف سطح کی آسامیوں کی طلب کی گئی ہے -

۶ - ادارہ ہذا کے لئے عمارت کی تعمیر - معیاری کھیلوں کے سامان اور

جدید کتابوں کی خریداری کے سلسلے میں بھی حکومت سے منظوری طلب کی ہے -

وہ تجاویز جو حکومت نے منظور کی ہیں - حسب ذیل ہیں :-

تعلیم جسمانی کے خصوصی پروگرام کے لئے جس میں تربیتی کورسز کتب کی تیاری بشمولہ کھیلوں کے قوانین - چارٹس - رہبر کتابچے برائے اساتذہ تعلیم جسمانی و دیگر متعلقہ مواد کی تیاری کے لیے تجویز کی گئی تھی - حکومت نے مبلغ اٹھارہ ہزار نو سو روپیہ دینا منظور کر لیا ہے - لیکن ابھی تک یہ رقم ادارہ ہذا کو نہیں ملی - باقی سکیمیں تا حال حکومت کے زیر غور ہیں -

---

چک نمبر ۴۴ جنوبی تحصیل سرگودھا کے مڈل سکول کے کمروں کی تعمیر

*۲۵۰۷ - سردار صغیر احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل سرگودھا کے چک نمبر ۴۴ جنوبی میں طلباء کے لئے ایک مڈل سکول قائم ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارات کی توسیع کے لئے ۲ سال قبل دو کمروں کی تعمیر شروع کی گئی تھی -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول کے کمرے پرانی طرز کے بنائے جا رہے ہیں اور منظور شدہ نقشہ کے مطابق نہیں بنائے جا رہے -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ سکول کے کمروں کی تعمیر کا کام ابھی تک مکمل نہیں کیا گیا -

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے کمروں کی تعمیر جلد از جلد منظور شدہ نقشہ کے مطابق مکمل کرانے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک - اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) تعمیراتی کام منظور شدہ نقشے کے مطابق شروع کیا گیا تھا ۔

(د) جی ہاں ۔

(ہ) جی ہاں ۔ موجودہ سال کے اختتام تک یا آئندہ مالی سال کے شروع ہونے تک ۔

ڈپٹی رجسٹرار اور اسسٹنٹ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی کی سینیارٹی

*۲۵۱۳ ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی میں کتنے ڈپٹی رجسٹرار اور اسسٹنٹ رجسٹرار ہیں اور ان کی مرتب شدہ سینیارٹی کیا ہے ۔

(ب) آیا ان کی تمام ترقیاں سینیارٹی کے مطابق ہوتی ہیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ چوہدری محمد یعقوب جن کا تقرر بطور کنٹرولر امتحانات حال ہی میں کیا گیا ہے تین ڈپٹی رجسٹراروں اور دو اسسٹنٹ رجسٹراروں سے جونیئر ہیں اور ان کی تعلیمی استعداد بھی نسبتاً کم ہے ۔

(د) اگر جزو (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو تمام سینیئر ڈپٹی رجسٹراروں اور اسسٹنٹ رجسٹراروں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایک انتہائی جونیئر آدمی کو کس ضابطہ کے تحت کنٹرولر امتحانات لگایا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) پنجاب یونیورسٹی میں اس وقت کل

گیارہ ڈپٹی رجسٹرار اور اسسٹنٹ رجسٹرار ہیں اور ان کی مرتب شدہ سینیارٹی اس طرح ہے -

(۱) مسٹر اقبال حسین	آفیشیٹنگ رجسٹرار
(۲) مسٹر محمد حفیظالرحمان	ڈپٹی رجسٹرار (جنرل)
(۳) مسٹر سرور حسین	ڈپٹی رجسٹرار (تعلقات عامہ)
(۴) مسٹر محمد یعقوب	ڈپٹی رجسٹرار (کنٹرولر امتحانات کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں)
(۵) مسٹر اے ۔ اے نثار	سیکرٹری برائے وائس چانسلر
(۶) مسٹر اے ۔ آر گلاب	آفیشیٹنگ ڈپٹی رجسٹرار (انتظامیہ)
(۷) مسٹر امام ڈار	اسسٹنٹ رجسٹرار (منصوبہ بندی)
(۸) مسٹر ظہورالحق	اسسٹنٹ رجسٹرار (جنرل)
(۹) چوھدری محمد صدیق	اسسٹنٹ کنٹرولر (امتحانات)
(۱۰) مسٹر محمد اسلم حیات خان	آفیشیٹنگ اسسٹنٹ خزانچی
(۱۱) مسٹر قمرالزمان خان	آفیشیٹنگ کنٹرولر امتحانات

(ب) ان کی تمام تر ترقیاں محض سینیارٹی کی بنیاد پر نہیں ہوتیں بلکہ اہلیت کو بھی مد نظر رکھا جاتا ہے ۔ بعض اوقات اگر کوئی بھی اہل نہ ہو تو اخبارات میں اشتہار کے ذریعہ (Direct Recruitment) بھی کی جاتی ہے -

(ج) یہ درست ہے ۔ کہ چوھدری محمد یعقوب تین ڈپٹی رجسٹراروں سے جونیئر ہیں ۔ لیکن دو اسسٹنٹ رجسٹراروں سے جونیئر نہیں ہے اس لیے کہ چانسلر کمیٹی نے ۶ جنوری ۱۹۷۳ء کو انھیں تمام ایسے آفیسرز جو اسسٹنٹ رجسٹرار کا کیڈر کہتے ہیں سے ، سینئر قرار دیا ہے ۔ جہاں تک تعلیمی استعداد کا تعلق ہے ۔ مطلوبہ تعلیمی استعدادسب کی یکساں ہے ۔

(د) تین ڈپٹی رجسٹرار جونیئر یعقوب سے سینئر ہیں ان میں سے سب سے زیادہ سینئر ڈپٹی رجسٹرار بطور رجسٹرار officiate کر رہے ہیں جب کہ باقی دو کو وائس چانسلر نے کنٹرولر کے فرائض کی بجا آوری کے لئے مناسب نہ سمجھا اور مسٹر یعقوب کو یہ فرائض سونپ دئے۔ مسٹر یعقوب کو صرف کنٹرولر کے فرائض سونپے گئے ہیں۔ اور بدستور ڈپٹی کنٹرولر کے کیڈر میں ہیں۔ یہ انتظام یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق ہے۔

ایف۔ ای ایل اور ایل ایل۔ بی کے امتحان کے سنٹر میں دھاندلی

*۲۵۱۳۔ (الف)۔ سردار محمد عاشق: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنٹرولر امتحانات چوہدری محمد یعقوب نے چارج لیتے ہی ایف۔ ای۔ ایل۔ اور ایل ایل۔ بی کے امتحان کے سنٹر نمبر ۱ منہارڈ ہال لاہور کا تمام نگران عملہ مری سے منگوا کر لگوایا اور یہ تمام عملہ ایک ہی گھر کے افراد پر مشتمل ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سنٹر مذکورہ (الف) بالا میں اسی کنٹرولر کی بیوی مسمات نجمہ رزاق رول نمبر ۶۱۱ ایف۔ ای۔ ایل کا امتحان دے رہی ہے۔

(ج) آیا یہ بھی حقیقت ہے کہ تمام دوسرے امتحانی سنٹروں سے جوابی کاپیاں ٹھیک وقت پر یونیورسٹی آفس میں پہنچ جاتی ہیں مگر مذکورہ سنٹر نمبر ۱ کی جوابی کاپیاں سب سے بعد یونیورسٹی آفس میں پہنچتی ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ ایف۔ ای۔ ایل۔ ایل۔ ایل۔ بی کے تمام سنٹر سپرنٹنڈنٹس کو جناب چوہدری محمد یعقوب (کنٹرولر) نے سب سنٹروں میں تین مرتبہ تبدیل کیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر سنٹر نمبر ۱ (منہارڈ ہال) کے سنٹر سپرنٹنڈنٹس کو کیوں تبدیل نہیں کیا گیا۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق : (الف) جی نہیں یہ عملہ ڈاکٹر ایم ۔ اے رحمان سابق کنٹرولر امتحانات نے مقرر کیا تھا ۔ یہ بھی درست نہیں ہے کہ تمام عملہ ایک ہی خاندان کے افراد پر مشتمل تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ سنٹر سپرنٹنڈنٹ کے ایک لڑکے اور لڑکی کو جو اسی سنٹر میں کام کر رہے تھے ۔ دوسرے امتحانی سنٹر میں بھجوا دیا ۔

(ب) یہ درست ہے لیکن یونیورسٹی کی طرف سے ایسی کوئی پابندی نہیں کہ کنٹرولر امتحانات کے بچے یا بیوی کوئی امتحانات نہ دے سکے ۔

(ج) یہ درست نہیں ہے ۔

(د) یہ درست نہیں ہے البتہ کچھ سنٹر سپرنٹنڈنٹس کو کنٹرولر نے تبدیل کیا جہاں اس کی ضرورت ہوئی سنٹر نمبر ۱ منہارڈ کے سپرنٹنڈنٹ کو اس لئے بھی انہیں تبدیل کیا گیا کیونکہ پرنسپل لاء کالج کی رائے تھی کہ ایسا نہ کیا جائے ۔

پرائمری سکول نو قابل واہ میں استانی کی تعیناتی

***۲۵۱۵ ۔ رانا رب نواز نون :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پرائمری سکول نوقابل واہ برائے طالبات کو منظور ہوئے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا سکول کی استانی عرصہ چھ ماہ سے غیرحاضر ہے اور متعدد یاد دہانیوں کے باوجود مذکورہ سکول میں ابھی تک کوئی استانی تعینات نہیں کی گئی ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا میں استانی تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں -

(ب) جی نہیں - متعلقہ استانی کی تبدیلی اکتوبر ۱۹۷۲ء میں کی گئی جس کے بعد کوئی استانی تعینات نہ کی جا سکی -

(ج) متعلقہ ضلعی ایجوکیشن ریکروٹمنٹ کمیٹی نے درخواستیں طلب کر لی ہیں اور عنقریب استانی متعین کر دی جائے گی -

---

تحصیل نارووال میں کالجوں کی تعداد

*۲۵۲۲ - صوفی نذر محمد : کیا وزیر تعلیم میرے نشان زدہ سوال نمبر ۱۷۷۸ کے جزو (ج) جس کا جواب ۲۱ فروری ۱۹۷۳ء کو ایوان میں دیا گیا تھا کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل نارووال میں جن کالجوں کی تعداد چار بتائی گئی ہے ان کے نام کیا ہیں اور وہ کہاں کہاں واقع ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : تحصیل نارووال میں کالجوں کی تعداد چار کی بجائے تین ہے جن کے نام یہ ہیں :

۱- اسلامیہ کالج برائے طلباء -	نارووال شہر
۲- مسلم گرلز کالج -	نارووال شہر
۳- اسلامیہ کالج برائے طلباء -	بدوملہی

نشان زدہ سوال نمبر ۱۷۷۸ کے جواب میں تحصیل نارووال کے کالجوں کی تعداد میں غلطی سے ٹی - آئی - کالج گھٹالیاں کو شامل کر لیا گیا تھا - جو کہ در اصل تحصیل پسرور میں واقع تھا - محکمہ اس غلطی کے لیے معذرت خواہ ہے -

---

تحصیل نارووال و تحصیل پسرور میں مڈل سکولوں کی کمی

*۲۵۲۳ - صوفی نذر محمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل نارووال و تحصیل پسرور میں مڈل

سکولوں کی تعداد ضلع سیالکوٹ کی دوسری تحصیلوں سے کم ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت یہ کمی پوری کرنے کے لئے کسی منصوبہ پر غور کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جہاں تک لڑکوں کے مڈل سکولوں کا تعلق ہے۔ یہ حقیقت نہیں۔ البتہ لڑکیوں کے مڈل سکولوں میں معمولی فرق ہے۔ جیسا کہ جدول درج ذیل سے ظاہر ہے۔

نام تحصیل	مڈل سکول برائے طلباء	مڈل سکول برائے طالبات
۱۔ تحصیل سیالکوٹ	۲۰	۱۰
۲۔ " ڈسکہ	۳۰	۱۶
۳۔ " پسرور	۲۰	۹
۴۔ " نارووال	۲۴	۵
۵۔ " شکرگڑھ	۲۵	۸

(ب) اب ہر ضلع میں ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل کا قیام عمل میں آ چکا ہے آئندہ تمام منصوبہ بندی مذکورہ کونسلوں کی صلاح و مشورہ سے کی جائے گی۔ لہذا لڑکیوں کے مڈل سکولوں کی تعداد میں فرق دور کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کونسل۔ سیالکوٹ کی سفارشات کے پیش نظر اگلے مالی سال میں غور کیا جائے گا۔

تحصیل نارووال قصبہ ظفروال کے گورنمنٹ ہائی سکول کو ڈگری کالج کا درجہ دینا

*۱۵۲۴ - صوفی نذر محمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت تحصیل نارووال قصبہ ظفروال کے گورنمنٹ ہائی سکول کو ڈگری کالج کا درجہ دینے پر غور کر رہی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک مذکورہ سکول کو ڈگری کالج کا درجہ دے دیا جائے گا - نیز مذکورہ کالج میں کب تک کلاسوں کا اجراء کیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں -

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر جزو (ب) کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا -

---

صوبہ پنجاب کے سکولوں میں اسلامیات پڑھانے والے اساتذہ کی تعداد

*۲۵۳۰ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں حکومت کے کل کتنے پرائمری ، مڈل اور ہائی سکولوں میں کتنے اساتذہ اسلامیات پڑھانے کے فرائض سر انجام دے رہے ہیں اور ان کے بے سکیل کیا ہیں -

(ب) صوبہ پنجاب میں حکومت کے ایسے کل کتنے پرائمری ، مڈل اور ہائی سکول ہیں جہاں بچوں کو دینی تعلیم دینے کے لئے اساتذہ تعینات نہیں ہیں - نیز ان کی وہاں تعیناتی کب تک کی جائے گی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ پنجاب کے تمام پرائمری میٹرک اور ہائی سکولوں میں اسلامیات لازمی مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہے - اس مقصد کے لئے کوئی الگ استاد تعینات نہیں ہیں - بلکہ دیگر مضامین پڑھانے والے اساتذہ ہی اسلامیات پڑھانے کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور اس مقصد کے لئے اساتذہ کو مناسب تربیت دی گئی ہے -

(ب) ایسا کوئی سکول نہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ "مناسب تربیت" سے ان کی مراد کیا ہے جو اساتذہ کو اسلامیات پڑھانے کے لئے دی گئی ہے ؟

مسٹر چیئرمین : اس سے بھی زیادہ کوئی اور زبان سلیس ہو سکتی ہے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جواب میں لکھا گیا ہے کہ اسلامیات کے مضمون کو پڑھانے کے لیے دیگر مضامین کے اساتذہ کو رکھا گیا ہے جنہیں مناسب تربیت دی گئی ہے - جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ "مناسب تربیت" کیا ہے جس کے تحت وہ اسلامیات کا مضمون پڑھا سکے ہیں -

وزیر تعلیم : میں سمجھتا ہوں کہ ہر مسلمان اسلامیات پڑھ سکتا ہے جس کے والدین نے اس کو اچھی طرح سے تربیت دی ہو - میں نے کبھی اسلامیات نہیں پڑھی -

مسٹر چیئرمین : آپ کے پاس کبھی کوئی ایسی شکایت آئی ہے کہ ان کو ایسی ہدایات دی گئی ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں - جس طرح حساب پڑھانے کے لیے وہی استاد رکھا جاتا ہے جس نے حساب میں ڈگری حاصل کی ہو اسی طرح اسلامیات کا مضمون بھی ایک specialised مضمون ہے جس میں قرآن مجید بھی آتا ہے - اس کا ترجمہ بھی آتا ہے - احادیث بھی آتی ہیں - تاریخ بھی آتی ہے تو اس کے لیے بھی اس قسم کے اساتذہ ہونے چاہئیں جنہوں نے اسلامیات میں ڈگری حاصل کی ہوئی ہوں تو کیا جس استاد نے اسلامیات پڑھی ہی نہ ہو وہ اسلامیات پڑھا سکتا ہے ؟

اور اگر ایسا انتظام کیا گیا ہے کہ جس نے اسلامیات نہ پڑھی ہو اور اسے رکھا گیا ہو تو وہ کون سی تربیت اسے دی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ ان اساتذہ کو نارمل سکولوں میں بھیج کر اسلامیات کا جو curriculum ہے وہ پڑھا دیا جاتا ہے اور اس طرح سے ان کے پاس کوئی ڈگری تو نہیں ہوتی البتہ اس مضمون کی ٹریننگ ضرور ہوتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر تعلیم صاحب فرمائیں گے کہ نارمل سکولوں میں ایسی کسی خاص کلاس کا اہتمام کیا گیا ہے جہاں اسلامیات میں انہیں کوئی تعلیم دی جاتی ہو ؟

وزیر تعلیم : ماضی میں اکثر کیا جاتا رہا ہے اور یہ continuous process ہے ۔ اساتذہ آتے رہتے ہیں اور واپس جاتے رہتے ہیں ۔

قانون کا کورس دو سال سے تین سال کرنا

*۲۵۵۳ ۔ **شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے قانون کا کورس دو سال سے بڑھا کر تین سال کر دیا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : یہ درست نہیں ہے کہ یونیورسٹی آف دی پنجاب نے قانون کا کورس دو سال سے بڑھا کر تین سال کر دیا ہے اور نہ ہی فی الحال ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے ۔

یونیورسٹی کا قیام

*۱۵۶۱ ۔ **شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) حکومت صوبہ پنجاب کے کون سے علاقہ میں یونیورسٹی قائم کرنے کا پروگرام بنا رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ اوقاف نے جامع اسلامیہ بہاولپور کو باقاعدہ یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لیے صوبائی محکمہ تعلیم کو لکھا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو (۱) یہ کب لکھا گیا اور (۲) محکمہ تعلیم اس بارے میں کیا اور کب قدم اٹھا رہا ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) حکومت پاکستان کی نئی تعلیمی پالیسی ۸۰-۱۹۷۲ء کے تحت ملتان میں یونیورسٹی قائم کی جائے گی ۔

(ب) جی ہاں ۔ محکمہ اوقاف نے محکمہ تعلیم کو ۲۲ جولائی ۱۹۷۲ء کو جامع اسلامیہ بہاولپور کو یونیورسٹی کا درجہ دینے کے بارے میں لکھا ۔ تفصیلات طے کرنے کے لیے محکمہ تعلیم اور محکمہ اوقاف اور وزارت تعلیم حکومت پاکستان سے خط و کتابت ہو رہی ہے ۔ جونہی اس سلسلے میں محکمہ مالیات نے رقم فراہم کر دی تو یہ رقم محکمہ اوقاف کو دے دی جائے گی تاکہ جامع اسلامیہ کو باقاعدہ یونیورسٹی کا درجہ دینے کے لیے کام ہو سکے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ انھوں نے مرکزی حکومت سے کتنی رقم مانگی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ! اس کی تفصیل تو مجھے یاد نہیں لیکن وہاں سائنس بلاک بنانے کے لئے رقم مانگی گئی ہے اور وہ اب قریباً قریباً منظور ہو چکی ہے ۔ چونکہ اس کے متعلق اعداد و شمار مجھے زبانی یاد نہیں پھر کبھی آپ کو میں عرض کروں گا ۔ لیکن اس سلسلے میں اقدامات نتیجہ خیز حد تک پہنچ چکے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر تعلیم فرمائیں گے کہ ملتان یونیورسٹی کا قیام کس سال عمل میں لایا جائے گا ؟

Mr. Chairman : Not allowed.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ نئی تعلیمی پالیسی ۸۰-۱۹۷۲ء کے تحت ملتان میں یونیورسٹی قائم کی جائے گی ۔ تو کیا specified کوئی سکیم ہے ؟

Mr. Chairman : How does the University of Multan come into picture.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "حکومت پاکستان کی نئی تعلیمی پالیسی ۸۰-۱۹۷۲ء کے تحت ملتان میں یونیورسٹی قائم کی جائے گی ۔" میں نے یہ پوچھا ہے کہ وہ کس سال قائم کی جائے گی ۔

مسٹر چیئرمین : کب یہ ہوا تھا ؟ How is that relevant ?

حاجی محمد سیف اللہ خان : "کب ہوا تھا" نہیں ۔ میں نے پوچھا ہے کہ کس سال قائم کی جائے گی ۔

مسٹر چیئرمین : ٹھیک ہے ۔ کس سال قائم کی جائے گی ۔ میں نے کہا ہے کہ آپ پرانا پوچھ رہے ہیں کہ کب وہ ہوئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں نے کہا ہے کہ کب ہوگی ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! عرض یہ ہے کہ یونیورسٹیاں بنانے کے لئے یا کسی بھی ادارہ کو بنانے کے لئے پہلے ایک سال ڈویلپمنٹ آفیسر مقرر کیا جاتا ہے ۔ پراجیکٹ ڈائرکٹر جگہ ڈھونڈتا ہے پھر اس جگہ کو acquire کیا جاتا ہے ۔ پھر blue print بنتا ہے ۔ اس طرح سے کئی سال لگ جاتے ہیں لیکن اس کے لئے پراجیکٹ ڈائریکٹر مقرر کر دیا گیا ہے ۔ انھوں نے جگہ بھی تلاش کر لی ہے ۔ میں نے خود وہاں حاضر ہو کر وہ جگہ دیکھی ہے ۔ وہ جگہ شہر کے شمالی علاقے میں بوسن روڈ سے آگے جا کر ہے اور وہاں پر چھ ہزار ایکڑ یا کچھ اس کے قریب جگہ ہم نے acquire کرنی ہے ۔ وہ process شروع ہو رہا ہے ۔ اس کے لئے کافی پیسے ان کو درکار ہیں جو اس سال ہم اے ۔ ڈی ۔ پی میں انھیں فراہم کریں گے ۔ آپ یہ سمجھ لیں کہ یونیورسٹی قائم کرنے کے لئے سب کام شروع کیا جا چکا ہے لیکن ساتھ ہی جو Superior Science College خالی پڑا تھا اس کی عمارت ہم گورنمنٹ کالج بوسن روڈ کو دے دیں گے اور اس نتیجہ میں اسی سال یونیورسٹی کے پوسٹ گریجویٹ سبجیکٹ اس عمارت میں پڑھانے جانے شروع ہو جائیں گے اور پھر ایک قسم کی یونیورسٹی یہاں سے نئی عمارت میں منتقل ہونے کا سوال ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ ملتان یونیورسٹی کے قیام کے لئے اگلے سال کتنی رقم مختص کی جا رہی ہے ؟

وزیر تعلیم : یہ آپ کے سامنے آ جائے گی ۔ Budget Estimate میں آپ ہی نے رقم منظور کرنی ہے ۔ ابھی تک Estimates اگلے سال کے لئے firm up نہیں ہوئے ہیں اور نہ ہی میں بتا سکتا ہوں ۔ اگر firm up ہو بھی گئے ہوتے تو جب تک بجٹ ایوان میں نہ آئے اس سے پہلے ہم نہیں بتا سکتے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم بتا سکیں گے کہ جامعہ اسلامیہ بہاولپور کو یونیورسٹی کا درجہ کب تک حاصل ہو جائے گا ۔ کوئی tentative date یا year بتا سکتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یونیورسٹی تو وہ ہے ہی یعنی جنرل یونیورسٹی جس میں تمام مضامین پڑھائے جائیں ۔ انشاءاللہ یہ جو پیسے انکو عمارت کے لئے دے رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اگلے سال کے دوران وہ وہاں پڑھانا شروع کر سکتے ہیں ۔ اور ابھی جب میں آخری بار وہاں یونیورسٹی میں گیا تو معلوم ہوا کہ اب سے ہی اکنامکس اور ایک اور مضمون جو پہلے وہاں نہیں پڑھایا جاتا تھا انہوں نے اب پڑھانا شروع کر دیا ہے کیونکہ اس کے لئے انہیں کچھ اساتذہ مہیا ہو گئے تھے اور انشاء اللہ اگلے سال سے اور مضامین بھی پڑھائے جانے شروع ہو جائیں گے۔

صوبہ پنجاب کے سکولوں اور کالجوں میں طلباء سے فیس کی وصولی

***۲۵۷۲ ۔ شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام ہائی سکولوں میں نویں اور دسویں جماعت کے طلباء سے یکساں فیس لی جاتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ پنجاب کے تمام کالجوں کی انٹرمیڈیٹ و ڈگری کالجوں کی کلاسوں میں طلباء سے یکساں فیس لی جاتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) پنجاب کے تمام سکولوں میں نویں اور اور دسویں جماعت کے طلباء سے یکساں فیس لی جاتی ہے - البتہ طالبات کے مدارس میں فیس کی شرح کم ہے اور یورپین ٹائپ سکولوں اور جامع مدارس میں فیس زیادہ ہے - بہاولپور ڈویژن میں فیس کم ہے - وہاں نویں اور دسویں جماعت کی طالبات سے تو بالکل فیس وصول ہی نہیں کی جاتی - یورپین ٹائپ سکولوں میں فیس کی شرح ان کی تعلیمی کوڈ کے مطابق اس لئے زیادہ رکھی گئی ہے کہ وہاں تعلیمی سہولتیں عام سکولوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہیں - اساتذہ کا معیار نسبتاً اونچا ہوتا ہے اور شاگرد استاد کا تناسب عام سکولوں کے مقابلے میں کم ہوتا ہے - جامع مدارس میں بھی فیس نسبتاً زیادہ اس لئے لی جاتی ہے کہ ان مدارس میں بھی تعلیمی سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں - بہاولپور ڈویژن میں ابھی تک فیس کے وہی ریٹ ہیں جو پہلے تھے اور اس کے لئے گورنمنٹ آف پاکستان اور ریاست کے نواب کے درمیان پہلے ہی معاہدہ ہو چکا ہے -

(ب) طالبات کے مدارس میں فیس اس لئے کم ہے کہ لڑکیوں کی تعلیم میں مزید فروغ ہو - پنجاب کے تمام انٹرمیڈیٹ و ڈگری کالجوں میں بھی طلباء سے فیس یکساں لی جاتی ہے - البتہ گورنمنٹ کالج لاہور اور بہاولپور ڈویژن کے کالجوں میں فیس کی شرح مختلف ہے - بہاولپور ڈویژن میں انٹرمیڈیٹ کلاسز میں طالبات سے کوئی فیس نہیں لی جاتی اور طلبا سے دوسرے ڈویژنوں کے مقابلے میں کم فیس لی جاتی ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا ہے کہ سابقہ نواب بہاولپور اور حکومت پاکستان کے درمیان معاہدہ ہوا تھا - کیا وہ تمام معاہدے ختم ہو گئے ہیں - یا صرف طلبا پر فیس کا معاہدہ ختم ہوا ہے - پڑھائی اس کے نہ خطابات رہے نہ وظیفے رہے -

وزیر تعلیم : علامہ صاحب یہ تو اچھی بات ہے کہ جہاں تک طلبا کے فائدے کا تعلق ہے اس بات کو برقرار رکھا جائے آپ کو اس کی تعریف کرنی چاہیئے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : ڈاکٹر صاحب آپ اپنے کام میں بہت فرزانہ ہیں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ نواب بہاولپور کے وقت میں فیس نہیں ہوتی تھی اب فیس عائد کر دی گئی ہے ۔ میرے بچے سکول میں داخل ہوئے ہیں میں ستر روپے فیس داخل کرا کے آیا ہوں ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Will the Minister for Education please state whether the Government intends to nationalise European type schools in the near future ?

Minister for Education : Yes. We propose to nationalise all the schools which have been left, up to 30th September, 1974.

علامہ رحمت اللہ ارشد : مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اتفاق سے ہاؤس میں تشریف فرما ہیں ان سے دریافت کر لیں ۔ کیا بہاولپور میں اس وقت دسویں جماعت تک فیس معاف تھی کسی طالب علم سے فیس نہیں لی جاتی تھی ۔

مسٹر سپیکر : کسی وقت پوچھ لیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں یہ کہتا ہوں کہ جواب غلط ہے کیونکہ طلباء کو سہولتیں پہلے میسر تھیں ان کے متعلق بھی ڈاکٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ غلط ہے ۔

وزیر تعلیم : جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ بہاولپور میں فیس کم ہے ۔ اس لئے اب بھی بہاولپور کے گورنمنٹ کالج میں باقی کالجوں سے فیس کم ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : فیس نہیں تھی ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب اس کی تصدیق کر لیں ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ عام سکولوں کی تعلیم کے معیار اور یورپین سکولوں کی تعلیم کے معیار میں فرق ہے ۔ کیا اس فرق کو دور کرنے کا ارادہ حکومت رکھتی ہے ؟

Mr, Speaker : This is not a supplementary to that.

Mr. Manzoor Hussain Janjua : It has been mentioned in the question that both types of schools will be nationalised.

مسٹر سپیکر : دونوں کا ذکر ہے مگر یہ اس کا consequence نہیں ہے ۔

مسٹر منظور حسین جنجوعہ : یہ بتا تو ہے میں چاہتا ہوں کہ اس فرق کو دور کرنے کا حکومت کیا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر قانون : قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ ان کے بچے صادق پبلک سکول میں داخل ہوئے ہیں اور انھوں نے ستر روپے فیس ادا کی ہے ۔ کیا ان کے بچے غیر شادی شدہ ہیں ؟

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, there was no fee up to graduation, but I was instructed by the Central Government not to have fee upto Intermediate and thus there was no fee up to Intermediate.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں یہ وضاحت کر دوں کہ میرے بچے اور میرے بھائی کے بچے ستر روپے فیس دے کر داخل ہوئے ہیں ۔

لاہور ڈویژن میں محکمہ تعلیم پر رقم کی تخصیص

***۲۵۷۳ ۔ شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران لاہور ڈویژن کے لئے کتنی رقم محکمہ تعلیم کے لئے مختص کی گئی اور اس میں سے اب تک کتنی رقم صرف ہو چکی ہے ۔

(ب) مذکورہ بالا رقم میں سے کتنی رقم کتنے طلباء و طالبات کو قابلیت کی بناء پر وظائف کے طور پر دی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) بجٹ میں رقومات ڈویژن وار مختص نہیں کی جاتیں ۔ اس لئے لاہور ڈویژن کے لئے کسی رقم کا مختص کرنا ممکن نہیں ۔ اگر ممبر موصوف چاہتے ہیں تو لاہور ڈویژن میں اخراجات کی تفصیلات فراہم کر کے پیش کر دی جائے گی ۔

(ب) لاہور ڈویژن میں ۷۳-۱۹۷۲ء کے لئے وظائف کی کل تعداد ۲۵۲۶ ہے جس کی مالیت تقریباً ۱۷،۴۲،۷۴۰ روپے ہے - ان وظائف میں سے ۸۴۲ وظائف طالبات کے لئے اور ۱۶۸۴ وظائف مالیتی ۳۱،۱۴،۷۸۰ روپے مختلف تعلیمی اداروں میں صوبائی بنیاد پر دیے جاتے ہیں - ان وظائف میں لاہور ڈویژن کے سکونتی طلبا اور طالبات کا حصہ ہے - جو کہ ان اداروں میں داخلہ لیتے لیکن اس حصے کا تعین نہیں کیا جا سکتا -

---

احمد خان کھرل گورنمنٹ ہائی سکول گوگیرہ

*۲۵۷۶ - رائے میاں خان کھرل : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع گوگیرہ ضلع ساہیوال تحصیل اوکاڑہ کا ایک تاریخی قصبہ ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گوگیرہ ہائی سکول کا نام عوامی خواہشات کے پیش نظر جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے محرک اول اور عظیم مجاہد رائے احمد خان کھرل شہید کے نام پر "احمد خان کھرل گورنمنٹ ہائی سکول گوگیرہ" رکھا گیا تھا -

(ج) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ گزٹ میں مذکورہ سکول کا نام کافی عرصہ سے صرف گورنمنٹ ہائی سکول گوگیرہ درج ہو رہا ہے -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ سکول کا نام آئندہ گزٹ میں درست کر دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق : (الف) جی ہاں -

(ب) جی ہاں -

(ج) جی ہاں -

(د) جی ہاں - آئندہ گزٹ میں درستگی کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں -

---

قومی تحویل میں لئے گئے سکولوں کی تعداد

*۲۵۸۱ - رانا پھول محمد خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) ایسے سکول اور تعلیمی ادارے کون کون سے ہیں جن کو ابھی تک قومی تحویل میں نہیں لیا گیا اور کیا حکومت ان کو قومی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں -

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان اداروں میں اکثریت ایسے سکولوں کی ہے جن میں بھاری فیسیں وصول کی جاتی ہیں مگر ان کا سلیبس اور طریق کار انہیں سکولوں کے مطابق ہے جو قومی تحویل میں لئے جا چکے ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق (الف) ایسے سکول دو اقسام کے ہیں (۱) یورپین ٹائپ و پبلک سکول جن کی تعداد ۱۱۴ ہے اور (۲) غیر رجسٹرڈ سکول جن کی تعداد کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا - بے شک حکومت ان کو قومی تحویل میں لینے کا ارادہ رکھتی ہے - حکومت [redacted] جدید تعلیمی پالیسی کے مطابق تمام سکول ۹۷۴ء تک قومی تحویل میں لے لئے جائیں گے - لوکل باڈیز کے سکولوں کو قومیانے کے لئے ضروری کوائف جمع کرنے - بجٹ وغیرہ کے انتظام کا مسئلہ زیر غور ہے -

(ب) یہ درست ہے کہ پہلی دو قسم کے سکولوں میں اکثریت ایسے سکولوں کی ہے جو بھاری فیسیں وصول کرتے ہیں - لیکن یہ درست نہیں کہ ان کا سلیبس اور طریق کار قومی تحویل میں لئے گئے سکولوں کی مانند ہے -

---

نیا علی گڑھ پبلک ہائی سکول اور گورنمنٹ ہائی سکول ضلع لاہور میں تعلیمی سہولتیں

*۲۵۸۲ - رانا پھول محمد خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیا علی گڑھ پبلک ہائی سکول مانگا منڈی ضلع

لاہور میں صرف ساٹھ خاندانوں کے ساٹھ بچے زیر تعلیم ہیں اور انہیں ہر قسم کی تعلیمی آسائش میسر ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ سکول سے صرف چند فرلانگ کے فاصلے پر ایک گورنمنٹ ہائی سکول واقع ہے جس کے طلباء کی تعداد ۶۰۰ کے قریب ہے اور اس میں عام خاندانوں کے بچے زیر تعلیم ہیں مگر وہاں تعلیمی سہولتیں مندرجہ بالا پبلک سکول کے مقابلے میں نہ ہونے کے برابر ہیں ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دونوں سکولوں میں امتیاز کو ختم کرنے کے لئے کوئی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) سکول میں زیر تعلیم طلباء کی تعداد ستر (۷۰) ہے ۔ متعلقہ خاندانوں کی تعداد کا تعین مشکل ہے ۔ یہ درست ہے کہ ان طلباء کو ہر قسم کی سہولتیں میسر ہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ اس سکول سے تقریباً چھ فرلانگ کے فاصلے پر گورنمنٹ ہائی سکول مانگا منڈی واقع ہے ۔ جہاں زیر تعلیم بچوں کو مقابلتاً کم تعلیمی سہولتیں میسر ہیں ۔

(ج) یہ ایک اقامتی ادارہ ہے جس میں دیگر پبلک سکولوں کی طرح زائد فیس خرچ کی جاتی ہے ۔ حکومت نے تا حال پبلک سکولوں کو نہیں قومیایا اور نہ ہی ایسا کرنے کی تاریخ کا تعین کیا ہے ۔

لیکچراروں کی مستقلی

*۲۵۸۵ ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) محکمہ تعلیم لاہور ریجن میں کل لیکچرار (مرد) کتنے ہیں اور ان میں سے کتنے مستقل ہو چکے ہیں نیز آخری آدمی کس تاریخ سے مستقل ہوا ۔

(ب) محکمہ تعلیم لاہور ریجن میں لیکچراروں کی مستقل آسامیاں کی تعداد کیا ہے ۔ اور اس وقت کتنے لیکچرار ان مستقل آسامیاں پر تعینات ہیں اور کتنے لیکچرار ابھی تک آزمائشی مدت مکمل کرنے کے باوجود مستقل نہیں کئے گئے ۔

(ج) ایسے لیکچراروں کو کب تک مستقل کر دیا جائے گا اور ان کی مستقلی ابھی تک کیوں نہیں کی گئی ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) محکمہ تعلیم (لاہور) میں گورنمنٹ کالجوں میں کل لیکچررروں کی تعداد ۶۹۱ ہے ان میں سے ۳۸۱ مستقل ہو چکے ہیں آخری آدمی ۲۵-۳-۷۰ سے مستقل ہوا ۔

(ب) محکمہ تعلیم لاہور میں لیکچراروں کی مستقل آسامیوں کی تعداد ۴۵۲ ہے ۔ ۴۵۲ لیکچرار ہی ان مستقل آسامیوں پر تعینات ہیں ۷۱ لیکچرار ابھی تک آزمائشی مدت مکمل کرنے کے باوجود مستقل نہیں کئے گئے ۔

(ج) ۷۱ لیکچراروں کو مستقل کرنے کے لیے کارروائی جاری ہے اور اس سلسلہ میں ناظم تعلیم لاہور ان کا ریکارڈ مکمل کرنے کے اقدامات کر رہے ہیں ۔ یہ ریکارڈ مکمل ہونے پر ان لیکچراروں کو مستقل کر دیا جائے گا ۔ ان لیکچراروں کی منتقلی کے احکامات جاری نہ ہونے کی وجہ بھی ریکارڈ کا نا مکمل ہونا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ باوجود آزمائشی مدت پوری کرنے کے ان لیکچرارز کو مستقل کیوں نہیں کیا گیا ؟

وزیر تعلیم : ان کی آسامیاں مستقل نہیں ہیں ۔ کم از کم میں تو اس جواب سے یہی سمجھتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ جواب کے جزو "الف" اور "ب" میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ ۳۸۱ لیکچرار مستقل ہو چکے ہیں اور باقی ۷۱ ابھی مستقل ہونے ہیں اور وہ آزمائشی مدت پوری کر چکے ہیں ۔ کیا وزیر تعلیم فرما سکیں گے کہ یہ کیوں مستقل نہیں ہوئے ؟

وزیر تعلیم : مجھے وہ تفصیلات معلوم نہیں ۔ تفصیلات موصول ہونے کے بعد ہی میں اس کا جواب دے سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا وزیر تعلیم یہ یقین دہانی کرائیں گے کہ ان ۱۷ لیکچرارز کو جن کی مدت پوری ہو چکی ہے فوراً مستقل کر دیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ مزید تفصیلات حاصل کر کے بتائی جائیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اگر تفصیلات ان کے حق میں ہوں تو ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت وزیر تعلیم کیسے یقین دلا سکتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پھر یہ سوال التوا میں رکھ لیں ۔

وزیر تعلیم : اگر تفصیلات درست ہوں تو ان کو مستقل کر دیا جائے گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : ان ۱۷ لیکچرارز کو مستقل کرنے کی کارروائی کب سے جاری ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کا سوال متعلقہ نہیں ہے ۔

قومیائے گئے کالجوں کے اساتذہ کو بقایاجات کی ادائیگی

*۲۵۸۸ (الف) ۔ **سردار محمد عاشق:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے غیر سرکاری کالجوں کو قومیاتے وقت ان کالجوں کے اساتذہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ ان کی سابقہ انتظامیہ کے ذمے واجب الادا تنخواہوں وغیرہ کے بقایا جات کی ادائیگی حکومت کرے گی ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو صوبہ پنجاب کے ایسے اساتذہ کی تعداد کیا ہے ۔ جن کے تنخواہوں کے بقایا جات سابقہ انتظامیہ کے ذمے واجب الادا تھے نیز واجب الادا رقوم کی مقدار کیا ہے ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ جزو (الف) میں مذکورہ واجب‌الادا رقوم کی ادائیگی تا حال نہیں کی گئی حالانکہ غیر سرکاری کالجوں کو قومیائے ہوئے چھ ماہ گذر چکے ہیں ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پنجاب قومیائے گئے کالجوں کے اساتذہ کے سابقہ انتظامیہ کے ذمہ تنخواہوں وغیرہ کے بقایا جات ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور یہ بقایا جات کب تک ادا کئے جائیں گے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ لیکن اساتذہ کی مالی مشکلات اور سابقہ استحصال کے پیش نظر حکومت نے غیر سگالی کے طور پر کالج اور سکولوں کے اساتذہ کو اگست ۱۹۷۲ء کی تنخواہ فوری طور پر ادا کرنے کا ارادہ کیا ہے ۔ جہاں تک ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء سے لے کر ۳۱ جولائی ۱۹۷۲ء کے عرصہ کا تعلق ہے اس کے لئے بھی فنڈ مہیا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔

(ب) ایسے اساتذہ کی تعداد کافی ہے اور تفصیلات کے لئے وقت درکار ہے ۔ واجب‌الادا بقایا جات کی تفصیلات درج ذیل ہیں ۔

لاہور اور راولپنڈی ریجن کی واجب الادا رقومات	۱۰,۸۶,۷۱۹/۳۴ روپے ۔
لاہور ریجن کے واجب‌الادا بقایا جات	۰۷,۱۱,۷۱۹/۳۴ روپے ۔
راولپنڈی ریجن کے واجب‌الادا بقایا جات	۳,۷۵,۰۰۰ روپے ۔
میزان ۔	۱۰,۸۶,۷۱۹/۳۴ روپے ۔

(ج) تا حال یہ معاملہ فنانس ڈیپارٹمنٹ کے زیر غور ہے منظوری ملنے پر ان رقومات کی فوری ادائیگی کر دی جائے گی ۔

(د) جیساکہ اوپر جزو (الف) میں بیان کیا گیا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم فرما سکیں گے کہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء سے ۳۱ جولائی ۱۹۷۲ء کے عرصہ کے لئے کتنا فنڈ فراہم کیا جا رہا ہے اور یہ کب تک مل جائے گا ۔

وزیر تعلیم : میں نے عرض کی ہے کہ جتنے ان اساتذہ کو بقایا جات ادا کرنے ہیں اتنا ہی یہ فنڈ ہوگا۔

سید تابش الوری : یہ فنڈ کب تک مہیا کر دیا جائے گا ؟

مسٹر سپیکر : انھوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ یہ معاملہ محکمہ خزانہ کے زیر غور ہے۔

صوبہ پنجاب میں ایم - اے - فزیکل ایجوکیشن کلاسوں کا اجراء

*۲۶۰۵ - راؤ سخاوت علی خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ کہ آئیندہ فزیکل ایجوکیشن کی گزیٹڈ آسامیوں کی امیدواروں کا ایم - اے - فزیکل ایجوکیشن ہونا ضروری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں ایم - اے - فزیکل ایجوکیشن کی کلاسوں کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا حالانکہ محکمہ خزانہ نے کلاسوں کے اجراء کی منظوری دے دی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ایم - اے - فزیکل ایجوکیشن کی کلاسوں کا اجراء کب ہوگا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) ڈائریکٹر فزیکل ایجوکیسن کی آسامی گزیٹڈ کلاس II کی ہے اور اس کے لئے ایم - اے - فزیکل ایجوکیشن ہونا ضروری نہیں ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایم - اے - فزیکل ایجوکیشن کی کلاسوں کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا - لیکن یہ غلط ہے کہ محکمہ خزانہ نے کلاسوں کے اجراء کی منظوری دے دی ہے - حقیقت یہ ہے کہ محکمہ خزانہ نے ۷۴-۱۹۷۳ء کے لئے فنڈ مہیا نہیں کئے۔

(ج) ۷۵-۱۹۷۴ء کے لئے محکمہ مالیات کو دوبارہ درخواست کی جائے گی - اگر محکمہ مذکورہ نے اپنی منظوری دے دی تو یکم جولائی ۱۹۷۴ء سے کلاسیں شروع ہو جائیں گی۔

گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر کے ٹیکنیکل ورکشاپ میں عملہ کی فراہمی

*۲۶۷۸ - راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر میں ۱۹۷۰ء سے ٹیکنیکل ورکشاپ کی پر شکوہ عمارت تعمیر ہو چکی ہے -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس ٹیکنیکل ورکشاپ کے لئے مبلغ ۲۰,۰۰۰ روپے کا ضروری سامان ۱۹۷۰ء میں خریدا گیا تھا جو برباد ہو رہا ہے اور محکمہ تعلیم نے اس ٹیکنیکل ورکشاپ کے لئے ابھی تک کوئی ٹیکنیکل سٹاف مہیا نہیں کیا -

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول ڈونگہ بونگہ میں طلباء کی تعداد کے مطابق ڈبل سیکشن چل رہا ہے حالانکہ ہائی سکول ہذا کے لئے محض سنگل سیکشن سٹاف مہیا کیا گیا ہے جو خاطر خواہ طریق پر تعلیم و تربیت دینے میں پورا نہیں آتا - اس طرح سے تعلیم و تربیت کا حرج ہو رہا ہے -

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا گورنمنٹ ہائی سکول میں پرائمری کلاسز کی تعلیم جاری رکھنے کے لئے عمارت کی کمی ہے اور موجودہ عمارت صرف ہائی کلاسز کے لئے ہی کافی ہے اور ضرورت کا تقاضا ہے کہ مذکورہ عمارت میں پانچ کمروں کا اضافہ کر دیا جائے -

(ہ) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ضلع بہاولنگر کے اس پسماندہ سکول میں فرنیچر کی شدید قلت ہے جس سے طلباء کو شدید تکالیف اٹھانا پڑتی ہیں -

(و) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ گورنمنٹ ہائی سکول میں کوئی بورڈنگ ہاؤس نہیں ہے اور حکومت سے شدید مطالبہ کیا جاتا رہا ہے کہ ہائی سکول کے ساتھ بورڈنگ کی عمارت تعمیر کرائی جائے مگر اس مطالبہ پر کوئی توجہ نہیں دی گئی -

(ز) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو بتایا جائے کہ ۔

(۱) ٹیکنیکل ورکشاپ کے لئے ٹیکنیکل سٹاف مہیا کیا جائے گا ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

(۲) سکول ہذا کو ڈبل سیکشن چلانے کے لئے تین سینئر انگلش ٹیچروں تین ایس ۔ وی ٹیچروں اور دو جونیئر انگلش ٹیچروں کی ضرورت کو کب تک پورا کیا جائے گا ۔

(۳) پرائمری کلاسز کے لئے حکومت کب تک ۵ مزید کمرے تعمیر کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

(۴) فرنیچر کی کمی دور کرنے کے لئے سپیشل گرانٹ کی منظوری میں کیا امر مانع ہے اور کیوں ۔

(۵) حکومت گورنمنٹ ہائی سکول ہذا میں کب تک بورڈنگ ہاؤس کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل سٹاف مہیا نہیں کیا گیا لیکن یہ ٹھیک نہیں کہ ۲۵,۰۰۰ روپے کا سامان برباد ہو رہا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) جی ہاں ۔

(ہ) جی ہاں فرنیچر کی کمی ہے ۔

(و) یہ درست ہے کہ سکول مذکورہ میں کوئی بورڈنگ ہاؤس نہیں ہے ۔ محکمہ کے پاس اس کے لئے کوئی مطالبہ بھی موصول نہیں ہوا ۔ لیکن پھر بھی اس ضرورت پر آئندہ سال ترقیاتی پروگرام کے تحت استحقاق کی بنا پر غور کیا جائے گا ۔

(ز) گورنمنٹ سے ضروری سامان مہیا کرنے کے لئے کئی بار لکھا جا چکا ہے منظوری آنے پر سٹاف مہیا کر دیا جائے گا ۔

(۲) گورنمنٹ سے استحقاق کی بنا پر سفارش کی جائے گی ۔

(۳) اگلے مالی سال میں گورنمنٹ سے استحقاق کی بنا پر سفارش کی جائے گی ۔

(۴) ترقیاتی پروگرام ۷۳-۱۹۷۲ء میں ایسی کوئی سکیم شامل نہیں ۔ جس کے تحت اس وقت گرانٹ دی جائے ۔

(۵) ترقیاتی پروگرام ۷۴-۱۹۷۳ء میں گورنمنٹ کو استحقاق کی بنا پر سفارش کی جائے گی ۔

سید محمود ضیغم ایم ۔ اے ۔ لیکچرار کی بحالی

*۲۷۲۷ ۔ میاں لیاقت حسین مڑل : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سید محمود ضیغم ایم ۔ اے ۔ اسلامیات کا تقرر بحیثیت لیکچرار اسلامیات گورنمنٹ عبدالحق اسلامیہ کالج جلالپور جٹاں ۱۴ مئی ۱۹۷۲ کو ہوا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ سید محمود ضیغم کے تقرر کے بعد اسی کالج میں چار مزید اساتذہ متعین کئے گئے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء کے بعد پورے صوبہ پنجاب میں تقریباً ۳۷ خالی آسامیاں پر کی گئیں اور وہ تمام حضرات تا حال اپنے اپنے عہدوں پر فائز ہیں اور فرائض مفوضہ سر انجام دے رہے ہیں مگر سید محمود ضیغم کو جو ان سے پہلے تعینات ہوئے تھے ان کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا گیا ۔

(د) اگر جزو ہائے (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو سید محمود ضیغم کو ملازمت سے سبکدوش کر دینے کی وجوہ کیا ہیں ۔ نیز آیا

انہیں اپنے عہدے پر بحال کر دیا جائے گا۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں۔ لیکن سید محمود ضیغم کی تقرری عارضی طور پر ایک ایسے لیکچرار کی جگہ پر کی گئی تھی جو ایک ماہ کی رخصت پر تھے۔

(ب) درست ہے لیکن ان چاروں کے مضمون مختلف تھے۔ مسٹر ضیغم کی تقرری بطور لیکچرار اسلامیات کی گئی تھی اور ان چاروں کی دوسرے مضامین میں مزید برآں ان کی تقرری کی بھی تفتیش جاری ہے اگر یہ تقرریاں خلاف قاعدہ ثابت ہوئیں تو انہیں بھی ملازمت سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔

(ج) ۱۰ مارچ کے بعد صوبہ بھر میں جو آسامیاں بھی پر کی گئی ہیں اور جن کی تعداد کا تعین اس وقت مشکل ہے ان لوگوں سے پر کی گئی ہیں جنہیں پبلک سروس کمیشن نے approve کیا تھا یا جو بلوچستان کے صوبہ سے نقل مکانی repatriate کر کے آئے تھے۔

(د) سید محمود ضیغم کی تقرری مستقل نہیں تھی۔ ایک لیکچرار مسٹر وقار حسین کی چھٹی کے سلسلے میں تھی اور جب وہ واپس آئے تو انھوں نے اپنی جگہ لے لی اور سید محمود ضیغم کو سبکدوش ہونا پڑا۔ اب چونکہ مسٹر وقار اپنی اسلامیات کی جگہ پر کام کر رہے ہیں اس لئے سید محمود ضیغم کو بحال نہیں کیا جا سکتا۔

مڈل جے ۔ وی ۔ اساتذہ کو میٹرک جے ۔ وی ۔ اساتذہ کے مساوی گریڈ دینا

*۲۷۳۰ ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچھ عرصہ پہلے حکومت نے مڈل جے ۔ وی اساتذہ کو میٹرک جے ۔ وی ۔ اساتذہ کے مساوی گریڈ دینے کا وعدہ کیا تھا ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ محکمہ مالیات نے اپنی چٹھی نمبر ایف ڈی ۔ ایس آر وائی ۔ ۱۰-۷/۷۰ والیم چہارم مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۲ء کے ذریعہ ان مڈل جے ۔ وی ۔ اساتذہ کو جن کی تعیناتی ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء سے قبل ہوئی تھی میٹرک جے ۔ وی ۔ اساتذہ کے برابر گریڈ کی منظوری دے دی ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ جو مڈل جے ۔ وی ۔ اساتذہ ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء کے بعد تعینات ہوئے ہیں ان کو وہ گریڈ نہیں دیا جا رہا جو گریڈ ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء یا اس سے پہلے بھرتی ہونے والے مڈل جے ۔ وی ۔ اساتذہ کو دیا جا رہا ہے ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان مڈل جے ۔ وی ۔ اساتذہ کو بھی وہی گریڈ دینے کو تیار ہے جو ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء یا اس سے پہلے بھرتی ہونے والے مڈل جے ۔ وی ۔ اساتذہ کو دیا جا رہا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالمخالق) : (الف) گریڈ دے دیا جا چکا ہے ۔

(ب) جی ہاں درست ہے ۔

(ج) سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔ کیونکہ ضابطہ تقرری کے مطابق اور pay revision رولز ۱۹۷۰ء کے تحت اب مڈل جے ۔ وی کی تقرری مکمل طور پر بند ہے ۔

(د) جیسا کہ جزو (ج) بالا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم فرما سکیں گے کہ ۳۱ مئی ۱۹۷۰ء کے بعد جن لوگوں کو مقرر کیا گیا ہے ان کو یہ گریڈ کیوں نہیں دئے گئے ؟

وزیر تعلیم : مئی ۷۰ء کے بعد کسی کو مقرر ہی نہیں کیا گیا ۔

سلانوالی تحصیل سرگودھا میں کالج کا قیام

*۲۸۷۰ ۔ **سردار صغیر احمد :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل سرگودھا کے بعد شاہ نکڈر کے ۵۰ میل لمبے علاقہ میں کوئی کالج نہیں ہے اور عوام کو اپنے بچوں کو تعلیم دلانے کے لیے دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت سلانوالی میں کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) فی الحال کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے ۔ سال ۷۴ ۔ ۱۹۷۳ء میں اس تجویز پر استحقاق کی بنیاد پر غور کیا جائے گا ۔

صوبہ پنجاب کے لائبریرین کی اکیڈیمک سٹاف میں شمولیت

*۲۹۲۵ ۔ **سید تابش الوری :** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے نئی تعلیمی پالیسی کی سفارشات کے تحت صوبہ پنجاب کے کالجوں کے لائبریرین حضرات کو اکیڈیمک سٹاف میں شامل کر لیا ہے مگر پنجاب یونیورسٹی نے ایسا نہیں کیا ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پھر پنجاب یونیورسٹی کے مستند لائبریرین اس حق سے اس تک کیوں محروم ہیں اور ان کو کب تک مذکورہ اکیڈیمک سٹاف میں شامل کر لیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ حکومت پنجاب نے لائبریرین کو نئے سکیل تو دیئے ہیں ۔ لیکن انہیں اکیڈیمک سٹاف میں شامل نہیں کیا ۔

(ب) جزو (الف) میں جو کہا جا چکا ہے ۔ اس کی روشنی میں اس کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ گورنمنٹ کالج اور پنجاب یونیورسٹی کے لائبریرینز کو اکیڈیمک سٹاف میں شامل نہیں کیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم : کسی بھی لائبریرین کو اکیڈیمک سٹاف میں شامل نہیں کیا گیا ۔

صوبہ پنجاب کے پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹوں میں کام کرنے والے انسٹرکٹروں کی مستقلی

*۲۹۷۷ ۔ سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹوں میں اس وقت ۶۴ انسٹرکٹر فی الوقتی طور پر تعینات ہیں اور ان میں سے ۵۰ انسٹرکٹر مستقل آسامیوں پر کام کر رہے ہیں ؟

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ مذکورہ اداروں میں مستقل آسامیوں پر کام کرنے والے انسٹرکٹروں کو جن میں ایسے انسٹرکٹر بھی ہیں جن کی تقرری ۱۹۴۴ء سے قبل ہوئی تھی ۔ ابھی تک مستقل نہیں کیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت نے مارچ ۱۹۷۱ء میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ ان انسٹرکٹروں کو جو ۱۹۴۴ء سے بطور انسٹرکٹر کام کر رہے ہیں مستقل کر دیا جائے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس فیصلہ کے مطابق ان کو مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ حکومت ان انسٹرکٹروں کو جو ون یونٹ ٹوٹنے کے وقت صوبہ سندھ سے آئے ہیں اور مستقل آسامیوں پر فائز ہیں ان کو یکم جنوری ۱۹۷۰ء سے مستقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) صوبہ پنجاب کے مختلف پالی ٹیکنک انسٹیٹیوٹوں میں ۲۰۹ انسٹرکٹر کل وقتی طور پر تعینات ہیں ۔ اور ان میں سے ۶۷ انسٹرکٹر مستقل آسامیوں پر کام کر رہے ہیں ۔

(ب) ۱۹۴۴ء سے کسی انسٹرکٹر کی پالی ٹیکنک میں تعیناتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس وقت کوئی پالی ٹیکنیک نہیں تھا ۔ ہاں ایسے انسٹرکٹر ہیں جن کی تعیناتی ۱۹۶۴ء میں ہوئی تھی اور مستقل نہیں ہوئے کیونکہ زیادہ تر آسامیاں مستقل نہیں ہیں ۔

(ج) ۱۹۴۴ء سے کوئی انسٹرکٹر ملازمت میں ہے ہی نہیں اس لئے کسی ایسے انسٹرکٹر کی مستقلی بعید از قیاس ہے ۔

(د) جو انسٹرکٹر سندھ سے آئے ہیں ۔ مستقل آسامیوں پر فائز نہیں ہوئے کیونکہ ۹۰ فیصدی آسامیاں عارضی ہیں ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ جو ۶۷ انسٹرکٹر مستقل آسامیوں پر کام کر رہے ہیں ، ان میں سے کتنے انسٹرکٹر مستقل کیے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم : صاف ظاہر ہے کہ جو مستقل آسامیوں پر کام کر رہے ہیں ۔ وہی مستقل ہوں گے ۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب ، ان کا سوال یہ ہے

They are working against permanent posts. How many of them are permanent ?

وزیر تعلیم : وہ تمام مستقل ہیں ۔ جناب والا ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ جن انسٹرکٹرز کی تعیناتی ۱۹۶۴ء میں ہوئی تھی ان میں سے کتنے لوگ مستقل نہیں ہوئے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تو اس کا جواب دے چکے ہیں کہ ۱۹۶۴ء میں کوئی تعیناتی ہوئی نہیں تھی ۔

سید تابش الوری : کیونکہ زیادہ تر آسامیاں مستقل نہیں ہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : انھوں نے کہا ہے پولی ٹیکنک تھے ہی نہیں ، انسٹرکٹرز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا میں ۱۹۶۴ کے متعلق کہہ رہا ہوں ۔ انھوں نے ۱۹۶۴ کے متعلق یہ کہا ہے ۔

وزیر تعلیم : تعداد الگ سوال کرنے کے بعد بتا سکتا ہوں ۔

صوبہ پنجاب کے طالبات کے سکولوں میں غیر تربیت یافتہ استانیوں کی تعیناتی

*۲۹۸۷ ۔ میاں محمد رفیع : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تربیت یافتہ استانیوں کی کمی کے باعث صوبے کی متعدد طالبات کے سکولوں میں استانیوں کی اشد ضرورت رہتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان خالی آسامیوں پر بی اے ۔ ایف اے یا میٹرک پاس غیر تربیت یافتہ استانیاں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی نہیں ۔ البتہ سکولوں میں معلمات کی اشد ضرورت کا باعث تقرریوں پر پابندی تھی اور اب نئی اضلاعی کمیٹیوں کے ذریعے تقرریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں ۔

(ب) جزو (الف) کے جواب کے پیش نظر یہ سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

قومی تحویل میں لیے جانے والے پرائیویٹ کالجوں کے لائبریرین کو لیکچراروں کے مساوی درجہ دینا

*۳۰۰۴ ۔ محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنی انقلابی اصلاحات کے نتیجے میں جن پرائیویٹ کالجوں کو قومی تحویل میں لیا ہے ان کے ڈیمانسٹرز کو لیکچراروں کے مساوی درجہ دیا گیا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سرکاری تحویل میں لئے جانے سے قبل ان اداروں کے ڈیمانسٹیرٹرز اور لائبریرین کا گریڈ اور رتبہ مساوی تھا ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان ان اداروں کے مطلوبہ تعلیمی اہلیت رکھنے والے لائبریرین کو لیکچراروں کے مساوی درجہ دے دی گی ۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو انہیں یہ درجہ کب تک دے دیا جائے گا ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ وہ ڈیمانسٹریٹر جو کم از کم ایم ایس سی (سیکنڈ کلاس) تھے انہیں لکچرار کا درجہ دے دیا گیا ہے ۔

(ب) سرکاری تحویل میں لئے جانے سے قبل پرائیویٹ کالجوں میں ڈیمانسٹریٹر اور لائبریرین کا گریڈ اور رتبہ مساوی نہیں تھا ۔

(ج) جی نہیں -

(د) جواب جزو (ج) کی بنا پر سوال ہی نہیں پیدا ہوتا -

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوا -

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں -

---

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

میٹرک کے سالانہ امتحانات اپریل کے تیسرے ہفتے تک ملتوی کرنا

*۳۰۲۱ - سید تابش الوری : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ و سیکنڈری ایجوکیشن لاہور ۷۳-۱۹۷۲ء کے سیکنڈری سکول کے امتحانات اپریل ۱۹۷۳ء کے پہلے ہفتے سے شروع کر رہا ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۷۲-۱۹۷۱ء کے سیکنڈری امتحانات ۱۹۷۲ء میں اپریل کے تیسرے ہفتے میں شروع کئے گئے تھے -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال ۷۱-۱۹۷۲ء میں ہائی سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں قریباً ۲ ماہ جاری رہی تھیں - اس کے مقابلے میں ۷۳-۱۹۷۲ء میں ہائی سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں قریباً ساڑھے ۳ ماہ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ عرصہ کے لئے کی گئیں -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ امسال متعدد ہائی سکولوں میں دسویں جماعت کے طلباء کو مکمل نصاب اب تک نہیں پڑھایا جا سکا -

(ہ) اگر جزو ہائے (الف) تا (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت امسال سیکنڈری سکول کے امتحانات اپریل کے پہلے ہفتے میں شروع کرنے کے بجائے اپریل کے تیسرے ہفتے تک ملتوی کرنے کو تیار ہے تاکہ طلباء اپنی تعلیمی کمی پوری کر سکیں ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ سیکنڈری سکول سرٹیفیکیٹ کا سالانہ امتحان ۴ اپریل ۱۹۷۳ء سے شروع ہو چکا ہے ۔ اور ۵ ۔ اپریل تک جاری رہے گا ۔

(ب) جی ہاں ۔ سال ۱۹۷۲ء میں سیکنڈری سکول سرٹیفیکیٹ کا امتحان ۱۹ اپریل سے شروع ہوا تھا ۔

(ج) جی ہاں ۔ سال ۱۹۷۱-۷۲ء میں ہائی سکولوں میں گرمیوں کی چھٹیاں ۲ ماہ کے لئے ہوئی تھیں ۔ اور ۱۹۷۲-۷۳ء میں گرمیوں کی چھٹیاں ساڑھے تین ماہ کی تھیں ۔

(د) تعلیمی نصاب کے مکمل نہ ہونے کے متعلق کسی بھی تعلیمی ادارے کے سربراہ نے کوئی شکایت نہیں کی ۔

(ہ) جی نہیں ۔ امتحان ۴ اپریل سے شروع ہو چکا ہے ۔ جس پر کسی نے اعتراض نہیں کیا ۔ عام حالات میں یہ امتحان مارچ کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوا کرتا تھا ۔ لیکن بعض نا مساعد وجوہ کی بنا پر گذشتہ ۲ سال سے یہ امتحان مارچ میں نہیں ہو سکا ۔ اب کوشش کی جا رہی ہے کہ یہ امتحان اپنے اصلی وقت یعنی مارچ کے پہلے ہفتے میں منعقد ہوا کرے ۔ تاکہ انٹرمیڈیٹ کا امتحان اپریل میں کیا جا سکے ۔ آج کل انٹرمیڈیٹ کا امتحان مئی میں لیا جا رہا ہے ۔ جو گرمی کا مہینہ ہے ۔ اور امیدواروں کو امتحان کے دوران بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ کیونکہ ہر سکول میں پنکھے موجود نہیں ہیں ۔ اپریل میں بھی کسی کسی دن گرمی کی وجہ سے پنکھوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ مگر یہ آسائش ہر جگہ میسر نہیں آ سکتی ۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین فنڈ

*۳۰۴۵ - محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین کے آئین اور یونیورسٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق یونین کے عہدیدار صرف وہی طالب علم ہو سکتے ہیں جو باقاعدہ طالب علم ہوں اور جب وہ باقاعدہ طالب علم نہ رہیں تو ان کے عہدہ کی میعاد ختم ہو جاتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ یونین کے بیشتر افراد باقاعدہ طالب علم نہ ہوتے ہوئے بھی یونین فنڈ کو استعمال کر رہے ہیں ۔

(ج) جزو (الف) اور (ب) جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سلسلے میں کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے ۔

(ب) یہ صحیح نہیں ہے ۔

(ج) جزو (الف) اور (ب) کی روشنی میں اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا ۔

پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین فنڈ میں بے ضابطگی

*۳۰۴۶ - محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی سٹوڈنٹس یونین نے ۷۳-۱۹۷۲ء کے دوران یونین فنڈ سے کتنی رقم خرچ کی اور اس کی شق وار تفصیل کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یونین رقم کے استعمال کرنے میں بالکل آزاد ہے اور یونیورسٹی انتظامیہ کسی قسم کی مداخلت نہیں کر سکتی ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ انتظامیہ ان اخراجات کی تفصیل کا معائنہ کرتی ہے اور کیا اس سال یہ آڈٹ کئے گئے ہیں اور ان میں کوئی بے ضابطگی پائی گئی ہے۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس سلسلے میں کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) : (الف) پنجاب یونیورسٹی کے طلباء کی یونین نے ۱۹۷۲-۷۳ء کے دوران ۳۷،۶۳۶ روپے اور ۸۶ پیسے خرچ کیے۔ جس کی تفصیل اس طرح ہے۔

۱۔ سائنس سوسائٹی	۹۹۵ - ۹۳
۲۔ ادبی سوسائٹی	۹۹۷ - ۰۰
۳۔ اسلامک سوسائٹی	۹۶۶ - ۷۵
۴۔ ڈرامہ سوسائٹی	۸۸۵ - ۰۰
۵۔ سماجی کام وغیرہ	۸۹۰ - ۰۰
۶۔ مجلس خواتین	۱،۰۰۰ - ۰۰
۷۔ مین سوڈنٹس یونین	۳۱۹۷۲ - ۱۸ - برائے مباحثے مشاعرے دفتری ضروریات اور مالکرولس پر خرچہ وغیرہ

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) جی ہاں۔ ۱۹۷۲-۷۳ء کا آڈٹ ہو چکا ہے۔ اور کوئی بے ضابطگی نہیں پائی گئی۔

(د) جزو (ج) میں چونکہ کہا جا چکا ہے کہ یونین کے حساب میں کوئی بے ضابطگی نہیں پائی گئی۔ اس لیے اس کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

قلیل المہلت سوال

مسٹر سپیکر : میاں منظور احمد موہل کی طرف سے ایک قلیل المہلت سوال نمبر ۳۲۰۷ بھی ہے ۔

متروکہ اراضی کے خسرہ نمبر ۱۳۲ اور ۱۳۳ واقع موضع افضل آباد ضلع لاہور کا غلط طریقہ سے انتقال

*۳۲۰۷ ۔ میاں منظور احمد موہل : کیا وزیر بحالیات و آباد کاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اراضی خسرہ نمبران ۱۳۲ اور ۱۳۳ واقع موضع افضل آباد حلقہ پٹوار ظفر کے تحصیل قصور ضلع لاہور ایک متروکہ جائیداد ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اراضی مندرجہ (الف) بالا ۱۹۵۸ء میں ایک مہاجر مسمی قادر نواز عرف قادر بخش ولد قاسم علی کو الاٹ کر کے کنفرم کر دی گئی نیز متعلقہ ریکارڈ میں الدراج بھی اس کے مطابق کر دیا گیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب مورخہ ۲۵-۷-۱۹۷۲ء کو اراضی مذکورہ بالا کا انتقال بیع زبانی طور پر مسمی کرم الدین چوکیدار دیہہ مذکور نے خود کو مسلمان خدا یاور وغیرہ کا مختار عام ظاہر کرکے اپنے بھائی مسمی حسن دین اور اپنے بیٹے مسمی محمد سرور کے نام کرا دیا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انتقال مذکورہ (ج) بالا کے وقت الاٹی مذکور جزو (ب) بالا کو کسی قسم کا کوئی نوٹس نہیں دیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محمد سرور وغیرہ کے نام الدراج ریکارڈ مثلاً خسرہ گرداوری اور آر ۔ ایل ۔ لو وغیرہ میں کر دیا گیا ہے ۔

(و) اگر جزو (ہ) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مہاجر مذکورہ جزو (ب) کو اس کا مذکورہ بالا رقبہ واپس کر دیا جائے گا ۔ اگر کر دیا جائے گا تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ۔

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متروکہ اراضی مذکور کا انتقال غلط طریقہ پر ہوا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو محکمہ بحالیات اس سلسلہ میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کب تک ۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ۔

وزیر بحالیات و آبادکاری : جناب والا ! یہ سوال مجھے آج ملا ہے ۔ اسکے کوائف تحصیل قصور سے حاصل کرنے ہیں ۔ میں اس کے لیے دو تین دن کی مہلت چاہتا ہوں ابھی میں نے محکمے کے افسران اور اہل کاران سے بات کی ہے ۔

Mr. Speaker : Then it wlll come up on thursday.

وزیر بحالیات و آبادکاری : جی جناب والا ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

شیخ محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست شیخ محمد اقبال صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> گزارش ہے کہ بندہ کو ایک ضروری کام کے سلسلے میں مورخہ ۱۰ اور ۱۱ اپریل کو راولپنڈی جانا پڑا ۔ اس لیے مورخہ ۱۰ اور ۱۱ اپریل کے اسمبلی سیشن میں حاضر نہیں ہو سکا ۔ مہربانی فرما کر ان دو ایام کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
> (تحریک منظور کی گئی)

بیگم سیدہ عابدہ حسین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست بیگم سیدہ عابدہ حسین صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے : -

I was unable to attend the session between the 27th of February until now owing to personal reasons and would request leave of the house.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوھدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری ۹ - ۱۰ اور
۱۱ اپریل کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکتا ۔
براہ مہربانی رخصت عطا فرمائی جائے ۔"

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر : چیف منسٹر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ کچھ تحاریک استحقاق ان سے متعلق ہیں ۔ چوہدری شوکت علی صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ مسٹر عبدالغنی آپ کو پیسے مل گئے ہیں ۔ مجھے دفتر سے اطلاع ملی ہے کہ آرڈر ہو گئے ہیں ۔

I will keep it pending.

نشان زدہ سوال نمبر ۱۶۱۹ کے غلط جواب کی فراہمی

سید تابش الوری : حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والی ایک خاص اور اہم مسئلے پر بحث کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ ۲۶ فروری ۱۹۷۳ء کو سوال نمبر ۱۶۱۹ اور اس کے ضمنی سوالات کے ذریعہ یہ دریافت کیا گیا تھا کہ لوکل باڈیز کی ملازمتوں پر سے پابندی اٹھانے کا کب تک ارادہ ہے ۔ محترم وزیر اعلیٰ نے اس کے جواب میں اعلان کیا کہ پابندی اٹھا لی گئی ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ ۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ لوکل باڈیز کی ملازمتوں پر سے عائد شدہ پابندی ابھی تک نہیں اٹھائی گئی ۔ جو اٹھا لی گئی ہے اسکا لوکل باڈیز پر اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ لوکل باڈیز کی ملازمتوں پر پابندی گورنر کے ایک الگ حکم ذریعہ عمل میں لائی گئی تھی جو ابھی تک بدستور نافذ ہے اور جس کے تحت ابھی تک نہ کسی کو ملازم رکھا جا سکتا ہے اور نہ ترقی یاب کیا جا سکتا ہے ۔ اس طرح وزیر اعلیٰ موصوف نے ایک غلط اطلاع فراہم کرکے اس ایوان کے استحقاق کو پامال کیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں اس سلسلے میں مثبت جواب تیار کرا رہا ہوں تاکہ اس کی روشنی میں آئندہ کے لئے کوئی غلط فہمی پیدا نہ ہو ۔

مسٹر سپیکر : کیا جواب کل تک آ جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ : کل تک آ جائے گا ۔

نشان زدہ سوال نمبر ۱۸۰۵ کے غلط جواب کی فراہمی

سید تابش الوری : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اور اہم معاملے پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ ۸ مارچ ۷۳ء کو میرے سوال نمبر ۱۸۰۵ کے جواب میں ایوان کو غلط اطلاع فراہم کی گئی ہے ۔

(اس مرحلہ پر رانا پھول محمد خان حکومتی بینچز پر تشریف لائے)
(نعرہ ہائے تحسین)

میاں مصطفیٰ ظفر : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تالیاں بجائی گئی ہیں یہ اظہار خوشی میں ہیں یا ہمارا مذاق اڑایا جا رہا ہے ۔

شیخ صفدر علی : جو بھی آپ سمجھ لیں ۔

سردار صغیر احمد : آپ بھی آئیں ہم آپ کا استقبال بھی تالیاں بجا کر کریں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! اس سے پہلے جب ایک اور ممبر ادھر گئے تھے تو تالیاں نہیں بجائی گئی تھیں ۔

سید تابش الوری : ۔ ۔ ۔ ۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ دیہی ترقیاتی پروگرام میں پراجیکٹ ایریا تبدیل کرنے کی گنجائش رکھی گئی تھی ۔ حالانکہ حقیقتاً کوئی ایسی گنجائش نہیں رکھی گئی تھی ۔ اور وزیر اعلیٰ نے واضح فیصلہ کر دیا تھا کہ اب کوئی تبدیلی نہیں کی جا سکتی ۔ جواب میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ منتخبہ دیہی مرکز سے عملے کی منتقلی کے لیے حکومت سے اجازت حاصل کی گئی ہے ۔ حالانکہ حکومت سے ایسی کوئی اجازت نہیں لی گئی اور نہ ہی دیہی ترقیاتی بورڈ میں اس مسئلے پر کوئی فیصلہ کیا گیا ۔ جواب میں ایک کمیٹی کا ذکر کیا گیا ہے حالانکہ اب تک ایسی کمیٹی کا قیام عمل میں نہیں آیا ۔ ایوان میں ان غلط اطلاعات کی فراہمی سے اراکین اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ جس پر فوری بحث کی جانی ضروری ہے ۔

وزیر اعلیٰ : اس کا جواب بھی میں کل ہی عرض کروں گا ۔ ویسے میں یہ عرض کر دوں کہ اس کا تعلق محکمہ زراعت سے ہے لیکن پھر بھی اگر آپ مجھے حکم فرمائیں تو میں حاضر ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اصل میں جواب پہلے آپ کا تھا اس لیے اس کو آپ کے لئے pending رکھا ہوا تھا ۔

وزیر اعلیٰ : میرے خیال کے مطابق مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام کے بارے میں کوئی سٹیٹمنٹ دی تھی ۔ بہر حال میں کل جواب دے سکوں گا ۔

مسٹر سپیکر : کل کی بجائے ۲۵ تاریخ کو رکھ لیں ۔

وزیر اعلیٰ : ٹھیک ہے ۔ ۲۵ تاریخ کو رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق نمبر ۶۲ علامہ صاحب کی ہے ۔ میں نے پہلے بھی اس لئے پینڈنگ رکھی تھی کہ میں وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کر لوں پھر اسے consider کروں گا اب وہ تشریف لے آئے ہیں تو میں ان سے بات کر لوں پھر اسے consider کروں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اور اہمیت عامہ کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک پیش کرتا ہوں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ آج ٹیلیفون کے ذریعہ آمدہ اطلاع کے مطابق کل مورخہ ۱۵ ۔ ۳ ۔ ۷۳ء کو ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان نے اس ایوان کے معزز رکن مخدوم زادہ سید حسن محمود کے دو پلاٹ مکانات واقع شہر رحیم یار خان ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : یہ پہلے پیش ہو چکی ہے ۔ اس پر یہ اعتراض کیا گیا تھا کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود نے تو یہ بیان دیا تھا کہ کسی شہر میں میرے دو پلاٹ ہی نہیں ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ اس کو defer کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : میرا خیال ہے اس کا فیصلہ ہو چکا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اس کا فیصلہ نہیں ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں اسے defer کرتا ہوں ۔

ممبران اسمبلی کو ٹیلیفون کنکشن دینے میں تاخیر

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ممبران صوبائی اسمبلی پنجاب کو ٹیلیفون لگوانے کی جو رعایت اور حق دیا گیا تھا ۔ اس پر آج تک عمل درآمد نہیں ہو سکا اور محکمہ خزانہ اور اسمبلی سکریٹریٹ کے مابین خط و کتابت جو جاری ہے ۔ اس طرح محکمہ خزانہ ممبران اسمبلی پنجاب کو دیئے گئے حق پر نہایت بھونڈے انداز سے حاوی ہو رہا ہے اور ممبران کے حق کو بری طرح سے نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ ممبران اسمبلی کے حق سے یہ ایک کھلا مذاق ہے ۔ لہذا میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس مسئلہ پر اسمبلی میں بحث کی جائے اور ممبران کے حق کو محفوظ کیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا یہ مسئلہ پرولیج کمیٹی کو refer کیا گیا تھا مجھے اس کے بارے میں کچھ پتہ ہے ۔ انہوں نے ۸ - ۹ - ۱۰ اور ۱۱ کو اس کو دوبارہ زیر غور لانے کے لئے پرولیج کمیٹی کی میٹنگ رکھی ہے اور اس میں انہوں نے محکموں کو بھی بلایا ہے اور چیئرمین کمیٹی سے میری بات ہوئی ہے تو میں نے خاص طور پر فنانس کے محکمے کو تاکید کی ہے کہ وہ مکمل طور پر تعاون کریں اور اس معاملہ میں کافی processing کی ضرورت ہے بہت بڑا بل بن رہا ہے کوئی ۳۷ لاکھ روپے کا بل بن رہا ہے تو اب اس میں کوئی تقریباً ۱۸ ٹیلیفون شامل نہیں ہیں اور تخمینہ بھی مکمل طور پر ہمیں نہیں ملا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! اگر وزیر خزانہ اس بات سے اتفاق کریں تو یہ مسئلہ بھی پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف نے شائد میری بات غور سے نہیں سنی ۔ میں نے عرض کیا ہے کہ معاملہ پرولیج کمیٹی میں زیر غور ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں یہ معاملہ بھی کمیٹی میں چلا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : اسے بھی وہاں بھیج دیا جائے وہاں دو تحریکیں اکٹھی ہو جائیں گی اور آپ بھی ۸ - ۱۰ تاریخ کو اس پوزیشن میں ہوں گے کہ صحیح صورت حال بتا سکیں ۔

وزیر خزانہ : بالکل بجا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ پہلے ہی پرولیج کمیٹی کے سپرد کیا جا چکا ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ تحریک اور تھی یہ اور ہے ۔

وزیر خزانہ : ٹھیک ہے جناب والا ! اسے بھی بھیج دیں ۔

مسٹر سپیکر : ایوان اس سے اتفاق کرتا ہے ۔

آوازیں ۔ ہاں ! ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : It goes to the Committee on Rules of Procedure and Privileges.

ممبران صوبائی اسمبلی سے تصدیق شدہ چینی کے پرمٹوں کے فارموں کا نظر انداز کیا جانا

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کے ممبران کے حقوق کی بالا دستی قائم رکھنے اور ممبران اسمبلی کو عوامی ضروریات کی نگہداشت کرنے کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لئے یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ شادی بیاہ اور موت کے لئے درکار چینی کے پرمٹوں کے فارم تصدیق کریں ۔ لیکن عملی طور پر اس حق کو غضب کیا جا رہا ہے ۔ حال ہی میں میرے ساتھ بھی یہ واقع پیش آیا میں نے چند آدمیوں کے شادی کے فارموں کی تصدیق کی لیکن ان کو چینی دینے سے صاف انکار کر دیا گیا ۔

میں اس توہین آمیز عمل پر اس لئے خاموش ہو گیا کہ شائد حکومت حزب اختلاف کے اراکین کی حوصلہ شکنی کے لئے دروں پردہ کوئی ہدایات دے چکی ہے ۔ جس کے تحت افسران نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہو لیکن کل مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے ایک معزز دوست رکن اسمبلی چوہدری منظور احمد جو کہ گجرات

سے تعلق رکھتے ہیں ان کے تصدیق شدہ فارم اس لئے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیئے گئے کہ ڈپو ہولڈرز نے چینی دینے سے اس لئے انکار کر دیا کہ جب تک یہ فارم منڈی بہاؤالدین سٹی کے چیئرمین پیپلز پارٹی کے تصدیق شدہ نہ ہوں گے ان پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ایک طرف حکومت پنجاب ممبران اسمبلی کو وی - آئی - پی قرار دیتی ہے - دوسری طرف پیپلز پارٹی کی مقامی شاخوں کے عہدے داروں کی بالا دستی قائم کر رہی ہے جو حکومت دانستہ طور پر کر رہی ہے - حکومت کی اس پالیسی کے پیش نظر ڈسٹرکٹ پیپلز کونسلوں اور ضلعی کمیٹیوں میں ممبران اسمبلی کے ساتھ چیئرمین ہائے پیپلز پارٹی اور مقامی کارکنوں کو نامزد کر کے ان کو منتخب ممبران اسمبلی کے برابر لایا گیا ہے - اس طرح اس معزز ایوان کے ممبران کو جو مراعات اور حقوق سابقہ حکومتوں نے دیئے تھے وہ بھی سلب کر لئے گئے ہیں اور ہر روز حکومت نئے نئے اقدامات سے ممبران اسمبلی کو معاشرہ میں نیچا دکھانے کے لئے پیپلز پارٹی کے عہدے داروں کو ایک حریف کی حیثیت ہی حاصل نہیں ہے بلکہ بدترین طرز کی بالا دستی حاصل ہے - جس سے معزز ممبران کے حقوق کو نظر انداز کیا جا رہا ہے - مسئلہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے اس پر بحث فرمائی جائے -

Mr. Speaker : Who is the Minister incharge ?

وزیر اعلیٰ : وزیر خوراک -

مسٹر سپیکر : وزیر خوراک مسٹر عبدالحفیظ کاردار بیمار ہیں -

وزیر اعلیٰ : ملک حاکمین صاحب ہیں -

مسٹر سپیکر : ان کے آنے کی کب توقع ہے -

وزیر اعلیٰ : دو دن لگیں گے -

مسٹر سپیکر : یہ تحریک استحقاق کئی دنوں سے pending ہے اگر موجود ہوں تو ٹھیک ہے -

وزیر اعلیٰ : ٹھیک ہے -

مسٹر سپیکر : یہ ایک تحریک استحقاق چوہدری امان اللہ لک صاحب کی طرف سے ہے -

I have with held my consent,

چوھدری امان اللہ لک : تحریک استحقاق کو بھی آپ withhold کر رہے ہیں - ممبر کو مختصر بیان دینے کا حق ہوتا ہے -

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہ تحریک استحقاق وہی ہے -

چوھدری امان اللہ لک : یہ وہی ہے -

Mr. Speaker : You may come to my chamber and make that relevant inquiry.

یہ ایک تحریک استحقاق حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی ہے - اس کو ایوان میں پڑھیں -

---

مسٹر منظور حسین ایس - ایچ - او تھانہ کڑیانوالہ کا معطل نہ کیا جانا

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا- میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیربحث لانے کیلئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں - مسئلہ یہ ہے کہ اس ایوان نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا تھا کہ مسمی منظور حسین ایس ایچ او ، تھانہ کڑیانوالہ جس نے اسمبلی کے ایک معزز رکن کے استحقاق کو مجروح و پامال کیا تھا کو فوری پر معطل کیا جائے - مگر ایس ایچ او مذکور تاحال معطل نہیں کیا گیا اور وہ بدستور کام کر رہا ہے - جس سے اس ایوان کی توہین اور اس استحقاق پامال ہوا ہے -

جناب والا ! جناب کو اچھی طرح یاد ہے کہ اس ایوان نے پوری چھان بین کرکے ۶ اپریل ۱۹۷۳ء کو ایک متفقہ فیصلہ کیا تھا کہ ایس ایچ او مذکور کو جو اسمبلی کے ایک معزز ممبر کے استحقاق کو پا مال کرنے کا مرتکب ہوا ہے فوری طور پر معطل کر دیا جائے - آج جناب والا ۲۳ تاریخ ہو چکی ہے اور ایس ایچ او اسی حکومت پنجاب کا ایک ملازم ہے جس کو میں سمجھتا ہوں کہ صرف ایس - پی کے عہدے کا آدمی ہی معطل کر سکتا ہے - افسوس کا مقام ہے کہ اسمبلی کو بالائے تاق رکھتے ہوئے یہ درخواعتنا نہیں سمجھا گیا یہ اسمبلی نے ریزولیوشن پاس

نہیں کیا تھا بلکہ یہ فیصلہ تھا جس پر عمل درآمد کرنے میں حکومت پنجاب قطعی طور پر پابند ہے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ اس کو ابھی تک معطل نہیں کیا گیا جب کہ اس معاملہ کے متعلق ہوم ڈیپارٹمنٹ ۱۴ تاریخ کو انسپکٹر جنرل آف پولیس کو آرڈر دے چکا ہے کہ اسمبلی کے فیصلے کے مطابق اس کو معطل کر دیا جائے مگر آئی ۔ جی نے یہ تکلیف تک گوارا نہیں کی ۔ ۲۳ تاریخ ہو چکی ہے اور ایس ایچ او بددستور ڈیوٹی پر ہے ۔ اس کی زیادتیاں اور ستم ظریفیاں اس کے مظالم پہلے سے کہیں بڑھ چکے ہیں اور یہ ہاؤس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کا مختصر بیان ہو گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں استدعا کرتا ہوں کہ نہ صرف ایس ایچ او کو معطل کیا جائے بلکہ اس کے بارے میں جو متعلقہ ذمہ دار افسران ہیں اور متعلقہ وزیر صاحب جو اس کے مرتکب ہو چکے ہیں یا جنہوں نے اس ایوان کے استحقاق کو پامال کیا ہے ان کے خلاف کارروائی کی جائے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! جیسا کہ حاجی محمد سیف اللہ صاحب خود اعتراف کر چکے ہیں کہ ہوم ڈیپارٹمنٹ نے آرڈر جاری کر دیئے ہیں ۔ میں اس کے متعلق کل عرض کر سکوں گا کہ اس میں کیا روکاوٹ ہوئی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کے توسط سے قائد ایوان سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ وہ اس ایوان کے محترم قائد ہیں ۔ فیصلوں پر عمل درآمد کرنے کی ذمہ داری ان کی ہے ۔ کل کی تاریخ انہوں نے لے لی ہے کل ہی وہ چھان بین کر لیں لیکن خدارا اس بات کا خیال رکھیں کہ اس ایوان کا تقدس برقرار رہے یہ ایک اعلیٰ ترین ادارہ ہے اس ہیئت حاکمہ کی تذلیل کسی صورت میں ایڈمنسٹریشن کے ہاتھوں نہ ہونے دیں ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : ایک تحریک التوا نمبر ۴۸۰ حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے تھی وہ میں ایوان میں پڑھے دیتا ہوں ۔

دھرمپورہ کی کچی آبادی کے کوارٹروں کی مسماری

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ لاہور نے دھرمپورہ کی کچی آبادی کے متعدد کوارٹرز مسمار کر دیئے ہیں جب کہ وزیر اعلیٰ نے کوارٹرز مسمار کرنے سے قبل متبادل جگہ دینے کا یقین دلایا تھا مگر اس کے باوجود مورخہ ۱۹-۳-۷۳ کو کنٹونمنٹ بورڈ کے عملہ نے گیارہ کوارٹروں کو اس وقت گرا دیا جب کوارٹروں میں کوئی مرد موجود نہ تھا ۔ اب ان کوارٹروں کے مکینوں کے بچے بے یارو مددگار کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں جس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر ۴۸۸ بھی اسی موضوع کے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! کنٹونمنٹ بورڈ ہمارے ماتحت نہیں ہے یہ سنٹرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا آپ کے یقین دلانے والی کوئی بات اس میں ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں بھی ایسے واقعات ہوئے وہاں بحیثیت ایک شہری کے منسٹر کے یا رکن کے نہیں ۔ ضرور مداخلت کرتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ کوئی ناجائز چیز نہ ہو ۔ جائز ہے یا ناجائز ہے اسکا فیصلہ کنٹونمنٹ بورڈ نے کرنا ہے ۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مسئلہ کے سلسلے میں جو ہمارے نوٹس میں لایا گیا بریگیڈیر صاحب داد خان ۔ مرزا طاہر بیگ اور میں نے اس میں مداخلت کی اور کام رکوایا جو کہ کنٹونمنٹ بورڈ سے تعلق رکھتا تھا لیکن اس حیثیت سے نہیں رکوایا کہ میں چیف منسٹر ہوں بلکہ انھیں یہ کہہ کر رکوایا کہ کچھ دیر ٹھہر جائیں اور دیکھیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز ۔ وہ رک گئے تھے ۔ بہر حال اپنے قاعد کے تحت فیصلہ انھوں نے کرنا ہے ہم ان کو حکم نہیں دے سکتے ہیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! مسئلہ لاہور کنٹونمنٹ بورڈ کے اختیارات اور وزیر اعلیٰ کے اختیارات کا نہیں تھا ۔ وزیر اعلیٰ پورے پنجاب کے وزیر اعلیٰ ہیں ۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ پر ان کا اختیار نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : کنٹونمنٹ بورڈ پر ان کا اختیار نہیں ہوتا ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! کنٹونمنٹ بورڈ پنجاب کا حصہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس میں جہاں تک ایڈمنسٹریشن کا تعلق ہے ۔

Cantonment Board is only subordinate to the Director of Lands & Cantts , who is an Officer of the Central Government.

سید تابش الوری : مسئلہ یہ ہے کہ لوگوں کی جھگیاں مسمار کر دی گئی ہیں اور اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ صاحب ہمیں واضح طور پر یقین دہانی کرائیں ۔

مرزا طاہر بیگ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میری مداخلت پر اور وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم فرمانے پر جھگیاں نہیں گرائی گئیں بلکہ فیصلہ یہ ہوا کہ نئی جھگیاں وہاں نہیں بنیں گی حالانکہ وہ سنٹرل گورنمنٹ کے دائرہ اختیار میں علاقہ ہے اور اس میں پراونشیل گورنمنٹ بالکل مداخلت نہیں کر سکتی ۔ وہ اسے کلاس لینڈ ہے جو کہ مرکزی حکومت کے استعمال کے لیے مطلوب ہے لیکن اس کے باوجود ہم نے کنٹونمنٹ بورڈ اور ملٹری اسٹیٹ افسر کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ جو جھگیاں بن چکی ہیں ان کے متعلق کچھ نہ کیا جائے اور نئی جھگیاں نہ بنیں ۔ اب رات کو جب جھگیاں بنتی ہیں تو کنٹونمنٹ بورڈ والے صبح ان کو وہاں سے ہٹا دیتے ہیں اور وہ بالکل حق بجانب ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک التوا اس چیز کے لئے واجب نہیں ۔

مسٹر سپیکر : مرزا صاحب یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ چونکہ یہ اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے لہذا

I don't rule this in order.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ۔ کنٹونمنٹ بورڈ سنٹرل گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے ۔ وہ پراونشیل گورنمنٹ کے ماتحت ہے ۔ آپ اس کو کل پر

ملتوی کر دیں اور انکوائری کر لیں ۔ میں جناب کو یقین دلاتا ہوں کہ کنٹونمنٹ بورڈ لوکل باڈیز کی طرح attched ہے ۔

مسٹر سپیکر : اسی لئے میں نے ان کی بات مان لی ہے انھوں نے جو تجویز کیا تھا یا جو اعتراض کیا تھا ۔ اس کے لیے قانون بھی سنٹرل گورنمنٹ لوکل باڈیز کا بناتی ہے ۔

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر : جب سپیکر بول رہا ہو تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں اٹھایا جاتا ۔ میاں خورشید انور کی ایک تحریک التوا نمبر ۴۸۱ کو لیتے ہیں ۔

میانوالی شہر میں مولانا منظور احمد چنیوٹی کے داخلے پر پابندی

مسٹر سپیکر : خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کی لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے مشہور عالم دین جناب مولانا منظور احمد چینوٹی کا میانوالی شہر میں ڈپٹی کمشنر میانوالی نے ایک ماہ کے لئے داخلہ بند کر دیا ہے جس سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

اسی مضمون کی حاجی سیف اللہ خان کی تحریک التوا نمبر ۴۸۲ بھی ہے ۔

Mr. Speaker : This is held in order. Those who want the leave to be granted may rise in their seats... . ...The count was taken.....It falls as it does not get the required number of votes.

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں نے استدعا کی تھی کہ میری ایک اور اہمیت والی تحریک التوا آپ کے پاس ہے ۔

مسٹر سپیکر : اس کا نمبر کیا ہے ۔

میاں خورشید انور : اس کا نمبر ۵۴۸ ہے اس میں لکھا ہے کہ سرکاری اراضی پر قابض مزارعین کی مزارعت کو برقرار رکھنے کی بجائے ان زمینوں کو نیلام کیا جا رہا ہے ۔ تو اگر اس کو فوری طور پر لے آئیں تو بہتر ہے ورنہ کل پر اسے رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت میرے پاس اسی قسم کی چودھری امان اللہ لک کی تحریک التوا نمبر ۴۸۴ ہے ۔

I will take them one after another.

دھندی اسٹیٹ ضلع ڈیرہ غازی خان کی اراضی پر آباد مزارعین کا عدم تحفظ

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ دھندی اسٹیٹ واقع ضلع ڈیرہ غازی خان کی اراضی پر آباد ہزاروں مزارعین عدم تحفظ اور مشکلات سے دو چار ہیں ۔ حکومت کی واضح یقین دہانیوں کے باوجود دھندی اسٹیٹ کے مزارعین کو تاحال ملکیتی حقوق نہیں دئے گئے ہیں اور نہ ہی ان مزارعین کو کوئی تحفظ حاصل ہے ۔ اس اسٹیٹ کے نصف رقبے کو مزارعین میں تقسیم کر دیا گیا ہے بقایا نصف پر حق مزارعین کو نظر انداز کرتے ہوئے حکومت نے اس رقبہ پر آباد مزارعین کو کسمپرسی کی حالت میں چھوڑ دیا ہے اس امر کا انکشاف انجمن تحفظ مزارعین دھندی اسٹیٹ نے مورخہ ۱۷ مارچ کو ایک اجتماع میں کیا ۔ مزارعین میں شدید بے چینی اور اضطراب پیدا ہو گیا ہے اگر حکومت نے فوری طور پر مداخلت نہ کی تو ہزاروں خاندان تباہ ہو جائیں گے ۔ چونکہ ان مزارعین کو صرف حق ملکیت سے ہی محروم نہیں کیا جا رہا بلکہ ان کو بیدخل کیا جا رہا ہے ۔ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل ہے ۔ اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے ۔

وزیر نوآبادیات : جناب سپیکر ۔ یہ دھندی اسٹیٹ واقع ضلع ڈیرہ غازی خان کا کل رقبہ ایک لاکھ ۱۱ ہزار ۱۱۲ ایکڑ ہے اس میں سے ۲۰ ہزار ۵۵۶ ایکڑ

مختلف محکمہ جات کے پاس ہے - بقایا ۹۰ ہزار ۵۵۶ ایکڑ ڈی سی کے پاس ہے - ان میں سے ۴ ہزار ۳۳۸ ایکڑ مستحق مزارعین کو اور ۵۱ ہزار ۵۰۳ ایکڑ پر حقوق ملکیت دئے گئے - ہیں باقی ۳,۶۲۲ مزارعین جو کہ ۳۶ ہزار ایکڑ رقبہ کے قابض ہیں ان کو حقوق ملکیت اس لئے نہیں دئے گئے کیونکہ مزارعین وہاں کے غیر مستحق ہیں - انھوں نے اپیلیں دائر کر رکھی ہیں جو کہ زیر سماعت ہیں اور ان کو بیدخلی کے نوٹس نہیں دئے گئے اس لئے کسی اضطراب کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا - ضلع افسران کی اطلاع کے مطابق صرف دو ناجائز قابضین کی خلاف بیدخلی کی کارروائی کی جا رہی ہے - جناب والا ! فاضل دوست کو جو اطلاع دی گئی ہے وہ حقایق پر مبنی نہیں ہے - جو لوگ مستحق تھے ان کو زمین دے دی تھی -

Mr. Speaker : You have given a categorical statement that no tenant is being ejected.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں ایک یقین دہانی چاہتا ہوں مجھے اس چیز کا اعتراف ہے کہ وزیر موصوف نے بڑی محنت سے اتنے اعداد و شمار فراہم کئے ہیں لیکن وہ مزارعین جنہوں نے اپیلیں دائر کی ہوئی ہیں اور وہ مزارعین جو وہاں ہیں ان کے متعلق کم از کم یہ یقین دہانی کرا دیں کہ ان کی بیدخلی نہیں کی جائے گی -

مسٹر سپیکر : وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو بیدخل نہیں کیا جا رہا - جو اپیلیں دائر ہوئی ہیں وہ ان کی entitlement کے متعلق ہیں - کہ ان کو حق ملکیت دیا جائے -

وزیر نوآبادیات : جناب والا ! ہم ایسا نہیں کر رہے - جب تک ان کی اپیلوں کا فیصلہ نہیں ہو گا ان کو بیدخل نہیں کیا جائے گا -

چوہدری امان اللہ لک : شکریہ -

سرکاری اراضی پر قابض مزارعین کی اراضی کا نیلام

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے

لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے اپنی گشتی چٹھی کے ذریعہ سرکاری اراضی کو قابض مزارعین کی مزارعت جاری رکھنے کی بجائے ان اراضیات کو نیلام کرنے کا فیصلہ کیا ہے حکومت پنجاب کے اس فیصلہ سے پنجاب کے بے زمین مزارعین میں شدید اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے۔

وزیر نوآبادیات : جناب سپیکر۔ یہ تحریک مجھے آج ہی موصول ہوئی ہے۔ اس کے متعلق مجھے یہی کہنا ہے کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ جو مزارعین ۴ ایکڑ سے کم اراضی کے مالک ہیں یا ۴ ایکڑ سے کم مزارعت کی حیثیت رکھتا ہے تو ہم کچھ percentage بڑھا کر اسے زمین پر قابض رہنے کی اجازت دے دیتے ہیں۔ جناب والا۔ یہ وہ پالیسی ہے جو پچھلے سال سے جاری کی گئی تھی لیکن تاہم جونہی یہ مجھے ملی یہ دیکھنے کے لئے کہ اس میں کوئی گڑبڑ نہ ہو۔ میں نے تمام صوبے میں جتنی بھی آکشن کی پروسیڈنگ ہیں ان کو تا حکم ثانی روک دیا گیا ہے میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ قطعاً اس پالیسی سے انحراف نہیں کیا جائے گا۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں اس یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک کو press نہیں کرتا۔

Mr. Speaker : Now we go on to the legislative business.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک تحریک التواء ہے جو بڑی اہمیت کی حامل ہے چونکہ ہیلتھ منسٹر صاحب بھول گئے ہیں تو اس کو لے لیا جائے تو بہتر ہوگا۔ مجھے پاکستان ٹائمز میں پڑھ کر بہت دکھ ہوا۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ مردہ گوشت اور خستہ گوشت لاہور کے شہریوں کو کھلایا جا رہا ہے۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ پہلی مرتبہ مل رہا ہے۔ آپ اتنے کیوں گھبرا گئے ہیں ؟

چوہدری امان اللہ لک : کیا لاہور کے لوگ مردہ گوشت کھانے کے عادی ہیں ؟

مسٹر سپیکر : ہیلتھ منسٹر۔

وزیر صحت : جناب سپیکر۔ وہ مجھ سے متعلقہ نہیں ہے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میری ایک تحریک التوا آپ نے کل شام پر رکھی ہوئی تھی اس کو لے لیا جائے۔

مسٹر سپیکر : کل کو وہ لے لیں گے ۔ وزیر اعلیٰ نے آپکو تاریخ دے دی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری ایک پرولیج موشن ہے جس پر بحث ہونی باقی ہے ۔

مسٹر سپیکر : وہ آج کے لئے نہیں رکھی کسی اور دن کے لیے رکھی ہوئی ہے ۔ اب ایجنڈا کا آئیٹم نمبر ۱ لیا جاتا ہے اور وزیر صحت تحریک پیش کریں گے ۔ کہ قانون نرسنگ کونسل پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء کے تحت تشکیل شدہ پاکستان نرسنگ کونسل میں خدمات سر انجام دینے کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب محض کثرت آرا سے خواتین ارکان میں سے ایک رکن کا انتخاب عمل میں لائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! پیشتر اس کے ہیلتھ منسٹر صاحب اپنی وضاحت پیش کریں میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراؤں گا کہ یہ تحریک آج نہیں پیش ہو سکتی کیونکہ اس کا آج پیش کرنا قواعد و ضوابط کے خلاف ہے ۔ گو ذاتی طور پر میں اس کے حق میں ہوں کہ اس کا انتخاب جلدی ہونا چاہئے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ قواعد کی پابندی لازمی ہونی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : کیا اس کے لئے ۲ دن کا نوٹس چاہیئے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میرا موقف یہ ہے کہ کسی بھی تحریک کے لئے نوٹس چاہیئے جو نہیں دیا گیا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر نوٹس دیا بھی گیا ہے تو کوئی بھی قاعدہ اس چیز کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک لسٹ آف بزنس جو کہ پہلے ہی سے تیار شدہ ہے اور جو کام پہلے ہی چل رہا ہے اس کو ختم کئے بغیر کوئی دوسرا بزنس درمیان میں شروع کر لیا جائے ۔

اس ضمن میں جناب کی توجہ قاعدہ ۲۵ کی طرف مبذول کراؤں گا جس میں واضح طور پر یہ درج ہے ۔

Rule 25 of the Rules of Procedure :

Subject to these rules all business fixed for any day and not disposed of before the termination of the sitting shall stand over

until the next day available for such class of business.....

And also I will draw your attention to rule 24 which says.

(1) A List of Business for each day shall be prepared by the Secretary and a copy thereof shall be made available for the use of every member and other person entitled under the Constitution to take part in the proceedings of the Assembly.

(2) Save as otherwise provided in these rules :

(a) the business for the day shall be transacted in the order of which it appears in the List of Business ;

(b) no business not included in the List shall be transacted at any sitting except business of a formal or ceremonial nature which may be permitted by the Speaker ;

اب جناب والا ! قاعدہ ۲۴ اور ۲۵ کو اکٹھا کرکے ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ آج کا جو business of the day ہے ...

Mr. Speaker : Please read out rule 21 also.

حاجی محمد سیف اللہ خان : Yes sir ۔ اس بارے میں بھی وضاحت کر دیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : کیونکہ قاعدہ ۲۵ بڑا clearly qualify کرتا ہے ۔

Subject to these rules...

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ۲۱ قطعی طور پر امرت دھارا نہیں ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ List of business سیکریٹری اور وزیر قانون صاحب کے

مشورے سے بنتی ہے اور وہ لسٹ بن چکی ہے ۔ وہ لسٹ زیر غور ہے ۔ جب ایک دفعہ لسٹ بن چکی ہے ۔ ایک معاملہ زیر غور ہے ۔ قاعدہ ۲۵ کے تابع اگر کل والی ساری لسٹ dispose of ہو جاتی تب یہ اس میں آ سکتا تھا ۔ کل کی جو list of business ہے وہ ختم نہیں ہوئی ۔ اس کو آج قاعدہ ۲۵ کے تابع ہم نے زیر غور لانا ہے ۔ جب تک وہ مسئلہ جو زیر غور ہے جو termination of sitting تک ختم نہیں ہوا تھا اور دوسرے دن اس کا لانا ضروری ہے ۔ ختم نہ ہو درمیان میں کسی قسم کا مزید business take up نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر اس کے بعد کوئی مزید کام کیا جا سکتا ہے تو وہ بھی ceremonial and formal nature کا ہو سکتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب ۔ اس پر میں پہلے فیصلہ دے چکا ہوں جب کہ یونیورسٹی بل آیا تھا ۔ A similar objcetion was raised and I did not accept it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : پنجاب یونیورسٹی بل کوئی آٹھویں نویں نمبر پر تھا اور اس کو نمبر ۱ کر دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ تو آپ کر سکتے ہیں ۔ ایک بل جو زیر غور ہے ۔ درمیان میں آپ کس ضابطہ کے تحت دوسری ایک موشن discuss کر رہے ہیں ۔ وہ تو بل ختم ہو گیا تھا ۔ آپ نے اس کا serial change کیا تھا ۔ اس کا جناب کو اختیار ہے اور وہ جناب کی رولنگ آئی تھی ۔ میری contention یہ ہے کہ اس business کا ابھی part پڑا ہوا ہے جو کہ ابھی زیر غور ہے ۔ بل ابھی ختم نہیں ہوا ۔ اس بل کے ختم ہونے سے پہلے یہ موشن کیسے آئے گی ۔

مسٹر سپیکر : ویسے آج کرنا ضروری ہے کوئی خاص بات ہے ۔

وزیر صحت : مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : I will consider this point. If I don't accept it then you will be informed.

اس کو کل پر رکھتا ہوں ۔ اب قانون سازی شروع کی جاتی ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء
(بحث جاری)

(کلاز ۳)

مسٹر سپیکر : بل زیر غور کی کلاز ۳ اس ایوان میں پیش ہو چکی تھی اور مخدوم زادہ سید حسن محمود نے اس کو oppose کیا تھا ۔

Makhdoom Zada Syed Hassan Mahmood : Yes Sir, but the Minister for Education is not present in the House.

Mr. Speaker : Does not matter Minister for Law & Parliamentary Affairs is (here) Present in the House.

سب سے پہلے ضمن ۳ میں ترمیم نمبر ۱ حاجی محمد سیف اللہ خان کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری تحریک یہ تھی :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ حذف کر دی جائے ۔

جناب والا ! چونکہ یہ کلاز یونیورسٹی کی constitution کے متعلق ہے اور اصولی طور پر اگر یہ ساری ضمن ختم کر دی جائے تو یہ ترمیم negation of Bill ہو جاتی ہے ۔ اس لیے میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

And I reserve my right to oppose the whole clause.

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۲ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۲ میں الفاظ ''لائل پور میں'' حذف کر دیئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : اس کے ساتھ ہی چوہدری امان اللہ لک صاحب کی سیکنڈ سپلیمنٹ میں نمبر ۱ پر ترمیم ہے چوہدری صاحب نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! آپ کیسے اس تحریک کو ایوان میں پیش کریں گے ۔ یہ حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے پیش کی گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر : ٹھیک ہے ۔

Mr. Speaker : Motion moved is :

> That is sub-clause (1) of clause (3) of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words at "Lyallpur", occurring in lines 1–2, be deleted.

Minister for Law : Opposed.

Mr. Speaker : Chaudhri Amanullah Lak.

Chaudhri Amanullah Lak : I beg to move.

> That for sub-clause (1) of clause (3) of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> "(1) The Lyallpur University shall be reconstituted in accordance with the provisions of this Act."

Mr. Speaker : Motion moved is :

> That for sub-clause (1) of clause (3) of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :
>
> "(1) The Lyallpur University shall be reconstituted in accordance with the provisions of this Act."

Minister for Law : I oppose it.

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! صوبہ پنجاب اس ملک میں سب سے بڑا زرعی صوبہ ہے اس صوبے کی ساری معیشت کا دارومدار زیادہ تر زراعت پر ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کے فروغ اور زراعت کی ترقی اور بالخصوص کاشتکاروں کے لیے روزمرہ کی ریسرچ اور دوسرے انتظامات کرنے کے لیے یونیورسٹی کا ہونا لازمی ہے ۔ اس ضمن میں عرض کروں کہ صوبہ پنجاب کی ضروریات اور زراعت میں بڑھتی ہوئی ترقی کے پیش نظر یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس صوبہ کی ایک سے زیادہ زرعی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں اور وقت کے تقاضوں کے پیش نظر میں یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ ہماری حکومت کو مستقبل قریب میں یہ ضرورت لاحق ہوگی کہ وہ صوبے میں مزید یونیورسٹیاں قائم کرے ۔ اس سلسلے میں یہ ضروری ہوگا کہ جب دوسری یونیورسٹیاں قائم کی جائیں تو پھر ان کے لیے مزید یونیورسٹی بل لائے جائیں گے جو میں سمجھتا ہوں کہ نہ تو اس صوبے کے غریب عوام اس قسم کے اخراجات کے متحمل ہو سکتے ہیں اور نہ اس قیمتی وقت کو بار بار اس قسم کی قانون سازی پر صرف کیا جا سکتا ہے ۔ اگر اس میں سے صرف الفاظ "لائل پور میں" کاٹ دئے جائیں جس سے میری مراد قطعاً یہ نہیں ہے کہ یونیورسٹی لائل پور نہ ہو بلکہ یونیورسٹی لائل پور میں ہو اور لائل پور میں ہی رہے گی ۔ فرق صرف اتنا ہوگا کہ اس بل میں سے لفظ "لائل پور" حذف کر دینے سے یہ بل زرعی یونیورسٹی کے لیے قابل عمل ہو جائے گا ۔ جو یونیورسٹیاں اس وقت قائم ہیں یا جو قائم ہوں گی اور اگر یہ لفظ رہ جائے تو یہ صرف ایک یونیورسٹی کے لیے رہے گا ۔ اگر کل کو حکومت کوئی دوسری یونیورسٹی قائم کرے تو اس کے لیے لازمی ہو جائے گا کہ پھر اس particular یونیورسٹی کے لیے particular bill لائے اور particular legislation کرے جو کسی بھی حالت میں میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں ہے ۔ اس لیے میری یہ تحریک ہے کہ اس میں سے الفاظ "لائل پور میں" حذف کر دئے جائیں ۔ اور اس میں یہ بھی کیا جائے گا کہ یہ بل آگے جو ہے چونکہ لائل پور یونیورسٹی کے لیے ہے اور اس کے لیے "لائل پور" کا ہونا لازمی ہے تو یہ پہلی کلاز ہے ۔ اس سے پہلے کوئی ضمن پاس نہیں ہوئی اور ما بعد بھی ہم ان الفاظ . . .

Mr. Speaker : I have not raised that objection,

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ممکن ہے کہ وہ جواب دیں اور پھر مجھے right of reply نہیں ملے گا اس لیے میں یہ پہلے وضاحت کر دینا چاہتا ہوں ۔ میں جناب کی طرف سے اعتراض نہیں کہہ رہا بلکہ یہ سوچ کر کہہ رہا ہوں کہ ممکن ہے کہ یہ جواب دیا جائے کہ ہم نے یہ مد نظر رکھا تھا ۔ تو میں ان کی روشنی کے لیے یہ عرض کر دوں کہ آگے بھی میں نے اس قسم کی ترامیم رکھی ہوئی ہیں ۔ اگر وہ ترامیم قبول کرتے جائیں تو یہ بل صوبہ کی تمام زرعی یونیورسٹیوں کے لیے قابل عمل بن جائے گا نہ کہ صرف ایک یونیورسٹی کے لیے ۔

مسٹر سپیکر : چوھدری امان اللہ لک ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔

چوھدری امان اللہ لک : جناب والا ! جیسا کہ نظر آ رہا ہے ہماری گذارشات کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اس لیے میری اس ترمیم کو پڑھنے کے بعد نہ تقریر کی ضرورت رہتی ہے اور نہ ہی کوئی ضد کا معاملہ ہے کہ حزب اقتدار کے دوست یا ڈاکٹر خالق صاحب اس پر انکار کریں ۔ اس میں ایک غلطی تھی غالباً وہ گریمٹیکل بھی یا کلریکل بھی ہے لیکن میں سابقہ روایات اور ڈاکٹر خالق صاحب کے رویے کے پیش نظر توقع کرتا ہوں کہ وہ اب اس کو ترک کر دیں گے ۔ اصل ضمن ۳ (۱) اس طرح ہے :

> The University shall be re-constituted at Lyallpur in accordance with the provisions of this Act.
>
> My amendment is ;
>
> The Lyallpur University shall be reconstituted in accordance with the provisions of this Act.

بڑی صاف اور سیدھی سادھی بات ہے کہ لائل پور کی یہ کلاز ۳ دی گئی ہے اس کو منظور کیا جائے۔ یہ اس کے مطابق ہے اس کو لائل پور کے گھنٹہ گھر سے وابستہ کیا گیا ہے تو میری ترمیم یہ ہے کہ اس یونیورسٹی کا نام لائل پور یونیورسٹی ہوگا۔ میں اس پر مزید غرض کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب اس پر آپ نے کچھ کہنا ہے۔

وزیر تعلیم : جی نہیں جناب۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ کی تحتی ضمن (۱) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے۔
>
> (۱) قانون ہذا کے احکامات کے مطابق زرعی یونیورسٹی لائل پور کی از سر نو تشکیل کی جائے گی۔
>
> (تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے حاجی سیف اللہ صاحب کی ترمیم نمبر ۲ برائے منظوری پیش ہے۔

سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۲ میں الفاظ "لائل پور میں" حذف کر دیے جائیں۔
>
> (تحریک منظور نہیں کی گئی۔)

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ

برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر ۲ کا لفظ "پرو چانسلر" حذف کر دیا جائے۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of clause (3) of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words and comma "the Pro-Chancellor", occurring in line 2, be deleted.

Minister for Education : Opposed.

سید تابش الوری : جناب سپیکر! میری ترمیم اس اعتبار سے اہم ہے کہ یونیورسٹی بل کی تمہید میں جس خود مختاری کا اعلان کیا گیا ہے اس کی ضمانت صرف اس صورت میں مل سکتی ہے کہ میری اس ترمیم کو قبول کر کے پروچانسلر کے عہدہ کو اس کلاز میں سے حذف کر دیا جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ زرعی یونیورسٹی ایک خالصتاً فنی ادارہ ہے اور ایک خاص مہارت، صلاحیت اور استعداد کے ساتھ اس کے سربراہ کو عملی طور پر کام کرنا پڑتا ہے یونیورسٹی بل میں یہ تو فرمایا گیا ہے کہ اس یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دینے کے لئے ہم بعض نئی دفعات اور بعض نئے پہلوؤں کا اضافہ کر رہے ہیں لیکن خود مختاری کا یہ دعویٰ عملی ثبوت کے بغیر بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ اس بل میں پہلے سے موجود خود مختاری کو مجروح کیا گیا ہے بلکہ "پروچانسلر" کا نیا عہدہ تخلیق کر کے یونیورسٹی کی آزادانہ حیثیت پر ایک اور کاری ضرب لگا دی گئی ہے۔ پروچانسلر کا عہدہ یونیورسٹی کی تاریخ میں کبھی تخلیق نہیں کیا گیا۔ گورنر چونکہ غیر جانبدار شخص ہوتا ہے اس لئے وہ ہمیشہ سے بحیثیت عہدہ چانسلر چلا آ رہا ہے۔ یونیورسٹی کے داخلی امور کے لیے صرف وائس چانسلر کو جو اپنے معیار فن اور استعداد کار کے اعتبار سے یونیورسٹی کے اہم معاملات میں جوابدہ ہوتا ہے۔ کلیۃً با اختیار بنایا گیا ہے تاکہ وہ دو عملی کی بجائے یکسوئی اور ذہنی و عملی ہم آہنگی کے ساتھ چانسلر کے مشورے سے اپنے فرائض انجام دے سکے۔ پروچانسلر کے عہدے کا اضافہ حقیقت میں ایک سیاستدان کا تسلط ہے جس کے ذریعے یونیورسٹی کے معاملات میں مداخلت کر کے سیاسی مفادات اور سیاسی اغراض کے تحت ایک

خاص قسم کے مشن کی تکمیل کرنا ہے ۔ آپ جانتے ہیں کہ وزیر تعلیم اپنے عہدے کے اعتبار سے پروچانسلر ہوں گے اور وزیر تعلیم بنیادی طور پر ایک سیاستدان کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ جناب والا ! چانسلر کو اس لئے قبول کیا جا رہا ہے کہ وہ گورنر کی حیثیت سے عموماً غیر سیاسی آدمی ہوتا ہے اور غیر سیاسی آدمی کم سے کم مداخلت کا مرتکب ہوتا ہے لیکن پروچانسلر کی حیثیت سے ایک سیاستدان کو چانسلر کا تتمہ و ضمیمہ بنا کر یونیورسٹی کے معاملات کو سیاسی رنگ دینے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! پروچانسلر کے پاس بحیثیت وزیر تعلیم لیشنلائزڈ سکولوں ۔ کالجوں اور دوسرے تعلیمی نظام کا ایک ایسا وسیع دائرہ موجود ہے جس میں وہ اپنے آپ کو اگر ہمہ وقت بھی مصروف رکھیں تو بھی ان کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نئے پروگرام کو مقررہ وقت میں عملی جامہ پہنا سکیں جو اس وقت ایک نئی تعلیمی پالیسی کی صورت میں ہمارے سامنے ہے لیکن نہ صرف یہ کہ انہیں پنجاب یونیورسٹی کے پروچانسلر کی حیثیت سے مزید ذمہ داریاں سپرد کر دی گئی ہیں بلکہ زرعی یونیورسٹی کے پروچانسلر کی حیثیت سے بھی اضافی ذمہ داریوں کا مستحق قرار دیا جا رہا ہے جو کسی طور پر بھی مناسب نہیں ہے اور وہ اپنے ان نئے عہدوں کے فرائض سے کسی طرح بھی منصفانہ طور پر عہدہ برآ نہیں ہو سکیں گے ۔ جناب والا ! یونیورسٹی کے امور طے کرنے اور یہاں تقرریوں اور ترقیوں کے معاملات نپٹانے کے لیے ایک خالصتاً غیر سیاسی فضا ضروری ہے ۔ پروچانسلر کے آ جانے سے یہ امکان موجود ہے کہ یونیورسٹیوں میں تقرریوں اور ترقیوں میں سیاسی مداخلت شروع ہو جائے گی اور اس طرح سے فنی معیار اور استعداد کار کی وہ سطح برقرار نہیں رہے گی جو یونیورسٹی کو صحیح خطوط پر چلانے کے لیے ضروری ہوتی ہے ۔ جناب والا ! آپ سمجھتے ہیں کہ یونیورسٹی کو ایک خود مختار ادارے کی حیثیت دینے کے لیے یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ وہاں نہ صرف باوقار اور با اختیار افراد موجود ہوں بلکہ اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ ان کو اپنی مہارت فن کے ساتھ نئی تعلیمی پالیسیوں کے مطابق کام کرنے کی آزادی دی جائے ۔ عام طور پر یہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ وزیر تعلیم وزارت تعلیمات میں موجود نوکر شاہی کے اشاروں کے محتاج ہوں گے کیونکہ ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوگا کہ وہ بذات خود یونیورسٹی کے سلسلے میں پوری توجہ دے سکیں ۔ ان احوال میں قدرتی طور پر وہ اپنے سیکریٹری اور ڈپٹی سیکریٹریوں کے مشوروں کے مطابق یونیورسٹی کے معاملات کا فیصلہ کرنے پر مجبور ہوں گے جس کے نتیجے میں نہ صرف یہ کہ نوکر شاہی کا

عمل دخل تعلیمی اور تدریسی معاملات میں بڑھتا چلا جائے گا بلکہ بے شمار معاملات سرخ فیتے کا شکار ہو جائیں گے ، معمول کے مطابق پہلے تو صرف وائس چانسلر اور چانسلر کے درمیان خط و کتابت ہوتی تھی اب تیسرا رابطہ بھی پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے بہت سے معاملات مزید تاخیر کی نذر ہو جائیں گے ۔ جناب والا ! اس سلسلے میں جو بات سب سے اہم ہے وہ یہ ہے کہ مختلف طبقوں نے جو یونیورسٹی سے متعلق ہیں پروچانسلر کے عہدے کی تخلیق کو یکسر مسترد کر دیا ہے اور آج ہی آپ نے اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ پروچانسلر کو نہ طلبا قبول کرتے ہیں نہ اساتذہ ! انھوں نے کہا ہے کہ یہ تجویز یونیورسٹی کی خود مختاری کے خلاف ایک گہری سازش کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس لیے اسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جانا چاہیے ۔

جناب والا ! میں ایک اور پہلو کی طرف بھی آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ پروچانسلر کا لفظ بڑا معنی خیز ہے ۔ اس وقت تک تصور یہ تھا کہ چانسلر تمام طبقوں کے لیے اور یونیورسٹی کے تمام شعبوں کے لئے ایک قابل احترام اور قابل قبول ہوتا ہے اور ساری یونیورسٹی اس کی پرو یعنی پروچانسلر ہوتی ہے لیکن یہاں ایک شخص کو پروچانسلر بنا کر چانسلر کے خلاف سازش کی جا رہی ہے اور یہ تاثر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ اس یونیورسٹی میں صرف ایک شخص ہی پروچانسلر ہے اور باقی سب اینٹی چانسلر (anti-chancellor) ہیں ۔ ۔ ۔

(قہقہے)

میں سمجھتا ہوں کہ چانسلر کے سلسلے میں اس قسم کی ستم ظریفی کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے ۔ اگر موجودہ حکومت یہ چاہتی ہے کہ تعلیمی اداروں کو خوشگوار فضا میں فروغ دینے کی واقعی ضرورت ہے تو اس سلسلے میں ان لوگوں کی رائے کو بھی اہمیت دی جائے جو اس سے متعلق ہیں اور جو یہ چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی کے نظام کو بہتر طور پر یکسوئی کے ساتھ چلانے کے لئے اسے سیاسی مداخلت سے آزاد رکھا جائے اور پروچانسلر کے ایک لئے عہدے کی تخلیق کی تجویز ترک کر کے معاملات کو الجھانے کی بجائے سلجھانے کی طرف توجہ دی جائے ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تمام یونیورسٹی کے معاملات متاثر ہوں گے اور ہمارے ملک کا زرعی مستقبل بھی سیاسی مداخلت کا شکار ہو جائے گا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو قبول کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ ہر شخص کے علم میں ہے کہ پہلا پنجاب یونیورسٹی آرڈیننس ۱۹۶۱ء طلبا ۔ اساتذہ اور عوام نے صرف اس لیے مسترد کیا کہ اس میں زیادہ تر سیاسی عمل دخل یونیورسٹی کے معاملات میں ہوا کرتا تھا ۔ یہ درست ہے کہ اس وقت اس آرڈیننس کے تحت بھی یونیورسٹی کا چانسلر اس صوبے کا گورنر ہوا کرتا تھا مگر یہ بھی ہر شخص کو معلوم ہے کہ ۱۹۶۱ء میں اور اس کے بعد ۱۹۶۹ء میں اس صوبے میں صدارتی نظام حکومت قائم رہا جس کے تحت صوبے کا گورنر آئینی سربراہ نہیں ہوا کرتا تھا ۔ برائے نام سربراہ نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ حکومت کا تمام تر ذمہ دار گورنر ہوتا تھا اور چانسلر کا انتخاب اس وقت کے گورنر کی خوشنودی مزاج سے ہوا کرتا تھا ۔ اس لحاظ سے یہ ظاہر ہے کہ گورنر کا عہدہ اس پارلیمانی نظام حکومت سے قبل صدارتی نظام حکومت میں قطعی اور قطعی اس وقت سیاسی عہدہ ہوا کرتا تھا اور وہ ۱۹۶۱ء کا یونیورسٹی آرڈیننس اس لیے ناکام رہا کہ اس کا سربراہ ایک سیاسی عہدیدار ہوا کرتا تھا جسے طلبا ۔ اساتذہ اور عوام نے مسترد کر دیا اور اس کے خلاف نفرت کا ایک طوفان کھڑا ہو گیا ۔ اب طلبا ۔ اساتذہ اور عوام یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ موجودہ وقت میں ان کے صوبے میں ۔ ان کے ملک میں صدارتی نظام حکومت قائم ہو چکا ہے یا ہو رہا ہے تو اس وقت گورنر کا چانسلر رہنا ان کے لئے ہر لحاظ سے قابل قبول ہوگا ۔ کیونکہ پارلمنٹری فارم آف گورنمنٹ میں گورنر قطعی طور پر غیر سیاسی ہوا کرتا ہے اور اس کا سیاسیات میں کوئی دخل نہیں ہوا کرتا اور یہ چیز طلبہ اور ہر طبقے کے لیے خوش آیند تھی ، مگر افسوس ہے کہ موجودہ حکومت نے باوجود یہ وعدہ کرنے کے ، باوجود یہ باور کرانے کے ، باوجود بار بار یہ دعویٰ کرنے کے کہ ہم اس یونیورسٹی بل کو جمہوری بنائیں گے ، جمہوری اقدار کو فروغ دیں گے ، اس میں سیاسیات کا عمل دخل نہیں ہوگا ، اس کو اٹانومی دیں گے ، مگر پیر پھیر کر کے جب انھوں نے دیکھا کہ وہ مقاصد جو کہ حکومت اپنے سیاسی اغراض کے لئے یونیورسٹیوں سے پورا کراتی رہی ہے سابقہ ادوار میں بھی ، وہ اگر اس صورت میں رکھ دیا جائے ، صرف چانسلر اس کا سربراہ ہو ، تو وہ مقاصد پورے نہیں ہو سکتے ، اس لیے یہ ایک فریب دینے کے لئے ، ایک طرف یہ دکھانے کے لیے کہ ہم اس بل کو زیادہ سے زیادہ جمہوری بنا رہے ہیں اور یہ دکھانے کے لئے کہ اس میں جمہوریت نوازی اور اٹانومی دے رہے ہیں اور دوسری طرف انھوں نے

چور دروازے سے ایک ایسا راستہ پیدا کر لیا ہے کہ ایک نیا عہدہ پروچانسلر کے نام سے تخلیق کر کے پھر وہی سیاسی شخصیتوں کا عمل دخل یونیورسٹی میں رائج کیا جا رہا ہے ۔ آپ اگر اس کے اختیارات دیکھیں ، بظاہر یہ عہدہ معمولی معلوم ہوتا ہے ، بظاہر یہ تتمہ محسوس ہوتا ہے مگر جب آپ آگے جائیں گے ، آپ جب ان کے اختیارات پہ آئیں گے ، جب آپ چانسلر کے اختیارات دیکھیں گے تو آپ پر یہ چیز واضح ہو جائے گی ۔ جہاں چانسلر کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس کی تمام تر پروسیڈنگ کو کالعدم قرار دے سکتے ہیں جہاں یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ اس کے statutes کو جو کہ ساری یونیورسٹی اس کا سنڈیکیٹ ، سینیٹ ، اکیڈمک کونسل اور وہ تمام اتھارٹی جو یونیورسٹی کی مقرر کردہ ہیں ، وہ جو بھی statute بنائیں ، اس کی assent with old کر سکتے ہیں اور وہی اختیارات پروچانسلر نے چانسلر سے لے کر استعمال کرتے ہیں ، کیا آپ یہ اندازہ نہیں فرما سکتے کہ یہ تمام تر اختیارات جو کہ پروچانسلر کو indirectly حاصل ہو جائیں گے ، کیا طلبہ پھر یہ سیاسی عمل دخل برداشت کریں گے ، کیا وہ اس بل کو پھر قبول کر لیں گے جو کہ ہیر پھیر کر کے اس صورت میں لایا جا رہا ہے ، جس میں یہ امتیاز ختم کیا جا رہا ہے کہ یہ بل پارلمنٹری فارم آف گورنمنٹ میں ہے یا یہ بل پریذیڈنشیل فارم آف گورنمنٹ میں لایا جا رہا ہے ۔ تو میں یہ استدعا کروں گا کہ براہ کرم آپ پھر اس بل کے خلاف ایک طوفان برپا نہ کریں ، پھر اس کو ناقابل قبول نہ بنائیں ، یہ چیز دیر تک نہیں چلتی ، یہ فریب زیادہ دیر تک کام نہیں دے گا اور طلبہ اور اساتذہ اچھے طریقے سے سمجھ گئے ہیں کہ پہلے پھر بھی ایک توقع کی جا سکتی تھی کہ گورنر اپنے عہدے کا لحاظ رکھتے ہوئے ، اپنی impartiality کا لحاظ رکھتے ہوئے ، اپنی سربراہی کا خیال رکھتے ہوئے اور اپنے عہدے کے مطابق اس میں زیادہ عمل دخل نہیں دے گا ، مگر اب آپ نے جو ایک نیا سسٹم رکھ دیا ہے پروچانسلر کا ، اس سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ اب یہ یونیورسٹی قطعی طور پر حکومت کے زیر انتظام آ جائے گی ، اس میں سیاسیات کا عمل دخل ہوگا اور حکومت ہر حال میں یہ کوشش کرے گی کہ اپنی منشا اور اپنے مقاصد کو بروئے کار لانے کے لیے یونیورسٹی کو چلائے ۔ یہ کہا جاتا ہے جناب والا ! کہ جب حکومت یونیورسٹی کو پیسہ دیتی ہے ، تو پھر اس میں اس کا عمل دخل کیوں نہ ہو ، میں کہتا ہوں کہ پیسہ آپ اپنی جیب سے نہیں دیتے ، یہ عوام کا ہے ، طلبہ عوام کا ایک حصہ ہیں ، اساتذہ عوام کا ایک حصہ ہیں ، وہ آپ سے خیرات نہیں لے رہے ۔

آپ اگر انھیں دیتے ہیں تو وہ ان کا حق ہے ۔ صرف پیسہ دے کر ، اپنے پیسے کے زور پہ ، اپنی گرانٹ کے زور پہ ، عوام کے خزانے کے بل بوتے پر آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم پیسہ دیتے ہیں ، کیا پیسہ دینے سے آپ کو یہ حق حاصل ہو جاتا ہے کہ آپ ان کی اٹانومی کو برباد کریں ، آپ ان کے حقوق کو سلب کر دیں ، آپ ان کے اندر سیاسی دخل اندازیاں پیدا کریں اور محض اسی پیسے کی بنا پر آپ تمام تر اپنا تسلط اس پر قائم رکھ کر یونیورسٹی کی وہ فضا جو کہ ایک آزاد ملک کا حصہ ہوا کرتی ہے ، آزاد ملکوں میں جس طرح یونیورسٹیاں چلا کرتی ہیں وہ چند ٹکے دے کر آپ اسے سلب کرنا چاہتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں اگر آپ اسے احسان سمجھتے ہیں کہ یونیورسٹی کو آپ پیسے دیتے ہیں اور آپ کا حق ہے کہ آپ جس طرح چاہیں ان کے معاملات میں دخل اندازی کر سکتے ہیں تو میں یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ یونیورسٹی آپ کے پیسے دینے کے بدلے میں یہ قربانیاں دینے کے لئے تیار ہیں ، اپنی خود مختاری سلب کرانے کے لیے تیار ہے ، سیاسی دخل اندازیاں برداشت کرنے کے لیے تیار ہیں ، تو ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم پورا ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : تو میں جناب والا ! یہ عرض کروں گا کہ براہ کرم آپ اس ملک ، ا۔ کے طلبہ ، اس کے اساتذہ اور آزاد تعلیمی فضا اور ماحول کو برقرار رکھنے کے لیے یہ پابندیاں جو کہ پروچانسلر کا ایک نیا عہدہ تخلیق کر کے آپ یونیورسٹی پہ دوبارہ مسلط کرنا چاہتے ہیں نہ لگائیں ۔ یہ سیاسی دخل اندازیاں محض اور محض اس عہدے کی بنا پر یونیورسٹی کے اندر پیدا ہوں گی جسے یونیورسٹی کے طلبہ پہلے رد کر چکے ہیں تو in the interest of University and in the interest of the working people میں یہ گزارش کروں گا کہ اس عہدے کو حذف کر دیا جائے اور پروچانسلر کا عہدہ اس یونیورسٹی کا حصہ نہ بنایا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب صدر گرامی قدر ! جناب حاجی سیف اللہ صاحب اور جناب تابش الوری صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ۔ میں ایک اور گوشے کی طرف ، ایک اور سمت کی طرف فاضل وزیر تعلیم اور اس ایوان کی توجہ آپ کی وساطت سے کرانا چاہتا ہوں ۔ دنیا کی سب سے قدیم ترین

یونیورسٹی جامعہ ازہر کا شیخ جامعہ بلحاظ عہدہ کابینہ کا رکن ہوتا ہے لیکن کابینہ کا کوئی ممبر جامعہ ازہر کے نظم و نسق میں شریک نہیں ہوتا ۔ متحدہ ہندوستان کے اندر مولانا مناظر احسن گیلانی نے ایک کتاب لکھی ہے "نظام تعلیم و تربیت" ۔ انھوں نے اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے کہ متحدہ ہندستان کے اندر پانچ لاکھ سے زیادہ مدارس قائم تھے ۔ باوجود اس کے کہ مسلمان حکمرانوں نے کروڑوں روپے کی جائیداد ان مدارس کے ساتھ وقف کی تھی لیکن اس میں حکمرانوں کی مداخلت اور دخل اندازی کا شائبہ تک موجود نہیں ہوتا ۔ یہی وجہ تھی اس نظام تعلیم و تربیت کے اندر ہمارے اندر دارالعلوم قائم ہوئے اور ایسے ایسے اساتذہ اور ایسے ایسے عالم اور ماہر فن پیدا ہوئے کہ آج تک ان کے علمی کارناموں سے ہم مستفید ہو رہے ہیں ۔

جناب والا ! ہمارے علمی انحطاط اور علمی زوال کی ایک وجہ یہی ہے کہ حکومت نے یونیورسٹی کر ، اب یہ کہنا چاہیے کہ یونیورسٹیوں کو خود مختار ادارہ بنانے کی بجائے اس میں حکومت کا دخل دخل شروع کر دیا ہے ۔ پروچانسلر کا عہدہ کسی اعتبار سے بھی موزوں نہیں ۔ میں آپ کی توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ اس عہدے کو ختم کر دیا جائے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے کل بھی تفصیلاً عرض کیا تھا ، آج میں پھر یاد دلانا چاہتا ہوں کہ نیپ کے ، فرنٹیر کے وزیر امیر زادہ خان ، اور نیپ کے بلوچستان کے وزیر عبد الرحمان ، جو کہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں ، انھوں نے بھی - - - -

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ اس ہاؤس کے اندر نیپ کا کوئی رکن موجود نہیں ، اور نہ نیپ کی کوئی کارگزاری ہمارے لیے قابل تقلید ہے ۔ میں نے ان کی خدمت میں جامعہ ازہر کی مثال پیش کی ہے ، اور میں نے ان کی خدمت مثال پیش کی ہے متحدہ ہندوستان کے اندر نظام تعلیم و تربیت کا جو انتظام تھا ۔ اگر ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اس نکتے پر اپنی وضاحت فرمائیں تو میں بڑا شکر گزار ہوں گا ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں نے باقی حضرات کو بھی تو جواب دینا ہے آپ کا بھی جواب عرض کروں گا ۔ جناب والا میں یہ ذکر اس لئے کر رہا تھا کہ وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں اور کئی سیاسی معاملوں میں ان کا ہمارے ساتھ اختلاف ہوتا ہے ۔ لیکن پروچانسلر کے مسئلے پر میں نے ان سے بار بار پوچھا دونوں سے

سے میں نے کہا امیر زادہ خان صاحب اور عبدالرحمان صاحب minutes میں ریکارڈ کیا جائے کہ آپ اس کو قبول کرتے ہیں ۔ انھوں نے کہا بالکل قبول کرتے ہیں ۔ اور یہ صرف اس لئے کہ وہاں پر وہ کام تیز نہیں کر سکے اور ان کے بل نہیں آئے ۔ ورنہ اس ملک میں سندھ میں کراچی کی یونیورسٹی کا ، جام شورو کی یونیورسٹی کا اور اسلام آباد یونیورسٹی کے تین بل پاس ہو چکے ہیں اور تینوں میں پروچانسلر کا عہدہ ہے ۔ اور جب پشاور اور کوئٹہ کی یونیورسٹیوں کا بل ایوان میں پیش ہوگا تو اس میں بھی پروچانسلر ہوگا ۔ یہ بات میں نے اس لئے کی ہے کہ تمام پاکستان میں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : یہی وجہ ہے کہ سب یونیورسٹیوں کا بیڑہ غرق ہو رہا ہے ۔

وزیر تعلیم : نہیں جناب میں سمجھا تا ہوں کہ کیوں ہم نے یہ کیا ہے اور کیوں وہ بھی اس سے متفق تھے ۔ بات یہ ہے جناب والا میں نے کل بھی عرض کیا تھا اور مجھے جمہوریت کے دلدادہ لوگوں کی باتوں پر حیرانگی ہوتی ہے جو رات دن جمہوریت کی بات کرتے رہتے ہیں ۔ اس ایوان کا ایک رکن ، اس ایوان کا ایک ممبر آپ کے سامنے ہر وقت جواب دہ ہے ۔ آج صبح آپ نے جو پنجاب یونیورسٹی کے متعلق جوابات طلب کئے وہ کس نے جوابات دئیے ۔ آپ مجھے کہتے ہیں کہ آپ یوں کریں کہ فلاں صاحب کو suspend کیا جائے ۔ اگر اس ہاؤس کی بالا دستی نہیں ہوگی یونیورسٹیوں کے اوپر تو کس طرح وہ suspend ہوگا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اگر اس ہاؤس کا ایک رکن اور پنجاب میں اس ہاؤس سے بڑا ادارہ پارلیمنٹ ہے ۔ اسلام آباد میں پارلیمنٹ کے دو ایوان ہیں ۔ اس کے علاوہ پنجاب میں کوئی اور ادارہ نہیں ہو سکتا جو اس ایوان کے تحت نہ ہو ۔ جو اس ایوان سے نگرانی یا راہنمائی نہ حاصل کرے ۔ تو اگر اس ایوان کا ایک رکن جو آپ کے سامنے جواب دہ ہے وہ اگر یونیورسٹی کی راہنمائی کرے اور یونیورسٹی کو اس طرح سے گائیڈ کرے کہ وہ وقت کے تقاضوں کے مطابق چل سکے ۔ تو ایسا کرنے پر اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ سیاسی مداخلت ہے ۔ تو بھئی یہ سیاسی حکومت ہے ۔ میں وزیر تعلیم ہوں یہاں سب وزراء بیٹھے ہیں ۔ یہ معزز اراکین ہیں اور سب لوگ یہاں تشریف رکھتے ہیں ۔ ہم ایک سیاسی موقف لے کر آئے ہیں اور اس میں ہمارا ایک سیاسی موقف کے علاوہ معاشی موقف بھی ہے ۔ ہم محکمہ تعلیم

میں تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں ۔ اور میں نے کل بھی شاید مختصراً عرض کیا تھا کہ ایک زمانہ تھا کہ جب Adam Smith نے ایک بات دی تھی Laissez Faire کی کہ سب ادارے ، سب کاروبار ، سب تجارت اپنے آپ چلتی رہے وہ زمانہ گزر گیا ۔ آج وہ زمانہ ہے اور خصوصاً پسماندہ ممالک میں جو ذرا سے بھی Economic اور Socio Economic نظام کو ٹھیک کرنے کے متعلق کچھ سمجھ رکھتے ہیں وہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ملک کا کوئی ادارہ ہو جو خود بخود چلتا رہے اور حکومت کو یا وہ لوگ جو پارلیمنٹ میں جواب دہ ہیں ۔ اسمبلی میں آپ کے سامنے جواب دہ ہیں ان کو معلوم ہی نہ ہو اور وہ اس کی راہنمائی نہ کر سکیں ۔ تو بنیادی نکتہ جناب والا یہ ہے کہ apologetically میں نہیں کہہ رہا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ عوام نے ہمیں یہاں بھیجا ہے اور اس لیے بھیجا ہے کہ جتنے بھی ادارے پنجاب میں ہیں ان کو ہم عوام کے دیے ہوئے ووٹ ، عوام کے دیے ہوئے پروگرام ۔ عوام کے approve کیے ہوئے منشور کے مطابق چلائیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اس کو اگر آپ سیاسی مداخلت کہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض ہماری نیت پر شبہ ہے ۔ کل کو اگر ہمارے بعد کوئی اور حکومت آ جائے گی تو کیا وہ سیاسی نہیں ہوگی ۔ مجھے اس بات پر حیرانگی ہے کہ اتنی بات میں کیوں نہیں سمجھا سکتا اپنے دوستوں کو کہ جمہوریت کی رات دن رٹ لگائی جاتی ہے ۔ پارلیمانی جمہوریت میں جو ممبر ہوں گے پارلیمنٹ کے وہی وزیر بنیں گے ۔ یا تو پھر آپ یہ واضح طور پر کہہ دیں کہ اس ملک میں آپ سیاستدانوں کی حکومت نہیں چاہتے اور آپ ماہرین کی حکومت چاہتے ہیں ۔ چلیے ٹھیک ہے ۔ میں تو پھر بھی شاید وزیر صحت بن جاؤں یا اور کوئی بڑا عہدہ مجھے مل جائے ۔ یا تو پھر آپ یہ کہہ دیں کہ اس ملک میں آپ سیاستدانوں کی حکومت نہیں دیکھنا چاہتے ۔ ایسے آدمیوں کی حکومت نہیں دیکھنا چاہتے جو عوام کی will کو represent کرتے ہوں ۔ جو عوام کے ووٹ لے کر آئیں ۔ بلکہ اس ایوان میں آپ ایسے لوگ چاہتے ہیں جو ماہرین ہوں اور عوام کی مرضی کو کوئی دخل نہیں ہوگا ۔ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ماہرین کی حکومتیں جہاں بھی دنیا میں قائم کی گئیں انھوں نے بہت سی اصلاحات کرنے کی کوشش کی لیکن عوام نے انھیں کبھی قبول نہیں کیا ۔ فرانس میں تھوڑا ہی عرصہ پہلے جنرل ڈیگال نے جب حکومت سنبھالی تو وہاں پر انھوں نے technocracy کا تجربہ کرنا چاہا جو بالکل فیل ہوا ۔ لوگ اس سے کامیاب نہیں ہوئے ۔ پھر انھوں

نے عام قسم کی ڈیموکریسی شروع کی اور جو شخص پارلیمنٹ کا ممبر ہوتا ہے وہی وزیر بنتا ہے ۔ اس کے علاوہ Presidential Type ہے ۔ یہ simple باتیں مجھے کرنا پڑتی ہیں لیکن یہ بہت ضروری ہیں ۔ Presidential Type میں یہ ہو سکتا ہے کہ گورنر صاحب یا پریذیڈنٹ صاحب کوئی بھی ماہر آدمی لے کر اپنی کابینہ میں رکھ سکتے ہیں ۔ اس کے لئے پارلیمنٹ کا ممبر ہونا ضروری نہیں ہے تو اگر آپ اس بنیادی اصول کو سمجھ جائیں کہ اس ایوان کا جو رکن ہوگا جس کے سپرد آپ محکمہ تعلیم کریں گے وہ محکمہ تعلیم کے کیوں نہ تمام اداروں کو کنٹرول کرے ان کی رہنمائی کرے ان کو پروگرام دے میں کہتا ہوں کہ جب وزیر تعلیم یونیورسٹیوں کی رہنمائی نہیں کرے گا تو کس طرح سے ہم تبدیلی لا سکتے ہیں ۔ اگر ایک پرائمری سکول اس ملک میں کھولتے ہیں تو اس کے لئے بھی affiliation کی ایک شرط ہے ۔ اس پرائمری سکول کو بھی دیکھتے ہیں کہ کتنے ٹیچر ہیں ۔ کتنی کلاسیں ہیں کتنے کمرے ہیں ۔ کیسی playground ہے ۔ پھر اس کے مطابق اجازت دیتے ہیں کہ یہ پرائمری سکول آج سے recognize ہو گیا ۔ رجسٹر ہو گیا ۔ تو یونیورسٹیوں کی جس سے کہ ہم اتنے بڑے ماہر پیدا کریں گے کہ وہ آئندہ ملک میں جا کر بہت سی اصلاحات لائیں گے اور بہت سے انقلابات پیدا کریں گے اور ہمارے لئے زرعی شعبے میں اس ملک کے لئے آسانیاں پیدا کریں گے ہم کس طرح رہنمائی نہیں کریں گے ۔ تو یہ بنیادی نکتہ ہے ۔ جناب والا یہ apologetically نہیں ہے بلکہ ہم عوام کی طرف سے ووٹ لے کر آئے ہیں اور یہاں ہم بیٹھے اسی لیے ہیں اور کل کو اگر ووٹ نہ ملے تو خواہ میں اور بہت سی ڈگریاں لے لوں میں اس ایوان میں نہیں بیٹھ سکتا یا کوئی اور ممبر ڈگریاں حاصل کر کے یا ڈگریوں کے زور سے اس ایوان میں نہیں بیٹھ سکتا ۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ یہ سیاستدانوں کی حکومت ہے ۔ کیوں اس میں ہم شرم کریں کہ ہم یونیورسٹی کی راہ نمائی نہیں کرنا چاہتے یا تو پھر اگر ہم ایگریمنٹ کر لیں کہ یہاں سیاسی حکومت نہیں ہوگی اور technocracy ہوگی تو پھر یہ طعنہ نہیں دیا جا سکتا ۔ ورنہ میں اسے اپنے لئے کوئی طعنہ تصور نہیں کرتا کہ میں سیاستدان ہوں میں یونیورسٹی کی رہنمائی کیوں نہیں کر سکتا ۔ بالکل میں کر سکتا ہوں عوام نے تمام اداروں کو چلانے کے لئے ہمیں اختیار دیا ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

دوسری بات یہ ہے کہ یونیورسٹی کو خود مختار بنانے پر یا یونیورسٹی کی خود مختاری پر پروچانسلر کا کیا اثر ہوگا ۔ جناب والا ۔ اب یونیورسٹی کی جتنی

authorities ہیں مثلاً Appointment committee, Academic body ہے سلیبس بنے گا ۔ امتحان ہیں ۔ کئی اور چیزیں کریں گے ۔ ڈسپلین کمیٹی ہے اور بہت سی کمیٹیاں ہیں کیا کوئی ایسی کمیٹی ہے کہ جس میں میں بیٹھا ہوں یا جس میں کوئی بھی یونیورسٹی سے غیر متعلقہ حضرات بیٹھے ہوں ۔ صرف legislative organ اور exective organ میں اس عوامی ایوان کے کچھ نمائندے بیٹھے ہوں گے ۔ باقی تمام شعبوں میں اپنے کام کرنے میں یونیورسٹی کے لوگ خود اپنے آپ پر حکمرانی کریں گے ۔ اسی طرح سے authorities اس طرح سے constitute کی گئی ہیں کہ large majority ان کی ہے ۔ بلکہ کئی authorities میں تو ہیں ہی صرف ٹیچر ۔

اور پھر اس کے بعد یہ کہا گیا ہے کہ اس کو طلباء اور ٹیچرز نے رد کر دیا ہے ۔ اس سے بڑی غلط بیانی جناب والا نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے کہ میرے سامنے ان سے باتیں ہوئی ہیں ۔ میں یونیورسٹی میں گیا ہوں ۔ میرے پاس بھی وہ تشریف لائے ہیں سب نے قبول کیا ہے جو یہاں اکٹھے بیٹھ کر ہوا ۔ لیکن تاویل دی جاتی ہے کہ اس طرح سے محکمہ تعلیم کی جو بیوروکریسی ہے وہ یونیورسٹی پر حاوی ہو جائے گی ۔ کس طرح سے تاویل دی جاتی ہے کہ جو خط یونیورسٹی سے آئے گا پہلے محکمہ تعلیم کا diarist اس کو کھولے گا ۔enter کرے گا ۔ پھر وہ اسسٹنٹ کے پاس جائے گا پھر وہ سینئر اسسٹنٹ کے پاس جائے گا وہاں سے سیکشن افسر سے ہوکر ڈپٹی سیکرٹری کے پاس پھر سیکرٹری کے پاس اور پھر کہیں جا کر وزیر تعلیم کے پاس ۔ اب یہ تاویل میری سمجھ میں تو نہیں آتی ۔ اب میرے خط ہیں میرا پرائیویٹ سیکرٹری ٹائپ کرتا ہے یا ٹائپسٹ ٹائپ کرتا ہے تو اس میں ہتک کی ایسی کون سی بات ہے آخر یہ لوگ کام کرنے کے لئے ہیں ۔ محکمہ تعلیم کے functionaries ہیں ۔ تو یہ تاویل دینا کہ محکمہ تعلیم کی جو بیوروکریسی ہے اس کا یونیورسٹیوں پر کنٹرول ہو جائے گا قطعاً غلط ہے ۔

جناب والا ۔ پروچانسلر کی پاورز بڑی صاف بڑی واضح لکھی ہوئی ہیں کہ جو چانسلر صاحب پاورز ان کو تفویض کریں ۔ اب صاف ظاہر ہے کہ چانسلر صاحب بہت مشغول ہیں ۔ انہیں اور بھی بہت سے کام ہیں ۔ میں محکمہ تعلیم دن رات چلاتا ہوں میں آپ کا جواب دہ ہوں آپ جب چاہیں مجھے censure کریں میں بھی مختلف کاموں میں ان کی رہنمائی کرتا ہوں ۔ تو کیا اس میں حرج ہے حقیقت میں جس طرح سے

خالد علی جو پنجاب یونیورسٹی کی اکیڈمک سٹاف کے جنرل سیکرٹری ہیں اور یہ بات ریکارڈ میں موجود ہے نے کہا کہ آپ کی بات سننے کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ آپ کو ہی چانسلر ہونا چاہیے تا کہ ہم آپ سے آسانی سے مل سکیں اور اپنے کام کرا سکیں اور یونیورسٹی کا نظام جو ہے وہ آسانی سے چل سکے ۔ تو یہاں جو جمہوریت پسند لوگ ہیں اور جو جمہوریت کی بالا دستی چاہتے ہیں اس ایوان کی بالا دستی چاہتے ہیں وہ اگر کہیں کہ اس ایوان کا رکن کسی ادارے پر کنٹرول نہ کرے تو یہ تو نہایت مضحکہ خیز بات ہے مجھے اس کی سمجھ نہیں آتی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۳ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر ۱ کا لفظ "پروچانسلر" حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ڈاکٹر عبد الخالق صاحب نے اپنی فاضلانہ تقریر میں یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ جمہوریت نہیں چاہتے یا اس ایوان کی بالا دستی نہیں چاہتے یا جو سیاستدانوں کی حکومت نہیں چاہتے ۔ وہ یہ بات کر سکتے ہیں ۔ اگر ان کا روئے سخن ہماری طرف ہے تو ہم نہایت وضاحت سے یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں صرف اور صرف سیاستدانوں کی حکومت چاہتے ہیں اس کے علاوہ ہم کسی اور حکومت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری : نکتہ وضاحت ۔ جناب والا ! انھوں نے ہم پر جمہوریت پسند ہونے کے باوجود جمہوریت کشی کا الزام لگایا ہے ۔ اگر وزیر تعلیم کا تصور جمہوریت اور سیاستدانوں کے متعلق یہی ہو سکتا ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : If you have to make some personal explanation I will provide you an opportunity, but if it is going to be a dialogue on the theory of Government and parliamentary practice, that I cannot permit.

سید قابش الوری : جناب والا ! سیاستدانوں کا حکومت کے متعلق یہ تصور تسلیم کر لیا جائے ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Please, I don't want that dialogue.

سید قابش الوری : جناب والا ! مجھے اجازت دیں ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I don't want a dialogue on the concept of democracy.

مسٹر سپیکر : حاجی سیف اللہ صاحب آپ کی ترمیم نمبر ۴ کس طرح پیش ہو سکتی ہے ۔ جو پہلی ترمیم نمبر ۲ ہے وہ منظور نہیں ہوئی اس میں آپ نے یہ کہا تھا "لائل پور میں" حذف کر دیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ پیش ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بالکل وہی ہے آپ نے اس میں دھرایا ہے کہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر کے ساتھ "لائل پور" کا لفظ نہ لکھا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں بہت فرق ہے ۔ پہلی کا مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹی آف ایگریکلچر جو ہے لائل پور میں قائم ہوگی ۔ یہاں پر یہ ہے ۔

Shall be a body corporate by the name
of the University of Agriculture Lyallpur.

اس میں میں کہتا ہوں یونیورسٹی آف ایگریکلچر ہو ۔ اس سے مختلف ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ساڑھے گیارہ بج گئے ہیں ۔ چائے کا وقفہ ہونا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : دو تین منٹ میں یہ کلاز ہو جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس میں بہت وقت لگے گا ۔

Mr. Speaker : The House is adjourned for tea break. We shall re-assemble at 12-00 noon.

(اسمبلی کی کارروائی وقفہ چائے کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

> That in sub-clause (3) of Clause (3) of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the comma and word, "Lyallpur" occurring in line 2, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the comma and word, "Lyallpur" occuring in line 2, be deleted.

Minister for Education : I oppose Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! اس ضمن میں پہلے بھی بہت کچھ کہا جا چکا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ جب تک ہم یونیورسٹیوں کے لیے جامع قوانین جو تمام صوبے کی یونیورسٹیوں پر لاگو ہوں ، نہ بنائیں گے ، میں سمجھتا ہوں کہ گذشتہ دور کی طرح یہ تاثر لیا جاتا رہے گا کہ حکومت یونیورسٹیوں کے لیے الگ الگ قانون بنا کر اس پر اپنی گرفت کو زیادہ مضبوط کرنا چاہتی ہے ۔ میں اپنی ان گزارشات کو دہرانا نہیں چاہتا ، صرف اتنی استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں اور یہ عین مناسب ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم صرف ایک اور ایک یونیورسٹی مختص کریں بقیہ یونیورسٹیوں کے لیے دائرہ کار بڑھانے کے لیے جامع قانون ہو جو صوبے کی تمام یونیورسٹیوں پر لاگو ہو ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (3) of Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing

Committee on Education, the comma and word, "Lyallpur" occurring in line 2, be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳ بل کا حصہ بنے ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it Sir.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmood : Mr. Speaker, Sir, yesterday while I discussd this Bill as far as its principles were concerned, the Hon'ble Minister gave a very comprehensive and a detailed reply through a very eloquent speech and was full of convictions. As I had no right of reply I could not point out certain matters for.....

مسٹر سپیکر : یہ موقع آپ کو تیسری خواندگی پر مل جائے گا ۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmood : No Sir. I am competent to refresh my memory on.....

Mr. Speaker : I don't know, but you have to confine yourself to the clause.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Yes Sir. I will speak on the clause. Mr. Speaker, please don't anticipate that I will go off because this morning he has been extremely generous in refreshing my memory and I had noted down yesterday. Mr Speaker I know you won't let me speak on the details of Presidential and Parliamentary form of Government which the Minister has referred. Therefore, I won't go into its details. I will only say this much that those reforms are democratic, but under Presidental and Parliamentary form, whether they are Congress or whether they are Provincial Assemblies, I do accept that this assembly is supreme and it has the powers to make laws

and every institution has got to comply with it. But let us not stretch it to an extent that besides our legislative functions we enter into the domain of the executive authority. That is the whole argument. The Hon'ble Minister stretches it a bit further than its real scope. We can make any law we wish, and as the Minister has stated for all institutions whatever they may be ; it doesn't relate to the educational institutions only but to all institutions in the Province, and as he is nodding, he confirms my own conclusion to that effect. Sir, then would this House like that its MPAs should be on the High Court as well, on the Sessions Courts as well, on various other Government Departments also. Our whole objection is one that the parties in power carry their own manifestoes that they can implement through legislative measures and not by directly involving a Minister by putting him as a Pro-Chancellor in a University or another Minister for another Department, over a Board to be headed by the Minister, because that takes away the impartial executive authority of the officers who are not officers meant only for service to the Government. They are government servant but they are servants of the people. And leave apart the minority party, which may sit in the opposition, there is a vast majority of people in Pakistan who do not even participate in politics of the country. They are either in certain professions, they are either in business or they are in some sort of occupation other than politics. So to guarantee that there is a fair-play and justice is being done, certain institutions are guaranteed their independence and allowed executive authority to administer the laws justly and fairly. Therefore, Sir, the argument of the Hon'ble Minister, who accuses us that we don't wish to have the supremacy of this House on various institutions of the Government, is based on certain misconcepts.

Now another very important point about which the Hon'ble Minister has been very emphatic is "technocracy". We had

heard the word "bureaucracy" here. The bureaucracy did exceed its limits not because of politicians but because of those who userped power. We don't go all the way to appreciate that sort of very system. We agree that a Minister belonging to the majority party should see that the bureaucrats, the Government and every body is responsive to public needs, public aspirations, and with dedication and devotion should serve the good cause of the welfare of the people of this country, but when you bring in "technocracy" there I beg to differ because in every sphere, which is technical "technocrats" have to run that machine, have to run that institution. I have never suggested that the "technocrats" should not be voted for in this Assembly nor do I agree with the Hon'ble Minister that the politicians should go and interfere with the implementation of the policy of Government in the executive sector of the technocrats. The Minister has again said that after all there are different tiers of the University in which the Pro-Chancellor finds.....

مسٹر سپیکر : یہ آپ ان کی تقریر کا جواب دے رہے ہیں ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : No Sir, I am opposing this clause.

Mr. Speaker : Let us know what you have to say about this clause.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I am opposing the clause.

Mr. Speaker : But let us know what you have to say about this clause.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, I am opposing the clause and at the same time I am keeping in view the justifications given by the Minister for retaining himself as a Pro-Chancellor. Sir, he said that the Pro-Chancellor.....

Mr. Speaker : His speech is not under discussion.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : No Sir it is not his speech. The question is different.

Mr. Speaker : It is the clause that is before the House and let us address ourselves to this clause.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, the clause contains the Pro-Chancellor and his powers and his authority, and I only.....

Mr. Speaker : I can't permit the discussion of a speech made in another context at a different stage.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Can I say this much that the Pro-Chancellor..... ...

Mr. Speaker : You can criticise the creation of the office of the Pro-Chancellor and also put forth your point of view about the justification in favour of the Pro Chancellor. You can anticipate what any other Member is going to say but a speech which has been made on another occasion cannot be discussed when this clause as such is being discussed.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Right, Sir.

The Pro-Chancellor does not find himself in any other tier of the University's administrative structure except the legislative and the executive. If it would have been only legislative, I may not have any objection but the moment he finds a place in the Executive of the University, then Sir, I feel that the Vice-Chancellor and all the other Heads of Departments are rendered absolutely powerless specially when there is no security of tenure of the officers in the University. How do I accept that the officers will disobey the direction of a Minister and how is it then justified that by the introduction of Pro-Chancellor, a particular point of view of a political party will not injected into the University itself ? It may be their turn today but it may be somebody else's turn tomorrow. We are opposing it on the

basis of a principle that, whosoever may be in majority, politicians should not find place on the University, at all. Therefore, I oppose this clause as a whole.

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا۔ جناب سیکرٹری صاحب سے معلوم ہوا ہے کہ آج جو ترمیمات ضمن ۳ اور ۴ میں آئی ہیں ان کو جناب نے ملاحظہ نہیں فرمایا ہے ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : I could have accepted belated amendments but the clause is being discussed. Therefore, I can't accept them now. Of course, I don't make any hard and fast rules.

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ hard and fast رولز کیا ہیں ۔

مسٹر سپیکر : hard and fast رولز کوئی نہیں ہیں ۔ اگر تو اس کلاز میں کوئی ترمیمات نہ آئی ہوتیں اور آج بھی ترمیم پیش ہو جاتی تو میں منظور کر لیتا ۔ یا حزب اختلاف اور گورنمنٹ ترمیم کے متعلق کوئی سمجھوتہ کر لیتی ۔

Even at the last stage I am willing to accommodate any such move.

چوہدری امان اللہ لک : پھر اس کے لیے وقت تو فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر : وقت تو رولز کے مطابق ہی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : رولز کی interpretation جناب نے خود فرمانی ہے ۔ یہ تو جناب کی discretion ہے ۔

مسٹر سپیکر : رولز میں دو دن کا نوٹس ہونا چاہئے ۔ ۱۶ گھنٹے کا نوٹس نہیں ہونا چاہئے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں گزارش کروں گا کہ آپ نے فیصلہ صحیح فرمایا ہے کہ ترمیم وقت پر نہ آئی ہوں تو آپ اپنی discretion فرما سکتے ہیں لیکن جن لوگوں نے ترامیم بر وقت نہیں دی ہیں ان کے ساتھ آپ اپنی مہربانی فرما دیں کہ اگر وہ بولنا چاہیں تو آپ ان کو اجازت دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی فرق نہیں پڑے گا مگر وہ اس سلسلے میں بول چکے ہیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جو کلاز زیر غور ہے میں سمجھتا ہوں وہ اس تمام یونیورسٹی بل کی روح ہے وہ اس لیے کہ اسی میں کلاز کے ذریعے یونیورسٹی کی تشکیل کی جا رہی ہے کہ یونیورسٹی ہوگی کیا - کن کن افراد - کن کن اداروں - کن کن عہدوں کا مجموعہ یونیورسٹی بنے گی - وہ مجموعہ ، وہ افراد وہ عہدے دار جن کو ہم دیکھتے ہیں جن کا مجموعہ یونیورسٹی نے بننا ہے تو اس میں ایک پروچانسلر کا عہدہ بھی آتا ہے -

جناب والا ! اس وقت تک میں نہیں سمجھ سکا کہ اگر پروچانسلر کا عہدہ اس میں سے حذف کر دیا جائے - اگر پروچانسلر یونیورسٹی کا حصہ نہ ہی سمجھا جائے اگر اسے یونیورسٹی کے مجموعہ میں شامل نہ کیا جائے پھر State within a State یونیورسٹی بن جائے گی - بہرحال یہ منطق میری سمجھ میں نہیں آ سکی اور نہ ہی یہ کبھی ہوا کرتا ہے کہ ایک ادارہ جس کو وضع کردہ قانون کے ذریعہ سے معرض وجود میں لایا گیا ہو - وہ معرض وجود میں آنے کے بعد اس کے اختیار سے نکل جائے -

جناب والا - یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ اگر پروچانسلر کا عہدہ نہ رکھا جائے تو ہم یونیورسٹی کے کسی معاملہ میں دخل نہیں دے سکتے - اگر پروچانسلر نہ ہو تو ہمیں اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہو سکتا - شائد وہ یہ بھول گئے ہوں کہ یہ یونیورسٹی اسی ہی اسمبلی کے ایک منظور شدہ قانون کے ذریعہ معرض وجود میں آ رہی ہے اور یہ یونیورسٹی جس کے چانسلر جناب گورنر صاحب ہیں اور یہ گورنمنٹ جو ہوتی ہے - that is with the name of the Governor جب گورنر اس کا چانسلر بن گیا اور یونیورسٹی اس قانون کے ذریعہ سے بن گئی تو کوئی بھی دنیا کا ایسا precedent کوئی بھی دنیا کی ایسی مثال - کوئی بھی دنیا کا ایسا ضابطہ نہیں ہے کہ وہ اس ادارے کو جس کے بنائے ہوئے قانون سے وہ ادارہ معرض وجود میں آیا اسے باز پرس سے الگ رکھے -

جناب والا ! محض اس لئے پروچانسر کا عہدہ create کیا جا رہا ہے کہ اس میں سیاسی عمل دخل ہو - جہاں تک اس کے حالات معلوم کرنے یا یونیورسٹی

معاملات کے بارے میں اس ایوان کو سوال کرنے اور اس کی کارکردگی کو زیر بحث لانے کا تعلق ہے ۔ میں یہ بھی جناب وزیر تعلیم کی معلومات کے لیے وضاحت کر دوں کہ جناب گورنر صاحب اس ایوان کے ممبر نہیں ہوا کرتے مگر قانون ۔ ضابطہ اور آئین یہ اجازت دیتا ہے کہ گورنر صاحب کے ان اقدامات جو بحیثیت گورنر کے وہ کریں ۔ اور احکامات جو انھوں نے اپنی گورنروں کی حیثیت میں صادر کئے ہوں باوجود ممبر نہ ہونے کے اس ایوان میں زیر بحث لائے جا سکتے ہیں ۔ ان کے متعلق سوالات کئے جا سکتے ہیں اور معلومات فراہم کی جا سکتی ہیں ۔ یہ کس طرح کہا جا رہا ہے کہ اگر پروچانسلر کا عہدہ نہ ہو اور اگر اس پر تقرری کسی سیاستدان کی نہ ہو تو پھر ہمارا یونیورسٹی سے عمل دخل ختم ہو جائے گا ۔ یہ چیز سمجھنے کے قابل نہیں ہے کہ جب اس یونیورسٹی میں وائس چانسلر موجود ہے اور وائس چانسلر جس کا جناب چانسلر نے تقرر کرنا ہے ۔ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ موجود ہے جس کا بیشتر حصہ ملازمان سرکار پر مشتمل ہے ۔ اس کی سینٹ موجود ہے جس کا بیشتر حصہ ملازمین کے دار و مدار پر ہے ۔ اکیڈیمک کونسل موجود ہے جس کے تمام کے تمام ممبر ملازمین ہیں اتنی بڑی فوج ظفر موج حکومت کی ہوتے ہوئے پھر بھی ہم کہیں کہ پروچانسلر کا عہدہ ہو اور اگر جناب وزیر متعلقہ اس کے پروچانسلر نہ ہوں تو وہ یونیورسٹی بیکار ہو جائے گی ۔ یہ ایوان اس سے باز پرس نہیں کر سکے گا ۔ وہ ایوان کی حدود سے باہر ہو جائے گی ۔ بہرحال ہمیں یہ چیز ۔ یہ منطق سمجھ میں نہیں آ سکتی اس کے ساتھ ساتھ مجھے تسلیم ہے کہ ایک یونیورسٹی بل منظور ہو چکا ہے جس میں پروچانسلر کا عہدہ create کر چکے ہیں مگر انھوں نے اس چیز کا خیال نہیں رکھا کہ وہ ایک اکیڈیمک یونیورسٹی ہے جس میں ٹیکنیکل کا بہت کم دخل تھا تو یہ ایک ٹیکنیکل ایگریکلچرل یونیورسٹی ہے جس کا میجر پورشن ٹیکنیکل انسٹیٹیوشن پر دار و مدار ہے جس میں ریسرچ ہوتی ہے ۔ جس کا تمام کا تمام عملہ ٹیکنیکل ہوتا ہے اور اکیڈیمک کا حصہ کم ہوا کرتا ہے اس کا اگر یہ پروچانسلر ہو جو میں سمجھتا ہوں کہ کسی حالت میں بھی ٹیکنیکل نہیں ہے کسی حالت میں وہ اس کی assistance نہیں کر سکتا کسی حالت میں بھی وہ اس کے لئے فائدہ مند اور سود مند نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ ہم ایسا تاثر create کر دیں کہ حکومت اسے پوری اپنی گرفت میں لینا چاہتی ہے اس سے وہ مقصد حل نہیں ہوتا ۔

جناب والا ! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر پروچانسلر کا تقرر ضروری ہے تو یونیورسٹی کا وہ مقصد اور مفہوم جس کے تابع آزاد ممالک میں یونیورسٹیاں قائم ہوتی ہیں وہ ختم ہو جائے گا جب کہ ہم آگے پروچانسلر کی تشریح کر چکے ہیں ۔ پروچانسلر کے عہدے کو define کر چکے ہیں کہ وہ منسٹر اجوکیشن ہوگا ۔ ان حالات میں میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یونیورسٹی کی constitution تک غلط ہوگی ۔ یونیورسٹی کی consititution کا motive تک صحیح نہیں ہوگا ۔ یونیورسٹی create کی جا رہی ہے جس کے تحت وہ اس اغراض و مقاصد کی صریحاً نفی ہے جو ہم نے اس بل کو بنانے کے لیے اس ہاؤس میں پیش کئے ہیں ۔ میں گزارش کروں گا کہ یہ کلاز بھی اس سارے بل کو پاس کرنے میں منفی کردار ادا کر رہی ہے اس لئے میں اس کی پر زور مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ بل کی کلاز ۳ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴ ایوان میں زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان آپ اپنی ترمیم پیش کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴ حذف کر دی جائے ۔

جناب والا ! ضمن ۳ میں ہم نے یونیورسٹی کا قیام تسلیم کر لیا ہے اس لیے یہ ضمن ۴ جو اختیارات کے بارے میں ہے میں سمجھتا ہوں یہ صحیح نہیں رہی اس لئے میں اپنا حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے اس واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴ کے پیرا(ی) کی سطر ۶ کے الفاظ "کو" اور "یونیورسٹی" کے درمیان الفاظ "مجوزہ طریق پر" ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (j) of clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "accept" and "the" occurring in line 1, the words "in the prescribed manner" be inserted".

Minister for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : Next amendment.

Sadar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I move :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "acceptance" and "semi-colon", at the end, the words "in such manner as may be prescribed" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "acceptance" and "semi-colon" at the end, the words "in such manner as may be prescribed" be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

میاں خورشید انور : جناب والا ! یہ کلازیں ایسے امتحانات جو یونیورسٹی کے طلبا میں دیگر یونیورسٹیوں یا درسگاہوں سے متعلق ہوں ان کی درسگاہوں میں ایسے امتحانات کے عرصہ تعلیم کا متعین کرنا ہے ۔ تو اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی کراچی سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کرتا ہے یا ایگریکلچر کا ایم ایس سی کرتا ہے تو ایک دفعہ تو یونیورسٹی اس کی ڈگری کو تسلیم کر لیتی ہے ۔ اگر ۲ سال کے بعد وہی امتحان وہاں سے پاس کرتا ہے تو یونیورسٹی اس کی ڈگری کو تسلیم کرنے سے انکار کر سکے گی ۔ اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ ایک مجوزہ طریقہ کار کا لفظ شامل کیا جائے تا کہ طریقہ ایک دفعہ طے کر لیا جائے اور اس کو بار بار تبدیل نہیں کرنا پڑے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! یہ ترمیم اس لحاظ سے نہایت ضروری ہے کہ اس میں آزادانہ طور پر کسی کی اپنی ذاتی رائے کسی کی اپنی ذاتی مرضی کا عمل دخل نہیں ہے بلکہ اس کے لیے یہ کہا گیا ہے کہ باقاعدہ طریقہ کار بنایا جائے اور اس کے لئے قاعدے اور قواعد مرتب کئے جائیں تا کہ ان کے تحت ڈگری کی قبولیت ہو سکے اور اگر اس کو واپس لینا پڑے تو ان قواعد کے ماتحت واپس لیا جائے تا کہ کسی قسم کی دھاندلی بازی کسی قسم کی ذاتی پسند یا نا پسند امر میں عمل پیرا نہ ہو اور قواعد کے مطابق منظوری یا اس کا واپس لیا جانا عمل میں آ سکے اور یہ سب چیز ان قواعد کے مطابق ہو ۔ اس لیے میں نے یہ ترمیم دی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ یہ نہایت ہی معصوم قسم کی ترمیم ہے اور میں یہ بھی امید کرتا ہوں کہ فاضل وزیر تعلیم صاحب اس کو قبول فرما لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

> That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "accept" and "the" occurring in line 1, the words "in the prescribed manner" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> That in para (j) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "acceptance" and "semi-colon" at the end, the words "in such manner as may be prescribed" is inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اگلی ترمیم ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں : کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴ کے پیرا (ل) کی سطر ۳ کے الفاظ "یا اور کوئی" کے درمیان لفظ "ان جیسی" ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : دستی صاحب کی ترمیم بھی بالکل یہی ہے ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! اس ترمیم کا مقصد یہی ہے کہ قابلیت اور عہدے کے مطابق یہ آسامیاں پیدا کی جائیں ۔ اس لئے اس کی اگر تھوڑی سی ترمیم کر دی جائے تو آئندہ کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ پیچیدگیاں پیدا نہیں ہوں گی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ۔ یہ ترمیم اس لیے دی گئی ہے کہ کوئی گنجائش کسی کے لیے بطور رشوت استعمال کرنے کے یا بطور favour کرنے کے استعمال نہ ہو سکے اسی لئے "similar" کا لفظ جو ہے وہ اس میں بڑھایا گیا ہے تاکہ یہ بالکل آزادانہ اور unfettered قسم کی discretion یہاں نہ ہو کہ کسی آدمی کو چاہے وہ اہل ہے یا نااہل ہے کسی بہانے سے اس کو favour کرنے کے لئے یا اس کو تنخواہ دار ملازم رکھنے کے لئے اس کو یہاں لگا دیا جائے ۔ تو یہ any other post کے الفاظ غیر واضح ہیں تو اس سے یہ ترشح ہوتا

ہے کہ کسی وقت بھی کوئی ناجائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور کسی وقت بلا وجہ favour کی جا سکتی ہے ۔ اس لئے میں نے عرض کیا کہ یہ ترمیم اس لحاظ سے نہایت ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴ کے پیرا (ل) کی سطر ۳ کے الفاظ "یا اور کوئی" کے درمیان لفظ "ان جیسی" ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک آپ کی ترمیم پیرا (اے) میں ہے اس کو پہلے آ جانا چاہئے تھا ۔ اب آپ اس کو پیش کریں ۔

Chaudhri Amanullah Lak : Sir, I move this amendment :

> That in para (a) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the comma and the word "and" occuring in lines 2—3, the words and comma "Gardening. research in Animal Husbandry" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (a) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the comma and the word "and" occurring in lines 2—3, the words and comma "Gardening, research in Animal Husbandry" be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں کوئی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنا چاہتا صرف میری یہ تجویز تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے بالکل اپنے کان بند کر لئے ہیں اور جب یہ سنتے ہیں تو ہم محسوس کرتے ہیں جیسے یہ ہماری بات کو appreciate کر رہے ہیں لیکن بعد میں خاموشی کے ساتھ اس کی تردید کر دیتے ہیں - یونیورسٹی کا نظام جیسا کہ میں نے کہا ہے زراعتی ہے - اس میں کئی قسم کے شعبے ہیں Humanities ہیں اور sections دئے گئے ہیں جن کے اوپر ہماری یونیورسٹی کا دائرہ کار base کر رہا ہے - اس میں لازمی ملازمتیں ہیں ہر قسم کی چیزیں ہیں آگے چل کر ریسرچ ہوتی ہے اور یہ انصاف کا تقاضا ہے - اس لئے میں نے اپنی ترمیم میں صرف دو الفاظ کا تقاضا کیا ہے - ڈاکٹر صاحب جن کی طبیعت نیک ہے ان سے توقع کرتا ہوں کہ وہ وسعت قلب سے کام لیتے ہوئے اگر یونیورسٹی کے دائرہ کار کو تھوڑا وسیع کر دیں - تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں نقصان نہیں ہوگا ماسوائے ضد کے جو کہ ہمیشہ وہ کرتے ہیں - تو ان الفاظ کے ساتھ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> That in para (a) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the comma and the word "and" occurring in lines 2—3, the words and comma "Gardening, research in Animal Husbandry" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

Mr. Speaker : Next amendment.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I move :

> That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in lines 4—5, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in lines 4—5, be deleted.

Minister for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : Please move your next amendment.
Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I move.

> That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in lines 4—5, the words "or such other learned persons of repute as it may deem fit" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in lines 4—5, the words "or such other learned persons of repute as it may deem fit" be substituted.

Minister for Education : I oppose Sir.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا سب کلاز ۴ (این) میں لکھا ہوا ہے کہ۔

> to recognise selected members of the teaching staff of affiliated colleges and colleges or educational institutions admit-

ted to the privileges of the University or such other persons as it may deem fit as University Teachers.

تو یہ ترمیم جو ہے اس مقصد کے لیے ہے کہ (unfertered discretion) غیر محدود discretion جو ہے یہ نہیں ہونی چاہیے کہ کئی قسم کے کوئی اشخاص جن کو وہ مناسب سمجھے یونیورسٹی ٹیچر لگا دیں ۔ تو اس لیے میں نے یہ ترمیم دی ہے کہ یہ delete کر کے اس کی بجائے یہ الفاظ ثبت کئے جائیں ۔

or such other learned persons of repute as it may deem fit.

تاکہ ان کی علمی قابلیت اور عملی اہمیت جو ہے وہ مستند طور پر ہو اور اس کی گارنٹی اس قانون میں ہوتا کہ جو غیر محدود discretion کے ذریعے favouritism چلی ہے وہ نہ رہے ۔ اس لئے میں نے یہ ترمیم دی ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in lines 4—5, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (n) of Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "or such other persons as it may deem fit" occurring in lines 4—5, the words "or such other learned persons of repute as it may deem fit" be substituted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۵)

مسٹر سپیکر : اب بل کی ضمن ۵ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۵ حذف کر دی جائے -

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : I oppose Sir.

پوائنٹ آف آرڈر

کلاز کو حذف کرنے کی ترمیم سے متعلق

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Point of order. Sir, I refer you to Mays Parilamentary Practice, page 531 para 6, (1950 Edition). It reads—

(6) An amendment to leave out a Clause is not in order, as the proper course is to vote against the clause standing part of the Bill. Consequently, it is out of order to

propose to leave out the only effective words of a clause, or the words upon which the rest of the clause is dependent, or to offer any other amendment which is equivalent to a direct negative of the clause.

Mr. Speaker, Sir, according to this authentic version of the Mays Patliamentary procedure, I would like to draw your attention to the fact that an amendment to leave out a clause or an amendment to delete a clause is out of order and, therefore, it cannot be considered.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! ویسے understood بھی ہے -

مسٹر سپیکر : اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ کسی نے move کر دیا اور آپ نے oppose نہیں کیا تو پاس ہو گیا - پاس پھر بھی ووٹوں سے ہی ہوگا -

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Although, rule 169 is applicable to this amendment as it negatives the very clause but I have not taken that issue. My objection is that an amendment to leave out a clause is not in order. Any amendment which is moved that a clause should be deleted is totally out of order and it cannot be considered.

Mr. Speaker Sir, I have been observing that in all the previous bills nearly 200 amendments were moved in each and every bill that was presented in the House. It is very sad to notice that nearly 80% of such amendments, moved by Haji Sahib, merely said that the concerned clauses should be deleted. We are fed up of such irrelevant amendments. I would rather like to put an end to such practice. I would therefore request a ruling on this authentic version of the Mays Parliamentary practice,

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جواب میں نے دینا ہے ۔

جناب والا ! انہیں شاید علم نہیں ہے کہ اس ضمن کی deletion بل کی کسی ضمن کی negation نہیں کرتی ۔ جو ہم پاس کر چکے ہیں صرف اس ضمن کے لئے ہے جس کا حوالہ انہوں نے میز پارلیمنٹری پریکٹس سے دیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو وہی بات ہے جو میں نے آپ سے پہلے پوچھ لی تھی ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : According to Mays Parliamentary Practice as I have already quoted, an amendment to leave at a clause or an amendment to delete a clause is out of order.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کاش کہ وہ اس سلسلے میں اسی صبر کا مظاہرہ کرتیں جس طرح پہلے کرتی آئی ہیں ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے Mays parliamentary practices پڑھا تو ضرور ہے مگر اس سلسلے میں انہوں نے نہیں سمجھا ۔

Mr. Speaker : There is a precedent as well. I quote you National Assembly Debates, Volume 1. No. 24, dated 11th July, 1962, Pages 1319—23—25 :—

> We take up clause 2 now. There are several amendments regarding clause 2. I would like to settle one point. First of all one amendment seeks to delete clause 2 altogether: There are similar amendments like this about other clauses. Strictly speaking motions like this are not amendments because these motions are direct negation of the proposition itself. Therefore, it is no amendment. But these Members who have given notices of such amendments can certainly oppose the Clause and that comes to the same thing as deleting the whole clause,

What is the para that you have cited ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Para 6, page 531 of the Mays Parliamentary practice.

an amendment to leave out a clause is not in order.
It is absolutely crystal clear.

حاجی محمد سیف اللہ خان : اس ضمن میں جناب والا عرض کروں کہ یہ ۷۴ میں نے تفصیلاً پڑھی ہے اس کی کارروائی بھی نکلوا کر پڑھی ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : آپ فضول قسم کی ترامیم بنا کر دے دیتے ہیں ۔

Mr. Speaker : No cross talk please.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں نے اس کو پورا پڑھنے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ جو بل کی نفی کرتی ہو وہ negative یا اس کلاز کی جو پہلے پاس ہو چکی ہو وہ حذف نہیں کر سکتے ۔ اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ جب بھی کسی سابقہ پاس کردہ کلاز کی نفی ہوتی ہو تو میں خود واپس لے لیتا ہوں اسی طرح میں نے کلاز چار پر کہا ہے ۔ کلاز پانچ independent کلاز ہے جو کہ repetition ہے ۔ سابقہ پاس کردہ کلاز کی اس سے کوئی کلاز نفی نہیں ہوتی ۔ اس لئے میں نے اس کی negation کی ہے ۔ یہ کہ سابقہ پاس کردہ کلاز کو negative کرتی ہے ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir the honourable member is not relevant.

Mr. Speaker : I don't want this cross talk. Will the Hon'ble member please resume her seat ? I have read it and it has been fully discussed in May's Parliamentary Practice that an amendment by way of deletion can be made, unless it renders the Bill ineffective.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : I would like to make it more clear.

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اس سلسلے میں حاجی صاحب نے یہ کہا ہے کہ وہ بل کی negation کرتی ہے حالانکہ جو کلاز زیر بحث ہے ۔ وہ

jurisdisction of the university سے متعلق ہے ۔ اگر اس کلاز کو حذف کر دیں تو یہ negation ہے جناب والا چونکہ jurisdisction ہوگی ۔

Mr. Speaker : This is what I pointed out to him. He said no, and he can explain that.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں ثابت کر سکتا ہوں ۔

Mr. Speaker : No, I have not given the ruling. I have said that this is an important motion that is why I am trying to verify it.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir this further says, consequently it is out of order.

Mr. Speaker . What is the chapter to which you are referring ?

Bagum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, Page 531 "Admissibility of amendments".

Mr. Speaker : I have the 1964th Edition.

(At this stage reference quoted by Begum Rehana Sarwar was shown to Mr. Speaker by herself).

Mr. Speaker : For the time being, we take up the next amendment. Yes, Mian Khurshid Anwar.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, then what about the ruling ?

Mr. Speaker : I will give my ruling.

مسودہ قانون

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء
(بحث جاری)

میاں خورشید انور : میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ

برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۵ کی تحتی ضمن (۱) کا جملہ شرطیہ حذف کر دیا جائے۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Commmittee on Education, the colon appearing at the end of line 7, be replaced by a full-stop and the Proviso appearing thereafter be deleted.

Mian Manzoor Ahmad Mohal : I oppose it, Sir.

میاں خورشید انور : جناب والا ! ایک طرف تو وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ یونیورسٹی کو خود مختار ادارہ بنا رہے ہیں دوسری طرف ٹیکنیکل کاموں پر بھی پابندیاں لگائی جا رہی ہیں اس کلاز میں کہا گیا ہے :

> کہ قانون ہذا کے تحت یا اس کے ذریعے مفوضہ اختیارات کو یونیورسٹی اپنی علاقائی حدود میں نیز ان اداروں کے بارے میں بروئے کار لائے گی ۔ جو قانون ہذا کے نفاذ سے فوراً قبل مغربی پاکستان زرعی یونیورسٹی لائل پور جیسا کہ اسے ہنگامی قانون "زرعی یونیورسٹی" مغربی پاکستان مجریہ ۱۹۶۱ کے تحت تشکیل کیا گیا کے دائرہ اختیار میں تھے ۔ مگر شرط یہ ہے کہ حکومت یونیورسٹی کے مشورہ سے عام یا خاص حکم کے ذریعے علاقائی حدود اور اداروں کے بارے میں یونیورسٹی کے مذکورہ بالا اختیارات کی حدود اور وسعت میں ردو بدل کرنے کی مجاز ہوگی ۔

جناب والا ۔ اس پابندی سے قطعاً اسمبلی کی خود مختاری مجروح ہوتی ہے اس لیے میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس معمولی ترمیم کو منظور کر لیں ۔ میرے خیال میں وزیر صاحب کی جگہ پر وزیر قانون صاحب بیٹھے ہیں ۔ وہ یہ التماس منظور کر لیں ۔ اور یہ معمولی سی پابندی اٹھا لیں اس میں ان

کا کوئی نقصان نہیں ۔ اور ان کا یہ دعویٰ ہے کہ اس کو بڑا ذمہ دار بنا رہے ہیں اس کی ضروری تائید ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۵ کی تحتی ضمن (۱) کا جملہ شرطیہ حذف کر دیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

Mr. Speaker : Now I take up No. 10. Yes Makhdoomzada Sahib.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir I move :

> That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Government" occurring in line 1, the word "Governor" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in the Proviso to sub-clanse (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Commitee on Education, for the word "Government" occarring in line 1, the word "Governor" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

سید تابش الوری : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۵ کی تحتی ضمن (۱) کے جملہ شرطیہ کی سطر ۲ کے الفاظ کے

مشورہ سے "کی بجائے الفاظ" کی منظوری سے ثبت کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "in consultation with", occurring in lines 1-2, the words "with opproval of", be substituted.

Minister for Education : Opposed.

سید تابش الوری : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۵ کی ذیلی ضمن (۳) کی سطر ۶ کے لفظ "حکومت" کی بجائے لفظ "سینیٹ" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion moved is.

> That in sub-clause (3) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Government" occurring in line 6, the word "Senate", be substituted.

وزیر تعلیم : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I think this is a strange anomaly in the clause under discussion because throughout the Governor is supposed to be the Chancellor of the University and, as I have mentioned earlier, there seems to be a good deal of contradication from one sub-clause to another. Now as far as the territorial limits, its change, affiliations, etc and the

extension of the limits is concerned, instead of leaving the power to the Chancellor, who is also the Head of the Government; the Head of the Government is now being subordinated to the Government for the purposes of education, the Education Minister is really the Government as far as this Department is concerned. He also has taken the powers as Pro-Chancellor which vested in the Chancellor, who is superior and is senior to him, but is to act now only on the advice given by him. But this is a mandatory provision whereby he derives all that authority which should really have vested in the Chancellor himself. The Chancellor being the Governor, I feel, that the Education Minister should accept this amendment because in any case the Governor will be aided and advised by the Minister-in-Charge both as Minister-in-Charge of Education and as Pro Chancellor of the University. I don't think it is appropriate to put here the word "Government". It is reversing the whole process and I do expect that in place of the word "Government" in this proviso, the word "Governor" will be substituted.

سید تابش الوری : جناب والا ! میری پہلی ترمیم ضمن ۵ کی تحتی ضمن (۱) کے جملہ شرطیہ سے متعلق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "مگر شرط یہ ہے کہ حکومت یونیورسٹی کے مشورے سے عام یا خاص حکم کے ذریعے علاقائی حدود اور اداروں کے بارے میں یونیورسٹی کے مذکورہ بالا اختیارات کی حدود اور وسعت میں رد و بدل کرنے کی مجاز ہوگی ۔"

جناب والا ! میری ترمیم یہ ہے کہ یہاں "حکومت یونیورسٹی کے مشورے سے" کی بجائے "حکومت یونیورسٹی کی منظوری سے" کر دیا جائے ۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر ہم یونیورسٹی کو کوئی با اختیار ادارہ سمجھتے ہیں تو اس کی علاقائی حدود اور اس کے اختیارات کی حدود اور وسعت میں رد و بدل کا اختیارات بھی یقیناً یونیورسٹی کو ہونا چاہیے ۔ یونیورسٹی میں جو لوگ اپنی مہارت کی وجہ سے یا اپنے تجربے کی وجہ سے موجود ہوں وہی صحیح فیصلہ کر سکتے ہیں کہ ان حدود میں کس حد تک تبدیلی ہونی چاہیے اور اس کے اختیارات میں رد و بدل کی صورت کیا

متعین کرنی چاہیے ۔ جناب والا ! اگر یہاں صرف "حکومت یونیورسٹی کے مشورے سے" کے الفاظ باقی رہے تو اس کا نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ یہ مشورہ برائے نام رہ جائے گا ۔ حقیقت میں یہ اختیار صرف حکومت کے پاس مختص رہے گا حالانکہ یہ اس قسم کا اختیار ہے جس کو حقیقتاً یونیورسٹی کے پاس ہی رہنا چاہیے ۔ میری یہ ترمیم نہایت سادہ ہے اور بڑی با معنی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر ہم واقعی اس یونیورسٹی کو ابتدائیہ کے مطابق با اختیار بنانا چاہتے ہیں تو یہ وہ ضمن ہے جس میں یقینی طور پر اس ترمیم کے مطابق یونیورسٹی ہی کو منظوری کا اختیار دیا جانا چاہیے ۔ مگر یہ ممکن ہے کہ بعض لوگ اپنے مخصوص مفادات کے تحت یونیورسٹی پر ایسے اداروں اور ایسے اختیارات کا بوجھ ڈال دیں گے جو اس کے لیے کسی طرح بھی مناسب نہ ہو ۔

میری دوسری ترمیم اس ضمن کے تحتی ضمن (۳) سے متعلق ہے جس میں کہا گیا ہے کہ :

> یونیورسٹی مجوزہ شرائط کے تحت کسی ایسے ادارہ کو اپنے مراعات دے سکتی ہے جو پاکستان میں یا پاکستان سے باہر واقع کسی دیگر جامعہ کے علاقائی حدود میں واقع ہو بشرطیکہ ایسی جامعہ کی رضامندی اور حکومت کی منظوری پہلے حاصل کر لی جائے ۔

میری اس ترمیم کے مطابق یہاں حکومت کی بجائے سینیٹ کی منظوری پہلے حاصل کی جائے کے الفاظ ہونے چاہئیں ۔ میری اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس سلسلے میں اگر کسی قسم کی بھی مراعات یونیورسٹی کی طرف سے کسی دوسرے تعلیمی ادارے کو دی جاتی ہیں یا دوسرے تعلیمی ادارے جو اس کی تعلیمی حدود میں واقع ہیں ان کو کسی استحقاق کا مستحق سمجھا جاتا ہے تو یونیورسٹی کی سینیٹ ہی اس سلسلے میں صحیح ادارہ ہو سکتی ہے ۔ اور سب معاملات طے کرنے کے لیے صرف سینیٹ ہی وہ ادارہ ہے جس میں ماہرین تعلیم اور یونیورسٹی کے ارباب اقتدار موجود ہوں گے بلکہ اس ایوان کے نمائندگان بھی وہاں موجود ہوں گے اور اس طرح سے وہاں پروچانسلر اور چانسلر کی موجودگی میں نہ صرف یہ کہ حکومت بھی نمائندگی حاصل کر لے گی بلکہ اس ایوان کے نمائندوں کے ذریعے رائے عامہ کو جو حق ہے اس کا

بھی صحیح استعمال ہو سکے گا ۔ لہٰذا میری ترمیم نہایت سادہ اور با معنی ہے کہ حکومت کی بجائے یہاں سینیٹ کا لفظ ثبت کر دیا جائے تا کہ اس سلسلے میں جو الجھنیں اور مشکلات پیدا ہوں ان کو سینیٹ کے ذریعے سے حل کیا جا سکے ۔

Mr. Speaker : The sitting will continue upto 1. 45 p.m.

سید تابش الوری : جناب والا ! سینیٹ یونیورسٹی کا ایک سب سے با اختیار ادارہ قرار دیا گیا ہے لیکن یہ صرف لفظی دعویٰ ہے حقیقتاً سینیٹ کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے جو یونیورسٹی کے معاملات کے سلسلے میں نہایت بنیادی اور انفرادی اہمیت رکھتی ہے ۔ اس لئے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم سے سینیٹ کو بھی یہ اختیار ہو جائے گا اور اس طرح سے سینیٹ اپنے اختیارات کی حیثیت سے زیادہ مؤثر اور فعال ہو سکے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ دونوں ترمیمیں منظور کر لی جائیں، تو نہ صرف یہ کہ یونیورسٹی زیادہ خود مختار اور فعال ہو سکے گی بلکہ یہ جو الزام ہے کہ اس سلسلے میں سینیٹ اور دوسرے اداروں کو اختیار نہیں دیے گئے اور وہ اختیارات بھی حکومت نے سلب کر لیے ہیں تو یہ الزام بھی آئندہ اس پر عائد نہیں ہوگا ۔ اس لیے میں آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ ان سادہ ترمیموں کو منظور کر کے اس بل کو زیادہ قابل قبول اور زیادہ مؤثر بنایا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں موجودہ ارباب اقتدار کی اس مہارت کا اعتراف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جس مہارت سے وہ ایک دفعہ procedure طے کر کے ، اختیارات دے کر اور پھر نہایت ہی چابک دستی سے اس کو واپس لے لیتی ہے ۔ یہ پہلی دفعہ نہیں ہو رہا جناب والا ۔ جو بھی ایک ، جو بھی بل اس حکومت کی طرف سے پیش ہوا ہے اس میں ہمیشہ یہی ہوتا رہا ہے کہ وہ ایک procedure طے کرتے آتے ہیں ، اختیارات دیتے آتے ہیں ، جس طرح سے انھوں نے Land Acquisition Bill میں کیا تھا کہ سات دن کا نوٹس ہوگا ، دس دن کا نوٹس ہوگا ، اس طرح سے ہوگا ، اس طرح سے ہوگا ، اور آگے جا کے ایک ایسی کلاز رکھی جس میں تمام اختیارات ، تمام procedure ، سلب کر کے چوبیس گھنٹے کے اندر اسے حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ یہی عمل جناب والا ! اس میں کیا جا رہا ہے کہ ایک

دفعہ کلاز ۴ میں جو ہم پہلے پاس کر چکے ہیں ، یونیورسٹی کی پاورز define کی ہیں ، اس کو اختیارات دیے ہیں اور ہمیں خوشی حاصل ہوئی ہے کہ اختیارات کے لحاظ سے یونیورسٹی کو قریباً قریباً خود مختار بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے ، مگر افسوس یہ ہے جناب والا ! جب ہم کلاز ۵ پہ پہنچے ہیں تو اس میں ایک ایسی proviso لگا دی گئی ہے جس سے وہ تمام اختیارات سلب کر لیے ہیں جو یونیورسٹی کی jurisdiction ختم کر سکتی ہے ، اس کی powers ختم کر سکتی ہے ، اس کے تمام تر اختیارات سلب کر سکتی ہے ، اس میں ایک شق ، ایک لفظ رکھ دیا ہے کیونکہ ممکن ہے اس بارے میں اعتراض کیا گیا یا احتجاج کیا گیا تو آپ وہ تمام powers جو آپ نے کلاز ۴ میں دی ہیں ، کلاز ۵ میں سلب کر دی ہیں تو اس میں ایک خوش نما لفظ لکھ دیا ہے : "In consultation with the University" اور مجھے یقین ہے کہ میرے فاضل وزیر تعلیم سب سے زیادہ زور اس چیز پر دیں گے کہ جناب ہم نے تو consultation کا لفظ اس میں لکھ دیا ہے ۔ خود بخود تو کوئی اختیار حاصل نہیں کریں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس اور بالخصوص جناب والا یہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ consultation اور consent میں کتنا بڑا فرق ہے اگر وہ اس میں in consultation کے بجائے with the consent of the University کر دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا تھا ۔ consultation تو یہ ہے کہ آپ صرف انہیں اطلاع دے دیں کہ ہم یہ کچھ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں ۔ اس کے بعد ان کی کسی قسم کی رائے کی یا منظوری کی ضرورت نہیں ۔ وہ گورنمنٹ کو قطعاً پابند نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی قسم کی legal binding گورنمنٹ پہ آتی ہے ۔ انہیں صرف ایک اطلاع دیتی ہے ، consult کرنا ہے کہ ہماری منشا اور ہمارا مزاج یہ چاہتا ہے کہ ہم فلاں ادارے کو آپ سے ہٹا دیں ۔ فلاں جگہ آپ کی jurisdiction گھٹا دیں ، فلاں پاورز آپ کی سلب کر دیں ، فلاں ادارہ آپ کے ساتھ شامل کر دیں اور یونیورسٹی لاکھ چیختی رہے ، چلاتی رہے وہ احتجاج کرتی رہے ، حکومت اس کی پابند نہیں ہے کہ وہ یونیورسٹی کی خواہشات کا احترام کرے ۔ یہ ایک proviso ایسی لگا دی گئی ہے جس میں میں سمجھتا ہوں انہوں نے وہ تمام تر پاورز جو کلاز چار میں یونیورسٹی کو دی ہیں ، ان کو سلب کرنے کا ذریعہ حاصل کر لیا ہے ۔ جناب والا !

میں پوچھتا ہوں کہ اس provise کے لگانے کی ضرورت کیا ہے ۔ کسی وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ اس ہاؤس کا عمل دخل ، اس گورنمنٹ کا عمل دخل قائم رکھنے کے لیے ہم نے پروچانسلر کا عہدہ تخلیق کیا ہے ، تا کہ گورنمنٹ کی نمائندگی ہو ، اکثر یہی دلیل دی جاتی ہے ، کہ صرف گورنر کے چانسلر بننے سے گورنمنٹ کی زیادہ نمائندگی نہیں ہوتی ، اس لیے پروچانسلر سے وہ تکمیل ہوتی ہے تو پھر کس گورنمنٹ کا یہ اختیارات آپ رکھ رہے ہیں ، کون سی گورنمنٹ باقی رہ گئی ہے ، گورنر بھی اس کا چانسلر ، وزیر تعلیم بھی اس کا پروچانسلر ، پھر اس کے بعد کون سی گورنمنٹ رہ گئی ہے جس کے لیے آپ اختیارات لینا چاہتے ہیں کہ پھر بھی اگر آپ چاہیں تو یونیورسٹی کے اختیارات آپ سلب کر سکتے ہیں ۔ اس کی پاورز پہ حد لگا سکتے ہیں ۔ جناب والا ! چونکہ یہ proviso ساری کی ساری اس کلاز ۴ ، جس کو ہم پہلے منظور کر چکے ہیں ، کی نفی کرتی ہے اور یہ یونیورسٹی کے اختیارات پر ضرب کاری کی حیثیت رکھتی ہے ، اس لیے یہ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اسے ختم کر دیا جائے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! یہ کلاز اس قدر واضح ہے ، کہ اس میں ابہام کی کوئی گنجائش نہیں ۔ پہلی سب کلاز میں یہ کہا گیا ہے کہ یونیورسٹی کی jurisdiction کن اداروں پر ہوگی ۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے جناب والا ! کہ اگر ایک اور زرعی یونیورسٹی پنجاب میں قائم ہو جائے تو یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ پہلی یونیورسٹی کا سینیٹ اپنی حدود سے باہر دوسری یونیورسٹی کی حدود کا تعین کرے کہ کون سے ادارے اس میں ہوں گے اور کون سے نہیں ہوں گے ۔ جو یونیورسٹی بڑی اتھارٹی ہے ہمیشہ وہی دو کے درمیان حد مقرر کر سکتی ہے ۔ اس لیے اس میں کوئی ایسی عجیب بات نہیں ، اور دوسرے جہاں تک یہ کہا گیا کہ یہ کلاز ۴ میں دی گئی پاورز کی نفی کرتی ہے ، یہ تو بالکل غلط ہے ۔ کلاز ۴ میں تو یونیورسٹی کی اور پاورز ہیں ، اور کلاز ۵ جو زیر بحث ہے اس میں یونیورسٹی کی حدود ہیں jurisdiction ہے ۔

Mr. Speaker : Now the question before the House is :

That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the

Standing Committee on Education, for the word "Government" occurring in line 1, the word "Governor" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Spkeaker The question is :

That in the Proviso to sub-clause (1) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "in consulation with" occurring in lines 1-2, the words "with approval of" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-clause (3) of Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Government" occurring in line 6, the "Senate" be substituted.

(The motion was lost)

پوائنٹ آف آرڈر

کلاز کو حذف کرنے کی ترمیم سے متعلق (مسٹر سپیکر کی رولنگ)

Mr. Speaker : I have given due consideration to the point of order raised by Begum Rehana Sarwar and I am not inclined to agree with her. There are a number of precedents in which it has been clearly ruled in the National Assembly as well as in the Provincial Assembly that every amendment that seeks to delete a clause is not necessarily out of order. If it has the effect of negativing the whole Bill, then it is clearly out of order, otherwise it has to be considered on its merits.

مسودہ قانون

(بحث جاری)

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جناب کی اس واضح رولنگ کی قدر کرتے ہوئے اب میں بھی اس ہاؤس کے ساتھ رعایت کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ اس کی بقیہ امنڈمنٹ پہ فیصلہ ہو چکا ہے ، میری بھی اس deletion کا امنڈمنٹ کا وہی حشر ہوگا ، اس لیے میں حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے اب اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۵ بل کا حصہ بنے ۔

سید تابش الوری : میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے ارشاد کے مطابق صرف ایک اہم نکتے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ، اور وہ نکتہ یونیورسٹی کی علاقائی حدود کے تعین سے متعلق ہے ۔ اس ضمن میں کہا گیا ہے کہ اس کی علاقائی حدود وہی ہوں گی جو زرعی یونیورسٹی آرڈیننس ۱۹۶۱ء میں متعین کی گئی ہیں اور جناب والا ! ۱۹۶۱ء کے یونیورسٹی آرڈیننس میں کہا گیا ہے :

> Subject to the provisions of this section the University shall exercise the powers conferred on it by or under this Ordinance within the limits of the campus of the University and its sub-stations and in respect of the institutions situated therein.

جناب والا ! اس اعتبار سے اس یونیورسٹی کی حدود وہی ہیں جو کیمپس کی حدود ہیں ۔ جب کہ اس یونیورسٹی کے ساتھ اینمل ہسبنڈری کالج بھی ملحق ہے اور اینمل ہسبنڈری کالج لاہور میں واقع ہے ۔ تو میں نہیں سمجھتا کہ اگر اس کی علاقائی حدود سن ۶۱ کے آرڈیننس کے مطابق صرف یونیورسٹی کیمپس تک ہوں تو پھر لاہور کا اینمل ہسبنڈری کالج کس طرح سے یونیورسٹی کے اختیار کے تحت آسکتا ہے ۔ جناب والا ! اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس ضمن میں جو ابہام موجود ہے اسے

دور کیا جائے ، ورنہ آئندہ اینمل ہسبنڈری کالج اور دوسرے اداروں کے سلسلے میں بڑی غیر معمولی پیچیدگیاں اور قانونی الجھنیں پیدا ہو سکتی ہیں ۔ جناب والا ! اسی ضمن میں جہاں حکومت کو اختیارات منتقل کیے گئے ہیں وہاں یونیورسٹی کے اختیارات سلب کر لیے گئے ہیں ۔ اب بھی یہ وقت ہے کہ ہم اس ضمن کی مناسب ترمیم کر کے اس کو بل کی روح اور اس کے مقصد سے ہم آہنگ کریں ۔ قانون سازی ایک خاص پیریڈ کے لیے ، ایک خاص طبقے کے لیے نہیں ہوتی ، بلکہ حال و مستقبل پر حاوی ہوتی ہے ۔ اس لیے ہمیں اپنے خاص مقاصد کو پیش نظر رکھنے کی بجائے یہ دیکھنا چاہیے کہ آئندہ اس کے اثرات کیا ہوں گے ۔ اگر ہم نے یونیورسٹی کو مفلوج اور بے عمل بنا دیا تو اس کے نتیجے میں حکمران پارٹی جو مستقبل میں حزب اختلاف کا با شرف کردار بھی ادا کر سکتی ہے ، اس کو کس قسم کی مشکلات سے دو چار ہونا پڑے گا ۔ اس لیے جناب والا ! میں سمجھتا ہوں کہ اس کو نہایت غیر جانب داری کے ساتھ ، کسی ایک پارٹی کے نقطہ نظر سے نہیں ، بلکہ قومی نقطہ نظر سے زیر غور لایا جانا چاہئے ، اور اگر اب بھی اس میں ترمیم کر دی جائے تو یہ نہ صرف یونیورسٹی کے مفاد میں ہوگا بلکہ قوم کے اجتماعی مفاد میں بھی ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۵ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Rauf Tahir : Sir, I beg to move :

> That after Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committe on Education, the following new Clause be added as Clause 6 and the existing Clause 6 and the subsequent Clauses be re-numbered accordingly, namely :—

Integration of Educational or Research Institutes with the University

"6. (1) Notwithstanding anything to the contrary contained in any other law, notification, contrary agreement or instrument, Government may, by notification in the official Gazette, integrate with the University any educational or research institution situated anywhere in the Punjab.

(2) On the publication of a notification under sub-clause (1) :—

(a) all rights, properties, assets and liabilities vested in or undertaken by such educational shall retrospectively become the rights, properties, assets and liabilities of the University ; and

(b) all persons serving in connection with that affairs of such educational institution in any capacity, shall stand transferred for service under the University on such terms and conditions as the Government in consultation with the University may determine :

Provided that such terms and condition shall not be less favourable than those admissible to them immediately before their transfer to the University :

Provided further that if any such person is a Government servant on deputation to the institution, he shall not be transferred for service to the University, without his consent in writing.

(3) Any question arising under the first proviso to sub-clause (2) shall be referred to the Government and the decison of the Government on question shall be final.

Mr. Speaker: The time is extended for another five minutes.

The amendment moved is :

That after Clause 5 of the Bill, as recommended by the standing commitee on Education, the following new clause be added as Clause 6 and the existing Clause 6 and the subsequent Clauses be renumbered, namely :—

Integration of Educational or Research Institutes with the University.

"6. (1) Notwithstanding anything to contrary contained in any other law, notification, contract, agreement or instrument, Government may, by notification in the official Gazette, integrate with the University any educational or research

institution situated anywhere in the Punjab.

(2) On the publication of a notification under sub-clause (1) :—

(*a*) all rights, properties, assets and liabilities vested in or undertaken by such educational institution shall retrospectively become the rights, properties, assets and liabilities of the University ; and

(*b*) all persons serving in connection with the affairs of such enducational institution in any capacity, shall stand transferred for service under the University on such terms and conditions as the Government in consultation with the University may determine :

Provided that such terms and conditions shall not be less favourable than those admissible to them immediately before their transfer to University ;

Provided further that if any such person is a Government servant on deputation to the institution, he shall not be transferred for service to the University, without his consent in writing.

(3) Any question arising under the first proviso to sub-clause (2) shall be referred to the Government and the decision of the Government on such question shall be final."

Syed Tabish Alwari : Opposed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I beg to move an amendment to this new clause.

Mr. Speaker : It shall be taken up tomorrow.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, will I have the right to move an amendment to amendment ?

Mr. Speaker : Yes, you may reserve your right.

The House is adjourned till 8.30 A.M. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس ۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء بروز منگل ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس سوم

منگل ۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء

(سہ شنبہ - ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَادُوا وَالصَّابِئِينَ وَالنَّصَارَىٰ
وَالْمَجُوسَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا إِنَّ اللَّهَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ۝ أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللَّهَ
يَسْجُدُ لَهُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ
وَالنُّجُومُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ
حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۗ وَمَن يُهِنِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن مُّكْرِمٍ ۚ
إِنَّ اللَّهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاءُ ۝

پ ۱۷ —— س ۲۲ —— ع ۹ —— آیات ۱۷، ۱۸

جو لوگ مسلمان ہیں اور جو یہودی ہیں۔ اور جو ستارہ پرست ہیں اور جو عیسائی مجوسی اور مشرک ہیں۔ اللہ ان سب کے درمیان قیامت کے دن فیصلہ کرے گا۔ بلاشبہ اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو مخلوق آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور سورج و چاند ستارے پہاڑ اور درخت و چوپائے اور بہت سے انسان (سب کے سب) اللہ کو سجدہ کرتے ہیں۔ اور بہت سے انسان ایسے بھی ہیں جن پر عذاب ثابت ہو چکا ہے۔ اور جس شخص کو اللہ ذلیل کرے تو اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بلاشبہ اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر ۔ وقفہ سوالات ۔

اندرون صوبہ چاول کی نقل و حمل پر پابندی

*۲۳۰۷ ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت نے بذریعہ سڑک چاول کی نقل و حمل پر اندرون صوبہ پابندی عائد کر دی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو جن چاولوں کی نقل و حمل پر پابندی لگائی گئی ہے ان کی اقسام کون کون سی ہیں ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : صوبائی حکومت کی طرف سے جن اضلاع میں بذریعہ سڑک چاول کی نقل و حمل پر پابندی ہے اس کی صورت حال درج ذیل ہے :-

۱ ۔ لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ گوجرانوالہ ۔ سیالکوٹ ۔ گجرات ۔ سرگودھا ۔ جھنگ ۔ لائل پور ۔ اور ساہیوال میں سے ہر ایک ضلع میں اندرون ضلع بذریعہ سڑک صرف غیر مشینی ذرائع سے نقل و حمل پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔

۲ ۔ مندرجہ بالا نو اضلاع میں سے ہر ایک میں سے کسی بھی ذریعہ نقل و حمل سے باہر لیجانے پر پابندی ہے ۔

۳ ۔ جہلم ۔ میانوالی ۔ ملتان ۔ مظفر گڑھ ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ بہاول پور اور بہاول نگر میں سے ہر ایک ضلع میں اندرون ضلع نقل و حمل پر کوئی پابندی نہیں ۔

۴ ۔ مندرجہ بالا ساتوں اضلاع میں سے ہر ایک سے باہر لیجانے پر بذریعہ تمام ذرائع نقل و حمل پر پابندی ہے ۔

مندرجہ بالا پابندیاں اعلیٰ اور ادنی دونوں قسم کے چاول پر لاگو ہیں ۔

صوبہ سرحد میں گندم سے لدے ہوئے ٹرکوں کو روکنا

*۲۳۰۸ ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ اپریل و مئی ۱۹۷۲ء میں گندم سے لدے ہوئے چند ٹرک صوبہ سرحد کو جاتے ہوئے کیمبلپور میں روک لئے گئے تھے ۔

(ب) اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا تھی ۔

(ج) ان میں کتنی گندم جا رہی تھی -
(د) ان کو کن خدشات یا شبہات کی بنا پر روکا گیا -
(ھ) آیا ان کو پھر سرحد جانے کی اجازت دے دی گئی - اگر ایسا ہے تو کیوں -
(و) آیا سرحد جانے والی اس گندم کا اندراج سرکاری ریکارڈ میں کیا گیا - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) جی ھاں -
(ب) دو ٹرک -
(ج) یک صد بوری فی ٹرک -
(د) پنجاب گورنمنٹ نے نقل و حمل پر پابندی عائد کی ہوئی تھی -
(ھ) جی نہیں -
(و) مذکورہ بالا ٹرکوں کے مالکان گندم کے خلاف مقدمہ عدالت کیمبل پور میں زیر سماعت ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر - کیا یہ ٹرک چوری چھپے سمگلنگ کر رہے ہیں -

وزیر خوراک - یہ واضح ہے - چوری چھپے جاتے ہیں اور پکڑے گئے ہیں -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - جن لوگوں نے ٹرکوں کو گرفتار کرانے میں مدد کی ہے - کیا ان کو کوئی سند یا سرٹیفیکیٹ دیا گیا ہے اور وہ سرکاری آدمی ہیں یا غیر سرکاری آدمی ہیں ؟

وزیر خوراک - اس کے لئے نیا سوال چاہئے -

مسٹر سپیکر - یہ کو ضمنی سوال نہیں ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - پھر کونسا ضمنی سوال ہے - سمگلنگ کی روک تھام کے سلسلے میں جن لوگوں نے گرفتار کیا ہے کیا انہیں کوئی سرٹیفیکیٹ یا سند دی گئی -

وزیر خوراک - اس وقت مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے -

شہری آبادیوں کو چاول کی بذریعہ راشن ڈپو ترسیل

*۲۳۳۸ - **شیخ محمد اصغر** - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چاول کی خاص خاص اقسام کی پیداوار کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو وہ کون کون سی اقسام ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اقسام کے چاول لاہور راولپنڈی وغیرہ میں عوام کو مہنگے داموں ملتے ہیں ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چاول بذریعہ راشن ڈپو شہری آبادیوں کو مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) چاول کی سکیم خرید (۱۹۷۲-۱۹۷۳ء) کے تحت حکومت باسمتی کی پچاسی فیصد اور دیگر اقسام کی دس فیصد اجارہ دارانہ خرید صرف کنٹرول شدہ حلقہ میں کر رہی ہے ۔

(ب) دیگر اجناس کی طرح چاول کی قیمتیں بھی پہلے کی نسبت زیادہ ہیں ۔

(ج) جی نہیں ۔ صرف شادی یا دوسری تقریبات کے لئے چاول ڈپوؤں سے مہیا کیا جاتا ہے ۔

گندم کی پیداوار

*۲۳۳۹ - **شیخ محمد اصغر** ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سال ۱۹۷۲ء میں صوبے میں کتنی گندم پیدا ہوئی اور اس میں سے کتنی گندم مرکز کے حوالہ کی گئی ۔

(ب) سال ۱۹۷۲ء میں کتنی درآمد شدہ گندم مرکز نے پنجاب کے حوالہ کی ۔

(ج) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ گندم میں صوبہ پنجاب نہ صرف خود کفیل ہے بلکہ دیگر صوبوں کو بھی گندم فراہم کر سکتا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کیا وجہ ہے کہ پنجاب کی بہترین گندم مرکز کے حوالے کر کے صوبہ پنجاب درآمد شدہ ناقص گندم لینے پر مجبور ہے ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) صوبے میں تقریباً باون لاکھ ٹن گندم پیدا ہوئی مرکزی حکومت کو کوئی گندم نہیں دی گئی ۔ لیکن دیگر صوبوں کو سرکاری و غیر سرکاری طور پر گندم دی گئی ہے ۔

(ب) مرکزی حکومت نے مئی ۱۹۷۲ء سے فروری ۱۹۷۳ء تک تقریباً

۴,۶۲,۰۰۰ ٹن گندم صوبہ پنجاب کو ارسال کی اور مزید ترسیل جاری ہے۔

(ج) تا حال صوبہ پنجاب گندم میں خود کفیل نہیں تا ہم اگر سمگلنگ اور تجارت سے دوسرے علاقوں کو گندم نہ جائے تو خود کفالت کی امید کی جا سکتی ہے۔ دوسرے صوبوں کو سپلائی کا معاملہ زیر غور ہے۔

صوبہ پنجاب کے شہری و دیہی علاقوں میں راشن ڈپوؤں کی تعداد

*۲۳۴۶ - **شیخ محمد اصغر** - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۷۲-۱۹۷۱ء اور جنوری ۱۹۷۳ء میں پنجاب کے شہری و دیہی علاقوں میں چینی کی تقسیم کے لئے راشن ڈپوؤں کی کیا تعداد تھی ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : سال ۷۲-۱۹۷۱ء اور جنوری ۱۹۷۳ء میں پنجاب کے شہری علاقوں میں راشن ڈپوؤں کی تعداد ۲۸۸۴ اور ۳۲۳۲ تھی جبکہ دیہی علاقوں میں ۶۲۴۶ اور ۸۱۲۹ تھی۔

صوبہ پنجاب میں باسمتی چاول کی پیداوار

*۲۴۸۸ - **چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں صوبہ پنجاب میں کتنا باسمتی چاول پیدا ہوا۔ کتنا پنجاب کے عوام کو کھانے کے لئے دیا گیا۔ کتنا مرکزی حکومت کو برائے ایکسپورٹ دیا گیا اور ۱۹۷۳ء میں کتنا باسمتی چاول پیدا ہونے کی توقع ہے ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : محکمہ زراعت کے تخمینے کے مطابق ۱۹۷۱ء میں (۳,۷۸,۰۰۰ ٹن) تین لاکھ اٹھتہر ہزار ٹن باسمتی چاول کی پیداوار ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں اب تک کے تخمینہ کے مطابق تقریباً (۳,۹۴,۰۰۰ ٹن) تین لاکھ چورانوے ہزار ٹن باسمتی چاول پیدا ہونے کا اندازہ ہے۔ ۱۹۷۱ء کی پیداوار میں سے قریباً (۳۵,۳۲۹ ٹن) پینتیس ہزار تین صد انتیس ٹن باسمتی چاول مرکزی حکومت کو بھیجا گیا۔ ۱۹۷۲ کی پیداوار میں سے ۸ مارچ ۱۹۷۳ء تک تقریباً (۷۹,۵۱۵) اناسی ہزار پانچ صد پندرہ ٹن باسمتی خرید کر مرکزی حکومت کو ایکسپورٹ کے لئے بھیجا جا چکا ہے۔ بقایا چاول ملک میں استعمال ہوا۔ ۱۹۷۳ء میں باسمتی چاول کی پیداوار کی حد (۴,۷۵,۰۰۰ ٹن) چار لاکھ پچھتر ہزار ٹن مقرر کی گئی ہے۔

ضلع کیمبلپور کے اٹک سنٹرل کوآپریٹو بنک لیمیٹڈ کی حضرو برانچ میں بیس لاکھ روپے کا غبن

*۲۵۱۰ - میاں خورشید انور - کیا وزیر امداد باہمی نشان زدہ سوال نمبر ۱۸۵۷ کے جواب کے حوالے سے جو مورخہ ۱۹۷۳ء-۲-۲۳ کو ایوان میں دیا گیا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) سوال مذکورہ کے جواب کے جزو "د" میں مندرجہ ذیل مقروضان سے کیا مراد ہے -

(ب) آیا کوئی حصہ دار یا مقروض یا عدالتوں سے جعلی اندراجات کے مقدمات میں بری ہوئے - اگر ایسا ہے تو ان کے نام کتنا کتنا قرض تھا -

(ج) جن پانچ اشخاص کے کیس ابھی تک اے - آر کیمبل پور کی عدالت میں فیصلہ طلب پڑے ہیں ان کے نام بمعہ رقوم بتائی جائیں -

(د) سوال مذکورہ کے جواب کے جزو "ج" میں مندرجہ ذیل ضروری کا روائی کی نوعیت کیا ہے ؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) مقروضان سے مراد ایسے افراد ہیں جنہوں نے اٹک سنٹرل کوآپریٹو بنک سے یا تو خود قرضہ برداشت کیا ہو یا کسی قرضہ میں وہ ضامن ہوئے ہوں -جعلی اندراجات کی بنا پر مفاد گیرندہ بھی مقروض تصور کیا جاتا ہے - تاوقتیکہ وہ یہ ثابت نہ کر دے کہ وہ مفاد گیرندہ نہیں ہے -

(ب) اٹک سنٹرل کوآپریٹو بنک لیمیٹڈ کیمبلپور کا کوئی حصہ دار مقروض نہیں تھا - البتہ مقروضان میں سے مندرجہ ذیل ۱۹ اشخاص کو ان کے ذمے جعلی قرضہ جات کے اندراجات کی بنا پر عدالت ہائے نے بری کردیا -

نام مقروض	مبینہ رقم قرضہ
۱ - منظور الہی	۸,۷۲۰ روپے

۲ ۔ حافظ محمد سعید	۸,۹۶۰ روپے
۳ ۔ میسرز علاؤالدین	۲۰,۹۱۰ روپے
۴ ۔ محمد سلیم خان	۲۵,۰۷۹ روپے
۵ ۔ حاضر خان	۲۲,۹۲۵ روپے
۶ ۔ غازی عبدالمنان	۱۲,۳۶۰ روپے
۷ ۔ شاہ افضل خان	۱۱,۲۰۰ روپے
۸ ۔ محمد افضل خان	۲۴,۰۸۰ روپے
۹ ۔ شیر بہادر خان	۱۰,۳۵۵ روپے
۱۰ ۔ محمود خان	۸,۹۶۰ روپے
۱۱ ۔ چوہدری حسن علی	۱۶,۸۰۰ روپے
۱۲ ۔ زین العابدین	۲۰,۱۶۰ روپے
۱۳ ۔ عبدالرؤف ولد حاجی محمد جان ترٹوپہ	۷,۰۵۰ روپے
۱۴ ۔ عبدالرؤف ولد حاجی محمد زمان بہبودی	۶,۳۰۰ روپے
۱۵ ۔ عبدالرؤف ولد حاجی عبدالغفور	۵,۴۵۰ روپے
۱۶ ۔ محمد افضل پہلوان	۵,۵۰۰ روپے
۱۷ ۔ ظہور احمد	۲۱,۲۸۰ روپے
۱۸ ۔ زین العابدین	ان کے امثلہ جات رٹ
۱۹ ۔ غازی خان ولد دلنواز خان	پٹیشن نمبر ۶۹ ۶۴/۷۰ /۲۱۵ کے سلسلہ میں لاہور ہائی کورٹ میں پڑی ہیں ۔

(ج) پانچ نہیں بلکہ چھ اشخاص کے کیس اسسٹنٹ رجسٹرار کیمبل پور کی عدالت میں برائے تصفیہ پڑے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں ۔

نام مقروض	رقم قرضہ
۱ ۔ چوہدری تاج محمد	۶,۶۲۰ روپے
۲ ۔ محمد خان اسلم خان	۸,۱۹۸ روپے

۳ - محمد حسین ڈرائیور	۴۲۳	روپے
۴ - سلیم ثاقب	۱,۰۴۸	روپے
۵ - سکندر دین	۳,۴۹۲	روپے
۶ - عبدالعزیز	۲,۵۱۶	روپے

(د) اسسٹنٹ رجسٹرار کیمبل پور کو بذریعہ نیم سرکاری چھٹیاں ہدایت کی جا چکی ہیں کہ فیصلہ طلب مقدمات کا فوری فیصلہ کریں ۔ جو مطلوبہ ریکارڈ (جو ملٹری میں ہے) کی وصولی کے لئے ضروری کارروائی کر رہے ہیں ریکارڈ ملنے پر فیصلہ ہو جائے گا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ محکمہ کوآپریٹو کے علم میں ہے کو حضرو کے بنک سے متواتر ایک سال سے یا دو سال سے قرضے دیئے گئے ہیں اور اب تک ان لوگوں کو پوچھا نہیں گیا ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : A short statement on this question may be permitted Sir.

وزیر امداد باہمی ۔ جناب والا ۔ میں اس محکمہ کا وزیر ہونے پر اس کی دوبارہ تفتیش کرا رہا ہوں ۔

Mr. Speaker : Will it be available in a week's time ?

Minister for Cooperation : Yes, Sir.

شہر لنکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں راشن ڈپوؤں کی تعداد

*۲۷۲۹ - **رانا کے ۔ اے محمود خان** ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) شہر لنکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ میں راشن ڈپوؤں کی کل کتنی تعداد ہے اور ان میں سے ہر ڈپو پر راشن کارڈوں کی تعداد کیا ہے نیز ہر ڈپو ہولڈر کا نام کیا ہے اور یہ ڈپو کب سے ان کے نام ہیں ۔

(ب) محکمانہ طور پر کارڈوں کی اوسطاً تعداد کس قدر ہوتی ہے اور کسی ڈپو پر تعداد اوسط سے زائد ہونے کی صورت میں محکمہ کیا تدابیر کرتا ہے تاکہ راشن حاصل کرنے والے کا تمام دن ڈپو پر ضائع نہ ہو۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ شہر میں لوگوں کی سہولت کے لئے موجودہ ڈپوؤں کے علاوہ مزید ڈپو کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ایسا ہے تو ان کی تعداد کیا ہوگی اور وہ کب تک قائم کئے جائینگے ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) ننکانہ صاحب میں ڈپوؤں کی کل تعداد سات ہے۔ ہر ڈپو ہولڈرز کی اور رجسٹر شدہ راشن کارڈوں کی تعداد حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈپو ہولڈر	تعداد راشن کارڈ	کب سے ڈپو اسکے پاس ہے۔
۱	محمد صدیق عبدالمجید	۵۵۷	۱۹۵۳ء
۲	سنٹرل کواپریٹو بنک	۳۸۸	۱۹۵۳ء
۳	محمد اقبال	۸۹۸	۱۹۵۳ء
۴	ریاست علی	٦٦۵	۱۹۵۵ء
۵	محمد حفیظ	۵۸٦	۱۹۵۸ء
٦	محمد انور حسین	٦۰۳	۱۹٦۹ء
۷	نثار احمد	۸۹۳	۱۹۷۳ء

(ب) راشن کارڈوں کی اوسطاً تعداد (۴۰۰) چار صد سے (۵۰۰) پانچ صد فی ڈپو ہے۔ راشن کارڈوں کی تعداد مجوزہ حد سے زائد ہونے کی صورت میں نئے ڈپو کھولے جاتے ہیں۔

(ج) ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ شیخوپورہ مزید (۴) چار راشن ڈپو ننکانہ صاحب میں قائم کر رہے ہیں۔ اس ضمن میں درخواستیں طلب کی جا رہی ہیں۔ اور نئے ڈپو ہولڈر مقرر کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ الاٹمنٹ بورڈ ماہ اپریل ۱۹۷۳ء تک مناسب کارروائی کرے گا۔

پنجاب اور قصور سب ڈویژن میں راشن ڈپوؤں سے گندم اور چینی کی دستیابی

*۲۸۹۹ - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر خوراک ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال ۱۹۷۱-۱۹۷۲ء اور آج کل پنجاب اور قصور سب ڈویژن میں بالترتیب کتنے ایسے راشن ڈپو ہیں جن سے عوام کو گندم اور چینی معقول نرخوں پر دستیاب ہے۔

(ب) کیا حکومت قصور سب ڈویژن میں راشن ڈپو کی تعداد میں اضافہ کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) سال ۱۹۷۱ء - ۱۹۷۲ء اور آجکل صوبہ میں راشن ڈپوؤں کی تعداد ۹۱۳۰ اور ۱۹,۶۹۸ ہے جب کہ قصور سب ڈویژن میں ۱۹۹ اور ۲۱۹ ہے صارفین کو آٹا گندم اور چینی مقررہ نرخوں پر فراہم کی جا رہی ہے۔

(ب) صارفین کی سہولت کے مد نظر شہری اور دیہی علاقوں میں مزید ڈپو کھولے جا رہے ہیں۔

درآمد شدہ اور پنجاب میں پیدا شدہ گندم کے ذخائر

*۲۹۶۴ - **چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ** - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اس وقت پنجاب کے سرکاری ذخائر میں درآمد شدہ اور پنجاب میں پیدا شدہ گندم کے ذخائر کتنے کتنے ہیں؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : مورخہ ۶ اپریل ۱۹۷۳ء کو۔

درآمد شدہ گندم کے ذخائر	- -	۳۷۶۰۶ ٹن
پنجاب میں پیدا شدہ گندم کے ذخائر	- -	۱۷۸۲۱ ٹن
میزان		۵۵۴۲۷ ٹن

صوبہ پنجاب میں چاول کو سٹور کرنے والے سرکاری گوداموں کی تعداد

*۲۹۸۳ - **میاں محمد رفیع** - کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں چاول کو سٹور کرنے کے لئے کتنے سرکاری گودام قائم ہیں اور حکومت کتنے خرچ سے چاولوں کے مزید گودام بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : حکومت پنجاب کے پاس ۴,۱۳,۵۰۰ ٹن غلہ ذخیرہ کرنے کے لئے اپنے گودام موجود ہیں۔ ان گوداموں کو

حسب ضرورت چاول ذخیرہ کرنے کے کام میں بھی لایا جاتا ہے ۔
صوبہ میں مزید گودام تعمیر کرنے کا مسئلہ حکومت کے زیر غور ہے ۔

صوبہ پنجاب میں فلور ملوں پر چھاپے

*۲۹۹۱ ۔ میاں محمد رفیع ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ کی کون کون سی فلور ملوں پر خفیہ طور پر ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں آج تک حکومت نے چھاپے مار کر یہ پایا کہ (۱) وہ فلور ملیں حکومت کے قواعد و ضوابط کے مطابق کام نہیں کر رہیں ۔ (۲) معیاری آٹا عوام کو یا راشن ڈپو ہولڈرز کو فراہم نہیں کرتیں اور حکومت کی اچھی قسم کی گندم چھپا رکھتی ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا فلور ملوں کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی گئی یا کی جا رہی ہے ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں خفیہ طور پر چھاپے مار کر صوبہ کی مندرجہ ذیل فلور ملوں میں بے ضابطگیاں پائی گئیں :-

(۱) فلور ملیں جنہوں نے حکومت کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی کی ۔

سال ۱۹۷۲ء

سیالکوٹ ۔ سیالکوٹ فلور ملز
بہاولپور ۔ عزیز فلور ملز
لاہور ۔ بھٹی ۔ الیکٹرک ۔ فاروق ۔
پنجاب اینڈ رائس ۔ پرمیر ۔
رحمت ۔ رائل ۔ صدر ۔ سرتاج ۔
شیخ برادرز ۔ ایچ آر ۔ بادامی باغ ۔
ایس ایم یسین ۔ ناصر ۔ سلمیٰ ۔
نیو پنجاب فلور ملز
قصور ۔ قصور فلور ملز

سال ۱۹۷۳ء

ملتان ۔ ہلال فلور ملز
لاہور ۔ شیخ برادرز ۔ ماڈرن فلور ملز
لائلپور ۔ رحمان فلور ملز
راولپنڈی ۔ سرحد ۔ ماڈرن ۔ کشمیر فلور ملز

جہلم ۔ فائن ۔ حسین اور اللہ رکھا فلور ملز
شیخوپورہ ۔ گاربر ۔ سٹار ۔ قیصر ۔ نیشنل
فلور ملز
سرگودھا ۔ مرچینٹس ۔ سرگودھا ۔ کسان
فلور ملز
راولپنڈی ۔ نصیر ۔ الہلال ۔ نیشنل ۔ حبیب ۔
سرحد ۔ کشمیر ۔ سہالہ ۔ ماڈرن ۔
پنجاب فلور ملز
لائلپور ۔ جعفر ۔ اتفاق ۔ شہزادہ ۔ کریسنٹ ۔
صدیق فلور ملز
گوجرانوالہ ۔ اسلم ۔ القمر ۔ کیپیٹل ۔ رنکو
فلور ملز
گجرات ۔ منڈی بہاؤالدین ۔ سلطان غنی ۔
جنجوعہ فلور ملز

(۲) فلور ملیں جن کے خلاف آٹا فراہم نہ کرنے پر کارروائی کی گئی ۔

سال ۱۹۷۲ء	سال ۱۹۷۳ء
بہاولپور ۔ عزیز فلور ملز	ملتان ۔ ہلال فلور ملز
لاہور ۔ الیکٹرک ۔ فاروق ۔ صدر ۔ سرتاج ۔	شیخوپورہ ۔ نیو پنجاب فلور ملز
ایس ایم یسین ۔ رائل ۔ رحمت ۔	راولپنڈی ۔ سرحد فلور ملز
ایچ آر ۔ پنجاب اینڈ رائس ۔ پرمیر ۔	لاہور سنی ۔ شیخ برادرز فلور ملز
ناصر ۔ فردوس ۔ مجید ۔ سنی ۔	
ماڈرن ۔ بادامی باغ اور شیخ برادرز	
فلور ملز	
شیخوپورہ ۔ نیو پنجاب ۔ نیشنل ۔ گارنر	
فلور ملز	
راولپنڈی ۔ سہالہ ۔ خیبر فلور ملز	
گوجرانوالہ ۔ رنکو ۔ القمر فلور ملز	
جہلم ۔ کوہ نور فائن فلور ملز	
لائلپور ۔ اکبر ۔ جعفر فلور ملز	

(۳) فلور ملیں جنہوں نے حکومت کی اچھی قسم کی گندم چھپا رکھی ۔

سال ۱۹۷۲ء	سال ۱۹۷۳ء
کوئی نہیں	کوئی نہیں

(ب) حکومت کے قواعد و ضوابط کی پابندی نہ کرنے یا ان کا آٹا معیاری نہ ہونے پر مقررہ میعاد کے لئے ان کو سرکاری گندم کی سپلائی یا ان کے فوڈ گرین لائسنس معطل کئے گئے ۔ نیز آٹا معیاری نہ ہونے کی صورت میں اور بعض سنگین خلاف ورزیوں میں مقدمات بھی درج کئے گئے ۔

دیہاتی آبادی کو چینی کی تقسیم

*۳۰۱۱ ۔ ملک محمد اعظم ۔ کیا وزیر خوراک از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں جو چینی تقسیم کی جاتی ہے اس کا کتنے فیصد حصہ دیہاتی آبادی میں تقسیم کیا جاتا ہے ؟

وزیر خوراک (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : ۲۹۰۳ فیصد

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل خانیوال

۳۶ ۔ مسٹر فرزند علی ۔ کیا وزیر امداد باہمی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل خانیوال کس تاریخ کو چالو ہوا مل ہذا کے مکمل ہونے پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ۔ لاگت میں پبلک بنک کا حصہ ہر حصے دار کا نام و پتہ ۔ حصے کی رقم آج تک حصے دار کو نفع یا نقصان سال کے حساب سے بتایا جائے ۔

(ب) کیا مل ہذا کے انتظامیہ کے عہدے چالو ہونے سے ۱۹۷۲ء تک مل ہذا کے جنرل مینجروں کے نام ، مدت ملازمت ، مل ڈائریکٹروں کے نام ، مدت چارج ، ہر ایک مدت ملازمت کا نفع یا نقصان ۔ اس کے علاوہ ہر سال کا مل ہذا کو نفع یا نقصان تفصیلاً بتایا جائے ؟

وزیر امداد باہمی (مسٹر عبدالحفیظ کاردار) : (الف) کوآپریٹو ٹیکسٹائل مل خانیوال جزوی طور پر دسمبر ۱۹۵۳ء میں چالو ہوئی اور مکمل مشینری نے مارچ ۱۹۵۵ء میں سوت بنانا شروع کیا ۔ تاوقتیکہ اجرا کار مل پر مبلغ ایک کروڑ ۵ لاکھ ۸۴ ہزار ۹ روپے خرچ ہوئے

تفصیل حسب ذیل ہے :-

(۱) زر حصص ۱۵،۰۴،۷۹۱

(۲) قرضہ پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک ۴۱,۰۸,۹۷۵

(۳) قرضہ سنٹرل کواپریٹو بنک خانیوال ۱۸,۹۳,۰۰۰

(۴) ڈائریکٹر جنرل سپلائز ۲۷,۸۱,۰۰۰

(۵) امانت ھائے ۲,۶۰,۲۴۳

*مطلوبہ فہرست جو کہ ۲۶۸۶ اندراجات پر مشتمل ہے ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مل نے آج تک باتفصیل ذیل اپنے ممبران کو منافع تقسیم کیا ہے۔

سال	شرح منافع
۱۹۵۵-۵۶ء	۲ فی صد
۱۹۵۷-۵۸ء	۲ فی صد
۱۹۵۸-۵۹ء	۵ فی صد
۱۹۵۹-۶۰ء	۵ فی صد
۱۹۶۷-۶۸ء	۲ فی صد

۱۹۷۱-۱۹۷۲ء مبلغ ۸,۱۶,۶۰۰ روپے منافع ھوا تقسیم منافع زیر غور ہے۔

۱۹۷۲-۷۳ء تخمیناً ۱۸ لاکھ روپے تا ۲۸ فروری ۱۹۷۳ء منافع ہو چکا ہے جو اختتام سال پر تقسیم کیا جائے گا۔

(ب)*تفصیلات ایوان کی میز پر رکھدی گئی ہیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I request for leave from the Assembly Session dated 22nd and 23rd April 1973. I had to attend my

*براہ مہربانی فہرست آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

nephew Ejaz Khan's marriage.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر محمد حنیف خان

سیکرٹری اسمبلی :۔ مندرجہ ذیل درخواست مسٹر محمد حنیف خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I had been indisposed, could not attend the Session on 22nd April 1973. I would, therefore, request for the grant of leave for the said day.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

Due to illness I could not attend the Assembly Session on 6, 9, 10 & 11th April 1973. Leave for the said dates may please be granted.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میر بلخ شیر مزاری

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست میر بلخ شیر مزاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I was unable to attend the Assembly meeting on Satureday the 22nd of April 1973. I shall be grantful if I am given leave of absent for the day.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رائے میاں خان کھرل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں مورخہ ۲ اپریل اور ۱۰ اپریل کو بوجہ
بیماری اجلاس کی کارروائی میں شریک نہیں ہو سکا
لہذا دو یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار نصراللہ خان دریشک

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سردار نصراللہ خان دریشک صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

I will not be able to attend the Assembly Sessions for 22nd to 27th April 1973 as I am not well. I shall be grateful to you if I am granted leave of absent for the said days.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ محمد افضل خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست راجہ محمد افضل خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی :۔

I was unable to attend the Assembly Session on 9,10,11,22 & 23rd of April due to illness. I will be obliged if leave is granted for this period.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسئلہ استحقاق

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری شوکت علی صاحب ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ اب ایک اور پرولیج موشن نمبر ۵۶ سید تابش الوری کی طرف سے ہے جو لوکل باڈیز کے ملازمین پر سے پابندی اٹھانے سے متعلق تھی ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سلسلے میں میری سید تابش الوری سے گفتگو ہوئی ۔ اگرچہ میرے پاس جواب موجود ہے لیکن پھر بھی محکمے کی طرف سے چند ایک فیصلے کرنا باقی ہیں جس کے لئے دو ایک روز اور چاہیں تاکہ مزید جو اقدام کیا جانا باقی ہے وہ بھی ہم کر سکیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہت اچھا ۔ اب ایک اور تحریک استحقاق تابش الوری صاحب کی نمبر ۵۷ ہے جو سوال نمبر ۱۸۰۵ سے متعلق ہے ۔ جس کے جواب میں کہا گیا ہے کہ دیہی ترقیاتی پروگرام شروع ہو گیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق ابھی میں نے فیصلہ کیا ہے کہ جو پہلا ایریا ہے وہ بھی پراجیکٹ ایریا میں شامل کیا جائے اور ہدایات دے دی گئی ہیں کہ وہاں بھی فوری طور پر کام شروع کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اس یقین دہانی کے بعد کہ پراجیکٹ ایریا میں کام شروع ہو جائے گا اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس کے بعد تحریک استحقاق نمبر ۶۲ ہے کیا آپ اس کو پڑھیں گے ؟

مسٹر سپیکر ۔ اگر وزیر اعلیٰ کے بیان سے وضاحت نہ ہوئی تو پھر میں پڑھ دوں گا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس تحریک استحقاق کے بارے میں مجھے صرف یہی عرض کرنا ہے کہ جس طرح علامہ صاحب نے محسوس کیا ہے کہ ان کی دل شکنی

ہوئی ہے میں بحیثیت قائد ایوان معذرت خواہ ہوں اور ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ کسی طرف سے بھی ایسی حرکت نہیں ہوگی اور نہ ہونی چاہیے ۔

چوھدری محمد انور سمہ وزیر مال کی طرف سے علامہ رحمت اللہ ارشد کو دھمکی۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے متعین اور فوری اہمیت کے حامل مسئلہ پر بحث کرنے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''مشرق'' ۱۷ مارچ ۱۹۷۳ء میں یہ شائع ہوا ہے کہ مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۷۳ء کی اسمبلی کی کارروائی میں چوھدری محمد انور سمہ وزیر مال نے مجھے دھمکی دی کہ یہاں کیا کھڑے باتیں کرتے ہو باہر نکلیں میں دیکھ لوں گا ۔ چوھدری محمد انور سمہ کی اس دھمکی سے میرا اور اس معزز ایوان کا وقار مجروح ہوا ہے اور چوھدری صاحب کی اس دھمکی کا مطلب یہ ہے کہ میں اسمبلی کے اندر آزادی سے کام نہ کر سکوں حالانکہ بطور عوامی نمائندہ مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں پوری آزادی کے ساتھ اپنے خیالات اور اپنی رائے کا اظہار کروں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ میں نے سارے دوستوں سے تبادلہ خیال کیا ہے جن میں چوھدری سمہ صاحب بھی شامل تھے اور چونکہ مجھے سب کے جذبات کا پورا علم ہے اس لئے میں یہ معذرت پیش کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ علامہ صاحب اس کو قبول فرمائیں گے تاکہ یہ جو تلخی کی صورت پیدا ہوئی تھی ختم ہو جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ حزب اقتدار اور حزب اختلاف میں کافی حد تک مفاہمت تھی اور جو خوشگوار تعلقات تھے وہ مجروح ہوئے اور جو ایسی چیز ہے وہ ختم ہو جائیگی ۔ مجھے امید ہے کہ وہ میری اس معذرت کو قبول فرمائیں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک معاملہ عزت نفس کا ہے میں اسے بہت سنگین سمجھتا ہوں مگر چونکہ قائد ایوان نے غیر مشروط طور پر معذرت فرما دی ہے تو اس کے بعد میں اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تحریک استحقاق نمبر ۸۱ ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری بھی ایک تحریک استحقاق نمبر ۷۹ تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی تحریک استحقاق ۲۶ تاریخ کے لئے ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری تحریک تو آج کے لئے تھی ۔ میں نے آپ سے اس سلسلے میں پوچھا بھی تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تحریک لکھی ہوئی ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اتفاق سے آج وزیر صاحب تشریف لائے ہوئے ہیں ۔ ۲۶ تاریخ کو وہ تشریف نہیں لائیں گے اس کے بعد یہ تحریک ختم ہو جائے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ملک صاحب ۔ کیا آپ کے پاس یہ تحریک موجود ہے اور کیا آپ اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہیں ۔ میں نے ۲۶ تاریخ اس لئے رکھی تھی کہ وہ اس دوران تصدیق کر لیں ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ ۲۶ تاریخ کو میں انشاء اللہ پورا جواب دوں گا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ ہمیں پتہ نہیں لگا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں اور وہ کیا کہنا چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کل تشریف فرما نہیں تھے ۔ ورنہ آپ کو ساری گفتگو کے متعلق علم ہو جاتا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ جناب والا ۔ ہمیں موضوع کا تو پتہ نہیں ہے کہ آپ کس موضوع پر بات کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ گجرات میں کسی فوڈ افسر نے کہا ہے کہ جب تک منڈی بہاؤالدین کا چیئرمین پیپلز پارٹی اس کی تصدیق نہ کرے اس وقت تک چینی نہیں دی جا سکتی ۔ اور جو ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کی تصدیق ہے ان کی ہم پرواہ نہیں کرتے ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ محکمہ کو ضروری ہدایات جاری کر دی گئی ہیں ۔ اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو ہم اس پر پورا action لیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کی اطلاع کے مطابق ایسا ہوا ہے یا نہیں ہوا ۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ جناب والا ۔ اب رپورٹ منگوائی جا رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ آپ کو پورے حقائق کا علم ہونا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تحریک استحقاق نمبر ۸۱ ۔ یہ مسٹر منظور احمد ایس ۔ ایچ ۔ او تھانہ کڑیانوالہ کے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ آج ہی رپورٹ حاصل کی ہے ۔ اس کے مطابق ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آئی ۔ جی کو حکم جاری کیا گیا ہے کہ اسے معطل کر دیا جائے ۔ آئی ۔ جی کے کہنے کے مطابق انہوں نے معطلی کا حکم جاری کر دیا ہے اور وہ معطل ہے ۔ لیکن پھر بھی میں نے ان سے کہا ہے کہ ایس ۔ پی گجرات سے مجھے پوچھ کر بتائیں کہ صورت حال کیا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : It also comes up on the 26th.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ وہ تھانیدار معطل ہے ۔ آئی ۔ جی صاحب نے معطلی کا آرڈر جاری کر دیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس ضمن میں جناب وزیر اعلیٰ درست فرما رہے ہوں گے مجھے یقین ہے ۔ میں عرض کروں گا کہ کل تک وہ معطل نہیں تھا اور جس وقت میں نے تحریک استحقاق دی ہے ۔ متعلقہ افسر کو ۱۴ تاریخ کو ہوم ڈیپارٹمنٹ سے اطلاع پہنچ چکی ہے کہ اس کو معطل کر دیا جائے اور وہ ایس۔ایچ۔او کل تک تھانے میں بطور ایس : ایچ ۔ او کے کام کر رہا تھا ۔ اگر کل معطل کیا گیا ہو تب بھی میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی privilege breach ہوئی ہے ۔ اس کو کمیٹی کے پاس refer کریں تاکہ یہ وجہ معلوم کی جائے کہ ۶ تاریخ کا ایک فیصلہ دیا ہوا ہے اس پر عملدرآمد کب ہوا ۔ تاخیر کیوں ہوئی اور کس وجہ سے ہوئی ؟

Mr. Speaker : It also comes up on the 26th.

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ بالکل ٹھیک ہے کہ ۲۶ تاریخ ہو جائے لیکن جیسا انہوں نے بتایا ہے کہ معطلی کے لئے آئی ۔ جی کا آرڈر ہو چکا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ معطل ہے لیکن اس کے باوجود میں نے کہا ہے کہ ایس ۔ پی سے پوچھ لیں کہ اب وہ کس capacity میں موجود ہے یا کام کر رہا ہے یا کہاں ہے ۔ جہاں تک اس کی معطلی کے متعلق آرڈر جاری کرنے کا سوال تھا وہ آرڈر جاری ہو چکا ہے اور ۱۴ تاریخ سے پہلے ہو چکا ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ مقصد آرڈر جاری کرنے کا نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس لئے وہ ایس ۔ پی سے پوچھ رہے ہیں ۔

This motion will come up on the 26th. The enquiry is being made from the officer on the spot.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں ، پہلی تحریک التوا نمبر ۴۸۵ چوھدری امان اللہ لک کی ہے ۔ It has be come infructuous ۔ راجہ محمد افضل تحریک التوا نمبر ۴۸۶ بھی اسی نوعیت کی ہے ۔

لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے پانی کے نرخوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ یہ مسئلہ لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کی جانب سے پانی کی فراہمی کے نرخوں میں مزید اضافہ سے پیدا شدہ صورت حال سے متعلق ہے ۔ روزنامہ امروز لاہور مورخہ ۲۰ مارچ کے مطابق لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ کے شعبہ آب نے پانی کے نرخوں میں اضافہ کر دیا ہے ۔ نئے نرخوں کے مطابق گھریلو استعمال کے پانی پر ڈیڑھ روپیہ اور تجارتی مقصد کے لئے استعمال پر سات روپے ماہانہ کا اضافہ ہوا ہے ۔ نئی شرح کے مطابق گھریلو استعمال کے لئے سوا انچ قطر کے نلکوں پر ۱۸ روپے سہ ماہی اور تجارتی استعمال پر ۲۵ روپے ماہانہ وصول کیا جائے گا ۔ ٹرسٹ نے ۱۹۶۷ء میں پانی کی سپلائی کے نظام کو لاہور میونسپل کارپوریشن سے لے لیا تھا تو پانی کے نرخ گھریلو استعمال پر دس روپے اسی پیسے سہ ماہی اور تجارتی دس روپے ماہانہ وصول کئے جاتے تھے جو ٹرسٹ نے انتظام سنبھالتے ہی گھریلو صارفین سے ساڑھے تیرہ روپے سہ ماہی اور تجارتی اداروں سے ۱۸ روپے ماہانہ لینا شروع کر دیا تھا ۔ اب ان نرخوں میں مزید اضافہ کر دیا گیا ہے جس سے عوام میں پریشانی اور احتجاج کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق مفصل بیان میں کل عرض کروں گا ۔

Mr. Speaker : It will come up on the 25th.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ چھٹی مرتبہ ہو رہا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر اعلیٰ تو موجود ہی نہیں تھے ۔ ۲۳ تاریخ کو بھی یہاں نہیں تھے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ محکمانہ کارروائی جو اب میرے پاس موجود ہے لیکن مجھے مزید تسلی کرنے کی ابھی ضرورت ہے تاکہ کل اچھی طرح سے بیان کر سکوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ تحریک التوا نمبر ۴۰۳ بھی pending ہے اور یہ وزیر اعلیٰ صاحب سے متعلق تھی ۔ یہ تحریک التوا سندھ میں پنجابی بے روزگاروں کے متعلق ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی جن تحاریک التوا کے متعلق جناب نے فرمایا ہے کہ یہ infructuous ہیں ۔ ان سے متعلق عوامی میلے کے اثرات ابھی تک چلے آ رہے ہیں اگر اس کو زیر بحث لایا جاتا تو نہایت ہی بہتر ہوتا کیونکہ اس کے اثرات ابھی تک عوام میں موجود ہیں ۔ وزیر اعلیٰ صاحب موجود ہیں اور وہی اس میلے کے انچارج تھے ۔ تو میں استدعا کرتا ہوں کہ اس کو زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ جس غرض کے لئے مسئلہ کو زیر بحث لانا چاہتے تھے وہ واقعہ تو گزر گیا ہے ۔

اگلی تحریک التو نمبر ۴۹۰ سید تابش الوری صاحب کی ہے ۔ چونکہ متعلقہ وزیر صاحب موجود نہیں ہیں اس لئے یہ بھی pending کی جاتی ہے ۔ اس اگلی تحریک التوا نمبر ۴۹۲ چوھدری امان اللہ لک کی ہے ۔

امپرومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے بستی بابا سیدن شاہ میں مکانات کی مسماری

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ مغربی پاکستان مورخہ ۲۱-۳-۷۳ کی ایک خبر کے مطابق امپرومنٹ ٹرسٹ لاہور نے بستی بابا سیدن شاہ کے کئی مکانات گرا دیئے ۔ واقعات کے مطابق ۲۰-۳-۷۳ کو بستی سیدن شاہ واقعہ وزیر علی روڈ اپر مال جو کہ کچی آبادی تھی اور اس آبادی میں تقریباً ایک ہزار خاندان کافی عرصہ سے آباد تھے ۔ حکومت کی یقین دہانیوں کے باوجود امپرومنٹ ٹرسٹ لاہور نے بارش میں ان کے کچے مکانات گرا دئے اور یہ غریب لوگ بارش اور طوفان میں کھلے آسمان کے نیچے پڑے رہے اور اب بھی بے یارو مددگار اس حالت میں ہیں ۔ مقامی پیپلز پارٹی کے کارکنان نے مداخلت بھی کی لیکن عملہ نے اس بستی کو مسمار کر دیا ۔ واقعہ از حد سنگین ہے ۔ اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی فرمائی جائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ یہ تحریک التوا میرے پاس نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اسے بھی نوٹ کر لیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ کب تک ملتوی کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ سردار محمد عاشق موجود نہیں ہیں ۔ اگلی تحریک التوا حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی ہے ۔

رحیم یار خان سے مزدور راہنما ملک آفتاب ربانی کا ضلع بدر کرنا

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جمہور ۲۵ مارچ ۱۹۷۳ء کی شائع شدہ خبر میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ رحیم یار خان نے مزدور راہنما ملک آفتاب ربانی کو دو ماہ تک ضلع بدر کر کے ضلع کی حدود میں داخل ہونے رہائش رکھنے اور ٹھہرنے پر دو ماہ تک پابندی عائد کر دی ہے جبکہ مزدور راہنما ملک آفتاب ربانی مزدوروں کے انتہائی مقبول لیڈر اور راہنما ہیں اور ضلع رحیم یار خان میں ان کی آمد پر لیاقت پور خان پور اور رحیم یار خان ریلوے اسٹیشنوں پر ہزاروں افراد نے ان کا استقبال کیا۔ ان کی اس مقبولیت سے بوکھلا کر اور مزدوروں کے جذبات کو ٹھیس پہنچاتے ہوئے پولیس نے رحیم یار خان اسٹیشن پر انہیں روک لیا جس پر مزدوروں نے احتجاجی مظاہرے کئے اس صورت حال سے عوام میں سخت اضطراب بے چینی اور شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے ۔

This is held in order. Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats .....The count was taken.....It falls through as it does not get the required number of votes.

مسٹر سپیکر ۔ خان امیر عبداللہ روکڑی ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ اس تحریک التوا کو کل پر رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر ۵۲۰ اور علامہ رحمت اللہ ارشد کی تحریک التوا نمبر ۵۲۱ جلسے اور جلوسوں پر پابندی لگانے سے متعلق پاس ۔ نمبر ۵۲۰ ایوان میں پیش کی جاتی ہے ۔

صوبہ پنجاب میں جلسے اور جلوسوں پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے

اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی حکومت نے صوبہ بھر میں جلسوں اور جلوسوں پر پابندی عائد کر کے عوامی تنظیموں سیاسی جماعتوں اور آزاد خیال طبقوں کو آزادی رائے اور آزادی اجتماع کے بنیادی شہری حقوق سے محروم کر دیا ہے تاکہ دستور اور دوسرے قومی امور سے متعلق اپنا نقطہ نظر پیش کر کے حکومت کی غلط پالیسیوں کے خلاف رائے عامہ منظم نہ کر سکیں اور موجودہ حکمرانوں کو یک جماعتی فسطائیت کے تسلط کا موقع میسر آ سکے۔ حکومت کے اس اقدام سے عوامی جمہوری حلقوں میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ جمہوری حلقوں میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ ہم نے غیر جمہوری حرکات کو روکنے کے لئے جو قانون اجازت دیتا ہے وہی اقدام اٹھایا ہے اور اس کے بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا وہ قدم جائز تھا مناسب تھا ضروری تھا ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ بعد کے حالات جنہوں نے ثابت کر دیا ہے کہ ہمارا ہر قدم درست تھا اس کے پیش نظر مجھے امید ہے کہ معزز محرک اپنی تحریک کو واپس لے لیں گے اور اس میں قطعی طور پر کوئی بنیاد موجود نہیں ہے کیونکہ ہمارے سامنے ایسے شواہد آ رہے تھے ایسے واقعات آ رہے تھے کہ ہم باور کرنے پر مجبور تھے۔ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ بعد کے واقعات نے سچا کر دکھایا ہے کہ غیر جمہوری طریقے اختیار کئے جانے مطلوب تھے اس لئے ہم نے امن عامہ کی خاطر اور جمہوری روایات کی خاطر جمہوری زندگی کی جو قدریں ہیں ان کی حفاظت کے لئے یہ قدم اٹھایا تھا اور وہ جائز اور بالکل درست ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جہاں تک معزز قائد ایوان کے بیان کے اس حصہ کا تعلق ہے ۔ میں ان کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں ۔ کسی جمہوری ملک میں اور جمہوری نظام میں کسی کو آزادی رائے سے محروم کرنا جلسوں پر پابندی لگانا اور پورے صوبے میں پابندی لگانا نہایت شرم ناک بات ہے۔ لیکن اب جلسے اور جلوسوں پر سے پابندی اٹھ چکی ہے اور یہ احکامات واپس لئے جا چکے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ تجربہ غیر موثر ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا اس قدر اہم ہے کہ اتنے سرسری طور پر وزیر اعلیٰ اسے نظر انداز نہیں کر سکتے ۔ پورے صوبے میں دفعہ ۱۴۴ کی پابندی لگانا اور پھر اس کو جمہوری اقدار کا تحفظ قرار دینا اتنی بڑی ستم ظریفی ہے جس پر جمہوریت پسند معاشرے کا سر شرم سے جھک جانا چاہیے۔ جناب

والا وزیر اعلیٰ کو واضح طور پر یقین دہانی کرانی چاہیے ۔

Mr. Speaker : I cannot permit speeches at this stage. If you are not agreeing with the statement of the Chief Minister, I consider these motion in order.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ انہیں یہ یقین دہانی کرانی چاہیے کہ صوبہ بھر میں آزادی رائے اور آزادی اجتماع پر سے تمام پابندیاں ختم کر دی جائیں گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ انہوں نے کہا ہے کہ پابندی ختم کر دی گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک اور تحریک التوا اسی موضوع سے متعلق ہے ۔ جو میں نے پرسوں پیش کی تھی ضلع بہاولپور میں جب کہ گورنر پنجاب نے اعلان کیا ہے کہ دفعہ ۱۴۴ ختم کر دی گئی ہے اس وقت بہاولپور میں دفعہ ۱۴۴ موجود تھی ۔

Mr Speaker : I consider this in order. Those in favour of the leave being granted to please rise in their seats .....The count was taken.....It falls as it does not get the required number of votes.

سید تابش الوری صاحب کی بہاولپور میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے متعلق تحریک التوا کل لی جائیگی ۔

پاکستان نرسنگ کونسل کے لئے خاتون رکن اسمبلی کا انتخاب

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری محمد ارشاد وزیر صحت اب پاکستان نرسنگ کونسل کے لئے ایک خاتون رکن کے انتخاب کی تحریک پیش کریں گے ۔

وزیر صحت ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ قانون نرسنگ کونسل پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء کے تحت تشکیل شدہ پاکستان نرسنگ کونسل میں خدمات سر انجام دینے کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب محض کثرت آرا سے خواتین ارکان میں سے ایک رکن کا انتخاب عمل میں لائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ قانون نرسنگ کونسل پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء کے تحت تشکیل شدہ پاکستان نرسنگ کونسل میں خدمات سر انجام دینے کی غرض سے صوبائی اسمبلی پنجاب محض کثرت آرا سے خواتین ارکان میں سے ایک رکن کا انتخاب عمل میں لائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ مجھے اس سلسلے میں ایک اعلان کرنا ہے اور وہ یہ ہے :

(۱) کاغذات نامزدگی سیکرٹری اسمبلی کے پاس ایک بجے بعد دوپہر ۲۵ اپریل ۷۳ء تک جمع کرائے جائیں ۔

(۲) کاغذات نامزدگی کی پڑتال سیکرٹری اسمبلی ڈیڑھ بجے بعد دوپہر اسی روز کرینگے ۔

(۳) نامزدگی سیکرٹری اسمبلی سے بذریعہ تحریر ایک بجے بعد دوپہر ۲۶ اپریل ۱۹۷۳ء تک واپس لی جا سکتی ہے ۔

(۴) انتخاب (اگر ضروری ہوئے) تو تین بجے بعد دوپہر تا پانچ بجے سہ پہر ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء کو زیرنگرانی ڈپٹی سیکرٹری اسمبلی کمیٹی روم "سی" میں ہونگے ۔

(۵) کاغذات نامزدگی کے لئے فارم دفتر سے حاصل کئے جا سکتے ہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کیا چیف الیکشن کمشنر نے کرنل محمد اسلم صاحب کے متعلق فیصلہ دے دیا ہے کیونکہ کرنل صاحب وہاں بیٹھے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل آپ وہاں بیٹھے ہوئے تھے آج وہ بیٹھے ہوئے

مسودہ قانون

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر ۔ اب مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء کی نئی ضمن زیر غور ہے ۔ حاجی صاحب آپ اپنی ترمیم در ترمیم پیش کریں ۔

(نئی ضمن)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں ترمیم در ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ نئی ضمن ۶ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۲ میں الفاظ ''حکومت'' اور ''سرکاری'' کے درمیان الفاظ ''یونیورسٹی کی منظوری'' ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ نئی ضمن ۶ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۲ میں الفاظ ''حکومت'' اور ''سرکاری'' کے درمیان الفاظ ''یونیورسٹی کی منظوری سے'' ثبت کئے جائیں ۔

وزیر تعلیم ۔ میں مخالفت کرتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ اس کو کسی نے oppose نہیں کیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر تعلیم نے اسے oppose کیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ وہ تو تین منٹ بعد کھڑے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ آپ سے پہلے کھڑے ہو گئے تھے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم جو میں سمجھتا ہوں کہ بعد میں سوچے سمجھے منصوبے کے تحت کی گئی ہے جس کی نہ تو اس ٹیکسٹ میں کوئی وجوہ ہے اور نہ آرڈیننس میں اس کو رکھا گیا ہے بلکہ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد جب حکومت کو محسوس ہوا کہ وہ آمرانہ اختیار تو باقی رہ گئے ہیں جو ہمیں حاصل نہیں ہوئے جس کے تحت ہم جس ادارہ کو چاہیں یونیورسٹی کے ساتھ بغیر یونیورسٹی کی منظوری کے شامل کر دیں تو اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے یہ

ترمیم ایک نئے سرے سے حکومتی پارٹی کی طرف سے دی گئی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر حکومت کسی ادارے کا انضمام چاہتی ہے کسی ادارے کو اس میں شامل کرنا چاہتی ہے تو اسے یہ حق ہونا چاہئے مگر اسی یونیورسٹی کی اجازت کے ساتھ جس میں وہ شامل کرنا مقصود ہو ۔ کیونکہ اگر آپ اسکی صوابدید یا اس کا عمل دخل اس میں نہیں رکھیں گے اور یہ ساری چیزیں حکومت کے اختیار میں دے دیں گے کہ جس ادارے کو چاہیں اس میں شامل کر دیں تو اس سے بڑھ کر صریحاً یونیورسٹی کے اختیارات اور دائرہ کار میں مداخلت اور کوئی نہیں ہو سکتی ۔ جناب والا ۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ پہلے سے پاس شدہ کلاز نمبر ۴ (بی) میں آپ یونیورسٹی کے اختیارات کو تسلیم کر چکے ہیں ۔

4 (g) To affiliate and disaffiliate educational institution under prescribed condition.

جب ہم یونیورسٹی کو کلاز نمبر ۴ میں پہلے یہ اختیار دے چکے ہیں کہ وہ اپنی مقرر کردہ شرائط کے تابع کسی بھی ادارے کا اپنے اندر انضمام کر سکتی ہے اور کسی بھی ادارے کو اپنے سے الگ کر سکتی ہے تو اس کے بعد یہ ترمیم میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس میں یونیورسٹی کا عمل دخل نہ رکھا جائے اور اس میں یونیورسٹی کی منظوری کا سوال نہ ہو بلکہ حکومت اپنی صوابدید پر جس ادارے کو چاہے اس میں داخل کر دے تو یہ پاس شدہ اختیارات اور پاورز کی جو اس کو ایوان پہلے دے چکا ہے صریحاً نفی کرتا ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ قانوناً درست ہے نہ اخلاقاً درست ہے اور نہ ہی یہ یونیورسٹی کے مفاد میں ہے ۔ جناب والا ۔ قانون کے مطابق جب یہ ایوان ایک اختیار کی ایک کلاز کے تحت کسی ایک ادارے کو دے دے تو کسی دوسری کلاز میں اسے کی نفی نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کو سلب کیا جا سکتا ہے ۔ جب آپ یہ چیز پاس کر چکے کہ صرف اور صرف یونیورسٹی کو ہی یہ اختیار ہوگا کہ وہ جس ادارے کو اس میں شامل کرے اور جس کو چاہے الگ کر دے تو پھر اس کلاز کے تحت حکومت کو یہ اختیار دے دینا کہ وہ جس ادارے کو چاہے اس میں شامل کر دے اور جس ادارے کو چاہے اس سے الگ کر دے اور یونیورسٹی کی مجبوری کو بھی نہ دیکھا جائے اور اس کے مفادات کو سامنے نہ رکھا جائے تو یہ یونیورسٹی کے مفاد میں نہیں ہے ۔ کسی بھی قانون میں اس سے بڑھ کر کوئی مداخلت یونیورسٹی کو دئے گئے اختیارات اور پاورز میں کبھی نہیں کی گئی

جس طرح سے اس ترمیم کے ذریعے کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے میں استدعا کرتا ہوں کہ اگر آپ حکومت کو یہ اختیارات دیتے ہیں کہ وہ کسی ادارے کا انضمام یونیورسٹی کے ساتھ کر سکے تو جس ادارے کے ساتھ اسے نتھی کرنا مقصود ہے، جس کے ساتھ انضمام مقصود ہے۔ اس ادارے کی رضامندی ہونی چاہیے اور وہ کوئی خودمختار ادارہ نہیں ہے، وہی ادارہ ہے جس میں آپ ہی کے تمام عہدیداران موجود ہیں۔ وہی ادارہ جس کے چانسلر اور پرو چانسلر آپ ہیں۔

مسٹر سپیکر ۔ کتنا وقت اور لیں گے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں ختم ہی کرنے والا تھا۔ یہ تو ترمیم درمیم ہے۔

Mr. Speaker : May I now put it to the vote of the House.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں، بے شک کر لیں۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے:

کہ نئی ضمن ۶ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۲ میں الفاظ "حکومت" اور "سرکاری" کے درمیان الفاظ "یونیورسٹی کی منظوری سے" ثبت کئے جائیں۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

(اس مرحلے پر بیگم ریحانہ سرور (شہید) کرسی صدارت پر متمکن ہوئیں)

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے۔

مسٹر چیئرمین ۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔ ایوان میں کورم پورا ہے۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ۔ جناب محترمہ سپیکر صاحبہ۔ آج ہم جس ترمیم پر غور کر رہے ہیں وہ ترمیم یونیورسٹی کی خود مختاری ہی سے متصادم اور متضاد نہیں، بلکہ اس روح کے بھی خلاف ہے جسے بنیاد بنا کر یہ بل ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ اس بل میں دعویٰ کیا گیا ہے کہ یونیورسٹی کو خودمختاری دینے کے تمام انتظامات مکمل کر لئے گئے ہیں۔ لیکن عملاً سرے سے اس خودمختاری کو سلب کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ آپ اگر اس ترمیم پر غور کریں تو اس میں کہا گیا ہے کہ حکومت صرف سرکاری گزٹ میں ایک اعلان کر کے صوبے کے کسی بھی تعلیمی ادارے کو زرعی یونیورسٹی کے ساتھ منضم کر سکتی ہے اور یونیورسٹی کے کسی بھی ادارے کو اپنی تحویل میں لے سکتی ہے۔ اس سلسلے میں حکومت

کو مطلق العنان بنا دیا گیا ہے ۔ نہ اسے یونیورسٹی سے مشورے کی ضرورت ہے ، نہ اس ادارے سے مشورے کی زحمت ۔ جسے اس یونیورسٹی سے ملحق کیا جاتا ہے ۔ اصل میں اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ اس صوبے کے مختلف تعلیمی اداروں میں جو پرائیویٹ ہیں یا سرکاری تحویل میں کام کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب سپیکر ۔ تابش الوری صاحب ترمیم کے متعلق کہہ رہے ہیں حالانکہ یہ ترمیم نہیں بلکہ ایک نئی کلاز ہے ۔ اور اسی پہ یہ بولا جا رہا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ اس کو ترمیم کہا جاتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ یہ ترمیم نہیں ہے بلکہ نئی کلاز ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اس ترمیم کے ذریعے حکومت کو یہ absolute powers دی جا رہی ہیں کہ وہ صوبے میں کام کرنے والے کسی بھی تدریسی ادارے کو یونیورسٹی کے ساتھ مدغم کر دے ، یا یونیورسٹی کے اداروں کو ان سے پوچھے بغیر الگ کر دے اور اپنی تحویل میں لے لے ۔ اس کا مقصد صوبے کے مختلف اداروں میں خوف و ہراس پیدا کرنا ہے تاکہ وہ اپنے طور پر independently کام نہ کر سکیں اور حکومت کی تلوار ہمیشہ ان کے سر پر لٹکتی رہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ۔ جناب والا ۔ یونیورسٹی کے اداروں کو قومی تحویل میں لینے کا کوئی جواز موجود نہیں ۔ لیکن یہاں صرف اس مقصد کے لئے یہ تحریک کی جا رہی ہے کہ یونیورسٹی کے ایسے اداروں کو ، جہاں حکمران پارٹی کے پسندیدہ لوگ موجود نہیں یا ان کے سیاسی مقاصد کے تحت وہ کس طور پر کام کرنے کے لئے تیار نہیں ، ان کو حکومت کی تحویل میں لے کر ان کے حال و مستقبل کو مخدوش بنا دیا جائے اور حکومت کی تحویل میں آنے سے ان کے جو حقوق و مراعات ہیں وہ سلب کر لئے جائیں ۔

جناب والا ۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ یہ ترمیم جو اس بل میں اس وقت پیش کی جا رہی ہے اس کا صرف پنجاب میں تجربہ کیا جا رہا ہے ۔ اس سے پہلے وزیر تعلیم بار بار یہ کہہ چکے ہیں کہ ہمارے بل ان باتوں سے ہم آہنگ ہیں اور بالکل ان کی کاپی ہیں جو مختلف صوبوں میں رائج کئے گئے ہیں ۔ لیکن میں انہیں چیلنج

کرتا ہوں کہ یہ وہ کلاز ہے جو پاکستان کی کسی یونیورسٹی میں موجود نہیں اور یہ صرف پنجاب کو "شرف" بخشا جا رہا ہے کہ وہ اس قسم کی ایک آمرانہ اور فسطائی ذریعہ کے ذریعے یونیورسٹی کی خودمختاری کو سلب کر لے ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم خود اس آرڈیننس میں بھی موجود نہ تھی جو گورنر صاحب نے نافذ کیا تھا یہ بعد کی سوچ ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹی کی رہی سہی خود مختاری بھی ختم کر دی جائے اور اس کو کاملاً حکومت کے مطلق العنان اختیارات کی تحویل میں دے کر مفلوج بنا دیا جائے ۔ یہ ایسی صورت ہے جسے کسی صورت میں بھی قبول نہیں کیا جا سکتا ۔

میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کی توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ پنجاب کو رسوائی سے بچانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی ذفعہ اس میں شامل نہ کی جائے جو دوسرے صوبوں نے کس صورت میں قبول نہ کی ہو ۔ اگر ہم نے اس ترمیم کو قبول کر لیا تو یہ پنجاب کے ماتھے پر آمریت اور فسطائیت کے نقطہ نظر سے ایک کلنک کا ٹیکہ ہوگا ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں فاضل اراکین کی خدمت میں یہ عرض کر دوں کہ کہ یہ ترمیم ٹائپ شدہ صورت میں ' ہر آئی پر نقطہ تھا اور ٹی کراس کی ہوئی تھی، ہمیں اکیڈمک سٹاف ایسوسی ایشن ایگریکلچرل یونیورسٹی نے شدومد کے ساتھ دی ہے اور وہی ترمیم اس میں شامل کی گئی ہے جو اکیڈمک سٹاف ایسوسی ایشن نے سمجھی کہ ہم آرڈیننس میں بھول گئے ہیں یہ ان ۱۷ ترامیم میں سے ایک ہے جو صرف اور صرف اکیڈمک سٹاف ایسوسی ایشن یا ایگریکلچرل یونیورسٹی کے ساتھ جو لوگ وابستہ ہیں انہوں نے ٹائپ کر کے ہمیں دی ہے اور وہ ہم نے اس لئے شامل کی ہے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ فاضل رکن نے اس میں پڑھا نہیں ۔ ان پر پنجاب یونیورسٹی والے بل کی بات ابھی تک دماغ میں ہے ۔ اس میں یونیورسٹی سے کوئی ادارہ لینے والی بات نہیں ہے ۔ ان کو پڑھ کر سنا دیں :

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :۔

> That after Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new Clause be added as Clause 6 and the existing Clause 6 and the subse-

quent Clauses be re-numbered accordingly, namely :—

"6. (1) Notwithstandings anything to the contrary contained in any other law, notification, contract, agreement or instrument, Government may, by notification in the official Gazette, integrate with the University any educational or research institution situated anywhere in the Punjab.

Integration of Educational or Research Institutes with the University.

(2) On the publication of notification under sub-clause (1) :—

(a) all rights, properties, assets and liabilities vested in or undertaken by such educational institution shall retrospectively become the rights, properties, assets and liabilities of the University ; and

(b) all persons serving in connection with the affairs of such educational institution in any capacity, shall stand transferred for service under the University on such terms and conditions as the Goverment in consultation with the University may determine :

Provided that such terms and conditions shall not be less favourable than those admissible to them immediately before their transfer to the University :

Provided further that if any such person is a Government servant on deputation to the institution, he shall not be transferred for service to the University, without his consent in writing.

(3) Any question arising under the first proviso to sub-clause (2) shall be re-

ferred to the Government and the decision of the Government on such question shall be final.

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب نئی کلاز کے پاس ہو جانے کے پیش نظر چوہدری صاحب آپ کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی وہ infructuous ہو گئی ہے ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ قدرتی طور پر آپ کی exercise سے میری ترمیم infructuous ہو گئی ہے ۔

پوائنٹ آف آرڈر

کلاز کو حذف کرنے کی ترمیم سے متعلق (مسٹر سپیکر کی رولنگ)

مسٹر سپیکر ۔ پیشتر اس کے کہ اگلی کلاز زیر غور آئے ۔ میں نے کل ایک رولنگ دی تھی ۔ بعد میں میں نے اسے تحریری شکل دی ہے جو غالباً تمام فاضل اراکین کو مل گئی ہو گی ۔ میں اسے پڑھتا ہوں ۔

I have given due consideration to the point of order raised by Begum Rehana Sarwar (Shaheed) that an amendment for deleting a clause is out of order. I am not inclined to agree with her. There are precedents in which it has been clearly ruled that every amendment that seeks to delete a clause is not necessarily out of order. If it has the effect of negation of whole bill or the policy or principles of the bill, it is clearly out of order, otherwise such amendment has to be considered on its merits

---

مسودہ قانون

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳

(بحث جاری)

(ضمن ۶)

مسٹر سپیکر ۔ اب کلاز ۶ ایوان کے زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ
ضمن ۶ حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ ترمیم اب کیسے پیش ہو سکتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہو سکتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں ترمیم تو ہو سکتی ہے کہ مرد نہ آئیں یا عورتیں نہ آئیں ۔ لیکن اس کلاز کو حذف نہیں کیا جا سکتا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ سوال یہ ہے کہ میں superfluous سمجھتا ہوں ۔ جب ہم یونیورسٹی کھولتے ہیں تو وہ سب کے لئے ہے ۔ کیا اس کے دروازے لگیں گے یا اس کے پرمٹ ملیں گے ؟ کس کے لئے ہم کھولیں گے ؟ یونیورسٹی تو سب کے لئے ہو گی ۔ آپ اسے واضح کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کلاز کی عدم موجودگی میں کسی کا حق نہیں تھا کہ وہاں جا کر داخل ہو سکے ۔ یہ کلاز ضروری ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ٹھیک ہے ۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب اپنی ترمیم پیش کریں ۔

Chandhri Amanullah Lak : Sir, I move this amendent :

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "colour" and colon occurring in line 5 the "words but the persons belonging to Agriculturist class shall be given preference for admission" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 6 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the

word "colour" and colon occurring in line 5, the words "but the person belonging to Agriculturist class shall given preference for admission" be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں تو توقع کرتا تھا کہ میرے فاضل دوست ڈاکٹر عبدالخالق کم از کم اس ترمیم کی مخالفت نہیں کریں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کل سے آپ کی توقعات پوری نہیں ہو رہیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ کل تو میں احتجاج کے طور پر واک آؤٹ کر گیا تھا اور یہ ابھی دیکھنا ہے کہ ان کا آج کیا رویہ ہے ۔ جناب والا ۔ کلاز نمبر ۶ داخلوں کے متعلق ہے کہ داخلے میں کسی مذہب، کسی عقیدے، کسی طبقے یا رنگ کی بنا پر کوئی تفریق نہیں رکھی جائے گی اور کسی کو انکار اس بنا پر نہیں کیا جائے گا ۔ کہ وہ کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے یا کس عقیدے سے تعلق رکھتا ہے ۔ تو یہ کلاز پڑھنے کے بعد بالکل واضح اور صاف ظاہر ہے کہ اس میں وہ مساوات جو کہ پیپلز پارٹی کا پروگرام ہے وہ برتی گئی ہے ۔ لیکن میں اس میں یہ ضرور محسوس کرتا ہوں کہ شعبہ زراعت جو بنیادی طور پر خاصی اہمیت کا حامل ہے اس میں جو بھی غیر زراعت پیشہ ملازمین آئے چونکہ ان کا بنیادی طور پر پس منظر زندگی کا وہ نہیں تھا جو زمیندار کا ہے اور کاشتکار کا ہے تو ان کا تجربہ اور ان کا علم اس کے راستے میں حائل ہوا اور وہ صحیح طریقے سے پورے طور پر اس محکمے کی اور کاشت کار کی خدمت نہیں کر سکا ۔ اور نہ ہی کر سکتا ہے ۔ چونکہ بنیادی طور پر زراعتی یونیورسٹی اکیڈیمک یونیورسٹی نہیں ہے بلکہ اس کو میں زراعت کا ایک حصہ سمجھتا ہوں جو آنے والے وقت کے ساتھ ساتھ ان تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے ایک سائنسی ترقی کی حیثیت سے کاشت کاروں کے لئے مشعل راہ ہے اس میں داخلے کی بنیاد اور گنجائش بھی اسی بنا پر رکھنی چاہئے ۔ کیونکہ اس میں عملی تجربہ ضروری ہے اور تجرباتی بنیاد پر یونیورسٹی چلائی جاتی ہے ۔ اگر آپ نے اسے صرف علم تک محدود رکھنا ہے تو میں یقین کامل سے کہہ سکتا ہوں کہ ان بلوں کی، اس آئندہ تبدیلی کی، ان نئے نعروں کا قطعی طور پر کوئی فائدہ نہ پہلے پہنچا ہے نہ پہنچے گا تا وقت کہ اس کلاس سے وہ لوگ نہ لئے جائیں جن کو ہم سائنٹیفیک لائن پر ایجوکیٹ کریں صرف وہی لوگ کاشت کار اور زمیندار اور زراعت کا شعبہ لوگوں میں صحیح طریقے سے مدغم ہو سکتا ہے اور ان کی صحیح طریقے سے راہنمائی کر سکتا ہے ۔

اس کلاز کو جناب والا پڑھنے کے بعد میرے سابقہ تجربہ اور تلخ تجربات نے مجھے مجبور کیا ہے کہ میں ان کو سامنے رکھتے ہوئے اس معزز ایوان کے ممبران کے گوش گزار کروں کہ ۸۰ فیصد دیہی آبادی سے متعلق مختلف محکموں نے جن میں غیر زراعت پیشہ لوگ ہیں اس قوم کے ساتھ نا انصافی اور غیر ہمدردانہ رویہ اس لئے رکھا کہ وہ اس پس منظر کو اور ان کی مشکلات کو سمجھ نہیں سکتے ۔ اب چونکہ ہم یہ خشت اول نئے انداز سے یونیورسٹی بل کی صورت میں رکھنے والے ہیں تو اس لئے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ زراعت پیشہ امیدواران جن کا ذرا سا کسی نہ کسی طریقے سے تعلق ہو اور جن کی بیک گراونڈ ہو ان کو داخلے میں ترجیح دی جائے ۔ اس طریقے سے باقی شعبوں میں ان کے پس منظر کے مطابق اگر داخلہ دیں۔۔۔۔۔

Mr. Speaker : Restrict yourself to your amendment please.

چوہدری امان اللہ لک : میں اس کو ثابت کرنے کے لئے دلائل دے رہا تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ دوسرے شعبوں کی طرف چلے گئے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : آپ جناب والا ۔ اگر دو منٹ اور صبر کرتے اور اپنا حکم روک رکھتے تو شاید میں ختم ہی کر دیتا ۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آج میرے ساتھ خاص مہربانی آپ فرما رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں مہربانی کی کوئی بات نہیں آپ کا اپنا استحقاق ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ میرے استحقاق کو تو آپ پامال کرتے رہے ہیں اور آپ بھی کرتے ہیں اور یہاں اس ہاؤس میں relevancy اور irrelevancy کی باتیں جو ہوتی ہیں وہ میں دیکھتا ہوں ۔ بعض کے متعلق آپ کا رویہ اور نظریہ اور ہے اور بعض کے متعلق اور ہے ۔ میرے ساتھ اور ہے اور راجہ محمد افضل صاحب کے ساتھ بھی اور ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں کسی ممبر پر aspersion نہیں کرنا چاہتا ۔ لیکن یہاں پر کچھ فاضل حزب اختلاف کے اراکین کو بحث کرنے کا زیادہ موقع ملتا ہے اور وہ باقی ممبران سے زیادہ حصہ لیتے ہیں مجھے خوشی بھی ہوتی ہے کہ وہ تحریک التواء کار اور تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں اور بحث میں حصہ لیتے ہیں اور میرے لئے یہ بات مسرت کا باعث ہوتی ہے ۔ پھر ان لوگوں کو مجھے خاص طور پر تھوڑا سا relevany کے متعلق conduct کرنا

پڑتا ہے ۔ میں کوئی تمیز فاضل اراکین میں نہیں کرتا ہوں لیکن پھر بھی یہ تمیز ہو جاتی ہے کیونکہ وہ زیادہ حصہ لیتے ہیں ۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کی تقاریر وغیرہ کی رپورٹ ایسی ہو کہ آئندہ پڑھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ کچھ ضابطے کے مطابق اور خاص انداز میں تقریر کرتے رہے ہیں ۔ اس لئے آپ کو یہ محسوس نہیں کرنا چاہیے کہ شائد مجھے تقاریر پسند نہیں ۔ یہ بات ہرگز نہیں ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں آپ کا تہ دل سے مشکور ہوں کہ وہ غلط فہمی جو بعض اوقات ما فی الضمیر میں داخل ہو جاتی ہے مجبور کرتا ہے کہ اس کو زبان پر لایا جائے لیکن وہ اب دور ہو گئی ہے ۔ میں آپ کا شکر گذار ہوں ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ نئی زرعی یونیورسٹی میں داخلے کے لئے اس بنیاد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے مترادف ہو گا کہ اس میں اس پس منظر کے لوگ جائیں ۔

وزیر مال و آبپاشی (چوہدری محمد انور سمہ) ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ۔ جناب والا کی interpretation کے بعد جناب فاضل میمبر زیادہ liberty لے گئے ہیں ۔ انہوں نے repetition زیادہ شروع کر دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اتنی جلدی بٹھا دینے کے لئے مجھے نہ کہئے ۔

(قہقہہ)

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس کا نوٹس آپ ویسے ہی نہیں لیں گے وہ حسب عادت فرمانے کے عادی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو اب کم بولتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جب بولتے ہیں تو اچھا نہیں بولتے ۔

Mr. Speaker :No such observation please.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اب توقع کرتا ہوں کہ میرے فاضل دوست جو ان بینچوں پر بیٹھنے والے ہیں ان کو مجبوریاں بہت ہیں ۔ وہ حزب اختلاف کی طرف سے اچھی تجویز کو منظور کرنے سے قاصر بھی ہیں لیکن اس کے باوجود میں ان سے یہ توقع کرتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے گا اور جس شعبہ کے لئے اس یونیورسٹی کو قائم کیا جا رہا ہے ۔ جس مقصد کے لئے اس یونیورسٹی کو قائم کیا جا رہا ہے اسے پورا کرنے کے لئے انہی لوگوں کو جن سے ان کا واسطہ ہے داخلے میں زیادہ سہولتیں دینے کے لئے میری ترمیم کو منظور کر

لیا جائے گا۔

جناب والا۔ میں یہاں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر اس ترمیم کو منظور کر لیا جائے تو یونیورسٹی کی زرعی میدان میں کامیابی اور کامرانی زراعت پیشہ لوگوں کی وابستگی مکمل ہو جائے گی۔ میں اس کے ساتھ اپنی گزارشات کو ختم کرتا ہوں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں حیران ہوں۔ میں یقین نہیں کرسکتا کہ میں نے آج جو سنا ہے کس طرح کسی فاضل رکن نے اس زمانہ میں کہا اور اس ایوان میں کہا کہ کسی ایک کلاس کو کسی تعلیمی ادارے میں ترجیح دی جائے۔ تعلیم کے میدان میں میرٹ کے basis پر انٹرویو ہوتا ہے۔ اگر کسی جگہ پر یہ ضروری سمجھا جائے کہ اس میں پریکٹیکل تجربہ درکار ہے اس لئے بچے کو ترجیح دینی چاہیے تو دی جائے گی لیکن اس زمانہ میں۔ آج کے زمانہ میں جبکہ ہمارا عبوری آئین اور مستقل آئین یہ کہتا ہے کہ یونیورسٹی تمام لوگوں کے لئے کھلی ہوں گی۔ تمام پاکستان کے عوام کے لئے کھلی ہوں گی۔ اگر کوئی شخص اٹھ کر یہ کہے یا کوئی فاضل رکن یہ کہے کہ فلاں کو ترجیح دی جائے گی تو یہ بات میرے لئے بالکل قابل یقین نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس egalitarian سوسائٹی میں جو کام کرنا چاہتے ہیں اس میں تعلیم رغبت پر منحصر ہو۔ اگر فاضل رکن یہ تجویز نہ کرتے کہ زرعی یونیورسٹی میں داخلے کے لئے کوئی aptitude ٹسٹ ہو یا کوئی خاص ٹسٹ ہو۔ اس میں پریکٹیکل ٹسٹ بھی شامل ہو تو اس کو میں ماننے کے لئے تیار ہوتا لیکن جو بچہ خواہ وہ کسی غیر زراعت پیشہ کا بچہ ہے لیکن کھیتوں میں کام کرتا ہے محنت مزدوری کرتا ہے وہ اگر پریکٹیکل میں اچھا ہے اور پاس ہوتا ہے تو اس کو زیادہ نمبر دیں اور اس کو داخل کریں۔ اگر کوئی ایسی تجویز کریں کہ داخلہ فلاں طریقہ سے کیا جائے تو ٹھیک ہے لیکن یہ کہنا اور آج اس زمانہ میں کہ فلاں کلاس کے لوگوں کو ترجیح دی جائے میں سمجھتا ہوں یہ ہمارے لئے قابل قبول نہیں ہے۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ جناب والا۔ بعض اوقات انسان کو ایک تلخ۔ ناخوشگوار۔ بادل نخواستہ فرض ادا کرنا پڑتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ یہ combind آپوزیشن اس میں کسی ایک پارٹی کے رکن نہیں بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں آپکے توسط سے چوھدری امان اللہ لک صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی ترمیم کو واپس لے لیں اس لئے کہ علم بھی انسان کی مشترک دولت ہے۔ علم کے دروازے ہر مذہب۔ ہر رنگ اور ہر نسل کے آدمی کے لئے کھلے ہونے چاہئیں۔ جیسا کہ ڈاکٹر عبدالخالق

صاحب نے فرمایا ہے اس کیلئے یہ تو ہو سکتا ہے کہ کوئی امتحان ہو لیکن یہ دیکھنا کہ فلاں کاشتکار کا لڑکا ہے فلاں مزارع کا لڑکا ہے ۔ فلاں زمیندار کا لڑکا ہے اس کی زندگی کا پس منظر کیا ہے ۔ اس کا ماحول کیا ہے یہ دیکھ کر داخلہ لینا بڑی تکلیف دہ بات ہے ۔ ''العلم النور'' جیسے سورج ابھرتا ہے اسکی روشنی ہر کافر اور مسلمان کے گھر پہنچتی ہے یہ اسی لئے کہا گیا ہے ۔ علم بھی نور ہے اسکے دروازے کسی مسلک کسی رنگ یا کسی نسل پر بند نہیں کئے جا سکتے ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں آپکی اجازت سے تھوڑی سی وضاحت چاہتا ہوں ۔ یہاں بار بار اس معزز ایوان میں یہ مطالبہ کیا جاتا رہا ہے اور خاص طور پر بہاول پور ڈویژن کی طرف سے ۔ ضلع مظفر گڑھ اور ڈیرہ غازی خان کی طرف سے کہ ہم پسماندہ لوگوں کو خاص نمائندگی دی جائے ۔ merit کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے تاکہ ان اضلاع اور بہاول پور کے علاقوں کی نمائندگی ہو سکے ۔ میں سمجھتا ہوں ان باتوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حزب اختلاف کے قائد ممکن ہے اپنے نظریات پر نظر ثانی کریں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چوھدری امان اللہ لک صاحب کی یہ بات کہ ایک خاص کلاس کو اور ایک محروم طبقے کو اگر وہ اپنے سابقہ پس منظر کی وجہ سے زیادہ حصہ لے سکتا ہے تو اسے یہ حصہ ضرور دینا چاہئے ۔ میں سمجھتا ہوں ان حالات میں اگر قائد حزب اختلاف اس پر نظر ثانی فرمائیں تو ان کی شفقت ہوگی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ جو سردار صاحب نے فرمایا ہے وہ اس سے مختلف ہے جو چوھدری امان اللہ لک صاحب نے ترمیم پیش کی ہے ۔ میں کلیتاً اتفاق کرتا ہوں کہ پسماندہ اضلاع کے لئے ان کی خاص نشستیں مخصوص کرنی چاہئیں کیونکہ وہ لوگ مقابلہ میں نہیں آ سکتے ۔ جیسے ہمارے بہاول پور کے اندر ایک سال تک ایس ۔ سی کالج میں سائنس کا پروفیسر رہتا ہی نہیں ہے ایسے احوال میں وہ لوگ گورنمنٹ کالج کے لڑکوں کے مقابلہ میں نہیں آ سکتے ۔ ان احوال کو مد نظر رکھ کر فی ضلع اگر سیٹیں مقرر کر دی جائیں اور پسماندہ اضلاع کو نمائندگی دے دی جائے تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ میں اس کے ساتھ کلیتاً اتفاق کرتا ہوں لیکن میں اس کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا کہ کسی خاص مسلک کو کسی خاص مذہب ، کسی خاص رنگ کو یا کسی خاص طبقہ کے آدمی کے لئے یونیورسٹی مخصوص کر دی جائے اور باقی طبقوں باقی کلاسز کو اس سے محروم کر دیا جائے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا

کہ جیسے میرے محترم قائد نے فرمایا ہے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ۔ میں آج بھی پورے وثوق سے، یقین سے اور اپنے پختہ ایمان سے مساوات کو سامنے رکھنے کے باوجود بھی یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب تک حکومت یہ نہیں کرے گی اور یہ پس منظر اور بیک گراؤنڈ نہیں دیکھے گی اس وقت تک ہمیں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا ۔ اور اپنی تحریک کو واپس لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۶ کی سطر ۹ میں الفاظ "جائے گا" کے بعد الفاظ "لیکن کاشتکار طبقہ کے افراد کو ترجیح دی جائے گی" ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۶ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۷)

مسٹر سپیکر ۔ بل کی کلاز ۷ ایوان میں زیر غور ہے ۔ ایک ترمیم حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی طرف سے ہے ۔

وہ ایوان میں نہیں ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۷ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۸)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۸ ایوان میں زیر غور ہے ۔ پہلی ترمیم حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی ہے ۔ ۔ ۔ ۔ وہ موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری صاحب ۔

سید تابش الوری صاحب اس کی پوزیشن یہ ہے کہ میں آپ کی ترامیم نمبر ۱۸ ۔ ۲۰ اور ۲۱ کو بطور independent ترامیم لے رہا ہوں ۔ اس لئے کلاز ۸ کی ترمیم نمبر ۱۹ کو پہلے لیا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ تو پھر ان کے الفاظ تبدیل کر دیں ۔

Mr. Speaker- That is not material. Instead of "in clause 8" it will be "after clause 8". I can direct the office and it will be done.

New amendment No, 19 of Ch. Muhammad Yaqoob Awan.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir in view of my consultation with the Minister for Education I don't press this amendment.

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 8 form part of the Bill.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر - سید تابش الوری کی ترمیم کو میں نئی کلاز تصور کرتا ہوں - تابش صاحب اسے پیش کریں -

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing sub-clause (1) be re-numbered as para (b) and before para (b) so-renumbered, the following new para be added as para (1), namely :—

"(1) (a) (i) There shall be an Academic Staff Association of the University which shall be represented on the Senate and the Syndicate and other authorities as provided in this Act.

(ii) The constitution, functions and privileges of the Academic Staff Association shall be as such as may be prescribed by statutes at the initiation of the general body of the Association."

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the existing sub-clause (1) be re numbered as para (b) and before para (b) sub-renumbered, the following new para be added as para (1), namely :—

"(1) (a) (i) There shall be an Academic Staff Association of the University which shall be represented on the Senate and the Syndicate and other authorities as provided in this Act.

(ii) The constitution, functions and privileges of the Accademic Staff Association shall be as such as may be prescribed by Statutes at the initiation of the general body of the Association."

Minister for Education : I oppose it Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری یہ ترمیم نہایت ہی واضح اور غیر مبہم ہے اور اس کو منظور کرکے نہ صرف یہ کہ ایک جمہوری قدر کی اہمیت کو تسلیم کرانا مقصود ہے بلکہ طلبا اور اساتذہ کو جو حقوق بخشے جا رہے ہیں ان میں ہم آہنگی اور مساوات پیدا کرنے کے لئے بھی اس ترمیم کی منظوری ضروری ہے ۔ جناب والا۔ اس ضمن کے تحت یہ اختیار دیا گیا ہے کہ طلبا کی ایک انجمن ہوگی اور اس کے نمائندے مختلف ہیت حاکمہ میں نمائندگی کے فرائض سر انجام دیں گے یہ یقیناً ایک مستحسن بات ہے کہ نہ صرف طلباکو نمائندگی دی گئی ہے بلکہ ان کی انجمن کو بھی تسلیم کر لیا گیا ہے لیکن یہی استحقاق اساتذہ کو نہیں بخشا جا رہا اور اساتذہ جن کے متعلق وزیر صاحب یہ دعویٰ فرما رہے تھے کہ ان کی اکیڈیمک ایسوسی ایشن نے جو ترامیم دی تھیں انہوں نے ان کو من و عن قبول کر لیا ہے ۔ ایسی اچھی ایسوسی ایشن جس کی ترامیم کو خود حکمران پارٹی قبول کرتی ہے اور جو حکومت اور یونیورسٹی کے درمیان ایک رابطے کا کام دے رہی ہے اس کو تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ جواز نہیں ہو سکتی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایسوسی ایشن کو تسلیم کر لینا چاہئے بعینہ اسی طرح طلبا کی انجمن کو تسلیم کیا گیا ہے ۔ اس سے یونیورسٹی کا ماحول زیادہ خوشگوار ہو جائے گا اور اس کے معاملات کو زیادہ ہم آہنگی اور ذہنی و عملی مفاہمت سے سر انجام دیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ آج کے دور میں مختلف انجمنوں کو سرکاری طور پر تسلیم کرنے کا اصول مسلمہ طور پر مان لیا گیا ہے ۔ نہ صرف یہ کہ عام ملازمین اور مزدوروں کو یہ حق دیا گیا ہے بلکہ دوسرے طبقوں کو بھی یہ جمہوری استحقاق بخشا گیا ہے لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ اساتذہ کو اس

حق سے محروم کر دیا گیا ہے ۔ ان کی انجمن باقاعدہ طور پر قائم ہے رجسٹرڈ ہے اور نمائندہ حیثیت رکھتی ہے اور اب جب کہ اس کے ساتھ حکومت بھی مذاکرات کرنے میں خوشی محسوس کرتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ اس بل کے ذریعے اس کو یہ استحقاق نہ بخشا جائے اور اس کی نمائندہ حیثیت کو تسلیم کر کے اسے اپنے نمائندوں کے انتخاب کا حق نہ دیا جائے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر تعلیم کو میری اس بات سے اتفاق کرنا چاہئے اور انہیں اس ترمیم کو قبول کر لینا چاہئے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ بات چیت کر کے جس درجے کے اور جتنی تعداد میں اساتذہ کو نمائندگی دینی تھی وہ دی گئی ہے حالانکہ انسٹرکٹرز جنہیں اتھارٹی نہ تھی اور نمائندگی نہ تھی ان کو بھی ہم نے نمائندگی دی جیسی کہ ہونی چاہئے ۔ یہ کہ ان کو بطور ایسوسی ایشن کے تسلیم کیا جائے عملی طور پر میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ اس سے اساتذہ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا کیونکہ تمام ٹیچرز اکیڈیمک سٹاف ایسوسی ایشن کے ممبر نہیں ہوتے اور نہ ہی وہ اس میں کوئی حصہ لیتے ہیں ۔ تو ہم نے تمام ٹیچرز کی فلاح و بہبود کے لئے ان کی مرضی سے اور یونیورسٹی چلانے کے لئے یہ قانون بنایا ہے نہ کہ صرف ایک یونین یا ایسوسی ایشن کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ تمام ٹیچرز کو اور ان کے تمام درجات کو ان کی مرضی کے مطابق تمام اتھاریٹیز میں نمائندگی دی گئی ہے ۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا ہوں کہ اکیڈیمک سٹاف ایسوسی ایشن کو as such اس بل میں تسلیم کرنے کی کوئی ضرورت ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 8 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education the existing sub-clause (i) be re-numbered as para (b) and before para (b) so-renumbered, the following new para be added as para) (1), namely :—

"(1) (a) (i) There shall be Accademic Staff Association of the University which shall be represented on the Senate and the Syndicate and other authorities as provided in this Act.

(ii) The constitution functions and pri-

vileges of the Academic Staff Association shall be as such as may be prescribed by statutes at the initiation of the general body of the Association.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۸ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۹)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۹ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کی ترمیم ہے ۔ وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ کے پیرا (دوم) کو حذف کیا جائے اور ما بعد پیروں کو حسب مکرر نمبر لگایا جائے ۔

Mr. Speaker : Amendment moved is :

That para (ii) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted and subsequent paras re-numbered accordingly.

Minister for Education : I oppose it Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ کے پیرا (چہارم) کو حذف کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (iv) of Clause 9 of the Bill,

as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی
ضمن ۹ کے پیرا (پنجم) کو حذف کیا جائے۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (v) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Next amendment by Ch. Muhammad Yaqoob Awan.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir I move :

That after para (v) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (vi) and the existing para (vi) and subsequent paras be re-numbered accocordingly, namely :

"(vi) the Principals;".

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after para (v) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (vi) and the existing para (vi) and subsequent para be renumbered accordingly, namely :

"(vi) the Principals ;".

Mr. Speaper : Next amendments.

Mr. Muhammad Hanif Naru : Sir I move :

That after para (v) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Stand-

ing Committee on Education, the following new para be added as para (vi) and the existing para (vi) and the subsquent paras be re-numbered accordingly, namely ;

"(vi) Principal of the Constituent College;".

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after para (v) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (vi) and the existing para (vi) and the subsequent para be renumbered accordingly, namely :—

"(vi) Principal of the Constituent College;".

Mr Speaker : Next amendment.

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That para (vi) of Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (vi) of Clause 9 of the Bill. as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Now amendment No. 29.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir, I don't press my amendment.

مسٹر سپیکر ۔ تابش الوری صاحب آپ کی اور ترمیم نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اسی کلاز ۹ میں ترمیم در ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس تو نہیں ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کل میں نے سیکرٹری صاحب کو دی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تقریر کریں ۔ میں اتنی دیر میں trace کرواتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ضمن ۹ کے تحت یونیورسٹی کے مختلف حضرات

کو Officer of the University قرار دیا جا رہا ہے اور اس سلسلے میں مختلف لوگوں کو اس منصب سے نوازا جا رہا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ Officer of the University میں پرو چانسلر کو شامل کرنا نہ صرف یہ کہ اس مرتبے کی توہین ہے بلکہ اس میں کچھ دوسری سرکاری اور قانونی پیچیدگیاں بھی ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا کہ پرو چانسلر اور چانسلر کو افسر declare کرنا اور پھر دوسری کلاز کے ذریعے ان تمام افسروں کو ان کے عہدوں سے برطرف کرنے کا اختیار دینا کسی طرح سے بھی ایک دوسرے سے ہم آہنگ ہو سکتا ہے ؟

جناب والا ۔ اسی طرح سے ڈین صاحبان کو اور تدریسی شعبوں کے چیئرمینوں کو جو بنیادی طور پر استاد ہوتے ہیں اور اپنے اس منصب کی وجہ سے زیادہ محترم سمجھے جاتے ہیں افسر قرار دینا کسی طرح سے بھی شائستہ اور مناسب بات نہیں ہے ۔

جناب والا ۔ میں ان گزارشات کے پیش نظر یہ چاہتا ہوں کہ یہاں افسر کی حیثیت سے ان کے نام حذف کر دیئے جائیں ۔

Mr. Speaker : I will now put the amendments moved by Syed Tabish Alwari.

The question is :

> That para (ii) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted and subsequent paras re-numbered accordingly.
>
> (The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That para (iv) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.
>
> (The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That para (v) of clause 9 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.
>
> (The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That para (vi) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.
>
> (The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب چوہدری محمد یعقوب صاحب اور مسٹر محمد حنیف نارو کی ترامیم کے الفاظ تو ایک جیسے ہی ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جناب یعقوب اعوان کی ترمیم زیادہ جامع ہے یہاں ''پرنسپل صاحبان،، لکھا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کون سے پرنسپل ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس سے مشمولہ کالجوں کے پرنسپل مراد ہیں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں گا کہ اس کو plural کر دیا جائے ۔ یعنی ''Principals of the Constituent Colleges''

Mr. Speaker : Does the concerned Minister agree ?

Minister of Education : Yes, Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ وضاحت کر دیجئے کہ ''مشمولہ،، کے لفظ سے کہیں جو دوسرے کالج شامل کئے جاتے ہیں وہ آ جائیں گئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس انگریزی میں ترامیم ہیں ۔ ''Principals of the Constituent Colleges'' ہو جائے گا ۔ اور یہی اس کا correct version ہے اسی لئے میں انگریزی میں ترامیم پڑھتا ہوں چاہے آپ ترمیم اردو میں پڑھتے ہیں ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That after para (v) of clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (vi) and the existing para (vi) and the subsequent paras re-numbered accordingly, namely :
>
> ''(vi) Principals of the Constituent Colleges;''.
>
> (The motion was carried)

Mr. Speaker : In view of the amendment carried out in the amendment of Mr. Muhammad Hanif Naru, amendment No. 26 by

Mr. Muhammad Yaqub Awan has become infructuous.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ایک ترمیم زبانی دینا چاہتا ہوں ۔ یہ بڑی مختصر سی ترمیم ہے ۔

Sir, I beg to move :

> That the words "Officers of the University" may be substituted by the words "functionaries of the University."

Mr Speaker : The amendment moved is :

> That the words "Officers of the University" may be substituted by the words "functionaries of the University."

Min ster for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : The question is :

> That the words "Officers of the University" may be substituted by words "functionaries of the University."

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That clause 9 as amended, form part of the Bill.

(The motion was carried)

(ضمن ۱۰)

Mr. Speaker : Now, we come to Clause 10.

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی ضمنی ضمن (۲) کی سطر او ۲ میں وارد ہونے والے الفاظ "اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص" کی بجائے الفاظ "اس کی طرف سے سنڈیکیٹ کے مشورے پر نامزد کردہ ایک

شخص"، ثبت کیا جائے۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nominee", occurring in line I, the words "a person nominated by him on the advice of Syndicate" be substituted.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر ۳۲ ۔ سید تابش الوری اور حاجی سیف اللہ خان ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۲) سطر ۱ میں وارد ہونے الفاظ "اس کی طرف سے نامزد کی بجائے الفاظ" "سینٹ کی طرف سے نامزد" ثبت کیاجائے۔

Mr Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nominee", occurring in line 1, the woads "a person nominated by him on the advice of Syndicate" be substituted.

Minister for Education ; I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

Sardar Amjid Hamid Khan Dasti : I beg to move :

> That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "nominee" and

"shall" occurring, in line 1, the words "on the advice of the Syndicate", be inserted.

Mr. Speaker : The motion is :

That in sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "nominee" and "shall", occurring in line 1, the words "on the advice of the Syndicate", be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب سپیکر ۔ اس کلاز میں کہا گیا ہے کہ چانسلر یا اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد اور سینیٹ کے اجلاسوں کی صدارت کرے گا۔ اس میں ترمیم یہ دی گئی ہے وہ سنڈیکیٹ کے مشورے سے کسی کو نامزد کرے ۔

جناب والا ۔ عملی طور پر یہ ہوگا کہ کوئی سیکشن افسر یا ڈپٹی سیکرٹری ایک نوٹ بنا کر بھیج دے گا اور routine میں چانسلر صاحب اس پر دستخط کر دیں گے ۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا سنڈیکیٹ جو کہ خود یہ بنا رہے ہیں اس میں تمام طبقوں کے لوگ شامل ہوں گے ۔ طلباء کے نمائندے شامل ہوں گے ۔ ان سے مشورہ کر لیا جائے ۔ تو میرے خیال میں وزیر صاحب ضد نہ فرمائیں اور معمولی سی ترمیم کو منظور فرما لیں ۔ اس سے وہ آئندہ پیچیدگیوں سے بچ جائیں گے ۔ چانسلر صاحب کوئی ضروری نہیں ہے کہ غلطی نہ کرے ایک آدمی غلطی کر سکتا ہے ۔ سنڈیکیٹ سے اگر مشورہ کر لیا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم جس ضمن کے متعلق ہے اس میں کہا گیا ہے "کہ چانسلر اور اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد اور سینٹ کے اجلاسوں کی صدارت کرے گا" ۔ میری ترمیم کے نتیجے میں یہ اس طرح پڑھی جائے گی ۔ "چانسلر یا سینٹ کی طرف سے نامزد کردہ شخص یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد اور سینٹ کے اجلاسوں کی صدارت کرے گا" ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ کے اجلاسوں کی صدارت کے لئے کسی شخص کی چانسلر کی

طرف سے نامزدگی کوئی مستحسن بات نہیں ۔ سینٹ کے اجلاسوں کی صدارت کے لئے سینٹ کو اختیار دینا چاہئے کہ وہ اپنے میں سے جس آدمی کو سینئر سمجھے وہ یہ اختیار اس کو تفویض کر دے ۔ اس طرح سے یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کے لئے ایک نہایت ممتاز ماہر تعلیم کسی سیاسی شخصیت کا انتخاب کیا جاتا ہے ۔ لیکن اگر یہ اختیار بھی سینٹ کو دے دیا جائے تو اس سلسلے میں انتخاب کی زیادہ بہتر اور متحسن صورت پیدا ہو سکے گی ۔ میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ سینٹ کے جلسوں کی صدارت کے لئے سنڈیکیٹ کو نامزدگی کا اختیار دیا جائے ۔ سینٹ کے اجلاسوں کی صدارت کے لئے نامزدگی کا اختیار سینٹ کو ہونا چاہئے ۔ جیسا کہ جناب والا آپ سمجھتے ہیں عام اداروں میں یہی طریق کار ہوتا ہے کہ جب سپیکر یا صدر موجود نہ ہو تو خود اسمبلی اس سلسلے میں کسی مناسب آدمی کا انتخاب کرتی ہے ۔ یا اس کی نامزدگی کرتی ہے چونکہ یہ ایک جمہوری ادارہ ہے ۔ اس لئے یہاں بھی کسی ایک شخص کو نامزدگی کا اختیار دینے کی بجائے اختیار سینٹ کو ملنا چاہئے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری یہ ترمیم نہایت مناسب اور سیدھی سادھی ہے اور میں جمہوری تقاضوں کے مطابق ہے ۔ جناب والا ٹھیک ہے کہ قانون کسی کو بھی صدارت کرنے کا اختیار دے سکتا ہے مگر سوائے ان رولز کے جو ایجوکیشن کمیشن کے لئے بتائے گئے ہیں اور جن میں بعینہ اسی قسم کے اختیارات دئے گئے ہیں کہ اگر صدر ایجوکیشن کمیٹی کسی وقت حاضر نہ ہو تو پھر وہی چیرمین کمیٹی کے کسی دوسرے کو نامزد کر دیتا ہے ۔ اور کہیں بھی ایسی نظیر نہیں ملتی ۔ جب چیئرمین صدارت کرنے کے لئے موجود نہ ہو تو پھر اس کا اختیار باقی ماندہ افراد کو دیا جاتا ہے یا اس سے جونیئر کو ۔ اگر یوں بھی کر دیا جاتا تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوتا اگر چانسلر غیر حاضر ہو یا چانسلر موجودہ نہ ہو تو جمہوری تقاضوں کے مطابق بقیہ حاضر ارکان سینٹ کو اختیار دیا جاتا کہ وہ اپنے میں سے کسی کو صدر نامزد کریں اگر یہ بھی مناسب نہ تھا تو next junior جو پرو چانسلر ہو سکتا ہے یا وائس چانسلر بھی ہو سکتا ہے اس طرح کا آدمی مختص کر لیا جاتا تو وہ بھی ایک جمہوری تقاضے کو پورا کر سکتا تھا لیکن یہ کہہ دینا کہ اگر چانسلر موجود نہ ہو تو وہ کسی دوسرے کو صدارت کے لئے مقرر کر سکتا ہے اور اس میں یہ شرط بھی نہ لگائی جائے کہ آیا وہ یونیورسٹی کی اتھارٹیز میں سے ہوگا ۔ آیا وہ سنڈیکیٹ میں سے ہوگا ۔ اکیڈیمک سے ہوگا یا سینٹ سے ہوگا جن کے مجموعے کا نام یونیورسٹی ہے میں سمجھتا ہوں کہ مجبوری نہیں ہے ۔

اسی کے ساتھ پرو چانسلر کو یہ اختیار دینا کہ وہ ان تمام اتھارٹیز میں سے کسی کا بھی اگر رکن نہ ہو۔ وہ یونیورسٹی کی سارے حلقہ نیابت کا رکن نہ بھی ہو تب بھی وہ جسے چاہیں اختیار دے سکتے ہیں کہ جا کر ان کی میٹنگ کی صدارت کرے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قطعی طور پر جمہوری نہیں ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اگر واقعی اس بل کے وہ تقاضے پورے کرتے ہیں جن کو اغراض و مقاصد میں لکھا گیا ہے تو اس میں ترمیم کریں اس کا اختیار سینٹ کو دیں کہ وہ پھر جس کو چاہے اپنے میں سے کسی کو صدارت کرنے کے لئے مقرر کرے چہ جائے کہ جناب چانسلر کو یہ اختیار ہو اور وہ بھی اتنا کھلا کہ یہ پابندی نہ ہو کہ سینٹ میں سے کسی کو مقرر کریں بلکہ جس کو چاہے کر دیں یہ قطعی طور پر مناسب نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب سپیکر ۔ اس کو پڑھنے کے بعد اور اس کو بنظر غور دیکھنے کے بعد یہ محسوس ہوتا ہے کہ تمام اختیارات اور ہر قسم کی صوابدید چانسلر کی ذات میں تفویض کر دی گئی ہے ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چانسلر کی ذات کو ہر لحاظ سے نمایاں اور conspicuous کیا گیا ہے وہ کہ سینیٹ سے سینڈیکیٹ سے اور ہر قسم کی اتھارٹیز سے بھی بالا ہیں ۔ اس کو لائل پور کا گھنٹہ گھر بنانے کی کوشش کی گئی ہے کہ ہر طرف سے چانسلر کی ذات نظر آوے ۔ حزب اقتدار اور وزیر تعلیم کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ اس گھنٹہ گھر کی شان و شوکت میں قطعاً کسی قسم کی کمی نہ آئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ نامزد وہ خود کریں لیکن مشورہ سنڈیکیٹ سے ہو کیونکہ یہ ادارہ فنی قسم کا ہے اور اس میں زیادہ اچھا اور مفید مشورہ یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ دے سکتی ہے ۔ سینٹ کا حصہ بھی ہے ۔ اور سینٹ کی صدارت کا مسئلہ بھی ہے ۔ اگر چانسلر سنڈیکیٹ کے مشورہ سے کسی کو اس صدارت کے لئے نامزد کریں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے حزب اقتدار کے وقار میں کوئی فرق نہیں آئے گا ۔ چانسلر کی شخصیت بھی وہیں موجود رہے گی اور حکم احکام بھی ویسے ہی چلیں گے لیکن یونیورسٹی کے لئے اور طلبا کے لئے زیادہ بہتر ہوگا اگر سنڈیکیٹ کے مشورے سے چانسلر کسی آدمی کو نامزد کرے۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس

قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر او ۲ میں وارد ہونے والے الفاظ "اس کی طرف سے نامزد کردہ شخص" کی بجائے الفاظ "اس کی طرف سے سنڈیکیٹ کے مشورہ پر نامزد کردہ ایک شخص" ثبت کیا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کے اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر ۱ میں وارد ہونے والے الفاظ "اس کی طرف سے نامزد" کی بجائے الفاظ "سینٹ کی طرف سے نامزد" ثبت کئے جائیں۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سردار امجد حمید خان دستی کی ترمیم برائے منظوری پیش ہے۔ سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر ۱ کے الفاظ "سے" اور "نامزد" کے درمیان الفاظ "سنڈیکیٹ کے مشورے سے" ثبت کئے جائیں۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۴) کی سطر ۲ میں وارد

ہونے والے الفاظ ''تجویز'' اور ''چانسلر'' کے درمیان الفاظ ''سینٹ کی سفارشات اور'' ایزاد کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause 4 of Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education between the words ''to'' and ''confirmation'' occurring in line 2, the words ''recommendations by the Senate and'' be inserted.

Shaikh Aziz Ahmad : Opposed.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جس تحتی ضمن کے متعلق میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ کوئی اعزازی ڈگری عطا کرنے کی تجویز چانسلر کی توثیق کے تابع ہوگی ۔ میری ترمیم کے مطابق یہ الفاظ اس طرح ہوں گے ۔ ''کوئی اعزازی ڈگری عطا کرنے کی تجویز سینٹ کی سفارشات اور چانسلر کی توثیق کے تابع ہوگی ۔ جناب والا ۔ اس ترمیم کا مقصد بڑا واضح ہے اور وہ یہ ہے کہ اعزازی ڈگری عطا کرنے کا شرف یقیناً چانسلر کی توثیق کا مستحق ہے لیکن اسکے لئے اگر سینٹ کی سفارشات کو لازمی قرار دے دیا جائے تو اعزازی ڈگری عطا کرنا یا اس کے لئے کسی شخص کو منتخب کرنے کا کام نہ صرف یہ کہ زیادہ آسان ہو جائے گا بلکہ زیادہ منصفانہ اور زیادہ صحیح بھی ہوگا ۔ آپ جانتے ہیں کہ یونیورسٹی کی اعزازی ڈگری ایک بہت بڑا اعزاز ہے ۔ جو کسی شخص کو عطا کیا جاتا ہے ۔ اس کو اگر ہم سینٹ کے مشورہ سے انجام دیں تو یہ اعزاز یقیناً انتہائی مستحق لوگوں کو ملے گا ۔ جب کہ اس سلسلے میں یہاں ابہام برقرار رکھ کر صرف چانسلر کی توثیق ہی لازمی رکھی جا رہی ہے اور سینٹ کو نظر انداز کر دیا گیا ہے جس سے ممکن ہے کہ یہ اعزاز زیادہ مستحق اور زیادہ صحیح لوگوں کو نہ مل سکے ۔ اس لئے میری یہ استدعا ہے کہ یہ ترمیم منظور کر لینی چاہئے کہ چانسلر کو توثیق کے اختیارات بھی باقی رہیں اور سینٹ کو بھی اس سلسلے میں سفارش کی حد تک انتخاب کا حق حاصل ہو جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں سمجھ نہیں سکا کہ چانسلر کے

اختیارات میں بطور قانون یہ درج کر دینا کہ وہ جس کو چاہیں اعزازی ڈگری دیں اور اس سلسلے میں کوئی تجویز جو اس یونیورسٹی کی پاس کردہ ہی ہو سکتی ہے اس کو واپس لے سکیں ۔ ایک طرف تو آپ نے پہلے ہی کلاز نمبر ۴ میں یونیورسٹی کو اختیار دیا ہے ۔ اس میں لکھا ہے :

Clause 4 (d) says:
"(d) to confer honorary degrees or distinctions on approved persons in the manner prescribed;"

ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ یونیورسٹی اس وقت یونیورسٹی کہلائی جا سکتی ہے جب جناب گورنر اس کے چانسلر ہوں اور جب تک وہ چانسلر نہ ہوں وہ یونیورسٹی نہیں ہے ۔ یہ ایک طے شدہ امر ہے کہ چانسلر یونیورسٹی کا ہمیشہ ہی گورنر ہوتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں prescribed manner کا لفظ لکھا ہے یعنی اس میں کسی پروفیسر کو بھی یہ اختیار دیا جا سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ جب وہ اختیار دیگا ۔

Mr. Speaker : That he may determine.

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ نہیں جناب ۔

Mr. Speaker ; That will be subject to this clause.

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ وہ اختیار دینے کا حق صرف یونیورسٹی کو ہے اور وہ یونیورسٹی جس کا صدر چانسلر ہوگا کہ جس کی صدارت میں فیصلہ ہوگا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک طرف تو جناب چانسلر کی صدارت میں فیصلہ ہوگا کہ جناب سپیکر کو دیا جاتا ہے کہ وہ جس کو چاہیں اعزازی ڈگری دے دیں اور جناب چانسلر کی اس پر مہر بھی ہو اور جب جناب چانسلر کوئی ڈگری دینا چاہیں تو وہ بھی چانسلر کے تابع کر دیں تو یہ کہاں کا قانون اور کہاں کا قاعدہ ہے ۔ ایک طرف تو یہ اختیار یونیورسٹی کو دیا جاتا ہے اور دوسری طرف وہی اختیار جناب گورنر کو دیا جاتا ہے ۔ جب ان کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہو کہ اس کو ڈگری دینی ہے تو پھر بھی جناب چانسلر اس کو رد کر سکتے ہیں ۔ جب کہ وہ سمجھیں کہ یہ نامناسب ہے تو وہ تجویز پاس نہیں ہو سکتی۔ تو میں یہ عرض کرونگا کہ یہ ترمیم اس دفعہ ۴ کے منافی ہے کہ جو ہم پہلے منظور کر چکے ہیں اور اس کو یہاں رکھنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

That in sub-clause (4) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "to" and "confirmation", occurring in line 2, the words "recommendations by the Senate and" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ موجود نہیں ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ترمیم نمبر ۳۶ ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اسکے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۵) کے آخر میں الفاظ "نیز وہ سینیٹ کو اس کی وجوہ سے مطلع کریگا" ایزاد کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۰ کی تحتی ضمن (۵) کے آخر میں الفاظ "نیز وہ سینیٹ کو اس کی وجوہ سے مطلع کریگا" ایزاد کئے جائیں ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ۔ میں اس کی مخالفت کرتی ہوں ۔

وزیر قانون ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir I move.

That in sub-clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or withhold assent"

occurring in line 3, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or withhold assent" occurring in line 3, be deleted.

Sheikh Aziz Ahmed : I oppose it.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Opposed.

Minister for Law ; I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ آپ نے نوٹ فرمایا ہوگا کہ وزیر تعلیم صاحب حاضر نہیں ہیں ۔ جب بل کا دولہا ہی موجود نہیں تو ہماری بات کون سنے گا ؟

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو مجھ سے اجازت لے کر گئے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ ہماری باتوں کا جواب کون دے گا ؟

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ٹھیک ہے کہ دولہا کے بغیر دلہن کی بات کوئی نہیں سنتا مگر میں تو موجود ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اعوان صاحب جب بولتے ہیں تو کفن پھاڑ کر بولتے ہیں ۔

جناب والا ۔ جس ضمن میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے اس میں کہا گیا ہے کہ ۔

> چانسلر کو اختیار ہوگا کہ ایسے دساتیر کو سینیٹ کی طرف سے اس کو پیش کئے جانے ضروری ہوں ، کی منظوری دے دے یا منظوری روک لے یا دوبارہ غور کرنے کے لئے سینیٹ کو واپس بھیج دے ۔

میں یہ اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ نیز ''وہ سینیٹ کو اس کی وجوہ سے مطلع کریگا''۔ آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کا اختیار اگر لامحدود ہو تو اس کے کیا نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔ زیر بحث ضمن میں بھی چانسلر کے اختیارات غیر مشروط بھی ہیں اور بے پناہ بھی ! اسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ دساتیر کی منظوری روک لے یا واپس بھیج دے کہ اس پر مزید غور کیا جائے ۔ ایسی صورت میں اس کے لئے یہ لازمی ہونا چاہیے

کہ وہ اس کی وجوہ بھی بیان کرے کہ وہ کونسی فنی مقتضیات ہیں اور وہ کونسے اسباب ہیں جن کے پیش نظر اس نے اسے دوبارہ غور کیلئے بھیجا ہے ۔ اگر یہ وضاحت یہاں موجود نہ ہو تو یہ امکان موجود ہے کہ سینیٹ جیسے ادارہ کے جو یونیورسٹی کا سب سے بڑا ادارہ ہوتا ہے منظور شدہ دساتیر کو بلا وجہ تاخیر میں ڈالنے کے لئے نامنظور کیا جائے یا اس کی منظوری روک لی جائے اور بغیر وجہ بتائے واپس بھیج دیا جائے ۔ اس الجھن کو دور کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس طرح آئین میں یہ اختیار صدر کو اور گورنر کو مشروط طور پر دیا گیا ہے یہاں بھی چانسلر کو مشروط طور پر یہ اختیار دیا جانا چاہیے ۔ تاکہ چانسلر کو یہ موقع نہ مل سکے کہ وہ سینٹ جیسے بڑے اور اہم ادارے کے پاس کردہ قوانین اور دساتیر بغیر کسی وجہ کے واپس کر دے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب سپیکر ۔ اگر ہم اس بل کے اغراض و مقاصد کی طرف توجہ کریں تو اس میں یہ صاف طور پر ظاہر ہے کہ اس یونیورسٹی کی قانون سازی کا مقصد اس کو جمہوری بنانا ہے اور نئی تعلیمی پالیسی کے تحت جو صحیح قسم کی خودمختاری ہے اس کو نمایاں کرنے کے لئے یعنی اس یونیورسٹی کو خود مختار اور جمہوری بنانے کے لئے یہ بل زیر غور لایا جا رہا ہے ۔ بڑی شدو مد سے جناب وزیر تعلیم یہ فرماتے ہیں کہ ہم نے فلاں سٹوڈنٹس آرگنائزیشن سے بھی مشورہ کیا ہے ۔ اکیڈمک کونسل سے بھی مشورہ کیا ہے اور ان سب کے مشوروں کے بعد جو انہوں نے ترمیمیں بیان کی ہیں ، ہم نے یہاں داخل کی ہیں ۔ لیکن میں یہ پوچھتا ہوں کہ یہ بھی انہوں نے مشورہ دیا تھا کہ ان سب کی رائے ، سینیٹ کی رائے اور سب سے بڑی باڈی کی رائے کو مسترد کرنے کے لئے صرف ایک واحد شخص کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ اپنی assent withheld کر سکے جس کے لئے کوئی وجہ نہیں بتائی گئی کوئی مقصد نہیں بتایا گیا ، سوائے اس کے کہ جس طرح سے مسلمان ہر کام شروع کرنے سے پہلے یہ کہتا ہے کہ میں شروع کرتا ہوں نام اللہ سے ، اور بند کرنے کے بعد بھی ، اس لئے وہ یہ سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر قسم کے نقائص سے بری ہے اور اس سے کسی قسم کی غلطی نہیں ہو سکتی ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سمجھنا کہ چانسلر سے کسی قسم کی غلطی نہیں ہو سکتی یہ نہایت فحش غلطی ہے اور سینیٹ کے اختیارات ، سنڈیکیٹ کے اختیارات ، اکیڈمک کونسل کے اختیارات چھیننے کے مترادف ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جناب فاضل وزیر تعلیم کی بالکل بودی دلیل ہے کہ تمام طبقات سے مشورہ کرنے کے بعد یہاں

صحیح قسم کی امنڈمنٹس انہوں نے insert کی ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان میں سے کسی ادارے نے ان کو یہ مشورہ نہیں دیا کہ اس قسم کی یہاں شق لائی جائے اور ایک فرد واحد کے ذمے لگا دیا جائے کہ ان کے ہر کام کو منظور فرمائیں یا نامنظور فرمائیں ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اقتدار ٹھنڈے دل سے غور کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے گی کہ ایک شخص کو یہ اختیار نہیں دینا چاہیے ۔ سینیٹ اور سنڈیکیٹ جو بڑے غور و خوض کے بعد فیصلے کرتی ہے ، ان کو بلاوجہ نامنظور کرنے کے لئے چانسلر کو یہ اختیار نہیں دینا چاہیے ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "reconsideration" and full stop appearing at the end, the words "intimating reasons thereof the Senate" be inserted.
>
> (The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub clause (5) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the words "or withhold assent" occuring in line 3, be deleted.
>
> (The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That Clause 10 form part of the Bill,

Chaudhri Amanullah Lak : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری امان اللہ لک ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس ضمن کے متعلق مختلف ترامیم میرے فاضل دوستوں نے دیں اور ان کے دلائل دیے ۔ لیکن اپنے طریق کار کے مطابق حزب اقتدار نے اپنے حسین کانوں کو بالکل بند کر لیا ہے ۔ میں اب یہ اپنا تلخ فریضہ سمجھتا ہوں کہ اس کے متعلق کچھ وضاحت کے ساتھ بیان کر سکوں ۔ یہ ضمن نہایت ہی اہم ، نہایت ہی ضروری اور مجموعہ تضادات کی حامل ہے ۔ اس کی وجوہات صاف بالکل واضح ہیں ۔ ابھی ابھی ہم نے کلاز نمبر ۹ منظور کی ہے جس

میں پروچانسلر کو وہ اختیارات تفویض کئے ہیں جو اس یونیورسٹی کی ہیئت حاکمہ کے کسی افسر کو حاصل نہیں ۔ جب اس کلاز پر پہنچتے ہیں تو اس کے بعد ایک نئے شخص کو یہاں ابھرتے ہوئے دیکھا جاتا ہے ۔ جب سندات کی تقسیم کا جلسہ ہوگا اس وقت وہاں پروچانسلر کو غائب کر دیا گیا ہے ۔ ایک طرف اس کو خاص اہمیت دی گئی ہے جس کی ہم شد و مد کے ساتھ مخالفت کرتے رہے ہیں کہ پروچانسلر کو جو ایک سیاسی ذمہ‌دار شخصیت ہوگا اس کو یونیورسٹی کی آزادی میں اور یونیورسٹی کے تعلیمی ماحول میں مداخلت کی اجازت نہ دی جائے ۔ لیکن اس کے باوجود اس پہ اصرار کیا جاتا رہا اور اس کو صحیح طریقے سے ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ۔ پروچانسلر کی اہم ترین پوسٹ تخلیق کر دی گئی ۔ اب ضمن ۱۰ پر پہنچنے کے بعد نامعلوم کون سے خطرات ہیں جو پروچانسلر سے یہاں لاحق ہوئے ہیں کہ چانسلر کی عدم موجودگی میں ، ان کی بیماری میں یا ان کے چھٹی پہ ہونے کی صورت میں یا available نہ ہونے کی صورت میں اہم ترین جلسہ اسناد کے سلسلے میں پروچانسلر کو غیر اہم بنا دیا گیا ہے ۔ اس لئے جناب والا ۔ یہ consequence ہے ، نیچرل ہے ، طبعی ہے اور جائز ہے ، جیسا کہ ابھی انہی بینچز کی طرف سے یہ ثابت کیا جاتا رہا ہے کہ پرو چانسلر کے بعد چانسلر اہم ترین ذمہ داری کی پوسٹ ہے ۔ اس کو چانسلر کے بعد اب پروویژن کے تحت اختیار دیا جانا مناسب تھا جائز تھا کہ وہ تقسیم اسناد کے جلسوں کی صدارت کریں ۔ اب بھی وقت ہے کہ اس پر نظر ثانی کی جا سکے ۔

اس کے علاوہ جناب والا ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوستوں نے یہاں فرمایا ہے تحتی ضمن (ہ) کے تحت چانسلر کو وسیع اختیارات دے دئے گئے ہیں ۔ جس کے پیش نظر وہ تمام فیصلے ، وہ تمام احکامات کالعدم قرار دئے جا سکتے ہیں ۔ ان کو منظوری دے سکتا ہے، اس منظوری کو روک لیتا ہے، یا اس کو دوبارہ غور کرنے کے لئے واپس بھیج سکتا ہے ۔ تو اس میں جناب والا ، ایک حصہ جس میں میرے فاضل دوستوں نے ترمیم پیش کی تھیں وہ منظوری روک لینے کے متعلق تھیں ، نہ معلوم اس کو کیوں قبول نہیں کیا گیا ، اس کا جواز کیا ہے ؟ اگر اس میں تھوڑی سی ترمیم کر لی جائے کہ منظوری روک لے ، اور اس کو دوبارہ غور کے لئے سینیٹ کو بھیج دے تو بھی کوئی نہ کوئی بات بن سکتی تھی ۔ اس کو اب بھی منظور کر لینا چاہئے ، لیکن اب اس کو مجموعہ تضاد بنا دیا گیا ہے اور غیر ذمہ

دارانہ قسم کی بالا دستی چانسلر کو دے دی گئی ہے ۔ اس لئے میں اب بھی اپنے فاضل دوستوں سے استدعا کروں گا کہ وہ اس پہ نظر ثانی فرمائیں ۔

اس کی اب تحتی ضمن (۶) کو ملاحظہ فرمائیں ''چانسلر کسی شخص کو کسی ہیئت حاکمہ کی رکنیت سے خارج کرنے کا مجاز ہوگا ۔'' اس کے لئے تین ضمنات رکھی گئی ہیں ، فاترالعقل ہو چکا ہو، ایسی ہیئت حاکمہ کے رکن کی حیثیت سے فرائض انجام دینے کے نا اہل ہو چکا ہو ۔ یہ نمبر ۲ بالکل مبہم ہے اور بالکل غیر واضح ہے ۔ نمبر ۳ یہ ہے ، جسے کس قانونی عدالت نے اخلاق باختگی کے کسی جرم کا مرتکب قرار دیا ہو ۔ اس کے لئے نہ پیریڈ کا تعین ہے ، نہ اس کے لئے طریق کار کا کوئی تعین ہے ، عام طور پر جناب والا ، جناب ایک فاضل وکیل ہیں ، جناب نے دیکھا ہوگا ہر شق میں جہاں کہ عدالت کو یہ اختیار دیا جاتا ہے سزا کا کچھ نہ کچھ پیریڈ کچھ نہ کچھ طریق کار تعین کیا گیا ہے جو یہاں وہ نہیں ہے یہاں لکھا ہے کہ ایسی ہیئت حاکمہ کے رکن کی حیثیت سے فرائض انجام دینے کا نا اہل ہو چکا ہو، اس کو نا اہل کس نے قرار دینا ہے، اس کا طریق کار کیا ہے، اس کی وضاحت سارے ایسے بل میں کہیں نظر نہیں آتی ، اس ضمن کے متعلق اس کی وضاحت بالکل مبہم ہے ، اس کا ابہام دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس پر ہمارے فاضل دوست دوبارہ غور و خوض فرمائیں ۔

اس کے علاوہ آخر میں میں جناب ضمن نمبر ۳ کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر چانسلر کو اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ کسی ہیئت حاکمہ کی طرف سے سر انجام دی گئی کارروائی قانون ہذا، دساتیر، ضوابط اور قواعد کے مطابق نہیں تو وہ اسی ہیئت حاکمہ سے بیان وجوہ طلب کرے گا ۔ لیکن اس کے بعد اس کے نوٹس کے متعلق کوئی تفصیل بیان نہیں کی گئی ۔ اس کے متعلق بھی اگر وضاحت کر دی جائے تو یہ زیادہ جامع اور مناسب ہوگا ۔ میں ان الفاظ کے ساتھ جناب وزیر موصوف سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ اس پر پھر غور فرمائیں کیونکہ آخری ''نہ'' اور ''ہاں'' کا وقت ہے ۔ اس لئے وہ اس سے قبل اپنے گناہوں کی تلافی اگر کرنا چاہتے ہوں، تو کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۱۰ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۱)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۱ زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ترمیم گرانٹ کمشن کے الفاظ ثبت کرنے کے متعلق ہے ۔ نئی تعلیمی پالیسی کے پیش نظر جناب والا وزیر تعلیم نے واضح طور پر یقین دہانی کرائی ہے کہ عنقریب تمام یونیورسٹیوں کے لئے گرانٹ کمشن قائم کیا جائے گا ۔ جب گرانٹ کمشن قائم ہو جائے گا تو اس بل کی متعلقہ دفعات میں ترمیم کر دی جائے گی ۔ اس لئے میں اس مرحلے پر اس یقین دہانی کے پیش نظر یہ ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۱ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۲)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۱ زیر غور ہے ۔ تابش صاحب اب آپ کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ پرو چانسلر کے سلسلے میں اس میں سے پہلے چونکہ ایک ضمن پاس ہو چکی ہے اس لئے میں اسے press نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۲ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۳)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۳ زیر غور ہے ۔

The House is adjourned for thirty minutes. We shall re-assemble at five past Twelve.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی ۳۰ منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ کلاز نمبر ۱۳ زیر غور تھی ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کورم بالکل نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اب میری یہ ترمیم غیر موثر ہو گئی ہے ۔ اس لئے میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ایوان میں نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ترمیم نمبر ۴۳ ۔

سید تابش الوری ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۱۳ کی تحتی ضمن (۱) کے آخر میں الفاظ ''لیکن کوئی وائس چانسلر مسلسل دو میعادوں کے لئے مقرر نہیں کیا جائے ۔'' ایزاد کئے جائیں ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word ''years'' and full-stop appearing at the end, the words ''but no Vice Chancellor shall be appointed for two consecutive terms'' be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ترمیم نمبر ۴۴ پیش کریں ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ کلاز نمبر ۱۲ کو بل کا حصہ بنانے کی تحریک پیش کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ مجھے کہنے کی ضرورت نہیں ہوتی ۔ سمجھا یہی جاتا ہے کہ یہ بل کا حصہ ہو گئی ہے ۔ سید تابش الوری ۔ نمبر ۴۴ ۔

سید تابش الوری ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۱۳ کی تحتی ضمن (۱) کی سطرا میں الفاظ تقرر اور

"چانسلر" کے مابین الفاظ "سینیٹ کے ان نامزد ارکان میں سے "ایزاد کئے جائیں۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "years" and full-stop appearing at the end the words "from amongst these nominees of the Senate" be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ رانا پھول محمد خان ۔ راؤ محمد افضل خان اور سردار امجد حمید خان دستی ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ وائس چانسلر یونیورسٹی میں ایک کلیدی منصب کا مالک ہوتا ہے اس اعتبار سے اس کو اپنی ملازمت اور اپنے فرائض کے سلسلے میں زیادہ بااختیار ہونا چاہیے تاکہ وہ یونیورسٹی کے معاملات اپنی مہارت فنی اور آزادی رائے کے ساتھ انجام دے سکے ۔ لیکن یہاں وائس چانسلر کے تقرر کو چانسلر کی خوشنودی کے تابع کر دیا گیا ہے اور یہ کہہ دیا گیا ہے کہ وہ جن شرائط و قیود پر اس کو مقرر کرنا چاہے کر سکتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وائس چانسلر کے سر پر خوف اور دباؤ کی ایک تلوار لٹکتی رہے گی اور وہ چانسلر کی خوشنودی مزاج کے مطابق اپنے فرائض انجام دینے پر مجبور ہوگا ۔ اس کے ساتھ ہی اس میں یہ بھی کوئی وضاحت نہیں کی گئی کہ ایسا شخص جو صرف چانسلر کا منظور نظر ہوگا اس کے عہدے کی میعاد کیا ہوگی ۔ ظاہر ہے اگر کوئی ایسا شخص وائس چانسلر مقرر کر دیا جائے جو خود مختار اور آزاد ہو اور اپنی مرضی کے مطابق یونیورسٹی کے فرائض انجام دینا چاہتا ہو تو اس کے لئے تو اس سلسلے میں مزید پابندی کی ضرورت نہیں ہے لیکن موجودہ صورت میں جب کہ وائس چانسلر کو چانسلر کا تابع بنا دیا گیا ہے اور اس کو اس کے تمام اختیارات سے محروم کر کے چانسلر کی خوشنودی مزاج کا محتاج کر دیا گیا ہے تو ایسا شخص صرف ایک میعاد کے لئے تو قابل قبول ہو سکتا ہے دو میعادوں کے لئے نہیں ۔ اس میں یہ ابہام موجود ہے کہ وہ چاہے تو لامتناہی مدت کے لئے اپنے عہدے پر برقرار رہ سکتا ہے ۔ اس لئے میری ترمیم ایک تو اس مقصد کے لئے

ہے کہ وہ دو میعادوں کیلئے مقرر نہ کیا جا سکے اور صرف چار سال سے زیادہ اس کی مدت نہ ہو ۔ میری دوسری ترمیم میں کہا گیا ہے کہ وائس چانسلر کی تقرری سینیٹ کے نامزدگان میں سے ہونی چاہیے ۔ اس لئے کہ سینیٹ سنڈیکیٹ اور یونیورسٹی کے عمومی معاملات کو بہتر طور پر چلانے کے لئے اس بات کی انتہائی ضرورت ہے کہ اس سلسلے میں سینیٹ سے ایک ایسا پینل نامزد کرایا جائے جس میں سے چانسلر صحیح آدمی کا انتخاب کر سکے ۔ جناب والا ۔ چونکہ وائس چانسلر کے لئے زیر بحث ضمن میں کسی قسم کا کوئی تعلیمی معیار یا علمی استعداد متعین نہیں کی گئی اس لئے یہ اندیشے موجود ہیں کہ چانسلر کسی ایسے ناموزوں شخص کو مسلط نہ کرے جس کو یونیورسٹی کے معاملات اور اس کے فرائض سے کماحقہ واقفیت نہ ہو ۔ پھر وہ کوئی ایسا شخص بھی نہ ہو جس کا کوئی سیاسی مقصد اور سیاسی پس منظر ہو ۔ اس لئے کہ اگر وائس چانسلر کے طور پر کسی غلط شخص کو مسلط کر دیا جائے تو پوری یونیورسٹی کا نظام درہم برہم ہو سکتا ہے اور نہ صرف یہ کہ لاکھوں کا سرمایہ غلط مقاصد کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے بلکہ پوری یونیورسٹی کا مستقبل تباہ ہو سکتا ہے ۔ اس لئے میری ترمیم یہ ہے کہ وائس چانسلر کا تقرر سینیٹ کے نامزدگان میں سے ہونا چاہیے سینیٹ کو جو یونیورسٹی کا ایک بڑا اہم اور سربراہ ادارہ ہے یہ اختیار ملنا چاہیے کہ وہ اپنے نامزدگان کے ذریعے کسی کو وائس چانسلر کو مقرر کرا سکے ۔ اس سلسلے میں اختیار تو پھر بھی چانسلر کے پاس ہی رہے گا لیکن میری ترمیم کے ذریعے ایک یہ سہولت پیدا ہو جائیگی کہ سینیٹ ایک ایسا پینل نامزد کر سکے گا جو حقیقتاً اس منصب کے لئے اہل افراد پر مشتمل ہوگا اس طرح نہ صرف یہ کہ موجودہ بل میں جن مقاصد کی خاطر اس یونیورسٹی کی تنظیم نو کی جا رہی ہے وہ محفوظ ہو سکیں گے بلکہ جو خدشات اور اندیشے لاحق ہو گئے ہیں اور طلبا اور اساتذہ میں اس سلسلے میں جو بے چینی اور اضطراب ہے اس کو بھی دور کیا جا سکے گا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ ترمیم نہ صرف چانسلر کے اختیارات کو محدود کرتی ہے بلکہ وائس چانسلر کے انتخاب کے لئے بھی زیادہ حقیقت پسندانہ اور زیادہ منصفانہ طریق کار پیش کرتی ہے ۔ اس لئے منظور کیا جانا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں فاضل دوست کی مکمل تائید کرتے ہوئے اپنا حق اس سالم کلاز کی مخالفت کرنے کا محفوظ رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے ترمیم نمبر ۴۳ برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education between the word "years" and full-stop appearing at the end the words "but no Vice-Chancellor shall be appointed for two consecutive terms" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب ایوان کے سامنے ترمیم نمبر ۴۴ برائے منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

That in sub-clause (1) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "years" and full-stop appearing at the end, the words "from amongst these nominees of the Senate" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ترمیم نمبر ۴۶ ۔

سید تابش الوری ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۱۳ کی تحتی ضمن (۲) کے بعد مندرجہ ذیل جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے ۔

"مگر شرط یہ ہے کہ وائس چانسلر کی اسامی اس طرح چھ ماہ سے زائد عرصے تک خالی نہ رہے گی اور اگر یہ عرصہ چھ ماہ سے متجاوز ہو جائے تو تحتی دفعہ (۱) بالا میں مجوزہ طریق

پر کارروائی کی جائیگی ۔"

Mr. Speaker : The amendment moved is:

> That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the full-stop appearing at the end be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely:-
>
> "Provided that such vacancy of the Vice-Chancellor does not exceed 6 months and when it exceeds 6 months, action will be taken as prescribed in sub-section (1) above".

Minister for Education : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جس تحتی ضمن میں یہ ترمیم پیش کی گئی ہے ، اس میں کہا گیا ہے :

> کہ کسی ایسے وقت میں جب کہ وائس چانسلر کا عہدہ خالی ہو یا وائس چانسلر غیر حاضر ہو یا وہ بوجہ علالت یا بسبب دیگر اپنے فرائض سر انجام دینے کے قابل نہ ہو تو چانسلر وائس چانسلر کے فرائض کی انجام دہی کے لئے ایسے انتظامات کرے گا جو وہ مناسب خیال کرے ۔

جناب والا ۔ اس ضمن کے تحت چانسلر کو ایک اور اختیار دے دیا گیا ہے اور وہ اختیار یہ ہے کہ اگر وائس چانسلر کسی وجہ سے اپنے فرائض انجام نہ دے سکے ، یا اسے مجبور کر دیا جائے کہ وہ اپنے فرائض انجام دینے کے قابل نہ ہو تو کسی بھی ایک ایسے شخص کو جس کی نہ qualifications متعین ہیں ، نہ کوئی عرصہ ملازمت متعین ہے ، نہ اس سلسلے میں اور کوئی دوسری شرائط متعین ہیں ، چانسلر کسی بھی وقت وائس چانسلر مقرر کر سکتا ہے ۔ یہ صورت حال جناب والا ، بہت ہی عجیب و غریب ہے اور بہت سے پوشیدہ خطرات کی حامل ہے ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ اگر واقعتاً ایسی ہنگامی صورت پیدا ہو جائے کہ وائس

چانسلر اپنے فرائض انجام نہ دے سکیں تو اس کے لئے چانسلر کو یہ اختیار دیا جا سکتا ہے کہ وہ اس سلسلے میں عارضی انتظامات کریں ۔ لیکن ان عارضی انتظامات کے لئے بھی کسی عرصے کا تعین ضروری ہے اور ایک لامتناہی ایک لامحدود اختیار چانسلر کو دینا کسی صورت میں بھی مناسب نہیں ہے ۔ جناب والا آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس میں اگر اس جملہ شرطیہ کا اضافہ کر دیا جائے کہ یہ انتظامات چھ مہینے سے زیادہ عرصے کے لئے نہ ہوں گے تو نہ صرف یہ کہ وہ خدشے دور ہو جائیں گے بلکہ یہ امکان بھی موجود ہے کہ اس عارضی وائس چانسلر کی وجہ سے یونیورسٹی کے اندر جو فضا پیدا ہوگی ۔ اس سے جس قسم کے نتائج مرتب ہوں گے ۔ ان سے بھی ہمیں نجات مل جائے گی ۔

میرے خیال میں اس ترمیم کو اس لئے بھی منظور کرنا ضروری ہے کہ کسی بھی قانون کو کسی طور پر مبہم اور غیر واضح نہیں ہونا چاہیے ۔ اس میں یہ ابہام موجود ہے اور یہ الجھن موجود ہے کہ اس کے لئے کوئی عرصہ مقرر نہیں کیا گیا ۔ میں آپ سے اور آپ کے توسط سے اس ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس ضمن کو زیادہ واضح اور زیادہ غیر مبہم بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری اس ترمیم کو معہ اس جملہ شرطیہ کو قبول کر لیا جائے تاکہ چانسلر صرف ہنگامی صورت حال میں ایک خاص مدت کے لئے وائس چانسلر کی جگہ کسی شخص کو عارضی طور پر نامزد کر سکے ۔ اگر ایسا نہ ہوا تو اس کے نتیجے میں بے شمار خرابیاں پیدا ہوں گی اور چانسلر کسی بھی شخص کو وائس چانسلر مقرر کر کے یونیورسٹی کے نظام کو درہم برہم کر سکے گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں سالم کلاز پہ بولوں گا جناب ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (2) of Clause 13 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the full-stop appearing at the end, be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely:-
>
> "Provided that such vacancy of the Vice-Chancellor does not exceed 6 months and when it

exceeds 6 months, action will be taken as prescribed in sub-section (1) above".

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۳ بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ کلاز ۱۳ یونیورسٹی کے نہایت ہی اہم عہدے کے متعلق ہے جسے ہم وائس چانسلر کے نام سے موسوم کر رہے ہیں ۔ صحیح معنوں میں ہر یونیورسٹی میں میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑا ایگزیکٹو عہدہ اگر کوئی ہوتا ہے تو وائس چانسلر کا ہوتا ہے اور یونیورسٹی کی تمام تر کارکردگی کا انحصار اور دارو مدار اسی ایک عہدے پر ہی ہوا کرتا ہے ۔ اگر یہ عہدہ صحیح طور پر کام کرے ۔ اگر اس عہدے پر فائز شخص اپنے فرائض منصبی پورے طریق پر ادا کرے تو میں نہیں سمجھتا کہ یونیورسٹی کے انتظام میں کسی قسم کی کوئی خرابی پیدا ہو سکے ۔ یہ اس وقت ہو سکتی ہے جناب والا ۔ جب اس شخص کو اس افسر کو جسے ہم نے وائس چانسلر مقرر کرنا ہے ۔ اسے کم از کم اپنا مستقبل محفوظ دکھائی دے ۔ تب تو وہ غیر جانبدارانہ ، منصفانہ طریق پر اس عہدے پر فائز رہ سکتا ہے ، اس پر کام کر سکتا ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ during the pleasure of the Chancellor کے الفاظ نئے الفاظ نہیں ہیں ۔ پہلے ہر statute میں ، ہر قانون میں یہ ہوا کرتے تھے اور ہوتے رہے ہیں ۔ مگر افسوس یہ ہے کہ جن مدعا اور معانی کے ساتھ یہ الفاظ لیگل ٹرم کی حیثیت میں رکھے جایا کرتے تھے ان کا اب ہم نے لفظی استعمال کرنا شروع کر دیا ہے اور ہم نے یہی سمجھنا شروع کر دیا ہے یہ ایک privilege ہوا کرتی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگرچہ appointing authority جو privilege remarks کے ساتھ appoint کرتی ہے کہ "during the pleasure of so and so" مگر وہ pleasure ذاتی pleasure نہیں ہوا کرتی ۔ بلکہ وہ ایک عہدے کی pleasure ہوا کرتی ہے اور اس pleasure کو in the good interest and good faith استعمال کرنا پڑتا ہے ۔ مگر ہمارا مشاہدہ اور ہمارا تجربہ ، نظائر اور واقعات یہ چیز ثابت کر چکے ہیں ۔ جناب والا ۔ کہ ہم نے اس during the pleasure of so&

so کو اتنا غلط استعمال کرنا شروع کر دیا ہے کہ جس آدمی کی pleasure پہ اس کے ملقت کو کام کرنا پڑتا ہے تو اس کو یہ باور کرایا جاتا ہے ۔ عمل سے بھی ، قول سے بھی اور فعل سے بھی کہ وہ اس کا ذاتی ملازم ہے ۔ اور یونیورسٹی کا انتہائی ذمہ دار افسر جسے ہم وائس چانسلر کا نام دے رہے ہیں اس کے عہدے کو بھی اگر ہم during the pleasure of Chancellor رکھ دیتے ہیں تو میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ اپنا مستقبل کسی شکل میں بھی ۔ کسی بھی وقت میں محفوظ کر سکتا ہے ۔ یا اپنی رائے کا غیر جانبدارانہ استعمال یا اظہار کر سکتا ہے ۔ کیونکہ آج کا دور اس چیز کی اجازت نہیں دیتا ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد اس کلاز میں ایک یہ شق بھی رکھی گئی ہے کہ اگر وائس چانسلر کسی وقت موجود نہ ہو ۔ غیر حاضر ہوں یا اس کو نا اہل قرار دیا جائے یا کوئی بھی صورت پیدا ہو جس سے وہ اپنے فرائض انجام دینے کے قابل نہ ہو ۔ اس میں کوئی صراحت نہیں کی گئی کہ عہدہ کتنے عرصے تک خالی رکھا جائے گا ۔ آیا مستقلاً ہی ایک نئے نظام کے تحت ، اس نظام کے تحت ، جس کی یہ قانون یا بل جو بعد میں ایکٹ بنے گا ، اجازت نہیں دیتا ، آیا اس کے مطابق اس کی تقرری ہوگی یا جس وقت تک چانسلر چاہے اس خالی عہدے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کو جو اس عہدے کا اہل نہ ہو ، تقرری کے قابل نہ ہو ، محض اس سب کلاز کا سہارا لیتے ہوئے جتنے عرصے تک چاہے ، پہلے چار سال کی مدت کے لئے مستقل ایسے آدمی کو تعین کر سکتے ہیں ۔ میں نہیں چاہتا کہ اس قسم کی discretion دی جائے جس کے استعمال سے ، اور جس کے غلط استعمال سے اس ملک میں کئی تباہیاں آ چکی ہیں، نوکر شاہی، بیوروکریسی، افسر شاہی اگر بدنام ہوئی ہیں ، ان کو وسیع تر اختیارات آئے ہیں ، تو وہ اسی discretion کے تحت حاصل ہوئے ہیں ۔ آخر ہم ان کو زیادہ سے زیادہ کیوں پھیلا رہے ہیں ۔ ہم ایسی پوسٹ کو کیوں زیادہ سے زیادہ discretionary بنا رہے ہیں ۔ جس کا سارا دارو مدار یونیورسٹی کی good interest اور ورکنگ پہ ہے ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ از راہ کرم اس کلاز کو اسی شکل میں اس کلاز کا حصہ بنایا گیا تو کوئی بھی وائس چانسلر دل جمعی کے ساتھ اور صحیح معنوں میں اپنے فرائض منصبی انجام نہ دے سکے گا اور جب وائس چانسلر ہی اپنے فرائض منصبی صحیح طریقے پر انجام نہ دے سکے تو پھر آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اس یونیورسٹی کا حشر کیا ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۳ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۴)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۴ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اب میری یہ ترمیم infructuous ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ نمبر ۴۸، چودھری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : For the reasons already stated, I do not press for this amendment.

مسٹر احسان الحق پراچہ ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم پورا ہے ۔ سردار امجد حمید خان دستی

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir I move :

> That in para (i) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "six months" occurring in line 2, the words "three months" be subsittuted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (i) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "six months" occurring in line 2, the words "three months" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti Sir I move :

> That in para (iv) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on

Education, between the word "Authorities" and semi-colon occurring at the end, the words "in consulation with the Controller of Examinations" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (iv) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Authorities" and semi-colon occurring at the end, the words "in consultation with the Controller of Examinations" be inserted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

سردار امجد حمید خان دستی ۔ اس میں جناب یہ discretion دی گئی ہے کہ وائس چانسلر صاحب کو اختیار ہوگا کہ وہ کوئی نئی post create کریں یا temporary Post چھ ماہ کے لئے create کریں ۔ جناب والا اس میں میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ چھ ماہ کے لئے temporary طور پر کسی کو ملازم رکھنا ناموزوں ۔ ہے اس لئے یہ عرصہ کم کر کے تین ماہ کر دیا جائے تاکہ وہ تعنیاتی باقاعدگی سے ہو ۔

اس کے علاوہ جناب Paper Setters اور Examinors کا جہاں تک تعلق ہے اس کے ساتھ زیادہ تعلق کنٹرولر آف ایگزامینیشن کا ہونا چاہئے اور اسی لئے میں نے یہ امنڈمنٹ پیش کی ہے جب یہ Paper Setters یا Examinors تعینات کئے جائیں تو یہ کنٹرولر آف ایگزامینیشن کے مشورے سے کئے جائیں تاکہ صحیح قسم کے آدمی آ سکیں اور اس میں کسی قسم کی favouritism کا امکان نہ ہو اور کنٹرولر آف ایگزامینیشن ہی اس بارے میں صحیح مشورہ دے سکتا ہے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That in para (i) of sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "six months" occurring in line 2, the

words "three month" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (iv) of Sub-clause (4) of Clause 14 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Authorities" and semi-colon occurring at the end, the words "in consultation with the Controller of Examinations" be inserted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۴ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۵)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۵ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اب یہ infructuous ہو گئی ہے اس لئے میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

Mr. Speaker : Yes Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education between the words "Syndicate" and "on" occurring in line 3, the words "from amongst the teachers of the University" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Syndicate" and "on" occur-

ring in the line 3, the words "from amongst the teachers of the University" be inserted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یونیورسٹی میں رجسٹرار کا عہدہ مختلف نوعیت کی تدریسی ذمہ داروں کا حامل ہے ۔ یہاں اصل ضمن میں یہ اختیار دیا گیا ہے کہ "رجسٹرار یونیورسٹی کا ایک ہمہ وقتی افسر ہوگا اور سنڈیکیٹ اس کا ایسی شرائط اور ضوابط پر تقرر کرے گا جن کا وہ تعین کرے" میری ترمیم صرف اتنی ہے کہ "اور جسے سنڈیکیٹ یونیورسٹی کے اساتذہ میں سے ایسی شرائط و قیود پر تعینات کرے گی ۔" آپ جانتے ہیں کہ اس ادارے میں اس کے کارکنوں کے لئے اور کام کرنے والوں کے لئے ایک قسم کی ترغیب اور ترقی کے مواقع کا ہونا نہایت ہی ضروری ہے۔ رجسٹرار چونکہ ایک فنی منصب ہے اور یونیورسٹی کے بہت سے معاملات میں جو تعلیم و تدریس سے اور انتظامی امور سے متعلق ہوتے ہیں اس کا فیصلہ پہلی سطح پر رجسٹرار کو کرنا ہوتا ہے ۔ اس لئے یہاں یہ بات اہم ہے کہ رجسٹرار کے طور پر کس شخص کو مقرر کیا جائے۔ یا کن لوگوں کو ترجیح دی جائے یا کن لوگوں کا انتخاب لازمی قرار دیا جائے ۔ میرے خیال میں وہ لازمی طور پر اساتذہ ہونے چاہئے ۔ جناب والا ۔ اگر ہم اساتذہ کے لئے یہ دروازہ کھول دیں گے تو نہ صرف یہ کہ اساتذہ کے درمیان مسابقت کا جذبہ پیدا ہو جائے گا اور وہ اس منصب کو حاصل کرنے کے لئے اپنی ہمت اور استعداد سے بڑھ چڑھ کر کام کریں گے بلکہ ہمیشہ کے لئے یہ اصول بھی طے ہو جائے گا کہ یونیورسٹی کا اتنا بڑا منصب یونیورسٹی ہی کے لوگوں کے ذریعے پر کیا جانا چاہئے ۔

جناب والا ۔ آپ کو معلوم ہے کہ رجسٹرار یونیورسٹی کے داخلی معاملات کے سلسلے میں اساتذہ اور دوسرے ملازمین کے کتنا قریب ہوتا ہے اور اگر اس عہدہ کو ملازمین ہی سے پر کیا جائے گا کہ اس اہم عہدہ کو باہر سے درآمدہ آدمی کی بجائے انہی لوگوں میں سے پر کیا جائے گا جو یونیورسٹی کی فضا کے لئے ضروری ہے ۔ جناب والا ۔ میں اس ترمیم کو صرف ان الفاظ کے ساتھ آپ کی وساطت سے اس ایوان میں پیش کرتا ہوں کہ اگر آپ واقعی اساتذہ اور دوسرے ملازمین کو زیادہ سے زیادہ اعتماد میں لے کر ان کے لئے ترقی کے مواقع کھولنا چاہتے ہیں اور ان میں مسابقت

کا جذبہ پیدا کر کے اس منصب کو پر کرنا چاہتے ہیں تو میری اس ترمیم کو قبول کرنا نہایت ضروری ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں کلاز as a whole پر عرض کروں گا۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in Clause 15 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Syndicate" and "on" occurring in line 3, the words "from amongst the teachers of the University" be inserted.

(The motion was lost).

Mr Speaker : The question is :

> That Clause 15 of the Bill form part of the Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it Sir.

حاجی محمد سیف اللہ خان جناب والا ۔ جس طرح رجسٹرار کے فرائض سے یہ واضح ہے کہ رجسٹرار کا عہدہ یونیورسٹی میں بہت ہی اہم عہدہ ہوا کرتا ہے ۔ نہ صرف عہدہ کے لحاظ سے یہ ہمہ وقتی خالص ایک ملازم کا عہدہ ہے بلکہ اہمیت کے لحاظ سے بھی ایسا عہدہ ہے جس کی کوالیفیکشن کا ہونا نہایت ضروری ہے ۔ چانسلر کی کوالیفیکیشن نہ ہوں تو میں سمجھتا ہوں کوئی حرج نہیں یہ ایک منتخب آدمی ہے ۔ اس کے لئے ایسی شرائط نہیں ہیں ۔ لیکن جہاں تک رجسٹرار کا تعلق ہے اس کے لئے یہ تو لکھیں کہ اس کی کوالیفیکیشن کیا ہوں گی ۔ اس کے فرائض تو لکھ دیئے جاتے ہیں مگر استعداد نہیں لکھی جاتی کہ آخر وہ کس اہلیت کا آدمی ہوگا جسے رجسٹرار مقرر کیا جا سکتا ہے ۔ اس اہلیت کو لکھنے سے اپوائنٹمنٹ اتھارٹی اس طور پر پابند ہو جاتی ہے کہ وہ کسی نا اہل آدمی کو یونیورسٹی کے اہم عہدے پر متعین نہیں کر سکتی میں سمجھتا ہوں کہ اگر رجسٹرار کی تقرری بغیر تعلیمی استعداد کے خالص منشا اور مزاج کے مطابق ہوتی ہے ۔ پھر اس عہدہ کا ہونا نہ ہونا میں سمجھتا ہوں ایک برابر ہے اور اس کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی ۔ مگر جب یہ

ایک ہمہ وقتی عہدہ ہے اس کے لئے ہمہ وقتی کام ہوتا ہے اس کی اہلیت بہت زیادہ ہے ۔ اس نے یونیورسٹی کے تمام تر شعبوں کی نگرانی کرنی ہے تو پھر اس کی اہلیت بھی اس قسم کی ہونی چاہئے کہ وہ اس عہدہ کے لئے موزوں ہو ۔ کوئی اتھارٹی اگر کسی وقت بھی چاہے کہ وہ اپنی منشا کے مطابق وہاں آدمی مقرر کر سکے تو وہ اس قابل نہ رہے کہ اپنی منشا کو بروئے کار لا سکے بلکہ صحیح اہلیت کا آدمی اس پر مقرر ہو ۔ چونکہ اس میں اہلیت نہیں ہے اس لئے میں اس کلاز کی پر زور مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۱۵ مسودہ قانون کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۶)

مسٹر سپیکر ۔ اب مسودہ قانون کی ضمن ۱۶ زیر غور ہے ۔ پہلی ترمیم حاجی محمد سیف اللہ صاحب کی طرف سے ہے ۔ حاجی صاحب اس پر بھی وہی اعتراض ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : For the reasons already stated, I don't press my motion No. 54.

Mr. Speaker : Dr. Mohd Sadiq Malhi not present. The motion is not pressed. Next amendment is by Sardar Saghir Ahmad.

Sardar Saghir Ahmed : In view of the decision taken by the House on the earlier amendments I don't propose to move this amendment.

Mr. Speaker : Amendment is not pressed. Next amendment is by Mian Khurshid Anwar.

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۱۶ کی سطر ۲ میں وارد ہونے والے لفظ ''چانسلر'' کی بجائے لفظ ''سینٹ'' ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 16 of of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring twice in lines 2 and 3, the word "Senate" be substituted respectively.

Minister for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move amendment No. 57 please.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۱۶ کی سطر ۲ میں وارد ہونے والے لفظ "چانسلر" کی بجائے لفظ "سینڈیکیٹ" ثبت کیا جائے ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor", occurring twice in lines 2 and 3, the word "Syndicate" be substituted respectively-

Minister for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : Mr. Amjad Hameed Dasti, your amendment is also exactly the same as that of Mian Khurshid Anwar.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Yes, Sir.

> I beg to move :
>
> That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chanceller", occurring twice in lines 2-3, the word "Senate" be subsitituted, respectively.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring twice in lines 2-3, the word "Senate" be substituted, respectively.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ پہلے میاں خورشید انور ۔ پھر سید تابش الوری ۔ پھر سردار امجد حمید خان دستی اور بعد میں حاجی سیف اللہ صاحب تقریر کریں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اصل کلاز میں کہا گیا ہے کہ :

> خزانچی یونیورسٹی کا ایک ہمہ وقتی افسر ہوگا
> اور چانسلر اس کا ایسی شرائط اور قیود کے
> تابع تقرر کرے گا جن کا وہ تعین کرے ۔

میں نے اس میں یہ ترمیم دی ہے :

> "کہ "چانسلر" کی بجائے لفظ "سینٹ" ثبت کیا
> جائے ۔"

جناب والا ۔ چانسلر صاحب اتنے مصروف آدمی ہیں اور اب جب کہ دو تین یونیورسٹیوں کا کام بھی ان کے ذمہ اس معزز ایوان نے لگا دیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں مناسب یہ ہوگا کہ اس اہم ترین عہدہ پر تقرری سے قبل سینٹ اس کی سفارش کرے یا اس کا فیصلہ کرے ۔ لیکن مجھے امید ہے کہ بر سر اقتدار پارٹی اپنی اکثریت کے نشہ میں یا وزیر صاحب اپنے پرو چانسلر ہونے کی خوشی میں قطعاً کوئی معقول ترمیم جو ہماری طرف سے ہو گی وہ پسند نہیں فرمائیں گے ۔ جو ہمارا فرض ہے ہم اس کو ادا کر رہے ہیں ۔ بعد میں خاصی پریشانی پیدا ہوگی پیچیدگی پیدا ہوگی ۔

(قطع کلامیاں)

اس لئے بار بار ترامیم پیش کی گئی ہیں کہ متعلقہ قانون کو زیادہ بہتر اور موثر بنایا جائے ۔ حسب عادت پھر ایک بار ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے گزارش کر رہے ہیں کہ اس چھوٹی سی ترمیم کو قبول کر لیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب سپیکر ۔ اس کلاز کی سب کلاز (الف) (ب) اور (ج)

پر نظر ڈالی جائے تو اس سے یہ واضح ہو جائے گا کہ خزانچی کا کام یہ ہے -

(الف) یونیورسٹی کی جائیداد - مالیات اور سرمایہ کاری کا انتظام کرے گا -

(ب) یونیورسٹی کے سالانہ اور نظر ثانی شدہ تخمینہ جات میزانیہ تیار کرے گا - اور انہیں مالیاتی مجلس سنڈیکیٹ اور سینیٹ کو پیش کریگا -

(ج) وہ اس امر کا تعین کرے گا کہ یونیورسٹی کی رقوم انہیں مقاصد پر صرف ہوں جن کے لئے وہ مختص کی گئی ہیں -

جناب والا - اس سے صاف ظاہر ہے کہ خزانچی کا تمام کام یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ سے سینیٹ سے اور فنانس کمیٹی سے متعلق ہے - تو زیادہ بہتر یہ تھا کہ اگر اس کی appointment بھی یونیورسٹی ہی کرتی اور یونیورسٹی کا یہ سب سے بڑا ادارہ ہے - یہ جمہوری ادارہ ہے اور جمہوریت کا یہاں بار بار جناب فاضل وزیر تعلیم حوالہ دیتے ہیں - اس کی یہاں قطعی طور پر ہر کلاز میں نفی ہوتی ہے - یہاں بھی اسی طریقے سے نفی ہے کہ کام تو سینیٹ - سینڈیکیٹ اور یونیورسٹی کے مختلف اداروں کا کرنا ہے لیکن تقرری اس کی چانسلر کرے گا - تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی - اس لئے میں نے یہ ترمیم دی ہے - میرا خیال ہے کہ اس ترامیم کو قبول کر لیا جائے کیونکہ یہ آپ کے اغراض و مقاصد کے عین مطابق ہے اور اگر اغراض و مقاصد صرف دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے اور پبلک کو سنانے کے لئے دئے گئے ہیں تو پھر یہ آپ لوگوں کا قصور نہیں ہے - پھر اس کو اسی طرح سے رہنے دینا چاہیے -

وزیر تعلیم - جناب والا - جو ترامیم دی گئی ہیں ان میں یہ کہا گیا ہے کہ سینٹ جو ہے وہ اس کی منظوری دے گی - جناب والا - سینیٹ بہت بڑی لیجسلیٹو باڈی ہوتی ہے - جس میں آپ بحثیں کر سکتے ہیں لیکن دنیا میں کہیں بھی اس کو تعیناتی کا اختیار نہیں دیا جاتا - وہاں آپ deliberation کر سکتے ہیں لیجسلیشن میں بحث کر سکتے ہیں لیکن وہ بڑی باڈی کسی جگہ appointment نہیں کرتی -

مسٹر سپیکر ۔ سردار امجد حمید خان دستی اور میاں خورشید انور کی ترامیم ایک جیسی ہیں وہ برائے منظوری ایوان میں پیش ہیں ۔

اب سوال یہ ہے :

That in Clause 16 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occuring twice in lines 2 and 3, the word "Senate" be substituted respectively.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ جس ضمن میں میں نے ترمیم پیش کی ہے وہ یونیورسٹی کے خزانچی کے تقرر سے متعلق ہے اور اس بل کی اس ضمن کے تحت خزانچی کے تقرر کا اختیار بھی چانسلر کی ذات ستودہ صفات میں مختص کر دیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ یونیورسٹیوں کی تاریخ میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ خزانچی جیسے منصب کے لئے بھی اس کی تقرری کا اختیار چانسلر جیسے عظیم المرتبت اور سربراہ یونیورسٹی کے سپرد کیا جا رہا ہے ۔ جناب والا ۔ یہ اختیار سن ۶۱ کے ایوب خان کے بدنام زمانہ آرڈیننس میں بھی سنڈیکیٹ کے پاس تھا تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنی ضروریات اور مقتضیات کے مطابق مناسب شخص کا تقرر کر سکے لیکن یہاں اس بل کے ذریعے جیسے سن ۶۱ کے بدنام زمانہ آرڈیننس کا نعم البدل قرار دیا جا رہا ہے وہ اختیار بھی چھین لیا گیا ہے جو ایوب خان کے دور میں ایک آمرانہ دور میں سنڈیکیٹ کو دیا گیا تھا ۔

جناب والا ۔ خزانچی ایک ایسا ہی منصب ہے جیسے کہ رجسٹرار کا منصب ہے اس بل میں بھی رجسٹرار کی تقرری کا اختیار سنڈیکیٹ کو دیا گیا ہے اور اس سے پہلے جتنے بھی ایکٹ اور بل اور جتنے بھی آرڈیننس تھے ان کے مطابق خزانچی کا تقرر سنڈیکیٹ ہی کیا کرتا تھا ۔ چونکہ یونیورسٹی کے مالی معاملات کو چلانے کے لئے اور اس کی ذمہ داریاں کسی مناسب شخص کو سونپنے کے لئے یہ اختیار سنڈیکیٹ کو ہی زیب دیتا ہے ۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ مالی معاملات کسی بھی ادارے میں نہایت اہمیت رکھتے ہیں لیکن یہاں ان معاملات کو سلجھانے کے لئے بھی چانسلر صاحب کو زحمت دی جا رہی ہے اگر یہ اختیار ماضی کی طرح اب بھی سنڈیکیٹ کے پاس ہو اور وہ اپنی مرضی سے اس منصب کے لئے کسی شخص کا

انتخاب کرے تو لازماً وہ شخص سنڈیکیٹ کی ہدایات اور مقتضیات کا خیال رکھے گا لیکن یہاں یہ اختیار چانسلر کو دے کر خزانچی کو سنڈیکیٹ کی جواب دہی سے مبرا کر دیا گیا ہے اور خزانچی کو اس سے بالاتر قرار دیکر اور ایک بالا تر شخصیت کو تقرری کا اختیار دیکر یونیورسٹی کے مالی معاملات میں سیاسی مقاصد اور سیاسی اثرات کا عمل دخل کر دیا گیا ہے۔ یہاں یہ اندیشہ موجود ہے اور مختلف یونیورسٹی کے طبقوں نے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ پہلے ہی دوسرے بہت سے اختیارات چانسلر صاحب نے لے لئے ہیں اور اب مالیات کے اختیارات بھی چانسلر صاحب اپنے ایک نامزد کردہ شخص کے سپرد کر کے یونیورسٹی کو عملاً خودمختاری سے محروم کر رہے ہیں اور ایسا محض یونیورسٹی کے مالیاتی نظام پر سیاسی تسلط قائم کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ میری یہ ترمیم انتہائی برمحل اور ضروری ہے کہ کم از کم اس سے پہلے جو روایات ہیں ان کو زیادہ بد تر صورت میں پیش نہ کیا جائے۔ بجائے اس کے کہ موجودہ بل میں کوئی زیادہ بہتر صورت پیدا کی جاتی۔ میرے خیال میں اس سے کئی اعتبار سے بد تر بنا دیا گیا ہے۔ جو کسی طرح بھی 'عوامی حکومت' کے شایانشان نہیں ہو سکتا جو زبانی طور پر اس یونیورسٹی کو زیادہ سے زیادہ خود مختار بنانا چاہتی ہے۔ اصل میں اس قسم کی کلازوں کے ذریعے اس کو زیادہ سے زیادہ مفلوج بنایا جا رہا ہے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں کہ اس کلاز میں جہاں پر کہ خزانچی کے فرائض دئے گئے ہیں اس کی تقرری کے اختیارات بھی چانسلر کو دئے گئے ہیں اور اس سے قبل جس طرح کہ کہا گیا ہے کہ رجسٹرار کی تقرری کا اختیار سنڈیکیٹ کو دیا گیا ہے اگر صرف اتنا اس میں جواز ہو کہ خزانچی کے تقرر کا اختیار چانسلر کو صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ حکومت وقت کچھ گرانٹ یونیورسٹی کو عطا کیا کرتی ہے اور اس کے صلے میں حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اس کے تمامتر اختیارات جناب چانسلر کو دیں میں نہیں سمجھ سکا کہ آیا اس میں بھی ان سے کوئی missing ہوئی ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ یونیورسٹی کے چانسلر جناب گورنر ہوا کرتے ہیں اور جناب گورنر ہر حکومت کے سربراہ ہوا کرتے ہیں تو سابقہ کلازوں میں جہاں بھی اختیارات جناب چانسلر کو دئے گئے ہیں جناب گورنر کو دئے گئے ہیں تو کسی نہ کسی شکل میں وہ اختیارات حکومت وقت نے اپنے پاس سے دئے ہیں۔ چاہے وہ پرو وائس چانسلر کے ہوں۔

چاہے وہ affilliation توڑنے کے چاہے institution کو انضمام کرنے کے بہر حال حکومت اپنے ہاتھ میں بھی کچھ لیتی رہی ہے ۔ تو اس میں بھی سابقہ روایات کو قائم کرتے ہوئے Pro-Treasurer کا عہدہ بھی create کر دیتے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ اس کی تقرری کرتے تو بہتر تھا ۔ وہ جناب فنانس منسٹر مقرر کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ تمام مقاصد پورے ہو سکتے تھے جو وہ پچھلی کلازوں کے تحت اس یونیورسٹی پر زیادہ سے زیادہ grip ڈالنے کے لئے وہ کرتے رہے ہیں ۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ جب رجسٹرار کی ہم سنڈیکیٹ کے ذریعے تعیناتی سے کر رہے ہیں اور اسی طریقہ سے اس کے بالکل ما بعد جو ابھی کلازیں آئی ہیں کنٹرولر کی اس کے اختیارات بھی سنڈیکیٹ کو دے رہے ہیں ۔ تو آخر وہ کونسی خصوصیات اور اعزاز خزانچی کے لئے باقی رہ گیا ہے جس کا تقرر چانسلر صاحب نے کرنا ہے اور اس کے لئے سنڈیکیٹ کو اختیار نہیں دیا جا رہا ۔

جناب والا ۔ خزانچی کا عہدہ روزمرہ کے واسطہ کا عہدہ ہے اور روزمرہ کی نگرانی ضروری ہے اور یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ جو تعینات کرنے کی اتھارٹی ہوا کرتی ہے اس کی پڑتال ، اس کی پوری چھان بین اور اس کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار صرف اسی اتھارٹی کو ہوا کرتا ہے ۔ جب سنڈیکیٹ اس کی appointment نہیں کر سکتی تو آپ ہی بتائیں کہ وہ اس کی سرزنش کیسے کر سکتی ہے اس کی پڑتال ، اس کی چھان بین کیسے کر سکتی ہے اور اس کی دیکھ بھال کیسے کر سکتی ہے اور کسی غبن کے سلسلے میں اس کو سزا کس طرح دے سکتی ہے ۔ یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے جب یہ اختیار سنڈیکیٹ کو دیا جاتا کہ وہ خزانچی کا تقرر کرے ۔ جناب والا ۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر دانستہ طور پر یہ نہیں کیا گیا اگر دانستہ طور پر خزانے پر قبضہ کرنے کی کوشش نہیں کی گئی تو میں جناب وزیر تعلیم سے امید رکھتا ہوں جس طرح انہوں نے رجسٹرار کی تقرری میں فراخدلی کا ثبوت دیا ہے اور اس کو سنڈیکیٹ کے سپرد کیا ہے یہ بھی کوئی اتنا اہم عہدہ نہیں جو سنڈیکیٹ کی دسترس سے باہر رکھا جائے ۔ میں جناب والا امید کرتا ہوں کہ وہ اس ترمیم کو قبول فرما لیں گے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ جس طرح فاضل اراکین نے فرمایا ہے کہ Taeasurer کا عہدہ نہایت ہی اہم ہے اور superlative degree استعمال کی ہے ۔ اس طرح انہوں

نے فرمایا ہے کہ چانسلر بھی یونیورسٹی میں سب سے اعلیٰ درجے اور سب سے اعلیٰ رتبے پر فائز ہیں ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اور کیا ہو سکتا تھا کہ ایک نہایت اعلیٰ عہدے پر نہایت ہی اہم کام کرنے والے کو سب سے بڑا یونیورسٹی کا عہدے دار appoint کرے ۔ اس کی تو تعریف کی جانی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۱۶ کی سطر ۲ میں وارد ہونے والے لفظ "چانسلر" کی بجائے "سنڈیکیٹ" ثبت کیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر ۵۹ مسٹر محمد حنیف نارو اور شیخ عزیز احمد کی طرف سے ہے ۔

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Sir, I will make a submission if you permit me. Mr. Speaker, Sir, amendment No. 60 is smaller in scope than amendment No. 59, if the same be perused. I will request that amendment No. 60 may kindly be taken up first rather than amendment No. 59 because this has smaller scope and it will cover a part of amendment No. 59. It is in your discretion, Sir.

Mr. Speaker : More comprehensive amendments should be taken up first or more precise be taken up ?

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Because, the amenment which I propose stands incorporated in amendment No. 59, and if that be passed earlier that will rather facilitate amendment No. 59 Sir.

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم ۵۹ زیادہ comprehensive ہے اور جیسا کہ آپ فرما چکے ہیں اسے پہلے take up کر لیا جائے اور اگر تو ۶۰ جیسا کہ فاضل رکن فرما رہے ہیں اس میں incorporate ہوتی ہے تو پھر ۶۰ کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی جائے گی ۔

Mr. Speaker : If 59 fails, then 60 will be taken up.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Al-right Sir.

Mr. Speaker : Mr. Muhammad Hanif Naru to move amendment No. 59 please.

Mr. Muhammad Hanif Naru : Sir I move :

That for para (b) of Clause 16 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

"(b) prepare the annual and revised budget estimates of the University and present them to the Finance and PlanningCommittee the Syndicate and the Senate".

Mr. Speaker ; Amendment moved is :

That for para (b) of Clause 16 of the Bill,as recommended by the Standing Committee on Education; the following be substituted, namely :—

"(b) prepare the annual and revised budget estimates of the University and present them to the Finance and PlanningCommittee the Syndicate and the Senate".

Mr. Speaker : Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan to move amendment No. 60 please.

Mr. Taj Mnhammad Khanzada : Sir, I think the Chief whip should bring in the quorum

Mr. Speaker : Then let him bring that.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir, I move :

That in para (b) of Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Finance Committee" occurring in line 3, the words "Finance and Planning Committee be substituted.

Mr. Speaker : Ammendment moved is :

That in para (b) of Clause 16 of the Bill. as recommended by the Standing Conimittee on Education, for the word "Finance Committee" occurring in line 3, the word "Finance and

Planning Committee" be substituted.

Mr. Speaker : Sardar Saghir Ahmed to move amendment 61 please.

Sardar Saghir Ahmed : Sir, I do not move :

Mr. Speaker : The question is.

That for para (b) of Clause 16 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

"(b) prepare the annual and revised budget estimates of the University and present them to the Finance and Planning Committee, the Syndicate and the Senate."

(The motion was carried)

Mr. Speaker : Now amendment No. 60 becomes infructuous.

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۱۶ مسودہ کا قانون حصہ بنے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اس ضمن پر میرے فاضل دوستوں نے مختلف نقطہ نگاہ سے اس کے نقائص کو سامنے لانے کے لیے وضاحت کی ہے لیکن اس کے باوجود بھی میں یہ اپنا ضروری فرض سمجھتا ہوں کہ اس امر کی طرف نشاندہی کر سکوں کہ پیپلز پارٹی کے منشور میں سب سے زیادہ تحفظ ایک چیز کا دیا گیا تھا اور وہ تھا کہ جو لوگ چھوٹے ملازم تھے یا بڑے ملازم تھے ان کو حالات کے رحم و کرم پر چھوڑا گیا تھا ۔ اب ان کو تحفظ دیا جا چکا ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے منشور کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ بہت بڑا کام ہے کہ کسی ایسے ملازم کو نکالنے کے لئے اب اس مالک کے جذبات صرف مجروح ہونے کافی نہیں ہیں بلکہ اس کو کسی طریقے سے قانون کا تحفظ حاصل ہوگا ۔ لیکن نہیں معلوم کہ اس جگہ پر آ کر جہاں ایک یونیورسٹی کے خزانچی کے لئے چند الفاظ درج کئے گیے ہیں کہ کیوں یہ تحفظ نہیں دیا گیا ۔ ایسی شرائط اور قیود چانسلر صاحب

خزانچی کے لئے مقرر کریں گے جن کا وہ خود تعین کریں گے ۔ تو کوئی وجہ نہیں کہ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کے وہ مجوزہ رولز جس کے تحت خزانچی کو چانسلر نے appoint کرنا ہے ۔ کیوں نہ تعین کر لئے جائیں تاکہ چانسلر صاحب بھی پابند ہوں کہ وہ ان Rules and Regulations کے تحت اس کی appointment کر سکیں یا اگر وہ ناراض ہو جائیں اور ان کو نکالا جائے تو پھر Rules and Regulations جو حسب ضابطہ سینیٹ اور سنڈیکیٹ کی جانب سے ہوں ان کے تحت نکالا جائے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ عدم تحفظ کی یہ شق یہاں درج کر دی گئی ہے ۔ یہ سنگدلی اور بربریت کی ایک منہ بولتی تصویر ہے جیسا کہ یہاں بربریت کی منہ بولتی تصویر ہے ۔ میں صاف عرض کروں گا کہ آپ ایک مزدور فیکٹری کو تو تحفظ دیتے ہیں لیکن اس کے مقابلے میں خزانچی کو اگر یہ تحفظ نہیں دیتے ہیں تو وہ کون سے رولز ہیں جس کے تابع چانسلر صاحب کا تعین کرینگے ۔ تو اس شق کے تحت چانسلر صاحب فرشتہ تو نہیں ہوں گے آخر کوئی انسان ہی ہوگا جس کو گورنر appoint کرے گا ۔ وہ Chancellor by viture of office ہوگا تو اس جذبات کے تحت کسی ایک انسان کو کرنا میں سمجھتا ہوں بہت بڑی تذلیل و توہین ہے ۔

جناب والا ۔ پھر اس کے علاوہ جیسا کہ یہ ضمن (بی) میں کچھ ترمیم پیش کی گئی ہے کہ وہ تخمینہ جات پیش کریں گے اور حاجی محمد سیف اللہ خان نے تفصیل کے ساتھ گوش گزار کیا ہے لیکن وہ دوست مجبور ہیں اور سوچتے نہیں ۔ اور اگر سوچتے ہیں تو میرے فاضل دوست زبان پر نہیں لا سکتے ۔ اگرچہ وہ پابند سلاسل ہیں مگر کچھ حد تک اپنی زبانوں پر مجبوریوں کے پیش نظر کسی کو جواب دہ ہیں ۔ کسی کا کام کر رہے ہیں ۔ سینیٹ کا یا سنڈیکیٹ کا ۔ اگر وہ غلط کر رہے ہیں تو اس پر تنقید نہیں کی جا سکتی ہے اور اس کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیا جا سکتا ۔ کیونکہ وہ pleasure of the Governor, pleasure of the Chancellor کے تابع ہوں گے ۔ اور شرائط وہ ہوں گی جو وہ خود متعین فرمائیں گے ۔ تو میں آپ سے آپ ہی کی پارٹی کے اس پروگرام کا جس پر آپ عمل کر رہے ہیں واسطہ دے کر یہ عرض کرتا ہوں کہ اسے ایک کارکن کی حیثیت تو کم از کم دے دیں کچھ نہ کچھ تو ہم بھی یہاں عوامی ادارے سے اس کا تعین کر کے دیں ۔ وہ ایک آدمی جو بدنصیبی سے وہاں ہوگا جس کا نام خزانچی ہوگا اس کے پاس اہم ترین مالیاتی پروگرام ہوگا ۔ اس کے پاس بہت بڑا فریضہ ہوگا اور اس کے ذہن پر ان خدشات اور اس غیض و

غضب کی تلوار لٹکتی رہے گی جو چانسلر صاحب کی طرف سے ہوگا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انسان کو انسان کے رحم و کرم پر چھوڑنا اور اس عوامی دور میں چھوڑنا جس وقت کہ انسان کی بنیادی قدروں کو اجاگر کیا جا رہا ہو اور اس کے نعرے لگائے جا رہے ہوں یہ سراسر اپنی ہی پارٹی کے منشور کی خلاف ورزی ہے اور یہ توہین ہے ۔ میں ڈاکٹر عبدالخالق صاحب اور میرے فاضل دوست وزیر قانون صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں جو ہمیشہ بڑی اچھی اس موضوع پر گفتگو فرماتے رہے ہیں ان سے دریافت کرتا ہوں کہ آج ان کا ضمیر کیوں خاموش ہے ۔ آج خزانچی کی تعیناتی پر وہ الفاظ کیوں نہیں دہرا رہے جو ہمیشہ دہراتے ہیں کہ میرے غریب مزدور کو اب کوئی نہیں نکال سکے گا ۔ تو اس بیچارے کی اس پاکستان میں اس منشور میں اسی حکومت کے تابع تعیناتی کی جا رہی ہے ۔ جناب والا ۔ مخیر حضرات سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس پر نظر ثانی فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۶ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱۷)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۷ ایوان میں زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اپنا حق مخالفت محفوظ رکھتے ہوئے ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۷ بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ کلاز کنٹرولر آف امتحانات کے تقرر کے بارہ میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات و واقعات ، شواہد اور نظائر کے تابع جو کچھ امتحانات کا سلسلہ ہو رہا ہے ۔ جو کچھ دھاندلیاں پیدا ہو رہی ہیں اور جو کچھ پہلے ہوتا رہا ہے اس کے بابت ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ

عہدہ اب بے معنی ہو کر رہ گیا ہے ۔ کنٹرولر آف امتحانات کا عہدہ یونیورسٹی میں اس لئے رکھا جاتا ہے کہ وہ نظام امتحانات کو برقرار رکھ سکے ۔ ان کی ترتیب دے سکے ۔ ان کو منضبط کر سکے لیکن اب امتحانات یونیورسٹیوں کے لئے مذاق بن کر رہ گئے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام حالات اور واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے کنٹرولر آف امتحانات کا عہدہ رکھ کر ایک اور مذاق کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ کنٹرولر آف امتحانات کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی بھی یہی ہوتے ہیں کہ وہ امتحانات کے سلسلے کو منضبط کرے لیکن جب ہم عملی حقیقت کو دیکھتے ہیں کہ یہاں امتحانات کا سلسلہ نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ پرانی کلاز پر تقریر کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پرانی کون سی کلاز ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ایک کنٹرولر آف امتحانات بھی ہوگا ۔ اس پر تقریر کریں جو زیر غور ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اسی پر کہہ رہا ہوں اس میں لکھا ہے :

> The Controller of Examinotions shall be a whole time officer of the University and shall be appointed by the Syndicate on such term and condition as may be determined by it. He shall be responsible for all matters connected with the conduct of examinations and perform such other duties as may be prescribed.

اس میں جناب والا اسے عہدیدار تصور کیا گیا ہے اور اس کے فرائض میں شامل ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہی تو پہلے کلاز آ گئی ہے فرائض اس میں دئے گئے ہیں عہدیدار تصور ہو گیا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ان کی تقرری کا سوال ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کا تقرر نہ کیا جائے اور یہ عہدہ اسی طرح رہے جس طرح رکھا گیا ہے کیونکہ اس کے تقرر کرنے سے لازمی طور پر ایکسچیکر پر بوجھ پڑے گا اور اس کا خرچ یونیورسٹی برداشت کریگی جس کا ہمیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا ۔ وہ امتحانات کے سلسلے نہیں رہے جس کے تحت اس کا تقرر کرنا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تقرری پر اعتراض نہیں کر سکتے ۔ یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ امتحانات لینے کی بجائے کوئی اور کام کرے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اگر کوئی عہدہ ہو تو اس کو پر کرنا لازمی ہو ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے یہ نہیں کہا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ عہدہ تو ہم create کر چکے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اسے پر نہ کیا جائے ۔ اسکی ضرورت نہیں ہے کیونکہ امتحانات کا نظام ختم ہو چکا ہے اور جب تک یونیورسٹی میں امتحانات کا نظام درست نہ ہو اسوقت تک ایسے عہدوں کا ہونا ضروری نہیں ۔ میں گذارش کر رہا تھا کہ کنٹرولر آف امتحانات کے تقرر کرنے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں اس کا اختیار کسی بھی آفیسر کو چاہے وہ سنڈیکیٹ سے ہو یا چانسلر ہو یا پرو چانسلر ہو نہیں ملنا چاہئے ۔ کیونکہ نظام امتحانات قطعی طور پر ختم ہو چکا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ آپ کی نشاندہی کے پیش نظر جو ابھی میرے فاضل دوست کی تقریر کے دوران آپ نے کی ہے امتحانات کے نظام اور معاملات کی تدوین کے سلسلے میں کچھ نہیں کہنا چاہتا ہوں جس کا اختیار کنٹرولر آف امتحانات کو دیا گیا ہے ۔ امتحانات ہمارے اس دور میں بڑا نزاعی مسئلہ بن گئے ہیں اور مختلف مکاتیب فکر کی جانب سے اس سلسلے میں مختلف آرا کا اظہار کیا جا رہا ہے اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ آیا امتحانات کا موجودہ طریق کار طلباء کی استعداد اور تعلیمی معیار جانچنے کے سلسلے میں موثر بھی ہے یا نہیں اور یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اگر ان طریقوں کو تبدیل کیا جائے اور یورپ یا اشتراکی ممالک میں جو دوسرے طریقے اختیار کئے گئے ہیں ان کو اپنایا جائے تو بہتر نتائج برآمد ہو سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ بڑا لمحہ فکریہ ہے کہ ہم نے لاکھوں کروڑوں روپے خرچ کر کے طلبا کو فارغ التحصیل کرنے کے لئے جو ممتاز ادارے قائم کئے گئے ہیں انہی اداروں کے فارغ التحصیل طلبا اپنا معیار اور استعداد کھوئے جا رہے ہیں ۔ امتحانات کے سلسلے میں عام طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ محض ڈھونگ بن گئے ہیں اور مختلف سنٹروں میں نہ صرف یہ باضابطہ طور پر سرکاری نگرانی میں نقل کرائی جاتی ہے بلکہ جو پرچہ امتحانات مختلف ایگزیمینر کے پاس پہنچتے ہیں وہاں پرچے تبدیل ہو جاتے

ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ پرچوں کی تبدیلی اور امتحانات کا طریق ایک انقلابی نظام کی دعویدار حکومت کی موجودگی میں کسی طور پر بھی قبول نہیں کیا جا سکتا ۔ پرچوں کی یہ تبدیلی ایک طرح کا قتل ہے اور یہ قتل ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Please keep the clause in mind.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ کنٹرولر آف امتحانات امتحانات کے سلسلے میں جوابدہ ہوگا تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ و جن امتحانات کے معاملے میں جوابدہ ہوگا اس کی صورت حال اسوقت کیا ہے اور امتحانات کا جو موجودہ طریقہ اور معیار اور جو لائحہ عمل موجود ہے اس میں کن بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت ہے اگر اس سلسلے کو برقرار رکھا گیا اور امتحانات کا یہی طریق موجود رہا ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : The method and manner of examinations is not under discussion.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ان قیود اور شرائط کے ساتھ جو امتحانات کے سلسلے میں وضع کئے جا سکیں ۔ اسلئے میں عرض کر رہا ہوں کہ اس بل کے ذریعے ہم جس کنٹرولر کا ذکر کر رہے ہیں ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ کوئی کنٹرولر آف امتحانات نہ ہو؟

سید تابش الوری ۔ میں چاہتا ہوں کہ کنٹرولر آف امتحانات ہوں لیکن امتحان کا طریقہ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا امتحان کا طریقہ وضع نہ ہو ؟

سید تابش الوری ۔ اس کے سلسلے میں انقلابی تبدیلی لائی جائے اور وہ شرائط متعین کی جائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ میری بات پر توجہ کریں ۔ آپ کہتے ہیں کہ ایک situation prevalent ہے اس میں یہ دیا گیا ہے کہ ان حدود اور قیود کے اندرجو ضابطے ہیں شامل کئے جائیں گے ۔کنٹرولر آف امتحانات جو امتحانات لے گا اس کے متعلق general reference is alright کیونکہ بات کو کسی مقصد تک پہنچانے کے لئے پس پردہ بنانا ضروری ہوتا ہے اگر وہ بنیادی طور پر تقرر نہیں کر سکتے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ ایوان کا وقت بڑھا دیا جائے ۔

Mr. Speaker : The time is extended by another 15 minutes.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آج تو ۱۵ کلاززز منظور ہو گئی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ وقت آپ کی تقریر کے لئے بڑھایا گیا ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ یہ فرمائیں کہ آج کونسی شکایت ہے ؟

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ سید صاحب کی تقریر نہیں سننا چاہتے ؟

چوھدری امان اللہ لک ۔ آپ آج مہربانی فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں آپ کی بات مان رہا ہوں مگر آپ ان کی تقریر تو سن لیں ۔

چوھدری امان اللہ لک ۔ اچھا جی ۔ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ نے بجا ارشاد فرمایا ہے ۔ میں آپکی توجہ اس کلاز کے دوسرے حصے کی طرف دلاتا ہوں ۔ وہ امتحانات کے انعقاد سے متعلقہ تمام معاملات کے بارے میں جوابدہ ہوگا نیز وہ ایسے دیگر فرائض سر انجام دیگا جو تجویز کئے جائیں ۔ میں ان تمام فرائض اور ان تمام معاملات کے لئے اپنی تقریر مختص کر رہا ہوں اور یہ گزارش کر رہا ہوں کہ امتحانات کے اس طریقہ کار کو نہ صرف یہ کہ بدلنا ہوگا بلکہ اتنی سخت قسم کی شرائط اور قیود عائد کرنی ہونگی کہ وہ ڈگریاں کہ جو چار پانچ سال کے بعد لڑکے حاصل کرتے ہیں ان کو نہ صرف یہ کہ اس ملک میں قابل عزت سمجھا جائے بلکہ دوسرے ممالک میں بھی ان کی عزت افزائی ہو سکے ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کتنا وقت اور لیں گے ؟

سید تابش الوری ۔ جناب ۔ میں نہایت اختصار کے ساتھ عرض کروں گا ۔ اس وقت جس طرح ڈگریاں فروخت ہو رہی ہیں ۔ جس طرح جعلی ڈگریاں لوگ حاصل کر رہے ہیں ۔ جس طرح ڈگریاں چوری کی جا رہی ہیں ۔ جس طرح نقل کے سہارے لڑکوں کو پاس کرایا جا رہا ہے اور جس طرح سے پرچوں کو ممتحنوں کے پاس پہنچنے کے بعد تبدیل کیا جا رہا ہے اس نے اس یونیورسٹیوں کو بدنام کر دیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ زرعی یونیورسٹی جو ایک فنی یونیورسٹی ہے اگر اس کے مستقبل کو محفوظ رکھتا ہے تو ہمارا امتحانات کا جو طریقہ ہے ۔ جو شکائتیں ہیں ان کو دور کیا جائے اور ان تمام بدعنوانیوں اور خرابیوں کو دور کرنے کے لئے ایک منظم لائحہ عمل مرتب کیا جائے تاکہ لوگ نہ صرف یہ کہ اپنے بچوں کو پورے اعتماد کے ساتھ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھیج سکیں بلکہ اپنی بنیادی ذمہ داریاں بھی عملی زندگی میں انجام دے سکیں ۔ ان گذارشات کے ساتھ میں یہ توقع کرتا ہوں کہ وزیر تعلیم اس سلسلے میں یقیناً کوئی منظم اور متفقہ لائحہ عمل

بنانے کی کوشش کرینگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۷ بل حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The House is adjourned till 8.30 a.m. tomarrow.

(اسمبلی کا اجلاس ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء بروز بدھ ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

فہرست حصہ داران بمعہ نام و پتہ اور حصص و رقم

بحوالہ غیر لشان زدہ سوال نمبر ۳۶

نمبر شمار	کھاتہ نمبر	نام ممبران	تعداد حصص	مکمل رقم وصول شدہ
۱	۱/اے	چوہدری عبدالستار/امیر علی	۵	۵۰۰
۲	۲/اے	حکیم عزیزالدین/حاجی محمد مراد	۱۰	۱۰۰۰
۳	۳/اے	جلال الدین/محمد رمضان	۱۰	۱۰۰۰
۴	۴/اے	نذر حسین/بھاون شاہ	۲	۲۰۰
۵	۵/اے	ملک جان محمد	۴	۴۰۰
۶	۶	غلام شبیر/جان محمد	۴	۴۰۰
۷	۷	وزیر احمد/جان محمد	۴	۴۰۰
۸	۸	مشتاق احمد/جان محمد	۴	۴۰۰
۹	۹	راجہ سید مہدی/راجہ محمد ایوب	۱۰	۱۰۰۰
۱۰	۱۰	اقبال حسین/سید فتح شاہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۱	۱۱	حق نواز/نور محمد	۲	۲۰۰
۱۲	۱۲	کرم خان/احمد خان	۶	۶۰۰
۱۳	۱۳	زید/عظیم	۲	۲۰۰
۱۴	۱۴	سردار احمد/رحمت علی	۲	۲۰۰
۱۵	۱۵	نذرحسین/کرم خان	۵	۵۰۰
۱۶	۱۶	وریام/ولیداد	۵	۵۰۰
۱۷	۱۷	پہلوان/ولیداد	۵	۵۰۰
۱۸	۱۸	سلطان/ولیداد	۵	۵۰۰
۱۹	۱۹	خان محمد/ولیداد	۵	۵۰۰
۲۰	۲۰	ظفر حسین/ولیداد	۵	۵۰۰
۲۱	۲۱	کرم خان/احمد خان	۵	۵۰۰
۲۲	۲۲	بہاول/سجاول	۲	۲۰۰
۲۳	۲۳	شاہ منڈ/ ،،	۲	۲۰۰
۲۴	۲۴	در محمد/مہر شیرمحمد	۵	۵۰۰
۲۵	۲۵	شیر محمد/شاہ محمد	۵	۵۰۰

۲۶	۲۶	محمد اسماعیل/غلام محمد	۲	۲۰۰
۲۷	۲۷	مہر کرم/بہاول	۲۰	۲۰۰۰
۲۸	۲۸	محمد نواز/خان بیگ	۵	۵۰۰
۲۹	۲۹	غلام فرید/ ،،	۵	۵۰۰
۳۰	۳۱	غلام قادر/اللہ یار	۵	۵۰۰
۳۱	۳۲	محمد حسین/ ،،	۵	۵۰۰
۳۲	۳۳	ذوالفقار/وریام	۱۰	۱۰۰۰
۳۳	۳۴	احمد نواز/ ،،	۱۰	۲۰۰۰
۳۴	۳۵/اے	میاں/ریحان	۲	۲۰۰
۳۵	۳۶/اے	طالب حسین/محمد میاں	۳	۲۰۰
۳۶	۳۷/اے	غلام محمد/عنائت	۳	۲۰۰
۳۷	۳۸/اے	غلام رسول/لال	۲	۲۰۰
۳۸	۳۹/اے	مہر لال/محمد مراد	۶	۶۰۰
۳۹	۴۰/اے	اللہ یار/مہر نوئے	۴	۲۰۰
۴۰	۴۱/اے	شاہمند/بہاول	۳	۲۰۰
۴۱	۴۲/اے	نور محمد/اللہ یار	۳	۲۰۰
۴۲	۴۳/اے	حق نواز/جلال	۲	۲۰۰
۴۳	۴۴/اے	محمد حسین/حق نواز	۲	۲۰۰
۴۴	۴۵	محمد بخش/محمد مراد	۱۰	۱۰۰۰
۴۵	۴۶	حق نواز/احمد	۴	۴۰۰
۴۶	۴۷	ولیداد/احمد	۲	۲۰۰
۴۷	۴۸	شہادت علی/محمد	۲	۲۰۰
۴۸	۴۹	نور محمد/شاہمند	۳	۲۰۰
۴۹	۵۴	محمد رمضان/شہادت علی	۶	۲۰۰
۵۰	۵۱	مہر رفیق/احمد نواز	۵	۵۰۰
۵۱	۵۲	امیر/میر داد	۵	۵۰۰
۵۲	۵۳	نور بی بی/مہر میاں	۱۰	۱۰۰۰
۵۳	۵۴	محمد غوث/مہر محبت	۶	۶۰۰

۵۴	۵۵		مختار بیگم/محمد مراد	۳۰	۳۰۰۰
۵۵	۵۷		غلام محمد/لال	۴	۴۰۰
۵۶	۵۸		محمد نواز/ ،،	۴	۴۰۰
۵۷	۵۹		محمد حسین/محمد علی	۱	۱۰۰
۵۸	۶۰		محمد نذیر/چراغدین	۵	۵۰۰
۵۹	۶۱		شاہ دین/ ،،	۵	۵۰۰
۶۰	۶۲		محمد شفیع/نواب شاہ	۲۴	۲۴۰۰
۶۱	۶۳		خوشی محمد/ ،،	۲۸	۲۸۰۰
۶۲	۶۴		محمد حسین/احمد خان	۱	۱۰۰
۶۳	۶۵		حضور محمد/نظام الدین	۲	۲۰۰
۶۴	۶۶		راجہ بی بی/حضور محمد	۱	۱۰۰
۶۵	۶۷		نادر/سجاول	۲	۲۰۰
۶۶	۶۸		اقبال حسین/محمد حسین	۲	۲۰۰
۶۷	۶۹		محمد اسلم/غلام محمد	۱۰	۱۰۰۰
۶۸	۷۰		محمد اکرم/ ،،	۱۰	۱۰۰۰
۶۹	۷۱		غلام قادر/چوگا خان	۱۲	۱۲۰۰
۷۰	۷۲		پیر بخش/غلام محمد	۲	۲۰۰
۷۱	۷۳		خدا بخش/کرم خان	۲	۲۰۰
۷۲	۷۴		محمد حیات/احمد خان	۶	۶۰۰
۷۳	۷۵		نبی بخش/ ،،	۶	۶۰۰
۷۴	۷۶		سلطان محمد/کریم بخش	۶	۶۰۰
۷۵	۷۸		گلزار حسین/محمد حسین	۲	۲۰۰
۷۶	۷۹/اے		نور بی بی/ ،،	۲	۲۰۰
۷۷	۸۰/اے		محمد رمضان/پیر بخش	۲	۲۰۰
۷۸	۸۱/اے		نذو محمد/کرم خان	۲	۲۰۰
۷۹	۸۲/اے		کرم خان/عنائیت خان	۲	۲۰۰
۸۰	۸۴/اے		حاجی غلام قادر/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۸۱	۸۵/اے		غلام محمد/صالح محمد	۲	۲۰۰

۸۲	۸۶/اے	رب نواز/خدا بخش	۲	۲۰۰
۸۳	۸۷/اے	منظور حسین/خدا بخش	۲	۲۰۰
۸۴	۸۸/اے	خدا بخش/عنائیت خان	۲	۲۰۰
۸۵	۸۹/اے	مشتاق احمد/فضل قاسم	۲	۲۰۰
۸۶	۹۰/اے	غلام محمد/نظام الدین	۱	۱۰۰
۸۷	۹۳/اے	بہار محمود/شاہمند	۲	۲۰۰
۸۸	۹۸/اے	غلام محمد/احمد	۱۰	۱۰۰۰
۸۹	۹۹/اے	محمد نواز/مہر پٹھانہ	۱۰	۱۰۰۰
۹۰	۱۰۰	ولی محمد/خان محمد	۱۰	۱۰۰۰
۹۱	۱۰۱	محمد مراد/غلام محمد	۳۰	۳۰۰۰
۹۲	۱۰۳	شیر محمد/بہاول	۵	۵۰۰
۹۳	۱۰۴	محمد رمضان/دین محمد	۲	۲۰۰
۹۴	۱۰۵	منیر احمد/بہاول خان	۱	۱۰۰
۹۵	۱۰۶	رشید احمد/ ،،	۱	۱۰۰
۹۶	۱۰۸	حاجی فتح محمد/میاں محمد عظیم	۲	۲۰۰
۹۷	۱۰۹	مہر سلطان/محمد فاضل	۲	۲۰۰
۹۸	۱۱۰	محمد خان/داد خان	۱۰	۱۰۰۰
۹۹	۱۱۱	بشیر احمد/بہاول خان	۳	۳۰۰
۱۰۰	۱۱۳	نذر حسین شاہ/صالح شاہ	۵	۵۰۰
۱۰۱	۱۱۴	ضمیر حسین/غلام رسول	۲	۲۰۰
۱۰۲	۱۱۵	محمد بخش/نظام	۳	۳۰۰
۱۰۳	۱۱۶	غلام فرید/محمد بخش	۲	۲۰۰
۱۰۴	۱۱۷	امام بخش/نظام	۲	۲۰۰
۱۰۵	۱۱۸	ذوالفقار/جان محمد	۴	۴۰۰
۱۰۶	۱۱۹	محمد نواز/شیر محمد	۴	۴۰۰
۱۰۷	۱۲۰	نور محمد/ذوالفقار	۲	۲۰۰
۱۰۸	۱۲۱	خان محمد/ملک سجاول	۵	۵۰۰
۱۰۹	۱۲۲	محمد نواز/خان محمد	۵	۵۰۰

۱۱۰	۱۲۳	غلام حسین/ملک محمد	۲	۲۰۰
۱۱۱	۱۲۴	محمد نواز/شیر محمد	۵۰	۵۰۰۰
۱۱۲	۱۲۵	محمد نواز/شیر محمد	۵	۵۰۰
۱۱۳	۱۲۶	عبدالقادر/غلام سرور	۱۰	۱۰۰۰
۱۱۴	۱۲۷	محمد حسین/خان غلام محمد	۱۲	۱۲۰۰
۱۱۵	۱۲۸	محمد اسلم/غلام محمد	۱	۱۰۰
۱۱۶	۱۲۹	محمد اکرم/ ،،	۲	۲۰۰
۱۱۷	۱۳۰	غلام مصطفیٰ/غلام نبی	۱	۱۰۰
۱۱۸	۱۳۹	احمد/حسن محمد	۲	۲۰۰
۱۱۹	۱۴۲	امیر محمد/حسن	۴	۴۰۰
۱۲۰	۱۴۳	غلام محمد/وریام	۱۰	۱۰۰۰
۱۲۱	۱۴۴	منور بی‌بی/غلام محمد	۴	۴۰۰
۱۲۲	۱۴۵	عبدالرحمن/محمد حسین	۴	۴۰۰
۱۲۳	۱۴۷	وریام/حسین	۴	۴۰۰
۱۲۴	۱۴۸	اللہ دتہ/محمد احمد	۴	۴۰۰
۱۲۵	۱۵۴	فیض بخش/خدا بخش	۱	۱۰۰
۱۲۶	۱ ۵	واحد بخش/ ،،	۱	۱۰۰
۱۲۷	۱۵۸	محمد رمضان/غلام محمد	۴	۴۰۰
۱۲۸	۱۵۹	محمد خان/ولیداد	۲	۲۰۰
۱۲۹	۱۶۰	ولیداد/سہر سلطان	۲	۲۰۰
۱۳۰	۱۶۱	سلطان اعظم/محمد خان	۲	۲۰۰
۱۳۱	۱۶۲	سہر خادم/محمد خان	۲	۲۰۰
۱۳۲	۱۶۳	خان محمد/نور محمد	۲	۲۰۰
۱۳۳	۱۶۹	نور محمد/سلطان	۳	۲۰۰
۱۳۴	۱۷۵	اللہ بخش/غلام حسین	۲	۲۰۰
۱۳۵	۱۶۶	خدا بخش/ ،،	۲	۲۰۰
۱۳۶	۱۷۷	محمد یار/سلطان محمد	۲	۲۰۰
۱۳۷	۱۷۸	ریاض حسین/چن شاہ	۲	۲۰۰

۱۳۸	۱۷۹	گل محمد/سلطان محمد	۲	۲۰۰
۱۳۹	۱۸۱	عبدالرزاق/محمد اسماعیل	۲	۲۰۰
۱۴۰	۱۸۲	سکندر خان/جہان خان	۲	۲۰۰
۱۴۱	۱۸۳	غلام قادر/سلطان محمود	۲	۲۰۰
۱۴۲	۱۸۴	احمد بخش/جمال دین	۲	۲۰۰
۱۴۳	۱۸۵	سردار محمد/لال محمد	۲	۲۰۰
۱۴۴	۱۸۶	خان حسین احمد خان/احمد معشوق	۱	۱۰۰
۱۴۵	۱۸۷	سیول/نتھو	۱	۱۰۰
۱۴۶	۱۸۸	حضور حسین/حضران شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۷	۱۸۹	اختر بیگم/مقبول حسین	۲۰	۲۰۰۰
۱۴۸	۱۹۰	محمد یار/خدا بخش	۵	۵۰۰
۱۴۹	۱۹۱	غلام محمد/خدا بخش	۵	۵۰۰
۱۵۰	۱۹۲	محمد اسماعیل/فتح دین	۵	۵۰۰
۱۵۱	۱۹۳	اللہ دتہ/سجن	۲	۲۰۰
۱۵۲	۱۹۴	سلطان خان/پہلوان	۲	۲۰۰
۱۵۳	۱۹۵	اللہ یار/اللہ بخش	۱	۱۰۰
۱۵۴	۱۹۶	سردارا/گوہر	۲	۲۰۰
۱۵۵	۱۹۷	نواب/ ،،	۲	۲۰۰
۱۵۶	۱۹۸	وریام/لہسا	۲	۲۰۰
۱۵۷	بی/۱	عبدالواحد/اللہ پرستار خان	۵	۵۰۰
۱۵۸	۲	عبداللہ / ،،	۴	۴۰۰
۱۵۹	۳	غلام فرید/اکرم خان	۵	۵۰۰
۱۶۰	۴	امیر بخش/پٹھانہ	۱	۱۰۰
۱۶۱	۵	خلیل الرحمان/حفیظ اللہ	۴	۴۰۰
۱۶۲	۶	نواب خان/جمال خان	۳	۳۰۰
۱۶۳	۷	بہادر خان/سلطان خان	۲	۲۰۰
۱۶۴	۹	محمد رضات شاہ/شان شاہ	۲	۲۰۰
۱۶۵	۱۰	سلامت/اللہ دتہ	۲	۲۰۰

۱۶۶	۱۰	اللہ دتہ/محمد بوٹا	۲	۲۰۰
۱۶۷	۱۱	شیخ نور محمد پراچہ/خدا بخش	۱	۱۰۰
۱۶۸	۱۲	محمد حسین/خیر دین	۲	۲۰۰
۱۶۹	۱۳	اصغر علی/محمد حسین	۲	۲۰۰
۱۷۰	۱۴	محمد اشرف/ ،،	۲	۲۰۰
۱۷۱	۱۹	غلام حیدر/احمد	۴	۴۰۰
۱۷۲	۲۰	ہدایت/اعظم	۲	۲۰۰
۱۷۳	۲۱	طالب/عظیم	۱	۱۰۰
۱۷۴	۲۲	کرم/شیر	۲	۲۰۰
۱۷۵	۲۳	سلطان/ولی داد	۲	۲۰۰
۱۷۶	۲۴	غلام فرید/بہاول	۲	۲۰۰
۱۷۷	۲۵	منظور حسین/محمد بخش	۲	۲۰۰
۱۷۸	۲۶	احمد بخش/میاں محبت	۲	۲۰۰
۱۷۹	۳۰	فرید/شیر	۲	۲۰۰
۱۸۰	۳۱	محمد شفیع/برکت علی	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۱	۳۲	امیر/بہاول	۲	۲۰۰
۱۸۲	۳۳	قاسم/وریام	۲	۲۰۰
۱۸۳	۴۰	غلام حسین/نور محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۸۴	۴۱	عبدالکریم/حاجی محمد بخش	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۵	۴۲	عبدالغفور/ ،،	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۶	۴۳	عبدالرحمن/ ،،	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۷	۴۴	غلام رسول/ ،،	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۸	۴۵	غلام غوث/محمد بخش	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۹	۴۶	کرم دین/جہاندار	۲	۲۰۰
۱۹۰	۴۷	محمد اسماعیل/ ،،	۲	۲۰۰
۱۹۱	۴۸	اللہ بخش/علی محمد	۵	۵۰۰
۱۹۲	۴۹	سہارا سہارا/علی محمد	۵	۵۰۰
۱۹۳	۵۰	محمد یعقوب/عبدالکریم	۵	۵۰۰

۱۹۴	۵۱	خدا بخش/محمد شریف	۵	۵۰۰
۱۹۵	۵۲	شمس الدین/احمد بخش	۵	۵۰۰
۱۹۶	۵۷	سلامت/محمد امیر	۵	۵۰۰
۱۹۷	۵۸	شاہ محمد/سلطان	۲	۲۰۰
۱۹۸	۵۹	محمد نواز/شاہ محمد	۲	۲۰۰
۱۹۹	۶۰	یتیم شاہ محمد	۲	۲۰۰
۲۰۰	۶۱	محمد جیون	۲	۲۰۰
۲۰۱	۶۲	احمد/پہلوان	۲	۲۰۰
۲۰۲	۶۳	اسماعیل/خان محمد	۲	۲۰۰
۲۰۳	۶۴	گاماں/احمد	۲	۲۰۰
۲۰۴	۷۰	غلام محمد/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۰۵	۷۱	سلطان/پہلوان	۲	۲۰۰
۲۰۶	۷۲	خان/ ،،	۲	۲۰۰
۲۰۷	۷۳	اللہ بخش/محمد حیات	۲	۲۰۰
۲۰۸	۷۴	عبدالرحمن/محمد رمضان	۲	۲۰۰
۲۰۹	۷۶	غلام مصطفیٰ/حسن شاہ	۱۰	۱۰۰۰
۲۱۰	۷۷	کرم شاہ/حسن شاہ	۱۰	۱۰۰۰
۲۱۱	۷۸	کرم حسین/بدھن شاہ	۲	۲۰۰
۲۱۲	۸۰	محمد/سادا	۱	۱۰۰
۲۱۳	۸۱	احمد/،،	۱	۲۰۰
۲۱۴	۸۲	مسماۃ کرم الیٰ/کرم شاہ	۲	۲۰۰
۲۱۵	۸۳	خان محمد/غلام حیدر	۲	۲۰۰
۲۱۶	۸۴	پہلوان / ،،	۲	۵۰۰
۲۱۷	۸۵	محمد رمضان/بہادر	۵	۵۰۰
۲۱۸	۸۶	میاں محمد انوار/احمد/محمد مظہر احمد	۵	۱۰۰
۲۱۹	۸۷	شیخ جمال دین/رحیم بخش	۱	۱۰۰۰
۲۲۰	۸۸	گل محمد/محمد اسماعیل	۱۰	۲۰۰

۲۲۱	۹۰	فلک شیر/حق نواز	۵	۵۰۰
۲۲۲	۹۵	گل محمد/بہادر خان	۱	۲۰۰
۲۲۳	۹۷	سید محمد غوث شاہ/کرم شاہ	۲	۲۰۰
۲۲۴	۱۰۱	مظہر حسین شاہ/سانول شاہ/ امیر شاہ	۲	۲۰۰
۲۲۵	۱۰۲	محمد شاہ/شمس الدین	۲	۸۰۰
۲۲۶	۱۰۳	مظفر شاہ/ ،،	۲	۲۰۰
۲۲۷	۱۰۵	محمد شاہ/مرید حسین شاہ	۸	۸۰۰
۲۲۸	۱۰۶	احمد/رانجھا	۳	۲۰۰
۲۲۹	۱۰۷	وریام/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۰	۱۱۳	غلام مصطفیٰ/اللہ دیتہ	۱۰	۱۰۰۰
۲۳۱	۱۱۴	احمد خان/پیر بخش	۲	۲۰۰
۲۳۲	۱۱۵	محمد اکرم/جان محمد	۲	۲۰۰
۲۳۳	۱۱۶	عبدالرحمن/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۴	۱۱۷	اللہ بخش/امام بخش	۲	۲۰۰
۲۳۵	۱۱۸	خدا بخش/اللہ دتہ	۲	۵۰۰
۲۳۶	۱۱۹	سید محمد عیسیٰ/لطیف شاہ	۵	۲۰۰
۲۳۷	۱۲۰	شبیر احمد/امام بخش	۲	۲۰۰
۲۳۸	۱۲۴	میوے خان/کرم سمبچر	۲	۲۰۰
۲۳۹	۱۲۵	عطا محمد/شاہمند	۲	۲۰۰
۲۴۰	۱۲۶	محمد شکور/ساہنجا	۲	۲۰۰
۲۴۱	۱۲۷	رستم/سیتا	۲	۱۰۰
۲۴۲	۱۳۳	فرید/مراد	۱	۱۰۰
۲۴۳	۱۳۴	عبداللہ/جلال دین	۱۰	۱۰۰۰
۲۴۴	۱۳۵	خان بیگ/شیر محمد	۶	۶۰۰
۲۴۵	۱۳۶	غلام قادر/خان بیگ	۲	۲۰۰
۲۴۶	۱۳۷	نور محمد/احمد خان	۲	۲۰۰
۲۴۷	۱۳۸	عبدالرحمن/شیر محمد	۲	۲۰۰

۲۴۸	۱۳۹	کریم بخش/شیر محمد	۷	۲۰۰
۲۴۹	۱۴۰	محمد مراد/امحبت	۲	۲۰۰
۲۵۰	۱۴۱	امام بخش/احمد بخش	۲	۲۰۰
۲۵۱	۱۴۸	محمد یار/ محبت	۳	۲۰۰
۲۵۲	۱۴۹	پہلون/احمد	۳	۲۰۰
۲۵۳	۱۵۰	فیض محمد/سردار	۲	۲۰۰
۲۵۴	۱۵۱	اللہ یار/نور محمد	۲	۲۰۰
۲۵۵	۱۵۲	مراد/ اسماعیل	۲	۲۰۰
۲۵۶	۱۵۳	دائم/ستار	۲	۲۰۰
۲۵۷	۱۵۴	نظام/نظانہ	۳۰	۲۰۰
۲۵۸	۱۵۵	حاکم علی/ملا	۳	۲۰۰
۲۵۹	۱۵۶	کرم علی/جبارا	۲	۲۰۰
۲۶۰	۱۵۷	قاسم/گھنا	۳	۲۰۰
۲۶۱	۱۶۳	رب نواز/سعد اللہ	۳	۲۰۰
۲۶۲	۱۶۴	وریام/امیر	۳	۲۰۰
۲۶۳	۱۶۵	صوبا/لنیا	۲	۲۰۰
۲۶۴	۱۶۶	دلدوز/مستا خان	۲	۲۰۰
۲۶۵	۱۶۷	نور محمد/حیات محمد	۳	[illegible]
۲۶۶	۱۶۸	جلال/مراد	۳	۲۰۰
۲۶۷	۱۶۹	حق نواز/جلال	۳	۲۰۰
۲۶۸	۱۷۰	علی محمد/باقر علی	۳	۲۰۰
۲۶۹	۱۷۱	ولی محمد/ ،،	۲	۲۰۰
۲۷۰	۱۷۲	محمد/امام بخش	۳	۲۰۰
۲۷۱	۱۷۳	شاہمند/ ،،	۲	۲۰۰
۲۷۲	۱۷۴	نواب/اللہ دتہ	۳	۲۰۰
۲۷۳	۱۷۵	دلاور/مراد	۳	۲۰۰
۲۷۴	۱۷۶	شاکر/مراد	۲	۲۰۰

۲۷۵	۱۷۷	خان بیگ/شاکر	۲	۲۰۰
۲۷۶	۱۷۸	شیر محمد/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۷۷	۱۷۹	محمد فاضل/ ,,	۲	۲۰۰
۲۷۸	۱۸۰	غلام محمد/ ,,	۲	۲۰۰
۲۷۹	۱۸۱	ذاکر حسین ,,	۲	۲۰۰
۲۸۰	۱۸۲	قاسم علی/ملک شیر	۲	۲۰۰
۲۸۱	۱۸۳	محمد شریف/قاسم علی	۲	۲۰۰
۲۸۲	۱۸۴	محمد حیات ,,	۱	۱۰۰
۲۸۳	۱۸۵	اللہ یار/احمد یار	۲	۲۰۰
۲۸۴	۱۸۶	محمد امین/قاسم علی	۲	۲۰۰
۲۸۵	۱۸۷	منظور حسین/دلاور خان	۴	۴۰۰
۲۸۶	۱۸۸	ظہور احمد/منظور حسین	۴	۴۰۰
۲۸۷	۱۸۹	محمد اسلم/قاسم علی	۲	۲۰۰
۲۸۸	۱۹۰	محمد زاہد/ ,,	۲	۲۰۰
۲۸۹	۱۹۱	احمد نواز/نوراحمد	۸	۸۰۰
۲۹۰	۱۹۲	نور محمد/دلاور خان	۲	۲۰۰
۲۹۱	۱۹۳	محمد رفیق/قاسم علی	۲	۲۰۰
۲۹۲	۱۹۴	ارجیت/مٹھانہ	۲	۲۰۰
۲۹۳	۱۹۵	سکندر/مہر دین	۲	۲۰۰
۲۹۴	۱۹۶	اللہ دتہ/نور	۲	۲۰۰
۲۹۵	۳/سی	غلام فرید/ولی محمد	۲	۲۰۰
۲۹۶	۵	عبدالرزاق/نبی بخش	۲	۲۰۰
۲۹۷	۶	سلطان محمود/ مہر پہلوان	۲	۲۰۰
۲۹۸	۷	محمد نواز/سلطان محمود	۲	۲۰۰
۲۹۹	۱۱	رب نواز/شیر	۲	۲۰۰
۳۰۰	۱۲	مراد/مٹھانہ	۲	۲۰۰
۳۰۱	۱۴	محمد نواز/مہنا	۲	۲۰۰
۳۰۲	۱۵	داد/صند وارا	۲	۲۰۰

۳۰۳	۲۰	نجات/جہانا	۲	۲۰۰
۳۰۴	۲۵	صلات/شیر	۲	۲۰۰
۳۰۵	۲۶	محمد یار خان/ ،،	۲	۲۰۰
۳۰۶	۲۷	احمد یار/ ،،	۲	۲۰۰
۳۰۷	۲۸	امیر/جلال دین	۲	۲۰۰
۳۰۸	۲۹	محنت/جلال دین	۲	۲۰۰
۳۰۹	۳۰	سلطان/محمد خان	۲	۲۰۰
۳۱۰	۳۱	فرید/حاجی سلطان	۲	۲۰۰
۳۱۱	۳۲	رستم/ ،،	۲	۲۰۰
۳۱۲	۳۳	رجب/خان	۲	۲۰۰
۳۱۳	۳۴	مٹھانہ/خان	۲	۲۰۰
۳۱۴	۳۵	جہانا/پہلون	۲	۲۰۰
۳۱۵	۳۶	غلام قادر/جہانا	۲	۲۰۰
۳۱۶	۳۷	ذوالفقار/پہلوان	۲	۲۰۰
۳۱۷	۳۸	محمد یار/مہر ساوا	۲	۲۰۰
۳۱۸	۳۹	ریحانہ/ماجھی	۲	۲۰۰
۳۱۹	۴۰	خان بیگ/ریحان	۲	۲۰۰
۳۲۰	۴۱	شیر/ریحان	۲	۲۰۰
۳۲۱	۴۲	لال/لکھو	۲	۲۰۰
۳۲۲	۴۳	محمد بخش/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۳۲۳	۴۴	اللہ دتہ/ننھو	۲	۲۰۰
۳۲۴	۴۵	خدابخش/ ،،	۲	۲۰۰
۳۲۵	۴۶	نبی بخش/ ،،	۲	۲۰۰
۳۲۶	۴۷	رجب/ریحان	۲	۲۰۰
	۴۸	بہادر	۲	۲۰۰
۳۲۷	۴۹	خان بیگ/یتیم	۲	۲۰۰
۳۲۸	۵۰	سلطان محمود/جہانا	۲	۲۰۰

۳۲۹	۵۱	وریام/حسن	۲	۲۰۰
۳۳۰	۵۲	نور محمد/نواز	۲	۲۰۰
۳۳۱	۵۳	غلام محمد/ ،،	۲	۲۰۰
۳۳۲	۵۴	غلام محمد/اعظم	۲	۲۰۰
۳۳۳	۵۵	محمد اعظم/شیر خان	۲	۲۰۰
۳۳۴	۵۶	مہر محمد نواز/مہر اعظم	۲	۲۰۰
۳۳۵	۵۷	احمد شاہ/امیر شاہ	۲	۲۰۰
۳۳۶	۵۸	کالو شاہ/احمد شاہ	۲	۲۰۰
۳۳۷	۵۹	زمان شاہ/شیر شاہ	۲	۲۰۰
۳۳۸	۶۰	حق نواز/اسماعیل	۲	۲۰۰
۳۳۹	۶۱	حنیف/سلطان	۱۰	۱۰۰۰
۳۴۰	۶۲	محمد شاہ/ امرشاہ	۲	۲۰۰
۳۴۱	۶۳	اللہ دتہ/عنایت	۲	۲۰۰
۳۴۲	۶۴	عبدالغفور/نور محمد	۲	۲۰۰
۳۴۳	۶۵	ٹھانہ/فتح محمد	۲	۲۰۰
۳۴۴	۶۶	اللہ دیتہ/ صاحب خان	۲	۲۰۰
۳۴۵	۶۷	محمد نواز/ اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۳۴۶	۷۰	خدا بخش/مہر احمد	۲	۲۰۰
۳۴۷	۷۲	احمد بخش/شاہ محمد	۵	۵۰۰
۳۴۸	۷۴	سلطان محمود/شیر	۵	۵۰۰
۳۴۹	۷۵	ولی محمد ،،	۵	۵۰۰
۳۵۰	۸۱	اللہ دتہ/احمد خان	۴	۴۰۰
۳۵۱	۸۳	کبیر خان/سجاول خان	۵	۵۰۰
۳۵۲	۸۴	حق نواز/فضل خان	۴	۴۰۰
۳۵۳	۸۹	محمود/محمد	۲	۲۰۰
۳۵۴	۹۰	راجن بخش/بہاوالدین شاہ	۲	۲۰۰
۳۵۵	۹۱	بہاؤالدین/محمد افضل	۲	۲۰۰
۳۵۶	۹۲	امیر حیدر/سلطان اعظم شاہ	۲	۱۰۰

٣٥٧	٩٣	فدا حسین/بہاؤالدین	٢	٢٠٠
٣٥٨	٩٨	فرید خان/شاہ عالم دین	٢	٢٠٠
٣٥٩	١٠٣	بہادر/پہلوان	٣	٣٠٠
٣٦٠	١٠٤	عبدالمجید/خان بہادر	١٠	٢٠٠٠
٣٦١	١٠٥	طالب حسین/بہادر	١	١٠٠
٣٦٢	١٠٦	رمضان/بہادر	١	١٠٠
٣٦٣	١٠٧	امیر بخش/سدمان	١	١٠٠
٣٦٤	١٠٨	عبدالحفیظ/خان بہادر	١٠	١٠٠٠
٣٦٥	١١١	نادر/رحمان	٤	٤٠٠
٣٦٦	١٢١	محمد علی/وریام دین	٥	٥٠٠
٣٦٧	١٢٢	محمد خان/فضل حسین	٥	٥٠٠
٣٦٨	١٢٣	محمد افضل/محمد عنایت	٤	٤٠٠
٣٦٩	١٢٤	بہادر/محمد شیر	٨	٨٠٠
٣٧٠	١٢٥	کاندا/ ،،	٨	٨٠٠
٣٧١	١٢٦	محمد سادہ/ ،،	٢٠	٢٠٠٠
٣٧٢	١٢٧	فاتح خاتون/محمد یار	٢٠	٢٠٠٠
٣٧٣	١٣٠	محمد اسلم/سلامت اللہ	٢	٢٠٠
٣٧٤	١٣١	عبدالعزیز/محمد لطیف	٤	٤٠٠
٣٧٥	١٣٢	اللہ یار/گہنا	٤	٤٠٠
٣٧٦	١٣٦	محمد نواز/غلام قادر	٤	٤٠٠
٣٧٧	١٣٧	یتیم/سلطان	١	١٠٠
٣٧٨	١٣٨	اللہ یار/محمود	٢	٢٠٠
٣٧٩	١٣٩	محمد اعظم/اللہ یار	٢	٢٠٠
٣٨٠	١٤٠	شیر محمد/ ،،	٢٠	٢٠٠٠
٣٨١	١٤٧	ممتاز احمد/فضل کریم	٢	٢٠٠
٣٨٢	١٤٨	خادم حسین/فضل دین	٢	٢٠٠
٣٨٣	١٥٣	صلابت/غازی	٢	٢٠٠

۳۸۴	۱۵۴	محمد نواز/غازی	۲	۲۰۰
۳۸۵	۱۵۵	حاسو/بہادر	۲	۲۰۰
۳۸۶	۱۵۶	محمد نواز/حاسو	۲	۲۰۰
۳۸۷	۱۵۷	احمد/رحمان	۲	۲۰۰
۳۸۸	۱۵۸	فاضل/ہدایت	۲	۲۰۰
۳۸۹	۱۵۹	صلابت/اللہ یار	۲	۲۰۰
۳۹۰	۱۶۵	کمال/حیات	۲	۲۰۰
۳۹۱	۱۶۷	لال/ ،،	۲	۲۰۰
۳۹۲	۱۶۸	ولیداد/میر داد	۱۰	۱۰۰۰
۳۹۳	۱۶۹	رستم/صالح محمد	۲	۲۰۰
۳۹۴	۱۷۱	طالب حسین/محمد علی	۲	۲۰۰
۳۹۵	۱۷۳	محمد رمضان/محمد خان	۱	۱۰۰
۳۹۶	۱۷۲	غلام محمد/ ،،	۱	۱۰۰
۳۹۷	۱۷۴	غلام محمد/سلطان کمہار	۲	۲۰۰
۳۹۸	۱۷۵	سلطان/نور محمد	۲	۲۰۰
۳۹۹	۱۸۱	جان محمد/ریحان	۲	۲۰۰
۴۰۰	۱۸۲	اللہ وسایا/شہزاد شاہ	۴	۴۰۰
۴۰۱	۱۸۳	محمد/احمد	۲	۲۰۰
۴۰۲	۱۸۴	سلطان/ماہی	۲	۲۰۰
۴۰۳	سی-۱۸۵	نور محمد/غلام حیدر	۲	۲۰۰
۴۰۴	۱۹۱	ولی داد/جہان	۲	۲۰۰
۴۰۵	۱۰۲	خادم حسین/برخورداو	۲	۲۰۰
۴۰۶	۱۹۷	رجب خان/سلطان خان	۱۰	۱۰۰۰
۴۰۷	۱۹۸	عنایت/ناصر خان	۱	۱۰۰
۴۰۸	ڈی-۱	طالب حسین/اللہ یار	۲	۲۰۰
۴۰۹	۲	محمد/احمد	۱	۱۰۰
۴۱۰	۳	اللہ دتہ/جنداوا	۲	۲۰۰
۴۱۱	۴	جندوادا/شمیر	۲	۲۰۰

۴۱۲	۵ ڈی	محمد نواز/جندوادا	۲	۲۰۰
۴۱۳	۶	حق نواز/ ،،	۲	۱۰۰
۴۱۴	۷	خادم حسین/اللہ یار	۲	۲۰۰
۴۱۵	۸	رحیم بخش/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۴۱۶	۹	حاجی محمد/رحیم بخش	۲	۲۰۰
۴۱۷	۱۰	صلہ بٹ/ریحان	۱	۱۰۰
۴۱۸	۱۱	قادر بخش/مراد	۱	۱۰۰
۴۱۹	۱۲	محمد بخش/محبت	۴	۲۰۰
۴۲۰	۱۳	اللہ دتہ/کاندا	۱	۱۰۰
۴۲۱	۱۴	قرید/رمضان	۱	۱۰۰
۴۲۲	۱۵	غلام محمد/اللہ وڈایا	۵	۵۰۰
۴۲۳	۱۶	اللہ یار/محمد یسین	۲	۲۰۰
۴۲۴	۱۷	محمد صدیق/اللہ یار	۴	۴۰۰
۴۲۵	۱۸	غلام رسول/حیات گل	۲	۲۰۰
۴۲۶	۱۹	ہدایت/غلام رسول	۲	۲۰۰
۴۲۷	۲۰	مہر محمود/مہر کورزا	۲	۲۰۰
۴۲۸	۲۱	پہلوان/ ،،	۲	۲۰۰
۴۲۹	۲۲	سجاور/لیئو	۲	۲۰۰
۴۳۰	۲۳	بہاول/میتھا	۴	۴۰۰
۴۳۱	۲۴	غلام غوث/علی محمد	۱	۱۰۰
۴۳۲	۲۵	نذر محمد/حاجی قادر بخش	۷	۷۰۰
۴۳۳	۲۶	ذوالفقار/اللہ داد	۷	۷۰۰
۴۳۴	۲۷	اللہ بخش/ ،،	۶	۶۰۰
۴۳۵	۲۸	محمد شفیع/ ،،	۲۰	۲۰۰۰
۴۳۶	۲۹	قادر بخش/ اللہ دتہ	۲۰	۲۰۰۰
۴۳۷	۳۰	اللہ ودھایا/وریام	۱	۱۰۰
۴۳۸	۳۱	اللہ یار/قادر بخش	۵	۵۰۰
۴۳۹	۳۲	محمد نواز/بہاول	۵	۵۰۰

۴۴۰	۳۳	سکندر/بہاول خان	۵	۵۰۰
۴۴۱	۳۴	اللہ بخش/غلام محمد	۱۵	۱۵۰۰
۴۴۲	۳۶	احمد یار/ ،،	۱۵	۱۵۰۰
۴۴۳	۳۷	محمد وارث/ ،،	۱	۱۰۰
۴۴۴	۳۸	خان بیگ/اللہ دتہ	۱	۱۰۰
۴۴۵	۳۹	محمد بخش/عظیم	۵	۵۰۰
۴۴۶	۴۰	حق نواز/اللہ وسایا	۴	۴۰۰
۴۴۷	۴۱	محمد بخش/غلام عیسیٰ	۲	۲۰۰
۴۴۸	۴۲	احمد بخش/ ،،	۳	۳۰۰
۴۴۹	۴۳	غلام رسول/ ،،	۳	۳۰۰
۴۵۱	۴۷	غلام حسین/ ،،	۵۰	۵۰۰۰
۴۵۲	۵۲	مرید فاطمہ/محمد نواز	۵۰	۵۰۰۰
۴۵۳	۵۳	غلام رسول/محمد نواز	۵۰	۵۰۰۰
۴۵۴	۵۴	صدر دین/ ،،	۵۰	۵۰۰۰
۴۵۵	۵۵	ابراہیم شاہ/ ،،	۵۰	۵۰۰۰
۴۵۶	ڈی/۵۷	محمد عباس/سید محمد شاہ	۲۰۱۱	۲۰۱۱۰۰
۴۵۷	۵۸	غلام رضا/محمد شاہ	۶۰	۶۰۰۰
۴۵۸	۵۹	غلام فاطمہ ،،	۵۰	۵۰۰۰
۴۵۹	۶۱	سید غضنفر رضا شاہ ،،	۴۰	۴۰۰۰
۴۶۰	۶۲	نثار رضا ،،	۵۰	۵۰۰۰
۴۶۱	۶۳	ارشاد بیگم/حاجی غلام رسول	۵۰	۵۰۰۰
۴۶۲	۶۴	غلام فاطمہ ،،	۲۰	۲۰۰۰
۴۶۳	۶۵	محمد اصغر/محمد شفیع	۲۰	۲۰۰۰
۴۶۴	۶۷	اکبر علی/میاں جند دارا	۴	۴۰۰
۴۶۵	۹	حافظ محمد شفیع/ غلام قادر	۵	۵۰۰
۴۶۶	۷۰	محمد یعقوب/غلام حسین	۱	۱۰۰
۴۶۷	۷۲	مہر ظہور احمد مہر شوق محمد	۴	۴۰۱
۴۶۸	۷۳	محمد اعظم/جان بہادر	۲۰	۲۰۰۰

۴۶۹	۷۵	عنایت/صادق خان	۲	۲۰۰
۴۷۰	۷۶	دلدار/نواب	۲	۲۰۰
۴۷۱	۷۷	محمد بخش/بہاب	۲	۲۰۰
۴۷۲	۷۸	برکت رسول/غلام رسول	۳	۳۰۰
۴۷۳	۷۹	محمد رمضان/عبداللہ	۲	۲۰۰
۴۷۴	۸۱	سلطان/محمد نواز	۲	۲۰۰
۴۷۵	۸۴	ذوالفقار/محمد مراد	۳	۳۰۰
۴۷۶	۸۵	شیر محمد/محمد نواز	۱۵	۱۵۰۰
۴۷۷	۸۶	قطب شاہ/شہزاد شاہ	۳	۳۰۰
۴۷۸	۸۷	غلام رسول/احمد دین	۲	۲۰۰
۴۷۹	۸۸	محمد حیات/محمد شفیع	۶	۶۰۰
۴۸۰	۸۹	محمد شفیع/رجب	۲	۲۰۰
۴۸۱	۹۰	نور محمد/فضل	۲	۲۰۰
۴۸۲	۹۱	احمد نواز/نور محمد	۶	۶۰۰
۴۸۳	۹۲	محمد رفیق ،،	۶	۶۰۰
۴۸۴	۹۳	غلام محمد/رستم	۲	۲۰۰
۴۸۵	۹۴	شبیر احمد/غلام احمد	۲	۲۰۰
۴۸۶	۹۵	اللہ بخش/فاضل	۶	۶۰۰
۴۸۷	۹۶	رمضان/پہلوان	۲	۲۰۰
۴۸۸	۹۷	احمد/یارا	۲	۲۰۰
۴۸۹	۹۸	محمد نواز/غلام محمد	۲	۲۰۰
۴۹۰	۹۹	جالا/رحمان	۲	۲۰۰
۴۹۱	۱۰۰	مٹھا/درباری	۲	۲۰۰
۴۹۲	۱۰۱	امیر/محبت	۲	۲۰۰
۴۹۳	۱۰۲	صبر خان/محمد	۲	۲۰۰
۴۹۴	۱۰۴	محمد اقبال/نبی بخش	۵۰	۵۰۰۰
۴۹۵	۱۰۶	رب نواز/فرید	۲	۲۰۰
۴۹۶	۱۰۷	حق نواز ،،	۲	۲۰۰

۴۹۷	۱۰۸	صلابت/لال	۲	۲۰۰
۴۹۸	۱۰۹	محمد بخش/اللہ بخش	۱۰	۱۰۰۰
			۲۴۶۸	۲۴۶۸۰۱
۴۹۹	ڈی-۱۱۰	مہر خدا بخش/بہادر خان	۵	۵۰۰
۵۰۰	۱۱۱	خضر حیات/محمد اسلم	۷	۷۰۰
۵۰۱	ڈی-۱۱۲	مرجان محمد/حمید	۴	۴۰۰
۵۰۲	ڈی-۱۱۴	نور محمد/اللہ یار	۱	۱۰۰
۵۰۳	۱۱۵	ظہور احمد/شوک محمد	۱	۱۰۰
۵۰۴	۱۱۶	ممتاز احمد/ "	۱۰	۱۰۰۰
۵۰۵	۱۱۸	عبدالکریم/اللہ یار	۲	۲۰۰
۵۰۶	۱۱۷	عاشق حمید/محمد اعظم	۲۰	۲۰۰۰
۵۰۷	۱۲۰	حاجی عبداللہ/میر بخش	۴	۴۰۰
۵۰۸	۱۲۱	اللہ یار/غلام محمد	۵	۵۰۰
۵۰۹	۱۲۲	امیر/میر احمد	۲	۲۰۰
۵۱۰	۱۲۳	احمد یار/غلام حبیب	۲	۲۰۰
۵۱۱	۱۲۴	محمد یار/ "	۱۰	۱۰۰۰
۵۱۲	۱۲۵	حق نواز/نور محمد	۲	۲۰۰
۵۱۳	۱۲۶	جالا/اللہ دتہ	۵	۵۰۰
۵۱۴	۱۲۷	احمد بخش/محمد وریام	۲	۲۰۰
۵۱۵	۱۲۹	نور احمد/عبداللہ	۲۷	۲۷۰۰
۵۱۶	۱۳۰	یتیم علی/سلطان	۲	۳۰۰
۵۱۷	۱۳۱	محمد نواز/نور احمد	۱۳	۱۳۰۰
۵۱۸	۱۳۲	محمد یار/غلام محمد	۱۳	۱۳۰۰
۵۲۹	۱۳۳	حق نواز/ "	۶	۷۰۰
۵۲۰	۱۳۴	مراد/اللہ دتہ	۵	۵۰۰
۵۲۱	۱۳۵	حاجی رمضان/میاں حسن	۱۰۰	۱,۰۰۰

۵۲۲	ڈی-۱۳۶	محمد وریام/پیر بخش	۳	۳۰۰
۵۲۳	۱۳۷	شیر محمد/سبحان	۳	۳۰۰
۵۲۴	۱۳۸	منظور حسین/محمد	۳	۳۰۰
۵۲۵	۱۳۹	طالب حسین/شیر محمد	۲	۲۰۰
۵۲۶	۱۴۰	خان محمد/رمضان	۲	۲۰۰
۵۲۷	۱۴۱	رحمان/ "	۲	۲۰۰
۵۲۸	۱۴۲	حیدر شاہ/سردار شاہ	۲	۲۰۰
۵۲۹	۱۴۳	غلام محمد/محبت	۲	۲۰۰
۵۳۰	۱۴۴	نواب/رحمان	۲	۲۰۰
۵۳۰	۱۴۴	نواب/رحمان	۲	۲۰۰
۵۳۱	۱۴۵	محمد یار/سلطان خان	۲۰	۲۰۰۰
۵۳۲	۱۴۶	کریم بخش/محمود	۲	۲۰۰
۵۳۳	۱۴۷	محمد رمضان/ "	۲	۲۰۰
۵۳۴	۱۴۹	احمد یار/اللہ یار	۱	۱۰۰
۵۳۵	۱۵۰	محمد یار/ "	۳	۳۰۰
۵۳۶	۱۵۳	سلطان اعظم/دلاور	۲۲	۲۲۰۰
۵۳۷	۱۵۴	محمد یار/رمضان	۱	۱۰۰
۵۳۸	۱۵۵	موہن/ "	۳	۳۰۰
۵۳۹	۱۵۷	نور احمد/مراد	۳	۳۰۰
۵۴۰	۱۵۸	محمد رمضان/محمود	۱۱۰	۱۱۰۰۰
۵۴۱	۱۵۹	حسین/مراد	۶۵	۶۵۰۰
۵۴۲	۱۶۰	شاہ محمد/رب نواز	۳۰	۳۰۰۰
۵۴۳	۱۶۱	نصیر خان/ "	۳۲	۳۲۰۰۰
۵۴۴	۱۶۲	محمد/زوارت خان	۱۰	۱۰۰۰
۵۴۵	۱۶۳	حبیب/دارا	۲	۲۰۰

۵۴۶	ڈی-۱۶۴	فاضل/دارا	۲	۲۰۰
۵۴۷	۱۶۵	قاسج/ریحانہ	۲	۲۰۰
۵۴۸	۱۶۶	جندا/سبحانہ	۲	۲۰۰
۵۴۹	۱۶۷	اللہ محسن/شیرا	۲	۲۰۰
۵۵۰	۱۶۸	اللہ محسن/محمد تحسین	۲	۲۰۰
۵۵۱	۱۶۹	امجد بخش/اللہ یار	۲	۲۰۰
۵۵۲	۱۷۰	محمد بخش/نبھانہ	۲	۲۰۰
۵۵۳	۱۷۱	حاجی/سلطان	۲	۲۰۰
۵۵۴	۱۷۲	نورا/باح باجا	۲	۲۰۰
۵۵۵	۱۷۳	اللہ بخش/باجا	۲	۲۰۰
۵۵۶	۱۷۴	فرید/حاجی	۲	۲۰۰
۵۵۷	۱۷۵	اللہ بخش/حمد	۲	۲۰۰
۵۵۸	۱۷۶	بھاول/احمد دین	۲	۲۰۰
۵۵۹	۱۷۷	امجد بخش/محمد بخش	۲	۲۰۰
۵۶۰	۱۷۸	نبی بخش/حیان	۲	۲۰۰
۵۶۱	۱۷۹	امجد بخش/محمد بخش	۲	۲۰۰
۵۶۲	۱۸۰	رمضان/ ،،	۲	۲۰۰
۵۶۳	۱۸۱	وریام/ ،،	۲	۲۰۰
۵۶۴	۱۸۲	وریام/ ،،	۲	۲۰۰
۵۶۵	۱۸۳	رشید/سمند	۴	۴۰۰
۵۶۶	۱۸۵	فیض محمد/اسد	۲	۲۰۰
۵۶۷	۱۸۷	اللہ دینہ/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۵۶۸	۱۸۹	چنون/ولی داد	۲	۲۰۰
۵۶۹	۱۹۰	مراد/صابرہ	۲	۲۰۰
۵۷۰	۱۹۱	غلام رسول/محمد دین	۲	۲۰۰
۵۷۱	۱۹۲	غلام قادر/فاضل	۱	۱۰۰
۵۷۲	۱۹۳	امیر/سرداو	۴	۴۰۰
۵۷۳	۱۹۴	میرداد/ ،،	۱	۱۰۰

۵۷۴	ڈی-۱۹۵	گل محمد/عنایت	۲	۲۰۰
۵۷۵	۱۹۶	خان محمد/ ،،	۲	۲۰۰
۵۷۶	۱۹۸	محمد وریام/ ،،	۲	۲۰۰
۵۷۷	۱۹۹	سرفراز/جلال خان	۱	۱۰۰
۵۷۸	۲۰۰	حق نواز/خان بیگ	۱	۱۰۰
۵۷۹	جی-۲۰۲	مقبول خان/عطاالله	۱	۱۰۰
۵۸۰	۲۰۳	اکبر علی/بکو خان	۱	۱۰۰
۵۸۱	۳۰۴	شاہد علی/خان مستقیم علی	۵	۵۰۰
۵۸۲	۲۰۵	سید محمودالحسن/محمد منیر	۱	۱۰۰
۵۸۳	۲۰۶	مضحورالحسن/محمدالحسن	۱	۱۰۰
۵۸۴	۲۰۷	ظہیرالحسن/سراج الحسن	۱	۱۰۰
۵۸۵	۲۰۸	علی امام/عقیل حسین	۱	۱۰۰
۵۸۶	۲۰۹	محمود علی/رضا احمد	۵	۵۰۰
۵۸۷	۰۱۲	وریام/رمضان	۲	۲۰۰
۵۸۸	۲۱۲	محمد اشرف/غلام قادر	۲	۲۰۰
۵۸۹	۲۱۳	عبدالطیف/ ،،	۲	۲۰۰
۵۹۰	۲۱۴	لطیف حسن/نادر شاہ	۱	۱۰۰
۵۹۱	۲۱۵	شریف احمد/ولی محمد	۴	۴۰۰
۵۹۲	۲۱۶	حنیف بیگم/شریف امجد	۲	۲۰۰
۵۹۳	۲۱۷	انوار حسین/محمد حسین	۲	۲۰۰
۵۹۴	۲۱۸	محمود احمد/محمد حسین	۲	۲۰۰
۵۹۵	۲۱۹	محمد احمد/انوار حسین	۲	۲۰۰
۵۹۶	۲۲۰	عبدالغنی/عبدالحمید	۲	۲۰۰
۵۹۷	۲۲۱	سرور بیگم/عبدالحمید	۲	۲۰۰
۵۹۸	۲۲۲	ممتاز بیگم/ ،،	۲	۲۰۰
۵۹۹	۲۲۳	مختار بیگم/اقبال حسن	۲	۲۰۰
۶۰۰	۲۲۴	غلام نبی/محمد حیات	۱	۱۰۰
۶۰۱	۲۲۵	اسماعیل/محمد علی	۱	۱۰۰

۶۰۲	ڈی-۲۲۶	اللہ دتہ/عبداللہ	۲	۲۰۰
۶۰۳	۲۲۷	خالد شریف/عبدالقیوم	۱	۱۰۰
۶۰۴	۲۲۸	بشیر احمد/نہال دین	۱	۱۰۰
۶۰۵	۲۲۹	محمد خورشید/عنایت علی	۵	۵۰۰
۶۰۶	۲۳۰	بھودو/عبدل	۱	۱۰۰
۶۰۷	۲۳۲	محمد سعداللہ/عبداللہ	۲	۲۰۰
۶۰۸	۲۳۴	محمد لطیف/غلام حضور	۲	۲۰۰
۶۰۹	۲۳۵	عبدالحنان/غلام رسول	۲	۲۰۰
۶۱۰	۲۳۶	ریاض احمد/غلام احمد	۲	۲۰۰
۶۱۱	۲۳۷	عبدالغنی/امیرالحسن	۲	۲۰۰
۶۱۲	۲۳۸	نصیرالحسن/واحدالحسن	۱	۱۰۰
۶۱۳	۲۳۹	شمشیرالحسن/نذیر بخش	۱	۱۰۰
۶۱۴	۲۴۰	محمد ابراہیم/عبدالعزیز	۱	۲۰۰
۶۱۵	۲۴۱	محمد عمر/ "	۲	۲۰۰
۶۱۶	۲۴۲	خوشی محمد/کرم الٰہی	۲	۲۰۰
۶۱۷	۲۴۳	محمد اقبال/ "	۲	۲۰۰
۶۱۸	۲۴۴	محمد حیات/ "	۲	۲۰۰
۶۱۹	۶۴۵	نذیر احمد/ "	۲	۲۰۰
۶۲۰	۲۴۶	قربان حسین/ولایت شاہ	۲	۲۰۰
۶۲۱	۲۴۷	عطاالرحمان/عبدالحمید	۱	۱۰۰
۶۲۲	۲۴۹	عبدالشکور/نور محمد	۱	۱۰۰
۶۲۳	۲۵۱	محمد یعقوب/امیر احمد	۲	۲۰۰
			۳۱۴۵	۳۱۴۵۰۴
۶۲۴	۲۵۲	کریم الدین/عصداللہ	۲	۲۰۰
۶۲۵	۲۵۴	علی محمد سراج دین	۲	۲۰۰
۶۲۶	۲۵۵	غلام نبی تارا بخش	۲	۲۰۰

۶۲۷	جی-۲۵۶	عنایت محمد/ملک	۶	۲۰۰
۶۲۸	" ۲۵۷	سردار بیگم/عنایت مسیح	۲	۲۰۰
۶۲۹	" ۲۵۸	شیر بہادر/خان محمد یار	۲	۲۰۰
۶۳۰	" ۲۵۹	محمد صادق/شیر بہادر	۲	۲۰۰
۶۳۱	" ۲۶۰	محمد مختار/ "	۲	۲۰۰
۶۳۲	" ۲۶۱	عزیرخان/محمد دین	۱	۲۰۰
۶۳۳	" ۲۶۲	عبدالحکیم/میاں الہی	۴	۴۰۰
۶۳۴	" ۲۶۳	انور حسین/حکیم الدین	۱	۱۰۰
۶۳۵	" ۲۶۴	شیخ محمد/صدیق احمد	۱	۱۰۰
۶۳۶	" ۲۶۵	جمند حسین/دلبر حسین	۱	۱۰۰
۶۳۷	" ۲۶۶	غلام حسین/محمد حسین	۱	۱۰۰
۶۳۸	" ۲۶۷	ایوب حسین/محمود الحسن	۱	۱۰۰
۶۳۹	" ۲۶۸	فتح محمد/احمد بخش	۵	۵۰۰
۶۴۰	" ۲۶۹	سید شبیر حسین	۱	۱۰۰
۶۴۱	" ۲۷۰	نصیرالدین/	۵	۵۰۰
۶۴۲	" ۲۷۲	عبدالحق/محمد رمضان	۲	۲۰۰
۶۴۳	" ۲۷۳	یوسف/رحمت	۳	۳۰۰
۶۴۴	" ۲۷۴	کیپٹن عبدالغفور/سردار محمد	۶	۶۰۰
۶۴۵	" ۲۷۵	مختار/محمد اسماعیل	۱	۱۰۰
۶۴۶	" ۲۷۶	منبدید حسین/اللہ دتہ	۵	۵۰۰
۶۴۷	" ۲۷۷	سلطان احمد/صلح محمد	۱	۱۰۰
۶۴۸	" ۲۷۸	عبدالستار/عبدالحکیم	۱	۱۰۰
۶۴۹	" ۲۷۹	قمر اے/عزیز خان	۲	۲۰۰
۶۵۰	" ۲۸۰	عبدالوحید/عبدالعزیز	۲	۲۰۰
۶۵۱	" ۲۸۱	محمد ابراہیم/سراج دین	۱	۱۰۰
۶۵۲	" ۲۸۲	محمد اسماعیل/ "	۱	۱۰۰
۶۵۳	" ۲۸۳	سکینہ بی بی/نور محمد	۱	۱۰۰
۶۵۴	" ۲۸۴	حلیم بی بی/ "	۱	۱۰۰

۶۵۵	جی	۲۸۵	حمیدہ بی بی/ "	۱	۱۰۰
۶۵۶	"	۲۸۶	زبیر علی/امام الدین	۱	۱۰۰
۶۵۷	"	۶۸۷	حکیم محمد علی/شہاب الدین	۱۲	۱۲۰۰
۶۵۸	"	۲۸۸	محمد حسین/عبداللہ	۱۰	۱۰۰۰
۶۵۹	"	۲۸۹	احمد/محمد حاصل	۲	۲۰۰
۶۶۰	"	۲۹۰	غلام حسین/محمد فاضل	۲	۲۰۰
۶۶۱	"	۲۹۱	محبت/سجاد	۲	۲۰۰
۶۶۲	"	۲۹۲	خلیل احمد/تقلین الریحان	۱	۱۰۰
۶۶۳	"	۲۹۳	عبدالرحیم/محمد بلند خان	۲	۲۰۰
۶۶۴	"	۲۹۴	محمد حسین/ "	۲	۲۰۰
۶۶۵	"	۲۹۵	محمد رمضان/کریم بخش	۲	۲۰۰
۶۶۶	"	۲۹۶	عارف اللہ/رحیم بخش	۲	۲۰۰
۶۶۷	"	۲۹۷	عاطف اللہ/ "	۲	۲۰۰
				۳۲۵۴	۳۲۵۴۰۰
۶۶۸	"	۲۹۸	رب نواز/محمود	۲	۲۰۰
۶۶۹	"	۲۹۹	محمد سرور/فتح محمد	۱	۱۰۰
۶۷۰	"	۳۰۰	محمد حسین/ماہی خان	۱	۱۰۰
۶۷۱	"	۳۰۱	گلاب خان/فضل الٰہی	۳	۳۰۰
۶۷۲	"	۱۰۳	محمد شفیع/ولی محمد	۲	۱۰۰
۶۷۳	"	۱۰۴	محمد صدیق/محمد امین	۵	۵۰۰
۶۷۴	"	۱۰۵	فضل محمد/شیر محمد	۱	۱۰۰
۶۷۵	"	۱۰۶	عبدالکریم/فتح دین	۱	۱۰۰
۶۷۶	"	۱۰۷	انور علی/غلام شاہ	۵	۵۰۰
۶۷۷	"	۱۰۸	محمد یوسف/جلال دین	۳	۳۰۰
۶۷۸	"	۱۰۹	محمد اکرم/محمد امین	۱	۱۰۰
۶۷۹	"	۱۱۰	نواب زادہ/ولایت علی	۵	۵۰۰

۶۸۰	جی	۱۱۱	امام بخش/عمر خان	۴	۴۰۰
۶۸۱	"	۱۱۲	فیض محمد/غلام حیدر	۴	۴۰۰
۶۸۲	"	۱۱۳	ملک محمد علی/غلام یسین	۵	۵۰۰
۶۸۳	"	۱۱۴	موسبرا/ساگر	۲	۲۰۰
۶۸۴	"	۱۱۵	محسن/ساگر	۲	۲۰۰
۶۸۵	"	۱۱۶	عبدالحق/صلاح دین	۵	۵۰۰
۶۸۶	"	۱۱۷	امجد طفیل/عبدالحق	۵	۵۰۰
۶۸۷	"	۱۱۸	اختر فیض/ "	۲	۲۰۰
۶۸۸	"	۱۱۹	عبدالغفور/لال بیگ	۱	۱۰۰
۶۸۹	"	۱۲۰	نذیراللہ/امجد دین	۱	۱۰۰
۶۹۰	"	۱۲۱	لعل دین/چراغ دین	۲	۲۰۰
۶۹۱	"	۱۲۲	اوگ العمر/امیرالعمر	۱	۱۰۰
۶۹۲	"	۱۲۳	عزیزالدین/مرصلن	۴	۴۰۰
۶۹۳	"	۱۲۴	رمضان اللہ/عبدالغفور	۲	۲۰۰
۶۹۴	"	۱۲۵	معشوق علی/رحمت علی	۲	۲۰۰
۶۹۵	"	۱۲۶	طالب حسین/احمد بخش	۱۰	۱۰۰۰
۶۹۶	"	۱۲۷	جمال دین/اللہ یار	۲	۲۰۰
۶۹۷	"	۱۲۸	غلام محمد/سجاول خان	۱	۱۰۰
۶۹۸	"	۱۲۹	غلام محمد/پٹھانہ	۲	۲۰۰
۶۹۹	"	۱۳۲	راجہ محمد عباس/سلطان	۵	۵۰۰
۷۰۰	"	۱۳۳	خان/مست خان	۱	۱۰۰
۷۰۱	"	۱۳۴	محمد حیات/مدن محبت خان	۱	۱۰۰
۷۰۲	"	۱۳۵	محمد جبار خان/منصب خان	۱	۱۰۰
۷۰۳	"	۱۳۶	نجیب خان/حسن محمد خان	۵	۵۰۰
۷۰۴	"	۱۳۷	احمد/شیرا	۱	۱۰۰
۷۰۵	"	۱۳۸	عبدالغفور/سرمست خان	۱	۱۰۰
۷۰۶	"	۱۳۹	عبدالرحمان/ "	۱	۱۰۰
۷۰۷	"	۱۴۰	نصرت/داد	۲۰	۲۰۰۰

۷۰۸	جی	۱۴۱	بہادر خان/واحد	۲	۲۰۰
۷۰۹	"	۱۴۲	غلام محمد/کرم علی	۲	۲۰۰
۷۱۰	"	۱۴۳	محمد/ "	۲	۲۰۰
۷۱۱	"	۱۴۴	سعید شاہ/محمود شاہ	۲	۲۰۰
				۳۳۸۷	۳۳۸۷۰۴
۷۱۲	جی-۷	۱۴۷	بہادر جلال	۲	۲۰۰
۷۱۳	"	۱۴۸	نور محمد/محبت	۲	۲۰۰
۷۱۴	"	۱۴۹	رب نواز/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۷۱۵	"	۱۵۰	حاجی مراد	۲	۲۰۰
۷۱۶	"	۱۵۱	مراد مالی	۶	۶۰۰
۷۱۷	"	۱۵۲	مہر رستم/	۲	۲۰۰
۷۱۸	"	۱۵۳	محبت حمید	۲	۲۰۰
۷۱۹	"	۱۵۴	محمد شفیع/نور محمد	۲	۲۰۰
۷۲۰	"	۱۵۶	کرم علی/شاہ نواز	۲	۲۰۰
۷۲۱	"	۱۵۷	رحیم بخش/نور محمد	۱	۱۰۰
۷۲۲	"	۱۵۸	جنوان/خان حمید	۳	۳۰۰
۷۲۳	"	۱۵۹	غلام اکبر/جان محمد	۲	۲۰۰
۷۲۴	"	۱۶۰	غلام فرید/ناجی	۵	۵۰۰
۷۲۵	"	۱۶۱	عبدالقیوم/عبدالکریم	۲	۲۰۰
۷۲۶	"	۱۶۲	عبدالرحمن/شیر خان	۲	۱۰۰
۷۲۷	"	۱۶۳	سید خان/شیر خان	۱۰	۱۰۰۰
۷۲۸	"	۱۶۴	سکندر خان/سلطان	۱	۱۰۰
۷۲۹	"	۱۶۵	غلام حسین/عطا محمد	۱	۱۰۰
۷۳۰	"	۱۶۶	عطا محمد خان سرفراز	۱	۱۰۰
۷۳۱	"	۱۶۷	عالم خان "	۱	۱۰۰
۷۳۲	"	۱۶۸	اللہ یار/محمد حیات	۱	۱۰۰

۷۳۳	جی-۱۶۹	طلعت/اللہ یار	۱	۱۰۰
۷۳۴	” ۱۷۰	عبدالکریم/خان محمد	۴	۴۰۰
۷۳۵	” ۱۷۱	عبدالرحیم خان/عبدالکریم	۳	۳۰۰
۷۳۶	” ۱۷۲	عبداللہ خان خان عبدالکریم	۲	۲۰۰
۷۳۷	” ۱۷۳	خان حبیب اللہ خان ”	۲	۲۰۰
۷۳۸	” ۱۷۴	شہباز خان/محمد جان	۴	۴۰۰
۷۳۹	” ۱۷۵	خان زمان/عظمت خان	۲	۲۰۰
۷۴۰	” ۱۷۷	عبداللہ/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۷۴۱	” ۱۷۹	امان اللہ/مولا خان	۲	۲۰۰
۷۴۲	” ۱۸۰	عنایت اللہ ”	۲	۲۰۰
۷۴۳	” ۱۸۱	غلام رسول/شیر محمد	۳	۳۰۰
۷۴۴	” ۱۸۲	نواب/حسن	۱	۱۰۰
۷۴۵	” ۱۸۳	محبت/محمد	۲	۲۰۰
۷۴۶	” ۱۸۱	صلابت/سلطان	۲	۲۰۰
۷۴۷	” ۱۸۵	باقر/سلطان	۲	۲۰۰
۷۴۸	” ۱۸۶	محمد/چاکر	۲	۲۰۰
۷۴۹	” ۱۸۷	سجاد پہلوان	۲	۲۰۰
۷۵۰	” ۱۸۸	محبت/سلطان	۲	۲۰۰
۷۵۱	” ۱۸۹	بہار ”	۲	۴۰۰
۷۵۲	” ۱۹۰	” محبت	۲	۴۰۰
۷۵۳	” ۱۹۲	ماچھی/فرید	۲	۲۰۰
۷۵۴	” ۱۹۳	نواب/بھاول	۵	۵۰۰
۷۵۵	” ۱۹۴	فاضل/ابھابا	۲	۲۰۰
۷۵۶	” ۱۹۵	محبوب عالم/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۷۵۷	” ۱۹۶	شیر محمد/غلام قاسم	۲	۲۰۰
۷۵۸	” ۱۹۷	محمد یوسف/دین محمد	۲	۲۰۰
۷۵۹	”		۲	۲۰۰
۷۶۰	” ۱۹۹	شاہ نواب/غلام محمد	۲	۲۰۰

۷۶۱	جی-۲۰۰	محمد حیات/غلام محمد	۱	۱۰۰
۷۶۲	ایچ-۲۰۱	محمد یار/بہادر خان	۱	۱۰۰
۷۶۳	" ۲۰۲	زیارت خان/غلام محمد	۲	۲۰۰
۷۶۴	" ۲۰۳	محمد علی محمد اعظم	۲	۲۰۰
۷۶۵	" ۲۰۴	شاہ نواز/غلام محمد	۲	۲۰۰
۷۶۶	" ۲۰۵	اللہ بخش/بوتانہ	۲	۲۰۰
۷۶۷	" ۲۰۶	احمد یار اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۷۶۸	" ۲۰۷	اللہ یار/محمد عالم	۲	۲۰۰
۷۶۹	" ۲۰۸	میر نواب محمد	۲۲	۲۲۰۰
۷۷۰	" ۲۰۹	پہلوان/احمد حسن	۲	۲۰۰
۷۷۱	" ۲۱۰	امیر/محمد	۲	۲۰۰
۷۷۲	" ۲۱۱	محرم/محمد	۲	۲۰۰
۷۷۳	" ۲۱۳	محمد بخش/حاجی ساہو	۲	۲۰۰
۷۷۴	" ۲۱۴	ذوالفقار حسین	۳	۳۰۰
۷۷۵	" ۲۱۵	خدا بخش/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۷۷۶	" ۲۱۷	حسن نور/وریام	۱۰	۱۰۰۰
۷۷۷	" ۲۱۸	ولی محمد/حق نواز	۲	۲۰۰
۷۷۸	" ۲۱۹	سرفراز خان/وریام	۲	۲۰۰
۷۷۹	" ۲۲۰	سرفراز/شالت	۲	۲۰۰
۷۸۰	" ۲۲۱	صفدر علی/رجب علی	۵	۵۰۰
۷۸۱	" ۲۲۲	غلام عباس/پہلوان	۵	۵۰۰
۷۸۲	" ۲۲۳	مظفر عباس "	۵	۵۰۰
۷۸۳	" ۲۲۴	غلام عباس "	۲	۲۰۰
۷۸۴	" ۲۲۵	نذر عباس/خان ملک	۲	۲۰۰
۷۸۵	" ۲۲۶	غلام حسین/مرید حسین	۲	۲۰۰
۷۸۶	" ۲۲۸	غلام پہلوان	۲	۲۰۰

۷۸۷	" ۲۲۹	ہمایوں "	۲	۲۰۰
			۳۵۹۱	۳۵۹۱۰۴
۷۸۸	ایچ-۳۱	محمد شفیع/رحیم بخش	۲	۲۰۰
۷۸۹	" ۳۲	غلام حیدر/رحیم بخش	۲	۲۰۰
۷۹۰	" ۳۳	کبیر/برخوردار	۲	۲۰۰
۷۹۱	" ۳۴	وریام/امیر	۲	۲۰۰
۷۹۲	" ۳۵	شیرن/آعظم	۲	۲۰۰
۷۹۳	" ۳۶	حق نواز/سلیم خان	۳۴	۳۴۰۰
۷۹۴	" ۳۸	جیون/رستم	۲	۲۰۰
۷۹۵	" ۳۰	حسن/حاجی سرور	۲	۲۰۰
۷۹۶	" ۴۱	کنیز فاطمہ/نوازش علی خان	۱۰	۱۰۰۰
۷۹۷	" ۴۲	غلام حسین/پہلوان	۲	۲۰۰
۷۹۸	" ۴۳	محمد رمضان/لوہری	۲	۲۰۰
۷۹۹	" ۴۴	اللہ دتہ/محمد اسماعیل	۲	۲۰۰
۸۰۰	" ۴۵	عبداللہ/راجا	۲	۲۰۰
۸۰۱	" ۴۶	پہلوان/خان	۲	۲۰۰
۸۰۲	" ۴۹	حاجی امیر/احمد	۲	۲۰۰
۸۰۳	" ۵۰	اللہ یار/ولی داد	۲	۲۰۰
۸۰۴	" ۵۱	اصالت/چوغطہ	۱۰	۱۰۰۰
۸۰۵	" ۵۲	فضل حق/فرید	۵	۵۰۰
۸۰۶	" ۵۳	احمد یار/شاہمند	۱۰	۱۰۰۰
۸۰۷	" ۵۴	طالب حسین/جمیل شاہ	۵	۵۰۰
۸۰۸	" ۵۵	اللہ دتہ/احمد	۲۰	۲۰۰۰
۸۰۹	" ۵۶	غلام شبیر/منظور حسین	۵	۵۰۰
۸۱۰	" ۵۶	وریام/یاکھو	۱	۱۰۰
۸۱۱	" ۵۸	/یاکھو	۱	۱۰۰
۸۱۳	" ۶۰	خدا بخش/فتح محمد	۲	۲۰۰
۸۱۲	" ۵۹	ذوالفقار/بسالت	۲	۲۰۰

۸۱۴	ایچ-۶۱	خان محمد/اللہ دتہ	۱۰	۱۰۰۰
۸۱۵	" ۶۲	احمد/پنجو	۱۰	۱۰۰۰
۸۱۶	" ۶۳	امیر/گھنا	۱	۱۰۰
۸۱۷	" ۶۴	محمد شفیع/پہلوان	۲	۲۰۰
۸۱۸	" ۶۵	اللہ یار/مانک	۸	۸۰۰
۸۱۹	" ۶۶	زینب بی‌بی/احمد	۹	۹۰۰
۸۲۰	" ۶۷	قاسم/شہباز	۵	۵۰۰
۸۲۱	" ۶۹	غلام رسول/محمد اکرم	۴	۴۰۰
۸۲۲	" ۷۱	محمد نواز/خان بیگ	۵	۵۰۰
۰۲۳	" ۷۲	خادم حسین/رجاد خان	۲	۲۰۰
۸۲۴	ایچ-۷۳	رقیہ بی‌بی/عارف شاہ	۲	۲۰۰
۸۲۵	" ۷۴	عارف شاہ/اکبر شاہ	۴	۴۰۰
۸۲۶	" ۷۵	محمد علی/حضرت شاہ	۱	۱۰۰
۸۲۷	" ۷۶	عبدالسلام/ "	۱	۱۰۰
۸۲۸	" ۷۷	حلیم شاہ/یعقوب شاہ	۲	۲۰۰
۸۲۹	" ۷۸	یوسف شاہ/چن پیر شاہ	۴	۴۰۰
۸۳۰	" ۷۹	نادر شاہ/امیر شاہ	۵	۵۰۰
۸۳۱	" ۸۵	عالم شاہ/نادر شاہ	۲	۲۰۰
۸۳۲	" ۸۱	سرور شاہ/عالم شاہ	۳	۲۰۰
۸۳۳	" ۸۲	منور شاہ/امام شاہ	۲	۲۰۰
۸۳۴	" ۸۳	فرید/مہتاب	۱	۱۰۰
۸۳۵	" ۸۴	فاضل/ "	۱	۱۰۰
۸۳۶	" ۸۶	غلام جعفر صادق/غلام حسین	۳	۲۰۰
۸۳۷	" ۸۷	آدم خان/میر خان	۲	۲۰۰
۸۳۸	" ۸۸	مہر خان/آدم خان	۳	۲۰۰
۸۳۹	" ۸۹	بہادر خان/منظور خان	۲	۲۰۰
۸۴۰	" ۹۰	دوست محمد/بہادر خان	۲	۲۰۰
۸۴۱	" ۸۱	فتح خان/بہادر خان	۲	۲۰۰

۸۴۲	جی-۹۲	امیر عبداللہ خان/غلام حسن	۳	۳۰۰
۸۴۳	” ۹۵	پیران دتہ/اللہ وسایا	۲	۲۰۰
۸۴۴	” ۹۷	دارا/سلطان	۲	۲۰۰
۸۴۵	” ۹۸	خورشید احمد/اللہ دتہ	۱۳	۱۳۰۰
۸۴۶	” ۱۰۱	سنبل خان/فضل خان	۲	۲۰۰
۸۴۷	” ۱۰۶	حاجی بہاول/شاہمند	۱	۱۰۰
۸۴۸	” ۱۰۷	غلام رسول/اسلام	۲	۲۰۰
۸۴۹	” ۱۱۱	بہادر/محبت	۱	۱۰۰
۸۵۰	” ۱۱۲	نادر/ ”	۱	۱۰۰
۸۵۱	” ۱۱۳	پہلوان/مہمند	۱	۱۰۰
۸۵۲	” ۱۱۴	قاسم/امیر	۱	۱۰۰
۸۵۳	” ۱۱۵	وریام/مہمند	۱	۱۰۰
۸۵۴	” ۱۱۶	دلیا/اسلام	۱	۱۰۰
۸۵۵	” ۱۱۷	نور محمد/ریحانہ	۱	۱۰۰
۸۵۶	” ۱۱۸	قاسم/اللہ یار	۱	۱۰۰
۸۵۷	” ۱۱۹	روشن/میاں احمد	۱	۱۰۰
۸۵۸	” ۱۲۰	اللہ داد/صدیق	۱	۱۰۰
۸۵۹	” ۱۲۱	اللہ یار/کانڈر	۱	۱۰۰
۸۶۰	” ۱۲۲	رجاد/سہو	۱	۱۰۰
۸۶۱	” ۱۲۳	محمد یار/ولی محمد	۱	۱۰۰
۸۶۲	” ۱۲۵	محمد شفیع/ولی محمد	۱	۱۰۰
۸۶۳	” ۱۲۸	شہباز/غلام محمد	۲	۲۰۰
۸۶۴	” ۱۲۹	جہان نور خان/نور محمد	۲	۲۰۰
۸۶۵	” ۱۳۰	حیات خان/ نور محمد	۲	۲۰۰
۸۲۶	ایچ-۱۳۳	محمد فاضل/خان	۱	۲۰۰
۸۶۷	” ۱۳۴	احمد/سمح	۲	۲۰۰
۸۶۸	” ۱۳۵	شاہمند/خان محمد	۲	۲۰۰
۸۶۹	” ۱۳۶	ولی داد/احمد	۲	۲۰۰

۸۷۰	"	۱۳۷	سلطان/احمد	۲	۲۰۰
۸۷۱	"	۱۳۸	غلام محمد/احمد خان	۲	۲۰۰
۸۷۲	"	۱۳۹	ظفر احمد/ محمد بخش	۲	۲۰۰
۸۷۳	"	۱۴۰	گھنا/خان محمد	۲	۲۰۰
۸۷۴	"	۱۴۴	محمد/لہمن	۲	۲۰۰
۸۷۵	"	۱۴۳	محمد یار/ گھنا	۲	۲۰۰
۸۷۶	"	۱۴۳	سرور خان/نادر خان	۲	۲۰۰
۸۷۷	"	۴۴	کرم خان/پہلوان	۲	۲۰۰
۸۷۸	"	۱۴۵	امیر/شاہند	۲	۲۰۰
۸۷۹	"	۱۴۶	ارشد خان	۱	۱۰۰
۸۸۰	"	۱۴۷	حق نواز/اللہ بخش	۱	۱۰۰
۸۸۱	"	۱۴۸	امیر/بہاول	۱	۱۰۰
۸۸۲	"	۱۵۳	پہاڑ/شیرا	۲	۲۰۰
۸۸۳	"	۱۵۴	شیرا/ہیون	۲	۲۰۰
۸۸۴	"	۱۵۵	وریام/بگا	۱	۱۰۰
۸۸۵	"	۱۵۶	دلاور/امیر	۱	۰۰۰
۸۸۶	"	۱۶۱	مزمل دین/فضل دین	۲	۲۰۰
۸۸۷	"	۱۶۲	خان سرور خان/آزاد خان	۲	۲۰۰
۸۸۸	"	۱۶۳	خان آزاد خان/داد خان	۲	۲۰۰
۸۸۹	"	۲۶۴	شہر زاد/مراد خان	۲	۲۰۰
۸۹۰	"	۱۶۵	یاسین خان/آزاد خان	۲	۲۰۰
۸۹۱	"	۱۶۶	عباس خان/کل خان	۲	۲۰۰
۸۹۲	"	۱۶۷	شہباز خان/کل خان	۲	۲۰۰
۸۹۳	"	۱۶۸	محمد یوسف/ "	۲	۲۰۰
۸۹۴	"	۱۶۹	یار محمد/نور محمد	۲	۲۰۰
۸۹۵	"	۱۷۰	محمد اقبال/محمد دین	۲	۲۰۰
۸۹۶	"	۱۷۲	شہاہ خانم/نور خان	۵	۵۰۰
۸۹۷	"	۱۷۷	پہلوان/مہمند	۲	۲۰۰

۸۹۸	ایچ-۱۸۱	محمد عبداللہ/لال خان	۱۰	۱۰۰۰
۸۹۹	" ۱۸۲	سلطان/احمد	۳	۲۰۰
۹۰۰	" ۱۸۳	محمد رمضان/شیر محمد	۳	۲۰۰
۹۰۱	" ۱۸۲	فیض احمد/اللہ بخش	۱۳	۱۲۰۰
۹۰۲	" ۱۸۵	غلام شبیر/اورنگ	۳	۲۰۰
۹۰۳	" ۱۸۶	محمد ذوالفقار/ "	۳	۳۰۰
۹۰۴	" ۱۸۷	غلام فرید/ "	۳	۳۰۰
۹۰۵	" ۱۸۸	محمد نواز/ "	۴	۴۰۰
۹۰۶	" ۱۸۹	غلام سرور/ "	۳	۲۰۰
۹۰۶	" ۱۹۰	محمد شفیع/ "	۳	۲۰۰
۹۰۸	" ۱۹۱	بہادر/اعظم	۳	۲۰۰
۹۰۹	ایچ-۱۹۲	ولی داد/اعظم	۳	۲۰۰
۹۱۰	ایچ-۱۹۳	محمد نواز/شبر محمد	۳	۲۰۰
۹۱۱	" ۱۹۵	اللہ دبایا/تاچھیا	۵	۵۰۰
۹۱۲	" ۱۹۹	بہار شاہ/محمد اکرم	۱۰	۱۰۰۰
۹۱۳	آئی-۲	نادر/احمد	۳	۲۰۰
۹۱۴	" ۳	اللہ وسائی/اللہ رکھا	۳	۲۰۰
۹۱۵	" ۶	ضیاالحق/فتح محمد	۱۰	۱۰۰۰
۹۱۶	" ۱۱	عرب دین خان/محمد دین	۴	۴۰۰
۹۱۷	" ۱۵	سرور فتح/صدیق خان	۱۵	۱۵۰۰
		دوست محمد		
۹۱۸	" ۱۶	محمد اکرم/دوست محمد	۱۵	۱۵۰۰
۹۱۹	" ۲۱	اللہ روویا/سلطان	۲	۲۰۰
۹۲۰	" ۲۲	قمر زمان/بدھن	۱۳	۱۳۰۰
۹۲۱	" ۲۳	سعید اختر/بدھن شاہ	۱۲	۱۲۰۰
۹۲۲	" ۲۴	لطیف اسلم/امانت علی	۲	۲۰۰
۹۲۳	" ۲۵	منظر علی/محمد محسن	۳	۳۰۰
۹۲۴	" ۲۶	محمد صدیق/شاہمند	۲	۲۰۰

۹۲۵	آئی-۲۷	محمود/لال	۲	۲۰۰
۹۲۶	" ۲۸	نور محمد/سلیمان	۳	۳۰۰
۹۲۷	" ۳۲	جمعہ خان/ولی خان	۴	۴۰۰
۹۲۸	" ۳۳	حاکم خان/عبدالرحیم	۵	۵۰۰
۹۲۹	" ۳۶	خدا بخش/عبدالرحیم	۵	۵۰۰
۹۳۰	" ۳۷	محمد امین	۱	۱۰۰
۹۳۱	آئی-۳۸	غلام محمد/نور محمد	۲	۲۰۰
۹۳۲	" ۳۹	غلام قاسم/بختاور	۲	۲۰۰
۹۳۳	" ۴۳	ہدایت اللہ/عمرالدین	۱	۱۰۰
۹۳۴	" ۴۴	محمد اقبال/نواب دین	۱	۱۰۰
۹۳۵	" ۴۸	محمد/ولی داد	۱	۱۰۰
۹۳۶	" ۴۹	فیض الحسن/پٹھانہ	۲	۲۰۰
۹۳۷	" ۵۳	ریحان/آلو	۱	۱۰۰
۹۳۸	" ۵۴	امام بخش/غلام محمد	۱	۱۰۰
۹۳۹	" ۵۵	رحیم بخش/امام بخش	۱	۱۰۰
۹۴۰	" ۴۶	امیر خان/خان موہنی	۱	۱۰۰
۹۴۱	" ۵۸	اللہ رویا/سجاول	۱	۱۰۰
۹۴۱	" ۶۰	جلال مکھنا/ موہنی	۱	۱۰۰
۹۴۳	" ۶۱	اعظم/چاندی	۱	۱۰۰
۹۴۵	" ۶۳	وزیر/رستم	۵	۵۰۰
۹۴۶	" ۶۴	گھنا/رمضان	۲	۲۰۰
۹۴۷	" ۶۵	احمد/محمد	۱	۱۰۰
۹۴۸	" ۶۶	خان/محمد سمندان	۱	۱۰۰
۹۴۹	" ۶۷	جیون خان/گڈا خان	۱	۱۰۰
۹۵۰	" ۶۸	محمد آکرم/جیون خان	۱	۱۰۰
۹۵۱	" ۶۹	محمد اسلم/ "	۱	۱۰۰
۹۵۲	" ۷۰	محمد رمضان/مانک	۵	۵۰۰
۹۵۳	" ۷۱	محمد اسلم/غلام محمد	۱	۱۰۰

۹۵۴	آئی-۷۲	شاہ دین/نور محمد	۱	۱۰۰
۹۵۵	" ۷۳	محمد نواز/چراغ دین	۱	۱۰۰
۹۵۶	" ۷۴	محمد شفیع/ "	۱	۱۰۰
۹۵۷	" ۷۵	چراغ دین/فضل محمد	۱	۱۰۰
۹۵۸	" ۷۶	بہادر/شمیر	۱	۱۰۰
۹۵۹	" ۷۸	غلام قادر/بہادر	۱	۱۰۰
۹۶۰	" ۷۸	بہار خان/نادر خان	۱	۱۰۰
۹۶۱	" ۷۹	نور محمد/فاضل	۱	۱۲۵
۹۶۲	" ۸۰	لیاقت حیات/غلام محمد	۱	۱۲۵
۹۶۳	" ۸۱	خضر حیات/ "	۱	۱۲۵
۹۶۴	" ۸۲	شاہ نواز/مانک	۵	۵۰۰
۹۶۵	" ۸۳	دادو/شیرا	۱	۱۰۰
۹۶۶	" ۸۴	شاہمند/لتھو	۱	۱۰۰
۹۶۷	" ۸۵	نور احمد/لسیارا	۱	۱۰۰
۹۶۸	" ۸۶	کبیر/شہلیاں	۱	۱۰۰
۹۶۹	" ۸۷	ہشم/تھروج	۱	۱۰۰
۹۷۰	" ۸۸	دلا/رحمان	۱	۱۰۰
۹۷۱	" ۸۹	محبت خان/سلطان	۲	۲۰۰
۹۷۲	" ۹۰	محمد/اعظم	۱	۱۰۰
۹۷۳	" ۹۳	غلام محمد/محمد یار	۱	۱۰۰
۹۷۴	" ۹۶	شمیر/جلال	۲	۲۰۰
۹۷۵	" ۹۷	ولی محمد/نعمت اللہ	۲	۲۰۰
۹۷۶	" ۹۸	محمد اقبال/ولی محمد	۹	۹۰۰
۹۷۷	" ۹۹	جان محمد/ابراہیم	۲	۲۰۰
۹۷۸	" ۱۰۰	نصرت/امیر	۱	۱۰۰
۹۷۹	" ۱۰۱	غازی محمد/گھنا خان	۳	۲۰۰
۹۸۰	" ۱۰۲	سید محبت شاہ/ولی محمد	۱۰	۲۰۰۰
۹۸۱	" ۱۰۳	پیر ملتان شاہ/میان احمد	۲	۲۰۰

۹۸۲	آئی-۱۰۸	سلطان/باہو	۱	۱۰۰
۹۸۳	" ۱۰۹	راجہ/نمان	۱	۱۰۰
۹۸۴	" ۱۱۰	شیرا/بھاول	۱	۱۰۰
۹۸۵	" ۱۱۵	محمد/سیال	۱	۱۰۰
۹۸۶	" ۱۲۰	عطا محمد/غلام محمد	۳	۳۰۰
۹۸۷	" ۱۲۳	سلطان خان/مٹھا خان	۲	۲۰۰
۹۸۸	" ۱۲۴	رمضان خان/ "	۲	۲۰۰
۹۸۹	" ۱۲۵	مٹھا خان/محمد	۲	۲۰۰
۹۹۰	آئی-۱۲۶	اللہ دتہ/نور محمد	۲	۲۰۰
۹۹۱	" ۱۳۰	سردار محمد/اللہ بخش	۵	۵۰۰
۹۹۲	" ۱۳۴	چراغ خان/نتھے خان	۲	۲۰۰
۹۹۳	" ۱۳۹	علی محمد/غلام محمد	۲	۲۰۰
۹۹۴	" ۱۴۰	سراجدین/جاویدالحسن	۳	۳۰۰
۹۹۵	" ۱۴۲	نادر علی/رسالدار	۵	۵۰۰
۹۹۶	" ۱۴۴	علی محمد/اللہ دتہ	۳	۳۰۰
۹۹۷	" ۱۴۹	لفٹیننٹ کریم خان/شیر محمد	۴	۴۰۰
۹۹۸	" ۱۵۲	غلام حسین/اللہ دین	۸	۸۰۰
۹۹۹	" ۱۵۴	اصغر علی/پیر بخش	۵	۵۰۰
۱۰۰۰	" ۱۵۵	سنستان بی بی/اصغر علی	۵	۵۰۰
۱۰۰۱	" ۱۵۶	محمد عالم/خدا بخش	۲۰	۲۰۰۰
۱۰۰۲	" ۱۶۰	غلام قادر/مقبول	۲	۲۰۰
۱۰۰۳	" ۰۶۴	نور خان/رجب خان	۲	۲۰۰
۱۰۰۴	" ۱۶۵	رجب خان/اسماعیل خان	۲	۲۰۰
۱۰۰۵	" ۱۶۶	پٹھانہ خان/محمد خان	۳	۳۰۰
۱۰۰۶	" ۱۶۷	نواب/احمد	۲	۲۰۰
۱۰۰۷	" ۱۶۸	حبیب/ "	۲	۲۰۰
۱۰۰۸	" ۱۶۹	اللہ بخش/فتح محمد	۲	۲۰۰
۱۰۰۹	" ۱۷۰	اللہ دتہ/لال	۲	۲۰۰

۱۰۱۰	آئی	۱۷۱	حق نواز/پٹھالہ	۲
۱۰۲۱	"	۱۷۲	سخی خاں/محمد خاں	۲
۱۰۱۲	"	۱۷۳	اللہ بخش/اسلام	۲
۱۰۱۳	"	۱۷۴	محمد شفیع/اللہ بخش	۲
۱۰۱۴	"	۱۷۵	غلام خان/رانا خاں	۲
۱۰۱۵	"	۱۷۶	رمضان خان/سجاول	۲
۱۰۱۶	"	۱۷۷	غلام حسین/شاہ محمد	۲
۱۰۱۷	"	۱۷۸	نور خان/رحیم خان	۲
۱۰۱۸	"	۱۸۰	محمد فاضل/بہادر	۵
۱۰۱۹	"	۱۸۴	عظیم خان/غلام فرید	۲
۱۰۲۰	"	۱۹۵	حیات خان/غلام فرید	۳
۱۰۲۱	"	۱۸۶	شیر محمد/عظیم خاں	۲
۱۰۲۲	"	۱۸۷	فیض بخش/عظیم خان	۲
۱۰۲۳	"	۱۸۹	سکندر خان/عظیم خان	۲
۱۰۲۴	"	۱۸۹	عطا محمد/غلام فرید	۲
۱۰۲۵	آئی	۱۹۰	ولی محمد/لہنا خان	۱
۱۰۲۶	"	۱۹۱	محمد رفیق/لہنا خان	۱
۱۰۲۷	"	۱۹۳	غلام علی/فتح خان	۲
۱۰۲۸	"	۱۹۴	غلام سرور/فتح خان	۲
۱۰۲۹	"	۱۹۵	احمد/دلاور	۱
۱۰۳۰	"	۱۹۶	انور خان/جہان خان	۲
۱۰۳۱	"	۱۹۸	برخوردار/غلام محمد	۴
۱۰۳۲	"	۱۹۹	سلطان محمد/محمد فیروز	۲
۱۰۳۳	"	۲۰۰	امیر محمد خان/شیر خان	۲
۱۰۳۴	جے	۲۰۱	غلام حسین/عبداللہ	۲
۱۰۳۵	"	۶	زیارت خان/غلام فرید	۲
۱۰۳۶	"	۷	رانا/مراد	۳
۱۰۳۷	"	۸	عنایت شاہ/کرم شاہ	۳

۱۰۳۸	جے-۹	اللہ دتہ/پیر عنایت	۲	۲۰۰
۱۰۳۹	" ۱۰	منظور حسین "	۲	۲۰۰
۱۰۴	" ۱۱	نو بہار شاہ "	۲	۲۰۰
۱۰۴	" ۱۲	مرید حسین "	۲	۲۰۰
۱۰۴۲	" ۱۳	محمد شاہد	۲	۲۰۰
۱۰۴۳	" ۱۴	ذوالفقار/زیارت	۲	۲۰۰
۱۰۴۴	" ۱۵	منیر احمد شاہ/	۵	۵۰۰
۱۰۴۵	" ۱۹	اللہ بخش/رجب	۱۰	۱۰۰۰
۱۰۴۶	" ۲۰	محمد رمضان/جان	۱۰	۱۰۰۰
۱۰۴۷	" ۲۱	اول/حسین بخش	۵	۵۰۰
۱۰۴۸	" ۳۱	آزاد حسین/کرم خان	۲	۳۰۰
۱۰۴۹	" ۳۲	دولت خان/پہلوان	۱۰	۱۰۰۰
۱۰۵۰	" ۳۳	نیاز علی/بہادر	۲	۲۰۰
۱۰۵۱	" ۳۴	محمد افضل/حاکم خان	۲	۲۰۰
۱۰۵۲	" ۳۵	محمد الیاس "	۵	۵۰۰
۱۰۵۳	" ۳۶	محمد اسحاق "	۳	۳۰۰
۱۰۵۴	" ۳۷	راجا/رانا/حاکم خان	۳	۳۰۰
۱۰۵۵	" ۳۸	فضل اکبر/گل اکبر	۲	۲۰۰
۱۰۵۶	" ۳۹	عبدالجلیل/فضل اکبر	۲	۲۰۰
۱۰۵۷	" ۴۲	کریم بخش/خدا بخش	۲	۲۰۰
۱۰۵۸	" ۴۳	غلام محمد کریم بخش	۲	۲۰۰
۱۰۵۹	" ۴۴	نذر محمد سنبل خان	۵	۵۰۰
۱۰۶۰	" ۴۵	نور خان/مراد خان	۴	۴۰۰
۱۰۶۱	" ۴۶	غلام حیدر/اصغر خان	۴	۴۰۰
۱۰۶۲	" ۵۱	محمد یار/پہلوان	۲	۲۰۰
۱۰۶۳	" ۵۲	عبدالوہاب/مراد	۲	۲۰۰
۱۰۶۴	" ۵۴	میر داد/مراد	۲	۲۰۰
۱۰۶۵	" ۵۴	خان شہادت	۴	۴۰۰

۱۰۶۶	جے-۵۵	وریام/محمود	۲	۲۰۰
۱۰۶۷	" ۵۶	اللہ یار/حسن بخش	۳	۲۰۰
۱۰۶۸	" ۵۷	میر داد/مراد	۳	۲۰۰
۱۰۶۹	" ۶۲	محمد خان/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۰۷۰	" ۶۳	اللہ بخش/کالے خان	۳	۲۰۰
۱۰۷۱	" ۶۶	محمد سجاول	۴۰	۴۰۰۰
۱۰۷۲	" ۶۷	ذوالفقار محمود	۳۰	۳۰۰۰
۱۰۷۳	" ۶۸	رسول بخش/محمود	۳۰	۳۰۰۰
۱۰۷۴	" ۷۰	غلام محمد/ابراھیم	۲	۲۰۰
۱۰۷۵	" ۷۱	اللہ بخش/محمود	۵۰	۵۰۰۰
۱۰۷۶	" ۷۲	غلام عباس/یعقوب	۲	۲۰۰
۱۰۷۲	"		۴۶۱۳	۴۶۱۳۵۴
۱۰۷۷	" ۷۴	منظور حسین/محمد رمضان	۲	۲۰۰
۱۰۷۸	" ۷۶	زیارت/محمد سلام	۲	۲۰۰
۱۰۷۹	" ۷۷	صلابت "	۳	۲۰۰
۱۰۸۰	" ۷۸	کیف "	۳	۲۰۰
۱۰۸۱	" ۷۹	محمد/طاھر	۳	۲۰۰
۱۰۸۲	" ۸۳	محمد حسین/حشمت	۳	۲۰۰
۱۰۸۳	" ۸۷	احمد بخش/بہادر	۱	۱۰۰
۱۰۸۴	" ۸۸	ماجھا/لال	۱	۱۰۰
۱۰۸۵	" ۸۹	حاجی محمد/خان	۱	۱۰۰
۱۰۸۶	" ۹۳	شمی محمد/غلام قاسم	۲	۲۰۰
۱۰۸۷	" ۹۷	خدا بخش/شہزاد	۳	۲۰۰
۱۰۸۸	" ۹۸	ولی محمد/شہزاد	۳	۲۰۰
۱۰۸۹	" ۱۰۲	عقیلا/پٹھانہ	۳	۲۰۰
۱۰۹۰	" ۱۰۳	حمید علی/اللہ یار	۳	۲۰۰
۱۰۹۱	" ۱۰۴	مغل خان/پٹھانا	۳	۲۰۰
۱۰۹۲	" ۱۰۵	فرید/سردار	۳	۲۰۰

۱۰۹۳	جے-۱۰۶	محمد/سردار	۲	۲۰۰
۱۰۹۴	" ۱۰۷	اللہ بخش/بہادر	۲	۲۰۰
۱۰۹۵	" ۱۰۸	محمد/لہنا	۲	۲۰۰
۱۰۹۶	" ۱۱۱	محمد حسین/نتھا	۱۰	۱۰۰۰
۱۰۹۷	" ۱۱۲	رمضان "	۲	۲۰۰
۱۰۹۸	" ۱۱۲	نور احمد/رمضان	۲	۲۰۰
۱۰۹۹	" ۱۱۳	محمد یار/رمضان	۲	۲۰۰
۱۱۰۰	" ۱۱۸	محمد طفیل "	۱	۱۰۰
۱۱۰۱	" ۱۱۲	پٹھانا/رمضان	۲	۲۰۰
۱۱۰۲	" ۱۲۲	فاضل/سجاد	۲	۲۰۰
۱۱۰۳	" ۱۲۴	اصغر علی عنایت	۱۱	۱۱۰۰
۱۱۰۴	" ۱۲۸	باغ علی/حیدر خان	۲	۲۰۰
۱۱۰۵	" ۱۲۹	سیال/نظام	۲	۲۰۰
۱۱۰۶	" ۱۳۰	پہلوان/متا	۲	۲۰۰
۱۱۰۷	" ۱۳۱	نشان عالی/نتھا	۱۰	۱۰۰۰
۱۱۰۸	" ۱۳۲	باغ علی/یار خان	۳	۳۰۰
۱۱۰۹	" ۱۳۶	حسن/نتھا	۲	۲۰۰
۱۱۱۰	" ۱۳۸	محمد یار/رمضان	۲	۲۰۰
۱۱۱۱	" ۱۳۵	شرف خان/کاکا خان	۲	۲۰۰
۱۱۱۲	" ۱۳۹	محمد نواز/بہادر	۱	۱۰۰
۱۱۱۳	جے-۱۴۰	محمد مراد/اللہ یار	۱	۱۰۰
۱۱۱۴	" ۱۴۱	رب نواز/محمد مراد	۱	۱۰۰
۱۱۱۵	" ۱۴۲	کرم حسن شاہ/محمد شاہ	۲	۲۰۰
۱۱۱۶	" ۱۴۳	نور حسین "		۲۰۰
۱۱۱۷	" ۱۴۴	محمد حسین "	۲	۲۰۰
۱۱۱۸	" ۱۴۵	مقرب خان/سلطان		۲۰۰
			۴۷۱۶	۴۷۱۷۵۴

۱۱۱۹	جے-۱۴۶	غلام رسول/مقرب	۲	۲۰۰
۱۱۲۰	" ۱۴۷	دوست/محمد فاضل	۳	۳۰۰
۱۱۲۱	" ۱۴۸	حاکم خان/عثمان خان	۲	۲۰۰
۱۱۲۲	" ۱۴۹	محمد شیر/احمد	۲	۲۰۰
۱۱۲۳	" ۱۵۰	عبدالرحیم/سکندر	۳	۲۰۰
۱۱۲۴	" ۱۵۱	اللہ دتہ/مراد	۲	۲۰۰
۱۱۲۵	" ۱۵۳	محمد عثمان میر خان	۳۲	۳۲۰۰
۱۱۲۶	" ۱۵۴	غلام حسین/مقرب	۲	۲۰۰
۱۱۲۷	" ۱۵۵	محمد فاروق/اعجاز علی	۴	۴۰۰
۱۱۲۸	" ۱۵۶	محمد عیا خان "	۴	۴۰۰
۱۱۲۹	" ۱۵۸	محمد نواز/محمد مراد	۷	۷۰۰
۱۱۳۲	" ۱۵۹	سبحان دین/شہاب دین	۱	۱۰۰
۱۱۳۱	" ۱۶۰	حق نواز/محمد مراد	۱	۱۰۰
۱۱۳۲	" ۱۶۲	درد/جلاہ	۲	۲۰۰
۱۱۳۳	" ۱۶۳	دائیم/سردارا	۲	۲۰۰
۱۱۳۴	" ۱۶۴	غلام باقر/بہادر	۲	۲۰۰
۱۱۳۵	" ۱۶۶	شاہ نواز/ثنا	۲	۲۰۰
۱۱۳۶	" ۱۶۷	اکبر خان/سرور خان	۲	۲۰۰
۱۱۳۷	" ۱۶۸	بہادر/ہمایوں	۱	۱۰۰
۱۱۳۸	" ۱۶۹	شاہ نواز "	۲	۲۰۰
۱۱۳۹	" ۱۷۳	نذیر حسین/محمد شاہ	۲	۲۰۰
۱۱۴۰	" ۱۷۶	شیر شاہ/نذیر حسین	۲	۲۰۰
۱۱۴۱	" ۱۷۷	غلام خان/حیات خان	۳	۳۰۰
۱۱۴۲	" ۱۸۰	خان امیر/خان حبیب خان	۲	۲۰۰
۱۱۴۳	" ۱۸۱	گل امیر "	۳	۳۰۰
۱۱۴۴	" ۱۸۲	حضرت امیر "	۲	۲۰۰
۱۱۴۵	" ۱۸۳	عزیزاللہ/عبدالغنی	۲	۲۰۰

۱۱۴۶	"	۱۸۴	یار شاہ/خان گل امیر	۲	۲۰۰
۱۱۴۷	"	۱۸۵	لال امیر خان/گل امیر	۲	۲۰۰
۱۱۴۸	"	۱۸۷	طلعت حسین/غوث بخش	۱	۱۰۰
۱۱۴۹	"	۱۸۸	حق نواز/محمد بخش	۲	۲۰۰
۱۱۵۰	جے-	۱۹۱	نصرت شاہ	۵	۵۰۰
۱۱۵۱	"	۱۹۲	محمد/احمد	۲	۲۰۰
۱۱۵۲	"	۱۹۳	غلام/احمد	۲	۲۰۰
۱۱۵۳	"	۱۹۴	علی محمد/نتھو	۲	۲۰۰
۱۱۵۴	"	۱۹۵	فتح محمد/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۱۱۵۵	"	۱۹۹	محمد بخش/اعظم	۲	۲۰۰
۱۲۵۶	کے-	۱	خدا بخش/سلطان	۲	۲۰۰
۱۱۵۷	"	۲	غلام سرور/خدا بخش	۲	۲۰۰
۱۱۵۸	"	۳	غلام رسول/محبت	۲	۲۰۰
۱۱۵۹	"	۴	کریم بخش/رحمت خان	۲	۲۰۰
۱۱۶۰	"	۵	اللہ دتہ/جمال محمد	۵	۵۰۰
۱۱۶۱	"	۶	محمد خان/خدا بخش	۲	۲۰۰
۱۱۶۲	"	۷	مسماۃ کرم الہی/حاجی اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۱۱۶۳	"	۸	ہمراہی/ "	۲	۲۰۰
۱۱۶۴	"	۹	محمود نوروز/جدول خان	۲	۲۰۰
۱۱۶۵	"	۱۰	غلام سرور/جدول خان	۲	۲۰۰
۱۱۶۶	"	۱۱	غلام قادر/ "	۲	۲۰۰
۱۱۶۷	"	۱۲	احمد یار/صاحب خان	۲	۲۰۰
۱۱۶۸	"	۱۳	دلیل خان/رحمت خان	۲	۲۰۰
۱۱۶۹	"	۱۴	خدا بخش/ "	۲	۲۰۰
۱۹۷۰	"	۱۵	سرفراز خان/دولت خان	۱۰	۱۰۰۰
۱۱۷۱	"	۲۰	محمد رمضان/شاہ عالم	۲	۲۰۰
۱۱۷۲	"	۲۱	عبدالرحمن/باقی خان	۲	۲۰۰
۱۱۷۳	"	۲۶	اصغر علی/مہر دین	۱	۱۰۰

۱۱۷۴	۲۷	چراغدین/امام دین	۱	۱۰۰
۱۱۷۵	۲۸	محمد یوسف/سراجدین	۱	۱۰۰
۱۱۷۶	۲۹	اللہ دتہ/ ،،	۱	۱۰۰
۱۱۷۷	۳۰	دوست محمد/اللہ دتہ	۱	۱۰۰
۱۱۷۸	۳۱	نبی بخش/محمد بخش	۱	۱۰۰
۱۱۷۹	۳۲	محمد داد/رحمان	۲	۲۰۰
۱۱۸۰	۳۴	غلام محمد/سلیمان	۱	۱۰۰
۱۱۸۱	۳۵	دلاور	۱	۱۰۰
۱۱۸۲	۳۹	اللہ دتہ/دارا	۲	۲۰۰
۱۱۸۳	۴۰	دہیندو/اللہ یار	۲	۲۰۰
۱۱۸۴	۴۱	شیر محمد/عمر خان	۱	۱۰۰
۱۱۸۵	۴۵	محمد بخش/حیات خان	۲	۲۰۰
۱۱۸۶	۴۶	چراغ محمد/نادر شاہ	۲	۲۰۰
۱۱۸۷	۴۷	نذرحسین/امجد شاہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۱۸۸	۴۸	رمضان خان/فتح محمد	۲	۲۰۰
۱۱۸۹	۴۹	امیر عبداللہ خان/عمو خان	۴۰	۴۰۰۰
۱۱۹۰	۵۱	بدر دین/عبدالرحمن	۲	۲۰۰
۱۱۹۱	۵۲	امجد/ہشی	۲	۲۰۰
۱۱۹۲	۵۳	غلام احمد/سلطان احمد	۴	۴۰۰
۱۱۹۳	۵۴	سلطان محبوب/ ،،	۴	۴۰۰
۱۱۹۴	۴۵	سہراب/ ،،	۲	۲۰۰
۱۱۹۵	۵۶	امیر عالم/محمد اسد	۱	۱۰۰
۱۱۹۶	۵۸	سیف اللہ/امیر عبداللہ	۳	۳۰۰
۱۱۹۷	۵۹	وریام/مراد	۱	۱۰۰
۱۱۹۸	۶۰	رحمان/ابدول	۲	۲۰۰
۱۱۹۹	۶۳	رشید محمد/فقیر محمد	۶	۶۰۰
۱۲۰۰	۶۴	نصیر محمد/ ،،	۲	۲۰۰
۱۲۰۱	۶۵-کے	حبیب اللہ/امیر عبداللہ	۲	۲۰۰

٦٣١٦		صوبائی اسمبلی پنجاب	۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء	
۱۲۰۲	کے-٦٦	حق نواز/نتھا خان	۲	۲۰۰
۱۲۰۳	" ٦٧	غلام رسول/امجد خان	۲	۲۰۰
۱۲۰۴	" ٦٨	عبداللہ/صحت علی خان	۲	۲۰۰
			۴۹۸۲	۴۹۸۳۵۴
۱۲۰۵	کے-٦٩	غلام محمد/بھاندا	۲	۲۰۰
۱۲۰۶	" ٧١	رشید احمد/باغ علی	۱	۱۰۰
۱۲۰۷	" ٧٢	محمد احسان/باغ علی	۱	۱۰۰
۱۲۰۸	کے-٧٣	واحد بخش/کریم	۲	۲۰۰
۱۲۰۹	کے-٧۴	عبداللہ/غلام حسن	۲	۲۰۰
۱۲۱۰	٧۵	فاضل/گھنا	۲	۲۰۰
۱۲۱۱	٧٦	واحد بخش/محمد اسحاق	۲	۲۰۰
۱۲۱۲	٧٧	نادر علی/بہار	۲	۲۰۰
۱۲۱۳	٧٨	بہادر/بہار	۲	۲۰۰
۱۲۱۴	٧٩	بنسو/لانا	۲	۲۰۰
۱۲۱۵	٨٠	محمد صدیق/امام علی	۲	۲۰۰
۱۲۱٦	٨١	یعقوب علی/شمشیر	۲	۲۰۰
۱۲۱٧	٨٢	حسن علی/حسین علی	۲	۲۰۰
۱۲۱٨	٨٣	خورشید علی/ولی محمد	۲	۲۰۰
۱۲۱٩	٨۴	جانی خان/گلزار خان	۲	۲۰۰
۱۲۲۰	٨۵	سلطان/شاہ نواز	۴	۴۰۰
۱۲۲۱	٨٦	برکت بی بی/صوبہ خان	۲	۲۰۰
۱۲۲۲	٨٧	پٹھانا/ستے خان	۲	۲۰۰
۱۲۲۳	٨٨	فرید/پٹھانا	۲	۲۰۰
۱۲۲۴	٨٩	نصراللہ خان/عبداللہ خان	۱	۱۰۰
۱۲۲۵	٩٠	احمد بخش/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۱۲۲٦	٩١	شیر بہادر/سجاول	۱	۱۰۰

۱۲۲۷	۹۲	بہادر/خوغنطہ	۳	۳۰۰
۱۲۲۸	۹۳	محمد یار/صلابت	۱	۱۰۰
۱۲۲۹	۹۴	محمد مراد/ ،،	۱	۱۰۰
۱۲۳۰	۹۵	شہادت/چوغتہ	۵	۵۰۰
۱۲۳۱	۹۶	اللہ یار/چوغتہ	۵	۵۰۰
۱۲۳۲	۹۷	ولی داد/محبت	۱	۱۰۰
۱۲۳۳	۹۸	محمد رمضان/محبت	۱	۱۰۰
۱۲۳۴	۹۹	لالی/محبت	۱	۱۰۰
۱۲۳۵	۱۰۳	قاسم علی/پہلوان خان	۱۰	۱۰۰۰
۱۲۳۶	۱۰۴	گل محمد/سلطان	۲	۲۰۰
۱۲۳۷	۱۰۵	محمد/سلطان	۲	۲۰۰
۱۲۳۸	۱۰۶	ماجہ/دللہ	۴	۴۰۰
۱۲۳۹	۱۰۷	طالب حسین/رجاد	۲	۲۰۰
۱۲۴۰	۱۰۸	غلام قادر/احمد یار	۲	۲۰۰
۱۲۴۱	۱۰۹	رب نواز/احمد یار	۲	۲۰۰
۱۲۴۲	۱۱۰	چاکر/رحمن سیال	۵	۵۰۰
۱۲۴۳	کے-۱۱۱	اللہ بخش/چاکا سیال	۵	۵۰۰
۱۲۴۴	۱۱۲	واکھا/امیلا	۴	۴۰۰
۱۲۴۵	کے-۱۱۳	شیر محمد/غلام محمد	۴	۴۰۰
۱۲۴۶	کے-۱۱۴	نور محمد/غلام محمد	۴	۴۰۰
۱۲۴۷	کے-۱۱۵	غلام محمد/محمد باقر	۴	۴۰۰
۱۲۴۸	کے-۱۱۶	ولی داد/ ،،	۴	۴۰۰
۱۲۴۹	کے-۱۱۷	حق نواز/غلام فرید	۲	۲۰۰
۱۲۵۰	کے-۱۱۸	محمود/چاکر	۲	۲۰۰
۱۲۵۱	کے-۱۱۹	غلام فرید/محمد باقر	۲	۲۰۰
۱۲۵۲	۱۲۰	نور احمد/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۲۵۳	۱۲۱	رب نواز/قاسم علی	۴	۴۰۰
۱۲۵۴	۱۲۳	محمد یعقوب/مہرکاندا	۱	۱۰۰

۱۲۵۵	۱۲۴	سعید بی بی/مہر کاندا	۱	۱۰۰
۱۲۵۶	۱۲۷	محمد رمضان/چاندی خان	۲	۲۰۰
۱۲۵۷	۱۲۸	شیر محمد/ "	۲	۲۰۰
۱۲۵۸	۱۲۹	نور محمد/پنسو	۲	۲۰۰
۱۲۵۹	۱۳۰	قادر بخش/حاجی لہنا	۲	۲۰۰
۱۲۶۰	۱۳۱	رانجھا/رحما	۲	۲۰۰
۱۲۶۱	۱۳۲	اللہ بخش/مردان	۲	۲۰۰
۱۲۶۲	۱۳۳	پہلوان/محمد بخش	۲	۲۰۰
۱۲۶۳	۱۳۴	نادر/مستان	۲	۲۰۰
۱۲۶۴	۱۳۷	مختار حسین/حسن علی	۲	۲۰۰
۱۲۶۵	۱۳۹	محمد یار/محمد امیر	۲	۲۰۰
۱۲۶۶	۱۴۰	اللہ دتہ/محمد	۲	۲۰۰
۱۲۶۷	۱۴۱	شمیرا/محمد	۲	۲۰۰
۱۲۶۸	۱۴۲	حسن خان/راجا خان	۲	۲۰۰
۱۲۶۹	۱۴۳	اللہ بخش/محبت	۲	۲۰۰
۱۲۷۰	۱۴۴	محبت "	۲	۲۰۰
۱۲۷۱	۱۴۵	چاندی/بھاول	۲	۲۰۰
۱۲۷۲	۱۴۶	اشرف خان/شیرہ خان	۲	۲۰۰
۱۲۷۳	۱۴۷	سہنا "	۲	۲۰۰
۱۲۷۴	۱۴۸	غلام قادر/حسن خان	۲	۲۰۰
۱۲۷۵	۱۴۹	گل محمد/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۱۲۷۶	۱۵۰	مہدی خان/سیدی	۲۱	۲۱۰۰
۱۲۷۷	۱۵۱	محمد رمضان/اللہ دتہ	۳	۳۰۰
۱۲۷۸	۱۵۲	میر داد/وریام	۲	۲۰۰
۱۲۷۹	۱۵۳	اللہ داد/ "	۱	۱۰۰
۱۲۸۰	۱۵۴	رمضان/سہامد	۲	۲۰۰
۱۲۸۱	۱۵۷	بہاب/کرم	۲	۲۰۰
۱۲۸۲	۱۵۸	فرید/	۴	۴۰۰

۱۲۸۳	کے-۱۵۹	محمد علی حسن بخش	۲	۲۰۰
۱۲۸۴	کے-۱۶۰	مصری/ طاہر	۲	۲۰۰
۱۲۸۵	کے-۱۶۱	کریم بخش/فتح محمد	۲	۲۰۰
۱۲۸۶	کے-۱۶۲	شہادت علی/محمد بخش	۲	۲۰۰
۱۲۸۷	کے-۱۶۳	محمد وریام/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۱۲۸۸	کے-۱۶۴	اکبر/شیخو	۲	۲۰۰
			۵۱۹۹	۵۷۸۰۵۴
۱۲۸۹	کے-۱۶۵	سلطان/امیر	۳	۳۰۰
۱۲۹۰	کے-۱۶۶	ساون/آم	۳	۳۰۰
۱۲۹۱	کے-۱۷۰	محمد/میر بخش	۳	۳۰۰
۱۲۹۲	کے-۱۷۴	نذیر حسین/الطاف حسین	۳	۳۰۰
۱۲۹۳	کے-۱۷۵	زیارت/نادر	۳	۳۰۰
۱۲۹۴	۱۷۹	سجاول/بورا	۳	۳۰۰
۱۲۹۵	۱۸۶	جمال/جیون	۳	۳۰۰
۱۲۹۶	۱۸۳	ستار/جیون	۳	۳۰۰
۱۲۹۷	۱۸۴	جیون/ہدایت	۳	۳۰۰
۱۲۹۸	۱۸۵	برخوردار/پٹھانہ	۳	۳۰۰
۱۲۹۹	۲۸۷	اجمل حسین/محمد اشرف علی	۱	[illegible]
۱۳۰۰	۱۹۰	محمد وریام/عنایت علی	۳	۳۰۰
۱۳۰۱	کے-۱۹۱	زیارت/اللہ بخش	۱	۱۰۰
۱۳۰۲	کے-۱۹۲	شیر محمد/محمد اقبال	۱	۱۰۰
۱۳۰۳	کے-۱۹۴	محمد نواز/محمد اقبال	۳	۳۰۰
۱۳۰۴	کے-۱۹۶	لاجلہ/رونا	۳	۳۰۰
۱۳۰۵	کے-۱۹۷	باقر/حسو	۳	۳۰۰
۱۳۰۶	کے-۱۸۸	گاندھا ،،	۳	۳۰۰
۱۳۰۷	ایل-۱	نور محمد/محمد مراد	۴	۴۰۰

۱۳۰۸	۴	عبدالرحیم/پھمن	۱	۱۰۰
۱۳۰۹	ایل-۸	اللہ بخش/طالب	۱	۱۰۰
۱۳۱۰	ایل-۹	وریام/سراج	۱	۱۰۰
۱۳۱۱	ایل-۱۰	یارو/مانند	۴	۴۰۰
۱۳۱۲	۱۱	رحیم حسن شاہ/بہادر علی	۱	۱۰۰
۱۳۱۳	۱۴	چوغلہ/فرید	۱	۱۰۰
۱۳۱۴	۱۵	پھھانہ/میٹھا	۲	۲۰۰
۱۳۱۵	۱۶	فاضل محمد/غلام فرید	۲	۲۰۰
۱۳۱۶	۱۷	غلام فرید/نتھو	۲	۲۰۰
۱۳۱۷	۲۰	کبیر/سہر بہادر	۱	۱۰۰
۱۳۱۸	۲۱	سلطان/سہتا	۱	۱۰۰
۱۳۱۹	۲۲	ہمایوں/چوغلہ	۱	۱۰۰
۱۳۲۰	۲۳	اجمل/انو خان	۲	۲۰۰
۱۳۲۱	۲۷	وزیر احمد/محمد رمضان	۲	۲۰۰
۱۳۲۲	۳۰	ولی محمد/مبارک	۲	۲۰۰
۱۳۲۳	۳۲	سلطان/سردار محمد	۲	۲۰۰
۱۳۲۴	۳۳	سہر سکندر/سردار محمد	۵	۵۰۰
۱۳۲۵	۳۴	فتح محمد/محمد ابراھیم	۲	۲۰۰
۱۳۲۶	۳۵	اللہ یار/صالح محمد	۲	۲۰۰
۱۳۲۷	ایل-۳۶	غلام حسین/فرید	۲	۲۰۰
۱۳۲۸	ایل-۳۷	نادر/محمد	۲	۲۰۰
۱۳۲۹	ایل-۳۸	نیاز احمد/ شاہ محمد	۲	۲۰۰
۱۳۳۰	۴۰	محمد ابراھیم	۲	۲۰۰
۱۳۳۱	۳۹	سکندر خان	۵	۵۰۰
			۵۲۵۲۸۵	۵۲۸۶۵۴
۱۳۳۲	ایل-۴۴	اللہ دتہ/وریام	۵	۵۰۰

۱۳۳۳	ایل-۴۵	اللہ یار ،،	۵	۵۰۰
۱۳۳۴	ایل-۴۶	امیر حسین شاہ/احمد غوث	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۳۵	ایل-۵۰	شیر محمد/احمد دین	۲	۲۰۰
۱۳۳۶	ایل-۵۱	محمد ابراھیم/جالا	۲	۲۰۰
۱۳۳۷	۵۳	پہلوان/جہانداد	۲	۲۰۰
۱۳۳۸	۵۴	شتاب/محمد دین	۲	۲۰۰
۱۳۳۹	۵۵	چراغ دین/سراج دین	۲	۲۰۰
۱۳۴۰	۵۷	غلام رسول/کمر خان	۲	۲۰۰
۱۳۴۱	۶۰	نادر خان مبتا	۲	۲۰۰
۱۳۴۲	۶۳	عبداللہ/فتح دین	۲	۲۰۰
۱۳۴۳	۶۴	نور محمد میراں بخش	۲	۲۰۰
۱۳۴۴	۶۶	فیض بخش/سلیم بخش	۲	۲۰۰
۱۳۴۵	۶۷	عطا اللہ/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۱۳۴۶	۶۸	شاہ رستم بیگ/حمایت اللہ	۲	۲۰۰
۱۳۴۷	۷۲	محمد موسیٰ/رحمت علی	۲	۲۰۰
۱۳۴۸	۷۳	سردار محمد ،،	۲	۲۰۰
۱۳۴۹	۷۷	محمد ابراھیم/سنا اللہ	۲	۲۰۰
۱۳۵۰	۷۸	رحمت علی/عطا محمد	۲	۲۰۰
۱۳۵۱	ایل-۸۰	بہادر/قاسم	۲	۲۰۰
۱۳۵۲	ایل-۸۳	بہادر/صالح	۴	۲۰۰
۱۳۵۳	۸۶	محمد اقبال/امیر بخش	۱۰	۴۰۰
۱۳۵۴	۸۷	عبدالرحیم/غلام محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۵۵	۹۰	حسن رضا/عبدالعزیز	۱	۱۰۰
۱۳۵۶	۹۱	عبدالحمید/عبدالحکیم	۲	۲۰
۱۳۵۹	۹۲	عبدالعزیز/محمد	۵	۵۰۰
۱۳۶۰	۹۳	بشمت اللہ/محمد بخش	۳	۳۰۰
۱۳۶۱	۹۴	منظور احمد/غلام احمد	۲	۲۰۰
۱۳۶۲	۹۵	عبدالرحیم/عبدالرحمن	۱	۱۰۰

۱۳۶۳	۹۶	منشی محمد عمر/محمد تحصیل دار	۱	۱۰۰
۱۳۶۴	۹۷	خدا بخش/چوغلہ	۴	۴۰۰
۱۳۶۵	۹۸	محمد یاسین/نادر بخش	۲	۲۰۰
۱۳۶۶	۹۹	محمد نواز/شاہ محمد	۷	۷۰۰
۱۳۶۷	۱۰۰	غلام محمد/فتح دین	۱	۱۰۰
۱۳۶۸	۱۰۱	محمد موسیٰ ،،	۱	۱۰۰
۱۳۶۹	۱۰۲	رضیہ تسبم/اللہ رکھا	۷	۷۰۰
۱۳۷۰	ایل-۱۰۳	آفتاب حسین/بہادر	۱	۱۰۰
۱۳۷۱	ایل-۱۰۴	شیر محمد/جلال دین	۲	۲۰۰
۱۳۷۲	ایل-۱۰۶	محمد عمر/غلام محمد	۱	۱۰۰
۱۳۷۳	ایل-۱۰۷	عنایت علی/کبیر دین	۱	۱۰۰
۱۳۷۴	ایل-۱۰۸	فتح محمد/جلال احمد	۳	۳۰۰
			۵۴۲۰	۵۴۲۱۵۴
۱۳۷۵	ای-۱۰۹	نور محمد/حاجی احمد	۳	۳۰۰
۱۳۷۶	ای-۱۱۰	عبدالرحمن/بھولا	۳	۳۰۰
۱۳۷۷	ای-۱۱۱	محمد صدیق/حاجی دھوبی	۳	۳۰۰
۱۳۷۸	۱۱۲	عبدالحمید/رحمت اللہ	۳	۳۰۰
۱۳۷۹	۱۱۳	فضل الٰہی/انور ماھی	۱	۱۰۰
۱۳۸۰	۱۱۴	محمد ایوب/محمد عبداللہ	۲	۲۰۰
۱۳۸۱	۱۱۵	اللہ یار/حق نواز	۵۱۵	۵۰۵۰۰
۱۳۸۲	۱۱۶	محمد علی/محمد لطیف	۸۰۲	۲۰۰
۱۳۸۳	۱۱۷	عبدالستار/حاجی سندر	۱	۱۰۰
۱۲۸۴	۱۱۸	عبدالرزاق ،،	۱	۱۰۰
۱۳۸۵	۱۱۹	محمد سعید/اللہ داد	۱	۱۰۰
۱۳۸۶	۱۲۰	عبدالرحیم/محمد بخش	۱	۱۰۰
۱۳۸۷	۱۲۱	عبدالرحمن/محمد سراج	۲	۲۰۰

۱۳۸۸	۱۲۲	محمد اسماعیل/ ،،	۶	۲۰۰
۱۳۸۹	۱۲۳	محمد رمضان/محمد	۳	۳۰۰
۱۳۹۰	۱۲۴	محمد نواز/مہر محمد	۳	۳۰۰
۱۳۹۱	۱۲۶	شمشاد علی/اللہ داد	۵	۵۰۰
۱۳۹۲	۱۲۷	فضل اللہ داد/روشن چراغ	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۹۳	۱۲۸	سرور شاہ/دوست	۷۵	۷۵۰۰
۱۳۹۴	۱۲۹	دوست علی/سر میر شاہ	۷۵	۷۵۰۰
۱۳۹۵	ای-۱۳۰	محمود علی/اللہ دیا	۷	۷۰۰
۱۳۹۶	،، ۱۳۱	حسن علی/اللہ داد	۷	۷۰۰
۱۳۹۷	،، ۱۳۲	اصغر علی/ ،،	۷	۷۰۰
۱۳۹۸	،، ۱۳۳	محمد حیات/ ،،	۲	۲۰۰
۱۳۹۹	،، ۱۳۴	محمد رمضان/نور محمد	۱	۱۰۰
۱۴۰۰	،، ۱۳۵	عبدالرزاق/عبدالستار	۱	۱۰۰
۱۴۰۱	،، ۱۳۶	نذر حسین/میر حسین	۱	۱۰۰
۱۴۰۲	،، ۱۳۷	فیاض احمد/محمد یار	۵	۵۰۰
۱۴۰۳	،، ۱۳۸	الطاف حسین/ ،،	۵	۵۰۰
۱۴۰۴	،، ۱۳۹	آغا میر حسن/علی حسین شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۰۵	،، ۱۴۳	پیر خورشید احمد/امجد بشیر	۵	۵۰۰
۱۴۰۶	،، ۱۴۴	آفتاب احمد/خورشید احمد	۱	۱۰۰
۱۴۰۷	ایم-۵	منظور حسین/بہادر شاہ	۱	۱۰۰
۱۴۰۸	ایم-۷	محمد بخش/امام بخش	۱	۱۰۰
۱۴۰۹	ایم-۸	علی حسین شاہ/شاہ نواز	۸۰	۸۰۰۰
۱۴۱۰	ایم-۹	عون محمد/ولجد علی	۵	۵۰۰
۱۴۱۱	ایم-۱۰	عبدالکریم/غلام رسول	۱	۱۰۰
۱۴۱۲	ایم-۱۱	محمد ابراہیم/قادر بخش	۲	۲۰۰
۱۴۱۳	ایم-۱۲	محمد عزیز/سردار ٹنڈ خان	۲۵	۲۵۰۰
۱۴۱۴	ایم-۱۳	عباس حسین/سعید حسین	۵	۵۰۰
۱۴۱۵	ایم-۱۴	عنایت علی/کریم حیدر	۵	۵۰۰

۱۳۱۶	ایم-۱۵	عاشق رضا/رمضان شاہ	۲۰	۲۰۰۰
۱۳۱۷	ایم-۱۶	خورشید عباس/رمضان شاہ	۲۰	۲۰۰۰
۱۳۱۸	ایم-۱۷	محمد رمضان/محمد ناصرالدین	۲۰	۲۰۰۰
۱۳۱۹	ایم-۱۵	ناصر حسین/حیدر چراغ	۵	۵۰۰
۱۳۲۰	ایم-۱۹	اللہ یار/خدا بخش	۵	۵۰۰
۱۳۲۱	ایم-۲۰	محمد رضا شاہ/اکبر علی	۳۰	۳۰۰۰
۱۳۲۲	ایم-۲۱	اشفاق احمد/محمد حسین	۵	۵۰۰
۱۳۲۳	ایم-۲۲	محمد باقر/عابد حسین	۵	۵۰۰
۱۳۲۴	۲۴	محمد حسین/نور محمد	۱	۱۰۰
۱۳۲۵	۲۵	نذر محمد/حسین بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۲۶	۲۷	غلام فرید/محمد بشیر	۳	۳۰۰
۱۳۲۷	۲۸	محمد مشتاق/غلام فرید	۳	۳۰۰
۱۳۲۸	۳۰	عبدالغنی/عبدالحق	۲۰	۲۰۰۰
۱۳۲۹	۳۱	محمد رمضان/محمد حسین	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۳۰	۳۲	محمد یوسف/نورالدین	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۳۱	۳۴	خان عبدالخالق/غلام سرور	۲۰۰	۲۰۰۰۰
۱۳۳۲	۳۵	عاشق/پیر بخش	۳	۳۰۰
۱۳۳۳	۳۶	محمد امیر/پیر بخش	۲	۲۰۰
۱۳۳۴	۳۷	محمد وزیر/پیر بخش	۳	۳۰۰
۱۰۳۵	۳۸	محمد نواز/پیر بخش	۳	۳۰۰
۱۳۳۶	۳۹	غلام احمد/پیر بخش	۲	۲۰۰
۱۳۳۷	۴۰	حق نواز/غلام احمد	۳	۳۰۰
۱۳۳۸	۴۱	حبیب اللہ/موھنی خان	۵	۵۰۰
۱۳۳۹	۴۲	محمد یونس/اللہ دتہ	۵	۵۰۰
۱۳۴۰	۴۳	محمد رمضان/عبداللہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۳۴۱	۴۴	عاشق محمد/ولی محمد	۲۵	۲۵۰۰
۱۳۴۲	۶۴	نور محمد/غلام حسین	۲	۲۰۰
۱۳۴۳	۴۷	نواب علی/محمد عمر	۲	۲۰۰
۱۳۴۴	۴۸	عبدالکریم/حاجی محمد	۲	۲۰۰

۱۴۴۵	۴۹	برکت علی/حاجی محمد	۲	۲۰۰
۱۴۴۶	۵۰	عبدالکریم/امام دین	۲	۲۰۰
۱۴۴۷	۵۱	مبارک علی/غلام محمد	۵	۵۰۰
۱۴۴۸	۵۲	عزیزالحق/غلام محمد	۵	۵۰۰
۱۴۴۹	۵۳	رحمت الہی/محمود بخش	۲۰	۲۰۰۰
۱۴۵۰	۵۵	واحد حق/اللہ بخش	۵	۵۰۰
۱۴۵۱	۵۶	محمد سلیم/نور محمد	۱	۱۰۰
۱۴۵۲	ایم-۵۶	غلام حسن/فضل محمد	۲	۲۰۰
۱۴۵۳	ایم-۵۹	محمد نواز/احمد خان	۲	۲۰۰
۱۴۵۴	ایم-۶۰	عبدالشکور/عبدالغفور	۲	۲۰۰
۱۴۵۵	ایم-۶۱	محمد نواز/رحیم بخش بیگ	۴	۴۰۰
۱۴۵۶	ایم-۶۲	محمد جمال/قطب الدین	۲	۲۰۰
۱۴۵۷	ایم-۶۳	سید اظہر حسن شاہ/بدھن شاہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۴۵۸	ایم-۶۴	گل محمد/حاجی محمد رب نواز	۱۰	۱۰۰۰
۱۴۵۹	ایم-۶۵	غلام قاسم/مخدوم امیر حیدر	۵۰	۵۰۰۰
۱۴۶۰	ایم-۶۷	منظور حسین/امیر حسین	۰۴	۰۴۰۰
۱۴۶۱	ایم-۶۸	برخوردار/مبارک شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۶۲	ایم-۶۹	حقدار ،،	۲	۲۰۰
۱۴۶۳	۷۰	گل شاہ/بدھن شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۶۴	۷۲	گل شاہ/بدھن	۲	۲۰۰
۱۴۶۵	۷۳	کرم شاہ/برخوردار شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۶۶	۷۴	نذر حسین/مراد شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۶۷	۷۵	خدا بخش/سرور شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۶۸	۷۶	محمد شاہ/وارث شاہ	۱۵	۱۵۰۰
۱۴۶۹	۷۷	،، نور چراغ	۵	۵۰۰
۱۴۷۰	۷۸	سقار شاہ/سرور شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۷۱	۷۹	ہدایت شاہ/نور شاہ	۳	۳۰۰
۱۴۷۲	۸۰	بہادر شاہ/باری شاہ	۵	۵۰۰

۱۴۷۳	۸۱	محمد شاہ/ "	۲	۲۰۰
۱۴۷۴	۸۲	مبارک شاہ/بہاول شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۸۵	۸۳	ذوالفقار علی/سلطان علی	۴	۴۰۰
۱۴۷۶	۸۵	غلام محی الدین/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۱۴۷۷	۸۶	حسن شاہ/سرور شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۷۸	۸۷	غلام قادر "	۲	۲۰۰
۱۴۷۹	۸۸	محمد شاہ/امیر شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۸۰	۹۰	احمد شاہ/مبارک شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۸۱	۹۱	رمضان شاہ/نادر شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۸۲	ایم-۹۲	غلام غوث/سراج دین	۲	۲۰۰
۱۴۸۲	ایم-۹۳	محمد شاہ "	۲	۲۰۰
۱۴۸۴	ایم-۹۴	سراج دین سرور شاہ	۱۱	۱۱۰۰
۱۴۸۵	ایم-۹۵	بہاول شاہ/بہار شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۸۶	ایم-۹۶	برخوردار شاہ/حاجی بندو شاہ	۲	۲۰۰
۲۴۸۷	" ۹۷	رادھن شاہ/عالم	۲	۲۰۰
۱۴۸۸	" ۱۸	رادھن شاہ/نور چراغ شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۸۹	" ۹۹	خیر شاہ/کرم شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۰	" ۱۰۰	سرور شاہ/باری شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۱	" ۱۰۱	حسن شاہ/بندو شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۲	" ۱۰۲	امام شاہ/علی شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۳	" ۱۰۳	بہاول شاہ/خدا بخش	۲	۲۰۰
۱۴۹۴	" ۱۰۴	محمد شیر شاہ/محمد افضل	۲	۲۰۰
۱۴۹۵	" ۱۰۵	دلاور شاہ/حسین شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۶	" ۱۰۶	غلام حیدر/مبارک شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۷	" ۱۰۷	کوڈے شاہ/بڈھن شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۸	" ۱۰۸	راجن شاہ/امیر شاہ	۲	۲۰۰
۱۴۹۹	" ۱۱۲	نور محمد/خیرا خان	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۰۰	" ۱۱۳	حسین شاہ/عمر بخش	۲	۲۰۰

۱۵۰۱	ایم-۱۱۴	قیاض محمد/نیاز محمد	[illegible]	[illegible]
۱۸۰۲	۱۱۷	احمد بخش/بہاول	۲	۲۰۰
۱۵۰۳	۱۱۸	احمد بخش/لدھا	۲	۲۰۰
۱۵۰۴	۱۱۹	گل محمد/یار محمد	۲	۲۰۰
۱۵۰۵	۱۲۰	بہاول/سلطان	۲	۲۰۰
۱۵۰۶	۱۲۱	محمد خان/بہاول	۲	۲۰۰
۱۵۰۷	۱۲۲	خدا بخش/احمد بخش	۵	۵۰۰
۱۵۰۸	۱۲۳	خدا بخش/الہی بخش	۲۳	۲۳۰۰
۱۵۰۹	۱۲۴	محمد بخش/ ،،	۲۳	۲۳۰۰
۱۵۱۰	۱۲۵	اللہ بخش/ ،،	۲۳	۲۳۰۰
۱۵۱۱	۱۲۶	محمد بخش	۶	۶۰۰
۱۵۱۲	۱۲۸	سلطان/محمد بخش	۲۰	۲۰۰۰
۱۵۱۳	۱۳۰	مہنا/سلطان	۲۰	۲۰۰۰
۱۵۱۴	ایم-۱۳۱	حسن شاہ/قادر شاہ	۸۰	۸۰۰۰
۱۵۱۵	ایم-۱۳۲	فتح نائی/حاجی حسین بخش	۲۵	۲۵۰۰
۱۵۱۶	ایم-۱۳۵	اللہ وسایا/لبی بخش	۳۶	۳۶۰۰
۱۵۱۷	۱۳۶	محمد وارث/فتح محمد	۶۳	۶۳۰۰
۱۵۱۸	۱۴۱	فیض بخش/حسن بخش	۲	۲۰۰
۱۵۱۹	۱۴۲	غلام رسول/ ،،	۲	۲۰۰
۱۵۲۰	۱۴۳	قادر بخش/محمود بخش	۲	۲۰۰
۱۵۲۱	۱۴۴	محمد حسن/تانے خان	۴	۴۰۰
۱۵۲۲	۱۴۵	رحیم بخش/سہائرا	۳	۳۰۰
۱۵۲۳	۱۴۶	بہاول بخش/ اللہ بخش	۲	۲۰۰
۱۵۲۴	۱۴۷	کریم بخش/اللہ وسایا	۱	۱۰۰
۱۵۲۵	۱۴۸	عبدالمجید/غلام قادر	۲	۲۰۰
۱۵۲۶	۱۴۹	کریم بخش/غلام رسول	۲	۲۰۰
۱۵۲۷	۱۵۱	نور محمد/وارث محمد	[illegible]	[illegible]
۱۵۲۸	۱۵۳	شیر محمد/ ،،	[illegible]	[illegible]

۱۵۲۹	۲۵۴	نذر محمد/غلام محمد	۴	۴۰۰
۱۵۳۰	۱۵۵	وارث محمد/اللہ بخش	۴	۴۰۰
۱۵۳۱	۱۵۶	غلام فرید/حاجی کالو	۲	۲۰۰
۱۵۳۲	ایم-۱۵۷	وارث محمد/جان محمد	۲	۲۰۰
۱۵۳۳	۱۵۸ "	غلام محمد/جان محمد	۲	۲۰۰
۱۵۳۴	۱۵۹ "	کالا/محمد عظیم	۲	۲۰۰
۱۵۳۵	۱۶۰ "	گل محمد/غلام محمد	۴	۴۰۰
۱۵۳۶	۱۶۱ "	فتح محمد/غلام محمد	۴	۴۰۰
			۷۴۷۶	۷۴۷۳۵۴
۱۵۳۷	ایم-۱۶۷	بسا/نور محمد	۲	۲۰۰
۱۵۳۸	۱۶۸ "	محبت/گھنا	۲	۲۰۰
۱۵۳۹	۱۶۹ "	لال/ "	۴	۴۰۰
۱۵۴۰	۱۷۰ "	محمد امیر/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۱۵۴۱	۱۷۱ "	خدا بخش/احمد	۴	۴۰۰
۱۵۴۲	۱۷۲	اللہ دتہ/اللہ بخش	۴	۴۰۰
۱۵۴۳	۱۷۳	رجب/گھنا	۴	۴۰۰
۱۵۴۴	۱۷۴	امام بخش/سجاول	۵	۵۰۰
۱۵۴۵	۱۷۵	اللہ بخش/ "	۵	۵۰۰
۲۵۴۶	۱۷۶	قادر بخش	۱۸	۱۸۰۰
۱۵۴۷	۱۷۷	اللہ یار/اللہ دتہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۴۸	۱۷۹	محمد حیات/سرور خان	۴	۴۰۰
۱۵۴۹	۱۸۰	پیر بخش/محمد حیات	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۵۰	۱۸۲	اللہ داد/جان محمد	۲	۲۰۰
۱۵۵۱	۱۸۳	غلام رسول/الٰہی بخش	۲	۲۰۰
۱۵۵۲	۱۸۵	قادر بخش/اللہ بخش	۵	۵۰۰
۱۵۵۳	۱۸۷	خان محمد/ "	۵	۵۰۰

۱۵۵۴	۱۸۸	اللہ وسایا/خان محمد	۵	۵۰۰
۱۵۵۵	۱۸۹	اللہ یار/ ،،	۵	۵۰۰
۱۵۵۶	۱۹۰	احمد بخش/سلطان	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۵۷	۱۹۱	محمد اقبال/احمد بخش	۵۰	۵۰۰۰
۱۵۵۸	۱۹۲	گل محمد/حسن بخش	۵	۵۰۰
۱۵۵۹	۱۹۳	احمد یار/کریم بخش	۴۵	۴۵۰۰
۱۵۶۰	۱۹۴	کریم بخش/اللہ بخش	۵	۵۰۰
۱۵۶۱	ایم-۱۹۵	فیض بخش/ ،،	۵	۵۰۰
۱۵۶۲	،، ۱۹۶	اللہ بخش/ ،،	۵	۵۰۰
۱۵۶۳	،، ۱۹۷	نبی بخش/ ،،	۵	۵۰۰
۱۵۶۴	،، ۱۹۸	نور محمد/امام بخش	۵	۵۰۰
۱۵۶۵	این-۱	فتح محمد/خدا بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۶۶	،، ۲	غلام رسول/کریم بخش	۱۹۷	۱۹۷۰۰
۱۵۶۷	،، ۳	نیک محمد/کریم بخش	۲۱۷	۲۱۷۰۰
۱۵۶۸	،، ۴	غلام محمد/بہادر	۷	۷۰۰
۱۵۶۹	،، ۵	بہادر/شیر محمد	۲	۲۰۰
۱۵۷۰	،، ۶	غلام رسول/الہی بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۷۱	۱۰	نور محمد/میاں نیازی	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۷۲	۱۱	غلام محمد/نواز طاہر	۵	۵۰۰
۱۵۷۳	این-۱۴	اللہ وسایا/خان محمد	۳۰	۳۰۰۰
۱۵۷۴	،، ۱۵	حسن بخش/احمد بخش	۵۰	۵۰۰۰
۱۵۷۵	،، ۱۹	گل محمد/علی محمد	۵	۵۰۰
۱۵۷۶	،، ۲۱	نذر محمد/احمد خان	۵	[illegible]
۱۵۷۷	،، ۲۲	عطا محمد/ ،،	۵	۵۰۰
			۸۲۶۲	۸۲۶۳۵۴
۱۵۷۸	این-۲۳	اسلم خان/ناصر خان	۱۰	۱۰۰۰

۱۵۷۹	"	۲۵	محمد خان/نور محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۸۰	"	۲۹	اللہ یار/حسین بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۸۱	"	۳۱	اللہ بخش/خدا بخش	۵	۵۰۰
۱۵۸۲	"	۳۲	نور محمد/نذر محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۸۳		۳۳	رحیم بخش/کرم	۳	۳۰۰
۱۵۸۴		۳۴	فیض بخش/"	۳	۳۰۰
۱۵۸۵		۳۵	خدا بخش/جیوا	۳	۳۰۰
۱۸۵۶		۳۶	ریحانہ/ "	۴	۴۰۰
۱۵۸۷		۳۸	محمد رمضان/پٹھانہ	۱	۱۰۰
۱۵۸۸		۳۹	ماسٹر گل محمد/خدا بخش	۱	۱۰۰
۱۵۸۸		۴۰	کریم بخش/پٹھانہ	۱	۱۰۰
۱۵۸۹		۴۰	نور محمد/فیض بخش	۱	۱۰۰
۱۵۹۰		۴۱	گل محمد/سجاول	۲	۲۰۰
۱۵۹۱		۴۲	مبارک شاہ/محمد شاہ	۱	۱۰۰
۱۵۹۲		۴۳	راجہ بخش/بھاول	۲	۲۰۰
۱۵۹۳		۴۴	محمد شفیع/غلام خان	۱	۱۰۰۰
۱۵۹۴		۴۵	حسن بخش/نادرا	۵	۵۰۰
۱۵۹۵		۴۶	فیض بخش "	۵	۵۰۰
۱۵۹۶		۴۷	اللہ دتہ/صاحب یار	۵	۵۰۰
۱۵۹۷		۴۸	غلام سرور/جہان پٹھانہ	۱	۱۰۰
۱۵۹۸		۵۱	غلام محمد/امام بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۵۹۹		۵۲	محمد رفیق/محمد عمر دین	۳۵	۳۵۰۰
۱۶۰۰		۵۴	خادم حسین/فرض بخش	۱	۱۰۰
۱۶۰۱		۵۵	طالب حسین/فیض بخش	۲	۲۰۰
۱۶۰۲		۵۶	خدا بخش "	۲	۲۰۰
۱۶۰۳		۵۷	نور محمد/فاضل	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۰۴		۵۹	محمد بخش/احمد بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۰۵		۶۰	جان محمد/شیر محمد	۳	۳۰۰
۱۶۰۶		۶۱	عاشق/شیر محمد	۳	۳۰۰

۱۶۰۷	۶۲	خدا بخش/سلطان	۵	۵۰۰
۱۶۰۸	۶۳	غلام رسول/نور محمد	۵	۵۰۰
۱۶۰۹	۶۴	غلام حسین/کریم بخش	۵	۵۰۰
۱۶۱۰	۶۵	شہاب/شفیع	۵	۵۰۰
۱۶۱۱	۶۸	خورشید احمد/صدر دین	۱	۱۰۰
۱۶۱۲	۶۹	محمد بخش/خدا بخش	۶	۶۰۰
۱۶۱۳	۷۰	پیر بخش/اچھا	۳	۳۰۰
۱۶۱۴	این-۷۱	غلام سرور/محمد رمضان	۳	۳۰۰
۱۶۱۵	این-۷۲	محمد مراد/عنائیت	۳	۳۰۰
۱۶۱۶	این-۷۳	شرم خاتون/خورشید احمد	۴	۴۰۰
۱۶۱۷	این-۷۵	محمد حنیف/رانا شفیع خان	۱	۱۰۰
۱۶۱۸	این-۷۷	غلا محمد/فضل دین	۶	۶۰۰
			۸۴۸۷	۸۴۶۸۵۴
۱۶۱۹	این-۷۸	منظور احمد/احمد بخش	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۲۰	این-۸۰	ذوالفقار/فرید	۲	۲۰۰
۱۶۲۱	این-۸۳	صدف علی/افضل شاہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۲۲	این-۸۶	محمد شفیع/ہدایت	۱	۱۰۰
۱۱۲۳	این-۸۸	محمد علی/ملنگ	۱	۱۰۰
۱۶۲۴	۸۹	رب نواز/محمد نواز	۲	۲۰۰
۱۶۲۵	۹۰	سردار خان/محمد نواز	۲	۲۰۰
۱۶۲۶	۹۱	محمد بخش/شیر محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۲۷	۹۲	اللہ بخش ،،	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۲۸	۹۳	محمد اکبر/محمد دین	۷	۷۰۰
۱۶۲۹	۹۴	محمد شفیع ،،	۷	۷۰۰
۱۶۳۰	۹۵	محمد اکرم/کریم	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۳۱	۹۶	نذیر محمد/سلطان	۱۰	۱۵۰۰

۱۶۳۲	۹۷	اللہ یار خان/محمد وریام	۱۵	۱۵۰۰
۱۶۳۳	۹۸	حق نواز/برخوردار خان	۳	۳۰۰
۱۶۳۴	۹۹	رحیم بخش/قادر بخش	۵	۵۰۰
۱۶۳۵	۱۰۰	یار محمد "	۵	۵۰۰
۱۶۳۶	۱۰۱	احمد خان/نور محمد	۲۰	۲۰۰۰
۱۶۳۷	۱۰۳	احمد نواز/برخوردار خان	۳	۳۰۰
۲۶۳۸	۱۰۴	اللہ دین/غلام سرور	۱۵	۱۵۰۰
۱۶۳۹	۱۰۵	علی شیر خان/حاکو	۱۰	۱۰۰۰
۲۶۴۰	۱۰۶	محمد شہباز/پٹھانہ	۲۰	۲۰۰۰
۱۶۴۱	۱۰۷	سرور گھنا "	۴	۴۰۰
۱۶۴۲	۲۰۸	بہاول/گھنا	۴	۴۰۰
۱۶۴۳	۱۱۹	اللہ یار/سرور	۴	۴۰۰
۱۶۴۴	۱۱۰	فضل احمد	۴	۴۰۰
۱۶۴۵	۱۱۱	گل محمد/بہاول	۴	۴۰۰
۱۶۴۶	۱۱۴	فتح محمد/مراد بخش	۶	۶۰۰
۱۶۴۷	۱۱۶	محمد خان/وریام خان	۵	۵۰۰
۱۶۴۸	۱۱۷	محمد یار/اللہ دتہ	۵	۵۰۰
۱۶۴۹	۱۱۸	نور محمد/روشن علی	۳	۳۰۰
۱۶۵۰	۱۱۹	غلام محمد "	۳	۳۰۰
۱۶۵۱	۱۲۱	جان محمد/حیات خان	۲	۲۰۰
۱۶۵۲	۱۲۲	محمد اسماعیل/محمد کریم	۲	۲۰۰
۱۶۵۳	۱۲۵	رجب علی/محمد رمضان	۲	۲۰۰
۱۹۵۴	۱۲۸	محمد رمضان/سلطان	۴	۴۰۰
۱۶۵۵	۱۳	محمد حسین/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۶۵۶	این-۱۳۴	غلام رشید/بہار شاہ	۲	۲۰۰
۱۶۵۷	" ۱۳۵	وزیر علی/کرم داد	۲	۲۰۰
۱۶۵۸	" ۱۳۷	منظور احمد/عطا محمد	۲	۲۰۰
۱۶۵۹	" ۱۳۸	غلام رسول/ولی محمد	۲	۲۰۰

۱۶۶۰	" ۱۳۹	عبدالرحیم/صالح یار	۲	۲۰۰
			۸۷۰۹	۸۷۱۰۵۴
۱۶۶۵	" ۱۴۰	کریم بخش/محمد بخش	۲	۲۰۰
۱۶۶۲	" ۱۴۱	منظور احمد/متاب دین	۱۰	۱۰۰۰
۱۶۶۳	" ۱۴۲	غلام محمد/سلطان	۲	۲۰۰
۱۶۶۴	" ۱۴۶	ظہور احمد/عطا محمد	۲	۲۰۰
۱۶۵۵	" ۱۴۷	مسعود احمد "	۲	۲۰۰
۱۶۶۶	" ۱۴۸	رؤف احمد "	۲	۲۰۰
۱۶۶۷	۱۴۹	حفیظ احمد/فیض بخش	۴	۴۰۰
۱۶۵۸	۱۵۰	کرم خان/چن	۲	۲۰۰
۱۶۶۹	۱۵۱	محمد نوید/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۶۷۰	۱۵۲	اللہ بخش "	۲	۲۰۰
۱۶۷۱	۱۵۳	اللہ یار/نذر محمد	۱۵	۱۵۰۰
۱۶۷۲	۱۵۶	غلام محمد/محمد بخش	۵	۵۰۰
۱۶۷۳	۱۵۹	اللہ دتہ/وارث	۵	۵۰۰
۱۶۷۴	۱۶۲	گل شاہ/پیارے شاہ	۴	۴۰۰
۱۶۷۵	۱۶۳	جان محمد/وریام	۲	۲۰۰
۱۶۷۶	۱۶۴	غازی محمد/وزیر محمد	۴	۴۰۰
۱۶۷۷	۱۶۵	عبدالحمید/محمد عبداللہ	۲	۲۰۰
۱۶۷۸	۱۶۸	اللہ دتہ/ناصرالدین	۵	۵۰۰
۱۶۷۹	۱۷۰	عبدالناصر/ولی اللہ	۱	۱۰۰
۱۶۸۰	۱۷۱	اللہ دتہ/فرید بخش	۱	۱۰۰
۱۶۸۱	۱۷۲	اللہ بخش "	۱	۱۰۰
۱۶۸۲	۱۷۳	حکیم خاتون/ولی اللہ	۱	۱۰۰
۱۶۸۳	۱۷۴	امیر فاطمہ/خدا بخش	۸۰	۸۰۰۰
۱۶۸۴	۱۷۵	رحیم/جان محمد	۳	۳۰۰

۱۶۸۵	۱۷۶	غلام مصطفےٰ/کرم الٰہی	۲	۲۰۰
۱۶۸۶	۱۷۷	کرم الٰہی/محمد سلیم	۲	۲۰۰
۱۶۸۷	۱۷۸	حکم دین/بھولا	۲	۲۰۰
۱۶۸۸	۱۷۹	سید عسکری/کاظم حسین	۵	۵۰۰
۱۶۸۹	۱۸۰	عبدالطیف/عبدالسلیم	۲۰	۲۰۰۰
۱۶۹۰	۱۸۱	محمد صدیق/مولا بخش	۲	۲۰۰
۱۶۹۱	۱۸۲	فضل الٰہی/منظور الٰہی	۲	۲۰۰
۱۶۹۲	۱۸۳	فلندر خان/سکندر خان	۵	۵۰۰
۱۶۹۳	۱۸۴	محمد افضال حسین/محمد دین	۱	۱۰۰
۱۶۹۴	۱۸۵	محمد جمیل "	۲	۲۰۰
۱۶۹۵	۱۸۶	خورشید اختر "	۱	۱۰۰
۱۶۹۶	۱۸۷	اختر بیگم/غوث بخش	۵	۵۰۰
۱۶۹۷	این-۱۸۸	جاوید آصف "	۵	۵۰۰
۱۶۹۸	" ۱۸۹	آغا وسیم جاہ "	۵	۵۰۰
۱۶۹۹	" ۱۹۰	شاہد جاہ "	۵	۵۰۰
۱۷۰۰	" ۱۹۱	"	۵	۴۰۰
۱۷۰۱	" ۱۹۲	حسن رضا/غلام قاسم	۵۰	۵۰۰۰
۱۷۰۲	" ۱۹۳	مبارک حسین/خالد حسین	۱	۱۰۰
			۸۹۹۰	۸۹۹۰۵۴
۱۷۰۳	" ۱۹۵	ولی اللہ/شبیر اللہ	۱	۱۰۰
۱۷۰۴	" ۱۹۲	عبدالرؤف/ولی اللہ	۱	۱۰۰
۱۷۰۵	" ۱۹۷	احمد حسن/اللہ دتہ	۵	۵۰۰
۱۷۰۶	" ۱۹۸	محمد عبداللہ "	۱	۱۰۰
۱۷۰۷	" ۱۹۹	امام بخش "	۱	۱۰۰
۱۷۰۸	" ۲۰۰	محمد بخش/شاہ محمد	۱	۱۰۰
۱۷۰۹	او-۱	غلام رسول/محمد صدیق	۱	۱۰۰

۱۷۱۰	”	۲	لیاقت علی/عطااللہ	۱	۱۰۰
۱۷۱۱	”	۳	محمد شفیع/عبدالسلام	۲	۲۰۰
۱۸۱۲	”	۴	محمد شیر/عبدالکریم	۲	۲۰۰
۱۷۱۳	”	۵	محمد نذیر/دتہ	۲	۲۰۰
۱۷۱۴	”	۶	محمد شریف/عبدالکریم	۲	۲۰۰
۱۷۱۵	”	۷	علی محمد/پیراندتہ	۱۰	۱۰۰۰
۱۷۱۶	”	۸	سلطان محمد/غلام محمد	۵	۵۰۰
۱۷۱۷	”	۹	عمر حیات/فضل دین	۲	۲۰۰
۱۷۱۸	اوسہ	۱۰	اختر عباس/محمد عباس	۳	۲۰۰
۱۷۱۹	”	۱۱	محمد مسعود خان/محمد شیر خان	۲	۲۰۰
۱۷۲۰	”	۱۲	محمد اشرف/عبدالغنی	۲	۲۰۰
۱۷۲۱	”	۱۳	عبدالسلام خان/ولی محمد	۱	۱۰۰
۱۷۲۲	”	۱۴	دوست/فضل شاہ	۲	۲۰۰
۱۷۲۳	”	۱۵	محمد حسین/کرم شاہ	۲	۲۰۰
۱۷۲۴	”	۱۶	محمد دین غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۷۲۵	”	۱۷	عبدالجبار/فضل دین	۳	۳۰۰
۱۷۲۶	”	۱۸	محمد اسماعیل/ابراہیم	۴	۴۰۰
۱۷۲۷	”	۱۹	انوارالحق/سعید احمد	۲	۲۰۰
۱۶۲۸	”	۲۰	عبدالعزیز/غلام حسین	۲	۲۰۰
۱۷۲۹	”	۲۱	محمد ہاشم/محمد حسین	۲	۲۰۰
۱۷۳۰	”	۲۲	محمد ابراہیم/محمد دین	۳	۳۰۰
۱۷۳۱	”	۲۳	ظہیرالدین/کرم دین	۴	۴۰۰
۱۷۳۲	”	۲۴	سلیم الدین/شیرو	۲	۲۰۰
۱۷۳۳	”	۲۵	محمد بشیر/محمد شیر	۲	۲۰۰
۱۷۳۴	”	۲۶	عبدالخالق/رحمت علی	۵	۵۰۰
۱۷۳۵	”	۲۸	محمد بخش/بوٹا	۲	۲۰۰
۱۷۳۶	”	۲۹	عمر دین/نظام دین	۴	۴۰۰
۱۷۳۷	”	۳۰	خورشید علی/نیاز محمد	۴	۴۰۰

۱۷۳۸	"	۳۱	محمد لطیف/محمد شفیع	۲	۲۰۰
۱۷۳۹	"	۳۲	فضل الدین/امام دین	۲	۲۰۰
۱۷۴۰	"	۳۳	احمد بخش/ضرار	۲	۲۰۰
۱۷۴۱	"	۳۴	بشیر احمد/شاہ محمد	۲	۲۰۰
۱۷۴۲	"	۳۵	رحیم بخش/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
				۹۰۸۷	۹۰۸۸۵۴

۱۷۴۴	"	۳۶	عبدالغنی/محمد یعقوب	۲	۲۰۰
۱۷۴۵	"	۲۳۷	ریاض احمد/عبدالحی بٹ	۲	۲۰۰
۱۷۴۶	"	۲۳۸	اشرف بیگ/اسماعیل بیگ	۲	۲۰۰
۱۷۴۷	"	۲۳۹	اعظم بیگ/محمد یعقوب بیگ	۴	۴۰۰
۱۷۴۸	"	۲۴۰	غازی رقم الدین/فصیح الدین بٹ	۲	۲۰۰
۱۷۴۹	"	۲۴۱	علم الدین/فتح علی	۲	۲۰۰
۱۷۵۰	"	۲۴۲	اسلام الدین/نیاز دین	۱	۱۰۰
۱۷۵۱	"	۲۴۳	محمد اشرف/فتح محمد	۱	۱۰۰
۱۷۵۲	"	۲۴۴	اللہ بخش/شکور اللہ	۱	۱۰۰
۱۷۵۳	"	۲۴۵	نذر حسین/مولا بخش	۴	۴۰۰
۱۷۵۴	"	۲۴۶	بھاول دین/ "	۲	۲۰۰
۱۷۵۵	"	۲۴۷	عبداللطیف/فیض محمد	۲	۲۰۰
۱۷۵۶	"	۲۴۸	محمد دین/نور محمد	۵	۵۰۰
۱۷۵۷	"	۲۴۹	محمد یوسف/عبدالرحمن	۱۰	۱۰۰۰
۱۷۵۸	"	۲۵۰	محمد یونس/خرابی خان	۵	۵۰۰
۱۷۵۹	"	۲۵۲	کرامت علی/سردار علی	۵	۵۰۰
۱۷۶۰	"	۲۵۵	محمد یونس/خان محمد	۵	۵۰۰
۱۷۶۱	"	۲۵۵	نیاز احمد/مہتاب دین	۴۰	۴۰۰۰
۱۷۶۲	"	۲۵۶	حسینہ بیگم/قمر دین	۵	۵۰۰
۱۷۶۳	"	۲۵۷	فتح دین/بھانہ	۵	۵۰۰

۱۷۶۴	"	۲۵۸	جبار احمد/غلام کبریا	۵	۵۰۰
۱۷۶۵	"	۲۵۹	محمد نواز/میاں بدشام	۲	۱۰۰
۱۷۶۶	"	۲۶۰	احمد یار/غلام محمد	۱	۱۰۰
۱۷۶۷	"	۲۶۱	عاشق محمد/غلام محمد	۱	۱۰۰
۱۷۶۸	"	۲۶۲	کریم/حسن	۲	۲۰۰
۱۷۶۹	"	۲۶۳	محمد فاضل/جان بخش	۵	۵۰۰
۱۷۷۰	"	۲۶۴	جوغطہ/عبدالستار	۲	۲۰۰
۱۷۷۱	"	۲۶۵	رولدو/عنایت	۳	۲۰۰
۱۷۷۲	"	۲۶۶	بہادر بخش	۳	۲۰۰
۱۷۷۳	"	۲۶۷	محمد انوار/شیرا	۳	۲۰۰
۱۷۷۴	"	۲۶۸	اللہ داد/حسن بخش	۲	۲۰۰
۱۷۷۵	"	۲۶۹	خان محمد/حمید	۲	۲۰۰
۱۷۷۶	"	۲۷۰	اللہ دتہ/احمد	۲	۲۰۰
۱۷۷۷	"	۲۷۱	غلام سرور/شیرا	۲	۲۰۰
۱۷۷۸	"	۲۷۲	اکبر علی/شیر احمد	۲	۲۰۰
۱۷۷۹	"	۲۷۴	فرید/روشن دین	۲	۲۰۰
۱۷۸۰	"	۲۷۷	محمد نواز/حسن بخت	۳	۲۰۰
۱۷۸۱	"	۲۷۸	اللہ بخت/رحمان	۳	۲۰۰
۱۷۸۲	"	۲۸۱	غلام حیدر/برکت علی	۳	۲۰۰
۱۷۸۳	"	۲۸۳	محمد وریام/خدا بخش	۱	۱۰۰
۱۷۸۴	"	۲۸۴	محمد رمضان/اکبر	۱	۱۰۰
				۹۲۳۶	۹۲۷۳۲۹
۱۷۸۵	"	۲۸۵	اقبال/دارا	۱	[illegible]
۱۷۸۶		۲۸۸	رحمن/دارا	۳	۳۰۰
۱۷۸۷		۲۸۹	محمد خان/خان محمد	۵	۵۰۰
۱۷۸۸		۲۹۰	عبدالستار/رحیم بخش	۲	۲۰۰

۱۷۸۹	۲۹۱	شیر حسین/احمد حسن	۲	۲۰۰
۱۷۹۰	۲۹۲	معراج دین/محمد دین	۲	۲۰۰
۱۷۹۱	۹۳	خوشی محمد/خدا بخش	۱	۱۰۰
۱۷۹۲	۹۴	رسال دین/نظام دین	۱	۱۰۰
۱۷۹۳	۹۵	عمر شاہ/محمد دین	۱	۲۰۰
۱۷۹۴	۹۶	اسلام دین/محمد دین	۱	۱۰۰
۱۷۹۵	۹۷	محمد خان/یاسین خان	۱	۱۰۰
۱۷۹۶	۹۸	محمد علی/لال خان	۱	۱۰۰
۱۷۹۷	۱۰۰	قاسم علی/خان مراد علی	۱	۱۰۰
۱۷۹۸	۱۰۱	پہلوان/دین محمد	۱	۱۰۰
۱۷۹۹	۱۰۲	سراج دین/نتھو	۱	۱۰۰
۱۸۰۰	۱۰۳	عیسی/فرید	۱	۱۰۰
۱۸۰۱	۱۰۵	عبدالرحمن/شیر محمد	۱	۱۰۰
۱۸۰۲	۱۰۷	نواب دین/کرم دین	۱	۱۰۰
۱۸۰۳	۱۰۹	فتح محمد/امام دین	۱	۱۰۰
۱۸۰۴	۱۰	باغ علی/فیض محمد	۱	۱۰۰
۱۸۰۵	۱۱	علی محمد/وکیل	۱	۱۰۰
۱۸۰۶	۱۳	عنایت اللہ/محمد بخش	۱	۱۰۰
۱۸۰۷	۱۶	فضل کریم/غلام حسین	۱	۱۰۰
۱۸۰۸	۱۷	محمد انور/فضل کریم	۱	۱۰۰
۱۸۰۹	۱۸	بابو سرور/فضل کریم	۱	۱۰۰
۱۸۱۰	۱۹	محمد اکرم/بوٹے خان	۱	۱۰۰
۱۸۱۱	۲۲	سردار محمد/خوشی خان	۲	۲۰۰
۱۸۱۲	۲۳	رحیم بخش/منشی خان محمد	۲	۲۰۰
۱۸۱۳	۲۴	محمد اسماعیل/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۸۱۴	۲۵	ذوالفقار/ ،،	۲	۲۰۰
۱۸۱۵	۲۶	فتح محمد/روضا خان	۲	۲۰۰
۱۸۱۶	۲۷	چاندی خان/ ،،	۲	۲۰۰

۱۸۱۷	۲۹	سکندر خان/بہادر خان	۲	۲۰۰
۱۸۱۸	۳۰	نذر محمد/فرید خان	۲	۲۰۰
۱۸۱۹	۳۱	امیر دین/محمد دین	۱	۱۰۰
۱۸۲۰	۳۳	پیر بخش/بوکا	۱	۱۰۰
۱۸۲۱	۳۴	محمد یوسف/سلطان	۱	۱۰۰
۱۸۲۲	۳۶	محمد رمضان/دربار	۱	۱۰۰
۱۸۲۳	۳۸	شاہ محمد/امام دین	۱	۱۰۰
۱۸۲۴	۳۹	عبداللہ/ ،،	۱	۱۰۰
۱۸۲۵	۴۱	کرامت علی/چندا خان	۲	۲۰۰
۱۸۲۶	۴۳	نور محمد/شمس دین	۵	۵۰۰
۱۸۲۷	۴۵	عبدالوحید/عبدالعزیز	۱۰	۱۰۰۰
			۳۱۵	۹۳۱۷۰۴

۱۸۲۸	۴۷	رحمت خان/ناصر خان	۲	۲۰۰
۱۸۲۹	۴۸	وحید احمد/ظہیر احمد	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۳۰	۴۹	محمد حنیف/محمد اسحاق	۲	۲۰۰
۱۸۳۱	۵۰	محمد صادق/ ،،	۲	۲۰۰
۱۸۳۲	۵۱	اختر حسین/نورالدین	۵	۵۰۰
۱۸۳۳	۶۱	قمر دین/شمس دین	۵	۵۰۰
۱۸۳۴	۶۲	فاطمہ بیگم/قمر دین	۵	۵۰۰
۱۸۳۵	۶۳	رضیہ بیگم/عزت دین	۵	۵۰۰
۱۸۳۶	۶۴	غلام دین/نبی بخش	۳	۳۰۰
۱۸۳۷	۶۵	عبدالحمید/عبدالرحمن	۸	۸۰۰
۱۸۳۸	۶۶	غلام رسول/احمد علی	۲	۲۰۰
۱۸۳۹	۶۷	قربان علی/نذر حسین	۴	۴۰۰
۱۸۴۰	۷۰	یذر محمد/روشن دین	۱	۱۰۰
۱۸۴۱	۷۳	عبدالحکیم/محمد ابراہیم	۱	۱۰۰

۱۸۴۲	۷۶	شیر احمد/اللہ بخش	۵	۵۰۰
۱۸۴۳	۷۷	نذر محمد/اللہ بخش	۵	۵۰۰
۱۸۴۴	۷۸	گل محمد/ "	۵	۵۰۰
۱۸۴۵	۷۹	محمد شفیع/نور احمد	۵	۵۰۰
۱۸۴۶	۸۰	محمد صدیق/نور احمد	۵	۵۰۰
۱۸۴۷	۸۱	محمد یوسف/محمد اسماعیل	۱۰	۱۰۰۰
۱۸۴۸	۸۲	غلام نبی/نور محمد	۱	۱۰
۱۸۴۹	۸۳	نرید/مہنگا	۱	۱۰۰
۱۸۵۰	۸۵	ناہید/بوٹا	۲	۲۰۰
۱۸۵۱	۸۶	خوشی/بٹھا	۲	۲۰۰
۱۸۵۲	۸۷	کوڑا/شمش	۲	۲۰۰
۱۸۵۳	۸۸	موسی/بھٹہ	۲	۲۰۰
۱۸۵۴	۸۹	سلیم/شاذی	۲	۲۰۰
۱۸۵۵	۹۰	اللہ بخش/پہلوان	۲	۲۰۰
۱۸۵۶	۹۱	اسماعیل/شاہ محمد	۲	۲۰۰
۱۸۵۷	۹۲	نواب/سہراب	۲	۲۰۰
۱۸۵۸	۹۳	اللہ دین/امام دین	۱۰	۱۰۰۰
۱۸۵۹	۹۴	محمد نواز/سردار خان	۵	۲۰۰
۱۸۶۰	۹۶	نواب دین/بوٹا	۱	۱۰۰
۱۸۶۱	۹۷	گاما/جوار	۱	۱۰۰
۱۸۶۲	بی-۱	علی بہادر/حیات محمد	۲	۵۰۰
۱۸۶۳	۲ "	مرزا خان/ولی محمد	۲	۲۰۰
۱۸۶۴	۳ "	اختر محمد/محمد حسن	۲	۲۰۰
۱۸۶۵	۴ "	اللہ بخش/کھرے خان	۱	۱۰۰
۱۸۶۶	۵ "	نزیر احمد/محمد دین	۱	۱۰۰
۱۸۶۷	۶ "	نواب بی بی/عبدالحمید	۱	۱۰۰
۱۸۶۸	۷ "	گل محمد/نور دین	۱	۱۰۰
۱۸۶۹	۸ "	غلام رسول/محمد بخش	۱	۱۰۰

۱۸۷۰	" ۹	غلام حیدر/نظام دین	۱	۱۰۰
			۹۴۶۲	۹۴۶۴۰۴
۱۸۷۱	۱۰	شیر خان/نظام دین	۱	۱۰۰
۱۸۷۲	۱۱	غلام رسول/نظام دین	۱	۱۰۰
۱۸۷۳	۱۲	اللہ بخش/رحمت علی	۳	۳۰۰
۱۸۷۴	۱۴	محمد یونس/اللہ یار	۱	۱۰۰
۱۸۷۵	۱۵	احمد خان/بدھ خان	۱	۱۰۰
۱۸۷۶	۱۷	اللہ دتہ/نور احمد	۱	۱۰۰
۱۸۷۷	۱۸	اللہ یار/اللہ بخش	۱	۱۰۰
۱۸۷۸	۱۹	عبدالمجید/ریاض بخش	۱	۱۰۰
۱۸۷۹	۲۰	حسن محسن/فتح محمد	۱	۱۰۰
۱۸۸۰	۲۱	عبدالحمید/رمضان	۲	۲۰۰
۱۸۸۱	۲۲	شیر احمد/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۱۸۸۲	۲۳	غلام شیر/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۱۸۸۳	۲۴	عبدالرحمن/عبدالحق	۱	۱۰۰
۱۸۸۴	۲۵	محمد لطیف/حسن محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۸۸۵	۲۶	سلمہ بیگم/محمد لطیف	۱۰	۱۰۰۰
۱۸۸۶	۲۷	زبیدہ بیگم/محمد لطیف	۲	۲۰۰
۱۸۸۷	۲۸	شیر بیگم/محمد لطیف	۲	۲۰۰
۱۸۸۸	۲۹	سید انوارالحسن/الیاس	۳	۳۰۰
۱۸۸۹	۳۰	عبدالرحمن/سلیم خان	۱	۱۰۰
۱۸۹۰	۳۱	محمد ابراہیم/محمد علی	۲	۲۰۰
۱۸۹۱	۳۲	خادم حسین/کرم حسن	۲	۲۰۰
۱۸۹۲	۳۳	غلام رسول/امام بخش	۲	۲۰۰
۱۸۹۳	۳۴	خدا بخش/غلام رسول	۲	۲۰۰
۱۸۹۴	۳۵	خان محمد/صلح محمد	۲۰	۲۰۰۰

۱۸۹۵	۳۶	طاعت حسین/احسان محمد	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۹۶	۳۷	اکرم/احسان احمد	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۹۷	۳۸	حنیف بیگم/محمد خان	۲۰	۲۰۰۰
۱۸۹۸	۳۹	محمد افضل خان/خان محمد	۱	۱۰۰
۱۸۹۹	۴۰	غلام شبیر خان/صالح محمد	۶۰	۶۰۰۰۰
۱۹۰۰	۴۱	غلام محمد/امام دین	۱	۱۰۰
۱۹۰۱	۴۲	محمد ایوب/محمد فاضل	۵	۵۰۰
۱۹۰۲	۴۳	محمد احسان/نور احمد	۵	۵۰۰
۱۹۰۳	۴۴	عالم دین/نور شاہ	۵	۵۰۰
۱۹۰۴	۴۵	شبیر حسین/صدر شاہ	۵	۵۰۰
۱۹۰۵	۴۶	زمان شاہ/صدر شاہ	۵	۵۰۰
۱۹۰۶	۴۷	محمد حسین/سراج دین	۵	۵۰۰
۱۹۰۷	۵۱	اختر حسین/کرامت علی	۵	۵۰۰
۱۹۰۸	۵۵	خان نواز/گل محمد	۱	۵۰۰
۱۹۰۹	۵۵	گل محمد/نور محمد	۱	۱۰۰
۱۹۱۰	۵۶	گل محمد/نور محمد	۱	۱۰۰
۱۹۱۱	۵۷	حسن/گل محمد	۱	۱۰۰
			۹۷۱۲	۹۷۱۴۰۴
۱۹۱۲	۵۹	اللہ دتہ/اسحاق	۱	۱۰۰
۱۹۱۳	۶۳	اورنگ زیب/فتح محمد	۵	۵۰۰
۱۹۱۴	۶۴	نور محمد/امام بخش	۱	۱۰۰
۱۹۱۵	۶۵	سید انوار/احمد بیگ	۳۰	۳۰۰۰
۱۹۱۶	۶۶	صدیق احمد خان/خان محمد	۳۰	۳۰۰۰
۱۹۱۷	۶۷	رقم حسین/ووگانا	۱	۱۰۰
۱۹۱۸	۶۸	پہلوان/محمد اعظم	۱۰	۱۰۰۰
۱۹۱۹	۶۹	شاہ محمد/لال خان	۱۰	۱۰۰۰

۱۹۲۰	۷۰	اللہ رکھا/شیر محمد	۲	۲۰۰
۱۹۲۱	۷۱	اللہ دتہ/فقیر محمد	۳	۳۰۰
۱۹۲۲	۷۳	غلام محمد/قادر بخش	۵	۵۰۰
۱۹۲۳	۷۴	باغ علی/حسن بخش	۲	۲۰۰
۱۹۲۴	۷۵	محمد نواز/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۹۲۵	۷۶	بلال حسن/محمد اختر	۲	۲۰۰
۱۹۲۶	۷۷	اللہ دتہ/اللہ بخش	۳	۲۰۰
۱۹۲۷	۷۵	شاہ محمد/نور محمد	۳	۲۰۰
۱۹۲۸	۷۹	بشیر احمد/چراغ دین	۱	۱۰۰
۱۹۲۹	۸۰	ابراہیم/نتھو	۱	۱۰۰
۱۹۳۰	۸۲	الٰہی بخش/فیض بخش	۲	۲۰۰
۱۹۳۱	۸۴	پہلوان/محمد اعظم	۲	۲۰۰
۱۹۳۲	۸۶	محمد علی/محمد دین	۲	۲۰۰
۱۹۳۳	۸۸	نظام دین/شیرو	۲	۲۰۰
۱۹۳۴	۹۱	نواب/جہانگیر	۲	۲۰۰
۱۹۳۵	۹۲	محمود احمد/نور محمد	۲	۲۰۰
۱۹۳۶	۹۴	تایا/پہلوان	۲	۲۰۰
۱۹۳۷	۹۶	احمد دین/نواب دین	۲	۲۰۰
۱۹۳۸	۹۷	چاکر/محمد علی	۲	۲۰۰
۱۹۳۹	۹۸	برکت/محمد علی	۲	۲۰۰
۱۹۴۰	۹۹	حاصل/کرم علی	۲	۲۰۰
۱۹۴۱	۱۰۰	محمد بخش/حسو	۲	۲۰۰
۱۹۴۲	۱۰۴	حسن بی بی/مہنگا	۲	۲۰۰
۱۹۴۳	۱۰۷	احمد خان/محمد حسین	۱۰	۱۰۰۰
۱۹۴۴	۱۰۸	محمد ناصر/محمد خان	۱۰	۱۰۰۰
۱۹۴۵	۱۰۹	رحمت اللہ/احمد خان	۱۰	۱۰۰۰
۱۹۴۶	۱۱	غلام مرتضیٰ/غلام محمد	۲	۲۰۰
۱۹۴۷	۱۲	رولدو/احمد جان	۵	۵۰۰

۱۹۴۸	۱۳	سلطان احمد/غلام مصطفےٰ	۲	۲۰۰
۱۹۴۹	۱۵	غلام رسول/محمد دین	۴	۴۰۰
۱۹۵۰	۱۷	محمد یعقوب/بہادر	۳	۳۰۰
۱۹۵۱	۱۹	ریاض حسین/شیر	۲	۲۰۰
۱۹۵۲	۲۱	غلام محمد/پٹھانا	۲	۲۰۰
			۴۹۹۰۱	۹۹۰۳۰
۱۹۵۳	۲۲	رحیم بخش/رمضان	۲	۲۰۰
۱۹۵۴	۲۶	محمد چراغ جان محمد	۲	۲۰۰
۱۹۵۵	۲۷	محمد شاہ/نواب شاہ	۲	۲۰۰
۱۹۵۶	۶۸	محمد شفیق/غلام رسول	۵	۵۰۰
۱۹۵۷	۳۱	دوست محمد/محمد اسماعیل	۴	۴۰۰
۱۹۵۸	۳۸	خدا بخش/ناصر خان	۲	۲۰۰
۱۹۵۹	۴۰	مہر الٰہی بخش	۲	۲۰۰
۱۹۶۰	۴۷	امام بخش/محمد خان	۲	۲۰۰
۱۹۶۱	۴۸	گل محمد/محمد عظیم خان	۲	۲۰۰
۱۹۶۲	۵۰	احمد/محمد انور	۶	۶۰۰
۱۹۶۳	۵۳	بھگا/نور محمد	۵	۵۰۰
۱۹۶۴	۵۴	مٹھا خان/نور محمد	۵	۵۰۰
۱۹۶۵	۵۷	لال بخش/خدا بخش	۲	۲۰۰
۱۹۶۶	۵۹	غلام مصطفےٰ/عتیق حسین	۱۵	۱۵۰۰
۱۹۶۷	۶۱	رانا شاہ محمد/دینا کالا	۲	۲۰۰
۱۹۶۸	۶۲	رانا نور محمد/دینا کالا	۲	۲۰۰
۱۹۶۹	۶۶	امام بخش/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۱۹۷۰	۶۷	امام بخش/احمد خان	۲	۲۰۰
۱۹۷۱	۷۱	خان محمد/محمد خان	۲	۲۰۰
۱۹۷۲	۷۴	دوست محمد/ حبیب خان	۲	۲۰۰

۱۹۷۳	۷۶	عبدالغفار/محمد امیر حسین	۳	۲۰۰
۱۹۷۴	۱	محمد شریف/جیون محمد	۳	۲۰۰
۱۹۷۵	۲	شیر محمد/احمد بخش	۲	۲۰۰
۱۹۷۶	۳	عبدالغنی/ "	۲	۲۰۰
۱۹۷۷	۴	شبیر حسین/غلام محمد	۳	۲۰۰
۱۹۷۸	۵	منظور حسین/ "	۲	۲۰۰
۱۹۷۹	۶	اشتیاق احمد/عبدالعزیز	۳	۲۰۰
۱۹۸۰	۱۰	طفیل محمد/نور دین	۲	۲۰۰
۱۹۸۱	۱۱	عبدالرشید خان/عظیم خان	۳	۳۰۰
۱۹۸۲	۱۲	اعظم خان/خان محمد	۳	۲۰۰
۱۹۸۳	۱۳	اللہ یار/نور احمد	۳	۳۰۰
۱۹۸۴	۱۴	عبداللہ خان/پہلوان	۳	۲۰۰
۱۹۸۵	۱۵	غلام ناصر/رشید احمد	۳	۳۰۰
۱۹۸۶	۱۶	صالح محمد/یار محمد خان	۲	۲۰۰
۱۹۸۷	۱۷	گلاب شیر/عبدالعزیز خان	۳	۳۰۰
۱۹۸۸	۱۸	جان محمد/عبداللہ خان	۲	۲۰۰
۱۹۸۹	۱۹	محمد فاروق/ذوالفقار	۲	۲۰۰
۱۹۹۰	۲۰	عبدالحمید/عبدالحی	۱	۱۰۰
۱۹۹۱	۲۴	خان شیر محمد/خان سرور خان	۲۰	۲۰۰۰
			۲۰۰۲	۱۰۲۳۰۴
۱۹۹۲	۲۵	حطیر خان/سرور خان	۲	۲۰۰
۱۹۹۳	۲۶	تاج محمد/سرور خان	۲	۲۰۰
۱۹۹۴	۲۷	ریاض احمد/محمد رمضان	۵	۵۰۰
۱۹۹۵	۱۸	غلام قادر/شیر محمد	۱۰	۱۰۰۰
۱۹۹۶	۲۹	محمد نواز/محبت خان	۲	۱۰۰
۱۹۹۷	۳۰	شاہ محمد/عبدالغفور	۲	۲۰۰

۱۹۹۸	۳۱	عبدالغنی/سرور خان	۲	۲۰۰
۱۹۹۹	۳۳	عبدالحمید/رجدا	۲	۲۰۰
۲۰۰۰	۳۵	خدا بخش/احسان	۲	۲۰۰
۲۰۰۱	۳۶	محمد جواد/یاسین	۴	۴۰۰
۲۰۰۲	۳۷	محمد عنایت/احمد خان	۱	۱۰۰
۲۰۰۳	۳۸	افضل خان/ ،،	۱	۱۰۰
۲۰۰۴	۴۰	محمد نواز/نور محمد	۵	۵۰۰
۲۰۰۵	۵۱	محمود خان/نور محمد	۵	۵۰۰
۲۰۰۶	۴۳	عطا حسین/فدا حسین	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۰۷	۴۴	وسیم حسن/فداحسن	۴۰	۴۰۰۰
۲۰۰۸	۴۵	کشور حسین/فدا حسین	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۰۹	۴۶	غلام محمد/فدا حسین	۵۰	۵۰۰۰
۲۰۱۰	۴۷	فتح محمد/سلام اکبر	۵۰	۵۰۰۰
۲۰۱۱	۴۸	ثریا بیگم/عطا حسین	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۱۲	۵۴	فضل شاہ خان/عبدالغفار	۱	۱۰۰
۲۰۱۳	۵۵	غلام قادر/ ،،	۱	۱۰۰
۲۰۱۴	۵۶	حبیب قادر/عبدالغفار شاہ	۱	۱۰۰
۲۰۱۵	۵۶	محمد قادر/عبدالغفار	۱	۱۰۰
۲۰۱۶	۵۷	احسان قادر/ ،،	۱	۱۰۰
۲۰۱۷	۵۸	محمد علی/قلندر بخش	۵	۵۰۰
۳۰۱۸	۵۹	محمد احسان/ ،،	۵	۵۰۰
۲۰۱۸	۶۰	خدا یار/احمد خان	۴	۴۰۰
۲۰۱۹	۶۱	رحیم یار خان/احمد خان	۴	۴۰۰
۲۰۲۰	۶۲	رستم علی/قادر بخش	۲	۲۰۰
۲۰۲۱	۶۳	غلام زیدان/خدایار خان	۴	۴۰۰
۲۰۲۲	۶۴	عبدالغفار/محمد حسین	۱	۴۰۰
۲۰۲۳	۶۵	غلام رسول/عبدالغفار	۱	۱۰۰
۲۰۲۴	۶۶	کیسراں بی‌بی/احمد یار خان	۵	۵۰۰
۲۰۲۵	۷۱	عبدالعزیز خان/احمد دین	۲	۲۰۰

۲۰۲۶	۲۳		حسن دین/محمد خان	۲	۲۰۰
۲۰۲۷	۷۳		کریم دین/لبھا	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۲۸	۷۵		محمد علی/قمر دین	۵	۵۰۰
۲۰۲۹	۷۶		امانت علی/عزیزالحسن	۲	۲۰۰
۲۰۳۰	۷۷		مصری خان/صلابت خان	۲	۲۰۰
				۱۰۳۲۴	۱۰۳۲۶۰۴
۲۰۳۱	۷۸	کیو	غلام رسول/پیر محمد	۲	۲۰۰
۲۰۳۲	۷۹	کیو	محمد شریف/پیر محمد	۲	۲۰۰
۲۰۳۳	۸۰	کیو	پہلوان/نیارے	۱	۱۰۰
۲۰۳۴	۸۱	کیو	غلام حسین/امجد مراد	۲	۲۰۰
۲۱۳۵	۸۵	کیو	خان محمد/غلام علی	۲	۲۰۰
۲۰۳۶	۸۹		غلام قادر/میر حسین	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۳۷	۹۰		فلک شیر/شیر حسین	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۳۸	۹۱		فدا حسین/قادر حسین	۴	۴۰۰
۲۰۳۹	۹۲		ابراہیم/قادر حسین	۴	۴۰۰
۲۰۴۰	۹۳		غلام چندر/عیسہ	۲	۲۰۰
۲۰۴۱	۹۴		اللہ دتہ/طیب دین	۲	۲۰۰
۲۰۴۲	۹۷		حسین بخش/محمد رمضان	۲	۲۰۰
۲۰۴۳	۹۸		غلام حسین/عیدا	۲	۲۰۰
۲۰۴۴	۹۹		رمضان خان/سلطان	۴	۴۰۰
۲۰۴۵	۱۰۰		قادر بخش/ ،،	۴	۴۰۰
۲۰۴۶	۱۰۱		غلام محمد/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۲۰۴۷	۱۰۲		جان محمد/محمد خان	۴	۴۰۰
۲۰۴۸	۱۰۳		ولی محمد/جان محمد	۴	۴۰۰
۲۰۴۹	۱۰۴		غلام سرور/ ،،	۴	۴۰۰
۲۰۵۰	۱۰۵		احمد خان/خیر خان	۱	۱۰۰

۲۰۵۱	۱۰۶	سردار محمد/محمد علی	۲	۲۰۰
۲۰۵۲	۱۰۷	نور محمد/گل محمد	۲	۲۰۰
۲۰۵۳	۱۰۸	حاشم خان/گل حسن	۲	۲۰۰
۲۰۵۴	۱۰۹	عبدالرحمن/ایر حضرت	۲	۲۰۰
۲۰۵۵	۱۱۰	اقبال بی‌بی/عبدالرحمن	۲	۲۰۰
۲۰۵۶	۱۱۲	عبدالغنی/محمد بخش	۱	۱۰۰
۲۰۵۷	۱۱۶	شیر محمد/سادو خان	۳	۳۰۰
۲۰۵۸	۱۱۵	اسرو بابا/بہادر خان	۳	۳۰۰
۲۰۵۹	۱۱۶	خیر محمد/امجد بخش	۲	۲۰۰
۲۰۶۰	۱۱۹	امجد خان/نورنجی	۵	۵۰۰
۲۰۶۱	۱۲۰	خیر محمد/خان محمد	۵	۵۰۰
۲۰۶۲	۱۲۱	شیر محمد/ "	۵	۵۰۰
۲۰۶۴	۱۲۳	لال خان/جمال خان	۴	۴۰۰
۲۰۶۵	۱۲۴	لون خان/لال خان	۴	۴۰۰
۲۰۶۶	۱۲۵	محمد علی/نذر محمد	۴	۴۰۰
۲۰۶۷	۱۲۶	سردار خان/ محمد علی	۴	۴۰۰
۲۰۶۸	۱۲۷	محمد امیر/ "	۴	۴۰۰
۲۰۶۹	۱۲۸	جیونہ/اللہ دتہ	۱	۱۰۰
۲۰۷۰	۱۳۱	ناصر الدین/امجد حیات	۲	۲۰۰
۲۰۷۱	۱۳۵	در محمد/اللہ دتہ	۲	۴۰۰
			۲۰۴۵۵	۱۰۴۵۷۰۴

۲۰۷۲	۱۳۶ کیو	شیر محمد/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۰۷۳	۱۳۷ کیو	خیر محمد/ "	۲	۲۰۰
۲۰۷۴	۱۴۲ کیو	سردار محمد/احمد بخش	۲	۲۰۰
۲۰۷۵	۱۴۳ کیو	غلام رسول/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۲۰۷۶	۱۴۴ کیو	بشیر احمد/عطا محمد	۲	۲۰۰

۲۰۷۷	۱۳۵		گل محمد/شفیع محمد	۲۵	۲۵۰۰
۲۰۷۸	۱۳۶		سردار محمد/ "	۲۵	۲۵۰۰
۲۰۷۹	۱۳۷		محمد نواز/خان محمد	۵۰	۵۰۰۰
۲۰۸۰	۱۳۸		محمد بخش/سلطان	۵	۵۰۰
۲۰۸۱	۱۳۹		خدا بخش/خیر محمد	۵	۵۰۰
۲۰۸۲	۱۵۰		غلام حیدر/امیر بخش	۲	۲۰۰
۲۰۸۳	۱۵۴		علی محمد/امجد	۲	۲۰۰
۲۰۸۴	۱۵۵		اللہ بخش/غلام حسین	۲	۲۰۰
۲۰۸۵	۱۵۶		غلام نبی/عبدالرحمن	۲	۲۰۰
۲۰۸۶	۱۵۷		اللہ بخش/جان محمد	۲	۲۰۰
۲۰۸۷	۱۵۹		محمد مشتاق/غلام محمد	۴۰	۴۰۰۰
۲۰۸۸	۱۶۰		محمد شفیع/عطا محمد	۱۰	۱۰۰۰
۲۰۸۹	۱۶۳		عبداللہ خان/رمضان	۱	۱۰۰
۲۰۹۰	۱۶۶		خوشی محمد/حاکم علی	۱	۱۰۰
۲۰۹۱	۱۶۸		محمد ریاست/امیر خان	۲	۲۰۰
۲۰۹۲	۱۷۰		اعجاز حسین/امیر علی	۳	۳۰۰
۲۰۹۳	۱۷۲		علی محمد/وریام	۱	۱۰۰
۲۰۹۴	۱۷۳		محمد ابراہیم/علی محمد	۲	۲۰۰
۲۰۹۵	۱۷۴		احمد/علی محمد	۱	۱۰۰
۲۰۹۶	۱۷۶		شیر محمد/فتح محمد	۱	۱۰۰
۲۰۹۷	۱۷۷		پٹھانہ/قادر بخش	۱	۱۰۰
۲۰۹۸	۱۷۸		غلام محمد/فتح محمد	۱	۱۰۰
۲۰۹۹	۱۸۰	کیو	عبدالرزاق/مبارک علی	۲	۲۰۰
۲۱۰۰	۱۸۲	کیو	محمد صدیق/نصیر بخش	۵	۵۰۰
۲۱۰۱	۱۸۴	کیو	سلطان/بہاول	۵	۵۰۰
۲۱۰۲	۱۸۶	کیو	صدیق محمد/محمد علی	۲	۲۰۰
۲۱۰۳	۱۸۸	کیو	زین العابدین/علی شاہ	۱	۱۰۰
۲۱۰۴	۱۹۰	کیو	بہادر خان/محمد خان	۴	۴۰۰

۲۱۰۵	۱۹۱ کیو	اللہ وسایا/حق نواز	۱	۱۰۰
۲۱۰۶	۱۹۲ کیو	بخش/احمد	۱	۱۰۰
۲۱۰۷	۱۹۳ کیو	غلام محمد/میاں حسن	۲	۲۰۰
۲۱۰۸	۱۹۶ کیو	خدا بخش/محمد حنیف	۲	۲۰۰
۲۱۰۹	۱۹۹ کیو	اللہ/یار محمد	۱۰	۱۰۰۰
۲۱۱۰	۱ آر	مرید حسین/امیر بخش	۵	۵۰۰
۲۱۱۱	۳ آر	محمد ابراہیم/خدا بخش	۵	۵۰۰
۲۱۱۲	۴ آر	اللہ دتہ/سردار شاہ	۲	۲۰۰
			۱۰۶۹۷	۱۰۶۹۹۰۵
۲۱۱۳	۵ آر	محمد اسحاق/مردان خان	۲	۲۰۰
۲۱۱۴	۶ آر	باقر حسین/نذر حسین	۲	۲۰۰
۲۱۱۵	۷ آر	غلام عباس/سلطان احمد	۵۰	۵۰۰۰
۲۱۱۶	۱۱ آر	اللہ بخش/چندو خان	۱۰	۱۰۰۰
۲۱۱۷	۱۶ آر	جان محمد/رانجھا	۱	۱۰۰
۲۱۱۸	۱۸ آر	محمد افضل/نور محمد	۱۰	۱۰۰۰
۲۱۱۹	۲۰ آر	محمد عزیز/اللہ بخش	۳	۳۰۰
۲۱۲۰	۲۵ آر	عاشق محمد/محمد بخش	۴	۴۰۰
۲۱۲۱	۲۶ آر	عمر بخش/ "	۵	۵۰۰
۲۱۲۲	۳۰ آر	محمد رمضان/محمد عبداللہ	۲	۲۰۰
۲۱۲۳	۳۳ آر	محمد عنایت محرم حسین	۱	۱۰۰
۲۱۲۴	۳۴ آر	منظور بی بی/محمد عنایت	۴	۴۰۰
۲۱۲۵	۳۵ آر	محمد یوسف/بلو شاہ	۵۲	۲۵۰۰
۲۱۲۶	۳۹ آر	محمد رمضان/محمد علی	۱۰	۱۰۰۰
۲۱۲۷	۱ وی	بہادر خان/حیا	۱	۱۰۰
۲۱۲۸	۲	غلام محمد/بہادر	۱	۱۰۰
۲۱۲۹	۳	خان محمد/ "	۱	۱۰۰

۲۱۳۰	۴	رمضان/ ،،	۱	۱۰۰
۲۱۳۱	۵	وریام/ ،،	۱	۱۰۰
۲۱۳۲	۶	نادر/حیات	۱	۱۰۰
۲۱۳۳	۷	بہاول/اللہ یار	۱	۱۰۰
۲۱۳۴	۸	ابراہیم/نادر	۱	۱۰۰
۲۱۳۵	۹	ولی محمد/اللہ یار	۱	۱۰۰
۲۱۳۶	۱۰	محمد بخش/رمضان	۱	۱۰۰
۲۱۳۷	۱۱	امام بخش/سلطان	۱	۱۰۰
۲۱۳۸	۱۲	رجب/،،	۱	۱۰۰
۲۱۳۹	۱۳	سلطان/گھمن	۱	۱۰۰
۲۱۴۰	۱۴	ولی داد/داغ	۲	۲۰۰
۲۱۴۱	۱۵	امیر/رمضان	۲	۲۰۰
۲۱۴۲	۱۶	احمد نواز/محمد نواز	۵	۵۰۰
۲۱۴۳	۱۷	رشید بخش/خان محمد	۱	۱۰۰
۲۱۴۴	۱۸	محرم/امجد	۲	۲۰۰
۲۱۴۵	۱۹	ولی داد/پہلوان	۵	۵۰۰
۲۱۴۶	۲۰	طالب حسین/سلطان	۵	۵۰۰
۲۱۴۷	۲۱-وی	محمد ذوالفقار/پہلوان	۲	۲۰۰
۲۱۴۸	۲۲-وی	محمد پہلوان/میر داد	۵	۵۰۰
۲۱۴۹	۲۳-وی	سلطان خان/بہاول خان	۲۰	۲۰۰۰
۲۱۵۰	۲۴-وی	اللہ دتہ/محمد اکرم	۴	۴۰۰
۲۱۵۱	۲۷-وی	ہمایوں/میرداد	۲	۲۰۰
۲۱۵۲	۲۹-وی	اللہ یار/محمد امیر	۲	۲۰۰
۲۱۵۳	۳۰-وی	زید/میر عباس	۲	۲۰۰
۲۱۵۴	۳۱-وی	محمد/علی	۲	۲۰۰
			۱۰۸۹۷	۱۰۸۹۹۰۴

۲۱۵۵	۳۲-وی	غلام محمد/محمود	۲	۲۰۰
۲۱۵۲	۳۳-وی	عبدالوہاب/محمد بخش	۲	۲۰۰
۲۱۵۷	۳۴-وی	سلطان/میر داد	۲	۲۰۰
۱۱۵۸	۳۵-وی	محمد نواز/اکبر	۲	۲۰۰
۲۱۵۹	۳۶-وی	امجد/رمضان	۲	۲۰۰
۲۱۶۰	۳۷	محمد نواز/امجد	۲	۲۰۰
۲۱۶۱	۳۸	مانگ/داد	۲	۲۰۰
۲۱۶۲	۳۹	صاحب/طالب حسین	۷	۷۰۰
۲۱۶۳	۴۰	ولی داد/بہادر	۲	۲۰۰
۲۲۶۴	۴۱	خان بی بی/حجویری	۲	۲۰۰
۲۱۶۵	۴۲	غلام رشید/امجد	۲	۲۰۰
۲۱۶۶	۴۳	پہلوان/امجد	۲	۲۰۰
۲۱۲۷	۴۴	حق نواز/غلام فرید	۵	۵۰۰
۲۱۶۸				
۲۱۶۹	۴۶	محمد یار/راجہ بھٹی	۲	۲۰۰
۲۱۷۰	۴۷	امجد/راجہ	۳	۳۰۰
۲۱۷۱	۴۸	محمد نواز/ہاشم شاہ	۲	۲۰۰
۲۱۷۲	۴۹	اللہ یار/گہنا	۲	۲۰۰
۲۱۷۳	۵۱	اللہ یار/اسحاق	۱۵	۱۵۰۰
۲۱۷۴	۵۲	سرفراز/ ،،	۱۵	۱۵۰۰
۲۱۷۵	۵۳	ذوالفقار/غلام رسول	۱۵	۱۵۰۰
۲۱۷۶	۵۴	اللہ دتہ/محمد نواب	۱۵	۱۵۰۰
۲۱۷۷	۵۵	خدا بخش/نواب	۱۵	۱۵۰۰
۲۱۷۸	۵۶	سلطان محمد/غلام محمد	۱۶	۱۶۰۰
۲۱۷۹	۵۷	محمد یار/ ،،	۱۶	۱۶۰۰
۲۱۸۰	۷۶	محمد یار/رجب علی	۴	۴۰۰
۲۱۸۱	۵۹	غلام فرید/سلامت	۲۰	۲۰۰۰
۲۱۹۲	۶۰	نذر محمد/پہلوان	۲۰	۲۰۰۰

۲۱۳۸	۶۱	محمد فیروز/عنایت	۱	۱۰۰
۲۱۸۴	۶۳	رب نواز/بہادر	۲	۲۰۰
۲۱۸۵	۶۴	طالب حسین/غلام قادر	۲	۲۰۰
۲۱۸۶	۶۵	محمد نواز/نتھو	۴	۴۰۰
۲۱۸۷	۶۶	اللہ یار/ ،،	۲	۳۰۰
۲۱۸۸	۶	محمد شفیع/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۱۸۹	۶۲-وی	بہادر/محمد	۲	۲۰۰
۲۱۹۰	۶۸-وی	نتھو/اسحاق محمد	۲	۲۰۰
۲۱۹۱	۷۰-وی	بزدرہ/بہادر	۲	۲۰۰
۲۱۹۲	۷۱-وی	غلام عباس/بہادر	۲	۲۰۰
۲۱۹۳	۷۲-وی	غلام قادر/نتھو	۲	۲۰۰
۲۱۹۴	۷۳-وی	ظہور حسین/بہادر	۲	۲۰۰
۲۱۹۵	۷۴-وی	حق نواز/ ،،	۲	۲۰۰
۲۱۹۶	۷۵-وی		۲	۲۰۰
			۱۱۱۲	۱۰۸۹۹۰۴
۲۱۹۷	۷۶-وی	محمد وریام/محمد	۲	۲۰۰
۲۱۹۸	۷۷-وی	رانجھا/گھنہ	۲	۲۰۰
۲۱۹۹	۷۸-وی	ولی داد/سلیمان	۲	۲۰۰
۲۲۰۰	۷۹-وی	پہلوان/ورینم	۲	۲۰۰
۲۲۰۱	۸۰-وی	قادر بخش/اشروقہ	۲	۲۰۰
۲۲۰۲	۸۲	متھا/عنایت	۲	۲۰۰
۲۲۰۳	۸۳	رحیم بخش/سلطان	۲	۲۰۰
۲۲۰۴	۸۴	رمضان/حکیم	۲	۲۰۰
۲۲۰۵	۸۵	محمد نواز/رمضان	۲	۲۰۰
۲۲۰۶	۸۶	خدا بخش/برخوردار	۲	۲۰۰
۲۲۰۷	۸۷	حق نواز/ ،،	[illegible]	۲۰۰

۲۲۰۸	۸۸	ولی/سلطان	۲	۲۰۰
۲۲۰۹	۸۹		۲	۲۰۰
۲۲۱۰	۹۰	حق نواز/غلام رسول	۱۰	۱۰۰۰
۲۲۱۱	۹۱	طالب حسین/حق نواز	۲	۲۰۰
۲۲۱۲	۹۲	حیات/شاہ محمد	۲	۲۰۰
۲۲۱۳	۹۳	غلام قادر/ ،،	۲	۲۰۰
۲۲۱۴	۹۴	عنایت/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۲۱۵	۹۵	غلام فرید/رجب	۲	۲۰۰
۲۲۱۶	۹۶	احمد یار/ ،،	۲	۲۰۰
۲۲۱۷	۹۷	محمد نوید/فرید	۲	۲۰۰
۲۲۱۸	۹۸	اللہ یار/گھنہ	۲	۲۰۰
۲۲۱۹	۹۹	محمد یار/ ،،	۲	۲۰۰
۲۲۲۰	۱۰۰	محمد اکرم/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۲۲۱	۱۰۱	محمد اسلم/ ،،	۲	۲۰۰
۲۲۲۲	۱۰۲	شیر محمد/راج ماہی	۸	۸۰۰
۲۲۲۳	۱۰۳	محمد افضل/شیر محمد	۲	۲۰۰
۲۲۲۴	۱۰۴	لقمان/وریام	۲	۲۰۰
۲۲۲۵	۱۰۵	سلطان محمود/ریحان	۵	۵۰۰
۲۲۲۶	۱۰۶	محمد یار/ریحان	۲	۲۰۰
۲۲۲۷	۱۰۷	محمد قادر/محمد یار	۲	۲۰۰
۲۲۲۸	۱۰۸	محمد اسماعیل/شیر	۲	۲۰۰
۲۲۲۹	۱۰۹	عبدالقادر/ ،،	۵	۵۰۰
۲۲۳۰	۱۱۰-وی	امجد/ریحان	۲	۲۰۰
۲۲۳۱	۱۱۱-وی	وریام/بہاول	۳	۳۰۰
۲۲۳۲	،، ۱۱۲	محمد بخش/وریام	۲	۲۰۰
۲۲۳۳	،، ۱۱۳	محمد نواز/اللہ وسایا	۲	۲۰۰
۲۲۳۴	،، ۱۱۴	رب نواز/ ،،	۲	۲۰۰
۲۲۳۵	،، ۱۱۵	خدا بخش/بہادر	۲	۲۰۰

۲۲۳۶	۱۱۶	"	نور محمد/خدا بخش	۲	۲۰۰
۲۲۳۷	۱۱۷	"	رب نواز/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۲۳۸	۱۱۸	"	امجد/جیون	۲	۲۰۰
۲۲۳۹	۱۱۹	"	محمد/ "	۲	۲۰۰
				۱۱۲۲۸	۲۱۲۳۰۰۳
۲۲۴۰	۱۲۱	وی	محرم/جیون	۳	۳۰۰
۲۲۴۱	۱۲۳	"	نور محمد/محرم	۳	۳۰۰
۲۲۴۲	۱۲۴	"	شمشیر/محمود	۳	۳۰۰
۲۲۴۳	۲۵	"	ریحان/بہاول	۲	۲۰۰
۲۲۴۴	۱۲۶	"	طالب/ریحان	۳	۳۰۰
۲۲۴۵	۱۲۷		محمد شفیع/صدیق	۳	۳۰۰
۲۲۴۶	۱۲۸		امیر علی/شیر خان	۳۰	۳۰۰۰
۲۲۴۷	۱۲۹		احمد/پٹھانہ	۲۰	۲۰۰۰
۲۲۴۸	۱۳۰		نوازش علی/کرم حسین	۱	۱۰۰
۲۲۴۹	۱۳۱		منظور حسین/شیر خان	۱	۱۰۰
۲۲۵۰	۱۳۲		ظفر علی/کرم حسین	۱	۱۰۰
۲۲۵۱	۱۳۳		بہادر خان/ولایت خان	۱	۱۰۰
۲۲۵۲	۱۳۴		مقبول حسین/بہادر خان	۱	۱۰۰
۲۲۵۳	۱۳۵		شمشیر علی/عاشق	۱	۱۰۰
۲۲۵۴	۱۳۶		نویت خان/چنگر خان	۱	۱۰۰
۲۲۵۵	۱۳۷		غلام قادر/احمد خان	۱	۱۰۰
۲۲۵۶	۱۳۸		عبدالرزاق/نوازش	۱	۱۰۰
۲۲۵۷	۱۳۹		لال دین/چوغطہ	۲	۲۰۰
۲۲۵۸	۱۴۲		شیر خان/سردار خان	۲	۲۰۰
۲۲۵۹	۱۴۳		محمد رمضان/غلام محمد	۲	۲۰۰
۲۲۶۰	۱۴۴		واحد بخش/ "	۲	۲۰۰

۲۲۶۱	۱۴۵		علی محمد/فرید خان	۲	۲۰۰
۲۲۶۲	۱۲۶		سردار دین/سلطان محمود	۱	۱۰۰
۲۲۶۳	۱۴۸		غلام محمد/بہادر	۱	۱۰۰
۲۲۶۴	۱۴۹		عارف/عطا محمد	۱	۱۰۰
۲۲۶۵	۱۵۰		بہادر/حسو	۱	۱۰۰
۲۲۶۶	۱۵۱		مقالی/سلطان	۱	۱۰۰
۲۲۶۷	۱۵۲		مبارک علی/میاں میاں	۵	۵۰۰
۲۲۶۸	۱۴۳-وی		غلام رسول/نور محمد	۲	۲۰۰
۲۲۶۹	۱۵۴	"	عطا محمد/منشی حسین	۵۰	۵۰۰۰
۲۲۷۰	۱۵۵	"	سردار محمد/اسماعیل	۵۰	۵۰۰۰
۲۲۷۱	۱۵۶	"	غلام شیر/ "	۱	۱۰۰
۲۲۷۲	۱۵۷	"	گھنہ/کہارن	۸	۸۰۰
۲۲۷۳	۱۵۹	"	احمد حسین/رحیم بخش	۱	۱۰۰
۲۲۷۴	۱۶۰	"	عاشق حسین/جلال خان	۱۰	۱۰۰۰
۲۲۷۵	۱۶۱	"	غلام قادر/لال خان	۱	۱۰۰
۲۲۷۶	۱۶۲	"	رجب علی/سلطان	۱	۱۰۰
۲۲۷۷	۱۶۳	"	مقبول حسین/نادر شاہ	۴	۴۰۰
۲۲۷۸	۱۶۴	"	عمر دراز/فیض محمد	۴	۴۰۰
۲۲۷۹	۱۶۵	"	اللہ دتہ/محمد	۴	۴۰۰
۲۲۸۰	۱۶۶	"	محمد نواز/نور محمد شاہ	۶۰	۶۰۰۰
۲۲۸۱	۱۶۷	"	نوبہار شاہ/ "	۱۰	۱۰۰۰
۲۲۸۲	۱۶۸	"	محمد شفیع/دوست محمد	۵	۵۰۰
				۱۱۵۱۶	۱۵۱۱۸۰۴
۲۲۸۳	۱۶۹-وی		فدا حسین/عابد حسین	۳	۳۰۰
۲۲۸۴	۱۷۰	"	ضیاءالدین/فدا حسین	۱	۱۰۰
[illegible]	۱۷۲	"	امیر بخش/برخوردار	۳	۳۰۰

۲۲۸۶	۱۷۳	"	طالب حسین/اللہ بخش	۱	۱۰۰
۲۲۸۷	۱۷۴	"	غلام مرتضے/حبیب خان	۱	۱۰۰
۲۲۸۸	۱۷۵		امیر بخش/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۲۸۹	۱۷۶		غلام محمد/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۲۹۰	۱۷۷		امیر/غلام	۱	۱۰۰
۲۲۹۱	۱۷۸		محمد بخش/غلام محمد	۱	۱۰۰
۲۲۹۲	۱۷۸		محمد سعید/پٹھانہ	۲	۲۰۰
۲۲۹۳	۱۷۹		محمد بخش/لال	۱	۱۰۰
۲۲۹۴	۱۸۰		لال خان/محمد بخش	۱	۱۰۰
۲۲۹۵	۱۸۲		محمد بخش/اللہ بخش	۱	۱۰۰
۲۲۹۶	۱۸۳-وی		رب نواز/سلطان	۱	۱۰۰
۲۲۹۷	۱۸۴	"	محمد شفیع/دوست محمد	۵	۵۰۰
۲۲۹۸	۱۸۵	"	محمد یوسف/سلطان محمود	۵	۵۰۰
۲۲۹۹	۱۸۷	"	وریام/چوغطہ	۱	۱۰۰
۲۳۰۰	۱۸۸	"	محمد حسین/جلال شاہ	۸	۸۰۰
۲۳۰۱	۱۸۹	"	خورشید حسین/جلال شاہ	۲	۲۰۰
۲۳۰۲	۱۹۰	"	عنایت/پٹھانہ	۴	۴۰۰
۲۳۰۳	۱۹۲	"	بہادر شاہ/محرم شاہ	۲۶	۲۶۰۰
۲۳۰۴	۱۹۳	"	زوجہ امام شاہ/امام شاہ	۳۰	۳۰۰۰
۲۳۰۵	۱۹۴	"	حاجی محمد/محمود	۱	۱۰۰
۲۳۰۶	۱۹۶	"	محمد رفیق/دوست محمد	۲	۲۰۰
۲۳۰۷	۱۹۷	"	غلام محمد/محمد	۵	۵۰۰
۲۳۰۸	۱-ڈبلیو		غلام محمد/احمد خان	۵	۵۰۰
۲۳۰۹	۲	"	غلام حسین/ "	۵	۵۰۰
۲۳۱۰	۳	"	غازی خان/رستم خان	۶	۶۰۰
۲۳۱۱	۴	"	کریم بخش/حاجی خان	۲	۲۰۰
۲۳۱۲	۵	"	شیر خان/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۱۳	۶	"	ولی داد/لوہی خان	۲	۲۰۰

۲۳۱۴	۷	"	اعظم خان/سلطان خان	۲	۲۰۰
۲۳۱۵	۸	"	محمد نوید/اعظم خان	۲	۲۰۰
۲۳۱۶	۹	"	حق نواز/ "	۲	۲۰۰
۲۳۱۷	۱۰	"	نور محمد/احمد بخش	۱	۱۰۰
۲۳۱۸	۱۱	"	جیون خان/محمد وریام	۶	۶۰۰
۲۲۱۹	۱۲	"	ولی محمد/احمد	۲	۲۰۰
۲۳۲۰	۱۳	"	محمد خان/رانجھا خان	۵	۵۰۰
۲۳۲۱	۱۴	"	محمد بخش/محمد وریام	۲	۲۰۰
۲۳۲۲	۱۸	"	اللہ بخش/احمد بخش	۶	۶۰۰
				۱۱۶۷۹	۱۱۶۸۱۰۴

۲۳۲۳	۱۹-ڈبلیو		حق نواز/احمد بخش	۴	۴۰۰
۲۳۲۴	۲۰	"	عبدالرحمن/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۲۳۲۵	۲۱	"	عبدالرشید/ "	۲	۲۰۰
۲۳۲۶	۲۲	"	کریم بخش/محمد وریام	۲	۲۰۰
۲۳۲۷	۲۳	"	محمد اسماعیل/کریم بخش	۲	۲۰۰
۲۳۲۸	۲۴		عبدالغفور/ "	۲	۲۰۰
۲۳۲۹	۲۵		احمد خان/مٹھا	۲	۲۰۰
۲۳۳۰	۲۶		خدا بخش/ "	۲	۲۰۰
۲۳۳۱	۲۷		حق نواز/محمد خان	۲	۲۰۰
۲۳۳۲	۲۸		الٰہی بخش/حاجی خان	۲	۲۰۰
۲۳۳۳	۲۹		گل محمد/پٹھانہ	۲	۲۰۰
۲۳۳۴	۳۰		خدا بخش/رانجھا خان	۲	۲۰۰
۲۳۳۵	۳۴		غلام فاطمہ/غلام محمد	۵	۵۰۰
۲۳۳۶	۳۵		محمد حیات/محمد خان	۵	۵۰۰
۲۳۳۷	۳۶		غلام حسین/اللہ دتہ	۱۰	۱۰۰۰
[illegible]	۳۷		احمد بخش/ "	۲	۳۰۰

۲۳۳۹	۴۰		لال خان/محمد رمضان	۵	۵۰۰
۲۳۴۰	۴۱		ظہور حسین/غلام محمد	۴	۴۰۰
۲۳۴۱	۴۲		مختار علی/یتیم علی	۲	۲۰۰
۲۳۴۲	۴۳		نیاز احمد/ ،،	۴	۴۰۰
۲۳۴۳	۴۴		جماعت علی/علی بخش	۲	۲۰۰
۲۳۴۴	۴۵		غلام حیدر/محمد یار	۲	۲۰۰
۲۳۴۵	۴۶		صدیق محمد/دوست محمد	۲	۲۰۰
۲۳۴۶	۴۷		شیر محمد/ولی محمد	۲	۲۰۰
۲۳۴۷	۴۸		عبدالعزیز/شیخ محمد	۲	۲۰۰
۲۳۴۸	۴۹		غلام قادر/محمد	۲	۲۰۰
۲۳۴۹	۵۱		اللہ بخش/کھیرا	۱	۱۰۰
۲۳۵۰	۵۲		محمد بخش/قائم دین	۵	۵۰۰
۲۳۵۱	۵۳		فضل حق/عبدالوہاب	۲	۲۰۰
۲۳۵۲	۵۴		محمد شفیع/سراج دین	۱	۱۰۰
۲۳۵۳	۵۵		محمد ابراہیم/شہاب دین	۵	۵۰۰
۲۳۵۴	۵۶		اللہ داد/میر داد خان	۱	۱۰۰
۲۳۵۵	۵۸		اللہ دتہ/بہاول	۵	۵۰۰
۲۳۵۶	۵۹	ڈبلیو	مہندا/پہلوان	۱	۱۰۰
۲۳۵۷	۶۰	،،	غلام رسول/محمد خان	۲	۲۰۰
۲۳۵۸	۶۱	،،	غلام حسین/ ،،	۲	۲۰۰
۲۳۵۹	۶۲	،،	احمد دین/بوٹا	۵	۵۰۰
۲۳۶۰	۶۳	،،	سلطان/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۶۱	۶۴	،،	احمد/سلطان	۲	۲۰۰
۲۳۶۲	۶۵	،،	محمد علی/حبیب اللہ	۵	۵۰۰
				۲۱۷	۲۱۷۳۵۴
۲۳۶۳	۶۶	ڈبلیو	محمد اسحاق/عظیم اللہ	۲	۲۰۰

۲۳۶۴	۶۷	عبدالقادر/فضل الدین	۵۰	۵۰۰۰
۲۳۶۵	۶۸	محمد حسین/ "	۵	۵۰۰
۲۳۶۶	۶۹	نورالدین/بہادر خان	۳	۳۰۰
۲۳۶۷	۷۰	فریدہ/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۶۸	۷۱	اللہ دتہ/بہادر	۲	۲۰۰
۲۳۶۹	۷۲	سلیمان/عالم دین	۲	۲۰۰
۲۳۷۰	۷۳	محمد رمضان/حبیب اللہ	۵	۵۰۰
۲۳۷۱	۷۴	محمد یوسف/نور محمد	۱	۱۰۰
۲۳۷۲	۷۵	محمد ابراہیم/بخش الدین	۱	۱۰۰
۲۳۷۳	۷۶	ملک رحمت/محمد اسماعیل	۱	۱۰۰
۲۳۷۴	۷۸	محمد وریام/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۷۵	۷۹	محمود/نور محمد	۲	۲۰۰
۲۳۷۶	۸۱	محمد فاضل/داد خان	۳	۳۰۰
۲۲۷۷	۸۳	رجب خان/احمد خان	۳	۳۰۰
۲۳۷۸	۸۴	محمد ابراہیم/جمال الدین	۱	۱۰۰
۲۳۷۹	۸۵	سلیمان/محمد بخش	۱	۱۰۰
۲۳۸۰	۸۶	عبدالرحمان/غلام حیدر	۲	۲۰۰
۲۳۸۱	۸۷	سلطان/ "	۲	۲۰۰
۲۳۸۲	۸۸	احمد نواز/غلام فرید	۲	۲۰۰
۲۳۸۳	۸۹	محمد حسن شاہ/حاکم شاہ	۲	۲۰۰
۲۳۸۴	۹۰	محمد بخت/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۸۵	۹۱	شلام محمد/محمد صادق	۲	۲۰۰
۲۳۸۶	۹۲	نذر حسین/محمد حسین	۳	۳۰۰
۲۳۸۷	۹۳	اللہ بخش/احمد بخش	۳	۳۰۰
۲۳۸۸	۹۴	نور محمد/محمد اسماعیل	۲	۲۰۰
۲۳۸۹	۹۵	ریحانہ/پٹھانہ	۲	۲۰۰
۲۳۹۰	۹۷	غلام حسین/شہاب	۱۰	۱۰۰۰
۲۳۹۱	۹۹	شیر محمد/محمد خان	۵۰	۵۰۰۰

۲۳۹۲	۱۰۲	"	محمد نواز/شاہنہ	۳	۳۰۰
۲۳۹۳	۱۰۳	"	نذر محمد/محمد نواز	۳	۳۰۰
۲۳۹۴	۱۰۴	"	عاشق محمد/ "	۳	۳۰۰
۲۳۹۵	۱۰۵	"	حق نواز/شاہنہ	۳	۳۰۰
۲۳۹۶	۱۰۶	"	محمد نواز/حفیظ	۳	۳۰۰
۲۳۹۷	۱۰۷	"	ملک شیدا/حق نواز	۳	۳۰۰
۲۳۹۸	۱۰۸	"	رب نواز/اللہ وسایا	۲	۲۰۰
۲۳۹۹	۱۰۹	"	شاہنہ/برکت	۲	۲۰۰
۲۴۰۰	۱۱۰	"	احمد یار/محمد امیر	۲	۲۰۰
۲۴۰۱	۱۱۱	"	ذوالفقار/امیر	۲	۲۰۰
۲۴۰۲	۱۱۲	"	سرور محمد/احمد	۲۰	۲۰۰۰
				۱۲۰۲۳	۱۲۰۱۶۷۹
۲۴۰۳	۱۱۹	ڈبلیو	عبدالستار/عبدالغفور	۵	۵۰۰
۲۴۰۴	۱۲۰	"	عبداللہ/رجب علی	۱۰	۲۰۰۰
۲۴۰۵	۱۲۱	"	محمد بخش/عبداللہ	۳	۳۰۰
۲۴۰۶	۱۲۲	"	احمد بخش/ "	۵	۵۰۰
۲۴۰۷	۱۲۳	"	خدا بخش/ "	۳	۳۰۰
۲۴۰۸	۱۲۴	"	شیدا/گہنہ	۲	۲۰۰
۲۴۰۹	۱۲۵	"	غلام محمد/ولی محمد	۲	۲۰۰
۲۴۱۰	۱۲۷	"	شرف الدین/امام دین	۲	۲۰۰
۲۴۱۱	۱۲۸	"	محمد امین/احسان علی	۸	۸۰۰
۲۴۱۲	۱۱۹	"	شاہ محمد/سہراب	۵	۵۰۰
۲۴۱۳	۱۳۰	"	سکندر/رمضان	۵	۵۰۰
۲۴۱۴	۱۳۱	"	محمد رشید/وہاب	۵	۵۰۰
۲۴۱۵	۱۳۲	"	غلام محمد/محمد خان	۵	۵۰۰
۲۴۱۶	۱۳۳	"	امام بخش/عظیم	۳	۲۰۰

۲۳۱۷	۱۳۴	"	محمد یوسف/غلام محمد	۲	۲۰۰
۲۳۱۸	۱۳۶	"	غلام قادر/نور محمد	۵	۵۰۰
۲۳۱۹	۱۳۷	"		۳	۲۰۰
۲۳۲۰	۱۳۸	"	نور محمد/وریام	۲	۲۰۰
۲۳۲۱	۱۳۹	"	سلطان/وریام	۳	۲۰۰
۲۳۲۲	۱۴۰	"	احمد/ "	۳	۲۰۰
۲۳۲۳	۱۴۲	"	غلام رسول/غلام محمد	۲	۲۰۰
۲۳۲۴	۱۴۴	"	محمد شریف/محمد بخش	۱۰	۱۰۰۰
۲۳۲۵	۱۴۵	"	بشیر احمد/محمد خان	۱	۱۰۰
۲۳۲۶	۱۵۶	"	سلطان/برخوردار	۵	۵۰۰
۲۳۲۷	۱۴۷	"	نذیر احمد/عیسیٰ	۱	۱۰۰
۲۳۲۸	۱۴۸	"	عیسیٰ/محمد خان	۱	۱۰۰
۲۳۲۹	۱۴۹	"	مانودین/بدردین	۲	۲۰۰
۲۳۳۰	۱۵۰	"	حاکم/سلیمان	۲	۲۰۰
۲۳۳۱	۱۵۱	"	شاہنہ/امیر	۵	۵۰۰
۲۳۳۲	۱۵۲	"	محمد نواز/دین محمد	۱	۱۰۰
۲۳۳۳	۱۵۴	"	منظور حسین/غلام محمد	۱	۱۰۰
۲۳۳۴	۱۶۴	"	اللہ یار/پٹھانہ	۲	۲۰۰
۲۳۳۵	۱۵۵	"	غلام بخت/جان محمد	۱	۱۰۰
۲۳۳۶	۱۵۶	"	رفیق اللہ/ "	۳	۲۰۰
۲۳۳۷	۱۵۷	"	محمد بخش/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۲۳۳۸	۱۵۹	"	نور دین/رحمت علی	۴	۴۰۰
۲۳۳۹	۱۶۰	"	اللہ بخش/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۳۴۰	۱۶۱	"	خدا بخش/اللہ بخش	۲	۲۰۰
۲۳۴۱	۱۶۲	"	غلام رسول/ "	۲	۲۰۰
۲۳۴۲	۱۶۳	"	پہلوان/خانم	۲	۲۰۰
				۹۷۱۲	۹۷۱۴۰۴

۲۴۴۳	۱۶۴	ڈبلیو وریام/خانم	۲	۲۰۰
۲۴۴۴	۱۲۵	" بہاول/ "	۲	۲۰۰
۲۴۴۵	۱۱۶	" اللہ دتہ/پہلوان	۸	۸۰۰
۲۴۴۶	۱۶۸	" احمد/پہلوان	۸	۸۰۰
۲۴۴۷	۱۶۹	" احمد خان/ولایت	۲	۲۰۰
۲۴۴۸	۱۷۰	" شاہ محمد/نور محمد	۲	۲۰۰
۲۴۴۹	۱۷۱	" وریام/محمد	۲	۲۰۰
۲۴۵۰	۱۷۲	" اسلم/محمد	۲	۲۰۰
۲۴۵۱	۱۷۳	" خان/محمد	۲	۲۰۰
۲۴۵۲	۱۷۳	" بہادر/وریام	۲	۲۰۰
۲۴۵۳	۱۷۵	" ذوالفقار/وریام	۲	۲۰۰
۲۴۵۴	۱۷۶	" برکت علی/وریام	۱۰	۱۰۰۰
۲۴۵۵	۱۷۷	" وریام/محمد خان	۲	۲۰۰
۲۴۵۶	۱۷۸	" مہر حق نواز/خان محمد	۲	۲۰۰
۲۴۵۷	۱۷۹	" سبحان/محمد	۱	۱۰۰
۲۴۵۸	۱۸۰	" عبدالرحمن/محمود	۱	۱۰۰
۲۴۵۹	۱۸۱	" پہلوان/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۴۶۰	۱۸۲	" جلال/امیر حسن شاہ	۲	۲۰۰
۲۴۶۱	۱۸۳	" قاسم/اسماعیل	۲	۲۰۰
۲۴۶۲	۱۸۴	" سلیمان/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۴۶۳	۱۸۵	" محمد/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۴۶۴	۱۸۶	" سرور/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۴۶۵	۱۸۷	" سدھا/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۴۶۶	۱۸۸	" ریان سلطان/خان محمد	۲	۲۰۰
۲۴۶۷	۱۸۹	" محمد شفیع/محمد خلیل	۵	۵۰۰
۲۴۶۸	۱۹۰	" محمد زکی/محمد خلیل	۵	۵۰۰
۲۴۶۹	۱۹۱	" محمد شفیع/محمد امین	۲	۲۰۰
۲۴۷۰	۲۹۳	" محمد شفیع/محمد امین	۲	۲۰۰

۲۴۷۱	۱۹۴	"	عبدالرزاق/محمد اسماعیل	۲	۲۰۰
۲۴۷۲	۱۹۵	"	خان محمد/گھنہ	۲	۲۰۰
۲۴۷۳	۱۹۶	"	اللہ دتہ/وریام	۲	۲۰۰
۲۴۷۴	۱۹۷	"	احمد/رانا	۲	۲۰۰
۲۴۷۵	۱۹۸	"	محمد دلا/سلطان محمد	۲	۲۰۰
۲۴۷۶	۱۹۹	"	غلام محمد/جان	۱	۱۰۰
۲۴۷۷	۲۰۰	"	غلام رسول/عنایت	۱	۱۰۰
۲۴۷۸	۱	ایکس	اعظم/بہاول	۲	۲۰۰
۲۴۷۹	۲	"	ملک/نور	۲	۲۰۰
۲۴۸۰	۵	"	مہر دین/حسین بخش	۲	۲۰۰
۲۴۸۱	۸	"	خان محمد/حسین بخش	۵	۵۰۰
۲۴۸۲	۹	"	ولیدو/سہارا	۴	۴۰۰
۲۴۸۳	۱۲	"	محمدو/جلال	۲	۲۰۰
۲۴۸۴	۱۴	"	درویش محمد/اللہ بخش	۴	۴۰۰
۲۴۸۵	۱۷	"	محمد سرور/محمد مراد	۴	۴۰۰
۲۴۸۶	۱۸	"	محمد رفیق/محمد سرور	۵	۵۰۰
۲۴۸۷	۱۹	"	محمد حسن/ "	۵	۵۰۰
۲۴۸۸	۲۳	"	شیر محمد/ہدایت	۱۰	۱۰۰۰
۲۴۸۹	۲۴	"	نیاز محمد/خیر دین	۲	۲۰۰
۲۴۹۰	۲۵	"	محمد افضل/ولی محمد	۲	۲۰۰
۲۴۹۱	۲۶	"	خلیل/ "	۲	۲۰۰
۲۴۹۲	۲۷	"	گل محمد/فتح خان	۵	۵۰۰
۲۴۹۳	۸۱	"	فضل محمد/احمد	۲	۲۰۰
۲۴۹۴	۳۲	"	قاسم خان شہلبہ	۲	۲۰۰
۲۴۹۵	۳۳	"	ولیدو/عنایت	۲	۲۰۰
۲۴۹۶	۳۴	"	خان محمد/حسن	۴	۴۰۰
۲۴۹۷	۳۵	"	محمد رمضان/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۴۹۸	۳۸	"	ولیدو/سجاول	۲	۲۰۰

٢٤٩٩	٣٩	"	نور دین/جیون	٤	٤٠٠
٢٥٠٠	٤٠	"	عیسیٰ/نور دین	٣	٣٠٠
٢٥٠١	٤١	"	عبدالحق/عنایت	١٠	١٠٠٠
٢٥٠٢	٤٢	"	شفیع محمد/اللہ یار	١	١٠٠
٢٥٠٣	٤٣	"	محمد یار/شیر محمد	٤	٤٠٠
٢٥٠٤	٤٥	"	دلا/محمد	١	١٠٠
٢٥٠٥	٤٦	"	مہر عبداللہ/مہر محمد	٢	٢٠٠
٢٥٠٦	٤٧	"	عیسیٰ/اللہ دین	٢	٢٠٠
٢٥٠٧	٣٨	"	عبداللہ/عیسیٰ	٢	٢٠٠
٢٥٠٨	٤٩	"	صدیق/نور دین	٣	٣٠٠
٢٥٠٩	٥٠	"	عمر دین/عبداللہ	١	١٠٠
٢٥١٠	٥١	"	شریف/نور دین	١	١٠٠
٢٥١١	٥٢	"	اسحاق/ "	١	١٠٠
٢٥١٢	٥٣	"	شیر محمد/فرید	٢	٢٠٠
٢٥١٣	٥٥	"	گھنہ/سرور	٤	٤٠٠
٢٥١٤	٥٦	"	حاجی محمد/خان ہاشم	١	١٠٠
٢٥١٥	٥٨	"	احمد خان/نور خان	٤	٤٠٠
٢٥١٦	٥٩	"	عظمت/دلاور	٤	٤٠٠
٢٥١٧	٦٢	"	اللہ دتہ/محمد سلطان	٥	٥٠٠
٢٥١٨	٦٣	"	مہر خدا بخش/سلطان	٥	٥٠٠
٢٥١٩	٦٤	"	اللہ دتہ/محمد رمضان	٢	٢٠٠
٢٥٢٠	٦٥	"	محمد رمضان/بہاول	٢	٢٠٠
٢٥٢١	٦٦	"	محمد بخش/محمد رمضان	٢	٢٠٠
٢٥٢٢	٦٧	"	اللہ داد/پٹھانا	٢	٢٠٠
٢٥٢٣	٦٩	"	محمد اسعد/پہلوان	٥	٥٠٠
٢٥٢٤	٧١	"	محمد اکرم/وریام	١٠	١٠٠٠
				١٢٤٠٣	١٢٤٠٧١٩

۲۵۲۵	۷۲-ایکس تاج محمد/اللہ یار	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۲۶	۷۳ " امیربخت/مسے خان	۲	۲۰۰
۲۵۲۷	۷۴ " دارا/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۵۲۸	۷۵ " شاہ محمد/ناہید	۲	۲۰۰
۲۵۲۹	۷۶ " علی محمد/عزیز بخش	۱	۱۰۰
۲۵۳۰	۷۷ " عبدالغفور/زبیر خان	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۳۱	۷۸ " اللہ یار/بہاول	۲	۲۰۰
۲۵۳۲	۷۹ " محمد خان/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۵۳۳	۸۲ " احمد/اللہ دتہ	۱۵	۱۵۰۰
۲۵۳۴	۸۲ " محمود احمد/احمد	۱۵	۱۵۰۰
۲۵۳۵	۸۴ " غلام فرید/احمد	۱۵	۱۵۰۰
۲۵۳۶	۸۵ " محمد سلیمان/احمد	۴	۴۰۰
۲۵۳۷	۸۸ " شمیرو/لالو	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۳۸	۹۱ " محمد چاند/محمود خان	۵۰	۵۰۰۰
۲۵۳۹	۹۲ " نورنگ خان/ "	۵۰	۵۰۰۰
۲۵۴۰	۹۳ " قادر بخش/میاں محمد	۲	۲۰۰
۲۵۴۱	۹۴ " بہادر/محمد شیر	۲	۲۰۰
۲۵۴۲	۹۷ " کریم بخش/محمد بخش	۲	۲۰۰
۲۵۴۳	۹۸ " علی محمد/محمد بخش	۲	۲۰۰
۲۵۴۴	۱۰۰ " اللہ دتہ/نظام دین	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۴۵	۱۰۱ " غلام دین/مجید	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۴۶	۱۰۲ " محمد عمر/رحمت اللہ	۲	۲۰۰
۲۵۴۷	۱۰۳ " قادر بخش/اللہ یار	۲	۲۰۰
۲۵۴۸	۱۰۵ " نور محمد/نظام دین	۲	۲۰۰
۲۵۴۹	۱۰۶ " اکرام الحق/محمد رفیق	۲	۲۰۰
۲۵۵۰	۱۰۷ محمد بخش/ابراہیم	۲	۲۰۰
۲۵۵۱	۱۰۸ احمد بخش/احمد مثو	۲	۲۰۰
۲۵۵۲	۱۰۹ محمد اسماعیل/رحیم بخش	۵۰	۵۰۰۰

٢٥٥٣	١١٠	عبدالکریم/محمد عبداللہ	٥	٥٠٠
٢٥٥٤	١١١	عبدالعزیز/فضل دین	٥	٥٠٠
٢٥٥٥	١١٢	دل محمد/محمد اسماعیل	٥	٥٠٠
٢٥٥٦	١١٣	محمد اسماعیل/نور دین	٥	٥٠٠
٢٥٥٧	١١٤	الٰہی بخش/شیرا	٨	٨٠٠
٢٥٥٨	١١٥	محمد دین/الٰہی بخش	٤	٤٠٠
٢٥٥٩	١١٦	غلام رسول/ ،،	٤	٤٠٠
٢٥٦٠	١١٧	محمد اسماعیل/ ،،	٤	٤٠٠
٢٥٦١	١١٨	عبدالحق/محمد اسحاق	٤	٤٠٠
٢٥٦٢	١١٩	محمد صدیق/چاجی مجید	٥	٥٠٠
٢٥٦٣	١٢٠	محمد ذکریا/محمد اسحاق	١٠	١٠٠٠
٢٥٦٤	١٢٢	خدا بخش/اللہ بخش	١	١٠٠
٢٥٦٥	١٢٣	محمد عیسیٰ/محمد یعقوب	٥٠	٥٠٠٠
٢٥٦٦	١٢٤	محمد افضل/عبدالواحد	٢٥	٢٥٠٠
٢٥٦٧	١٢٥	اللہ بخش/حاجی رانجھا	١	١٠٠
٢٥٦٨	١٢٧	غلام محمد/عبدالقادر	٣	٣٠٠
٢٥٦٩	١٢٨	اللہ دتہ/ ،،	٢	٢٠٠
٢٥٧٠	١٢٩	لکھا/غلام محمد	٢	٢٠٠
٢٥٧١	١٣٤	ہدایت/میر	٥	٥٠٠
٢٥٧٢	١٣٥	ولی محمد/بہادر	٨	٨٠٠
٢٥٧٣	١٣٦	محمود/حاجی مہتاب	٤	٤٠٠
٢٥٧٤	١٣٧	فضل/نتھو	٥	٥٠٠
٢٥٧٥	١٣٨	پہلوان/گھنہ	٥	٥٠٠
٢٥٧٦	١٣٩	گل محمد/حسن محمد	٤	٥٠٠
٢٥٧٧	١٤٠	رجب/علی محمد	٤	٤٠٠
٢٥٧٨	١٤١	لکھا/صالح محمد	٥	٥٠٠
٢٥٨٩	١٤٦	احمد بخش/صالح محمد	٥	٥٠٠
٢٥٨٠	١٤٧	جلال محمود/ ،،	٥	٥٠٠

۲۵۸۱	۱۴۸	نور محمد/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۵۸۲	۱۴۹	عظیم/صالح محمد	۵	۵۰۰
۲۵۸۳	۱۵۰	عاشق محمد/رحیم بخش	۵	۵۰۰
۲۵۸۴	۱۵۱	زیارت/پٹھانہ	۵	۵۰۰
۲۵۸۵	۱۵۲	رستم/ "	۵	۵۰۰
۲۵۸۶	۱۵۳	قاسم علی/ "	۵	۵۰۰
۲۵۸۷	۱۵۴	محمد ریحان/ "	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۸۸	۱۵۵	میتھل/گھنہ	۵	۵۰۰
۲۵۸۹	۱۵۶	سلامت/اللہ دتہ	۴	۴۰۰
۲۵۹۰	۱۵۷	محمد رمضان/عنایت	۴	۴۰۰
۲۵۹۱	۱۵۸	غلام محمد/نادر	۵	۵۰۰
۲۵۹۲	۱۵۹	سجاول/محمد بخش	۳	۳۰۰
۲۵۹۳	۱۶۰	بہاول/ "	۳	۳۰۰
۲۵۹۴	۱۶۱	فاضل/ "	۴	۴۰۰
۲۵۹۵	۱۶۳	نزیر احمد/محمد بخش	۱۰	۱۰۰۰
۲۵۹۶	۱۶۴	محمد جعفر/ "	۱۲	۱۲۰۰
۲۵۹۷	۱۶۵	نوروز علی/ذوالفقار علی	۱۰۰	۱۰۰۰۰
۲۵۹۸	۱۶۶	مختار علی/ "	۴۲	۴۲۰۰
۲۵۹۹	۱۶۷	کرامت علی/ "	۳	۳۰۰
۲۶۰۰	۱۶۹	جیون خان/امیر	۵	۵۰۰
۲۶۰۱	۱۷۲	راج بی بی/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۶۰۲	۱۷۳	مقالی/نورا	۵	۵۰۰
۲۶۰۳	۱۷۴	صفیہ بی بی/اللہ دتہ	۲	۲۰۰
۲۶۰۴	۱۷۵	سکینہ بی بی/ "	۲	۲۰۰
			۱۵۱۲۴	۱۳۳۲۸۲۹
۲۶۰۵	۱۷۶	نعمت اللہ/احمد	۲	۲۰۰

۲۶۰۶	۷۷	محمد صدیق/محمد دین	۲	۲۰۰
۲۶۰۷	۸۰	نعمت اللہ/محمد الٰہی	۲	۲۰۰
۲۶۰۸	۸۱	نعمت اللہ/ ،،	۲	۲۰۰
۲۶۰۹	۸۲	محمد اقبال/جلال	۱	۱۰۰
۲۶۱۰	۸۳	اللہ بخش/محمد بخش	۲	۲۰۰
۲۶۱۱	۸۴	غلام محمد/سلطان	۱	۱۰۰
۲۶۱۲	۸	واحد بخش/چراغ	۱	۱۰۰
۲۶۱۳	۸۶	اللہ دتہ/محمد بشیر	۱	۱۰۰
۲۳۱۴	۸۷	اللہ بخش/گہنہ	۱	۱۰۰
۲۶۱۵	۸۸	محمد بخش/صالح محمد	۱	۱۰۰
۲۶۱۶	۸۹	محمد مشتاق/سلطان	۲	۲۰۰
۲۶۱۷	۹۱	اللہ دتہ/احمد خان	۶	۶۰۰
۲۶۱۸	۹۲	مرید/احمد خان	۳	۳۰۰
۲۶۱۹	۹۳	محمد صدیق/محمد خان	۲	۲۰۰
۲۶۲۰	۹۴	محمد افضل/فرزند خان	۳	۳۰۰
۲۶۲۱	۹۵	شریف خان/ ،،	۲	۲۰۰
۲۶۲۲	۹۶	افاق خان/گل محمد	۲	۲۰۰
۲۶۲۳	۹۸	غلام محمد/محمد نواب	۲	۲۰۰
۲۶۲۴	۹۹	اشرف/غلام محمد	۲	۲۰۰
۲۶۲۵	۱۰۰	گل محمد/اقبال	۱	۱۰۰
۲۶۲۶	۲	غلام حسن ڈار/رمضان	۲	۲۰۰
۲۶۲۷	۳	شعبان/وریام	۲	۲۰۰
۲۶۲۸	۴	پہلوان/ ،،	۲	۲۰۰
۲۶۲۹	۵	محمد نواز/حاجی خان	۵	۵۰۰
۲۶۳۰	۶	محمد نواز/محمد سرور	۲	۲۰۰
۲۶۳۱	۲۱	محمد عارف/حق نواز	۱۲	۱۲۰۰
۲۶۳۲	۲۲	غلام عباس/ ،،	۱۳	۱۳۰۰
۲۶۳۳	۲۳	محمد مختار حسین/ ،،	۱۲	۱۲۰۰

۲۶۳۴	۲۴	اعجاز حسین/ ،،	۱۳	۱۳۰۰
۲۶۳۵	۲۵	مقبول حسین/زاہد حسین	۲	۲۰۰
۲۶۳۶	۴۱	محمد بخش/سلطان	۲	۲۰۰
۲۶۳۷	۶۱	نصیر احمد/محمد ابراہیم	۲	۲۰۰
۲۶۳۸	۶۲	مختار احمد/محمد بخش	۳	۳۰۰
۲۶۳۹	۷۰	مراد/گھنہ	۱	۱۰۰
۲۶۴۰	۸۵	صقراد/پہلوان	۵	۵۰۰
۲۶۴۱	۱-ایچ	علی الرحمن/اللہ داد	۱۳	۱۳۰۰
۲۶۴۲	۲ ،،	محمد شہوار/اللہ وسایا	۳	۳۰۰
۲۶۴۳	۳	درشہوار/ ،،	۳	۳۰۰
۲۶۴۴	۴	عبدالرحمن/ ،،	۱۳	۱۳۰۰
۲۶۴۵	۱۵	محمد اویس/ ،،	۲	۲۰۰
			۱۳۲۷۱	۱۳۲۸۱۷۹

۲۶۴۶	۱۶-ایچ	محمد نواز/غلام محمد	۱	۱۰۰
۲۶۴۷	۱۷	خان محمد/غلام محمد	۱	۱۰۰
۲۶۴۸	۱۸	محمد وریام/ ،،	۱	۱۰۰
۲۶۴۹	۱۹-ایم	رب نواز/عبدالغنی	۲	۲۰۰
۲۶۵۰	۲۶ ،،	حق نواز/عبدالغفور	۲	۲۰۰
۲۶۵۱	۳	شاہ نواز/ ،،	۲	۲۰۰
۲۶۵۲	۴	محمد جاوید/ ،،	۴	۴۰۰
۲۶۵۳	۵	حاجی یوسف بیگم/محمد یوسف	۵۰	۵۰۰۰
۲۶۵۴	۶	ثریا جبین/غلام سرور شاہ	۴	۴۰۰
			۱۳۳۴۴	۱۳۳۴۸۲۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس سوم

بدھ ۔ ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء

(چہار شنبہ ۔ ۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝ ط وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ز فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ط وَاللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ج فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ۝

پارہ ۵ سورہ ۴ رکوع ۸ آیات ۷۹ تا ۸۱

اے انسان تجھ کو جو فائدہ پہنچا ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو نقصان پہنچے وہ تیرے ہی اعمال کی وجہ سے ہے۔ اور اے پیغمبر ہم نے تم کو لوگوں کی ہدایت کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اور اس بات کا اللہ ہی گواہ کافی ہے۔

جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بلاشبہ اس نے اللہ کی فرمانبرداری کی اور جو نافرمانی کرے۔ تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے انکا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔ اور لوگ منہ سے تو کہہ دیتے ہیں کہ (آپ کی) فرمانبرداری دل سے منظور ہے۔ لیکن ہمارے پاس سے چلے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض لوگ تمہاری باتوں کے خلاف مشورے کرتے ہیں اور جو وہ مشورے کرتے ہیں اللہ ان کو لکھتا جاتا ہے اور تم ان کی پرواہ مت کرو۔ اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کارساز کافی ہے

(وما علینا الا البلاغ)

نشان زدہ سوالات اور آن کے جوابات

غیر ملکی سفیروں اور وزیروں کی بہاولپور میں آمد پر خرچ

*۱۸۰۷ **سید تابش الوری :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) دسمبر ۱۹۷۲ء کے آخری ہفتے میں غیر ملکی سفیروں اور وزیروں کی بہاولپور میں آمد پر صوبائی خزانہ سے مختلف مدوں میں کتنی رقم صرف کی گئی ۔

(ب) اس موقع پر طعام و قیام پر کتنا خرچ ہوا اور ۲۷ دسمبر ۱۹۷۲ء کی رات کو صادق پبلک سکول میں جو ورائٹی شو ہوا اس پر کتنا صرفہ آیا ۔

وزیر اطلاعات (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) اس وقت تک موصولہ اطلاع کے مطابق مبلغ ۹۱،۹۷۷ء۹۱ روپے مختلف مدوں پر خرچ ہو چکے ہیں ۔ ڈپٹی کمشنر بہاولپور کو مبلغ ایک لاکھ روپے دئے گئے تھے ۔ ابھی تک سارے بل موصول نہیں ہوئے لیکن اندازہ ہے کہ مبلغ تیس ہزار روپے کا مزید خرچہ ہوگا ۔

(ب) غیر ملکی سفراء کرام اپنے اپنے سیلونوں میں ٹھہرے ہوئے تھے اس لئے ان کے قیام پر کوئی خرچہ نہیں ہوا ۔ ان کے اعزاز میں لنچ کا انتظام ہوٹل انٹر کانٹینینٹل کے ذریعے کیا گیا تھا ۔ اس پر مبلغ ۷۳۹۶ء۲۰ روپے صرف ہوئے ۔ مہمانوں کو ہماری ثقافت سے روشناس کرانے کے لئے ایک شو کا اہتمام کیا گیا تھا ۔ جس میں اس علاقے کی عوامی زندگی کے مختلف پہلو اجاگر کئے گئے ۔ اس ثقافتی شو پر کل خرچہ کوئی تیس ہزار روپے ہوا ۔

چوھدری امان اللہ لک : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکیں گے کہ یہ جو انہوں نے ایک لاکھ روپے کا خرچہ فرمایا ہے یہ کس فنڈ سے ہوا ؟

مسٹر سپیکر : یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے -

وزیر اطلاعات : یہ گورنمنٹ کے فنڈ سے خرچ ہوا ہے -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ سوال بڑا واضح ہے -

مسٹر سپیکر : جواب بھی بڑا واضح ہے -

چوہدری امان اللہ لک : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ رقم کس بجٹ سے خرچ کی گئی ہے - کیا یہ فنڈ ڈی - سی صاحب کے پاس ہوتا ہے یا یہ کس مد سے ادا کیا جاتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : آپ سوال پیش کریں تقریر نہ کریں -

چوہدری امان اللہ لک : جناب یہ تقریر نہیں ہے - یہ سوال بڑا واضح ہے - وہ تو اس کا جواب دینا چاہتے ہیں -

مسٹر سپیکر : وہ جواب دے دیں گے مگر آپ کو تقریر کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی - آپ اس سوال کو یکجا کر لیں -

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! اس شو پر ۳۰ ہزار روپیہ خرچ ہوا ہے کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ اس میں فلمی اداکار آئے تھے یا ٹیلویژن کے اور دوسرے مقامی لوگ تھے ؟

وزیر اطلاعات : باہر سے بھی لوگ آئے تھے اور فلمی اداکار اور دوسرے بھی تھے - یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ مقامی لوگ بھی تھے -

مسٹر سپیکر : کیا آپ وہاں نہیں گئے تھے ؟

وزیر اطلاعات : میں بھی وہاں گیا ہوا تھا -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! جو ایک لاکھ روپیہ ڈی - سی بہاولپور کو دیا گیا تھا یہ کس مد سے دیا گیا تھا - کیا یہ صوبائی حکومت نے دیا تھا ؟

وزیر اطلاعات : باہر سے جو مہمان آتے ہیں تو ان کا خرچ محکمہ اطلاعات کے Budgetary Head 57-Misc سے کیا جاتا ہے -

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ تقریب کس خوشی میں ہوئی تھی ؟

Mr. Speaker : That is no supplementary question.

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! کم از کم یہ وجہ تو پوچھنی چاہئے کہ یہ تقریب کس لئے ہوئی اور ان اخراجات کی وجہ کیا تھی ؟

مسٹر سپیکر : وجہ اس میں دی ہوئی ہے ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب ۔ یہ کس خوشی میں دعوت دی گئی تھی ؟

Mr. Speaker : That question does not arise.

جواب میں لکھا ہوا ہے کہ غیر ملکی سفیر آئے تھے اس لئے یہ دعوت دی گئی تھی ۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! غیر ملکی سفیر تو ہمیشہ یہیں رہتے ہیں تو اس قسم کی تقاریب ہر روز تو نہیں ہوتیں ؟

Mr. Speaker : I can't permit this question.

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! اس حساب سے صرف ۳۷,۰۰۰ روپیہ بنتا ہے ۔ ۳۰ ہزار آرٹسٹوں کا اور سات ہزار انٹر کانٹینینٹل کا جو ابھی دینا ہے ۔ میں پوچھتا ہوں کہ باقی رقم کس مد میں خرچ ہوئی ہے ؟

وزیر اطلاعات : جزو "الف" کا جواب شاید میرے فاضل دوست نے نہیں دیکھا ۔ اس وقت تک موصولہ اطلاع کے مطابق مبلغ ۹۱ ہزار ۹۷۷ روپے مختلف مدوں پر خرچ ہو چکے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : ان کا سوال یہ ہے کہ سات ہزار اور تیس ہزار روپے خرچ کے علاوہ باقی کس قسم کے اخراجات ہیں ؟

وزیر اطلاعات : یہ سوال کے جزو "ب" کا جواب ہے ۔ سوال یہ تھا کہ اس موقع پر طعام و قیام پر کتنا خرچ ہوا ۔

Mr. Speaker : Part 'B' has been answered with reference to question 'B'.

اب وہ ضمنی سوال پوچھ رہے ہیں کہ باقی اخراجات کی نوعیت کیا تھی ۔ اگر آپ کو علم نہیں تو اور بات ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جس کو قیام و طعام کہتے ہیں تو کیا اس میں کچھ ایسی چیزیں بھی شامل ہیں جو غیر اسلامی ہوں ؟

وزیر اطلاعات : کوئی چیز غیر اسلامی شامل نہیں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : جو پیسہ خرچ ہوا ہے آیا اس میں وسکی اور وہ چیزیں شامل ہیں جو اسلام کی رو سے جائز نہیں ۔

وزیر اطلاعات : اگر آپ جواب چاہتے ہیں تو specific سوال کریں تاکہ میں اس کے متعلق معلوم کر سکوں ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : اگر آپ کو علم نہیں ہے تو آپ کہیں کہ کل بتلا دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : کیا انہیں علم نہیں ہے ؟

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The question is very clear whether the expenditure incurred on entertainment and accommodation includes whisky and other un-Islamic things which are prohibited under the law.

Mr. Speaker : He has categorically stated 'No'.

وزیر اطلاعات : جو طعام کا بل تھا وہ تو انٹر کانٹینٹل کو ادا کیا گیا تھا ۔ اور اس لنچ میں ہمارے بہت سے فاضل ممبران اسمبلی بھی موجود تھے ۔ اس میں کوئی وسکی کا خرچ موجود نہیں ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے جیسا کہ انھوں نے ثقافت کا ذکر کیا ہے ، ثقافت میں کیا ہماری ماؤں اور نوجوان بہنوں نے ناچ اور گانا بھی کیا تھا ؟

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : اگلا سوال ، سید تابش الوری ۔

(قطع کلامیاں)

راجہ محمد افضل خان : میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں جناب ، کہ ہماری ثقافت کیا ہے اور اسلامی مملکت کی ثقافت کیا ہے ؟

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! میرے سوال کا جواب نہیں دیا جا رہا -

مسٹر سپیکر : اگر کسی کی ماں بہن وہاں گئی ہوتی تو آپ کو جواب مل جاتا - آپ تشریف رکھیں - سید تابش الوری -

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : I cannot permit speeches during question hour.

سید تابش الوری : جناب والا ! کیا وزیر اطلاعات بتا سکیں گے کہ وہ ثقافتی شو جس پر تیس ہزار کا خرچہ ہوا ، کس ثقافتی ادارے نے اس کا اہتمام کیا ؟

وزیر اطلاعات : پاکستان آرٹس کونسل نے -

سید تابش الوری : کیا وزیر اطلاعات اس کی تردید کر سکیں گے کہ وہاں خرچ کا اندازہ ۱۵ لاکھ ۲۵ ہزار ۳ سو روپے ہے ؟

Mr. Speaker : He has given a categorical figure.

سید تابش الوری : کیا وہ اس کی تردید کر سکیں گے ، میں جناب بالکل معقول سوال کر رہا ہوں -

Mr. Speaker : He has made a categorical statement.

سید تابش الوری : جناب والا ! اس کی تردید کر دیں ، کہ یہ غلط ہے -

Mr. Speaker : That question does not arise.

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر - وہ خرچ پرائیویٹ طور پر بھی ہو سکتا ہے ، کہیں سے چندہ بھی لیا جا سکتا ہے - وہ دریافت فرما رہے ہیں کہ آیا یہ اتنا خرچ ہوا ہے ؟ وزیر موصوف تردید فرما دیں -

مسٹر سپیکر : اگلا ضمنی سوال کریں -

سید تابش الوری : کیا وزیر اطلاعات بتا سکیں گے کہ اس خرچ میں وہ خرچہ بھی شامل ہے جو سٹیڈیم میں گھوڑ دوڑ ، کتوں کی دوڑ اور دوسرے رقص پر خرچ ہوا ؟

وزیر اطلاعات : مقامی انتظامیہ کو ہم نے ایک لاکھ روپے دے دیا تھا اور جتنے اخراجات ہوئے تھے وہ محکمہ اطلاعات نے مہیا کرنے تھے ۔ اس سے زائد خرچہ انھوں نے ابھی تک ہم سے طلب نہیں کیا ۔ اندازہ ہمارا یہ ہے کہ تیس ہزار ہم سے وہ اور لیں گے ۔ جہاں تک میرے علم کا تعلق ہے ، ایسا کوئی چندہ اکٹھا نہیں کیا گیا ۔

سید تابش الوری : میں نے چندے کی تو کوئی بات نہیں کی ۔

مسٹر سپیکر : کسی اور نے کہا تھا کہ کہیں سے چندہ لیا گیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ اس مد میں سے کیا اس عوامی حکومت سے قبل بھی ایسے ثقافتی شوؤں پر ، یا سفیروں کو اکٹھا کر کے کسی حکومت نے خرچ کیا ہے ؟

وزیر اطلاعات : اس سے پہلے بھی ثقافتی شو ہوتے تھے ، بہت زیادہ ہوتے تھے بلکہ بہت زیادہ اخراجات کئے جاتے تھے ۔ دنیا کے ہر ملک میں یہ رواج ہے کہ باہر کے سفیروں کو دعوت دی جاتی ہے کہ وہاں وہ سال میں ایک ، دو ، یا تین دفعہ آئیں ، اور یہ بڑی اچھی روایت ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اس مد میں سے اس حکومت سے قبل کسی پنجاب حکومت نے سفیروں کے ایسے اجتماع پر خرچ کیا ہے کہ نہیں ؟

مسٹر سپیکر : آپ نے پنجاب کا ذکر اپنے سوال میں نہیں کیا تھا ۔ آپ نے یہ پوچھا تھا کہ آیا پہلے بھی اس پر خرچ ہوتا تھا ، انھوں نے کہہ دیا ہے کہ "ہاں" ۔

وزیر اطلاعات : جناب سپیکر ، ماضی میں تو نہ صرف آرٹسٹوں کو مجبور کیا جاتا تھا بلکہ زبردستی انھیں ناچنے کا حکم دیا جاتا تھا ۔ اور پھر انھیں زہر کھانا پڑتا تھا ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ : کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ ایک لاکھ روپیہ سپلیمنٹری بجٹ سے دیا جائے گا یا جو آپ کے بجٹ allocation پاس ہو چکی ہے ، اس میں سے دیا گیا ہے ؟

وزیر اطلاعات : یہ ہمارے پاس ایک مد ہے ، ایک ہیڈ ہے جس کا نام آپ کو بتا دیا ہے ۔ آگے ایک سوال اور بھی آ رہا ہے جس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ محکمہ اطلاعات کو کل کتنے روپے ہر سال ملتے ہیں ؟

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ، میں فاضل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور جیسے پس ماندہ علاقے کو بد قسمتی سے ثقافت کا مرکز کیسے سمجھ لیا گیا ہے ؟ خاص طور پر اس مہربانی کا بہاولپور پہ کیوں نزول ہوا ہے ۔

Mr. Speaker : He cannot answer that. (interruption) I have permitted a large number of supplementary questions.

تحصیل پسرور میں اشتمال اراضی

*۲۲۱۷ ۔ **شیخ عزیز احمد :** کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے کتنے دیہات میں اشتمال اراضی کا کام زیر تکمیل ہے اور کتنے دیہات میں اشتمال کا کام ابھی تک شروع ہی نہیں کیا گیا ؟

وزیر اشتمال اراضی (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : مواضعات زیر تکمیل ۱۸

مواضعات جن میں اشتمال شروع نہیں ہوا ۱۶۲

اسسٹنٹ مینجر اوقاف کی داتا دربار کے فنڈز میں غبن اور جعلسازی کی نشان دہی پر ملازمت سے برخاستگی

۲۳۶۶* **میاں خورشید انور :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر محمد شریف ، اسسٹنٹ مینجر اوقاف نے داتا دربار کے فنڈز میں غبن اور جعلسازی کی نشان دہی کی ؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ اسسٹنٹ مینجر محمد شریف کے اس کارنامے پر انعام دینے کی بجائے الٹا اسے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ داتا دربار کے علاقے کے چیئرمین پیپلز پارٹی نے اس کارروائی کے خلاف تدارک کرنے کے لئے پر زور سفارش کی اور وزیر متعلقہ نے دفتر سے رپورٹ طلب کر لی۔ اگر رپورٹ موصول ہو چکی ہے تو اس کی تفصیل بیان کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وزیر موصوف نے اس معاملے میں کیا کارروائی کی ؟

وزیر اوقاف (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) یہ غلط ہے۔ بلکہ اس کے برعکس داتا دربار میں مسٹر محمد شریف اسسٹنٹ مینجر مذکور کے دوران ملازمت میں شدید بے قاعدگیاں کی گئیں ، جس سے محکمہ کو مالی نقصان پہنچا۔

(ب) اصل حقیقت یہ ہے کہ محمد شریف ، اسسٹنٹ مینجر مذکور نے شدید بے قاعدگیاں کیں ، جس پر اس کے خلاف محکمانہ تحقیقات کی گئی اور حسب ضابطہ ملازمت سے علیحدہ کر دیا گیا۔

(ج) یہ غلط ہے ، اسسٹنٹ مینجر مذکور کو آج سے سات سال پہلے جولائی ۱۹۶۶ء میں ملازمت سے الگ کیا گیا تھا ، جس پر اس نے اس وقت کے وزیر اوقاف جناب محمد علی صاحب کو اپیل کی جو وزیر موصوف نے مسترد کر دی۔ اسسٹنٹ مینجر مذکور اب تک دس سے زائد اپیلیں دائر کر چکا ہے جو مسترد ہو چکی ہیں۔

میاں خورشید انور : سوال کے جزو "ج" میں دریافت کیا گیا ہے کہ آیا وزیر صاحب نے یعنی کاہلوں صاحب نے خود بھی کوئی انکوائری کا حکم دیا تھا یا رپورٹ طلب کی تھی۔ جواب میں یہ کہتے ہیں بالکل یہ غلط ہے حالانکہ میں نے خود کاغذ دیکھے ہیں جن پر وزیر صاحب کے دستخط ہیں۔ میں نے سوال کیا تھا کہ آیا وزیرصاحب نے رپورٹ طلب کی تھی اس کا جواب انھوں نے نہیں دیا اور اسے گول کر گئے ہیں۔

وزیر اوقاف : جناب سپیکر ! سوال کا جزو (ج) یہ ہے :

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ داتا دربار کے علاقے کے چیئرمین پیپلز پارٹی نے اس کارروائی کے خلاف تدارک کرنے کے لئے پر زور سفارش کی اور وزیر متعلقہ نے دفتر سے رپورٹ طلب کر لی ۔ اگر رپورٹ موصول ہو چکی ہے تو اس کی تفصیل بیان کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ وزیر موصوف نے اس معاملے میں کیا کارروائی کی ؟

کیونکہ یہ معاملہ جولائی ۱۹۶۶ء کا تھا اور اس وقت محمد علی خان صاحب وزیر اوقاف تھے جنھوں نے اسے نکالا تھا ۔ پھر ان کے پاس اس کی اپیل بھی دائر ہوئی تھی اور اس اپیل کو بھی انھوں نے مسترد کر دیا تھا اور یہ سارا واقعہ پیپلز پارٹی کے معرض وجود میں آنے سے پہلے کا تھا ۔ جس سے میں نے یہ سمجھا کہ آپ اس وقت کے متعلق پوچھ رہے ہیں ۔ میں نے ریکارڈ دیکھا ہے ۔ ریکارڈ میں مجھے کوئی ایسی چیز نہیں ملی جس سے یہ ظاہر ہو کہ ایسی anonymous درخواست جس طرح کہ آج کل رواج ہو گیا ہے کہ لوگ لے کر آ جاتے ہیں پر کوئی کارروائی ہو سکے ۔ میں نے یہ دیکھ کر کہ پہلے دس اپیلیں مسترد ہو چکی ہیں مسترد کر دیا ۔

سرگودھا میں کم آمدنی والے اشخاص کے لئے مکانات کی سکیم

*۲۴۵۴ ۔ مسٹر احسان الحق پراچہ : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت سرگودھا میں کم آمدنی والے اشخاص کے لئے مکانات کی سکیم کو عملی جامہ پہنانے پر غور کر رہی ہے ۔

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ مقصد کے لئے ۴۰۰ ایکڑ اراضی حاصل کرنے کا فیصلہ کیا ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب کو اس سکیم سے اس لئے خارج کر دیا گیا تھا کہ اس کی زمین چھوٹے زمینداروں کی ملکیت تھی اور کمشنر نے ہدایت دی تھی کہ مذکورہ چک کی بجائے چک نمبر ۴۰ ۔ ن۔ب کی اراضی حاصل کر لی جائے کیونکہ اس سے نسبتاً کم زمیندار متاثر ہوں گے لیکن ان زمینداروں نے اپنا

اثر و رسوخ استعمال کیا اور مذکورہ چک کو اس سکیم سے خارج کروا لیا گیا اور دوبارہ چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب کو شامل کر لیا گیا ہے ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب میں ۱۹ ایکڑ اراضی ہندوستان میں جنگی قیدی میجر ملک خضر حیات کی ہے جن کی اس کے علاوہ نہ تو کوئی اور اراضی ہے نہ شہری جائیداد ہے ۔

(ہ) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ اراضی کے بیشتر حصہ پر باغات ہیں جس میں ہزاروں قیمتی درخت ہیں اور باقی ماندہ اراضی پر سبزیاں کاشت ہیں ۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت مذکورہ سکیم پر نظرثانی کرنے اور چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب خاص کر ملک خضر حیات جو ہندوستان میں جنگی قیدی ہیں کی زمین کو اس سکیم سے خارج کرنے کے لئے تیار ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے سرگودھا میں بے گھر اور کم آمدنی والے اشخاص کے لئے رہائش قطعات کی سکیم تیار کی ہے ۔

(ب) یہ درست ہے کہ چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب اور چک نمبر ۴۶ ۔ ن ۔ ب میں ۴۰۰ ایکڑ اراضی اس مقصد کے لئے مختص کی گئی ہے ۔

(ج) یہ حقیقت ہے کہ سرگودہا ڈویژن کے سامنے چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب میں رہائش قطعات بنانے کی بجائے چک نمبر ۴۰ ۔ ن ۔ ب میں سکیم بنانے کی تجویز زیر غور آئی تھی مگر چونکہ چک نمبر ۴۰ ۔ ن ۔ ب میں پہلے سے امپرومنٹ ٹرسٹ سرگودھا کی ایک سکیم زیر غور تھی اس لئے چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب اور چک نمبر ۴۶ ۔ ن ۔ ب میں رہائشی سکیم بنانے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا لہٰذا حکومت اور کمشنر سرگودھا ڈویژن نے اس سابقہ سکیم کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا ۔

(د) یہ حقیقت ہے کہ چک نمبر ۴۳ ۔ ن ۔ ب میں ۲ / ۶ ۱۸۱ کنال اراضی میجر ملک خضر حیات (جو اس وقت ہندوستان میں جنگی قیدی ہیں) کی ہے اس چک میں اس کی کوئی دوسری زمین نہیں ہے ۔

(ہ) یہ حقیقت نہیں ہے کہ کل مختص شدہ اراضی کے بیشتر حصہ پر باغات ہیں ۔

(و) چار صد ایکڑ اراضی میں سے صرف پندرہ ایکڑ اراضی پر باغات ہیں باقی زمین زرعی اغراض کے لئے زیر کاشت ہے ملک میجر خضر حیات جو ہندوستان میں جنگی قیدی ہیں کی تمام زمین کو منصوبہ بندی کی تکنیکی وجوہات کی بنا پر سکیم سے خارج نہیں کیا جا سکتا البتہ حکومت اس اراضی کو جس کا رقبہ ۲ / ۱ ۱۵۱ کنال ہے اور جس پر باغ لگا ہوا ہے سکیم سے خارج کرنے پر غور کرے گی ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ ہی فاضل ممبر کی آگاہی کے لئے میں نے یہ رات ہی فیصلہ کیا ہے کہ ۲۹ تاریخ کو دوبارہ ایک میٹنگ بلائی جائے اور میں وہ میٹنگ عوامی نمائندوں ۔ متعلقہ حضرات ۔ مقامی وکلا اور صافیوں کی بلا رہا ہوں جس میں ہم اس سکیم کو دوبارہ زیر غور لا رہے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جامع مسجد ، کچہری بازار ، لائل پور کی دیواروں کے ساتھ کھوکھا جات کی تعمیر

*۲۵۰۲ ۔ ڈاکٹر حلیم رضا : کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ اوقاف نے جامع مسجد ، کچہری بازار ، لائل پور کی دیواروں کے ساتھ کھوکھا جات تعمیر کر کے مسجد کی تقدیس کو مجروح کیا ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ کھوکھا جات بنانے کی اجازت دینے کے لئے محکمہ اوقاف کے اہلکاروں فی کھوکھا پانچ ہزار روپے رشوت وصول کرتے ہیں ؟

وزیر اوقاف (چوہدری ممتاز احمد کھلوں) : (الف) محکمہ اوقاف نے جب مسجد مذکورہ کو ۴ جنوری ۱۹۶۴ء کو اپنی تحویل میں لیا اس وقت اس کے ساتھ کھوکھا جات بھی تھے ۔ جو کہ پہلے کے ہی بنے

ہوئے تھے ۔ اس لئے محکمہ اوقاف کی طرف سے مسجد کے تقدس کو مجروح کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

(ب) چونکہ مذکورہ کھوکھا جات پہلے سے ہی تعمیر شدہ تھے اس لئے ان کی تعمیر کی اجازت دینے کے لئے ۵,۰۰۰ روپیہ طلب کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

صوبہ پنجاب میں فحش اور جنسی لٹریچر کی خرید و فروخت

*۲۵۳۴ - **شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کے مختلف مقامات پر فحش و جنسی لٹریچر کی عام خرید و فروخت ہوتی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا لٹریچر سے ہمارے نوجوانوں کا اخلاق بری طرح متاثر ہوتا ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو فحشی جنسی لٹریچر کی روک تھام کے لئے حکومت نے کیا اقدامات کئے ہیں ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) اس مطلب کی خبریں اخبارات میں شائع ہوئی ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ فحش لٹریچر سے نوجوانوں کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے ۔

(ج) حکومت نے مناسب کارروائی کی ہے ۔ ایک مقامی اخبار میں ۱۳ اپریل ۱۹۷۳ء کو خبر شائع ہو چکی ہے کہ پولیس نے بہت سے لوگوں کے خلاف کارروائی کی ہے جو اس قسم کے کاروبار میں ملوث تھے ۔ حکومت پنجاب نے دو ایسے رسالوں کے خلاف فوری کارروائی کی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محکمہ اطلاعات کو سول سیکرٹریٹ کے نزدیک عمارت کی فراہمی

*۲۵۳۵ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) لاہور شہر میں صوبائی محکمہ اطلاعات کے دفاتر ۱۹۶۵ء سے اب تک کہاں کہاں کرایہ کی کوٹھیوں میں کام کرتے رہے ہیں -

(ب) اب تک اندازاً کتنا کرایہ ادا کیا جا چکا ہے -

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بالا دفتر آج کل جہاں واقع ہے وہ سول سیکرٹریٹ اور اخبارات کے دفاتر سے بہت دور ہے -

(د) کیا حکومت دفاتر مذکورہ بالا کو کوئی ایسی عمارت دینے کا ارادہ رکھتی ہے جس میں افسران ، ملازمین اور صحافیوں کو کام کرنے اور آنے جانے میں سہولت بھی ہو اور حکومت کو کرایہ بھی نہ دینا پڑے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) صوبائی محکمہ اطلاعات کے دفاتر ۱۹۶۵ء سے اب تک مندرجہ ذیل کرایہ کی کوٹھیوں میں کام کرتے رہے ہیں :-

مقام دفتر	عرصہ	ماہوار کرایہ	کل ادائیگی
		روپے	روپے
۱- ۱۶- کوئینز روڈ - لاہور	از ۲۰-۲-۶۷ تا ۱۰-۱۲-۶۷	۲۲۵۰	۲۲۵۰۰
۲- ۱۱- فین پور روڈ - لاہور	از ۱-۴-۶۷ تا ۳۱-۸-۶۸	۱۰۰۰	۱۷۰۰۰
۳- گاں روڈ - لاہور	از ۱-۴-۶۷ تا ۳۰-۹-۶۸	۱۵۰۰	۲۷۰۰۰
۴- ۷- ایجرٹن روڈ - لاہور	از ۱۱-۱۲-۶۷ تا ۳۱-۱۲-۷۰	۱۸۷۵	۶۹۳۷۵

مقام دفتر	عرصہ	ماہوار کرایہ	کل ادائیگی
		روپے	روپے
۵- ۱۹- کوئینز روڈ - لاہور	از ۱-۱۰-۶۸ تا ۳۱-۷-۶۹	۱۵۰۰	۱۵۰۰۰
۶- ۶۷- رہواز گارڈن - لاہور	از ۱-۹-۶۸ تا ۲۸-۲-۷۲	۱۳۵۰	۳۰۵۰۰
۷- ۹- شادمان کالونی - لاہور	از ۱-۸-۶۹ تا ۳۰-۶-۷۰	۱۱۰۰	۱۲۱۰۰
۸- ۵۰- اے لارنس روڈ - لاہور	از ۱-۱-۷۱ تا ۳۱-۳-۷۳	۱۹۰۰	۵۱۳۰۰
۹- ۸۷- فیروز پور روڈ - لاہور	از ۱۱-۷-۷۱ تا ۳۱-۲-۷۳	۱۲۰۰	۳۶۲۰۰
۱۰- ۲۸۰- شادمان کالونی - لاہور	از ۱-۸-۷۱ تا ۳۱-۱-۷۲	۱۵۰۰	۹۰۰۰
کل ادائیگی جو مندرجہ بالا کوٹھیوں کے مالکان کو ۳۱-۳-۷۳ تک کی گئی			۳،۰۹،۹۷۵

(ب) مندرجہ بالا دفاتر کا اب تک الداز مبلغ تین لاکھ نو ہزار نو سو پچھتر روپے (۳۰۹۹۷۵ روپے) بطور کرایہ ادا کیا جا چکا ہے۔

(ج) محکمہ اطلاعات کے جملہ دفاتر اس وقت جن دو کوٹھیوں میں واقع ہیں ان کا سول سیکرٹریٹ سے تقریباً کم از کم فاصلہ اڑھائی میل ہے۔

(د) محکمہ اطلاعات کے افسران، ملازمین اور صحافیوں (پریس کلب) کے لئے ۲۱ - ایبٹ روڈ پر ایک مکمل عمارت کی تعمیر کا منصوبہ

حکومت کے زیر غور ہے - اس عمارت کے لئے زمین کی قیمت کی ادائیگی محکمہ بحالیات کو کی جا چکی ہے -

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف ارشاد فرمائیں گے کہ اتنے بڑے اخراجات کے پیش نظر اس بے سود اور فضول قسم کے محکمے کو کیوں نہ بند کر دیا جائے -

Mr. Deputy Speaker : It is not relevant.

بادشاہی مسجد لاہور کے میناروں پر چڑھنے کے لئے فیس کی وصولی

***۲۵۴۱ - شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عوام سے بادشاہی مسجد لاہور کے میناروں پر چڑھنے کے لئے فیس وصول کی جاتی ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو فیس داخلہ کیا ہے - اس سے ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ میں کتنی رقم حاصل ہوئی -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ قیام پاکستان سے قبل ان میناروں پر چڑھنے کی کوئی فیس نہیں تھی -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ فیس ختم کرانے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر اوقاف (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) ہاں درست ہے -

(ب) میناروں پر سیر کرنے کا کام ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے - ٹھیکیدار ۲۵ (پچیس پیسے) فی کس کے حساب سے وصول کرتا ہے اور ۱۹۷۱ء و ۱۹۷۲ء میں کل آمدنی ۱۱۱۲۰۰ روپے ہوئی تھی -

۱۹۷۱ء — ۵۸۰۰۰
۱۹۷۲ء — ۵۳۲۰۰

۱۱۱۲۰۰

(ج) قیام پاکستان سے قبل ان میناروں کی حالت بہت بوسیدہ تھی اور قابل استعمال نہ تھے -

(د) چونکہ میناروں اور مسجد کی حالت ناگفتہ بہ تھی بعد میں حکومت پاکستان نے زرکثیر خرچ کر کے اس کی مرمت کروائی اب اس کی آمدنی مسجد کے ملازمین کی تنخواہوں اور مسجد کی دیکھ بھال و دیگر روزمرہ کے اخراجات پر صرف ہوتی ہے لہذا مذکورہ ٹھیکہ فی الحال ختم کرنے کا ارادہ نہیں ۔

چھوٹے اور غریب کاشتکاروں کو سرکاری اراضی پٹہ پر دینا

*۲۵۴۸ (الف) ۔ **شیخ محمد اصغر** : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ حکومت کا یہ پہلے سے فیصلہ ہے کہ سرکاری زمینوں کو چھوٹے اور غریب کاشتکاروں کو پٹہ پر دیا جائے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اب تک کتنے چھوٹے اور غریب کاشتکاروں کو کتنی سرکاری اراضی پٹہ پر دی جا چکی ہے ؟

وزیر نوآبادیات (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ۲۷۶۸۲۴ ایکڑ اراضی چھوٹے مالکان اور بے مالک مزارعین میں پٹہ پر تقسیم ہو چکی ہے ۔

سال ۳۷-۱۹۷۲ء میں بھی بے مالک مزارعین اور چھوٹے مالکان کے پٹہ میں تیس فی صد لگان زیادہ کر کے ایک سال کی توسیع کردی گئی تھی ۔ اس سلسلہ میں دیگر سکیم ہائے زیر غور ہیں ۔

کم تنخواہ پانے والے اساتذہ کو قسطوں پر رہائشی مکانات کی فراہمی

*۲۵۴۹ ۔ **شیخ محمد اصغر** : کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت صوبہ پنجاب کی درسگاہوں میں کم تنخواہ پانے والے اساتذہ کو آسان قسطوں پر رہائشی مکان فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس پر کب سے عمل درآمد ہو گا ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) حکومت تمام صوبہ میں ہر پیشہ کے کم آمدنی والے لوگوں کے لئے پلاٹ اور مکانات مہیا کرنے کی سکیمیں تیارکر رہی ہے - ان سکیموں میں پلاٹ اور مکانات حاصل کرنے کے لئے اساتذہ کو مساوی مواقع فراہم کئے جائیں گے -

(ب) سکیمیں مختلف مراحل میں ہیں -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت نے یہ سکیمیں پنجاب کے کون کون سے علاقے کے لئے بنائی ہیں اور ان سکیموں کے لئے درخواستیں وصول کرنے کا کیا طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : درخواست والا مسئلہ تو غیر متعلقہ ہے - وزیر صاحب پہلے حصے کا جواب دے دیں گے -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب والا ! حکومت نے تقریباً ہر بڑے شہر میں یہ سکیمیں بنائی ہیں - اس اسمبلی نے ان سکیموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک بل بھی پاس کر دیا ہے - اب پیپلز ورکس پروگرام کے تحت بلکہ جناب صدر پاکستان کے ایک حکم کے تحت ہم نے تقریباً ہر چھوٹے ٹاؤن اور دیہات تک بھی جو کم آمدنی والے لوگ ہیں یا بے گھر لوگ ہیں ان کو پلاٹ مہیا کرنے کے لئے عمل درآمد شروع کر دیا ہے - آپکو صوبہ کے ہر ضلع میں ایسی سکیمیں ملیں گی - یہ سکیمیں ڈپٹی کمشنر کے پاس ہوں گی - پیپلز ورکس پروگرام کے چیئرمین جو کہ وزیر ہیں - ان سے پتہ چل جائے گا - اگر آپ کسی خاص شہر کے متعلق پوچھیں تو آپ علیحدہ سوال کریں -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ پنجاب کے کون کون سے علاقے میں ایسے منصوبے بنائے گئے ہیں - آیا ان کی کوئی لسٹ بنائی گئی ہے تاکہ عوام کو درخواستیں دینے میں سہولت اور آسانی ہو -

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ : جناب سپیکر ! پنجاب کے ہر علاقے میں جہاں لوگوں کو رہائش کے لئے تکلیف ہے وہاں گورنمنٹ ایسی سکیمیں بنا رہی ہے - اس کے متعلق ہر ضلع کے ڈپٹی کمیشنر سے آپ کو پتہ چل جائے گا - کہ کون کون سے

علاقے میں ہم سکیمیں بنا رہے ہیں ۔ اگر آپ کو کسی خاص ضلع یا شہر کے متعلق معلومات درکار ہیں تو میں معلوم کر کے ایوان کے سامنے پیش کر سکتا ہوں ۔

باڑہ سکیم کے تحت چک نمبر ۹۸ - اے ۱۰ - آر تحصیل خانیوال کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق کی ادائیگی

***۲۵۸۳ - چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ باڑہ سکیم کے تحت چک نمبر ۹۸ - اے ۱۰ - آر تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں کچھ کاشت کاروں کو اراضی ۱۹۶۱ء میں الاٹ ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا الاٹیوں میں سے کسی بھی الاٹی کو ایک مربع سے زائد رقبہ الاٹ نہیں ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ان غریب کاشت کاروں سے مذکورہ بالا الاٹ شدہ رقبہ میں سے نصف رقبہ لے کر گوجرانوالہ چھاؤنی سکیم کے متاثرین کو الاٹ کیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو ان نئے الاٹیوں کے نام کیا ہیں اور ہر ایک کو کتنا کتنا رقبہ الاٹ ہوا ہے ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ اس باڑہ سکیم سے پہلے سے نافذ شدہ سکیموں مثلاً چاہی سکیم ، ٹیوب ویل سکیم اور غلہ زیادہ اگاؤ سکیم وغیرہ کے الاٹیوں کو مکمل مالکانہ حقوق عطا کئے جا سکتے ہیں ۔

(ہ) اگر جزو (د) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو باڑہ سکیم کے الاٹیوں کو اب تک مالکانہ حقوق کیوں نہیں دیئے گئے اور حکومت ان کو کب تک مالکانہ حقوق عطا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر ذوآبادیات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ الاٹمنٹ کی شرح ہی ۲۰ ایکڑ تھی ۔

(ج) جی ہاں ۔ باڑہ سکیم کی ہدایت کے مطابق گورنمنٹ کو یہ حق حاصل تھا کہ وہ الاٹ شدہ رقبہ کا نصف حصہ اپنی مرضی کے مطابق لے سکتی ہے ۔ یہ سرکاری رقبہ تصور ہوتا ہے اور اسے کسی بھی

گورنمنٹ کی سکیم کے تحت الاٹ کیا جا سکتا ہے - گوشوارہ الاٹیان متاثرین گوجرانوالہ چھاؤنی سکیم معہ رقبہ الاٹ شدہ منسلک ہے -

(د) ٹیوب ویل سکیم - چاہی سکیم - زیادہ غلہ اگاؤ سکیم میں حقوق مالکانہ حاصل کرنے کی کوئی شرط نہیں تھی - اس کے متعلق حکومت نے بعد میں فیصلہ کیا تھا - باڑہ سکیم ان سکیموں سے بہت پہلے کی سکیم ہے - اور اس میں یہی شرط تھی کہ نصف رقبہ میں حقوق مالکانہ حاصل کئے جا سکتے ہیں -

(ہ) باڑہ سکیم کے آلاٹیوں کو رقبہ زیر کاشت لائے جانے کے بعد نصف رقبہ کے حقوق ملکیت گورنمنٹ کی مجوزہ قیمت ادا کرنے پر دئے گئے ہیں - باقی نصف بحق سرکار ضبط ہوا ہے - کیونکہ باڑہ سکیم کے تحت گورنمنٹ کے حصہ کا رقبہ الاٹیان کو اپنے قبضے میں رکھنے کا اختیار نہیں -

فہرست الاٹیان متاثرہ گوجرانوالہ چھاؤنی سکیم جن کو چک نمبر ۹۸ اے ۱۰ - آر تحصیل خانیوال میں اراضی معہ سرکاری باڑہ آلاٹ ہائے مشمولہ شیڈول مجوزہ آلاٹ کی گئی ہے -

نمبر شمار	نام الاٹی زیر گوجرانوالہ چھاؤنی سکیم	تعداد رقبہ
		مرلہ - کنال - ایکڑ
۱-	رفیق ولد محمد دین قوم کمبوہ	۱۲ - ۴ - ۰
۲-	کمال دین ولد اللہ داد کمبوہ	۱۲ - ۴ - ۰
۳-	کرم الٰہی ولد حاکم جٹ چیمہ	۱۲ - ۴ - ۰
۴-	عنائت ولد حیات کمہار	۱۲ - ۵ - ۸
۵-	عزیز ولد ابراہیم آرائیں	۱۲ - ۴ - ۰
۶-	مسماۃ اصغری بیوہ عبدالمجید	۱۲ - ۴ - ۰
۷-	راحت شاہ ولد کریم بخش	۱۲ - ۴ - ۰

نمبر شمار	نام الاٹی زیر گوجرانوالہ چھانی سکیم	تعداد رقبہ
		مرلہ - کنال - ایکڑ
۸-	اللہ دتہ ولد خیر دین جٹ	۳ - ۷ - ۱۳
۹-	لطیف ولد حبیب آرائیں	۰ - ۴ - ۱۲
۱۰-	حنیف ولد حبیب آرائیں	۰ - ۴ - ۱۲
۱۱-	شریف ولد حبیب آرائیں	۱۲ - ۴ - ۱۲
۱۲-	رحمت خان ولد حاکم جٹ چیمہ	۰ - ۴ - ۱۲
۱۳-	محمد علی ولد نواب خان جٹ	۰ - ۴ - ۱۲
۱۴-	سردار ولد اللہ داد کمبوہ	۰ - ۶ - ۱۱
۱۵-	امام دین ولد محمد دین جٹ چیمہ	۰ - ۴ - ۱۲
۱۶-	رحمان ولد مسیتا جٹ	۰ - ۴ - ۱۲
۱۷-	سردار ولد احمد خان جٹ	۰ - ۴ - ۱۲
۱۸-	محمد مالک ولد فتح محمد جٹ	۰ - ۴ - ۱۲
۱۹-	محمد سلطان ولد عبدالمجید آرائیں	۰ - ۴ - ۱۲
۲۰-	مشتاق احمد ولد عبدالمجید آرائیں	۰ - ۴ - ۱۲
۲۱-	مسماۃ زینب بی بی بیوہ حبیب آرائیں	۰ - ۴ - ۱۲
۲۲-	قاسم عرف بھولا ولد محمد بخش آرائیں	۰ - ۴ - ۱۲

چوہدری علی بہادر خان : کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۶۹ء میں بورڈ آف ریونیو نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ باڑہ سکیم کے آلاٹیاں کو جو بھی نصف رقبہ جو باقی ہے ان کے حقوق ملکیت دے دئے جائیں ۔

وزیر نوآبادیات : جناب والا ! میرے علم کے مطابق یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جو بقیہ گورنمنٹ کے حصہ کا رقبہ ہے اس کے بھی حقوق ملکیت ہم ان کو دے دیں گے ۔ یہ اطلاع غلط فہمی پر مبنی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان : جناب والا ! گورنمنٹ کی دوسری سکیموں میں یعنی ٹیوب ویل اور چاہی سکیم میں وزیر صاحب نے یہ مانا ہے کہ ان کی کوئی شرائط نہیں تھیں کہ ان کو نصف رقبہ دیا جائے گا لیکن ان کو بعد میں دیا گیا ۔ باڑہ سکیم میں کیوں نہیں دیا جا سکتا ۔

وزیر نوآبادیات : وہ سکیمیں جو ہیں ان سے یہ بہت پہلے کی سکیم ہے ۔ یہاں حقوق ملکیت دینے کی پہلے سے شق ہی نہیں تھی ۔ اس باڑہ سکیم میں پہلے دن سے یہ شرط رکھی گئی تھی کہ جو لوگ رقبہ آباد کریں گے اس میں سے نصف رقبہ کے مالکان حقوق دے دیئے جائیں گے ۔ نصف رقبہ جو ہے وہ گورنمنٹ دوسرے جو مظلوم لوگ ہیں بے دخل شدہ مزارعین ہیں یا کسی اور سکیم کے تحت متاثر ہوئے ہیں جیسے چھاؤنی کی وجہ سے گوجرانوالہ میں لوگ ہوں گے یا اور اس قسم کے لوگ ہوں گے انہیں وہ رقبہ دے دیا جائے گا ۔ عہد نامے میں اس شرط کی پابندی کی وجہ سے رقبہ لیا گیا ۔ پھر وہ ان لوگوں میں تقسیم بھی ہو چکا ہے ۔ اب اس سٹیج پر اگر ہم اس سکیم کو revise کریں تو سوائے اس کے اور کچھ نہ ہوگا کہ جن سے رقبہ لے کر نئے لوگوں کے قبضہ میں دے چکے ہیں اس میں گڑبڑ ہوگی ۔ اگر ممبر صاحب چاہتے ہوں تو وہ تجویز لکھ کر بھیج دیں میں اس کو کیبنٹ کے پاس لے جاؤں گا ۔

کنور محمد یاسین خان : کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ اسلام آباد سکیم اور گوجرانوالہ کی سکیم کے تحت سینکڑوں بوگس پرمٹ بنائے جاتے ہیں اور وہ قیمتی اراضی جو کہ غریب کاشتکاروں نے بڑی مشکل سے کاشت کے قابل بنائی ہے وہ سستے داموں لے لی جاتی ہے اس کے سد باب کے لئے وزیر موصوف کیا کریں گے ۔

چوہدری علی بہادر خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کنور محمد یاسین خان صاحب اپوزیشن کی بنچز پر بیٹھے ہوئے ہوں وہ اپنی سیٹ پر نہیں ہیں ۔

وزیر نوآبادیات : جناب والا ! میرے علم میں آج پہلے دن یہ بات لائی گئی ہے کہ لوگ بوگس پرمٹوں پر حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ۔ میں آج ہدایات جاری کر دوں گا کہ جو ایسے پرمٹ ہیں ان کی اچھی طرح سے جانچ پڑتال کریں ۔ فاضل ممبر کے نوٹس میں اگر کوئی بات آئی ہے تو وہ بھی محکمہ کی مدد کریں ۔ ہم فوری طور پر کارروائی کریں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کنور محمد یاسین صاحب آپ اپنی سیٹ پر جائیں ۔

کنور محمد یاسین خان : جناب والا ! یہ میری سیٹ ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ آپ کو سیٹ آلاٹ ہوئی ہے ۔

کنور محمد یاسین خان : جناب والا ! یہ سیٹ مجھے دوبارہ آلاٹ ہوئی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ترمیم شدہ سیٹ ہے ۔

(قہقہہ)

کنور محمد یاسین خان : جناب والا ! جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ کچھ اراضی ایسی ہے جس کے حقوق ملکیت بھی دے دیئے گئے ہیں اور قبضہ بھی دے دیا گیا ہے ۔ میں وزیر موصوف کی خدمت میں عرض کروں گا کہ جن کاشتکاروں نے سرکاری زمین قابل کاشت بنائی ہے اور ابھی تک ان کے قبضہ میں ہے اور کسی کو آلاٹ بھی نہیں ہوئی یہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین کیا انکو دے دی جائے گی ؟

وزیر نوآبادیات : جناب والا ! اس کے مطابق تو نہیں ہو سکتا ویسے جیسا کہ میں نے فاضل ممبر سے دو دن پہلے فیصلہ کیا تھا کہ کالونیز کے اضلاع یا ایریا کے جو ممبران اسمبلی ہیں ان کی ہم ایک میٹنگ بلائیں گے تاکہ کالونیز کے جو مسائل ہیں ۔ بارہ سکیمیں یا جو دوسری سکیمیں ہیں یا جو ایسی اراضی ہے جو ہم نے ابھی تک تقسیم نہیں کی یا جن کی نشاندہی کر رہے ہیں کہ بوگس پرمٹوں پر زمین حاصل کی جا رہی ہے یا بے دخل شدہ مزارعین ہیں ان کے متعلق جتنی بھی محکمے یا گورنمنٹ کی پالیسی ہے اس کو سامنے رکھیں گے ۔ وہاں محکمے کے افسران بھی ہوں گے ۔ جو جو ترامیم کرنا چاہیں یا گورنمنٹ کی امداد کرنا چاہیں یا جو بھی وہ تجویز بتائیں گے وہ پھر کیبنٹ کے سامنے رکھیں گے ۔

ضلع سرگودھا میں اوقاف سے سالانہ آمدن

*۲۶۶۳ ۔ **مسٹر احسان الحق پراچہ :** کیا وزیر اوقاف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت کو ضلع سرگودھا میں مختلف اوقاف سے سالانہ کتنی آمدن ہوتی ہے نیز ہر وقف کا نام ۔ اس سے ہونے والی آمدن کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر اوقاف (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : ضلع سرگودھا میں واقع اوقاف زیر تحویل محکمہ اوقاف مالی سال ۷۲ - ۱۹۷۱ء کے اعداد و شمار کی مبلغ ۲،۰۱،۳۹۱/- روپے کی آمدنی ہوئی ، ہر وقف کی علیحدہ علیحدہ آمدنی کی تفصیل کا گوشوارہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں یہ استدعا کروں گا کہ اسی قسم کا ایک اور سوال نمبر ۲۹۹۲ آگے آ رہا ہے - ان دونوں سوالوں کو بیک وقت لے لیا جائے - یہ تقریباً ایک ہی قسم کے سوالات ہیں - ان کو اگر یکجا کر لیا جائے تو بہتر ہے - جو ضمنی سوالات کئے جائیں گے ان میں سہولت ہو جائے گی -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال میں ترمیم تو کر سکتے ہیں لیکن سوالات کو تبدیل نہیں کر سکتے ہیں اس کی جب باری آئے گی اس وقت بحث ہو جائے گی - میاں غلام فرید چشتی -

---

صوبہ پنجاب میں روزنامہ اخبارات کی اشاعت

***۲۷۰۳ - میاں غلام فرید چشتی :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) صوبہ پنجاب میں کل کتنے روزنامہ اخبارات شائع ہوتے ہیں - ان میں سے کتنے صوبائی دارالحکومت سے شائع ہوتے ہیں -

(ب) کتنے اخبارات راولپنڈی ، بہاولپور ، ملتان ، ساہیوال ، رحیم یار خان اور صوبے کے دیگر مقامات سے شائع ہوتے ہیں -

(ج) ان میں سے کون کون سے اخبارات اشتہارات کے لئے حکومت کی منظور شدہ لسٹ پر ہیں ان کے نام ایوان کی میز پر رکھے جائیں -

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) صوبہ پنجاب میں کل ۴۴ روزنامے شائع ہوتے ہیں ان میں سے ۱۵ روزنامے صوبائی دارالحکومت سے شائع ہوتے ہیں -

(ب) لاہور	۱۵	جھنگ	۱
گوجرانولہ	۱	میانوالی	×
شیخوپورہ	×	ملتان	۳
سیالکوٹ	×	ساہیوال	×
راولپنڈی	۶	مظفر گڑھ	×
گجرات	×	ڈیرہ غازی خان	×
جہلم	×	بہاولپور	۴
کیمبلپور	×	رحیم یار خان	۱
سرگودھا	۳	بہاولنگر	×
لائل پور	۱۰		

(ج) فہرست حسب منشاء ایوان کی میز پر رکھ دی جائے گی ۔

مندرجہ ذیل روزناموں کے نام اشتہارات کے لئے حکومت کی منظور شدہ لسٹ پر درج ہیں :

(۱) ضلع لاہور

۱- پاکستان ٹائمز
۲- مشرق
۳- امروز
۴- نوائے وقت
۵- مغربی پاکستان
۶- وفاق
۷- بزنس ریورٹ
۸- مساوات
۹- آزاد
۱۰- قومی آواز
۱۱- وقت
۱۲- جمہور

(۲) ضلع گوجرانوالہ

۱- تحفہ

(۳) ضلع راولپنڈی

۱- پاکستان ٹائمز
۲- نیو ٹائمز
۳- جنگ
۴- نوائے وقت
۵- تعمیر
۶- ندائے حق

(۴) ضلع سرگودھا

۱- وفاق ۲- شعلہ
۳- پیام قائد

(۵) ضلع جھنگ

۱- الفضل - ربوہ

(۶) ضلع لائل پور

۱- ڈیلی بزنس رپورٹ ۲- غریب
۳- عوام ۴- سعادت
۵- پیغام ۶- النقیب
۷- ایام ۸- پنجاب نیوز
۹- مساوات

(۷) ضلع ملتان

۱- امروز ۲- نوائے وقت
۳- سنگ میل

(۸) ضلع بہاولپور

۱- رہبر ۲- مغربی پاکستان
۳- دستور ۴- کائنات

(۱۰) ضلع رحیم یار خاں

۱- وفاق

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! یہ جو لاہور کے اخبارات کی تعداد بتائی گئی ہے وہ ۱۵ ہے کیا فاضل وزیر صاحب بتائیں گے کہ وہ کون کون سے اخبارات ہیں ؟

وزیر اطلاعات : یہاں ان کے ناموں کی فہرست میرے پاس نہیں ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : آپ نے اس کا جواب دیا ہوا ہے آپ اسے پڑھ لیں ۔

وزیر اطلاعات : جب اس سوال پر پہنچیں گے تو اس میں بتا دیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جب وہاں پہنچیں گے تو وہ آپ کو جواب مل جائے گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : یہ جو لسٹ انھوں نے دی ہے میں وزیر صاحب سے آپ کی اجازت سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ مکمل ہے یا اس میں کچھ اخبارات کے نام رہ گئے ہیں ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کیا آپ اس لسٹ کا ذکر کر رہے ہیں جو سوال نمبر ۲۹۹۳ کے جواب میں دی گئی ہے بہر حال وہ سوال سر دست زیر بحث نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : میں نے الگ سوال کیا ہے کہ کون سے اخبارات ہیں انھوں نے ۱۵ کی تعداد بتائی ہے ۔ میں نے سب کے متعلق نہیں پوچھا ویسے رحیم یار خان میں ، سرگودھا میں اور باقی شہروں میں بھی اخبارات نکلتے ہیں میں نے وقت کو بچاتے ہوئے صرف لاہور کے متعلق پوچھا ہے کہ وہ کون سے اخبارات ہیں جو لسٹ پر ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وزیر صاحب نے پہلے ہی کہا ہے کہ جب وہ سوال آئے گا تو وہ تفصیلاً بتا دیں گے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : انھوں نے کہا تھا کہ میرے پاس لسٹ موجود نہیں ہے تو میں نے ان کی آسانی کے لئے عرض کر دیا تھا کہ لسٹ آپ نے فراہم کر دی ہے لیکن چونکہ وہ نامکمل ہے اس لئے میں ضمنی سوال کرنا چاہتا تھا کہ نام بتا دیں ۔

وزیر اطلاعات : جناب سپیکر ۔ میں اس سوال کا جواب پڑھ دیتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : جب اس سوال کی باری آئے گی اس وقت پڑھ لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : اس کے ساتھ وہ متعلقہ ہے اسی لئے میں نے عرض کیا ہے ۔ میں نے ان کی سہولت کے لئے کہا تھا ان کو چاہئے کہ وہ خود جواب پڑھ دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : مگر آپ سوال دیکھیں کہ صوبہ پنجاب میں کتنے روزنامہ اخبارات شائع ہوتے ہیں ان میں سے کتنے صوبائی دارالحکومت میں سے شائع ہوتے

ہیں تو اس سوال میں صرف تعداد کے متعلق پوچھا گیا ہے ناموں کے متعلق سوال نہیں ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : گنتی یا تعداد تو ان کی گن کر ہی بتائی جاتی ہے کہ فلاں فلاں ہے جمہور ہے وفاق ہے یہ گنتی ناموں ہی سے ہوتی ہے - میں سمجھتا ہوں کہ ۱۵ کی جو گنتی ہے یہ نامکمل ہے اسی لئے میں اس چیز کو stress کر رہا ہوں اور اس کی relevancy یہی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ اس پر ایک تحریک استحقاق لے آئیں کہ آپ کو غلط جواب دیا گیا ہے - اگر تعداد ۱۵ آپ کے نزدیک درست نہیں تو آپ پرولیج موشن لے آئیں -

سردار امجد حمید خان دستی : میں ایک definite سوال کرتا ہوں - کیا فاضل وزیر یہ فرمائیں گے کہ روزنامہ جمہور بھی یہاں سے شائع ہوتا ہے یا نہیں -

وزیر اطلاعات : روزنامہ جمہور یقیناً یہاں سے ہوتا ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : اگر آپ اس کو گنیں تو پھر کیا آپ اتفاق فرمائیں گے کہ یہ ۱۵ سے زیادہ تعداد ہو جائے گی - ۱۵ نہیں بنتی -

وزیر اطلاعات : اس کے متعلق اگر فاضل ممبر مجھے اجازت دیں تو میں یہ دوبارہ verify کرتا ہوں - ہو سکتا ہے کہ اس میں غلطی ہو گئی ہو اگر روزنامہ "جمہور" کا نام انھوں نے اس میں شامل نہیں کیا تو ہو سکتا ہے کہ غلطی ہو گئی ہو ویسے یہ اخبار میں روزانہ خود پڑھتا ہوں یہ روزانہ شائع ہوتا ہے -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! جزو (ج) کا جواب نہیں آیا میں فاضل وزیر سے استدعا کروں گا کہ وہ یہ پڑھ کر سنا دیں کہ کون کون سے اخبارات کو اشتہارات کے لئے حکومت کی منظوری ہے یا وہ حکومت کی منظور شدہ لسٹ پر ہیں - اس چیز کا جواب بجائے ایوان کی میز پر رکھنے کے ذرا پڑھ کر سنا دیں - یہ کوئی سینکڑوں ہزاروں کی تعداد نہیں ہے آپ نے خود فرمایا ہے کہ تعداد ۱۵ ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال تو میاں غلام فرید چشتی نے کیا ہے - وزیر صاحب نے جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا ہے - فاضل وزیر ممبر کی تسلی کے لئے ان کو کاپی دے دیں -

وزیر اطلاعات : میں جناب سپیکر ان کو کاپی بھی دے دیتا ہوں ۔ میں ان لوگوں میں نہیں ہوں جو خواہ مخواہ ضد شروع کر دیں ۔ میں اپنے اسی جواب کی ترمیم کرنا چاہتا ہوں واقعی میں نے محسوس کیا ہے کہ "جمہور" کا نام نہیں ہے تو آپ میرا جواب ۱۵ کی بجائے ۱۶ پڑھیں ۔ ویسے میں اس کی تحقیقات بھی کروں گا کہ یہ نام کیسے رہ گیا ۔ آیا یہ پرنٹنگ کی غلطی ہے یا واقعی معلومات میں کمی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : یہ جناب والا ۔ بڑا اہم سوال ہے ۔ اگر یہ میز پر رکھنے سے گم ہو جائے تو اس کا کچھ فائدہ نہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ ممبر کی request ہے جس نے یہ سوال کیا ہے ۔ ۱۵ یا ۱۶ کل تعداد ہے ۔ پھر وہ تعداد اور بھی کم ہو جاتی ہے ۔

وزیر اطلاعات : جناب سپیکر میں نام پڑھ دیتا ہوں ۔ ڈیلی بزنس رپورٹ ۔ آزاد ۔ گارڈین ۔ جاوداں ۔ امروز ۔ مشرق ۔ مساوات ۔ وفاق ۔ قومی آواز ۔ تعمیر ۔ نوائے وقت ۔ پاکستان ٹائمز ۔ سعادت اور جمہور ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ۔ کیا فاضل وزیر یہ فرمائیں گے کہ ان اخبارات میں سے فرداً فرداً ہر ایک اخبار کو کتنی کتنی رقم کے اشتہارات مہیا کئے گئے ہیں ۔

وزیر اطلاعات : جناب سپیکر ۔ یہ علیحدہ سوال بھی تھا اس کا جواب مجھے ابھی تک موصول نہیں ہوا میں جواب اکٹھا کر رہا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : تو کیا وہ جواب دیں گے ؟

وزیر اطلاعات : اس کا جواب مجھے موصول نہیں ہوا میں تفصیلات اکٹھی کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سردار صاحب بات بڑی مختصر سی ہے ۔

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اسی مضمون سے متعلق میرا دوسرا سوال ہے بلکہ دو ہیں اگر آپ اجازت دیں تو وہ میں پوچھ لوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : رولز اس کی اجازت نہیں دیتے ورنہ مجھے انکار نہیں تھا کہ میں اس کو ساتھ ملا دیتا ۔

ادیبوں اور شاعروں کی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی

*۲۷۰۵ - **میاں غلام فرید چشتی :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے زیر نظر تعمیراتی پروگراموں میں ادیبوں کی کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کا بھی کوئی منصوبہ زیر غور ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رائٹرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی کے کیس کو وزیر موصوف نے خود ملاحظہ فرمایا ہے -

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ اس منصوبہ پر عمل درآمد میں مزید کیا رکاوٹیں باقی ہیں ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں

(ب) نہیں -

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا -

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ یہ منصوبہ کب تک زیر غور رہے گا اور اس کی عملی صورت کب تک ہمارے سامنے آ جائیگی ؟

وزیر ہاؤسنگ وفزیکل پلاننگ : اکتوبر ۱۹۷۳ سے پہلے انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنایا جائیگا -

---

رائٹرز کو آپریٹیو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے لئے قطعہ اراضی کی تخصیص

*۲۰۷۲ - **میاں غلام فرید چشتی :** کیا وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رائٹرز کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور کے نام سے کوئی ادارہ قائم ہے -

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ادارہ نے لاہور شہر کے قرب و جوار میں کوئی رہائشی منصوبہ تیار کیا ہے -

(ج) کیا اس منصوبہ کے لئے کوئی قطعہ اراضی مختص کیا گیا ہے اگر کیا گیا ہے تو وہ قطعہ اراضی کہاں واقع ہے ؟

وزیر ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں -

(ب) اس کا جواب مذکورہ ادارہ دے سکتا ہے -

(ج) ابھی کوئی قطعہ اراضی مختص نہیں کیا گیا تاہم معاملہ زیر غور ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر ! چودھری علی بہادر خان -

وزیر نوآبادیات : جناب سپیکر ! سوال نمبر ۲۷۱۵ کا جواب ایک حد تک آ گیا ہے لیکن میں نے اس میں تشنگی محسوس کی ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تو پھر اسے اگلی ٹرن پر defer کئے دیتے ہیں

جڑانوالہ کے زمینداروں کو سیم و تھور کے عوض سرکاری رقبہ کی الاٹمنٹ

***۲۷۲۲ - سردار غلام عباس خان گادھی :** کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت درست ہے کہ چکوک نمبری ۵۸۲- ۵۸۳- ۶۲۹ گ ب تحصیل جڑانوالہ کے زمینداروں کو سیم و تھور سے متاثر ہونے کی صورت میں سرکاری رقبہ برائے گزارہ سال ۳۶-۱۹۳۵ء میں چکوک نمبر ۶۳۲ - ۶۳۳ گ ب میں تقسیم کیا گیا تھا -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ زمیندار ۲ یا ۳ ایکڑ کے مالک ہیں -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان زمینداروں سے اب رقبہ واپس لیا جا رہا ہے -

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا واپس لینے کی صورت میں وہ خاندان بیروزگاری کا شکار نہیں ہو جائیں گے - نیز کیا حکومت واپس لینے کی کوشش کرے گی اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر نو آبادیات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ بلکہ دو اور تین ایکڑ سے زائد اراضی کے مالکان ہیں ۔

(ج) جی ہاں ، چونکہ ان کا اپنا ملکیتی رقبہ درست ہو چکا ہے اس لئے آلاٹمنٹ کی شرائط کے تحت سیم و تھور کے عوض آلاٹ شدہ رقبہ کی واپسی ضروری ہے ۔

(د) جی نہیں ، چونکہ ان کا اپنا ملکیتی رقبہ قابل کاشت ہو چکا ۔ ہے اس لئے وہ بیروزگاری کا شکار نہیں ہوں گے ۔ اس لئے رقبہ واپس لینا ضروری ہے اور تجویز زیر غور ہے ۔

محکمہ اطلاعات میں فیچر کی اشاعت

*۲۷۳۱ - **میاں محمد اسلام** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قومی و صوبائی معاملات کی پبلسٹی کے لئے محکمہ اطلاعات کے ہر افسر (تکنیکی عملے کے سوا) کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ ہر ماہ یا ہر سال ایک خاص تعداد میں مضامین یا فیچر لکھے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو یہ مقرر تعداد کیا ہے اور اس ہدایات پر کس حد تک عمل ہو رہا ہے ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے اسسٹنٹ ڈائریکٹر اطلاعات بہاولپور نے موجودہ مالی سال کے دوران ایک بھی مضمون یا فیچر نہیں لکھا اور اگر لکھا تو کب اور وہ کس اخبار میں شائع ہوا اور اگر نہیں لکھا تو کیا ان سے جواب طلبی کی گئی ہے ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) ڈائریکٹر اور ایڈیشنل ڈائریکٹر ہر چھ ماہ میں ایک مقالہ ۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر تین ماہ میں ایک مقالہ ۔ انفارمیشن آفیسر و اسسٹنٹ انفارمیشن آفیسر ہر ماہ میں ایک مقالہ ۔ اس ہدایت پر پوری طرح عمل

کیا جاتا ہے اور جو افسر مقرر تعداد میں مقالے نہ لکھے اسے تنبیہہ کی جاتی ہے اور مقرر تعداد بعد میں پوری کرنے کا موقع دیا جاتا ہے -

(ج) جی ہاں - اسسٹنٹ ڈائریکٹر بہاولپور نے ابھی تک کوئی مقالہ یا فیچر نہیں لکھا - ان کی جواب طلبی کی جا رہی ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ ایک سال گزر جانے کے باوجود آج تک اس کی تحقیقات کیوں نہیں کرائی گئی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : وہ فرما رہے ہیں کہ جواب طلبی کی جا رہی ہے -

حافظ علی اسد اللہ : پوائنٹ آف آرڈر -

* * * * * * * *

* * * * * * * *

* * * * * * * *

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں اسے rule out کرتا ہوں -

آوازیں : اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے -

(قطع کلامیاں)

بیگم بلقیس حبیب اللہ :

* * * * * * * *

* * * * * * * *

* * * * * * * *

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : بیگم صاحبہ ! میں نے اس سوال کو allow نہیں کیا - میں آپ کو قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ آپ مزید بات کریں آپ تشریف رکھیں -

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا -

میں آپ کو قطعاً اس بات کی اجازت نہیں دیتا ۔ آپ ہاؤس کے وقار کے ساتھ کھیل رہے ہیں ۔ میں کسی کو قطعاً بولنے کی اجازت نہیں دے رہا ۔ آپ ہاؤس کے وقار کو سامنے رکھیں ۔ بہاولپور کے Issue پر میں نے کسی ممبر کو اجازت نہیں دی جن حضرات نے بھی اس بحث میں حصہ لیا ہے ان کے تمام الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں ۔ رائے عمر حیات ۔

حافظ علی اسد اللہ : جناب والا ! میں اس کے خلاف واک آوٹ کرتا ہوں ۔

* * * * * * * *

(قطع کلامیاں)

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میرا سوالات سے تعلق ہے ۔ میں کسی کو قطعاً اجازت نہیں دوں گا ۔ میں اپنے فرائض سر انجام دے رہا ہوں ۔ مجھے اپنے فرائض ادا کرنے دیں ۔ صرف ضمنی سوالات ہوں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب سپیکر ! میں نے آپ کی وساطت سے یہ دریافت کیا تھا کہ ایک سال سے جواب طلبی جاری ہے اس کو مزید کتنا عرصہ لگے گا ۔

وزیر اطلاعات : اس کے متعلق ان کی پوری جواب طلبی بھی کی جائے گی اور جیسا کہ میں نے کہا ہے ان کو یہ کمی پوری کرنے کی اجازت دی جاتی ہے ۔ اگر انہوں نے ایک ماہ کے اندر اس کو پورا نہ کیا تو نہ صرف یہ کہ اس کی جواب طلبی کی جائے گی بلکہ اس کے خلاف ایکشن بھی لیا جائے گا اس ہاؤس کے سامنے پیش کر دیا جائے گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! جیسا کہ جواب میں فرمایا گیا ہے وہ عرصہ پہلے ہی گزر چکا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ان کا جواب آ گیا ہے اور میرے خیال میں یہ کافی ہے ۔ جواب طلبی سے متعلق کارروائی کی جا رہی ہے ۔

بیگم بلقیس حبیب اللہ : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ جو کلرک غبن کے الزام میں معطل ہوا ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی ہوئی ہے یا رپورٹ پولیس میں دی گئی ہے ۔ اگر نہیں دی گئی تو اسے رجسٹر کرانے کے لئے کچھ کیا جا رہا ہے ؟

---

* بحکم مسٹر ڈپٹی سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

وزیر اطلاعات : جناب سپیکر ! یہ معاملہ آج پہلے دن میرے علم میں لایا گیا ہے انہوں نے کل یا پرسوں ذکر کیا تھا کہ وہاں ایک کلرک ہے اس پر بدعنوانی کے الزامات تھے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی حالانکہ وہ بد عنوانیوں کے الزامات درست تھے ۔ جناب والا : اس کے لئے مجھے مہلت چاہیے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کلرک کا ڈائریکٹر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ۔ اس کے لئے علیحدہ سوال چاہئے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! جزو (ب) میں جواب اس طرح سے ہے کہ اس کے لئے ایک period مقرر ہے کہ اس period میں اس کو کتنے مقالے لکھنے ہوتے ہیں ۔ جناب منسٹر صاحب نے اپنے جواب میں ابھی یہ فرمایا ہے کہ ان کی مزید ایک مہینہ انتظار کی جا رہی ہے کہ شاید وہ اس عرصہ میں فیچر لکھیں ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا عرصہ بڑھایا جا سکتا ہے یا ان کو اس کی سزا دی جا رہی ہے کہ انہوں نے فیچر نہیں لکھا ۔ یا اس کا وہ کوئی علیحدہ نوٹس لیں گے ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے کہا ہے کہ جواب طلبی کی جا رہی ہے ۔

وزیر اطلاعات : جناب والا : اس کا جواب جزو (الف) اور (ب) میں آ چکا ہے ۔ "جو آفیسر مقررہ تعداد میں مقالے نہ لکھے اسے تنبیہہ کی جاتی ہے اور مقررہ تعداد بعد میں پوری کرنے کا موقع دیا جاتا ہے "

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محکمہ اطلاعات کے لئے مختص کردہ رقم

*۲۷۳۵ ۔ **سید تابش الوری** : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں موجودہ مالی سال کے دوران محکمہ اطلاعات اور اس کے ماتحت شعبوں کے لئے بجٹ میں کتنی رقم مختص تھی اور اس میں سے اب تک کتنی صرف کی گئی ہے ۔

(ب) کتنی فلمیں ۔ پمفلٹ یا کتابیں کن کن موضوعات پر لکھی گئیں اور ان سب پر کس قدر رقم خرچ ہوئی ۔

(ج) کتنے مضامین اور فیچر محکمہ اطلاعات کے ملازمین نے لکھے اور ان میں سے کتنے چھپے اور کتنے فیچر دوسرے حضرات سے لکھوائے گئے۔ ان کے نام کیا ہیں اور انہیں فرداً فرداً کیا معاوضہ ادا کیا گیا نیز ان کے کتنے مضامین و فیچر اخبارات میں شائع ہوئے ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) صوبائی محکمہ تعلقات عامہ کے لئے مالی سال ۷۳-۱۹۷۲ء میں مبلغ تیئس لاکھ اٹھارہ ہزار چھ صد تیس روپے صرف (۲۳۱۸۶۳۹ روپے) کی رقم مختص کی گئی تھی جس میں سے دو تہائی تنخواہوں اور دفاتر کے کرائے وغیرہ کے لئے مخصوص تھی۔ اس میں سے فروری ۱۹۷۳ء کے آخیر تک مبلغ چودہ لاکھ ستانوے ہزار تین صد اسی روپے صرف (۱۴۹۷۳۸۰ روپے) صرف ہو چکے ہیں۔

(ب) مندرجہ ذیل فلمیں تیار ہوئیں۔ جن کے اخراجات ان کے سامنے درج ہیں۔

۱ - اے - بی - مالیننز	۷۳۰۰ روپے
۲ - جشن ایران	۸۵۷۷۵ روپے
کل رقم مبلغ	۹۳۰۷۵ روپے

مندرجہ ذیل پمفلٹ یا کتابیں (بمعہ خرچ) چھپوائی گئیں۔

۱ Address of the Governor to the Punjab Assembly Copies, 1,000 مبلغ ۴۳-۱۸ء روپے

۲ Progressive Punjab A Century at a glance. Copies 2,000. مبلغ ۲۴-۱۵۵۴ روپے

۳ - یوم تشکر (اشتہار) ۶,۰۰۰ کاپیاں مبلغ ۸۱۰۷۸ روپے

۴ - گورنر پنجاب کا اراکین اسمبلی سے خطاب - ۳,۰۰۰ کاپیاں	مبلغ ۱,۴۲۱-۵۵ روپے
۵ - پنجاب ترقی کی شاہراہ پر ربع صدی ایک نظر میں -	مبلغ ۲,۳۹۲-۴۵ روپے
۶ - صدر بھٹو کا جلسہ عام سے خطاب - ۱۳,۰۰۰ اشتہار	مبلغ ۲,۲۴۲-۳۷ روپے
۷ - ـــــایضاً ـــــ ۶۰۰ پٹیاں	مبلغ ۳۸۴-۹۰ روپے
۸ - ـــــایضاً ـــــ جھنڈے	مبلغ ۱۹۰-۱۰ روپے
رقم کل	مبلغ ۹,۵۱۸-۶۹ روپے

اس کے علاوہ پمفلٹ موسومہ "بہاولپور کی علیحدگی کا مطالبہ" کچھ ممبران قومی اسمبلی / صوبائی اسمبلی کی جانب سے اس محکمہ نے چھپوایا اور حسب احکام اس کے لئے مبلغ ۴,۶۵۲ روپے کی ادائیگی کی گئی -

(ج) محکمہ اطلاعات کے ملازمین نے کل ۸۵ مضامین اور فیچر لکھے ان میں سے ۳۲ لاہور کے مختلف اخبارات میں چھپے اور ۷۳ باہر کے اخبارات اور رسائل میں چھپ چکے ہیں - دیگر حضرات سے لاہور میں ۱۰۲ مضامین لکھوائے گئے - تفصیل نام معہ معاوضہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے - ان مضامین میں سے جو اب تک چھپ چکے ہیں ان کی صحیح تعداد کا تعین اس لئے مشکل ہے کہ بہت سے اضلاعی اخبارات جن میں یہ چھپ چکے ہوتے ہیں صدر دفتر تعلقات عامہ میں موصول نہیں ہوئے - بہر صورت محتاط اندازے کے مطابق قریباً ۴۰ سے ۵۰ فیصد مرسلہ مضامین کسی نہ کسی اخبار یا رسالے میں ضرور شائع ہو جاتے ہیں -

مقالات جاری کردہ محکمہ تعلقات عامہ پنجاب ۔ لاہور

	روپے
۱۔ ایس ۔ ایم اکرم شاہ	۱,۸۵۰/-
۲۔ مسٹر خلیل صحافی	۱,۶۷۵/-
۳۔ مسٹر طارق بلال	۵۵۰/-
۴۔ اے ۔ ایچ قادری	۸۵۰/-
۵۔ مسٹر عبدالحمید بھٹی	۷۱۵/-
۶۔ مسٹر برکت علی	۳۲۰/-
۷۔ مسٹر ایس ۔ ایم آصف	۱,۰۰۰/-
۸۔ مسٹر مقبول احمد	۱,۲۵۰/-
۹۔ مرزا مسرت شاہ	۱,۶۰۰/-
۱۰۔ مسٹر رضوان الاسلام	۶۰۰/-
۱۱۔ مسٹر ایم طفیل	۵۲۵/-
۱۲۔ امجد حسینی	۴۰۰/-
۱۳۔ مسٹر منیر نیازی	۴۰۰/-
۱۴۔ مسٹر محمد ادریس	۳۰۰/-
۱۵۔ مسٹر آئی ۔ اے ۔ رحمان	۲۵۰/-
۱۶۔ مسٹر علی احمد رفعت	۴۰۰/-
۱۷۔ مسٹر زاہد رفعت	۴۰۰/-
۱۸۔ مسٹر غلام رسول طاہر	۱۵۰/-
۱۹۔ مسٹر جمال حسینی	۱۰۰/-
۲۰۔ مسٹر صدیق سبحانی	۱۵۰/-
۲۱۔ شیخ محمد صدیق	۱۵۰/-
۲۲۔ مسٹر سلطان عارف	۱۰۰/-
۲۳۔ مسٹر عبدالقادر حسن	۱۵۰/-
۲۴۔ مسٹر نور اعوان	۵۰/-

	روپے
۲۵- چوھدری ثناء الحق	۵۰/-
۲۶- مسٹر ریاض احمد	۵۰/-
۲۷- مسٹر حفیظ الرحمان قریشی	۴۰/-
۲۸- مسٹر اظہر محمود	۳۰/-
۲۹- مسٹر محمد سعید	۳۰/-
۳۰- مسٹر عبدالشکور	۵۰/-
۳۱- مسٹر محمد اکبر علوی	۵۰/-
۳۲- مسٹر غلام سرور	۵۰/-
۳۳- مسٹر مبارک علی شاہ	۵۰/-
۳۴- سید شاہ جہان	۶۹۰/-
۳۵- مس روشن آرا نزہت	۳۵۰/-
۳۶- مس رفعت	۱۳۰/-
۳۷- مس پروین محمد علی	۴۵۰/-
کل رقم	۱۵,۹۵۵/-

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ محکمہ اطلاعات کی کل مختص شدہ رقم میں سے ۳ / ۲ تنخواہوں اور دفاتر پر خرچ ہوئی ہے باقی دوسرے کاموں پر ہوتی ہے ۔ کیا وہ اس صورت حال سے مطمئن ہیں ؟

وزیر اطلاعات : یہ صورت حال سے مطمئن ہونے والی بات نہیں ہے کیونکہ ایسے کاموں کے لئے محکمہ اطلاعات کو بہت تھوڑا پیسہ دیا جاتا ہے اور جیسا کہ آپ نے دیکھا ہے کہ جشن ایران پچھلے سال ہوا تھا لیکن اس کے بل کی ادائیگی اس سال کرنا پڑی ۔ تقریباً ۸۵ ہزار روپے ہمارا اس پر خرچ ہوگا ۔ اس سال کوشش کر رہا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب اس محکمہ کی کسمپرسی دیکھیں ۔ ہر ضلع ہیڈ کوارٹر میں کوئی انتظام نہیں ہے میرا خیال ہے کہ گورنر صاحب نے حکم دیا تھا کہ ہر ضلع میں محکمہ اطلاعات کا دفتر ہونا چاہئے ۔ ایک انفارمیشن آفیسر وہاں ہونا چاہئے ۔ لیکن جب بجٹ بڑھ جائے گا تو دوسری سرگرمیاں تیز تر ہو جائیں گی ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر موصوف از راہ کرم وضاحت فرمائیں گے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ ارکان اسمبلی کے لئے گورنر صاحب کے خطبہ کی ایک ہزار کاپیوں پر مبلغ ۳۰,۸۲ روپے خرچ ہوئے اور دوسری طرف گورنر صاحب پنجاب کے اراکین اسمبلی سے خطاب کی اردو کی کاپیوں پر الگ اخراجات ہیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ تین ہزار کاپیاں الگ تھیں ۔

میاں خورشید انور : اس کی اردو کاپیاں چھپوانے کی کیا ضرورت تھی ؟

مسٹر سپیکر : سامنے لکھی ہوئی ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مضامین کے معاوضہ کی ادائیگی کا کیا معیار ہے ۔

وزیر اطلاعات : جو معاوضہ دیا گیا ہے وہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے اس کو جانچنے کے لئے معیار یہ ہے کہ مصنف کا تجربہ کتنا ہے اس کا مواد وقتی ضروریات کے مطابق ہے ۔ اور وہ کیا خدمت معاشرے میں سر انجام دے سکتا ہے ۔

سید تابش الوری : کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ایک مضمون نگار کو تیس روپے ۔ دوسرے مضمون نگار کو ۱,۸۵۰ روپے ۔ کسی کو ۱,۶۷۵ روپے اور کسی کو ۱۲,۷۵ روپے ادا کئے گئے ہیں یہ فرق کیوں ہے ؟

وزیر اطلاعات : مکالمے دیکھ کر معاوضہ ادا کیا جاتا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! تیس روپے اور ۱,۸۵۰ روپے میں بڑا فرق ہے ۔

وزیر اطلاعات : یہ تو دیکھنے کے بعد بتا سکتے ہیں کہ کس مقالمے میں کون سی مفید بات ہے ۔ اگر آپ جاننا چاہتے ہیں تو میں آپ کو مواد مہیا کر سکتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر اطلاعات و نو آبادیات : میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Before you finish Sir. Point of information. Does the Minister for Information and Minister for Finance know, as now disclosed, that we paid Rs. 1,800/- for one article, and it is within the knowledge of the Ministers that the employees of the Lagislature are getting Rs. 1.50 per day overtime, and they are getting nothing for their working on Sundays and holidays till 12.00 in the night. The total sum paid to them is Rs. 1.50. Will this House review this position and come to the rescue of these unfortunate employees?

Mr. Speaker : New Constitution is being framed, you will have a lot of power.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Let the Minister for Finance speak, Sir.

Mr. Speaker : He has noted that.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Let him speak, Sir.

Mr. Speaker : It may come up in the Budget Session.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : This has nothing to do with the Budget. It can come out of Supplementary grants. Are not we to defend the rights of the staff of the Legislature ?

Mr. Speaker : There is no occasion for that.

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا ! اس ایوان میں ہر معزز رکن کو حق حاصل ہے کہ وہ حکومت کے محکموں کے متعلق سوالات دریافت کرے اور ان میں بے ضابطگیوں کی نشان دھی کرے ۔ جناب والا ! میں نے ایک سوال لاہور کے اخبارات کو اشتہارات دینے کے متعلق کیا تھا ۔ جو باقاعدہ طور پر نشان زدہ سوال تھا اور اس فہرست میں میں نے دیکھا ہے ۔ اس کو جان بوجھ کر غیر نشان زدہ سوالات میں شامل کیا گیا ہے اس کی وجہ بتائی جائے ۔

Mr. Speaker : I will look into it.

میاں خورشید انور : آپ اتنے اہم مسئلہ کو کھٹائی میں ڈال رہے ہیں بعض اخبارات کے ساتھ امتیاز ہوتا جا رہا ہے اور ان کے اشتہارات کم کر دیئے گئے ہیں ۔ ٹرسٹ کے اخبارات کو بے پناہ اشتہارات دئے جا رہے ہیں یہ بڑا اہم مسئلہ تھا جو یہاں آنا چاہئے تھا ۔

مسٹر سپیکر : میں نے آپ کا پوائنٹ نوٹ کر لیا ہے میں اس کو دیکھ لوں گا اگر میں نے آرڈر پاس کر دیا ہے تو وہ رول کے مطابق ہوگا۔ اور آپ کی زندگی رہی اور اسمبلی کی بھی زندگی رہے تو نشان زدہ سوال کا جواب محکمہ اطلاعات کی طرف سے آ سکتا ہے۔ مزید خیالات اس سلسلے میں اگلے شیشن میں کریں اور اس کو چھوٹا بنا سکتے ہیں۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! آپ متعلقہ شخص سے پوچھ سکتے ہیں کہ ایسا کیوں کیا گیا اہتمام فرمائیں کہ اس کا جواب کب ملے گا۔ اس سلسلے میں سوال جو رہ گئے ہیں وہ آئندہ اجلاس میں ملتوی کئے جائیں۔

Mr. Speaker : I will look into the matter during tea interval

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, my submission to the Hon'ble Finance Minister was over-ruled by your goodself saying that there was no occasion for that. I would like to enquire from you, Sir, is it not our privilege to bring any hardship to the notice of the House

Mr. Speaker : We are governed by rules of procedure.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : For my information, would I be enlightened as to how to bring a hardship before this House so that it could be redressed.

مسٹر سپیکر : ساڑھے گیارہ بجے کے بعد بیٹھیں گے۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, will you get extended an assurance that you will take a notice and relieve the hardship in consultation with the Finance Minister ?

مسٹر سپیکر : خانزادہ صاحب اس میں پوزیشن واضح ہے کہ یہ معاملات عام طور پر ایوان میں نہیں آتے۔ آپ ایک پوائنٹ اٹھاتے ہیں دوسرا ممبر اٹھ کر یہ کہے کہ اسمبلی کے ملازمین سال بھر آٹھ مہینے بیکار بیٹھے رہتے ہیں ایک گھنٹہ روزانہ آتے ہیں۔ اگر چار مہینے کام کر دیا تو۔

Whether there is justification for all that is being said by Mr. Khanzada let us not discuss it here.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, when I plead this....

Mr. Speaker : We will look into the matter.

آپ تشریف لائیں میں وزیر خزانہ صاحب کو بلا لوں گا ۔

The matter is not as simple as has been stated in this House.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ یہ اسمبلی بھی رہے گی اور آپ بھی رہیں گے ۔ یہ بات ذرا سمجھا دیں ؟

مسٹر سپیکر : میں نے یہ کہا ہے کہ آپ کی بھی زندگی رہے اور اسمبلی کی بھی زندگی رہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا اس میں کوئی شک کی بات ہے ؟

مسٹر سپیکر : انسان کی زندگی کا کیا پتہ ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب ۔ میں نے اسمبلی کی زندگی کے متعلق پوچھا ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات تو ضمناً آ گئی ہے ۔ میاں منظور احمد موہل کا قلیل المہلت سوال ہے ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! وزیر مال موجود نہیں ہیں ۔ کل بھی وہ حاضر نہیں تھے اسی لئے آج پر رکھا گیا تھا ۔ اب بھی وہ موجود نہیں ہیں تو میں کل پیش کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ کس کے متعلق ہے ؟

میاں منظور احمد موہل : یہ وزیر مال کے متعلق ہے ۔

میاں خورشید انور : آپ اپنا شوق پورا کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : تو یہ کل آ جائے گا ۔

میاں منظور احمد موہل : اچھا جی ۔

Mr. Speaker : Now we go on to leave applications,

میاں خورشید انور : جناب والا ! میرے پوائنٹ آرڈر کا آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے ؟ کہیں آپ اس کو گول نہ کر لیں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے کہا ہے کہ میں اس کی فائل منگوا رہا ہوں ۔ میں کسی چیز کو گول نہیں کرتا ۔ گول کرنے سے معاملات حل نہیں ہوتے بلکہ الجھتے ہیں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

لاہور ڈویژن میں محکمہ اشتمال اراضی کے عملہ پر اخراجات

*۲۸۴۱ ۔ **سردار محمد عاشق :** کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور ڈویژن میں محکمہ اشتمال اراضی کے عملہ پر جنوری ۱۹۵۰ء سے مارچ ۱۹۷۳ء تک کتنا روپیہ خرچ ہوا اور کتنی وصولی زمینداروں سے کی گئی ۔

وزیر اشتمال اراضی (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : لاہور ڈویژن میں اشتمال اراضی کا کام باقاعدہ طور پر قانون اشتمال اراضی مجریہ ۱۹۶۰ء کے تحت شروع ہوا ۔

عملہ اشتمال پر خرچ اور وصولی اشتمال فیس کی تفصیل حسب ذیل ہے ۔

خرچ	وصولی فیس
۲۰۳۵۳۹۲۸	۱۲۸۲۶۰۰۲

لگان کی وصولی

*۲۸۸۷ ۔ **خان امیر عبداللہ خان :** کیا وزیر نوآبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ باڑہ سکیم کے تحت لوئر باری دوآب کے علاقہ میں کچھ بنجر زمین چھوٹے چھوٹے کاشتکاروں کو ۱۹۶۱ء میں الاٹ ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت آلاٹمنٹ کی شرائط کے مطابق ان آلاٹیوں سے زمین کا لگان وصول نہیں کیا جاتا تھا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ نوآبادیات کی چٹھی نمبر CL/II ۔ ۲۹۲ / ۱۳۵-۷۱ مورخہ ۲۹-۱-۱۹۷۱ء کے ذریعے ٹھیکہ کی شرائط کے خلاف ان الاٹیوں پر پچھلے دس سال کا لگان عائد کر دیا گیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت اس لگان کی وصولی روکنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر نوآبادیات (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔ باڑہ سکیم کی دفعہ ۸ الف کے تحت آلاٹیاں کے لئے ہر سال ۱۵ جنوری اور یکم جولائی کو گورنمنٹ کو لگان ادا کرنا ہوتا تھا ۔ تاہم ماضی میں آلاٹیاں سے لگان وصول نہیں کیا جاتا تھا ۔ کیونکہ باڑہ سکیم میں لگان کی شرح موجود نہیں چٹھی نمبری CLII ۲۹۲ / ۱۳۵-۷۱ مجریہ ۲۹-۱-۷۱ کی رو سے گورنمنٹ نے باڑہ سکیم کے تحت لوئر باری دوآب کنال کالونی خانیوال میں الاٹ کی گئی اراضی کے لئے مندرجہ ذیل شرح لگان مقرر کئے اور اس شرح کے مطابق لگان آلاٹیاں کو آلاٹمنٹ کی تاریخ سے بیس ششماہی اقساط میں مالیہ کے ساتھ ادا کرنا تھا ۔

سال اول شرح لگان دو روپے فی ایکڑ سالانہ ۔

سال دوم شرح لگان چھ روپے فی ایکڑ سالانہ ۔

سال سوم شرح لگان دس روپے فی ایکڑ سالانہ ۔

سال چہارم شرح لگان بارہ روپے فی ایکڑ سالانہ ۔

سال پنجم شرح لگان سولہ روپے فی ایکڑ سالانہ ۔

(ج) جیسا کہ جواب (ب) میں وضاحت کی گئی ہے ۔ باڑہ سکیم کے آلاٹیاں سے لگان قانونی طور پر وصول کیا گیا اور سکیم کی کسی شرط کے خلاف نہیں ہوا ہے ۔

تحصیل خانیوال ضلع ملتان میں باڑہ سکیم کے تحت اراضی کی الاٹمنٹ

*۲۸۸۸۔خان امیر عبداللہ خان : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا حقیقت ہے کہ باڑہ سکیم کے تحت کچھ کاشتکاروں

کو چک نمبر ۹۸۔الف / ۱۰-آر ۲۵۔الف / ۱۰-آر ۴۲ / ۱۰ آر

اور ۹۰ / ۱۰-آر ۹۷ / ۱۰ آر تحصیل خانیوال ، ضلع ملتان میں کچھ اراضی ۱۹۶۰ء میں الاٹ ہوئی تھی -

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا الاٹیوں میں سے کسی کو بھی ایک مربع سے زائد رقبہ الاٹ نہیں کیا گیا تھا -

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ غریب اور چھوٹے کاشتکاروں نے زر کثیر کے صرفہ سے اور چھ سال کی محنت شاقہ سے اس بنجر الاٹ شدہ رقبہ کو لہلہاتے کھیتوں میں تبدیل کیا - اگر ایسا ہے تو اس طرح اوسطاً ہر کاشتکار نے کتنا رقبہ آباد کیا -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ دسمبر ۱۹۶۹ء کے آخر میں گورنر مغربی پاکستان نے ملتان اور وہاری کے دوڑے پر باڑہ سکیم کے الاٹیوں کو قابل بازیابی زمین کی فروخت میں پہلا حق عنایت کیا تھا -

(و) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس وقت کے کمشنر ملتان ڈویژن نے ۳۰ دسمبر ۱۹۶۹ء کو یہ احکامات بورڈ آف ریونیو (نو آبادیات) کو بھیجے تھے -

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ان احکامات پر عمل کرنے کی بجائے قابل بازیابی زمین کچھ نئے الاٹیوں کو دی جا رہی ہے - اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ان احکامات پر عمل کر کے

ان چھوٹے چھوٹے آلاٹیوں کی حصولہ افزائی کرنے کے لئے تیار ہے جن کے پاس کل آلاٹ شدہ رقبہ ایک مربع سے زائد نہیں ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر نو آبادیات (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) آلاٹیاں کو آلاٹ شدہ رقبہ کا کم از کم اسی فیصد رقبہ قابل کاشت بنانا ضروری تھا ۔ جو ضلع کے افسران کی رپورٹ کے مطابق انہوں نے پورا کیا ۔

(د) جی نہیں ۔ ایسا کوئی ریکارڈ نہیں ہے ۔ جس سے ظاہر ہو سکے کہ گورنر صاحب مغربی پاکستان نے ملتان اور وہاڑی کے قیام کے دوران دسمبر ۱۹۶۹ء میں کسی قسم کا کوئی حکم اس ضمن میں دیا ہو ۔ اس کے برعکس گورنمنٹ کی چٹھی نمبری CLII ۹۴ / ۷۰-۲۱۲۴ مجریہ ۱۴-۷-۷۰ میں ضلعی حکام کو گورنر صاحب کے فیصلہ کے بارے میں بتایا گیا کہ گورنمنٹ باڑہ آلاٹیاں کو نصف ضبط شدہ سرکاری اراضی کے حقوق ملکیت دینے کے لئے تیار نہیں مگر یہ رقبہ مذکورہ بالا آلاٹیاں صرف نیلامی کے ذریعے پٹہ پر حاصل کر سکتے ہیں ۔

(و) جی نہیں ۔ کمشنر ملتان نے جولائی ۱۹۷۰ء میں گورنمنٹ کی مذکورہ بالا چٹھی کی آمد پر اپنے ضلعی حکام کو وضاحتی احکامات صادر کئے تھے کہ باڑہ آلاٹیاں اس اراضی کو جو بروئے شرائط گورنمنٹ کی ہو گئی تھی اور جن پر ان کا ابھی تک قبضہ تھا وہ پٹہ پر حاصل کر سکتے ہیں ۔

(ز) باڑہ سکیم کی شرائط کے تحت حکومت کو کلی اختیار تھا کہ وہ اپنے حصہ کے رقبہ کو جس سکیم کے تحت چاہے آلاٹ کر دے چنانچہ گورنمنٹ نے اپنے حصے کے رقبہ کو متاثرین گوجرانوالہ

چھاؤنی - اسلام آباد اور دیگر غیر مالکان اراضی کو پندرہ سالہ سکیم کے تحت پٹہ پر دے دیا ہے - گورنمنٹ نے باڑہ سکیم کے آلاٹیاں کو آلاٹ شدہ زمین کے نصف حصہ میں حقوق ملکیت دے کر ان کی حوصلہ کر دی ہے -

---

اشتمال کے خاتمہ پر پرچی کھتونی جاری کرنا

***۲۹۲۱ - چوھدری غلام قادر :** کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ موضع چٹی شیخاں تحصیل سیالکوٹ کا اشتمال مکمل ہوئے چھ ماہ گزر گئے ہیں مگر آج تک موقع پر نہ تو نشان دہی کی گئی ہے اور نہ اکثر حقداران کو پرچی کھتونی تقسیم کی گئی ہے - اگر ایسا ہے تو مذکورہ حقداران کو کب تک پرچی کھتونی جاری کر دی جائے گی -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ عملہ فیلڈ کسی گاؤں کا اشتمال ختم کرنے کے بعد موقع پر نہ تو نشان دہی کرتا ہے اور نہ ہی موقع پر حقداران کو پرچی کھتونی جاری کرتا ہے -

(ج) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت یہ حکم جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ حقداران دیہہ کو سکیم اشتمال مستقل ہونے کے ایک ہفتہ کے اندر اندر موقع پر نشان دہی کر کے پرچی کھتونی تقسیم کر دی جائے ؟

وزیر اشتمال اراضی (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) یہ درست ہیں ہے - جملہ حقداران موضع چٹی شیخاں ، تحصیل و ضلع سیالکوٹ کو پرچہ زمینداران (یعنی پرچہ کھتونی) تقسیم کئے جا چکے ہیں -

(ب) یہ بھی درست نہیں ہے - عملہ فیلڈ بمطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو ہر موضع میں بوقت تقسیم جدید نئے پلاٹ ہائے کی نشان

دہی کے ساتھ ساتھ کرتے ہیں اور پرچی ہائے خام و پرچہ زمینداران تقسیم کرتے ہیں جیساکہ موضع مذکورہ میں بھی کیا گیا ہے ۔

(ج) جزو (الف) کا جواب چونکہ اثبات میں نہیں ہے لہذا جواب کی ضرورت نہیں ہے ۔

لاہور کے روزنامہ اخبارات کی تعداد

*۲۹۹۳ ۔ **میاں خورشید انور :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور سے کل کتنے روزنامہ اخبارات شائع ہوتے ہیں اور ان کے نام کیا ہیں ۔

(ب) مذکورہ بالا اخبارات کی علیحدہ علیحدہ تعداد اور اشاعت کیا ہے ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) ۔ لاہور سے ۱۵ روزنامے ہوتے ہیں ۔ ان میں ۹ باقاعدہ طور پر شائع ہوتے ہیں ۔ لسٹ مندرجہ ذیل ہے : ۔

۱ ۔ آزاد (اردو) ۲ ۔ ڈیلی بزنس رپورٹ ۔ (اردو) ۳ ۔ گارڈین (انگریزی) ۴ ۔ جاودان (اردو) ۵ ۔ امروز (اردو) ۶ ۔ مشرق (اردو) ۷ ۔ نوائے وقت (اردو) ۸ ۔ وفاق (اردو) ۹ ۔ مساوات (اردو) ۱۰ ۔ مغربی پاکستان (اردو) ۱۱ ۔ قومی آواز (اردو) ۱۲ ۔ سعادت (اردو) ۱۳ ۔ تعمیر (اردو) ۱۴ ۔ وقت (اردو) ۱۵ ۔ پاکستان ٹائمز (انگریزی) ۔

(ب) کسی اخبار کی تعداد اشاعت کے بارے میں حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ اس ضمن میں اخبارات کے اپنے دعوے کسی حد تک مبالغہ آمیز سمجھے جاتے ہیں اور حکومت پاکستان نے اخباروں کی قیمتاً جاری شدہ اشاعت کے تعین کے لئے ایک ادارہ آڈٹ بیورو

آف سرکولیشن قائم ہوا ہے ۔ جو مختلف ذرائع سے اخبارات کی تعداد اشاعت معلوم کرنے کی کوشش کرتا ہے ۔ چونکہ اخبارات کاروباری وجوہ کی بنا پر اس ادارے کی تعین شدہ اشاعت کو ظاہر کرنے کے حق میں نہیں اس لئے یہ مناسب نہ ہوگا کہ اس ادارے کی جانچ کردہ مختلف اخبارات کی اشاعت کے اعداد و شمار برملا طور پر ظاہر کئے جائیں ۔

تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں زیادہ غلہ اُگاؤ سکیم کے تحت آلاٹیوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

***۳۰۰۹ ۔ ملک محمد اعظم** : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا میں زیادہ غلہ اُگاؤ سکیم کے تحت کل کتنا رقبہ آلاٹ کیا گیا تھا اور مذکورہ رقبہ کن شرائط پر دیا گیا تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت زیادہ غلہ اُگاؤ سکیم کے تحت ان آلاٹیوں کو جنھوں نے حسب شرائط اراضی کاشت کی مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر نو آبادیات (چوھدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) کل ۴۵،۶،۱۳ ایکڑ رقبہ مندرجہ ذیل شرائط کے تحت آلاٹ کیا گیا تھا ۔

(۱) لاٹ کا سائز ۱۰ ایکڑ ہو گا ۔

(۲) پٹہ کی میعاد ۳ سال تھی جو ۵ سال تک بڑھائی جا سکتی تھی بشرطیہ ۵۰٪ رقبہ زیر کاشت لایا جا چکا ہو ۔ بصورت دیگر پٹہ کی میعاد نہ بڑھائی جاتی تھی ۔

(۳) صرف اجناس خوردنی کاشت کرنی تھی ۔

(۴) اگر کوئی پٹہ دار ۱۹۵۸-۵۹ء میں کاشت کرنے سے قاصر رہتا تو اس کا پٹہ قابل منسوخی تھا ۔

(۵) اگر رقبہ رفاہ عامہ کے لئے مقصود ہو تو کسی وقت بھی پٹہ بلا معاوضہ منسوخ کیا جا سکتا تھا ۔ ماسوائے کھڑی فصل کے ۔

(۶) پہلے دو سال کا لگان معاف تھا ۔

(ب) جی ہاں ۔ ۱۰ آلاٹیوں کو حقوق ملکیت حاصل کرنیکا حکم صادر کیا گیا ہے ۔ ۴۴۷۸ آلاٹیوں کے کیسوں کی جانچ پڑتال جاری ہے ۔ اس کے بعد فرداً فرداً ہر کیس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا ۔ نائب منتظم آبادی جوہر آباد کو کلکٹر کے اختیارات زیر دفعہ ۳ کالونی ایکٹ ۱۹۱۲ حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ان کیسوں کے فیصلہ میں تاخیر ہوتی تھی ۔ اب یہ اختیارات نائب منتظم آبادی جوہر آباد کو دے دیئے گئے ہیں اور امید ہے کہ ان کیسوں کا جلدی فیصلہ ہو جائے گا ۔

ٹیوب ویل سکیم کے تحت اراضی کی آلاٹمنٹ

*۳۰۱۰ ۔ ملک محمد اعظم : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ٹیوب ویل سکیم پر کل کتنی اراضی آلاٹ کی گئی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیوب ویل سکیم کے تحت اکثر آلاٹیوں نے ٹیوب ویل نصب نہیں کئے :

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کی جانب سے مذکورہ آلاٹیاں کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے ، یا کرنے کا ارادہ ہے ۔

وزیر نو آبادیات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) ۲۴۹۶۳۵ ایکڑ ۔

(ب) گورنر انسپکشن ٹیم نے پٹہ جات کی پڑتال کے دوران یہ رپورٹ کیا تھا کہ چند پٹہ داروں نے اندر میعاد مقررہ ٹیوب ویل نصب نہ کئے

تھے ، بلکہ بعد میں کئے تھے ۔ اس سلسلے میں حکومت نے احکامات صادر کئے تھے ، اگر موقع پر ٹیوب‌ویل موجود ہے تو ایسے آلاٹیوں کو اب مورد الزام نہ ٹھہرایا جائے ۔ لیکن جن پٹہ داروں نے ٹیوب‌ویل نصب نہیں کئے ان کے خلاف شرائط کی عدم پابندی کی وجہ سے قانونی کارروائی کی گئی اور ان کے پٹہ جات ضبط کئے گئے ۔ اور آئندہ بھی شرائط کی خلاف ورزی کی وجہ سے اراضی ضبط ہو سکتی ہے ۔

(ج) جواب اوپر درج ہے ۔

---

۱۵ سالہ سکیم کے آلاٹیاں کو مالکانہ حقوق کی تفویض

*۳۰۲۷ ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب نے چند سال پہلے غیر مالک مزارعان اور چھوٹے مالکان کو ۱۰ سالہ سکیم پر بارہ ایکڑ فی کس کی شرح سے رقبہ دیا تھا ۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت ان آلاٹیاں کو مالکانہ حقوق دے دے گی ۔ اگر دے گی تو کن شرائط پر اور کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر نو آبادیات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : سرکاری زمین پٹہ میعادی پندرہ سالہ لگان پر دی گئی ہے پٹہ دار کو خریف ۱۹۷۰ء اور ربیع ۱۹۷۱ء کا تشخیص شدہ لگان یا مالیہ کا دس گنا جو بھی زیادہ ہو ادا کرنا ہو گا بشرطیکہ ۔

(الف) پٹہ کے پہلے پانچ سال گزرنے کے بعد سالانہ لگان دس فیصد ایزاد ہو گا ۔

(ب) پٹہ کے دس سال گزرنے کے بعد سالانہ لگان بیس فیصد ایزاد ہوگا ۔

چونکہ پندرہ سالہ سکیم میں حقوق ملکیت دینے کے متعلق کوئی شک نہیں ہے ۔ اس لئے آلاٹیاں کو ان کے حقوق دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

لاہور پریس کلب کو عالمی امداد کی فراہمی

*۳۱۰۰ - میاں محمد رفیع : کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی حکومت نے لاہور پریس کلب کی ۱۹۷۲ء-۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۳ء میں اب تک کوئی مالی امداد نہیں کی - اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے - اگر مدد دی گئی تو ہر سال کیا مدد دی گئی -

(ب) کیا آئندہ مالی سال میں حکومت لاہور پریس کلب کو مالی امداد دینے کو تیار ہے ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے بجٹ میں ہر سال ۵۶۵۰ روپے کی رقم لاہور پریس کلب کو امداد دینے کے لئے مختص کی جاتی ہے - اور یہ امداد در حقیقت دفتر کی عمارت کے کرائے کے لئے ہوتی ہے جو کہ متروکہ جائیداد کا ایک حصہ ہے - پچھلے سال کلب نے اس رقم کا مطالبہ نہ کیا اور نہ ہی سال رواں میں اب تک کیا ہے - غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ دفتر بحالیات کی طرف سے اب تک کوئی بل کلب کو موصول نہیں ہوا رقم اس سال کے بجٹ میں بھی موجود ہے اور کرائے کے بل کا انتظار ہے -

(ب) لاہور پریس کلب کے حالیہ افتتاح کے موقع پر گورنر پنجاب کی طرف کئے گئے وعدہ کے مطابق اس رقم کے علاوہ موجودہ سال کے ضمنی بجٹ میں مزید ۵,۰۰۰ روپے کا مطالبہ محکمہ مالیات سے کر دیا گیا ہے -

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ٹیوب ویل و مویشی پال اور چند سکیم کے تحت اراضی کی آلاٹمنٹ

۲۵ ۔ مسٹر فرزند علی : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ میں اب تک سکیم ہائے ٹیوب ویل مویشی پال اور احداثی چاہ سکیموں پر کن اشخاص کو کتنا کتنا رقبہ کن تاریخوں اور کن کن شرائط پر آلاٹ ہوا ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چند آلاٹیاں تا حال شرائط کی پابندی نہ کرتے ہوئے بھی رقبہ مذکور پر قابض ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو ان کے قبضہ میں کتنا کتنا رقبہ ہے ۔

(ج) کتنے آلاٹی کتنا رقبہ شرائط پوری نہ کرنے کی وجہ سے چھوڑ گئے ہیں اور اس چھوڑے ہوئے رقبہ کو دوبارہ کس سال میں اور کس سکیم کے تحت نئے اشخاص کو آلاٹ کیا گیا ہے ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ چھوڑا ہوا رقبہ دوبارہ دس سالہ سکیم پر آلاٹ کیا گیا ہے ۔

(ہ) کیا حکومت جزو (ب) میں مندرج آلاٹیوں کو وہی حقوق منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو حقوق اس رقبہ سے پرانے آلاٹیوں کو حاصل تھے اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے ؟

وزیر نو آبادیات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : مطلوبہ کوائف ابھی کچھ اضلاع سے موصول ہونے باقی ہیں ۔ کیونکہ جوابات کافی طویل ہیں مکمل ہونے پر جواب پیش کیا جائے گا ۔

ٹیوب ویل ، مویشی پال ، گھوڑی پال اور چارہ کی سکیموں کے تحت اراضی کی آلاٹمنٹ

۳۸ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں ٹیوب ویل ، مویشی پال ، گھوڑی پال اور چارہ کی سکیموں کے تحت علیحدہ علیحدہ اب تک کتنی اراضی کتنے افراد کو آلاٹ ہو چکی ہے ۔

(ب) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ بالا سکیمیں اب ختم کر دی گئی ہیں ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر نو آبادیات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : (الف) صوبہ پنجاب میں ٹیوب ویل سکیم کے تحت ۲۴۹۶۳۵ ایکڑ اراضی ۲۱۰۱ افراد کو مویشی پال سکیم کے تحت (جو کہ ۳۰۰ ایکڑ سکیم کے نام سے بھی موسوم ہے) ۹,۱۱۲ ایکڑ اراضی ۳۵ افراد کو اور گھوڑی پال سکیم کے تحت ۸۸,۸۲۵ ایکڑ اراضی ۳,۳۰۰ افراد کو آلاٹ ہوئی ہے ۔ چارہ سکیم مجریہ ۱۹۴۶ء کے تحت ۱,۶۸۷ ایکڑ اراضی ۲۱۷ افراد میں تقسیم ہوئی ۔ جس کی وقتاً فوقتاً توسیع ہوتی رہی ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔ ہر سکیم کے آغاز میں شیڈول تیار کیا جاتا ہے ۔ اور جو رقبہ اس سکیم کے تحت دیا جانا مقصود ہو اس کی لائیں تیار کی جاتی ہیں ۔ جس وقت وہ لائیں تقسیم ہو جائیں تو اس سکیم کو ختم تصور کیا جاتا ہے ۔ بعض دفعہ آلاٹمنٹ کو ختم کرنے کی تاریخ مقرر کر دی جاتی ہے ۔ تاکہ تقسیم میں کسی قسم کی تاخیر نہ ہو ۔

صوبہ پنجاب میں مویشی پال ، گھوڑی پال اور فارمنگ سکیم کے تحت اراضی کی آلاٹمنٹ

۴۱ - چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر نو آبادیات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں مویشی پال ، گھوڑی پال اور فارمنگ سکیم کے تحت کن کن

اشخاص کے پاس کتنی کتنی اراضی ہے - اور یہ اراضی کس نے آلاٹ کی تھی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

محکمہ اطلاعات کی جانب سے روزنامہ اخبارات کو سرکاری اشتہارات کی اشاعت کے لئے معاوضہ کی ادائیگی

۴۴ - **میاں غلام فرید چشتی :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۳۱ جنوری ۱۹۷۳ء محکمہ اطلاعات کی طرف سے صوبہ پنجاب سے شائع ہونے والے روزنامہ اخبارات کو کتنی رقم بطور معاوضہ برائے اشاعت سرکاری اشتہارات ادا کی گئی -

(ب) ان اخبارات کے نام - مقام اشاعت اور ادا کی جانے والی رقوم کی تفاصیل بتائی جائیں ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

لاہور کے روزنامہ اخبارات کو سرکاری اشتہارات دینا

۴۶ - **میاں خورشید انور :** کیا وزیر اطلاعات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ لاہور سے روزانہ شائع ہونے والے اخبارات کو سال ۱۹۷۲ء میں کتنی مالیت کے سرکاری اشتہارات دیئے گئے تمام روزناموں کو ملنے والے سرکاری اشتہارات کی مالیت اور شرح کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کی جائے ؟

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : لاہور سے شائع ہونے والے روزنامہ اخبارات کو ۱۹۷۲ء میں دئے جانے والے صوبائی سرکاری اشتہارات کی شرح اور مالیت حسب ذیل ہے :-

نمبر شمار	نام اخبار	شرح پیسے روپے	مالیت پیسے روپے
۱ -	پاکستان ٹائمز	۶۵ - ۱۸ فی کالم انچ ۷۵ - ۲ فی سطر	۲۹ - ۳,۷۲,۱۱۲
۲ -	مشرق	۴۵ - ۲۷ فی کالم انچ	۹۶ - ۳,۹۴,۱۲۰
۳ -	امروز	۴۲ - ۲۵ " "	۹۴ - ۱,۸۱,۸۸۰
۴ -	مساوات	۲۵ - ۱۷ " "	۵۰ - ۱,۷۹,۲۶۲
۵ -	نوائے وقت	۲۵ - ۱۷ " "	۵۲ - ۱,۲۵,۰۴۴
۶ -	مغربی پاکستان	۵۰ - ۴ " "	۵۰ - ۲۹,۲۳۹
۷ -	وفاق	۵۰ - ۴ " "	۷۵ - ۲۳,۲۶۴
۸ -	جمہور	۰۰ - ۲ " "	۰۰ - ۵۹۸
۹ -	وقت	۰۰ - ۲ " "	۰۰ - ۱,۰۱۹
۱۰ -	جاوداں	۰۰ - ۲ " "	۰۰ - ۲۶۵

لاہور ڈویژن کے دیہات میں اشتمال اراضی

۴۷ - **سردار محمد عاشق :** کیا وزیر اشتمال اراضی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور ڈویژن میں جنوری ۱۹۵۰ء سے دسمبر ۱۹۷۲ء تک کون کون سے دیہات میں اشتمال اراضی کا کام مکمل ہوا اور کن کن دیہات میں یہ کام آج تک مکمل نہیں ہو سکا۔

(ب) جن دیہات میں گذشتہ پانچ سال سے اشتمال مکمل نہیں ہو سکا اس کی وجوہات کیا ہیں نیز یہ کام کب تک پایۂ تکمیل کو پہنچ جائے گا؟

وزیر اشتمال اراضی (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) : الف قانون اشتمال اراضی ۱۹۶۰ء میں معرض وجود میں آیا۔ اشتمال کا کام اس قانون کے تحت سال ۱۹۶۰ء میں شروع ہوا۔ لاہور ڈویژن کے ہر ضلع کے جن دیہات میں اشتمال اراضی کا کام مکمل ہوا اور جن دیہات میں کام ابھی تک مکمل نہیں ہو سکا اُن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ *فہرست مواضعات ایوان کی میز پر لکھ دی گئی ہے۔

ضلع	مکمل شدہ مواضعات	زیر تکمیل مواضعات
لاہور	۶۱۵	۵۸
شیخوپورہ	۳۸۶	۴۴
گوجرانوالہ	۸۷۲	۴۳
سیالکوٹ	۱،۳۸۹	۷۱

(ب) مواضعات جو گذشتہ پانچ سال سے مکمل نہیں ہوئے۔

ضلع	موضع	وجوہ
لاہور	موجوکی	ان مواضعات ٹائم شیڈول ابھی تک ختم نہیں
	منڈیکی	ہوا لہذا ابھی مکمل نہیں ہوئے یہ بڑے
	نیازبیگ	مواضعات ہیں۔
	سدھا	یہ موضع ریمانڈ ہوا اور گاؤں میں پارٹی بازی کی وجہ سے دوران ٹائم شیڈول نہ ہو سکا۔
	جلیالہ	یہ موضع ریمانڈ ہوا۔ ٹائم شیڈول ختم ہو چکا ہے۔
شیخوپورہ	جیت	عدالت عالیہ سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے مکمل نہیں ہوا۔
سیالکوٹ	مل لالو	ٹائم شیڈول ختم ہو چکا ہے۔

*فہرست اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں۔

لاہور ڈویژن کے دیہات میں اشتمال اراضی

۵۸ - سردار محمد عاشق : کیا وزیر اشتمال از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) لاہور ڈویژن میں یکم جنوری ۱۹۶۰ء تا یکم جنوری ۱۹۷۳ء کون کون سے دیہات کے اشتمال اراضی مکمل ہوئے۔

(ب) اشتمال اراضی پر مامور عملہ کی مندرجہ بالا مدت میں تنخواہ اور دیگر اخراجات پر کتنی رقم خرچ ہوئی اور اشتمال اراضی سے کل کتنی فیس وصول ہوئی۔

(ج) کیا مدت مذکورہ میں بعد اشتمال کئی ایک دیہات کا ریکارڈ آگ لگنے یا چوری ہونے سے ضائع بھی ہوا۔ اگر ایسا ہے تو ان دیہات کے نام اور متعلقہ پٹواری کے نام بھی بتائے جائیں۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان دیہات کا ریکارڈ دوبارہ درست کر لیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو کب تک ریکارڈ درست کر لیا جائے گا ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری علی بہادر خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری علی بہادر خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

> I could not attend Session on 9th, 10th, 11th, 22nd and 23rd March, 1973, due to unavoidale circumstances. Kindly allow leave,

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک خان محمد کھوکھر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک خان محمد کھوکھر صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ ۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء کو اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا کیونکہ مجھے بخار تھا رخصت دی جاوے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری غلام قادر

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری غلام قادر صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

As my father had died, I could not attend the Assembly proceedings on 23rd and 24th instant. Leave may please be granted.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I suggest that we should send a message of condolence to him.

Mr. Speaker : We can meet him otherwise, too.

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔

میں مورخہ ۲۴ اپریل ۱۹۷۳ء کو خرابی صحت کی بنا پر اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا ۔ براہ کرم ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں لیاقت حسین مؤل

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست میاں لیاقت حسین مؤل صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to illness I could not attend the Assembly Session on 20th, 23rd and 27th February, 73, 8th, 9th, 10th and 10th March, 73, 11th, 12th, 22nd and 23rd April, 73. Leave for the said dates may please be granted to me.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید محمد تقی شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید محمد تقی شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

> گذارش ہے کہ ضروری کام کی وجہ سے میں مورخہ ۸ ، ۹ اور ۱۹ مارچ ۱۹۷۳ء کو اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکا - مجھے ان ایام کی رخصت عنایت فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ محمد خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ محمد خان خاکوانی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

> I was absent from the Assembly from 4th to 6th, 9th to 11th and 22nd to 23rd April, 73 in connection with a meeting of Directors of A. D. B. P. in Karachi, and also in connection with a marriage in Multan. Kindly get necessary leave of absence from the House.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر جاوید حکیم قریشی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر جاوید حکیم قریشی ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

Due to illness I could not attend the Assembly Session held on 9th and 11 April, 1973. Leave for the said dates may please be granted to me.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میری طبیعت خراب ہے جس کی وجہ سے اجلاس میں شریک ہونے سے معذرت چاہتا ہوں۔ براہ کرم آج مورخہ ۲۴ اپریل کی رخصت تصور فرمالیں۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایچ ۔ ایس ۔ اسلام الدین

ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

میں بوجہ بیمار آج ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے مجھے ایک یوم کی رخصت عنایت فرمائی جائے عین نوازش ہو گی ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر تاج محمد خانزادہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر تاج محمد خانزادہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I shall be grateful if leave is granted to me for the 22nd and 23rd April, 1973, I was unable to attend due to urgent work.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست نوابزادہ سردار عطا محمد خان لغاری صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I may kindly be granted leave for 22nd and 23rd April, as I had to attend the

opening ceremony of the Rajanpur Kashmore Railway Line. I, however returned to Lahore on 23-4-73, but after Assembly Session.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر اختر عباس بھروانہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر اختر عباس بھروانہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

مورخہ ۲۲ اور ۲۳ اپریل ۱۹۷۳ء کو بوجہ طبیعت کی ناسازی اجلاس میں شریک نہ ہو سکا مہربانی فرما کر ان دو یوم کی رخصت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک فتح خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک فتح خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

I humbly state that I am suffering from fever as I have reached Lahore, and I may not be able to attend Assembly Session for

one or two days. Therefore, I request you to very kindly, grant me leave from 22nd to 24th instant and oblige.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ناصر علی خان بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ کو برسوں سے بخار ہے - جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا - اس لئے مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء تا ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء کی رخصت فرمائی جائے نوازش ہو گی -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

رانا رب نواز نون

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست رانا رب نواز نون صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ بندہ کی طبیعت سخت خراب ہے جس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا - براہ مہربانی

دو یوم مورخہ ۲۴ ، ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

منسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب سپیکر! خوش قسمتی سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب تشریف فرما ہیں تو دعوت کا فیصلہ ہو جانا چاہئے۔

مسٹر سپیکر : وہ تو کل بھی موجود تھے اور پرسوں بھی تھے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ "روٹی وی تیار اے تے گڈی وی تیار اے"۔ یہ کھانے کی دعوت اس وقت دیتے ہیں جب چھٹیاں ہوں۔

مسٹر سپیکر : میرے پاس ۲۸ اپریل کے لئے دعوت نامہ آ چکا ہے۔ یہ ذرا لیٹ ہو گیا ہے۔

آوازیں : اس دن ہفتہ ہے ہم چھٹی والے دن نہیں آ سکتے۔

مسٹر سپیکر : کیا ہم ہفتے کی صبح کو اجلاس نہیں کریں گے۔ اگر اس اجلاس کا آخری کام کرنے کا دن ہوا تو اس دن کر لیں گے۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا۔ کیا یہ کوئی تحریک التوا ہے ؟

مسٹر سپیکر : نہیں۔ یہ تحریک التوا نہیں ہے۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ شاید ہفتے کے روز بیشتر ممبر یہاں نہ ہوں۔

وزیر اعلیٰ : اس دن کے بعد تو فارغ ہو ہی جانا ہے۔ در اصل جن کے اعزاز میں یہ کھانا دیا جا رہا ہے ان کو یہی دن suit کرتا ہے۔ اس لئے میں درخواست کروں گا کہ اس کو منظور کر لیا جائے۔

مسٹر سپیکر : کیا گورنر صاحب تشریف لا رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : جی ہاں -

مسٹر سپیکر : ۲۸ تاریخ کو ۸ بجے گورنر پنجاب کے اعزاز میں جناب وزیر اعلیٰ دعوت دے رہے ہیں - تمام ایم - پی - اے حضرات سے استدعا ہے کہ وہ تشریف لا کر تناول ماحضر فرمائیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب یہ کھانا تو وہ گورنر صاحب کو دے رہے ہیں - ہم بھی اس میں شامل ہوں گے - لیکن جو کھانا انہوں نے ہمیں دینا ہے وہ کب ہوگا ؟

مسٹر سپیکر : وہ بھی ضرور ہوگا -

مسٹر سپیکر : اب کچھ تحریک استحقاق لیڈر آف دی ہاؤس سے متعلق تھیں :

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا - آج بڑی چہل پہل ہے -

مسٹر سپیکر : چہل پہل تو ہے مگر کورم باقاعدگی سے موجود ہے - چیف منسٹر صاحب آپ نے کل فرمایا تھا کہ تحریک استحقاق نمبر ۵۶ کریں گے -

وزیر اعلیٰ : وہ کونسی ہے ؟

مسٹر سپیکر : یہ تحریک ثابش الوری صاحب کی ہے جو لوکل باڈیز کی ملازمتوں پر سے عائد شدہ پابندیوں سے متعلق ہے -

وزیر اعلیٰ : اس کے لئے انہوں نے اتفاق فرمایا تھا کہ مجھے چند دن غور کرنے کے لئے دیں گے -

مسٹر سپیکر : کیا یہ ۲۶ تاریخ کے لئے رکھ لیں ؟

وزیر اعلیٰ : جی ہاں -

مسٹر سپیکر : ایک اور تحریک استحقاق جو ایس - ایچ - او تھانہ کڑیانوالہ کے متعلق ہے کیا اس کو بھی ۲۶ تاریخ کے لئے رکھ لیتے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : جی ہاں ۔ اس سلسلے میں جتنا مجھے علم ہے اتنا حاجی صاحب کو بھی علم ہے ۔ ویسے ۲۶ تاریخ ٹھیک ہے ۔

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری کی تحریک التوا نمبر ۴۸۷ امپرومنٹ ٹرسٹ لاہور کی طرف سے واٹر ریٹس میں اضافہ کے متعلق ہے ۔

وزیر اعلیٰ : اس کا جواب دینے کے لئے مہلت چاہیے ۔

Mr. Speaker : All right I will fix a date.

اب چوہدری امان اللہ لک کی تحریک التوا امپرومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے بستی سیدن شاہ میں مکانات گرانے سے متعلق ہے ۔ وزیر اوقاف :

امپرومنٹ ٹرسٹ کی طرف سے بستی سیدن شاہ میں مکانات کی مسماری

وزیر اوقاف و اطلاعات : بستی سیدن شاہ کی پرانی آبادی کے مکینوں کو لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ نے بے دخل نہیں کیا ۔ پلاٹ نمبر ۲۶۵ اہر مال میں حال ہی میں ۹ ناجائز جھگیاں تعمیر کی گئیں ۔ قصور واران کے خلاف ۵-۳-۷۳ کو زیر دفعہ ۷۹ / ۷۸ میونسپل ایڈمنسٹریشن آرڈیننس ۱۹۶۰ کے تحت نوٹس جاری کیے گئے ۔ انھیں دو دن کے اندر ناجائز جھگیاں ہٹانے کے لئے کہا گیا مگر انھوں نے تعمیل نہ کی ۔ ان کو نوٹس زیر دفعہ ۸۱ ٹاؤن امپرومنٹ ایکٹ ۱۹۲۲ دیے گئے کہ وہ چھ گھنٹے کے اندر اندر جھگیاں ہٹا لیں مگر انھوں نے ایسا نہ کیا اور ان کے خلاف ۱۴-۳-۷۳ کو جھگیاں مسمار کرنے کے احکام حاصل کیے گئے ۔ پہلا نوٹس پانچ مارچ کو دیا گیا تھا ، پھر مسمار کرنے کے احکام ۱۴ مارچ کو حاصل کیے گئے ۔ امپرومنٹ کا عملہ موقع پر ۲۰ مارچ کو ، یعنی پندرہ دن کے بعد گیا اور ۸ جھگیاں گرا دیں ۔ نویں جھگی مکینان کی رکاوٹ کی وجہ سے نہ گرائی جا سکی ۔ یہ وہ جھگیاں تھیں جو حال ہی میں بغیر کسی اجازت کے تعمیر کی گئی تھیں ۔ وہ کوئی

پرانے عرصے کی نہیں بنی ہوئی تھیں ۔ ان میں سے صرف ۸ کو ہٹا دیا گیا اور وہ بھی بائیس تاریخ کو ان کے خلاف کارروائی شروع ہوئی ۔ مختلف مراحل پر انہیں نوٹس دیتے رہے اور بیس تاریخ کو ان کو وہاں سے ہٹایا گیا ۔

چوہدری امان اللہ لک : میں تھوڑی سی وضاحت مزید چاہتا ہوں ۔ ان کی نیک طبیعت سے میں یہ توقع کرتا ہوں کہ وہ اس رپورٹ پر بھروسہ نہ کریں جو ان کو محکمے کی طرف سے موصول ہوئی ہے ۔ اس میں ذاتی دلچسپی لیں ۔ کچی آبادی ڈیکلیر ہو چکی ہے اور اس میں ناانصافی ہوئی ہے اس لئے میں جناب سے توقع کرتا ہوں کہ اس ناانصافی کی خلاف جو عملے نے کی ہے ، اگر کوئی ایسی ہو تو اس میں خود دلچسپی لیں اور رپورٹوں پہ نہ جائیں ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات : جناب سپیکر ! میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ کسی غریب آدمی پر نہ تو ہرگز کوئی زیادتی ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی ۔ اور میں فاضل ممبر کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آج یا کل تھوڑا سا وقت نکالیں ، میں اپنی کار میں بٹھا کر ان کو موقع پر لے جاؤں گا اور انہیں دکھاؤں گا کہ جو واقعات میں نے پیش خدمت کیے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, the motion is not pressed. It stands disposed of accordingly.

جعلی دستاویزات کے ذریعہ سرکاری زمین کی فروخت

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور کی اشاعت مورخہ ۲۷-۳-۷۳ کی ایک خبر کے مطابق جعلی دستاویزات کے ذریعے دس کروڑ روپے کی مالیت کی سرکاری زمین فروخت کر دی گئی ہے ۔ یہ اراضی ضلع لائل پور میں ایک ایڈیشنل کمشنر ، ایک ڈی ایس پی اور وکیل نے فرضی دستاویزات کے ذریعے فروخت کی ۔ اس واقعہ سے عوام میں سخت

بے چینی پیدا ہو چکی ہے ۔ واقعہ کی اہمیت کے پیش نظر اس پر بحث کرنے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے ۔

وزیر اوقاف و اطلاعات : جناب سپیکر ! یہ تحاریک التوا نمبر ۴۹۸ - ۵۰۷ اور ۵۱۲ ایک ہی قسم کی ہیں تینوں کا جواب اکٹھا ہے ۔

لوکل افسران کی اطلاع کے مطابق یہ واقعہ حالیہ نہیں ۔ بلکہ ۱۹۶۱ اور ۱۹۶۶ کے متعلق ہے ، البتہ کیس پولیس میں اب رجسٹر ہوا ہے ۔ واقعات اس طور پر ہیں ۔ چک ۲۷۹ آر بی میں جنوری و فروری ۱۹۶۱ء میں ۱۹ کنال ۱۶ مرلے ۶ سرساہی رقبہ مسماۃ مومنہ خاتون کے نام مستقل طور پر آلاٹ ہوا ۔ مسماۃ مومنہ خاتون نے تمام رقبہ ۸ ہزار روپے میں مورخہ ۱۳-۶-۶۱ مرزا حشمت حسین بیگ اور فضل الٰہی عثمانی کے ہاتھ فروخت کر دیا ۔ مرزا حشمت حسین بیگ نے اپنا حصہ مظہر بیگ کے ہاتھ فروخت کردیا ۔ مظہر بیگ نے ۹ کنال ۵ مرلے ڈیرہ سرساہی رقبہ مختلف انتقالات کے ذریعے چھوٹے چھوٹے پلاٹوں کی صورت میں مبلغ تیس ہزار ۱۰۵ روپے میں ۱۹۶۶ء میں عبدالستار وغیرہ کو فروخت کر دیا ۔ اسی طرح باقی ماندہ رقبہ بھی فروخت ہوا ۔ فضل الٰہی عثمانی نے ۵ کنال ۱۴ مرلے ۶ سرساہی رقبہ محمد اسلم وغیرہ کو مبلغ ۲۸ ہزار ۷۵۰ روپے میں فروخت کیا ۔ لیکن ۱۷-۲-۱۹۷۳ء کو انتقال نا منظور ہوا کیونکہ رقبہ اس رقبے کا حصہ ہے جو سرکاری زمین سے تبادلہ ہوا تھا اور اس متروکہ رقبے کے بدلے میں حکومت نے لائل پور کے باہر سرکاری رقبہ دیا تھا ۔ تبادلہ شدہ کچھ رقبہ کے انتقالات ۱۹۶۹ء و ۱۹۷۲ء میں تصدیق ہوئے اور کچھ رقبے کا انتقال ابھی نہیں ہوا ۔ اب فضل الٰہی عثمانی ، مظہر بیگ اور محمد اکبر بیگ کے خلاف مقدمہ درج ہو کر پولیس کے زیر تفتیش ہے ۔ جناب سپیکر ! یہ ہیں وہ کوائف ، جو میں نے ایوان کے سامنے پیش کیے ہیں ۔ ۱۹۶۱ ، ۱۹۶۶ اور ۱۹۶۹ میں ان لوگوں نے مل کر واقعی بددیانتی کی ہے ۔ جب میں نے پڑتال کی تو میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ۱۹۷۲ میں جب انھوں نے انتقال کرانے کی کوشش کی ، اس عوامی گورنمنٹ کے عہد میں ، تو ان کی جو جو بھی دھاندلیاں تھیں وہ منظر عام پر لائی گئیں اور پولیس میں کیس رجسٹر ہو چکا ہے ۔ بد دیانتی اصل میں یہ ہوئی ہے کہ رقبہ متروکہ تھا گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ متروکہ رقبے کو سٹیٹ لینڈ میں convert کر لیا جائے ۔ اس کے بجائے باہر جو سٹیٹ لینڈ ہے ، وہ متروکہ جائیداد کر دی جائے ۔ اس کے باوجود ، جبکہ چٹھی جاری ہو چکی تھی

اور ان افسران کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ان لوگوں سے مل کر یہ رقبہ ان کے نام پر آلاٹ کرتے - اور یہ برائے نام Benami transaction کرتے - اور میں فاضل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ جن لوگوں نے یہ گڑ بڑ کی ہے ، بددیانتی کی ہے ، ان میں سے جو زندہ ہیں ، انشاء اللہ تعالیٰ ان کو قطعاً معاف نہیں کیا جائے گا ، ان کے خلاف سخت کارروائی ہوگی -

چوہدری امان اللہ لک : ان افسران میں بہت ذمہ دار افسران ہیں جنہوں نے یہ سازش کی تھی - ذرا اس پر بھی غور فرمائیے -

وزیر اوقاف و اطلاعات : ان میں سے کچھ تو گھر پہنچ چکے ہیں اور اگر کوئی باقی ہے تو اسے بھی ضرور گھر پہنچایا جائے گا اسے نہیں چھوڑا جائے گا ، آپ یقین رکھیں -

Mr. Speaker : In view of the statement of the Minister, it is not pressed and disposed of accordinly.

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! ایکسپلینیشن کے طور پر میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری طرف سے دعوت ہے ، اپنی پارٹی کے ممبران کو اور اپوزیشن کے معزز اراکین کو بھی ، کہ جہاں جہاں ایسی کوئی دھاندلی نظر آئے وہ لازمی طور پر اخلاقی فرض سمجھتے ہوئے ہمارے نوٹس میں لائی جائے تا کہ اس تمام برائی کا خاتمہ کیا جا سکے ، کیونکہ ان ناجائز آلاٹمنٹوں نے اور ان چکروں نے دراصل ہماری معاشی ، سیاسی اور اخلاقی زندگی کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ crusade ہمیں جاری کرنا چاہیے شہر خرابیاں ہیں جو دور ہوتے ہوتے ہوں گی - لیکن سب کی کوشش سے ہوں گی اور اس معاملے میں کسی کو معاف نہیں کرنا چاہیے -

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف آرڈر : میں جناب کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ان کی مہربانی ہے شکایتیں تو ہم ان کی خدمت میں ضرور پہنچائیں گے اور میں ان کا بڑا مشکور ہوں اور تمام ممبران بے حد مشکور ہیں - لیکن کیا وہ یقین دہانی کرا سکتے ہیں کہ وہ مداوا بھی کر سکیں گے ، ان شکایات کو دور بھی کر سکیں گے ، کیا یہ ان کے اختیار میں ہے ؟

وزیر اعلیٰ : انشاء اللہ لازمی کریں گے اور ایسا کیا جانا چاہیے - ایسا لازمی طور پر کریں گے - ہمیں اتنی طاقت حاصل ہے عوام کے تعاون کی وجہ سے ہم کر سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر : بیگم آباد احمد خان ۔

بیگم آباد احمد خان : مہربانی ۔ جو آج کسی غریب عورت کو بھی پوچھا گیا ۔ یعنی بولنے کا حق مشکل سے ملتا ہے وہ آج ملا ۔ مجھے یہ کہنا ہے کہ جس کسی کو اس کا جائز حق نہ ملا ہو اسے اس کا حق کلیم وغیرہ کا دلایا جائے گا ؟ کیا حکومت ایسا ارادہ رکھتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : انھوں نے یہی کہا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : میرا خیال ہے کہ بیگم صاحبہ کا اشارہ اس طرف ہے کہ کسی خاتون کو وزیر نہیں بنایا گیا ۔

بیگم آباد احمد خان : ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ ناجائز جائیدادوں پر قبضہ کر رکھا ہے ۔ تو جسے جائز حق نہ ملا ہو اس کا ذکر بھی نہیں کرتے ۔ شاہ نذیر عالم مرحوم (ڈی آئی جی پولیس) اس دنیا سے ناکام چلے گئے کینسر کا علاج نہ کروا سکے ۔ تو جسے جائز حق نہ ملا ہو اس کو بھی یاد رکھنا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : ان کی ایک لسٹ بنا کر چیف منسٹر صاحب کو دے دی جائے ۔

بیگم آباد احمد خان : مجھے کوئی امید نہیں ہے کہ اس پر عمل ہوگا ۔ لسٹ تو جب بنائی جائے جب امید ہو ۔

مسٹر سپیکر : سردار محمد عاشق موجود نہیں ہیں ۔ رانا پھول محمد خان وہ بھی موجود نہیں ہیں ۔ دیوان غلام عباس بھاری بھی نہیں ہیں ان کی تحریک التوا کے ۵۰۹—۵۱۲ اور ۵۱۳ نمبر ہیں ۔

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف آرڈر ۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جناب والا ! بڑا خوش نما اعلان فرمایا ہے ۔ اس سلسلے میں وہ یہ بھی ارشاد فرما دیں کہ لوگ ان کو ملیں کہاں ؟ کہاں ڈھونڈیں ۔ کہاں پائیں ؟

مسٹر سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ اب میں تحریک التوا ۵۵۱ لے رہا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میاں خورشید انور نے حسب عادت اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے - میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ کے لیے انہیں یہ تکلیف نہیں دی جائے گی کہ انہیں میری جدائی ناگزیر گزرے -

Mr. Speaker : I now take up adjournment motion No. 551, at the request of Mian Khurshid Anwar.

وہاڑی میں پرائمری سکول کے وظائف کے امتحان سنٹر اور وقت کی بغیر اطلاع کے تبدیلی

میاں خورشید انور : میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے ہفت روزہ "انسانیت" وہاڑی کی اطلاع کے مطابق پرائمری سکول کے وظائف کا امتحان جس کا سنٹر میونسپل گرلز ہائی سکول وہاڑی کی بجائے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول میں بغیر اطلاع کے تبدیل کر دیا گیا ہے اور امتحان بجائے ۸ بجے صبح کے ۱۲ بجے دوپہر شروع کیا گیا جس کی وجہ سے وہاڑی بوریوالہ اور میلسی کی بیشتر طالبات اس امتحان میں شرکت نہ کر سکیں جس سے ان کی حق تلفی ہوئی - اس حق تلفی کی وجہ سے طالبات کے والدین میں سخت اضطراب اور ناراضگی پیدا ہوئی ہے -

وزیر تعلیم : میرے پاس جواب موجود ہے - جناب والا ! آپ کی اجازت سے میں فاضل محرک کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس سال مڈل سکول کے وظائف کے امتحان کے لئے تحصیل وہاڑی کے ایم بی گرلز ہائی سکول میں سنٹر مقرر کیا گیا - لیکن اسی دن سنٹر کی جو اے ڈی آئی تھی جب سکول پہنچی تو اس سکول کی ہیڈ مسٹرس صاحبہ نے کہا کہ اگرچہ دوسرے سکولوں سے دو دو بچیاں اس مقابلے کے امتحان میں حصہ لے رہی ہیں لیکن میرے سکول سے آپ پانچ لیں - اے ڈی آئی جو سنٹر سپرنٹنڈنٹ تھی اس نے کہا یہ نہیں ہو سکتا - تمام سکولوں سے دو دو بچیاں شامل ہو رہی ہیں آپ کے سکول سے کیسے پانچ لیں - اس پر جھگڑا ہو گیا اور پھر ایم - بی ہائی سکول کی جو ہیڈ مسٹرس صاحبہ ہیں انہوں نے کہا کہ جائیے میں اس سکول میں امتحان نہیں لینے دیتی - اس لئے وہ مجبوراً وہ سنٹر گورنمنٹ

گرلز پرائمری سکول میں تبدیل کر دیا گیا اور اسسٹنٹ کمشنر صاحب جو وہاڑی کی بلدیہ کے ایڈمنسٹر بھی ہیں ان کے نوٹس میں بھی یہ بات لائی گئی اور انھوں نے کہا کہ فی الحال تو یہی کیا جا سکتا ہے کہ جو پہلا سنٹر ہے اسے تبدیل کر دیا جائے ۔ جب اس نے انکار کیا تو فوری طور پر یہی کیا گیا کہ سنٹر تبدیل کر دیا اور اس سکول میں جو پہلے سنٹر کیا گیا تھا ایک آدمی بٹھا دیا گیا تاکہ جو بچیاں امتحان دینے کے لئے آئیں ان کو ساتھ ہی جو گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ہے اس میں بھیج دیا جائے اور بچیوں کو یہاں اس لحاظ سے کہ کوئی بچیاں دیر سے آئیں گی ادھر سے آدھر آتے ہوئے وقت لگے گا اس لئے ۱۲ بجے تک نئے سنٹر میں امتحان شروع نہ ہوا ۔ لیکن کچھ بچیاں جو غلطی سے پہلے سنٹر کے اندر چلی گئیں انھیں اس سکول کی ہیڈ مسٹرس نے باہر نکلنے اور دوسرے سکول میں جانے نہیں دیا ۔ تو حقیقت میں یہ سارا جو معاملہ ہے میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر نے بڑا اچھا کیا ہے کہ میرے علم میں لائے ہیں میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن جو ہیڈ مسٹرس صاحبہ غلطی پر ہیں وہ میرے کنٹرول میں نہیں ہیں اور انھوں نے علی الاعلان کہا ہے کہ آپ جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں ۔ وہ ہیڈ مسٹرس جناب چیف منسٹر کے کنٹرول میں ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ آپ کی توجہ کا مستحق ہے ملک صاحب ۔

وزیر اعلیٰ : میں سن رہا ہوں جناب ۔

وزیر تعلیم : یہ وہاڑی میں آپ کا جو ایم بی گرلز ہائی سکول ہے اس کی ہیڈ مسٹرس صاحبہ نے محکمہ تعلیم سے non co-operation کرتے ہوئے اپنے سکول میں جو امتحان صبح آٹھ بجے ہونا تھا اسی دن اسی وقت کہا کہ امتحان نہیں ہونے دیا جائے گا اور اس کی وجہ سے فاضل محرک نے ہمارے علم میں یہ بات لائی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اصل الزام کہ انھوں نے بچیوں کو نکلنے نہیں دیا اس کے متعلق بھی بتا دیجئے ۔

وزیر تعلیم : ایک آدمی بٹھا دیا گیا تھا تاکہ جو بچیاں اس سکول میں آئیں جو کہ پہلے سنٹر تھا وہاں سے بچیوں کو دوسرے سکول میں بھیج دیا جائے ۔ لیکن

اس ہیڈ مسٹرس نے جو بچیاں سکول میں داخل ہو گئیں ان کو پھر باہر نہیں نکلنے دیا اور اس سنٹر میں نہیں جانے دیا ۔ تو اس کے دو قصور میں جناب والا ! ایک تو یہ ہے کہ جب امتحان ہونے والا تھا اسی دن کہا کہ فوراً سنٹر تبدیل کرو میں یہاں امتحان نہیں ہونے دوں گی ۔ دوسری بات یہ ہے کہ بچیاں جو اس سکول میں چلی گئیں ان کی غلط راہنمائی کی اور انہیں باہر نہیں نکلنے دیا ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ فاضل محرک نے ایک بہت اچھی بات کی طرف ہماری توجہ دلائی ہے اور میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ صاحب سے استدعا کرتا ہوں ہے کہ اس ہیڈ مسٹرس کے خلاف کارروائی کی جائے کیونکہ وہ میرے کنٹرول میں نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور : میرے خیال سپیکر صاحب کے کنٹرول میں ہے ۔

وزیر اعلیٰ : بہتر یہ ہے کہ یہ رپورٹ اپنے نوٹ کے ساتھ مجھے بھیج دیں جو ایوان میں پیش کی گئی ہے میں ابھی حکم جاری کر دوں گا ۔

مسٹر سپیکر : کیا اب بھی آپ press کرتے ہیں ؟

میاں خورشید انور : یہ یقین دہانی بھی کرائی جائے کہ جن بچیوں کا امتحان نہیں لیا گیا ان کا امتحان دوبارہ ہوگا ۔

وزیر تعلیم : اس کے متعلق مجھے معلومات حاصل کرنا ہوں گی ۔ ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ دوبارہ امتحان ہوگا یا نہیں کیونکہ ممکن ہے اس میں کوئی پیچیدگی ہو ۔

میاں خورشید انور : لیکن جناب والا ! ان بچیوں کا کیا قصور ہے کہ ان کا امتحان دوبارہ نہ لیا جائے ۔

وزیر تعلیم : میں اس کے متعلق پتہ کرکے ہی عرض کر سکتا ہوں ۔

Mr. Speaker : In view of the statement it is not pressed. Now we go on to legislature business.

سید تابش الوری : جناب والا : میری ایک تحریک التواء آپ نے اس لئے ملتوی فرمائی تھی وزیر خزانہ صاحب نے فرمایا تھا کہ بے روزگاری کے سلسلے میں اس ایوان کو تین روز کے بعد اعتماد میں لیں گے ۔

مسٹر سپیکر : رامے صاحب کیا پوزیشن ہے ۔ کیا آپ اس کے متعلق آج ہی ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے ؟

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہرگز تین دن کے بارے میں کوئی بات نہیں کی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ آپ خود ہمیں تاریخ دیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اسے کل پر رکھ لیتے ہیں ۔ یہ پانی کے rates کے بارے میں بھی کل ہی تحریک التواء لیں گے ۔

چودھری امان اللہ لک : جناب والا ! ہم وہاں تعاون کرتے ہیں آپ ہمارے ساتھ یہاں تعاون کریں ۔

Mr. Speaker : Will the Honourable Chief Minister and the Leader of the Opposition please make it convenient to come to my Chamber during the interval.

تاکہ ہم کام کے شیڈول کے متعلق کہ کب ہم نے ہاؤس ملتوی کرنا ہے مشورہ کر سکیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ نے بہاولپور میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے سلسلے میں کہا تھا کہ آج اسے زیر غور لایا جائے گا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! نمک کے سلسلے میں ایک سوال آیا تھا میں نے کہا تھا کہ میں پی آئی ڈی سی سے دریافت کر کے عرض کروں گا وہ بھی کل پر رکھ لیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی تحریک التواء کا کیا نمبر ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نے کہا تھا کہ یہ میری ایک الگ موشن ہے آپ نے کہا تھا کہ کل اسے take up کریں گے ۔

بہاول پور میں دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسے اور جلوسوں پر پابندی

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری صاحب نے یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث

لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جشن آئین کے آغاز کے وقت جب کہ گورنر پنجاب کی طرف کے صوبہ بھر میں دفعہ ۱۴۴ کی پابندی ختم کرنے کا اعلان کیا گیا ضلع بہاولپور میں دو ماہ کے لیے دفعہ ۱۴۴ کے تحت جلسے اور جلوسوں پر پابندی کا حکم نافذ کر دیا گیا جس کے نتیجے میں ضلع بھر میں سیاسی سرگرمیاں محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔ عام تاثر یہ ہے کہ یہ ناروا پابندی نے آئین میں بہاولپور کی صوبائی حیثیت تسلیم نہ کیے جانے پر شدید عوامی رد عمل کے پیش نظر عائد کی گئی ہے۔ اور عوام کو اپنے جذبات و احساسات کے اظہار کے بنیادی جمہوری حق سے اس لیے محروم کر دیا گیا ہے کہ ان کا جائز نقطہ نظر دنیا کے سامنے نہ آ سکے عوام میں آزادی رائے اور آزادی اجتماع پر اس غیر جمہوری امر غیر اخلاقی قدغن کے خلاف اشتعال و اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ حکومت خود ان آمرانہ اقدامات سے لوگوں کو غیر آئینی جد و جہد کا راستہ دکھا رہی ہے۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اگر آپ مجھے اجازت دیں تو کل تک میں مکمل کوائف پیش کر سکتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : ۲۶ تاریخ کو لے لیں گے۔

سید تابش الوری : جناب والا ! جب میرا وقت آیا انہوں نے چلمن ڈال دیا ہے۔

(قہقہہ)

مسودہ قانون

مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳

(بحث جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم قانون سازی کے کام کو لیتے ہیں۔

(ضمن ۱۸)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۱۸ زیر غور ہے - ترمیم حاجی سیف اللہ صاحب کی ہے - وہ موجود نہیں ہیں - اگلی ترمیم ڈاکٹر صادق ملہی کی ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں مخدوم زادہ سید حسن محمود -

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, I do not move this amendment.

مسٹر سپیکر : چوھدری محمد یعقوب اعوان یہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۱۸ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! کورم نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ... گنتی کی گئی ایوان میں ۶۱ ممبر حاضر ہیں گھنٹی بجائی جائے ..... گھنٹی بجائی گئی ..... ہاؤس کورم میں ہے -

---

(ضمن ۱۹)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۱۹ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ ایک ٹیکنیکل کلاز ہے اس لیے میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۹ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲۰)

مسٹر سپیکر : بل کی کلاز ۲۰ زیر غور ہے - حاجی سیف اللہ خان اپنی ترمیم پیش کریں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! چونکہ کلاز یونیورسٹی کی ہیئت ہائے حاکم سے متعلق ہے جو پہلے طے ہو چکی ہے اس لیے میری ترمیم infructuous ہو گئی ہے اور میں اسے پیش نہیں کرتا -

مسٹر اسپیکر : اب سوال یہ ہے -

کہ کلاز ۲۰ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲۱)

مسٹر سپیکر : بل کی کلاز ۲۱ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میری ترمیم مسودہ قانون کی ضمن ۲۱ کو حذف کرنے کے متعلق ہے - چونکہ سینیٹ سے متعلق اور سینیٹ کا قیام اس بل میں پہلے منظور ہو چکا ہے اس لیے میری ترمیم infructuous ہو گئی ہے اور میں اسے پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر : اگلی ترمیم مسٹر احسان الحق پراچہ - سید تابش الوری - رانا پھول محمد خان - راؤ محمد افضل خان اور حاجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے ہے - اس کے ساتھ بھی وہی بات ہوگی -

سید تابش الوری : جناب والا ! پرو چانسلر کی کلاز منظور ہو چکی ہے اس لیے یہ ترمیم infructuous ہو گئی ہے -

مسٹر سپیکر : بیگم ریحانہ سرور -

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, I move :

That for para (vi) of sub-clause (1) of

Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

"(vi) the Directors" ;

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (vi) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Cammittee on Education, the following be substituted, namely :

"(vi) the Directors."

مسٹر سپیکر چوہدری محمد یعقوب اعوان۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں اپنی ترمیم کو پریس نہیں کرتا ہوں۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I oppose the amendment of Begum Rehana Sarwar and I would request the mover that he should explain how much directors there are in the University, and whom does she want to be made the members of the Senate. If there is only one d'rector, then there is no .....

Mr. Speaker : It is her privilege.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : آپ نے oppose دیر میں کیا ہے بہر حال میں آپ کی خوش فہمی کو دور کرنے کے لیے آپ کو سمجھا دیتی ہوں کہ جمہوریت کا یہی تقاضا ہے ہر فرد واحد کو مکمل اختیارات دیے جائیں ۔ ایک ڈائریکٹر کی بجائے اب ڈائریکٹرز لگائے ہیں اور طلباء کے جو اہم مسائل ہیں وہ اپنے خیالات کا اظہار زیادہ واضح طور پر کر سکیں گے طلبہ کو صحیح مشورہ دیا جائے گا ۔ اس طرح طلبہ کی satisfaction ہوگی ۔ ایک ڈائریکٹر کے موجود نہ ہونے پر دوسرا موجود ہوگا ۔ یہ ٹیچرز کا مسئلہ ہے اور کلاز ۲۱ میں سینیٹ کا ذکر ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ ڈائریکٹر کی جگہ ڈائریکٹرز آف انسٹی ٹیوٹ

ہونا چاہیے - تاکہ اساتذہ کو بھی صحیح نمائندگی ملے اور طلبہ کا بھی خیال رکھا جا سکے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

Mr. Speaker : You have put certain queries and have exercised your right.

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں نے کہا ہے - Amendment be for the sake of amendment کر رہی ہیں میں نے ضرور پوچھا تھا کہ فاضل ممبر جو اس ترمیم کے محرک ہیں ان کا مطلب کیا ہے اگر سینیٹ میں بجائے ڈائریکٹر آف انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹرز ہونے چاہیں تو بتایا جائے کہ یونیورسٹی کا ایک ڈائریکٹر ہوتا ہے یا زیادہ ہوتے ہیں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس چیز کی وضاحت کرنے میں ناکام رہی ہیں -

Mr. Speaker : She has explained her point of view and introduced your quries.

وزیر تعلیم : جناب والا ! کیا میں وضاحت کر دوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے وضاحت نہیں کی کہ وہ کون سے دو ڈائریکٹرز ہیں جنہیں وہ سینیٹ کے ممبر بنانا چاہتے ہیں اور وہ کون سے ڈائریکٹرز تھے جو گورنمنٹ کی نظر میں نہ تھے اور جن کو یہ ممبر بنانا چاہتے ہیں ان کا یہ ارادہ ہے کہ زیادہ ہونے چاہئیں تھے - انہوں نے کچھ بھی بیان کیا - انہوں نے کہا کہ ڈائریکٹرز آف انسٹی ٹیوٹ لکھ دیں اور وہ ممبرز ہونے چاہئیں - ہم نے دیکھا ہے کہ ان کی تمام کی تمام پشت اسی نامزد کردہ افراد پر مشتمل ہے - اس لیے میں نہیں چاہتا کہ مزید نامزدگیاں ہوں - بہر حال جس طرح تجویز کیا گیا ہے ڈائریکٹرز آف انسٹی ٹیوٹ میں سمجھتا ہوں کہ یہ درست ہے اور موزوں ہے -

وزیر تعلیم : آپ کلاز (h) 2 میں ملاحظہ فرمائیں - اس میں درج ہے کہ -

"Director" means the head of a teaching division of the University.

جناب والا ! ایسے اہم جو انسٹی ٹیوٹ ہوں ان کے ڈائریکٹرز ہوتے ہیں اور وہ بغیر سٹاف کے نہیں ہوتے ۔ ایگریکلچر یونیورسٹی میں ڈائریکٹر ہوتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں ایسے لوگ اس میں شامل ہو سکتے ہیں اور ہو سکیں گے یہ ایک innocent amendment ہے اور ٹیچرز کے کہنے پر یہ کیا جا رہا ہے تاکہ ان کی نمائندگی اچھے طریقے سے ہو سکے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That for para (vi) of sub-clause (1) of Clause 21 on Education, the following be substituted, namely :

"(vi) the Directors" ;

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر ۱۳ ہے ۔

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir I move :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and commas "The Chancellor, or in his absence his nominee, shall be the Chairman of the Senate" occurring in the last two lines, the words and commas "The Chancellor, or in his absence the nominee of the Senate, shall be the Chairman of the Senate" be substituted.

Mr. Speaker : When the occasion arises, I will call upon you.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Right Sir.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! نمبر ۱۲ کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : ۱۲ کی اجازت دی جائے ؟

سردار امجد حمید خان دستی : دیکھ لیجئے - جب آپ call فرمائیں -

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۷۳ سید تابش الوری کی ہے نمبر ۸۸ چوھدری محمد یعقوب اعوان کی طرف سے ہے -

وزیر تعلیم : وہ اس کو press نہیں کر رہے ہیں -

چودھری محمد یعقوب اعوان : ترمیم نمبر ۸۸ کو میں پریس نہیں کر رہا ہوں -

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۷۳ سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲۱ کی تحتی ضمن (۱) کے پیرا (دھم) کی سطر ۷ و ۸ کے الفاظ ''اساتذہ کرام اپنے میں سے منتخب کریں گے'' کی بجائے الفاظ ''تدریسی عملہ کی انجمن منتخب کرے گی'' ایزاد کیے جائیں -

Mr. Speaker : Amendment moved is -

> That in para (x) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "teachers from amongst themselves" occurring in lines 4-5, the words "Academic Staff Association" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

سید تابش الوری : جناب والا - اس تحتی ضمن میں کہا گیا ہے کہ یونیورسٹی کی ٹیچرز جن کی مدت ۳ سال ہو ان کی تعداد اتنی ہوگی جو تجویز کی جائے - لیکن یہ تعداد ۱۵ ہوگی اور یونیورسٹی کے ٹیچرز اپنے آپ میں سے منتخب کریں گے - میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ یونیورسٹی کے ٹیچرز کی بجائے یہ یونیورسٹی کے ٹیچرز کی انجمن منتخب کرے گی - جناب والا اس تحتی ضمن کے تحت یونیورسٹی کے ٹیچرز کو یقیناً نمائندگی دی گئی ہے اور ایسا کر کے میں کہوں گا کہ ایک

مستحسن بات کہی گئی ہے کہ اس ترمیم کو اس طرح سے مرتب کیا گیا ہے اور اس قسم کے الفاظ رکھے گئے ہیں جن سے کہ ان کی نمائندگی غیر مبہم اور غیر مشتبہ ہو جاتی ہے - ان کی تعداد ۱۵ ہو گی لیکن حقیقت میں کوئی تعداد متعین نہیں کی گئی ہے کہ یہ کہا گیا ہے کہ اتنی تعداد ہو گی جو تجویز کی جائے - یہ دھوکے کے مترادف ہے جس کے تحت کسی وقت بھی ٹیچرز کی نمائندگی کو کم و بیش کیا جا سکتا ہے - اور جناب والا میں کہوں گا کہ ایک ایسا پوائنٹ ہے کہ یونیورسٹی کو زیب نہیں دیتا - یونیورسٹی کے ٹیچرز کی نمائندگی کا حق ان کی انجمن کو نہیں دیا گیا بلکہ ٹیچرز پر چھوڑ دیا گیا - اس طرح سے نمائندہ انجمن کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور جو ان کا دیرینہ مطالبہ ہے اس کی تکمیل کی صورت پیدا نہیں ہوتی - تو میں اس سلسلہ میں جناب وزیر تعلیم سے گذارش کروں گا اور کرنی چاہتا ہوں کہ اس موجودہ کلاز پر وہ نظر ثانی فرمائیں اور اس قسم کی دفعہ کو جو ٹیچرز کی نمائندگی ایک خاص حلقے تک محدود رکھتی ہے اس کی ترمیم کی جائے اور میری اس ترمیم کو قبول کر کے ٹیچرز کی انجمن کو اپنے نمائندے منتخب کرنے کا اختیار دیا جائے اور ان کی تعداد مختص کر دی جائے جیسا کہ پنجاب یونیورسٹی کے ٹیچرز کو نمائندگی دینے کے لئے مختص کر دی گئی ہے -

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اپنا حق سالم کلاز کو oppose کرنے پر استعمال کروں گا -

Mr. Speaker : The question is :

> That in para (x) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "teacher from amongst themselves", occurring in lines 4-5, the words "Academic Staff Association", be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Mr. Ihsan-ul-Haq Piracha in not present Therefore, amendment No. 74 lapses. Amendment No. 75,

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I big to move :

> That para (xii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That para (xii) of sub-clause (1) of clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education be deleted.

Minister for Education : Opposed.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, I have moved for the deletion of this para on two grounds. One is that we should all be anxious that there should be no politics in the University and it should remain independent. And further that the members should not have a right of supervision. Affairs of the University could be looked into even otherwise without putting them into active participation in the administration of the University. It may become a controversial issue. Secondly, I also appeal to the Members of the House to pay careful attention to the warrant of precedence which is rather derogatory to the status of the Members of the provincial Assembly. The Members of the National Assembly in the warrant of precedence have been given a certain place. We have been claiming here that this House is supreme and the Members should be given their due respect which, by including them in this clause, they will not get. They will by denied their rightful place.

Mr. Speaker : This is about para (xii).

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: I moved with regard to the Members.

Mr. Speaker: It is about eight Experts in Agriculture, Animal Husbandry and Allied Disciplines to be nominated by the Chancellor.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood: I moved with regard to the Members.

Mr. Speaker: That is para (xvii). Then I will take them up together. It is to be treated as (xvii). Amendments No. 76 and 77 lapse as the member is not present. Amendment No. 78 has been withdrawn by the mover. Amendment No. 79 lapses as the mover is not present. Amendment No. 80 stands withdrawn by Ch. Muhammad Yaqub Awan. Amendment No. 81 lapses as the member is not present.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud's amendment has already been read out, Amendment No. 82 by Syed Tabash Alwari.

Syed Tabish Alwari: I don't move, Sir.

Mr. Speaker: Next amendment is by Mian Manzoor Ahmad Mohal (2nd Supplement, amendment No. 2).

Sheikh Aziz Ahmad: I beg to move:

> That for para (xvii) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-
>
> > (xvii) Five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division, to be elected by the Members of the Assembly from amongst themselves and.

Mr. Speaker : The motion is :

> That for para (xvii) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-
>
> > (xvii) five Members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division, to be elected by the Members of the Assembly from amongst themselves; and.

Yes, Makhdoomzada Sahib, please continue.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : I think, Members of this House are in the warrant of precedence included in Group No. 24 and they are supposed to take precedence over some categories of officers which is not in keeping with the procedure followed in the National Assembly. To be anxious to be nominated on the University and thereby degrade themselves, I think, is not in keeping with the prestige of the Members of this House who are elected representatives. Some applies even to the Speaker and the Deputy Speaker. I think, this House should appoint a committee so that the Members of the Provincial Assemply, its Speaker and its Deputy Speaker get the right place in the provincial Warrant of Precedence. I request the Members that, pending the re fixation of the warrant of precedence, they should not associate themselves with the organization where they are supposed to be subordinated to officers who normally should sit under them rather than allow them to preside over them.

Mr. Speaker : Sheikh Aziz Ahmad Sahib do you propose to say something on your amendment or is it self-speaking ?

Sheikh Aziz Ahmad : It is self-speaking.

Mr Speaker : The question is :

> That para (xii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : I will not put the amendment given notice of by Mian Manzoor Ahmad Mohal and Ch. Jamil Hassan Khan Manj appearing at Sr. No. 2 of 2nd supplement, and moved by Sheikh Aziz Ahmad.

The question is :

> That for pare (xviii) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :
>
> > (xvii) five members of the Provincial Assembly of the Punjab, one from each Division, to be elected by the Members of the Assembly from amongst themselves ; and.

(The motion was carried)

Mian Muhammad Islam : There is no quorum.

Mian Mustafa Zafar : Let is have a Tea Break, Sir.

Mr. Speaker : The House is adjourned for half an hour. We shall re-assemble at 11-30 a. m.

(اس مرحلہ پر اسمبلی کی کارروائی آدھ گھنٹہ کے لئے وقفہ جانے کے لئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ چائے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر : دو اعلانات ہیں ایک اعلان تو آپ پہلے سن چکے ہیں کہ ۲۸ اپریل کو چیف منسٹر صاحب کی رہائش گاہ پر رات کا کھانا ہے اور مہمان خصوصی گورنر پنجاب ہوں گے ۔ تمام ممبران اسمبلی سے درخواست کی گئی ہے کہ وہاں تشریف لائیں اور کھانے میں شامل ہوں ۔ اجلاس اس جمعہ کے بعد ہفتے اور اتوار کے روز حسب معمول نہیں ہو گا ۔ پیر کو دوبارہ یہاں ہم اکٹھے ہوں گے اور اگر ضرورت محسوس ہوئی تو پیر کو دو سیشن ہوں گے پیر کی رات کو سپیکر کی طرف سے تمام فاضل اراکین کو اسی اسمبلی کے لان میں کھانے کی دعوت ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

شیخ عزیز احمد : اگر دو اجلاس ہوئے تو ؟

مسٹر سپیکر : ایک گھنٹہ کا وقفہ کر لیں گے اور کھانا کھا لیں گے ۔

چوہدری غلام احمد باجوہ : جناب ہفتے اور اتوار کو بہت سی شادیاں ہیں پھر ہم کیسے شریک ہو سکیں گے ۔

مسٹر سپیکر : اس سلسلے میں آپ چیف منسٹر صاحب سے بات کر لیں ۔ انہوں نے گورنر صاحب کو کہا تھا ۔ گورنر صاحب نے ۲۸ اپریل کا دن انہیں دیا ہے ۔ Para (xvii) پر ترمیم محمد حنیف نارو اور شیخ عزیز احمد کی تھی ۔

شیخ عزیز احمد : وہ carry ہو گئی ہے ۔

مسٹر محمد حنیف نارو : ترمیم نمبر ۸۵ نہیں ہوئی ۔

مسٹر سپیکر : Para (xvii) پر امنڈمنٹ تو carry ہو گئی ہے ۔ ترمیم نمبر ۸۵ بھی پیرا (xvii) کے متعلق ہے ۔ مسٹر محمد حنیف نارو اسے پیش کریں ۔

Mr. Muhammad Hanif Naru : Sir I move ;

> That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education,
>
> (a) in para (xvii), the "and" appearing at the end be deleted ; and

(b) in para (xviii), the full-stop appearing at the end be replaced by a semi-colon and the word "; and"; and after para (xviii) as so amended, the following new para be added as para (xix), namely :

(xix) three Registered Graduates to be elected by all such Graduates from among themselves.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education,

(a) in para (xvii), the word "and" appearing at the end be deleted ; and

(b) in para (xviii), the full stop appearing at the end, be replaced by a semi-colon and the word "; and"; and after para (xviii) as so amended, the following new para be added as para (xix), namely :

(xix) three Registered Graduates to be elected by all such Graduates from among themselves.

Mr, Speaker : Next amendment No. 84 by Ch. Muhammad Yaqoob Awan.

Ch. Muhammad Yaqoob Awan : Sir I am not pressing No. 84.

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ایوان میں کورم

نہیں ہے - - - گھنٹی بجائی جائے - - - - گھنٹی بجائی گئی - - - - کورم پورا نہیں ہے - لہذا اسمبلی کو پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے -

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی ہو گئی)

(ایوان کی کارروائی دوبارہ مسٹر سپیکر کی زیر صدارت شروع ہوئی)

Mr. Speaker : Yes Syed Tabish Alwari. Amendment No. 86.

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

> That in the last para, appearing after para (xviii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nominee" occurring in line 1, the words "nominee of the Senate be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in the last para, appearing after para (xviii) of sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "his nominee" occurring in line 1, the words "nominee of the Senate" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! میری ترمیم جو ایوان میں پیش ہو چکی ہے اس کو برائے منظوری پیش فرماویں -

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (1) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee of Education,.

(a) in para (xvii), the word "and" appearing at the end be deleted ; and

(b) in para (xviii), the full stop appearing at the end replaced by a semi-colon and the word "; and" ; and after para (xviii) as so amended, the following new para be added as para (xix), namely :

(xix) three Registered Graduates to be elected by all such Graduates from among themselves.

(The motion was carried)

سید ثابش الوری : جناب والا ! میری ترمیم نہایت واضح ہے اور اس کے تحت میں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ "ان کی طرف سے نامزد شخص سینیٹ کا چیرمین ہوگا" کی جگہ "سینیٹ کی طرف سے نامزد کردہ شخص سینیٹ کا چیرمین" کر دیا جائے۔

جناب والا ! یہ اس لئے ضروری ہے کہ سینیٹ ایک بڑے اور با اختیار ادارے کی حیثیت سے اس بات کا مستحق ہے کہ اسے صدارت کے فیصلے کے لئے خود اختیار دیا جائے۔ چانسلر کو اختیار دینے سے نہ صرف سینیٹ کی خود مختاری اور سربراہانہ حیثیت متاثر ہوتی ہے بلکہ خود اس کے چیرمین کی اہلیت معیار کے سلسلے میں شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں اس لئے میری ترمیم نہایت مناسب ہے کہ نامزد کردہ شخص کی بجائے وہاں سینٹ کی طرف سے نامزد کردہ شخص کو ہونی چاہئے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲۱ کی تحتی ضمن (۱) کے پیرا (ہزدہم) کے بعد وارد ہونے والی عبارت کی سطر ۲ کے الفاظ "ان کی طرف سے نامزد شدہ

کی بجائے الفاظ ''سینیٹ کی طرف سے نامزد کردہ،، ثبت کئے جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۸۷ اور ۸۸ واپس لے لی گئی ہے ۔ سردار امجد حمید دستی صاحب نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۲۱ کی تحتی ضمن (۲) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن بطور تحتی ضمن (۳) کے ایزاد کی جائے اور موجودہ تحتی ضمن (۳) اور ضمن ہائے مابعد کو حسب مکرر نمبر لگایا جائے ۔ ،،
>
> ''(۳) سینیٹ کا ایک سیکرٹری ہو گا جس کو سینیٹ کے ارکان میں سے منتخب کیا جائے گا ۔ ،،

Mr. Speaker : The motion is :

> That after sub-clause (2) of Clause 21 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3) and the existing sub-clause (3) and subsequent sub-clause be re-numbered accordingly, namely :
>
> (3) There shall be a Secretary of the Senate to be selected from amongst the members of the Senate.

Minister for Education : I oppose it.

سید تابش الوری : جناب والا ! یہاں سینیٹ کا ایک چیرمین بھی ہے اس کے ارکان بھی ہیں اور اس کے باقاعدگی کے ساتھ اجلاس بھی منعقد ہوتے ہیں لیکن اس ضمن میں اور کارروائی بھی منضبط ہوتی ہے ۔ کسی بھی سینیٹ کے لئے سیکریٹری

کا منصب نہیں رکھا گیا ہے ۔ اس لئے میں نے ترمیم پیش کی ہے کہ اس ضمن کو مکمل کرنے کے لئے اور سینیٹ کی کارروائی چلانے کے لئے سینیٹ کا ایک سیکریٹری ہونا چاہئے جو سینیٹ کے ارکان منتخب کریں ۔ میرے خیال میں اس کو سینٹ کے ارکان منتخب کریں ۔ اس ضمن کو قبول کرنے سے یہ ضمن واضح ہو جائے گی اور کارروائی خوش اسلوبی سے سرانجام دی جا سکے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان :* میں سالم کلاز کی مخالفت کرنے کے لئے اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود موجود نہیں ہیں رانا پھول محمد خان اور راؤ محمد افضل خان بھی نہیں ہیں ۔ ان کی ۹۰ اور ۹۱ نمبر پر ترامیم ہیں ۔ سید تابش الوری کی ترمیم برائے منظوری ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۲۱ کی تحتی ضمن (۲) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن بطور تحتی ضمن (۳) کے ایزاد کی جائے اور موجودہ تحتی ضمن (۳) اور ضمن ہائے ما بعد کو حسب مکرر نمبر لگایا جائے ۔ "
>
> "(۳) سینیٹ کا ایک سیکریٹری ہو گا جس کو سینیٹ کے ارکان میں سے منتخب کیا جائے گا ۔ "
>
> (تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے ۔

> کہ کلاز ۲۱ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا : یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ سینیٹ یونیورسٹی کی روح کا درجہ رکھا کرتی ہے اور یونیورسٹی کی کارروائی اور کارکردگی کا دارومدار میں سمجھتا ہوں کہ سینٹ پر ہوا کرتا ہے ۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ سینیٹ کی ترتیب دیتے ہوئے اس امر کا خیال نہیں رکھا گیا کہ یہ زرعی یونیورسٹی کا بل عام یونیورسٹی کا بل نہیں ہے ۔ اس کا تعلق ان طلبا سے ہے جو ٹیکنیکل ہیں جو کسان ہیں جن کا روز مرہ اس میں واسطہ ہے ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نمائیندگی دی جائے ۔ آپ دیکھیں گے کہ بہت زیادہ نمائندگی اس یونیورسٹی کے ملازمان پر مشتمل ہے اور اس میں اگر طلبا کو نمائندگی دی گئی ہے تو صرف دو ۔ کسانوں کو صرف دو ۔ اور ایم پی اے کو پانچ ۔ یہ سات ہیں یا ممکن ہے تین بڑھا کر زیادہ سے زیادہ دس تک تمام نان آفیشل نمائیندگی ہے ۔ اس تمام تر یونیورسٹی میں باقی آفیشیل ہے ۔ جناب والا ! سینیٹ کے تقدس کو صرف اتنا مجروح نہیں کیا گیا کہ زیادہ تر آفیشیل ممبر رکھے گئے ہیں بلکہ ایسے ملازمان کو ممبر رکھا گیا ہے جو اس کا درجہ اور حق نہیں رکھتے تھے ۔ جو ہر وقت یونیورسٹی کے جواب دہ اور اپنی کارکردگی کے سلسلے میں ہر وقت یونیورسٹی کے سامنے جواب دہ ہوتا ہے ۔ یونیورسٹی میں سینیٹ superior court کا درجہ رکھتی ہے آپ اندازہ لگائیں کہ کہاں سینیٹ کا تقدس اور کہاں رجسٹرار ۔ آپ رجسٹرار کے فرائض دیکھیں اس کے تمام تر فرائض وہ ہیں جو ایک سیکرٹری کے ہوا کرتے ہیں رجسٹرار کو سیکرٹری بنانا چاہئے تھا جس کی انتہائی ضرورت تھی سینیٹ اتنا بڑا ادارہ کہ اس کا سیکرٹری ہونا چاہئے ۔ اس کی میٹنگز ہوتی ہیں ۔ اس کی کارروائی منضبط کرنی ہے ۔ اس کا ریکارڈ رکھنا ہے لیکن رجسٹرار کو سیکرٹری رکھنے کی بجائے ممبر بنا دیا گیا ہے ۔ جو ہر وقت سینیٹ کا جواب دہ ہو گا آپ اندازہ لگائیں کہ اگر سیکرٹری اسمبلی کو اس اسمبلی کا ممبر بنا دیا جائے تو ہم ان سے کارروائی کے سلسلے میں ، قانون کے سلسلے میں اور پابندیوں کے سلسلے میں وہ توقع نہیں رکھ سکتے چونکہ اس طرح ان کا بھی استحقاق ہو جائے گا جس طرح کہ ایک ممبر کا استحقاق ہے ۔ یہی طریقہ کار ہے اسمبلی میں اور ہر اس ادارے میں جن کو جمہوری بنانا مقصود ہوتا ہے ۔ جس کی کارکردگی صحیح کرنا مقصود ہوتی ہے وہاں اس قسم کے اداروں کو الگ رکھا جاتا ہے ۔ لہٰذا جو ان کے جواب دہ ہیں وہ ممبر نہیں بن سکتے ۔ اس کے ساتھ جناب والا ! خزانچی کو بھی ممبر بنا دیا گیا ہے جو ایک مخصوص مقصد کے لئے رکھا جاتا ہے ۔ کنٹرولر آف امتحانات کو سینٹ کا ممبر بنا دیا گیا ہے ۔ اس لئے

ساتھ لائبریرین کو سینیٹ کا ممبر بنا دیا گیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر سینیٹ میں تمام ملازمان کو رکھا گیا ہے تو کارکنوں کو کیوں نمائندگی نہیں دی گئی ۔ بیلداروں کے نمائندے بھی رکھنے تھے جو ان کا جزو ہیں ۔ ان کو بھی شامل کرنا تھا ۔ سینیٹ کا تقدس یہ ہے کہ اس نے تمام یونیورسٹی کو کنٹرول میں رکھنا ہے ۔ اس نے سب کی کارکردگی کا جائزہ لینا ہے آپ ان سب کو سینیٹ کا ممبر بنا چکے ہیں اب نہ کوئی باز پرس کرنے والا ہوگا ۔ اور نہ ان کی خواہشات کے مطابق کسی قسم کا اختلاف کرنے والا ہوگا ۔ بلکہ وہ اپنی غلط کارکردگی کو چھپانے کے لئے اثر انداز ہوں گے اور ان سے باز پرس کرنے والا کوئی نہیں ہو گا ۔

جناب والا ! اس کے متعلق زیادہ سے زیادہ عوام کو حق دیا جائے ۔ عوام کی نمائندگی بڑھائی جائے ۔ کسانوں کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے ۔ طلبا کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے اور اساتذہ کو دی جائے نہ کہ سرکاری ملازمان کو جن کو جس طرح چاہے آپ اپنی خواہشات کے مطابق موڑ سکتے ہیں ۔ بہر حال جو سامنے دی گئی ہے وہ میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ کے تقدس ، سینیٹ کی بڑائی اور یونیورسٹی کی کارکردگی کے لئے نقصان دہ ہے اور بہتر نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری :

سید تابش الوری : جناب والا ! آپ جانتے ہیں کہ یونیورسٹی میں سینیٹ کو کس قدر ممتاز اور منفرد اعلیٰ مقام حاصل ہوتا ہے یہ بات یقیناً مستحسن ہے کہ ۱۹۶۱ء کے سوائے زیادہ آرڈیننس کے تحت سینیٹ کو جس طرح محروم کر دیا گیا تھا ختم کر دیا گیا تھا اب اس بل کے ذریعے اسے بحال کیا جا رہا ہے ۔ اور اس میں نئی دفعات پیدا کر کے اس میں اساتذہ ۔ گریجوایٹ اور طلبا کو نمائندگی دی جا رہی ہے ۔ جناب والا ! سینیٹ بڑا قدیم تصور ہے اور ۱۸۸۸ سے لے کر ۱۹۶۱ تک سینیٹ تمام یونیورسٹیوں میں موجود رہے ہیں خود زرعی یونیورسٹی میں سینیٹ کا قیام ایک نیک فال ہے اور صحیح سمت کی طرف ایک اچھا قدم ہے ۔

جناب والا : سینیٹ کو ۱۸۸۸ء میں جو اختیارات حاصل تھے اور ۱۹۵۴ء کے ایکٹ کے تحت جو اختیارات پنجاب یونیورسٹی کے سینیٹ کو حاصل رہے ہیں وہ اختیارات بعینہ اگر موجود ہوتے تب ہی ہم یہ اعتراض کرتے کہ آج کے عوامی دور میں ان اختیارات کو بڑھانا چاہئے تھے اور ان کی وسعت میں اضافہ کرنا چاہئے

تھا لیکن ہوا یہ ہے کہ اس بل میں سینیٹ کو جو اختیارات ۱۸۸۸ء کے انگریزی دور میں دیئے گئے تھے اب اس سے بھی کم کردیئے گئے ہیں اور ۱۹۵۴ء میں جو اختیارات سینیٹ کو حاصل تھے اس موجودہ سینیٹ کو ان سے بھی محروم کر دیا گیا ہے۔

جناب والا! سینیٹ کو ایک سربراہ ادارہ کی حیثیت سے یونیورسٹی کا سب سے اعلیٰ ترین اور بااختیار ادارہ ہونا چاہئے لیکن اس بل میں اس کو حیثیت نہیں دی گئی اور اس کی جو نمائندہ حیثیت ہے اس کو بھی ایسا موثر اور فعال نہیں بنایا گیا۔ جناب والا! ۱۸۸۸ء میں بھی اور ۱۹۵۴ء میں بھی سینیٹ میں رجسٹرڈ گریجویٹس ۱۰ سے ۱۵ ہوا کرتے تھے لیکن زرعی یونیورسٹی کے اس بل میں پہلے تو رجسٹرڈ گریجوایٹس کو نمائندگی کا حق نہیں دیا گیا تھا اور آج اس ترمیم کے ذریعے صرف تین رجسٹرڈ گرجیوایٹس رکھے جا رہے ہیں جو کسی طرح سے بھی اس تعداد سے متناسب نہیں ہے جو یونیورسٹی سے اب فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ جناب والا! یہ اس طرح کی ترقی معکوس ہے کہ ہمیں انگریز نے جس استحقاق کا مستحق سمجھا تھا غلامی کے دور میں ہمیں جو حقوق حاصل تھے آج کے عوامی دور میں ہم ان حقوق سے محروم کئے جا رہے ہیں۔

جناب والا! اسی طرح سے اس دور میں بھی اور موجودہ حکومت کی نئی تعلیمی پالیسی میں بھی parents اور community کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دینے کے لئے ایک میں خاص وعدہ کیا گیا ہے اور نہ صرف یہ کہ اس تعلیمی پالیسی میں ان کا ذکر کیا گیا ہے بلکہ جناب صدر بھٹو نے دو تقریروں میں مسلسل اس سلسلے میں یقین دہانیاں کرائی ہیں کہ وہ آئندہ یونیورسٹیوں میں parents اور community کی زیادہ سے زیادہ شمولیت کا اہتمام کریں گے۔ لیکن یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس بل میں اس قسم کے وعدے کی تکمیل کا کوئی اہتمام نہیں ہے اور ایک دفعہ پھر parents اور community بری طرح سے نظر انداز کر دیے گئے ہیں۔

جناب والا! اس طرح سے یونیورسٹی کے اس سینیٹ میں نامزدگی کا جو طریقہ کار ہے وہ انتہائی قابل اعتراض ہے۔ اس میں دو تہائی افراد نامزد ہیں اور خاص طور پر جو اس میں زرعی ماہرین رکھے گئے ہیں ان کو بھی نامزدگی ہی کی بنیاد پر رکھنے کا استحقاق بخشا گیا ہے جو ہماری جمہوری اور خود مختارانہ ہم آہنگی سے متضاد حیثیت رکھتا ہے۔ جناب والا! پنجاب یونیورسٹی ایکٹ ۱۹۵۴ء میں یہ اہتمام

کیا گیا تھا کہ سینیٹ میں ایک سو سے زیادہ ایسے ارکان ہوں گے جو مختلف مکاتب فکر کے نمائندے ہوں اور اس pattern پر ہمیں توقع تھی کہ زرعی یونیورسٹی میں بھی سینیٹ کے نمائندے منتخب کرتے وقت مختلف طبقوں کی نمائندگی کا اہتمام کیا جائے گا۔ خاص طور پر ان لوگوں کو زیادہ سے زیادہ نمائندگی دی جائے گی جو اس کے زرعی مستقبل کے سلسلے میں ماہرانہ رائے دے سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں ابتدائی طور پر سینیٹ کو خود مختاری کا جو دعویٰ کیا گیا ہے یہ ضمن عملاً اس کی نفی کرتی ہے یونیورسٹی کے اہم ترین ادارے میں ایسے functionaries کو جو بہر حال سینیٹ ہی نہیں بلکہ اس سے کم تر ہیئت حاکمہ کے سامنے جواب دہ ہیں ان کو سینیٹ جیسے عظیم تر ادارے کا ممبر بنا کر ایک بالا تر حیثیت دے دی گئی ہے جو اس سے پہلے یونیورسٹی کی تاریخ میں کبھی نہیں رہی اس سے پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رجسٹرار۔ خزانچی اور کنٹرولر کو سینیٹ جیسے عظیم ترین ادارے کا ممبر بنا کر ان کو ووٹ کا حق دے دیا گیا ہو۔ تو اس کا نتیجہ یہ مرتب ہوگا کہ جواب دہی سے بالا تر ہو کر اپنے آپ کو ہر قسم کی بدعنوانیوں اور خرابیوں سے ماورا سمجھیں گے اور سینیٹ ان کو اپنے درمیان موجود پا کر ان کی جواب دہی صحیح طریقے سے نہیں کر سکے گی۔ اسی طرح سے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed): Point of order. Mr. Speaker, I move that the question may now be put.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری !

سید تابش الوری : جناب والا ! میں نہایت اختصار کے ساتھ گزارش کروں گا کہ اگر ہم نے سینیٹ کو بحال کر کے ایک خوش گوار فریضہ انجام دیا ہے تو ہمیں سینیٹ کو عملاً با اختیار۔ فعال اور مؤثر بنانا چاہیے تاکہ حقیقتاً جمہوری اقدار فروغ پا سکیں اور سینیٹ حقیقتاً ایک مؤثر عملی ادارے کی حیثیت سے یونیورسٹی کے مستقبل کو سنوارنے اور اس کے لائحہ عمل کو بہتر بنانے میں ممد و معاون ثابت ہو سکے۔ اس وقت تو ہم بلکہ سینیٹ کے ارکان یہ کہہ سکتے ہیں کہ

ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری۔
جو چاہیں سو آپ کریں ہم کو عبث بدنام کیا۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲۱ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲۲)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۲۲ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - موجود نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲۲ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲۳)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۲۳ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - موجود نہیں ہیں - مسٹر احسان الحق پراچہ بھی نہیں ہیں - سید تابش الوری - ترمیم نمبر ۹۵ -

سید تابش الوری : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲۳ کی تحتی ضمن (۱) کے پیرا (دوم) کی سطر ۱ کے لفظ "تین" کی بجائے لفظ "دو" ثبت کیا جائے -

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (ii) sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "three" occurring in line 1, the word "two" be substituted.

Minister For Education: I oppose it.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari, amendment No. 96.

سید تابش الوری : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ

برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲۳ کی تحت ضمن (۱) کے پیرا (سوم) کی سطر ۱ کے لفظ "دو" کی بجائے لفظ "تین" ثبت کیا جائے۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (iii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill; as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "three" occuring in line 1, the word "two" be substituted.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود - موجود نہیں ہیں - رانا پھول محمد خان موجود نہیں ہیں - راؤ محمد افضل خان موجود نہیں ہیں - سردار امجد حمید خان دستی کی Ist supplement میں ترمیم نمبر ۱۵ ہے -

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I beg to move :

That in para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :

Provided that at least one elected Member must be from the Opposition to be elected by them.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :

Provided that at least one elected Member must be from the Opposition to be elected by them.

Minister for Education : I oppose it.

Sardar Amjad Hamid Khan : Sir, I beg to move :

> That for para (iv) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :
>
> (iv) two Deans to be elected by Deans the themselves :

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That for para (iv) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :
>
> (iv) two Deans to be elected by the Deans themselves.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move amendment No. 99.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "Assistant Professors or Lecturers" occurring in line 1, the word "Teachers" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "Assistant Professors or Lecturers" occurring in line 1, the word "Teachers" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : No. 100, Syed Tabish Alwari.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That in para (vii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "two nominee" occurring in line 1, the words "one nominee" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (vii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "two nominees" occurring in line 1, the words "one nominee" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move amendment No. 101.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That para (viii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee of Education, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That para (viii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Rana Phool Muhammad Khan to move amendments Nos. 102 and 103. He is not present and Rao Muhammad Afzal Khan is also not present Chaudhry Muhammad Yaqoob Awan to move amendment No. 104.

Chaudhry Muhammad Yaqoob Awan : Sir, I do not move, and also I do not press for amendments, Nos. 105 and 106.

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! میں نے اس ترمیم کے ذریعے ایک اصول کی طرف نشاندہی کی ہے جو ہمارے اس ہاؤس نے ہمارے فاضل و محترم وزراء نے ہمارے قائد حزب اختلاف کے مشورے سے یہ اصول وضع کر لیا ہے اور اس پر عمل بھی کیا ہے کہ جتنی اس ایوان کی کمیٹیاں ہیں ان سب پہ اپوزیشن کو نمائندگی دی ہے ۔ لیکن اس میں جن ممبران کو نمائندگی دی ہے ، اپوزیشن کا کہیں ذکر نہیں ۔ تو اس لئے میں نے اس اصول کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ وہ ممبران جو اس ہاؤس کی نمائندگی کریں گے ان میں سے کم از کم ایک اپوزیشن کی طرف سے ہونا چاہئے ۔ یہ اس اصول کے مطابق ہے جو پہلے اس ہاؤس میں وضع ہو چکا ہے تاکہ اپوزیشن کا نقطہ نظر بھی وہاں واضح ہوتا رہے ۔ اور یہ جمہوریت کے عین مطابق ہے ۔

اس کے علاوہ جناب میری دوسری ترمیم یہ ہے کہ ڈینز کو نمائندگی دی جاتی ہے ، اس کے لیے طریق کار وضع نہیں کیا گیا ۔ بہترین طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ اگر ڈینز کو صحیح نمائندگی دینی ہے تو ڈینز اپنے میں سے خود آدمی منتخب کریں جو ان کی نمائندگی کرے ۔ یہ میں چاہتا ہوں ۔ لیکن یہاں کوئی طریقہ وضع نہیں کیا گیا ، اس لیے میں نے یہ ترمیم دی ہے تاکہ اس اصول کو تسلیم کر لیا جائے ۔ ڈینز کے صحیح نمائندے جن کو وہ خود منتخب کریں یہاں آئیں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب سپیکر ! میری ترمیمات نہایت مختصر بھی ہیں ، اور واضح بھی ۔ بحق ضمن ۱ کے پیرا سوم میں سینیٹ کے دو ارکان جن کا چناؤ سینیٹ کرے گی ، کی جگہ میں نے سینیٹ کے تین ارکان کا مطالبہ کیا ہے ۔ سنڈیکیٹ کی طرف سے سینیٹ میں جو لوگ جائیں گے ان کی تعداد اس کی جو مجموعی تعداد ہے اس سے متناسب ہونی چاہئے ۔ سنڈیکیٹ حقیقتاً سب سے زیادہ فعال ادارے کی حیثیت سے بل میں پیش کیا گیا ہے اس لئے اس کی طرف سے تین ارکان کم از کم سینیٹ میں موجود ہونے چاہئیں تاکہ سینیٹ میں دساتیر ترتیب دینے اور دوسرا لائحہ عمل مرتب کرنے کے سلسلے میں سنڈیکیٹ کے صحیح نقطہ نظر کی نمائندگی ہو سکے ۔

دوسری ترمیم کے ذریعے میں نے یہ کہا ہے کہ اس کلاز کی تحتی ضمن (۱) کے پیرا میں سیکرٹری محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کو رکن بنایا جا رہا ہے ۔ میں نہیں سمجھتا کہ زرعی یونیورسٹی میں جہاں پروچانسلر صاحب بحیثیت وزیر تعلیم کے موجود ہوں گے وہاں سیکرٹری محکمہ تعلیم کو اب نمائندگی دینے کی کیا ضرورت ہے ۔ اس سلسلے میں سیکرٹری محکمہ زراعت یہاں ایک متعلقہ افسر کی حیثیت سے یقیناً نمائندگی کے مستحق ہیں ، لیکن سیکرٹری محکمہ تعلیم کی وہاں نمائندگی کا کوئی جواز موجود نہیں ، اس میں سمجھتا ہوں کہ میری ان ترامیم کو قبول کرنے سے سنڈیکیٹ میں زیادہ بہتر نمائندگی ہو سکے گی اور اس کو زیادہ موثر بنایا جا سکے گا ۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "three" occurring in line 1, the word "two" be substituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

> That in para (ii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committe on Education, the following be added at the end, namely :—
>
> > Provided that at least one elected Member must be from the Opposition to be elected by them ;

(The motion was at lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That in para (iii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "two" occuring in line 1, the word "three" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (iv) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(iv) two Deans to be elected by the Deans themselves.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (vi) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words 'Assistant Professors or Lecturers" occurring in line 1 the "Theachers" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (vii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "two nominee" occurring in line 1, the words "one nominee" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That para (viii) of sub-clause (1) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari to move amendment No. 107.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

That after sub-clause (2) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3) and the existing sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (4), namely :—

"(3) There shall be one Secretary of the Syndicate to be selected by the Syndicate from within the members of the Syndicate."

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after sub-clause (2) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3) and the existing sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (3), namely :—

"(3) There shall be one Secretary of the Syndicate to be selected by the Syndicate from within the members of the Syndicate."

Minister for Education : I oppose Sir.

علامہ رحمت اللہ ارشد : پوائنٹ آف آرڈر ۔ قائد ایوان اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب سے اس ترمیم کی بات ہوئی تھی ۔ اس ترمیم پر اپنا فیصلہ صادر فرمانے سے پہلے اگر جناب مناسب سمجھیں تو ڈاکٹر صاحب کو کچھ کہنے کی اجازت دیں ۔

وزیر تعلیم : چیف منسٹر صاحب اور قائد ایوان نے یقین دہانی کرائی ہے کہ حزب اختلاف کو سینیٹ اور سنڈیکیٹ میں نمائندگی کا معقول حصہ دیا جائے گا ، جو ایم ۔ پی ۔ اے صاحبان کا حصہ رکھا گیا ہے ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں حیران ہوں کہ سنڈیکیٹ جیسے اہم ادارے کے سیکرٹری کے منصب کے لیے اگر کوئی ترمیم پیش کی جا رہی ہے تو اسے

کیوں اپوز کیا جا رہا ہے ۔ ایک ایسا ادارہ جسے مسلسل کام کرنا ہے ، اس کی باقاعدہ ایک کارروائی ریکارڈ کرنی ہے ، اس سلسلے میں اگر سیکرٹری موجود نہیں ہوگا تو اس میں بڑی الجھن پیدا ہو سکتی ہے ۔ کوئی بھی ادارہ ہو ، وہ سیکرٹری کے بغیر مکمل نہیں ہوتا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر سنڈیکیٹ کا سیکرٹری نہیں ہوگا ، تو اس کے اجلاس کے سلسلے میں مختلف لوگوں پر ذمہ داریاں عائد ہو جائیں گی اور کوئی ایک آدمی جوابدہ نہیں ہوگا ۔ اس لیے میں درخواست کرتا ہوں کہ میری یہ ترمیم قبول کرلی جائے تاکہ سنڈیکیٹ کو زیادہ بہتر طور پر چلایا جا سکے ۔

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-clause (2) of Clause 23 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3) and the existing sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (4), namely :—

"(3) There shall be one Secretary of the Syndicate to be selected by the Syndicate from within the members of the Syndicate."

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That Clause 23 do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

(ضمن ۲۴)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز نمبر ۲۴ زیر غور ہے حاجی صاحب موجود نہیں ہیں ۔ اب ترمیم ۱۰۹ چودھری محمد یعقوب اعوان کی طرف سے ہے ۔

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir I don't press it.

Mr. Speaker : Next amendment.

Sheikh Aziz Ahmed : Sir I move :

That for para (w) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

"(w) to suspend, punish and remove from service in the prescribed manner such Officers, teachers and other employees as are appointed by the Syndicate ;".

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (w) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

"(w) to suspended, punish and remove from service in the prescribed manner such Officers, teachers and other employees as are appointed by the Sydicate ;".

Mr. Speaker ; Next amendment No. 111.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : I don't press it Sir.

Mr. Speaker : Next amendment.

Sayed Tabish Alwari : Sir, I move :

That in para (w) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the semi-colon appearing at the end, be replaced by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely :—

"Provided that teachers transferred from Punjab Agriculture College to this Uni-

versity with protection of this Service conditions will be allowed that protection ;".

Mr. Speaker : Amendment moved is :

That in para (w) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the semicolon appearing at the end be replaced by a Colon and the following Proviso be added thereafter, namely :–

"Provided that teachers transferred from Punjab Agriculture College to this University with protection of this Service conditions will be allowed that protection;".

Mr. Speaker : Syed Tabish Alwari.

سید تابش الوری : جناب والا ! اصل ضمن میں کہا گیا ہے :

(ث) افسران (ماسوائے وائس چانسلر) اساتذہ اور دیگر ملازمین کو مجوزہ طریق پر معطل کرنا ۔ سزا دینا یا ملازمت سے برطرف کر دینا ۔

اس ضمن میں صرف جو میں نے جملہ شرطیہ ایزاد کیا ہے وہ یہ ہے کہ :

مگر شرط یہ ہے کہ ایسے اساتذہ جن کو شرائط ملازمت کا تحفظ دے کر پنجاب زرعی کالج سے یونیورسٹی کو منتقل کیا گیا ہو انہیں وہ تحفظ حاصل ہوگا ۔

جناب والا ! تمام قواعد اور رولز کے مطابق یہ protection دی جاتی ہے کہ جو لوگ جن شرائط پر ملازمت میں آئے تھے ان کو انہیں رولز اور شرائط کے تحفظ حاصل رہے ۔ اس لئے یہاں ایسے اساتذہ کو exempt کرنا ضروری ہے جو جو پنجاب زرعی کالج میں خاص شرائط کے ساتھ ملازم ہوئے تھے اور اب انہیں زرعی یونیورسٹی میں منتقل کیا گیا ہے ۔ تو انہیں وہ تمام تحفظات حاصل ہونے چاہئیں جو شرائط ملازمت کے وقت انہیں حاصل تھے ۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ

میری اس ترمیم کو قبول کرنے سے ان کو عدل و انصاف کے مطابق ضروری استحقاق حاصل ہو جائے گا -

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

That for para (w) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(w) to suspend, punish and remove from service in the prescribed manner such Officers, teachers and other employees as are appointed by the Syndicate;

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

That in para (w) of sub-clause (2) of Clause 24 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the semi-colon appearing at the end, be replaced, by a colon and the following Proviso be added thereafter, namely :—

Provided that teacher transferred from Punjab Agriculture College to University with protection of this service conditions will be allowed that protection.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۱۱۳ رانا پھول محمد خان کی طرف سے ہے - وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲۴ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

———

(ضمن ۲۵)

مسٹر سپیکر : بل کی کلاز ۲۵ ایوان میں زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ بیگم ریحانہ سرور ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, I beg to move :

> That for para (iii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> (iii) the Directors ;

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That for para (iii) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> (iii) the Directors ;

Mr. Speaker : Next amendment No. 117.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : I withdraw it Sir,

Mr. Speaker : Now amendment No 17 of 1st suppliment from Sardar Amjad Hamid Khan Dasti.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir I move :

> That in para (xi) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as remommended by the Standing Committee on Education between the word "Chancellor" and full-stop appearing at the end, the words "on the advice of the Syndicate" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in para (xi) of sub-clause (1) of Clause 25 of the Bill, as recommended by

the Standing Committee on Education between the word "Chancellor, and full-stop appearing at the end, the words "on the advice of the Syndicate" be inserted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۱۱۸ رانا پھول محمد خان اور راؤ محمد افضل خان ۔ دونوں موجود نہیں ہیں ۔

Mr. Spaker : Next amendment No. 6 of third supplement by Sardar Saghir Ahmad. He is not present. Next of Syed Tabish Alwari amendment No. 109.

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That after sub-clause (2) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added as sub-clause (3) and the existing sub-clause (3) be renumbered as sub-clause (4), namely :—

(3) There shall be a Secretary of the Academic Council to be elected by the Council from within its Members.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after sub-clause (2) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added as sub-clause (3) and the existing sub-clause (3) be re-numbered as sub-clause (4), namely :—

(3) There shall be a Secretary of the Academic Council to be elected by the Council from within its Members.

Minister for Education : I oppose it.

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ صاحب کی ترمیم نمبر ۱۲۰ ہے - وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں - اب سردار امجد حمید دستی صاحب کی ترمیم ہے ضمیمہ نمبر ۱ میں ۸ نمبر پر -

Sardar Amjad Hamidullah Dasti : Sir I move :

That in sub-clause (3) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "one-third" occurring in line 2, the word "one-half" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-clause (3) of Clause 25 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education. for the word "one-third" occurring in line 2, the word "one-half" be substituted.

Minister for Eduction : I oppose it Sir.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں صرف اتنی گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ سیکشن ۹ سب کلاز (۵) میں پہلے ہی تحفظ دیا جا چکا ہے ڈائریکٹر کے آفسز کو اور اگر اس کلاز میں اس کو further clarify نہیں کرتے تو ہماری کلاز نمبر ۹ جسے ہم پہلے ہی پاس کر چکے ہیں وہ negative ہو جاتی ہے لہذا یہ ترمیم ضروری تھی اور لازمی تھی - اس لئے میں نے دی ہے - اس میں کوئی شک و شبہات کی گنجائش نہیں اور نہ ہی کسی کو اعتراض ہونا چاہئے -

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! کلاز ۲۵ کے پیرا (xi) میں یہ درج ہے کہ

Two Agricultural Scientists to be nominated by the Chancellor.

وہ سائنس دان جن کو یونیورسٹی میں نمائندگی دی جانے کی تجویز کی گئی ہے ان کی نامزدگی چانسلر کی discretion پر رکھنا میں سمجھتا ہوں نامناسب ہے - اس کے لئے سب سے موزوں باڈی یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ ہو سکتی ہے اور وہی بتا سکتی ہے - نامور سائنسدان جن کو اس باڈی میں نمائندگی دینی مقصود ہے ان کو سنڈیکیٹ کو نامزد کرنا چاہئے - سنڈیکیٹ ایک موزوں ادارہ ہے جو اس بارے میں مشورہ دے سکتا ہے - میں غرض کروں گا کہ اس ترمیم کو قبول فرمائیں -

جناب والا ! اس کی تحتی ضمن (۳) میں کورم کا مسئلہ ہے اس میں تعلیمی کونسل کے اجلاس کے لئے ایک تہائی کا کورم دیا ہوا ہے ۔ اس کے لئے میں نے ترمیم دی ہے کہ کم از کم کل تعداد کا نصف کورم ہونا چاہئے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ آئیں اس میں حصہ لیں اور مناسب فیصلہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! تعلیمی کونسل یونیورسٹی کی تعلیمی مجلس ہوگی ۔ وہ ایک ہیئت حاکمہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ وہ نہ صرف تدریس ۔ علمی تحقیق ۔ اشاعت اور امتحانات کے مناسب معیار مقرر کرے گی بلکہ یونیورسٹی اور کالجوں کی علمی زندگی منضبط کرے گی اور اسے فروغ دے گی ۔

جناب والا ! ایسی ہیئت حاکمہ میں ایک سیکرٹری کا تقرر انتہائی ضروری ہے میں سمجھتا ہوں جس طرح میں نے پچھلی ہیئت حاکمہ میں سیکرٹری کے تقرر پر اظہار خیال کیا تھا اسی طرح تعلیمی کونسل کی اہمیت کے پیش نظر سیکرٹری کا عہدہ نہایت ضروری ہے جسے قبول کیا جانا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۲۵ کی تحتی ضمن (۱) کے پیرا (سوم) کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔
>
> "(سوم) ڈائریکٹر صاحبان۔"
>
> (تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ایوان کے سامنے سوال یہ ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۲۵ کی تحتی ضمن (۱) کے پیرا (یازدہم) کی سطر ۲ میں الفاظ "چانسلر صاحب" "نامزد" کے مابین الفاظ "سنڈیکیٹ کے مشورے سے" ثبت کیے جائیں ۔
>
> (تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : ایوان کے سامنے سوال یہ ہے ۔

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ، برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۲۵ کی تحتی ضمن (۲) کے بعد مندرجہ ذیل عبارت بطور تحتی ضمن (۳) ایزاد کی جائے اور موجودہ تحتی ضمن (۳) کو بطور تحتی ضمن (۴) مکرر نمبر لگایا جائے ۔

"(۳) تعلیمی کونسل کا ایک سیکرٹری ہو گا جسے کونسل کے ارکان اپنے میں سے منتخب کریں گے ۔"

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۲۵ کی تحتی ضمن (۳) کی سطر ۲ میں الفاظ "ایک تہائی" کی بجائے لفظ "نصف" ثبت کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۲۵ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

(ضمن ۲۶)

مسٹر سپیکر : اب ضمن ۲۶ ایوان میں زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر ۱۲۱ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ موجود نہیں ہیں اور ترمیم پیش نہیں کی گئی ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں ترمیم نمبر ۱۲۲ کو پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۲۶ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں اپنی ترمیم نمبر ۱۲۳ واپس لیتا ہوں ۔

(ضمن ۲۷)

مسٹر سپیکر : بل کی کلاز ۲۷ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ ترمیم پیش نہیں کی گئی ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۲۷ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲۸)

مسٹر سپیکر: بل کی کلاز ۲۸ زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر ۱۲۵ حاجی صاحب اور مخدوم زادہ صاحب موجود نہیں ہیں ۔ ترمیم پیش نہیں کی گئی ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۲۸ بل کا حصہ ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲۹)

مسٹر سپیکر : بل کی کلاز ۲۹ زیر غور ہے - ترمیم نمبر ۱۲۷ حاجی محمد سیف اللہ خان - پیش نہیں کی گئی - سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب والا - میں تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲۹ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر ۲ ، ۳ کے الفاظ "سینیٹ" اور "اسے" کے مابین الفاظ "اعلیٰ مجلس قانون ساز کی حیثیت سے" ثبت کیے جائیں -

Mr. Speaker : The motion moved is

That in sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "it" and colon appearing at the end of line 5, the words "as Supreme Legislation Body" be inserted.

وزیر تعلیم : جناب والا - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں -

Syed Tabish Alwari ; I beg to move :

That in the second Provise to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring twice in lines 4 and 5, the word "Senate" be substituted respectively.

Mr. Speaker : The motion moved is :

That in the second Proviso to sub-clause (2) of clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor" occurring

twice in lines 4 and 5. the word "Senate" be substituted respectively

Minister for Education : Opposed.

Mr. Speaker : Next amendment No. 130 is by Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. As the member is not present, the amendment lapses.

Now, we come to amendment No. 19 of the first supplement. Dasti Sahib, please move the amendment.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : I beg to move :

> That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :
>
> "The Chancellor shall not withhold his formal approval except in case of the Statutes repugnant to the aims and objects of the University:

Mr. Speaker : The motion is :

> That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :
>
> The Chancellor shall not withhold his formal approval except in case of the Statutes repugnant to the aims and objects of the University.

Minister for Education : Opposed.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ میں نے اپنی ترمیم کے ذریعے "اعلیٰ مجلس ساز کی حیثیت سے" کے الفاظ کا اضافہ کیا ہے اس ادارے کی اہمیت اور اس کی خود مختاری کو زیادہ مستحکم بنانے کے لئے میں سمجھتا ہوں اسے قبول کر لینے سے یہ ضمن زیادہ مؤثر اور فعال ہو سکتی ہے ۔ اسی طرح سے پہلے بھی جو ترمیمیں منظور کی گئی ہیں غالباً پچھلے یونیورسٹی بل میں انہی الفاظ کو خود اس بل کے پیش کرنے والے نے رکھا تھا نا معلوم اس بل میں اس کو کیوں نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ میری اس ترمیم کو منظور کر لینے سے میں سمجھتا ہوں اس کلاز کو زیادہ مؤثر بنایا جا سکے گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب سپیکر ! ہمارے فاضل وزیر تعلیم جب بھی اس بل پر بحث فرماتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ اس کو اس قدر جمہوری اور خود مختار اداراہ بنانے کی کوشش کی ہے کہ آج تک کسی نے نہیں کی اور اس میں تمام کلاسوں کو نمائندگی دی گئی ہے ۔ طلباء اور ٹیچرز کو دی گئی ہے نامور سائنس دانوں کو دی گئی ہے حتیٰ کہ کوئی طبقہ باقی نہیں رہا اور اس ایوان کو بھی دی گئی ہے ۔ لیکن ہوا یہ ہے کہ جیسا کہ میرے دوست جو ریگستانی علاقے کے رہنے والے ہیں جانتے ہیں بچے ایک کھیل کھیلا کرتے ہیں کہ ریت کے ٹیلے میں اپنا پاؤں گھسیڑ دیا ۔ اس میں سوراخ بن گیا اور کہہ دیا کہ گھر بن گیا اور دوسرے بچوں نے اس پر ہاتھ مارا اور وہ گھر ختم ہو گیا ۔ تو یہاں بھی اسی قسم کا ڈرامہ ہے کہ نمائندگی دینے کے بعد اس کو اس طرح سے ڈھا دیا گیا ہے کہ ایک شخص کے ہاتھ میں تمام اختیارات کو تفویض کر دیا ہے کہ جس وقت وہ چاہے کسی statute کی منظوری دے یا نہ دے اس کو withhold کرے یا نہ کرے ۔ جناب والا ! یہ سمجھتا ہوں کہ ایک شخص کو demi god بنا کر رکھ دیا گیا ہے کہ وہ جس وقت چاہے اسکی منظوری اور وہ جس وقت چاہے وہ نہ دے statutes متعلق میں عرض کروں گا کہ سینیٹ اور مختلف طبقات ایک statute اکھٹے ہو کر سوچ بچار کے بعد بناتے ہیں اور اس statute کو کسی طور پر کسی logic کے ذریعے سے نامنظور کرنے کا اختیار کسی ایک شخص کو نہیں ہونا چاہیے ۔ میں حیران ہوں کہ اتنی تقاریر اور دلائل دینے کے بعد وہ ایک دم اس گھروندے کو گرانے کی کوشش کیوں کرتے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ محض ایک کھیل کھیلا گیا ہے یہ ایک ڈارامے کی صورت

بتائی گئی ہے ۔ اس کا قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہے ۔ اور یہ قطعی طور پر غیر جمہوری ہے ۔ اس لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے ۔ اس میں proviso یہ ہے ۔

> Provided the draft of Statutes shall be proposed by the Syndicate to the Senate which may approve it, or pass it with such modifications as the Senate may think fit, or may refer it back to the Syndicate for reconsideration, or may reject it :
>
> Provided further that the draft of Statutes concerning any of the matters mentioned in clauses (a) and (b) of sub-section (1) of this section, shall be forwarded to the Chancellor and shall not be effective until it has been approved by the Chancellor.

I have given this amendment in this :

> The Chancellor shall not withhold his formal approval except in case of the Statutes repugnant to the aims and objects of the University.

اور یہ جو حدود اور قیود اس ترمیم کے ذریعے لگائی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ جب تک کوئی قانون یا statute یونیورسٹی کے اغراض و مقاصد کے خلاف نہ ہو تب تک چانسلر کو قطعی طور پر یہ اختیار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اپنی assent withhold کر سکے اور اس کو نامنظور کر سکے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ فاضل وزیر تعلیم جو اس قدر جمہوریت کی ڈونڈی پیٹتے ہیں وہ جمہورت کے نام پر میری اس نہایت ہی معصوم ترمیم جو در اصل جمہوریت کی جان ہے اس کو قبول فرمانے سے گریز نہیں کریں گے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

> That in sub clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the

word "it" and colon appearing at the end of line 5, the words "as Supreme Legislation Body" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر ۱۲۹ برائے منظوری ایوان میں پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "Chancellor", occurring twice in lines 4 and 5, the word "Senate" be substituted respectively.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That in the second Proviso to sub-clause (2) of Clause 29 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :-

The Chancellor shall not withhold his formal approval except in case of the Statutes repugnant to the aims and objects of the University.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲۹ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۰)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۳۰ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳۰ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۱)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۳۱ ایوان میں زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳۱ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۲)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۳۲ ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۳۲ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۳)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۳۳ ایوان میں زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان اور مخدوم زادہ سید حسن محمود ایوان میں موجود نہیں ہیں - سردار امجد حمید خان دستی اپنی ترمیم پیش کریں -

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I move :

> That in sub-clause (2) of Clause 33 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the commas and the words "save in the case of Government Colleges, occurring in lines 4-5, be deleted.

Mr. Speaker : Amendment moved is :

> That in sub-clause (2) of Clause 33 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the commas and the words, save in the case of Government Colleges," occurring in lines 4-5, be deleted.

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں :

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور -

میاں خورشید انور : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں -

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳۳ کی تحتی ضمن (۲) کی سطر ۵ ، ۶ ، ۷ کے الفاظ "لیکن سرکاری کالجوں کی صورت میں ایسا کرنا ضروری نہیں" حذف کر دیئے جائیں -

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳۳ کی تحتی

ضمن (۲) کی سطر ۵ ، ۶ ، ۷ کے الفاظ "لیکن سرکاری کالجوں کی صورت میں ایسا کرنا ضروری نہیں" حذف کر دیئے جائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۳۳ کی تحتی ضمن (۴) کے الفاظ "خلاف،، اور "عرضداست،، کے ما بین "سینیٹ کو،، ثبت کئے جائیں ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۳۳ کی تحتی ضمن (۴) کے جملہ شرطیہ کی سطر ۵ کے الفاظ "خلاف" اور "عرضداشت،، کے مابین الفاظ "سینیٹ کو،، ثبت کئے جائیں ۔

Begum Rehana Sarwar Shaheed : Opposed.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا یہ affilliation کے متعلق سب کلاز (۲) ہے اس میں یہ ہے کہ . . .

> The application shall further contain an undertaking that after the.....

Minister for Irrigation : Sir, I want to make a submission that the time of the House be extended.

Mr. Speaker : I will consider it at the appropriate time.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا میں عرض کر رہا تھا کہ سب کلاز (۲) میں یہ دیا گیا ہے ۔

> 33(2) The application shall further contain an undertaking that after the educational institution is affiliated any transference of and changes in the

management and in the teaching staff, save in the case of Government Colleges, shall be forthwith reported to the University, and that the teaching staff shall possess such qualifications as are or may be prescribed.

وزیر تعلیم : تہاڈی ترمیم بڑی واضح اے - مینوں پوری سمجھ آ گئی اے -

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب آپ کی ترمیم self-speaking ہے -

میاں خورشید انور : جناب والا ! بڑی واضح ترمیم ہے -

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری -

سید تابش الوری : جناب والا ! میری یہ ترمیم تحت ضمن (۴) کے جملہ شرطیہ سے متعلق ہے جس میں کہا گیا ہے -

> سنڈیکٹ مجلس الحاق کی سفارش پر کسی تعلیمی ادارے کا الحاق منظور یا نا منظور کر سکتی ہے -
>
> مگر شرط یہ ہے کہ الحاق کے لئے دی گئی درخواست کو اس وقت تک نا منظور نہیں کیا جائے گا تا آنکہ تعلیمی ادارے کو اس امر کا ایک اور موقعہ نہ دے دیا جائے کہ وہ مجوزہ فیصلے کے خلاف عرضداشت پیش کر سکے -

جناب والا ! یہ ضمن بالکل مبہم ہے کہ یہ عرضداشت کسی کو پیش کی جائے گی - سنڈیکٹ تو اس کا الحاق نا منظور کر چکا ہے - پھر یہ موقع کس کو دیا جا رہا ہے - کون سی ہیت حاکمہ ہو گی جس کے سامنے وہ عرضداشت پیش کر سکیں گے - میں نے اپنی ترمیم کے ذریعے اس ابہام کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے اور یہاں یہ قرار دیا ہے کہ وہ مجوزہ فیصلے کے خلاف سینیٹ کو عرضداشت پیش کر سکے گا - اس طرح سے دو مقاصد حاصل ہوں گے - ایک تو یہ کہ جو اس میں ابہام موجود ہے وہ دور ہو جائے گا اور دوسرے سینیٹ کو اختیار مل جائے گا کہ

سنڈیکٹ نے اگر کسی وجہ سے کسی مصیبت کی بنا پر یا کسی غلط فہمی کی بنا پر غلط فیصلہ کیا ہے تو اس کو درست کر کے اس کی اس شکایت کا ازالہ کر سکے گی اور اس کے ساتھ ساتھ عدل و انصاف ہو سکے گا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میری ترمیم اگر وزیر تعلیم صاحب غور فرمائیں تو نہ صرف یہ کہ اس الجھن کو دور کر سکتی ہے بلکہ سینٹ اور سنڈیکیٹ کے درمیان ایک اپیلیٹ اتھارٹی کی حیثیت کو بھی متعین کر سکتی ہے۔

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (2) of Clause 33 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the commas and the words save in the case of Government Colleges, occurring in lines 4-5, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That in sub-clause (2) of clause 33 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the commas and the words ", save in the case of Government Colleges", occurring in lines 4-5, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That in the Proviso to sub-clause (4) of Clause 33 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "representation" and "against" occurring in line 3, the words "to the Senate" be inserted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳۳ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۴)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۳۴ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳۴ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۵)

مسٹر سپیکر : بل کی ضمن ۳۵ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۳۵ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۶)

مسٹر سپیکر : اب بل کی ضمن ۳۶ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ ضمن ۳۶ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۷)

مسٹر سپیکر : بل کی ضمن ۳۷ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ اب سوال یہ ہے :-

کہ ضمن ۳۷ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۸)

مسٹر سپیکر : اب بل کی ضمن ۳۸ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ سوال یہ ہے :

کہ بل ۳۸ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۳۹)

مسٹر سپیکر : اب بل کی ضمن ۳۹ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ مخدوم حمیدالدین ۔

Makhdum Hamid-ud-Din : Sir, I move :

> That for Clause 39 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :
>
> 39.(1) The accounts of the University shall be maintained in such form and in such manner as may be prescribed by the Statute.
>
> (2) No expenditure shall be made from the funds of the University, unless a bill for its payment has been audited by the University Auditor in conformity with the Statute, the Regulation and Rules.

(3) After the close of each financial year, the accounts of the University shall be audited within 4 months of the close of the year, by the Auditor appointed by the Senate.

(4) The Annual Statement of Accounts of the University signed by the Treasurer and the Auditor, shall be submitted to the Senate and the Government within 6 months of the close of the financial year.

(5) The Senate shall consider the Audit Report together with the annotations made by the Treasurer. It may pass Resolutions as it may deem necessary and issue directions in this behalf to any Authority constituted under this, Act.

Mr. Speaker : The ammendment moved is : That for Clause 39 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

39(1) The accounts of the University shall be maintained in such form and in such manner as may be prescribed by the Statute.

(2) No expenditure shall be made from the funds of the University, unless a bill for its payment has been audited by the University Auditor in conformity with the Statute, the Regulation and Rules.

(3) After the close of each financial year, the accounts of the University shall be audited within 4 months of the close of the year, by the Auditor appointed by the Senate.

(4) The Annual Statement of Accounts of the University signed by the Treasurer and the Auditor, shall be submitted to the Senate and the Government within 6 months of the close of the financial year.

(5) The Senate shall consider the Audit Report together with the annotations made by the Treasurer. It may pass Resolutions as it may deem necessary and issue directions in this behalf to any Authority constituted under this Act.

Minister for Education : I oppose it Sir.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری - ترمیم نمبر ۱۴۳ -

سید تابش الوری : جناب والا ! میری ترمیم گرانٹ کمشن کے قیام کے متعلق ہے اور اس سلسلے میں وزیر تعلیم صاحب پہلے یقین دھانی کرا چکے ہیں کہ گرانٹ کمشن یونیورسیٹی کے لیے قائم کیا جا رہا ہے - اس لیے میں اسے پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر : مخدوم حمیدالدین صاحب میں تھوڑی سی وضاحت کردوں کہ یہ ترمیم وقت پر نہیں آئی - کیونکہ یہ substitue کی ترمیم ہے - اس لیے میں نے اس کی اجازت دی ہے - آپ وقت کا خیال رکھیں -

The time is extended by another thirty minutes.

مخدوم حمیدالدین : جناب والا ! prescribed کے ساتھ میں نے prescribed by statutes اس لیے ضروری سمجھا ہے کہ لازماً اس سے متعلق جو

statutes ہوں گے وہ سینیٹ مرتب کرے گی اور اس کے علاوہ اور کوئی باڈی مثلاً اکیڈیمک کونسل یا کوئی اور باڈی جو ہے وہ نہ کر سکے گی ۔

جناب والا ! اس وقت جو بل موجودہ فارم میں ہے اس میں صورت یہ ہے کہ سینیٹ جو ہے وہ بجٹ کو approve کرے گی اور سنڈیکیٹ جو Executive Authority ہے وہ پورا سال اسے مصرف میں لے آئے گی اور اس کے بعد گورنمنٹ آڈیٹر مقرر کرے گی اور اس کی آڈٹ رپورٹ جو ہے اس کی ایک کاپی گورنمنٹ کو چلی جائے گی اور ایک سنڈیکیٹ کو چلی جائے گی تو اس کا مقصد یہ ہوا کہ وہ اتھارٹی جس سے پورے سال وہ مصرف کیا ہے اچھے طور سے کیا ہے یا اس میں کچھ lacunas رہے ہیں اس نے کچھ حصہ اس کا نا درست کیا ہے ۔ غیر صحیح کیا ہے تو وہ صرف آڈٹ رپورٹ ان کو واپس چلی جائے گی حالانکہ سینیٹ کو جانی چاہیے تھی کہ وہ جس نے یہ رقم منظور کی ہے ۔ جس نے یہ بجٹ منظور کیا ہے ۔ تو میری اس سلسلے میں تجویز یہ ہے کہ سینٹ جو ہے وہ آڈیٹر مقرر کرے اور اس کی ایک رپورٹ گورنمنٹ کو چلی جائے اور دوسری رپورٹ سینٹ کو چلی جائے۔ اس لیے کہ سنڈیکیٹ جو ہے وہ Executive Body ہے ۔ اس نے خود وہ مصرف کیا ہے ۔ اس نے خود وہ سارا کام کیا ہے ۔ اس نے کچھ اچھا کیا ہے ۔ اس نے کچھ نا درست کیا ہے ۔ اس نے کچھ غیر صحیح کیا ہے ۔ تو صرف ہدیہ تبریک کے طور پر اگر وہ آڈٹ رپورٹ سینڈیکیٹ کو چلی جائے کہ جو آپ نے نا درست کیا ہے اس پر بھی آپ کو مبارک ہے تو میں سمجھتا ہوں یہ غیر مناسب ہوگا ۔ تو اس کی بجائے سینٹ کو یہ آڈٹ رپورٹ جائے تاکہ اس کے آگے جو میں نے تجویز پیش کی ہے وہ through resolution سینیٹ کسی Executive Authority کو خواہ وہ سنڈیکیٹ ہو یا کوئی اور اتھارٹی ہو کوئی حکم دے سکے ۔ کوئی necessary action کے لیے کہہ سکے ۔ کوئی directive دے سکے ۔ کوئی lacunas کو rectify کرنے کے لیے کہہ سکے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ رپورٹ within six months سینڈیکیٹ کی بجائے سینیٹ کو چلی جائے اور سینیٹ کو یہ اختیار ہو کہ اس کے اوپر through resolution کوئی دے سکے ۔ تو یہ زیادہ مناسب اور مفید ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : اب یہ ترمیم ایوان میں بغرض منظوری پیش ہے۔ سوال یہ ہے۔

That for Clause 39 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

39 (1) The accounts of the University shall be maintained in such form and in such manner as may be prescribed by Statute.

(2) No expenditure shall be made from the funds of the University, unless a bill for its payment has been audited by the Uuiversity Auditor in conformity with the Statute, the Regulation and Rules.

(3) After the close of each financial year, the accounts of the University shall be audited within 4 months of the close of the year, by the Auditor appointed by the Senate.

(4) The Annual Statement of Accounts of the University signed by the Treasurer and the Auditor, shall be submitted to the Senate and the Government within 6 months of the close of the financial year.

(5) The Senate shall consider the Audit Report together with the annotations made by the Treasurer. It may pass Resolutions as it may deem necessary and issue directions in this behalf to any Authority constituted under this Act.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳۹ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۰)

مسٹر سپیکر : اب کلاز ۴۰ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان صاحب اور مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب دونوں موجود نہیں ہیں ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۴۰ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۱)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۱ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔ شیخ عزیز احمد صاحب ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ۔ میں ترمیم نمبر ۱۴۷ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۱۴۷ پیش کر دی گئی ہے ۔

سید تابش الوری : اس طرح یہ پیش نہیں ہو سکتی ۔

مسٹر سپیکر : اب بھی پیش ہو سکتی ہے ۔ ہاؤس آف کامنز میں تو اس طرح کوئی بل بھی پاس نہیں ہو سکے گا اگر ساری ترامیم پڑھی جائیں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ تو روایت کے خلاف ہے اسمبلی کی کارروائی اور ہاؤس آف کامنز کی کارروائی الگ الگ ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move :

That Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted namely;—

41. Where an order is made punishing any Officer, other than the Vice Chancellor, Teacher or other employee of the University or altering or interpretting to his disadvantage the prescribed terms or conditions of his service, he shall where the order is made by the Vice-Chancellor or any other Officer or Teacher of the University, have the right to appeal to the Syndicate against the order, and where the order is made by the Syndicate, have the right to appeal to the Chancellor for review of that order. The application for review shall be submitted to the Vice Chanceller and he shall present it to the Chancellor with his views.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted namely :—

41. Where an order is made punishing any Officer, other than the Vice-Chancellor, Teacher or other employee of the University or altering or interpretting to his disadvantage the prescribed terms or conditions of the service, he shall, where the order is made by the Vice-Chancellor or any other Officer or Teacher of the University, have the right to appeal to the Syndicate against the order and where the order is made by the Syndicate, have the right to appeal to the Chan-

cellor for review of that order. The application for review shall be submitted to the Vice Chancellor and he shall present it to the Chancellor with his views.

Syed Tabish Alwari : Sir I move :

That in Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :—

If he is still not satisfied then appeal shall be to the Senate and decision of the Senate will be final.

Mr. Speaker : The amendment moved is.

That in Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :—

If he is still not satisfied then appeal shall be to the Senate and decision of the Senate will be final.

Minister of Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Next amendment No. 149 of Ch. Muhammad Yaqoob Awan.

Ch. Muhammad Yaqoob Awan : I with draw it Sir.

Mr. Speaker : Sheikh Aziz Ahmad.

شیخ عزیز احمد : میری ترمیم بڑی واضح ہے ۔

سید تابش الوری : میری ترمیم میں جناب والا ! نظر ثانی کا ایک جو بنیادی حق دیا جا رہا ہے یہ حق سینیٹ کو حاصل ہونا چاہیے ۔ وہ شخص جسے برطرف کیا جا رہا ہے یہ اسے کس الزام کی بنیاد پر سزا دی جا رہی ہے ۔ اس کو سینیٹ جیسے آخری خود مختار ادارے سے نظر ثانی کا حق دیا جانا چاہیے تاکہ انصاف کے

تمام تقاضے پورے ہو سکیں بالکل اسی طرح سے جیسے ہائی کورٹ کے بعد سپریم کورٹ میں نظر ثانی اور اپیل کا حق حاصل ہوتا ہے - یہاں سینٹ کو چونکہ سپریم کورٹ کی حیثیت حاصل ہے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ متاثرہ ملازم کو نظر ثانی کا حق دینے کے لیے سینیٹ کو اپیل کا حق دیا جائے -

مسٹر سپیکر : اب ترمیم ۴۷ ا برائے منظوری پیش ہے - سوال یہ ہے -

That Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted namely :—

41. Where an order is made punishing any Officer, other than the Vice-Chancellor, Teacher or other employee of the University or altering or interpreting to his disadvantage the prescribed terms or conditions of his service, he shall, where the order is made by the Vice-Chancellor or any other officer or Teacher of the University, have the right to appeal to the Syndicate against the order, and where the order is made by the Synicate, have the right to appeal to the Chancellor for review of that order. The application for review shall be submitted to the Vice-Chancellor and shall present it to the Chancellor and with his view.

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر ۴۸ ا برائے منظوری پیش ہے - سوال یہ ہے -

That in Clause 41 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added at the end, namely :—

If he is still not satisfied from appeal shall be to the Senate and decision of the Senate will be final.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴۱ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۲)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۲ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خاں صاحب ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۴۲ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۳)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۳ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۴۳ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۴)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۴ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ موجود نہیں ہیں ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴۴ کی تحتی ضمن (۲) کے بعد مندرجہ ذیل نئی تحتی ضمن (۳) ایزاد کیا جائے۔

(۳) تحتی دفعہ (۲) میں متذکرہ آسامی کے علاوہ کوئی اتفاقیہ آسامی قانون ہذا یا اس کے تحت وضع کردہ سائیر ضوابط یا قواعد میں مصرحہ طریق کے مطابق پر کی جائے گی۔

Mr. Speaker : Amendment moved is :—

That after sub-clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :—

(3) Any casual vacancy other than as mentioned in sub-section (2) above will be as prescribed in this Act or Statutes, regulations or rules made there under.

Minister for Education : Opposed.

Mr. Speaker : Next amendment.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I move :

That is sub clause (2) of Clause 44 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct" occurring in lines 7-8, the words "it shall be filled in such manner as may be laid down in a Statute of the Senate" be substituted."

Mr Speaker : The amendment moved is :—

> That in sub-clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct" occurring in lines 7-8, the words "it shall be filled in such manner as may be laid down in a Statute of the Senate" be substituted."

Minister for Education : Opposed :

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ ترمیم بڑی واضح ہے اور بالخصوص فنی تکنیک کے لیے پیش کی گئی ہے ۔ خاص طور پر جو خالی آسامیاں ہیں ان کو کسی خاص شرائط کے تحت پر کیا جا سکے اور اس میں کوئی ابہام اور الجھن موجود نہ ہو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی واضح ہے اور اس کو سمجھ کر قبول کر لینا چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! یہ ایک ٹیکنیکل بات ہے ۔ اگر کسی وقت کسی ادارے میں کوئی آسامی خالی ہو تو بہتر یہ ہے کہ Statute کے ذریعے اس کو پر کیا جائے ۔

کلاز ۶۶ (۲) میں درج ہے کہ ۔

> (2) Whenever there occurrs a vacancy in the Constitution of an Authority, as constituted by this Act, because of the abolition of a specified officer under the Government or because an organization, instsitution or other body outside the University has been dissolved or has ceased to function, or because of some other similar reason, it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct.

پھر وہی چانسلر کا ذکر ۔ میں نے یہ عرض کیا ہے وہ اس ترمیم کے ذریعے اس قسم کی آسامی کو اس طرح پر کیا جائے اس کا طریق کار statute کے ذریعے وضع کیا جائے ۔ بجائے اس کے کہ کسی ایک شخص کی مرضی پر رکھ دیا جائے یہ قانون ہوگا جس کے ذریعے خالی آسامی پر ہو ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

That after sub-clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :—

(3) Any casual vacancy other than as mentioned in sub-section (2) above will be as prescribed in this Act or Statutes, regulations or rules made thereunder.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

That in sub-clause (2) of Clause 44 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "it shall be filled in such manner as the Chancellor may direct" occurring in lines 7-8, the words "it shall be filled in such manner as may be laid down in a Statute of the Senate" be substituted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۴۴ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

———

(ضمن ۴۵)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۵ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - موجود نہیں ہیں - چوہدری محمد یعقوب اعوان ترمیم نمبر ۱۵۶ - وہ بھی نہیں ہیں - مخدوم زادہ سید حسن محمود - نہیں ہیں - رانا پھول محمد خان - نہیں ہیں اور راؤ محمد افضل خان - نہیں ہیں - سید تابش الوری ترمیم نمبر ۱۵۵ پیش کریں -

سید تابش الوری : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴۵ کی سطر ۶ و ۷ کے الفاظ "سیکرٹری محکمہ تعلیم حکومت پنجاب،، کی بجائے الفاظ "ہائی کورٹ کے ایک جج،، ثبت کئے جائیں -

Mr. Speaker : The motion moved is :

> That in Clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and comma "Secretary Education, Government of the Punjab," occurring in lines 4-5, the words "a Judge of the High Court" be substituted.

Minister for Education : Opposed.

Mr. Speaker : Next motion is by Sardar Amjad Hamid Khan Dasti standing at serial No. 22 of 1st Supplement. Please move it.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : Sir, I beg to move :

> That in Clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "and the decision of this Committee shall be final", occurring in lines 5-6, the words "the decision of this Committee shall be subject to an appeal to the Senate", be substituted.

Mr. Speaker : The motion is :

> That in clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "and the decision of this Committee shall be final", occurring in lines 5-6, the words "the decision of this Committee shall be subject to an appeal to the Senate", be substituted.

Minister for Education : Opposed.

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ ضمن ۴۵ ایک نہائت اہم مسئلہ سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ مسئلہ پیدا ہو جائے کہ کوئی کسی ہیئت حاکمہ کا رکن بننے کا استحقاق رکھتا ہے یا نہیں تو یہ معاملہ ایک مجلس کے سپرد کیا جائے گا جو وائس چانسلر اور سیکرٹری محکمہ تعلیم حکومت پنجاب اور ڈین صاحب - جو اس سنڈیکیٹ کے رکن ہوں گے پر مشتمل ہوگی اور اس مجلس کا فیصلہ حتمی ہوگا - جناب والا ! کسی شخص کی رکنیت کا استحقاق طے کرنے کے لیے جو مجلس بنائی جا رہی ہے وہ مجلس اس ایوان کے معزز ارکان کی رکنیت کے متعلق بھی فیصلہ کر سکے گی اور سنڈیکیٹ کے ارکان کی رکنیت کا بھی فیصلہ کرے گی - یہ فیصلہ کرنے کا اختیار وائس چانسلر - سیکرٹری، محکمہ تعلیم، اور ڈین صاحب کو دے دیا گیا ہے اور ان کو مطلق العنان بنا کہ یہ کہہ دیا گیا ہے کہ ان کا فیصلہ حتمی ہوگا - میرے خیال میں یہ کسی طرح بھی اس ایوان کے فاضل ارکان کے جو استحقاقات ہیں اور ان کا جو احترام ہے اور ان کا جو مقام ہے اس سے ہم آہنگ نہیں اور نہ ہی یہ عدل و انصاف کے کسی تقاضے پر پورا اترتا ہے - وائس چانسلر سیکریٹری، محکمہ تعلیم اور ڈین یہ تینوں نامزد ارکان ہوتے ہیں - ان کو مطلق العنان اختیار دے دینا کسی طرح سے بھی مناسب نہیں ہے - اس لیے میں گزارش کروں گا کہ یہاں سیکرٹری محکمہ تعلیم کی بجائے جج آف دی ہائی کورٹ ہونا چاہیے تاکہ اس سلسلے میں ایک تو فیصلہ کرنے والے زیادہ با اختیار اور زیادہ غیر جانبدار ہوں اور زیادہ معزز ہوں بلکہ اس سلسلے میں نامزد ارکان کے ذریعے جو فاضل اراکین اسمبلی تک کے استحقاق کو؛ لنچ کرنے کا اختیار دیا جا رہا ہے وہ بھی اس میں موجود

نہ ہو ۔ جناب والا ! اس لیے میں اپنی اس ترمیم کو پیش کرتے ہوئے یہ توقع کرتا ہوں کہ کم از کم اس ایوان کے ارکان کا وقار ملحوظ رکھتے ہوئے سیکرٹری، تعلیم اور ڈین کو یہ اختیار نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ان کو رکنیت کا فیصلہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : سردار امجد حمید خان دستی ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میرے فاضل دوست تابش الوری صاحب نے اس کی بڑی وضاحت کی ہے اور میں نے جو تحریک پیش کی ہے اس میں صرف یہ فرق ہے کہ جو کمیٹی فیصلہ دے گی اس کا فیصلہ سینیٹ کے پاس قابل اپیل ہونا چاہیے تاکہ یہ کمیٹی جو ان ارکان پر مشتمل ہے جو تمام سرکاری آدمی ہیں اور جن پر گورنمنٹ کا ہر وقت دباؤ قائم رہتا ہے ۔ اگر ان سے کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو اپیل میں سینیٹ اس غلطی کی تصحیح کر سکتی ہے اور باقی دلائل تابش صاحب بڑی وضاحت سے پیش کر چکے ہیں ۔

• **مسٹر سپیکر :** ترمیم نمبر ۱۰۵ بغرض منظوری پیش ہے ۔

سوال یہ ہے ۔

> That in clause 45 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words and comma "Secretary Education, Government of the Punjab," occurring in lines 4-5, the words "a Judge of the High Court" be substituted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سردار امجد حمید خان دستی کی ترمیم برائے منظوری ایوان میں پیش ہے ۔

سوال یہ ہے :

> That in clause 45 of the Bill, as racommended by the Standing Committee on Education, for the words "and the decision of this Committee shall be final", occurring

in lines 5-6, the words "the decision of this Committee shall be subject to an appeal to the Senate", be substituted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴۵ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۶)

مسٹر سپیکر : اب کلاز ۴۶ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - - - نہیں ہیں -

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴۶ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۷)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۷ زیر غور ہے - - - حاجی محمد سیف اللہ خان . نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴۷ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۸)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۸ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان نہیں ہیں -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴۸ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۴۹)

مسٹر سپیکر : اب بل کی کلاز ۴۹ زیر غور ہے ۔ حاجی سیف اللہ خان ۔ ۔ ۔ نہیں ہیں ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نہیں ہیں ۔ رانا پھول محمد خان ۔ نہیں ہیں ۔ راؤ محمد افضل خان ۔ ۔ ۔ نہیں ہیں ۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان ۔ نمبر ۱۶۶ ۔ نہیں ہیں ۔ رانا پھول محمد خان ۔ ۔ ۔ نہیں ہیں ۔ راؤ محمد افضل خان ۔ ۔ ۔ نہیں ہیں ۔ چوہدری محمد یعقوب اعوان نمبر ۱۶۹ ۔ سید تابش الوری ترمیم نمبر ۱۶۵ پیش کریں ۔

سید تابش الوری : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴۹ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۷ میں الفاظ "کریں گے" اور "جو" کے درمیان الفاظ "جس کے کم از کم ایک تہائی ارکان تیس اساتذہ میں سے لیے جائیں گے اور" ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Chancellor" and "on", occurring in line 5, the words "taking at least one-third of its members from amongst the thirty teachers" be inserted.

Minister for Education : Opposed.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ترمیم نمبر ۱۶۷ پیش کریں ۔

سید تابش الوری : میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۴۹ کی تحتی ضمن (۱) کی سطر ۹ میں الفاظ "تا آنکہ" اور "قانون ہذا" کے درمیان الفاظ "ایسی مدت کے اندر جو قانون

بذا کی تاریخ نفاذ سے ایک ماہ سے متجاوز نہ ہوگی"
ثبت کیے جائیں ۔

Mr. Speaker : The motion is :

> That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "time" and "as" occurring in line 7, the words "which shall not exceed one month from the date of commencement of this Act" be inserted.

Minister for Education : Opposed :

Mr. Speaker : Now, we will take up amendment No. 23 of 1st Supplement standing in the name of Sardar Amjad Hamid Khan Dasti. Please move it.

Sardar Amjad Hamid Khan Dasti : I beg to move :

> That for Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely:--
>
> 49. After the promulgation of this Act tillsuch time the new Syndicate is elected the Syndicate working before the University of Agriculture of Lyallpur Act, 1973 comes into operation shall continue to function.

Mr. Speaker : The motion is :

> That for Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> "49. After the promulgation of this Act till such time the new

Syndicate is elected the Syndicate working before the University of Agriculture of Lyallpur Act, 1973 comes into operation shall continue to function".

Minister for Education : Opposed.

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری : جناب والا ۔ اس ضمن کے تحت عبوری دور کے لیے چانسلر کمیٹی تشکیل دی جا رہی ہے ۔ اس چانسلر کمیٹی کے لیے نہ کوئی معیار مقرر ہے اور نہ ہی اس کے ارکان کے لیے کوئی معیار تعلیم مقرر ہے اور نہ اس سلسلے میں کوئی شرائط اور قیود مقرر ہیں ۔ اس لیے میں نے اپنی ان ترامیم کے ذریعے ان دونوں صورتوں کو زیادہ واضح کرنے کے لیے اس کی ایک میعاد بھی مقرر کی ہے اور اس میں اساتذہ کی نمائندگی کو بھی زیادہ موثر بنانے کا مطالبہ کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ چانسلر کمیٹی چونکہ عبوری دور میں ایک عبوری حکومت کی حیثیت سے یونیورسٹی میں کام کرے گی اس لیے اس کو لا محدود عرصہ کے لیے اختیارات دے کر کام نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ اندیشہ موجود ہے کہ چانسلر کمیٹی اپنی عمر کو طویل کرنے کے لیے سینیٹ اور دوسری ہیئت حاکمہ کو تشکیل دینے میں تاخیر واقع کر سکے گی ۔ اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے جناب وزیر تعلیم سے درخواست کرتا ہوں کہ چانسلر کمیٹی ضرور بنائی جائے لیکن اس کے لیے کوئی میعاد ۔ کوئی اصول اور کوئی معیار متعین ہونا چاہیے تاکہ وہ اپنے عہدے کا اور اپنے منصب کا غلط استعمال نہ کر سکے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! اس تمام بل کا ، اس کو ایکٹ بنانے ، قانون بنانے کا مقصد یہ ہے کہ یونیورسٹی کی جتنی اتھارٹیز ہیں ، ان سب کے یہ اساتذہ ، طلبہ اور باقی اداروں کے نمائندوں کو پوری نمائندگی دی جائے ۔ لیکن اس کلاز میں یہ رکھا گیا ہے کہ یہ تمام کھیل کھیلنے کے بعد ، یہ تمام قوانین وضع کرنے کے بعد ، جب تک نئے الیکشن نہیں ہوتے ، تمام کاروبار ملیامیٹ کر کے رکھ دیا جائے اور اکیلے وائس چانسلر کو یہ اختیار دیا جائے کہ وہ اپنی ایک کمیٹی بنا کر یونیورسٹی کے تمام کاروبار کو چلائے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ غیر جمہوری ، غیر واجب اور ناجائز اقدام اور کوئی نہیں ہو سکتا کہ ایک قانون کو ، ایک اصول کو وضع کرنے کے بعد

نئے سینیٹ کے الیکشن تک آپ یہ کمیٹی بنانا چاہتے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک نیا الیکشن نہیں ہوتا موجودہ سینیٹ کو کام کرنے کی اجازت ہونی چاہیے ۔ اور اس میں یہ قطعی طور پر نہیں دیا گیا کہ یہ الیکشن کب تک ہوں ۔ اگر یہ دیا جاتا کہ تین ، چار یا چھ ماہ کے اندر یہ الیکشن ہو جائیں گے تو ہم سمجھ لیتے کہ چلیے ، کچھ عرصے کے لیے ان کو دھاندلی بازی کا موقع اگر مل جائے تو یہ اپنی من مانی کارروائی کر لیں ۔ نہ تو اس میں الیکشن کی میعاد دی گئی ہے اور نہ موجودہ سینیٹ کو کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے زیادہ نا انصافی یونیورسٹی کے ساتھ ، طلبہ کے ساتھ ، اساتذہ کے ساتھ اور کوئی نہیں ہو سکتی اور بنے بنائے کھیل کو اس قانون کے ذریعے بگاڑ کر رکھ دیا ہے اس لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ موجودہ باڈی کو فنکشن کرنے کا موقع دیا جائے تاآنکہ نئے الیکشن نہیں ہوتے ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۱۶۵ برائے منظوری ایوان میں پیش ہے ۔ سوال یہ ہے :

> That in sub-clause (1) of Clause 49 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Chancellor" and "on" occurring in line 5, the words "taking at least one-third of its members from amongst the thirty teachers" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر ۱۶۷ برائے منظوری ایوان میں پیش ہے ۔ سوال یہ ہے :

> That in sub-clause (1) of Clauses 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "time" and "as" occurring in line 7, the words "which shall not exceed one month from the date of commencement of this Act" be inserted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : اب سردار امجد حمید خان دستی کی ترمیم برائے منظور ایوان میں پیش ہے ۔ سوال یہ ہے :

That for Clause 49 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

49. After the promulgation of this Act till such time the new Syndicate is elected the Syndicate working before the University of Agriculture of Lyallpur Act, 1973 comes into operation shall continue to function.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ۔

کہ کلاز ۴۹ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۵۰)

Mr. Speaker : Now Clause 50 is before the House. Haji Muhammad Saifullah Khan, amendment No. 171.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, this amendment has become infructuous. Therefore, I do not move it.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan, amendment No. 172.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I beg to move :

That in Clause 50 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "The Chancellor" occurring in line 3, the words "a Judge of the High Court" be substituted."

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That in Clause 50, of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "the Chancellor" occurring in line 3, the words "a Judge of the High Court" be substituted.

Minister for Education : Opposed.

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر ۱۷۲ بغرض منظوری ایوان میں پیش ہے - سوال یہ ہے :

> That in Clause 50 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "the Cnancellor" occurring in line 3, the words "a Judge of the High Court" be substituted.

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۵۰ بل کا حصہ بنے

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۵۱)

Mr. Speaker : Now Clause 51 is before the House for Haji Muhammed Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, my amendment that Clause 51 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be re-numbered accordingly as Clause 3, has become infructuous and therefore, I do not move it.

Mr. Speaker : Amendment No. 174, Sh. Aziz Ahmad.

Sheikh Aziz Ahmad : I beg to move :

> That for Clause 51 of the Bill, the

following be substituted, namely :—

Repeal and Validation

51. (1) The Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so far as it enacts the provisions of the University of Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance No. II of 1973), is hereby repealed.

(2) Every thing done, action taken, statutes, regulations or rules made under the University of Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance No. II of 1973), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinance Temporary Enactment Act, 1973 on or after the 9th January, 1973 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

مسٹر سپیکر : ترمیم پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

That for Clause 51 of the Bill, the following be substituted, namely :—

Repeal and Validation

51. (1) The Punjab Ordinance Temporary Enactment Act, 1973 in so far as it enacts the provisions of the University of Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance No. II of 1973), is hereby repealed.

(2) Every thing done, action taken, statutes, regulations or rules made under the University of Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance No. II of 1973), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinance Temporary Enactment Act, 1973 on or after the 9th January,

1973 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۵ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(گوشوارہ)

مسٹر سپیکر : اب بل کا شیڈول زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیونکہ یہ کلاز پاس ہو چکی ہے ۔ اس لئے اب میری ترمیم infructuous ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : چودھری محمد یعقوب اعوان ۔

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan : Sir, I move :

That in sub-paragraph (1) of Paragraph 1 of the Schedule to this Bill, for the words "The University shall include the following Faculties and such other Faculties as may be prescribed by Statutes" occurring in lines 1-3, the words and commas "The University shall include the following Faculties, Divisions, and Directorate as well as such other Faculties, Divisions and Directorates as may be prescribed" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-paragraph (1) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, for the words "The University shall include the following Faculties and such other Faculties as

may be prescribed by Statutes" occurring in lines 1-3, the words and commas "The University shall include the following Faculties, Divisions, and Directorate as well as such other Faculties, Divisions and Directorates as may be prescribed" be substituted.

Mr. Speaker : New amendment.

Malik Shah Muhammad Mohsin : Sir, I move :

That for sub-paragraph (1) (v) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(v) Faculty of Agricultural Economics and Rural Sociology.

Mr. Speaker : Amendment moved is :

That for sub-paragraph (1) (v) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-

(v) Faculty of Agricultural Economics and Rural Sociology.

Mr. Speaker : Next amendment No. 179.

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan : I withdraw amendment No. 179.

Mr. Speaker : Next Amentment No. 180.

Chaudhri Muhammad Yaqub Awan : I beg to move :

That Sub-paragraph (1) (viii) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommen-

ded by the Standiug Committee on Education, be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

Mr. Speaker : The time is extended by another 20 minutes.

Amentment moved is:

That sub-paragraph (1) (viii) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted and subsequent paras be re-numbeoed accordinly.

Mr. Speaker : Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan to move amendment No. 181

Chaudhri Mohammad Yaqub Awan: I withdraw my amendment No. 181.

Mr. Speaker : Rana Phool Mohammad Khan and Rao Muhammad Afzal Khan to move amendments Nos. 182, 183 and 184. Members not present in the House and their amendment lapse.

Haji Muhemmad Saifullah Khan to move his amendment please.

Haji Mohammad Saifullah Khan : Sir I move :

That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added, namely :-

(v) All Associate Professors and two teachers from within the Assistant Professors, Lecturers and Instructors to be nominated by each Board of Studies comprising the Faculty.

Mr. Speaker : The amendment moved is.

> That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph I of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added, namely ;
>
> (v) All Associated professors and two teachers from within the Assistant Professors, Lecturers and Instructurs to be nominated by each Board of Studies comprising the Faculty.

Minister for Education ; Sir, I oppose it.

Mr. Speaker, Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan to move amendment No. 186.

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan. Sir, I move.

> That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph I of the Schedule to the Bill as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added, namely :
>
> (v) One representative each from younger teachers namely associated professors, assistant professors, lecturers and Instructors to be nominated by the Dean.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph I of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added, namely :-

(v) One representative each from younger teachers, namely associated professors, assistant professors, lecturers and Instructors to be nominated by the Dean.

Mr. Speaker : Rana Phool Mohammad Khan to move No. 187. Member is not present Rao Muhammad Afzal Khan to move No. 187. Member is not present Mr. Ihsan-ul-haq Piracha to move No. 188 not present Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan to move amendment No. 189.

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Sir, I move :

That in sub-paragraph (2) of Paragraph 2 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Dean" and 'shall' occurring in line 1, comma and the word", the Director and the Principal be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in sub-paragraph (2) of Paragraph 2 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Dean" and "shall" occurring in line 1, comma and the words", the Dirrctor and the Principal " be inserted".

Mr. Speaker : Chaudhry Mohammad Yaqoob to move amendment, No. 190 and 191.

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan : Sir, I withdraw my amendments No. 190 and 91.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 192.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I mave :

That after sub-paragraph (3) of Paragraph 3 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-para graph be added as sub-paragraph (4), namely :—

(4) The Service rights of the staff of the Animal Husbandary College, Lahore since integrated with this University will be protected in consultation with the Staff of that college and the Principal of the College will be appointed by the Syndicate for a term of two years from amongst the senior most teachers of the College by rotation.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That after sub-paragraph (3) of Paragraph 3 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph (4), namely :—

(4) The Service rights of the staff of the Animal Husbandry College, Lahore since integrated with this University will be protected in consultation with the Staff of that College and the Principal of the College will be appointed by the Syndicate for a term of two years from amongst the seniormost teachers of the College by rotation.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Begum Rehana Sarwar to move amendment No. 193.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed). Sir I move :

> That for sub-paragraph (2) (i) (ii) (iii) (iv) and (v) of Paragraph 4 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Commitee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> (i) all the teachers of the Department concerned ; and
>
> (ii) one expert to be appointed by the Dean.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

> That for sub-paragraph (2) (i) (ii) (iii) (iv) and (v) of paragraph 3 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> (i) all the teachers of the Department concerned ; and
>
> (ii) one expert to be appointed by the Dean.

Mr. Speaker : Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan to move amendment No. 194.

Chaudhri Mohammad Yaqoob Awan :—I withdraw it Sir, and I also withdraw my amendment No. 195.

Mr. Speaker : Begum Rahana Sarwar to move amendment No. 196.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed). Sir I move,

> That for sub-paragraph (4) (a) of Paragraph 5 of the Schedule to the Bill, as

recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(a) to advise the Authorities on all matters connected with the promotion of advanced studies, publication and research in the University ;.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for sub-paragraph (4) (a) of Paragraph 5 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :

(a) to advise the Authorities on all matters connected with the promotion of advanced studies, publication and research in the University ;

Mr. Speaker : Chaudhry Mohammad Yaqoob Awan to move amendment Nos, 197 and 198.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : I withdraw my amendments No. 197 and 198.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to move amendment No. 199. please.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move.

That in sub-paragraph (1) of Paragraph 7 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "advertisement" and "and" occurring in line 3, the brackets and words "(provided that applications

for the post of Assistant Professors will not be allowed through advertisement)" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment move is.

That is sub-paragraph (1) of Paragraph 7 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "advertisement" and "and" occurring in line 3, the brackets and words "(Provided that applications for the post of Assistant Professors will not be allowed through advertisement)" be inserted.

Minister for Education : I oppose it.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to move No. 200.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That in sub-paragraph (1) (v) of Paragraph 8 of Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "two nominees" occurring in line 1, the words "one nominee" be substituted ; and in sub paragraph (1) (v) as so amended", for the comma and words", one each from Education Department and" occurring in line 1-2, the words "from the" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment move is :

That in sub-paragraph (1) (v) of Paragraph 8, of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committe on Education, for the words "two nominees" occurring in line 1, the words "one

nominee" be substituted ; and in sub-paragraph (1) (v) as so amended, for the comma and words, "one each from Education Department and" occurring in lines 1-2 the words "from the" be substituted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Chaudhry Muhammad Yaqoob Awan to move amendments No. 201, 202 and 203.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : Sir, I withdraw my amendments Nos. 201, 202 and 203.

Mr. Speaker : Haji Muhammad Saifullah Khan to move No. 204, please.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move.

That after sub-paragraph (1) of Paragraph 8 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph (2) and the existing sub-paragraph (2) and the subsequent sub-paragraph be renumbered accordingly, namely :—

(2) There shall be a Secretary of the Finance and Planning Committee to be elected from within its members.

Mr. Speaker : The amendment moved is.

That after sub-paragraph (1) of Paragraph 8 of the Scdedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph (2) and the existing sub-paragraph (2) and the subsequent sub-paragraph be renumbered accordingly, namely :—

(2) There shall be a Secretary of the Finance and Planning Committee to be elected from within its members.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-paragraph (1) of Paragraph I of the Schedule to the Bill, for the words "The University shall include the following Faculties and such other Faculties as may be prescribed by Statutes" occurring in lines 1-3, the words and commas "The University shall include the following Faculties, Divisions and Directorate as well as such other Faculties, Divisions and Directorates as may be prescribed" be substituted.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The amendment No 177 cannot be put to vote. That has become infructuous.

Mr. Speaker : The question is:

That for sub-paragraph (1) (v) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(v) Faculties of Agricultural Economics and Rural Sociology ;.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-paragraph (1) (viii) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee

on Education, be deleted and subsequent paras be re-numbered accordingly.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committe on Education, the following be added, namely :—

(v) all Associate professors and two teachers from within the Assistant Professors, Lecturers and Instructors to be nominated by each Board of Studies comprising the Faculty.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-paragraph (2) (iv) of Paragraph 1 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be added, namely :—

(v) One representative each from younger teachers namely associate professors, assistant professors lecturers and Instructors to be nominated by the Dean.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That is sub-pargraph (2) of Paragraph 2 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Dean" and "shall"

occurring in line 1, comma and the words", the Director and the Principal" be inserted."

(The motion was carried).

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-paragraph (3) of Paragraph 3 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph (4), namely :—

(4) The Service rights of the staff of the Animal Husbandry College, Lahore since intergrated with this University will be protected in consultation with the Staff of that College and the Principal of the College will be appointed by the Syndicate for a term of two years from amongst the senior most teachers of the College by rotation.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-paragraph (2) (i) (ii) (iii) (iv) and (v) of Paragraph 4 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(i) all the teachers of the Department concerned ; and

(ii) one expert to be appointed by the Dean.

(The motion was carried).

Mr. Speaker : The question is :

That for sub-paragraph (4) (a) of Paragraph 5 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :–

(a) to advisethe Authorities on all matters connected with the promotion of advance studies, publication and research in the University ;.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-paragraph (1) of Paragraph 7 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "advertisement" and "and" occurring in line 3, the brackets and words "Provided that applications for the post of Assistant Professors will not be allowed through advertisement) be inserted.

(The motlon was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in sub-paragraph (1) (v) of Paragraph 8 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the words "two nominee" occurring in line 1, the words "one nominee" be substituted ; and in sub-paragraph (1) (v) as so amended, for the comma and words", one each from Education Department and" occurring in

line 1-2, the words "from the" be substituted.

(The motion was lost).

Mr. Speaker : The question is :

That after sub-paragraph (1) of Paragraph 8 of the Schedule to the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-paragraph be added as sub-paragraph (2) and the existing sub-paragraph (2) and the subsequent sub-paragraph be re-numbered accordingly, namely :—

(2) There shall be a Secretary of the Finance and Planning Committee to be elected from within its members.

(The motion was lost).

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ گوشوارہ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۲)

مسٹر سپیکر : اب کلاز ۲ ایوان میں زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری محمد یعقوب اعوان ترمیم نمبر ۲۰۶ و ۲۰۷ پیش کریں ۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ۔ میں اپنی یہ ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : ترمیم نمبر ۲۰۸ رانا پھول محمد خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ اگلی ترمیم شیخ عزیز محمد صاحب پیش کریں ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Sir, I move :

> That after para (f) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (g) and the existing para (g) and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely : —
>
> (g) "Constituent College" means a college maintained and administered by the University ;.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That after para (f) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (g) and the existing para (g) and the subsequent paras be renumbered accordingly, namely : —
>
> (g) "Constituent College" means a college maintained and administered by the University ;.

Chaudhri Muhammad Yaqoob Awan : I with draw my amendments Nos. 210, 211, 212, 214, 223 and 224.

Mr. Speaker : Amendment No. 213 by Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood ..Not moved. Next amendment.

Syed Tabish Alwari : Sir, I move :

> That para (n) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (n) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : Opposed.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move :

That para (q) (ii) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That para (q) (ii) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

Minister for Education : Opposed.

Syed Tablish Alwari : Sir, I move :

That in para (r) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "rank" and "to" occurring in line 3, the words "and Privileges" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (r) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "rank" and "to" occurring in line 3, the words "and Privileges" be inserted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Sheikh Aziz Ahmed : Sir I move :

That for para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee

on Education the following be substituted, namely :—

'(v) "Teachers" means Professors, Associate Professors, Assistant Professors, Lecturers and Instructors engaged whole-time by the University or by the College for teaching degree, honours or post-graduate classes, and such other persons as may be declared to be Teachers by Regulations ;.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That for para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education the following be substituted, namely :—

(v) "Teachers" means Professors, Associate Professors, Assistant Professors, Lecturers and Instructors engaged whole time by the University or by the College for teaching degree, honours or post-graduate classes, and such other persons as may be declared to be Teachers by Regulations ;'.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

That in para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "and" occurring in line 2 be replaced by a comma ; and after para (v) as so amended, between the words "Lecturers" and "engaged" occurring in line 2, the words "and instructors" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, for the word "and" occurring in line 2 be replaced by a comma ; and after para (v) as so amended, between the words "Lecturers" and "engaged" occurring in line 2, the words "and instructors" be inserted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

That in para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "classes" and comma occurring in line 5, the words "or conducting research" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "classes" and comma occurring in line 5, the words "or conducting research" be inserted.

Minister of Education : I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

That in para (x) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word and comma "Lyallpur", occurring in line 2, be deleted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

That is para (x) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the word and comma

"Lyallpur," occurring in line 2, be deleted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

That in para (x) of Clauss 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "Act" and semi-colon appearing at the end, the words "or constituted after-ward" be inserted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in para (x) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, beween the word "Act" and semi-colon appearing at the end, on words "or constituted after-ward" be inserted.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Mr. Speaker : Any body wants to speak on his amendment.

Voice : No Sir they are self-explanatory.

Mr. Speaker : The question is :

That after para (f) of Clause 2 of Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new para be added as para (g) and the existing para (g) and the subsequent paras be re-numbered accordingly, namely :—

(g) "Constituent College" means a college maintained and administered by the University ;.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That para (n) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That para (q) (ii) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (r) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the words "rank" and "to" occurring in line 3. the words "and Privileges" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That for para (v) of Clause 2 of Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

(v) "Teachers" means Professors, Associate Professors, Assistant Professors, Lecturers and Instructors engaged whole-time by the University or by the College for teaching degree, honours of post-graduate classes, and such other persons as may be declared to be Teachers by Regulations ;.

(The motion was carried)

Mr. Speaker : The question is :

That is para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the standing Committee on Education, for the word "and" occuring in line 2 be replaced by a comma ; and after (v) as so amended, between the words "Lecturers" and "engaged" occurring in line 2, the words "and instructors" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (v) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "classes" and comma occuring in line 5, the words "or conducting research" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That is para (x) of clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, in word and comma "Lyalpur", occurring in line 2 be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

That in para (x) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, between the word "Act" and semi-colon appearing at the end, the words "or constituted after-ward" be inserted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(ضمن ۱)

مسٹر سپیکر : اب کلاز ۱ ایوان میں زیر غور ہے حاجی صاحب اب آپ کی ترمیم نمبر ۲۲۵ infuctuous ہو گئی ہے - ترمیم نمبر ۲۲۶ حاجی محمد سیف اللہ خان - - - پیش نہیں کی گئی -

Sheikh Aziz Ahmad : Sir I move :

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :-
>
> (2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day the University of Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance II of 1973) ceased to operate in accordance with the provisions of Clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Speaker : The amendment moved is :—

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted namely :—
>
> (2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day the University of

Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance II of 1973) ceased to operate in accordance with the provisions of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr Speaker : Next amendment No. 228 by Haji Saifullah Khan.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir I move :

That after sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Stauding Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :—

(3) It shall extend to the Agriculture University of Lyallpur constituted under the West Pakistan Agriculture University of Lyallpur Ordinance, 1961 and to all other Agriculture Universities to be constituted any time after the commencement of this Act in the Province of Punjab.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That after sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :—

(3) It shall extend to the Agriculture University of Lyallpur constituted under the West Pakistan Agriculture University of Lyallpur Ordinance, 1961

and to all other Agriculture Universities to be constituted any time after the commencement of this Act in the Province of Punjab.

Minister for Education : I oppose it Sir.

Haji Muhammad Saifullah Khan . Sir, if you constitute any other University then it would apply. If you don't.....

مسٹر سپیکر : ڈاکٹر صاحب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ independent university بنانا چاہیں تو یہ آپ کے ہاتھ آزاد کر رہے ہیں ۔

This will be applicable but it will be another body.

ایوان کا وقت ۱۰ منٹ مزید بڑھایا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! حقیقت یہ ہے کہ اگر اس ترمیم کو واضح طور پر سمجھ لیتے یا اس کا مقصد ذہن نشین کر لیتے تو میں سمجھ جاتا ہوں کہ وہ تمام مقاصد پورے کر دیتی ہے جو اس ہاؤس کا وقت بچانے اور مابعد یونیورسٹی کے لیے دروازہ کھولنے کے کام آ سکتی ہے میری ترمیم کا واحد مقصد یہ ہے کہ یہ جو صرف ایک قانون لائیلپور یونیورسٹی کے لیے بنا رہے ہیں اس کے لیے اس کو مختص کر رہے ہیں تو اس ترمیم کی رو سے میں نے یہ گزارش کی ہے کہ اگر مابعد جو صوبے میں زرعی یونیورسٹیاں قائم کی جائیں تو یہی قانون ان یونیورسٹیوں پر بھی لاگو ہوگا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کو منظور کر لینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔ اگر حکومت یہ چاہتی یا اگر حکومت کے خیال میں مابعد بھی زرعی یونیورسٹیاں اس صوبے میں قائم ہو سکتی ہیں اور زرعی یونیورسٹیوں کے قیام کا اس صوبے میں جواز ہے تو حقیقت یہ ہے کہ اس ترمیم کو نا منظور کرنے سے حکومت یہ مہر ثبت کر دے گی کہ اس صوبے میں شاید حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے کہ مزید یونیورسٹی کھولی جائے ۔ اگر وزیر تعلیم صاحب اور فاضل ارباب اقتدار یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ اس زرعی صوبے میں مزید زرعی یونیورسٹی کے قیام کی ضرورت یا گنجائش ہے تو ان کو یہ ترمیم منظور کرنی ہوگی

اور اگر اس کو نا منظور کیا جائے تو یہ اخذ کیا جائے گا کہ حکومت مزید یونیورسٹیاں مستقبل میں قائم کرنا نہیں چاہتی ہے -

مسٹر سپیکر : اب ترمیم نمبر ۲۲۷ برائے منظوری ایوان میں پیش ہے -

سوال یہ ہے -

> That for sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Stauding Committee on Education, the following be substituted, namely :—
>
> (2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on and from the day the University of Agriculture Lyallpur Ordinance, 1973 (Punjab Ordinance II of 1973) ceased to operate in accordance with the provision of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : I will now put amendment No. 288 moved by Haji Muhammad Saifullah Khan.

The question is :

> That after sub-clause (2) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following new sub-clause be added as sub-clause (3), namely :—
>
> (3) It shall extend to the Agriculture University of Lyallpur constituted under the West Pakistan Agriculture University of Lyallpur Ordinance, 1961

and to all other Agriculture Universities to be constituted any time after the commencement of this Act in the Province of Punjab.

(on count the motion was lost)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر : اب بل کی تمہید ایوان میں زیر غور ہے ۔

سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر : اب long title زیر غور ہے ۔ اس پر ووٹنگ کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس پر کوئی ترمیم نہیں ہے لہذا long title بل کا حصہ بنتا ہے ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ کو منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ کو منظور کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : Time is extended by an other half an hours.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ زرعی یونیورسٹی کا بل میں سمجھتا ہوں کہ وہ تقاضے قطعی طور پر پورے نہیں کرتا جو ایک آزاد اور زرعی صوبے کے لئے ہونے چاہئیں ۔ جناب والا ! اگر ہم آزاد ممالک کی زرعی یونیورسٹی کا بغور مطالعہ کریں اور ہم یونیورسٹی کی sense کو صحیح معنوں میں سمجھیں تو جو قیود اور سیاست کی دخل اندازی ہم نے ان قوانین کے ذریعے ان تعلیمی اداروں میں روا رکھی ہے اس کی مثال ہمیں دیکھنے میں کہیں بھی نہیں ملے گی ۔ جناب والا ! یونیورسٹیاں ایک تعلیمی اور آزاد ادارہ ہوا کرتی ہیں ۔ آزادی سے مراد قطعاً یہ نہیں ہے کہ وہ ہر قسم کی قیود اور قوانین سے آزاد ہوا کرتی ہیں ۔ جناب والا ! یونیورسٹی کو سیاسی ماحول اور سیاسی دخل اندازی سے محفوظ رکھتے ہوئے اس میں ایک آزاد تعلیمی ماحول پیدا کیا جاتا ہے ۔ یہاں یہ عالم ہے جناب والا ! کہ یونیورسٹی کے کسی فرد کو کسی طالب علم کو کسی شخص کو آزاد فضا میں اس قانون کے تحت سانس لینے کی اجازت روا نہیں رکھی گئی چہ جائیکہ ہم آزاد ممالک میں دیکھتے ہیں کہ وہاں یونیورسٹیاں پرائیویٹ طور پر چلائی جاتی ہیں جن میں حکومت کا کسی قسم کا عمل دخل نہیں ہوا کرتا ۔ یہاں ہم نے یونیورسٹی بل رکھا ہے اور یہ یونیورسٹی بل کی شقیں یہاں پر منظور ہوئی ہیں ۔ جناب والا ! اس سے یہ صاف واضح ہو چکا ہے کہ یونیورسٹی کو بجائے تعلیمی یونیورسٹی بنانے کے اس کو سیاسی مقاصد کی براری کا آلہ کار بنایا گیا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم حکومت وقت اس ٹیکنیکل یونیورسٹی کو جس کا نام زرعی یونیورسٹی ہے اس دسترس سے محفوظ رکھتے جو دسترس پنجاب یونیورسٹی کے بل میں منظور کراتے وقت رکھی ہے ۔ وہ پنجاب یونیورسٹی کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کرنا چاہتے ہیں تو بقول ان کے تھوڑا بہت سیاسی فائدہ پہنچ سکتا ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر زرعی یونیورسٹی کو سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا جس کی روح آپ نے اس کو شقوں میں اتنی نامزدگیاں رکھ کے اور پروچانسلر کا عہدہ قائم کر کے سینیٹ اور سنڈیکیٹ میں طلباء اور کسانوں کو نمائندگی نہ دے کر جو روا رکھی ہے تو یقین رکھیں کہ آپ کو اس سے سیاسی فائدہ اتنا حاصل نہیں ہو گا جتنی آپ اس ملک میں وہ زرعی تباہی پیدا کریں گے جو زرعی میدان میں آپ کو نقصان پہنچائے گی ۔ یہ ایک مشنری ادارہ ہے جس کا واحد کام یہ ہے کہ ملک میں سبز انقلاب لائے اس ملک کو زرعی معشت کو بڑھائے اس ملک میں نئے تجربے ہوں اس ملک کو زرعی طور پر خود کفیل کرے اور اگر آپ نے اس کو بھی سیاست کا اکھاڑہ بنا دیا اور اس کو بھی آپ نے پابند سلاسل کر دیا تو یاد رکھیں کہ اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہو گی اور اگر وہ مقاصد جن کے

تحت یونیورسٹیوں کے قوانین بنائے جاتے ہیں پورے نہ ہوئے تو یہ تمام تر ذمہ داری آپ پر ہو گی ۔ جناب والا ! یہ یونیورسٹی بل میں سمجھتا ہوں کہ بجائے خدمت کرنے کے اس ملک کی زراعت پر ایک ضرب کاری لگائے گا اور اس ملک کے نوجوان جو زراعت کی طرف رغبت رکھتے ہیں جو زرعی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس یونیورسٹی میں داخل ہوتے ہیں وہ ملک میں ایک نقصان ہوگا جو اس قانون کے پاس ہونے سے زرعی یونیورسٹی کی تباہی کا باعث بنے گا ۔

جناب والا ! یہ کہا جاتا ہے کہ ۱۹۶۱ء سے ہم نے اس کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے مگر اس کی ایک چیز کو آپ نہیں دیکھتے کہ ایک ہاتھ سے آپ دیتے ہیں اور دوسرے ہاتھ سے آپ لیتے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام تر اختیارات حکومت نے اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں اور جو گھٹن ایک قانون کے پاس کرنے سے اس عظیم ادارے میں پیدا ہو گی اس کی تمام تر ذمہ داری میں سمجھتا کہ حکومت پر ہوگی اور یہ بل میری نگاہ میں قطعی طور پر نہ تو جمہوری ہے اور نہ یہ جمہوریت کی فضا پیدا کرتا ہے ۔ نہ یہ اس کو ریسرچ میں کوئی فائدہ دے گا ۔ اس لحاظ سے میں اسے صریحاً اس صوبے کے عوام اور اس صوبے کی عظیم یونیورسٹی کے لئے قطعی طور پر نقصان دہ سمجھتا ہوں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا ! موجودہ قانون جو آج میں نے اس ایوان میں منظور کے لئے پیش کیا ہے اس کے بہتر کبھی آج تک پاکستان میں یونیورسٹیوں کا قانون نافذ نہیں کیا گیا پچھلے ۱۹۶۱ء کے قانون میں سینیٹ کو ختم کر دیا گیا ہے ۔ یہاں ہم نے صرف یہ کہ سینیٹ جو کہ یونیورسٹی کا ایک Legislative organ ہوتا ہے اس کو دوبارہ شروع کیا ہے بلکہ اس اساتذہ ۔ طلباء اور peoples representatives رکھے ہیں اور experts رکھے ہیں ۔ اور جو بات میں خاص طور پر واضح کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ ان میں اکثریت ان حضرات کی ہے جو براہ راست یونیورسٹی کے متعلق ہیں اور اکثریت elected حضرات کی ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا ! سنڈیکیٹ میں بھی اکثریت یونیورسٹی سے متعلقہ اساتذہ طلباء کی ہے ۔ اور اکثریت ان کی elected ہے یونیورسٹی کی دو بڑی bodies سینیٹ اور سنڈیکیٹ ہیں جو ایک طرف تو زیادہ تر خود یونیورسٹی میں کام کرنے والے لوگوں پر مشتمل ہیں ۔ دوسرے یہ کہ elected ہیں اس لئے ان دونوں بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ یونیورسٹی کی جو authorities ہیں وہ نہایت جمہوری constitute کی گئی ہیں اور اتنی خود مختاری دی گئی ہے جو پہلے کبھی نہیں تھی ۔

جناب والا ! اس کے بعد اکیڈمک کونسل میں academic interest کے لوگ رکھے گئے ہیں اور ماہرین رکھے گئے ہیں اور ان کو اس قسم کی وسعت دی گئی ہے کہ جو چاہیں curriculum میں نصاب میں تبدیلی لا سکتے ہیں اور ان پر کسی قسم کی کچھ قدغن نہیں رکھی گئی ۔

جناب والا ! ان خوبیوں کے پیش نظر میں یہ بل اس ایوان میں برائے منظوری پیش کرتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت جمہوری بل ہے اور اس میں یونیورسٹی کو بہت زیادہ خود مختاری دی گئی ہے ۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس سے یونیورسٹی کی teaching میں ۔ examination میں ۔ research میں اور اس کی publication میں مدد ملے گی ۔ یہ یونیورسٹی دن رات ترقی کرے گی اور اس ملک میں زرعی شعبے میں انقلاب میں بہت امداد کرے گی ۔

جناب والا ! آخر میں آپ کا اور تمام فاضل اراکین کا شکر گزار ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون زرعی یونیورسٹی لائل پور مصدرہ ۱۹۷۳ء کو منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

The House adjourned till 8.30 a.m. tomorrow.

(اسمبلی کا اجلاس ۲۶ اپریل ۱۹۷۳ء بروز جمعرات ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس سوم

جمعرات - ۲۶ اپریل ۱۹۷۳ء
(پنج شنبہ - ۲۲ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ط وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا ط وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا ط وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا ج وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا ط وَسَنَجْزِى الشّٰكِرِيْنَ ۝

پ ۴ س ۳ ع ۶ آیت ۱۴۴ و ۱۴۵

ترجمہ :۔ اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے پیغمبر ہیں۔ اُن سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گزرے ہیں۔ بھلا اگر یہ وفات پا جائیں۔ یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم الٹے پاؤں پھر کر (مرتد) ہو جاؤ گے۔ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو وہ اللہ کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ اور اللہ شکر گزاروں کو بڑا اجر عطا کرے گا۔

اور یہ کسی شخص میں طاقت نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے (اس نے موت کا) وقت مقرر کر کے لکھ رکھا ہے۔ اور جو شخص دنیا میں اپنے اعمال کا بدلا چاہتا ہے۔ ہم اس کو یہیں بدلا دیں گے۔ اور جو شخص آخرت میں طالب ثواب ہے۔ تو اس کو ہم وہاں اجر عطا کریں گے۔ اور ہم عنقریب شکر گزاروں کو بہت اچھا صلہ عطا کریں گے۔

(وَمَا علینا الا البلاغ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

مسٹر سپیکر : وقفہ سوالات ۔

عالم گیر پارک نوناریاں اور نیو شالیمار ٹاؤن ملتان روڈ میں پینے کا پانی مہیا کرنا

*۱۶۰۴ ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ عالم گیر پارک نوناریاں اور نیو شالیمار ٹاؤن واقع ملتان روڈ لاہور میں پینے کا پانی مہیا کرنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونیوں میں ہینڈ پمپوں کا پانی ناقص اور صحت کے لیے مضر ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی نہیں ۔

نیو شالیمار ٹاؤن فردوس کالونی اور نیو شالیمار کالونی ملتان روڈ لاہور کے ساتھ گندے نالے کی دیکھ بھال

*۱۶۰۵ ۔ سردار محمد عاشق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نیو شالیمار ٹاؤن فردوس کالونی اور نیو شالیمار کالونی ملتان روڈ لاہور کے ساتھ ساتھ جو گندہ نالہ گزر رہا ہے اس کی دیکھ بھال درست طریقہ سے نہیں کی جاتی جس کی وجہ سے گندے نالہ کی چوڑائی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ کالونیوں میں ابھی تک اس نالہ کے کناروں پر درخت وغیرہ نہیں لگائے گئے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ (مسٹر معراج خالد) : (الف) یہ درست نہیں ۔

(ب) یہاں پر نالوں کے کناروں پر درخت لگانے کا کام شروع کیا جا چکا ہے اس کام کو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے ۔

چک نمبر ۴۴ جنوبی تحصیل سرگودھا میں بجلی کی فراہمی

*۱۶۳۹ ۔ **سردار محمد عاشق** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ نہر لوئر جہلم پر کھادر سکیم کے تحت ٹیوب ویل نصب ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ان ٹیوب ویلوں تک پہنچائی جانے والی بجلی سے نزدیکی چند چکوک کو بھی بجلی مہیا کی گئی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ چک نمبر ۴۴ جنوبی تحصیل سرگودھا ایک ٹیوب ویل سے صرف ۵ فرلانگ کے فاصلے پر ہے مگر متعدد درخواستیں دینے کے باوجود وہاں بجلی مہیا نہیں کی گئی ۔

(د) اگر جزو (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ چک کو بھی نزدیکی ٹیوب ویل سے بجلی دینے کا کوئی پروگرام ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ۔ اور اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) لوئر جہلم پر فاضل سکیم کے تحت سکارپ کے تحت ٹیوب ویل نصب ہیں ۔

(ب) یہ درست ہے کہ جو گاؤں ٹیوب ویلوں کے نزدیک ہیں ان میں سے چند ایک کو ہی بجلی مہیا کی جا چکی ہے ۔ لیکن ان دیہاتوں کو بھی بجلی کی فراہمی لوگوں کے انفرادی درخواستوں کے نتیجہ میں ہے ۔

(ج) یہ بھی درست ہے کہ چک نمبر ۴۴ جنوبی سکارپ کے ٹیوب ویل نمبر ۳ AR ٹیوب ویل سکیم کے تقریباً ۵ فرلانگ کے فاصلہ پر ہے

جو کہ لالیاں سب ڈویژن میں ہے اس دفتر میں متوقع صارفین کی طرف سے محکمہ کے منظور شدہ فارموں پر کوئی انفرادی درخواستیں وصول نہیں ہوئیں جب بھی درخواستیں وصول ہوئیں ضروری کارروائی کی جائے گی ۔

(د) بجٹ کی کمی کی وجہ سے فی الحال مذکورہ چک کو بجلی دینے کا کوئی پروگرام نہیں ہے جب فنڈز مہیا ہو جائیں گے تو اس وقت گاؤں کو بھی زیر غور لایا جائے گا ۔

اشتہاری ملزموں کی گرفتاری میں کوتاہی

*۱۶۵۰ ۔ **سردار محمد صادق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) پنجاب کے تھانوں میں مختلف نوعیت کے مقدمات میں ملوث کتنے افراد کو یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء کے عرصہ میں اشتہاری ملزم قرار دیا گیا ہے اور وہ کن کن مقدمات میں ملوث ہیں ۔

(ب) مذکورہ اشتہاری ملزمان کے گرفتار نہ ہو سکنے کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) ۱۲۸۰ ۔ یہ ملزمان تعزیرات پاکستان و دیگر خاص قوانین کے تحت مختلف مقدمات میں ملوث ہیں ۔

(ب) ملزمان مفرور یا روپوش ہیں ۔ گرفتاری کے لئے پولیس کوشاں ہے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ۔ جیسا کہ مفرور ملزم کے پکڑنے پر پولیس کو انعام دیا جاتا ہے اگر وہ اس سلسلہ میں ناکام رہے تو کیا آپ ان کو discredit بھی دیں گے ۔

وزیر اعلیٰ : اگر کوئی ملازم اپنے فرائض میں کوتاہی کرے یا ناکام رہے تو discredit تو خود بخود ہو جاتا ہے ۔

رشوت ستانی کے مقدمات

*۱۶۵۵ - سردار محمد عاشق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) محکمہ انسداد رشوت ستانی نے صوبہ میں یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۳۰ دسمبر ۱۹۷۲ء رشوت ستانی کے کتنے مقدمات دائر کئے -

(ب) جن رشوت خور افسران کے خلاف مقدمات دائر کئے گئے ان میں سے کتنے ضمانت پر رہا ہوئے اور کتنے ابھی تک جیل میں ہیں -

(ج) جن رشوت خور افسران کو محکمہ انسداد رشوت ستانی نے مذکورہ عرصہ میں رشوت ستانی کے جرم میں گرفتار کیا - ان میں سے کتنے سزا یاب ہوئے کتنے بری ہوئے اور کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ؟

وزیر اعلیٰ - (مسٹر معراج خالد) : (الف) ۱۵۹ (ایک سو انسٹھ)

(ب) تمام ضمانت پر رہا ہو گئے تھے -

(ج) دو افسران سزا یاب ہوئے ایک بری ہوا - اور باقی ابھی تک زیر سماعت ہیں -

---

بلوچستان سے آنے والے پنجابی ملازمین کو ان کے اصل محکموں میں کھپانا

*۱۹۴۸ - میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ایسے سرکاری ملازمین کی تعداد کیا ہے جو حکومت بلوچستان نے پنجاب میں واپس بھیجے ہیں -

(ب) جزو (الف) بالا میں مذکورہ ملازموں میں سے جن ملازمین کو محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن نے صوبائی محکمہ قانون اور اس سے ملحقہ محکمہ جات میں کھپایا ہے ان کی مکمل تفاصیل کیا ہیں -

(ج) جزو (ب) بالا میں مذکورہ ملازمین میں سے جن ملازمین کو محکمہ قانون اور اس سے ملحقہ محکمہ جات میں حق عود (Lien) حاصل تھا ان کی تفاصیل کیا ہیں ۔

(د) اگر جزو (ب) بالا میں مذکورہ ملازمین کو محکمہ قانون اور اس سے ملحقہ محکمہ جات میں کوئی حق عود (Lien) حاصل نہیں تھا تو ان کو ایسے محکمہ جات جن سے وہ بنیادی طور پر تعلق رکھتے تھے اور جہاں ان کی باقاعدہ مستقل آسامیاں (Substantive Permanent Post) تھیں میں کھپانے کی بجائے محکمہ قانون اور اس سے ملحقہ محکمہ جات میں کھپانے کی وجوہ کیا ہیں اور کیا حکومت ان کو ان کے (Parent Counter Deptts) میں کھپانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) اب تک کل ۲۶۱۵ سرکاری ملازمین کی بلوچستان سے آمد کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں ۔

(ب) کوئی نہیں ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

(د) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ صاحب از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کا محکمہ انتظامی امور میں محکمہ قانون و پارلیمانی امور کے تحت کام کر رہا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اس کا سوال کے ساتھ کیا تعلق ہے ؟

میاں خورشید انور : تعلق ہے جناب ۔ میں نے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے متعلق پوچھا ہے کہ انہوں نے کوئی مشورہ دیا ہے یا کوئی آدمی لگوایا ہے ؟

مسٹر سپیکر : مگر یہ سوال تو بلوچستان کے متعلق ہے ۔

میاں خورشید انور : یہ بلوچستان سے آئے ہوئے آدمی ہیں ۔ آپ جزو "ب" پڑھ کر دیکھیں ۔

وزیر اعلیٰ : میں اس کے متعلق ایک عرض کرنی چاہتا ہوں کہ اب تک محکمہ قانون سے تعلق رکھنے والے کل تین ملازمین کی آمد کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں جن کے نام یہ ہیں ۔

(۱) محمد اسماعیل ۔ سپرنٹنڈنٹ ۔

(۲) خضر حیات ۔ سینئر سکیل سٹینوگرافر ۔ اور

(۳) غلام عباس چپڑاسی ۔

محمد اسماعیل عارضی طور پر پنجاب اسمبلی کے دفتر میں کام کر رہا ہے ۔ اسے ابھی تک موزوں آسامی کی نایابی کی بنا پر کھپایا نہیں جا سکا ۔ خضر حیات کے لیے محکمہ قانون میں کوئی موزوں آسامی نہیں تھی اس لیے اسے پیپلز ورکس پروگرام ڈائر کٹوریٹ میں کھپایا گیا ہے ۔ غلام عباس چپڑاسی ان دلوں جنگی بے گھر افراد کی بحالی کے سلسلے میں عارضی طور پر کام کر رہا ہے ۔ اس کی مستقل کھپت کے احکامات جلد ہی جاری کیے جائیں گے ۔

میاں خورشید انور : کیا یہ درست ہے کہ محمد اسماعیل، سپرنٹنڈنٹ ، گزٹ برانچ جس کو پنجاب اسمبلی میں لگایا ہے وہ در اصل محکمہ تعمیرات و مواصلات کا ملازم ہے؟

وزیر اعلیٰ : ہماری اطلاع ہے کہ محمد اسماعیل محکمہ قانون سے تعلق رکھتے تھے ۔ بہر حال اگر آپ یہ ثابت کر دیں کہ یہ محکمہ قانون سے تعلق نہیں رکھتے تو اس کے متعلق سوچا جائے گا ۔

میاں خورشید انور : وہ محکمہ تعمیرت میں ملازم تھے اور یہاں ان کو اسمبلی میں سپرنٹنڈنٹ بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے یہاں کے سٹاف کی حق تلفی ہوئی ہے ۔ ان کی ترقیاں رہ گئی ہیں ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم خود تحقیقات فرمائیں گے ۔ اور ان کو اپنے متعلقہ محکمہ میں بھیجیں گے تاکہ یہاں کے ملازمین کی حق تلفی نہ ہو ۔

وزیر اعلیٰ : میں اس کے متعلق پڑتال کروں گا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : کیا جناب وزیر اعلیٰ اس امر کی یقین دہانی کرائیں گے کہ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان کا تعلق محکمہ مواصلات سے ہے تو وہ ان کو ان کے اصل محکمہ میں واپس بھیج دیں گے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! اب اصول یہ بنایا گیا تھا کہ جو بھی فالتو سٹاف آ رہا ہے جہاں بھی کہیں گنجائش ہے اسے وہیں کھپایا جائے۔ یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ انہیں لازمی طور پر یہاں سے نکال کر باہر پھینکا جائیگا لیکن پھر بھی یہ دیکھا جائے گا کہ اگر کوئی اچھی جگہ ان کی کھپت کے لیے ملتی ہے تو ہم کوشش کریں گے۔ لیکن یہ کہنا کہ اگر وہ محکمہ قانون سے تعلق نہیں رکھتے تو یہاں سے باہر نکال دیا جائے تو اس قسم کی یقین دھانی نہیں کرائی جا سکتی۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! اگر باقی محکموں میں جگہ نہ ہوئی تو پھر ان کو کسی ڈاکٹر کی پوسٹ پر آپ لگا دیں گے ؟

Mr. Speaker : The question does not arise.

میاں خورشید انور : جناب ۔ ان کا اپنا متعلقہ محکمہ بہت بڑا ہے۔ وہاں ایک آدمی کو بڑی آسانی سے کھپایا جا سکتا ہے۔ یہاں تو بڑا مختصر سا عملہ ہے۔ آپ ان کی حق تلفی کیوں کر رہے ہیں ؟

مسٹر سپیکر : مگر یہ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ راجہ محمد افضل۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر اعلیٰ یہ یقین دھانی کرا سکتے ہیں۔

مسٹر سپیکر : یہ بالکل relevant نہیں ہے۔

میاں مصطفیٰ ظفر : اگر اس کے Parent Department میں جگہ نہ ہوئی تو پھر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر : آپ تشریف رکھیں۔ سپرنٹنڈنٹ کا کام کہیں بھی اور کسی بھی محکمہ میں ہو ایک ہی نوعیت کا ہوتا ہے لیکن کسی ڈاکٹر۔ انجینئر یا کسی ٹیکنیشین کے کام کی نوعیت الگ ہے۔ یہ سوال relevant نہیں ہے۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر اعلیٰ یہ یقین دھانی کرا سکتے ہیں کہ جس طرح سے دوسرے صوبوں سے پنجابیوں کو نکالا گیا ہے اس طرح سے پنجاب کے صوبے سے بھی دوسرے صوبے سے تعلق رکھنے والے سرکاری ملازمین کو نکال دیا گیا ہے یا نہیں ؟

وزیر اعلیٰ : اس کے لیے تو بالکل علیحدہ سوال کی ضرورت ہے۔

راجہ محمد افضل خان : یہ سوال جنرل پالیسی کے متعلق ہے۔

Mr. Speaker : I cannot permit discussion of the general policy in this question.

راجہ محمد افضل خان : میں تفصیل نہیں پوچھ رہا۔ صرف ایک پالیسی پوچھ رہا ہوں کہ آپ نے جگہ خالی کرنے کے لیے دوسرے صوبوں سے تعلق رکھنے والے سرکاری ملازمین جو یہاں ہیں ، ان کو نکالا ہے یا نہیں تاکہ ان لوگوں کے لیے جگہ خالی ہو جائے جو کہ سندھ اور بلوچستان سے آ رہے ہیں ۔

نئے تعمیر شدہ بس سٹینڈ پر بسوں کی منتقلی

*۲۰۹۴ - **شیخ عزیز احمد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پسرور کے نئے تعمیر شدہ بس سٹینڈ پر مورخہ ۳ اگست ۱۹۷۲ء کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کے حکم پر زیر دفعہ ۳۳ - اے پولیس ایکٹ بسوں کو جانا پڑا ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو دفعہ ۳۳ - اے پولیس ایکٹ کے تحت کارروائی کرنے کا کیا جواز تھا ۔

(ب) کیا یہ حقیقت کہ ۲۱ اگست ۱۹۷۲ء کو عدالت عالیہ لاہور نے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کے حکم کو منسوخ کر دیا جس کے نتیجہ میں بسیں دوبارہ پرانے بس سٹینڈ پر چلی گئیں ۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۴ دسمبر ۱۹۷۲ء کو بسیں نئے تعمیر شدہ بس سٹینڈ پسرور پر لائی گئیں ۔ اگر ایسا ہے تو کس کے حکم کے تحت خصوصاً جب کہ سول جج سیالکوٹ کا حکم امتناعی ابھی تک منسوخ یا واپس نہیں لیا گیا ۔

(د) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے ۲ دسمبر ۱۹۷۲ء کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت بسوں کا شہر پسرور کمیٹی کی حدود میں داخلہ بند کر دیا تھا ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔ اسسٹنٹ کمشنر پسرور کی سفارش اور پبلک کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا کیا گیا ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی ہاں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کے حکم کے تحت بسیں نئے تعمیر شدہ بس سٹینڈ پر لائی گئیں ۔ سول جج سیالکوٹ کا حکم امتناعی ایڈمنسٹریٹر ٹاؤن کمیٹی پسرور کے خلاف بسلسلہ تعمیر بس سٹینڈ بیرون حدود کمیٹی تھانہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ کے حکم کے خلاف یہ حکم امتناعی بھی ۲۴-۲-۷۳ کو واپس لے لیا گیا تھا ۔

(د) جی نہیں ۔ ایسا کوئی حکم ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے جاری نہیں کیا ۔

شیخ عزیز احمد : کیا آنریبل وزیر اعلیٰ بیان فرمائیں گے کہ ۲۲-۲-۷۳ تک حکم امتناعی موجود تھا اور جزو "ج" کے جواب میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے کون سے حکم کے ماتحت سٹینڈ واپس چلا گیا ؟

وزیر اعلیٰ : ۲۴-۲-۷۳ کو حکم امتناعی واپس لے لیا گیا تھا ۔ جب واپس لے گیا تو اس کے بعد وہ کارروائی کی گئی ۔

شیخ عزیز احمد : بسیں ۴ دسمبر ۷۲ کو اڈے میں گئی ہیں ۔

وزیر اعلیٰ : جیسا کہ جواب میں عرض کیا ہے کہ پبلک کی تکلیف کو مد نظر رکھتے ہوئے ایسا کیا گیا تھا اور اس میں سب کا مشورہ شامل ہے ۔

(اس مرحلہ پر ملک غلام نبی صاحب کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

پسرور بس سٹینڈ کی تعمیر کا ٹھیکہ

*۲۰۹۵ **شیخ عزیز احمد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا ایڈمنسٹریٹر ٹاؤن کمیٹی پسرور نے بس سٹینڈ پسرور کی تعمیر کے لیے ٹنڈر طلب کیے تھے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب اور کس ٹھیکیدار کو بس سٹینڈ کی تعمیر کا ٹھیکہ دیا گیا اور کتنی رقم کا ۔

(ب) زمین برائے بس سٹینڈ پسرور کتنی قیمت سے حاصل کی گئی ۔ کیا یہ زمین بذریعہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ حاصل کی گئی تھی ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ شیخ عبدالغنی سکنہ پسرور پسرور ٹاؤن کمیٹی حدود میں واقع نزد ریلوے سٹیشن کم قیمت پر زمین دینے کے لیے پیشکش کی تھی ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بس سٹینڈ ریلوے سٹیشن کے نزدیک نہ بنانے کی وجوہات کیا تھیں ۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ نئے تعمیر شدہ بس سٹینڈ کا فرش ٹوٹ گیا تھا اور ٹھیکیدار متذکرہ جزو (الف) نے معمولی مرمت کر دی تھی ، مگر فرش دوبارہ ٹوٹ رہا ہے ، اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ٹھیکیدار مذکورہ کو مرمت کے لیے پابند کیا گیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔ سٹینڈ ہائے برائے تعمیر بس اور سولنگ سڑک کے لیے مورخہ ۱۵ مارچ ۱۹۷۲ء کو طلب کیے گئے تھے اور یہ کام سراجدین ٹھیکیدار کو سب سے کم ریٹ دینے پر بعوض مبلغ ایک لاکھ آٹھ ہزار روپے میں دیا گیا ہے ۔

(ب) زمین برائے بس سٹینڈ پسرور مبلغ ۱،۳۶۷ روپے معاوضہ دے کر حاصل کی گئی ۔ جی نہیں بلکہ یہ زمین بذریعہ لینڈ ایکوزیشن کلکٹر پسرور (اسسٹنٹ کمشنر) نے لینڈ ایکوزیشن ایکٹ مجریہ ۱۸۹۴ء کے تحت باضابطہ کارروائی کے بعد حاصل کی ۔

(ج) جی نہیں ۔ ایسی کوئی پیش کش دفتر ٹاؤن کمیٹی پسرور کو وصول نہیں ہوئی ۔

(د) جی ہاں ۔ ٹھیکیدار کو پابند کیا جا چکا ہے اور جلدی مرمت کر دی جائے گی ۔

شیخ عزیز احمد : جناب والا ! جز "ج" کا جو جواب دیا گیا ہے وہ درست نہیں ، بلکہ میں خود شیخ عبدالغنی کی درخواست اسسٹنٹ کمشنر جو کہ ایڈمنسٹریٹر میونسپلٹی تھے ، کے پاس لے کر گیا تھا کہ یہ زمین دینے کے لیے تیار ہیں اور سٹیشن کے سامنے سٹینڈ بنایا جائے ؟

وزیر اعلیٰ : اس کے متعلق اگر شیخ صاحب کوئی تحریری ثبوت مہیا فرما دیں جس کی بنا پر کوئی کارروائی کی جا سکے تو بہتر ہوگا ۔

قصبہ کلاسوالہ کے باشندوں کو چینی اور آٹے کی فراہمی

*۲۰۹۷ - شیخ عزیز احمد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دسمبر ۱۹۶۵ء میں قصبہ کلاسوالہ کو ٹاؤن کمیٹی قرار دیتے وقت اس کی آبادی ۵ ہزار سے کم تھی - اس لیے مواضعات مہار ، پر چند پور ، مل پور ، چک دوبرجی ، ساہیانوالی اور بخت پور (جو کہ اس وقت یونین کونسل کلاسوالہ میں شامل تھے) کی آبادی ملا کر پورا کیا گیا تھا -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ حقیقت ہے کہ مواضعات متذکرہ جزو (الف) کے باشندگان کو شہری آبادی کے مطابق چینی اور آٹے کا راشن ملتا رہا جب کہ دوسرے مشمولہ دیہات کو دیہی طریقہ پر صرف چینی کا راشن ملتا رہا ہے -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ستمبر ۱۹۷۲ء کی مردم شماری کے مطابق قصبہ پسرور خاص کی آبادی ۵ ہزار ہے - اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہات متذکرہ ضمن (الف) کو ٹاؤن کمیٹی سے خارج کرے گی یا کرنے کا مسئلہ زیر غور ، اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں -

(ب) اس کی وضاحت ایوان میں جون ۱۹۷۲ء بجواب سوال نمبر ۱۸۲ کی جا چکی ہے - قواعد و ضوابط کی رو سے متذکرہ علاقہ کلاس والہ ٹاؤن کمیٹی کا حصہ ہونے کی وجہ سے ہر سہولت کے مستحق ہیں اور یہ سہولتیں دوسرے دیہات کو نہیں مل سکتیں -

(ج) قصبہ خاص کلاس والہ اور قصبہ پسرور خاص کی آبادی مردم شماری ستمبر ۱۹۷۲ء کے مطابق پانچ ہزار سے زیادہ ہے تاہم ان دیہات کو فی الحال نکالنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے -

---

بچوں میں تمباکو نوشی کا رجحان

*۲۱۶۱ - چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمالینگے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دفعہ ۱۴ پنجاب چلڈرن ایکٹ بابت ۱۹۵۲ء کے تحت بچوں کے لیے تمباکو نوشی ، سگریٹ ، سگار یا بیڑی پینا ممنوع ہے اور پولیس افسروں کو اس سلسلے میں منع کرنے اور چالان کرنے کی اختیارات حاصل ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو پولیس نے صوبہ میں آج تک کتنے کیس اس نوعیت کے رجسٹر کیے - اگر کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا تو اس کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) بچوں کی تمباکو نوشی قابل دست اندازی جرم نہیں ہے - دفعہ (۱) ۱۴ پنجاب چلڈرن ایکٹ ۱۹۵۲ء کے تحت ایک پولیس آفیسر جو کہ اسسٹنٹ سب انسپکٹر کے عہدہ سے کم نہ ہو ، شارع عام پر تمباکو پیتے ہوئے بچے سے بیڑی سگار سگریٹ تمباکو وغیرہ قبضہ میں لے سکتا ہے -

(ب) کوئی کیس رجسٹر نہیں کیا گیا - یہ جرم پولیس کے ناقابل دست اندازی ہے -

چوہدری علی بہادر خان : کیا ایسا کوئی کیس نوٹس میں ہے جہاں پولیس نے مداخلت کر کے تمباکو پینے والے بچوں کو منع کیا ہو ؟

وزیر اعلیٰ : بے شمار ایسے واقعات ہیں ، لیکن یہ لکھے نہیں جاتے -

---

سماجی بہبود کے اداروں کو گرانٹ دینا

*۲۲۰۲ - چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) انہوں نے میرے نشان زدہ سوال نمبر ۱۵۱۶ کے جواب میں مورخہ ۸-۲-۱۹۷۳ء کو فرمایا تھا کہ مالی امداد مقابلہ کے اصول پر دی جاتی ہے اور دیگر اصول بھی بیان فرمائے تھے مگر ٹی بی ایسوسی ایشن شجاع آباد نے اپنے وسائل سے ان کے جواب کے مطابق

۹۶۰۳۰۲۴ روپے اکٹھے کیے لیکن اس کو ۷۲-۱۹۷۱ء میں صرف دو ہزار روپے گرانٹ دی گئی جب کہ اسی قسم کے دوسرے اداروں کو کافی امداد دی گئی ۔ اس تفاوت کا کیا سبب ہے ۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ ادارہ کی گرانٹ اس کی اچھی کار کردگی کے پیش نظر بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) یہ درست ہے کہ مالی امداد مقابلہ کے اصول پر دی جاتی ہے مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ ادارے جس قدر اپنے وسائل سے رقم اکٹھی کریں اسی قدر رقم حکومت کی طرف سے مہیا کی جائے پیشتر دفعہ اس اصول کی توجیہ غلط معنوں میں کی جاتی ہے بورڈ یا حکومت اس کی پابند نہیں ہے کہ وہ یکساں رقم مہیا کرے بلکہ ادارے کے لیے لازم ہے کہ وہ کم از کم اس قدر رقم اپنے وسائل سے جمع کرے جس قدر اسے مالی امداد دی گئی ہو ۔

یہ درست ہے کہ اس ادارے کو سال ۱۹۷۲-۱۹۷۱ء کے لیے مبلغ دو ہزار روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی ۔ دراصل امدادی رقم کی منظوری ہر ادارے کو انفرادی کار کردگی اور بورڈ کے وسائل کی بنا پر دی جاتی ہے اس لیے مختلف اداروں میں کمی بیشی قدرتی امر ہے ۔

(ب) جی ہاں ! اس ادارے کی اچھی کار کردگی کے پیش نظر حکومت نے موجودہ مالی سال میں اس کی مالی امداد دو ہزار روپے سے بڑھا کر اڑھائی ہزار روپے کر دی ہے ۔

ٹی بی کلینک شجاع آباد کی مالی امداد میں اضافہ

*۲۲۰۴ ۔ **چوہدری علی بہادر خان** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ سماجی بہبود نے ٹی بی کلینک شجاع آباد کو ۷۲-۱۹۷۱ء میں صرف ایک ہزار روپیہ بطور تنخواہ عملہ بحالیاتی مرکز عطا کی ہے ۔

(ب) کیا ایک ہزار روپیہ سے کوئی عملہ بھرتی کیا جا سکتا ہے۔ اگر نہیں تو کیا اس مد میں آئندہ سال رقم بڑھائی جائے گی اور کیا صوبائی کونسل بھی مذکورہ ادارہ کو کوئی گرانٹ عطا کرے گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) یہ درست ہے کہ قومی کونسل برائے سماجی بہبود کی طرف سے ٹی بی ایسوسی ایشن شجاع آباد کو سال ۷۲-۱۹۷۱ء کے لیے مبلغ دو ہزار روپے کی مالی امداد فراہم کی گئی تھی جس میں سے ایک ہزار روپے برائے بحالیاتی مرکز اور ایک ہزار روپے طبی تعلیم کی تشہیر کے لیے مختص کیے گئے تھے۔

(ب) جی ہاں ! دوسرے اداروں کی طرح ایک ہزار روپے سے دستکاری مرکز کی استانی کو تعینات کیا جا سکتا ہے اور کمی بیشی ادارہ اپنے وسائل سے پوری کر سکتا ہے۔

اگر اس ادارے کی کارکردگی بدستور اچھی رہی تو آئندہ سالوں میں اس کی مالی امداد کی رقم میں اضافہ کی توقع کی جا سکتی ہے۔

تھانہ شجاع آباد میں کلندرہ جات کا اندراج

*۲۲۰۵ - چوہدری علی بہادر خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ شجاع آباد میں ۱۵۰/۱۰۷ ضابطہ فوجداری کے تحت ۱۹۷۱ء میں کل ۳۰۲ کلندرہ جات مرتب کیے گئے جب کہ ۱۹۷۲ء میں صرف اکتوبر تک ۴۳۲ کلندرہ جات مرتب کر دئیے گئے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔

(ب) کیا وزیر موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ محکمہ پولیس کو جب قابل دست اندازی جرم میں لوگوں کا ملوث ہونا نہیں پایا جاتا تو دخل اندازی کرنے کے لیے اس قسم کے کلندرہ جات بنا دئیے جاتے ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چاہتی ہے کہ دفعہ ۱۵۰/۱۰۷ کا غلط استعمال نہ کیا جائے۔ اگر ایسا ہے تو اس کے متعلق کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) ۱۹۷۱ء کے دوران دفعہ ۱۰۷/۱۵۰ ضابطہ فوجداری کے تحت ۳۹۰ آدمیوں کے خلاف کارروائی کی گئی جب کہ ۱۹۷۲ء میں ماہ اکتوبر تک ۳۸۷ اشخاص کے خلاف کارروائی کی گئی ۔ ایسی کارروائی اس وقت کی جاتی ہے جب امن عامہ میں خلل پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے ۔

(ب) یہ درست نہیں ۔

(ج) پہلے ہی احکامات جاری کیے جا چکے ہیں ۔ کہ صرف مناسب کیسوں میں ۱۰۷/۱۵۰ کی کارروائی کی جائے ۔

بلدیہ شجاع آباد کے ایڈمنسٹریٹر اور اورسیر کے خلاف کارروائی

***۲۲۰۶ - چوہدری علی بہادر خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا انہوں نے مورخہ ۸ فروری ۱۹۷۳ء کو نشان زدہ سوال نمبر ۱۵۲۳ کے جواب میں فرمایا تھا کہ واقعی ۹۰ فٹ کی نالی میں پانی نہیں چلتا ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر عوامی رقم کا ضیاع کرنے کا سبب کیا تھا ۔

(ب) کیا حکومت اورسیئر بلدیہ شجاع آباد کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس نے عوامی رقم کا ضیاع کر کے غلط نالی تعمیر کرائی ۔

(ج) کیا حکومت مذکورہ بلدیہ کے ایڈمنسٹریٹر کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جس نے بلاوجہ رقم کی ادائیگی کی ۔

(د) ڈپٹی کمشنر ملتان کو بھیجی جانے والی انکوائری کب تک مکمل ہو جائے گی ۔

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) تحقیقات کے لئے پہلے ہی ڈپٹی کمشنر کو لکھا جا چکا ہے ۔

(ب) و (ج) جو بھی قصور وار ثابت ہو گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی ۔

(د) وقت کا تعین مشکل ہے البتہ کوشش کی جائے گی کہ دیر نہ لگے ۔

چوہدری علی بہادر خان : میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ خود کہتے ہیں کہ غلط کاموں کی نشاندہی کی جائے ۔ مگر جب نشاندہی کی جاتی ہے اور ۸ فروری کو پہلا سوال آیا تھا جس کا یہ جواب دیا گیا کہ ہم انکوائری کر رہے ہیں ۔ اب دوبارہ اپریل میں سوال آیا ہے تو اب کہہ رہے ہیں کہ وقت کا تعین نہیں کیا جا سکتا ۔ اگر موقع پر کوئی نشان ہی باقی نہ رہا تو انکوائری کیا کی جائے گی کہ اچھا کام ہے یا برا کام ہے ۔ ۶ مہینے یا سال بھر اگر انکوائری کے لئے لگ جائیں تو غلط کام کی نشاندہی بھی بے معنی ہو جاتی ہے ۔

وزیر اعلیٰ : اس کے لئے میں جناب والا یہ عرض کروں گا کہ فاضل ممبر اگر مجھے آج ہی کوئی تحریر اس قسم کی دے دیں کہ انکوائری کے سلسلے میں کیا تاخیری حربے استعمال کئے جا رہے ہیں تو ہم اس پر فوری کارروائی کریں گے ۔

تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ تھانہ پھلوارہ (چونڈہ) اور تھانہ ستراہ کی نفری میں اضافہ

*۲۲۱۳ - شیخ عزیز احمد : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے تھانہ ہائے پھلوارہ (چونڈہ) اور پسرور تحصیل ڈسکہ کے تھانہ ستراہ پر مشتمل دیہات و قصبات کی تعداد تھانہ ہائے بمع سب انسپکٹر انچارج کی تعداد اور سال ۱۹۷۲ء میں ابتدائی رپورٹوں کے اندراج کی تعداد کتنی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ جزو (الف) میں مذکورہ پولیس سٹیشن میں

پولیس کی نفری بہت کم ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک نفری میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف)

تعداد			تعداد عملہ			
قصبہ		دیہات	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
پھلوارہ	۱	۱۴۹	۱	۱	-	۱۰
ستراہ	-	۱۴۵	۱	۲	-	۱۰

سال ۱۹۷۲ء میں حسب ذیل کیس رجسٹر ہوئے۔

پھلوارہ ۱۸۷

ستراہ ۱۶۴

(ب) ان پولیس سٹیشن میں پولیس کی نفری کم ہے۔ نئی تنظیم حکومت نفری میں اضافہ کرے گی۔

تھانہ پسرور و تھانہ ستراہ ضلع سیالکوٹ میں ڈکیتی اور قتل کی وارداتیں

***۲۲۱۶ - شیخ عزیز احمد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تھانہ پسرور ضلع سیالکوٹ و تھانہ ستراہ ضلع سیالکوٹ کی حدود میں سال ۶۹-۱۹۶۸ء - ۷۰-۱۹۶۹ء - ۷۱-۱۹۷۰ء اور ۷۲-۱۹۷۱ء میں چوری ، ڈکیتی اور قتل کی کتنی وارداتیں ہوئیں ، سال وار تفصیل مہیا کی جائے نیز کتنی وارداتوں میں چوری اور ڈکیتی کا مال (سال وار) برآمد کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : تھانہ پسرور تھانہ ستراہ ضلع سیالکوٹ کی حدود میں ۶۹-۱۹۶۸ء - ۷۰-۱۹۶۹ء - ۷۱-۱۹۷۰ء اور ۷۲-۱۹۷۱ء میں سال وار

حسب ذیل وارداتیں ہوئیں :

سال	ڈکیتی	چوری	قتل
۱۹۶۸ء	-	۱۹	۳
۱۹۶۹ء	-	۳۸	۳
۱۹۷۰ء	-	۳۲	۵
۱۹۷۱ء	-	۲۱	۳
۱۹۷۲ء	-	۳۷	۶
میزان	-	۱۴۷	۲۰

ان وارداتوں میں چوری اور ڈکیتی کا مال (سال وار) حسب ذیل برآمد ہوا ۔
تعداد واردات جن میں چوری کا مال برآمد ہوا ۔

سال	تعداد
۱۹۶۸ء	۸
۱۹۶۹ء	۱۷
۱۹۷۰ء	۱۲
۱۹۷۱ء	۹
۱۹۷۲ء	۱۰

حکومت پنجاب کی جانب سے ٹیوب ویلوں کے لئے واپڈا کو رقوم کی ادائیگی

*۲۲۷۸ ۔ چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ :کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) ۷۳-۱۹۷۲ء میں حکومت پنجاب نے صوبے میں ٹیوب ویل لگانے کے

لئے کتنی رقم واپڈا کو دی -

(ب) واپڈا نے آج تک اس رقم میں سے پنجاب کو کیا مفاد پہنچایا اور اس کی تفصیلات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) سیم و تھور کے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ۱۹۷۲-۷۳ء میں پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے ابتدائی منظور شدہ بجٹ کی رقم مبلغ ۹,۰۵۲ کروڑ روپیہ تھی جس میں سے مبلغ ۳,۰۶۱ کروڑ روپیہ سال گذشتہ کے زائد اخراجات پر صرف کئے گئے - اس طرح مذکورہ بجٹ کی کل رقم میں سے مبلغ ۵,۰۹۱ کروڑ روپیہ باقی بچتے تھے - تاہم مرکزی حکومت کی کوشش سے مبلغ ۲,۰۶۰ کروڑ روپے کی مزید رقم ضمنی بجٹ میں حاصل کر کے ۱۹۷۲-۷۳ء کی کل رقم ۸,۰۵۱ کروڑ روپے تک بڑھا دی گئی ہے -

(ب) سابقہ مالی سال کے اختتام پذیر ہونے تک واپڈا نے صوبہ پنجاب میں کل ۶۵۷۱ ٹیوب ویل نصب کئے تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے -

۱ - سکارپ I	۱۷۹۶
۲ - سکارپ II	۲۲۰۵
۳ - سکارپ III	۱۶۳۵
۴ - سکارپ IV	۹۳۵
میزان	۶۵۷۱

بہر حال ان ۶۵۷۱ نصب شدہ ٹیوب ویلوں میں سے صرف ۴۷۲۸ ٹیوب ویلوں کو بجلی فراہم کر کے چلا دیا گیا تھا - اس طرح واپڈا نے سال ۱۹۷۲-۷۳ء کے پروگرام میں باقی ماندہ ۱,۸۴۳ ٹیوب ویلوں کو بجلی فراہم کرنا اور تعمیراتی کاموں کی تکمیل کا کام شامل کیا - چنانچہ فروری ۱۹۷۳ء کے اوآخر تک ۱,۸۰۳ ٹیوب ویلوں میں سے ۱,۱۸۵ ٹیوب ویلوں کو بجلی بہم پہنچا کر چلا دیا گیا - جس سے تقریباً آٹھ لاکھ ایکڑ اراضی کو فائدہ پہنچے گا اور ہر سال پندرہ لاکھ

ایکڑ فٹ زیر زمین پانی کو برائے آب پاشی حاصل کیا جا سکے گا۔

گم شدہ اور اغوا شدہ بچوں کی بازیابی کے لئے غیر سرکاری اداروں کی تعداد

*۲۳۱۱ - **شیخ محمد اصغر :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں گم شدہ اور اغوا شدہ بچوں کی بازیابی کے لئے کون کون سے غیر سرکاری ادارے کام کر رہے ہیں۔

(ب) مذکورہ اداروں میں سے کس کس کو سالانہ یا ماہوار مالی امداد حکومت سے ملتی ہے اور کتنی۔

(ج) اگر سرکاری امداد نہیں دی جا رہی تو اس کی وجوہ کیا ہیں۔

(د) کیا حکومت مطمئن ہے کہ مذکورہ ادارے حکومت اور عوام کی منشاء کے مطابق کام کر رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف)

۱ - مرکزی ادارہ خدمت خلق ، جامع مسجد روڈ - راولپنڈی۔

۲ - رفاع عام کمیٹی ، چوک گھنٹہ گھر ، لائلپور۔

۳ - انجمن نوجوان ملت ، گوجرانوالہ۔

۴ - ادارہ خدمت خلق ۱۴ - کمرشل بلڈنگ ، شاہراہ قائد اعظم ، لاہور - (اس ادارے کی ذیلی شاخیں بعض دوسرے اضلاع میں بھی ہیں۔

۵ - ادارہ خدمت عامہ ، ۲۰ ٹیمپل روڈ - لاہور۔

۶ - انجمن خدمت خلق ، ڈسکہ ، ضلع سیالکوٹ۔

۷ - ادارہ خدام الخلق ، نشاط روڈ ملتان۔

(ب) جن اداروں کو پچھلے تین سال میں متواتر مالی امداد ملتی رہی ہے ان کے کوائف مندرجہ ذیل ہیں ۔

	۱۹۷۲-۷۳ روپے	۱۹۷۱-۷۲ روپے	۱۹۷۰-۷۱ روپے
۱ - مرکزی ادارہ خدمت خلق جامع مسجد روڈ ۔ راولپنڈی ۔	۲,۰۰۰,۰۰	۲,۰۰۰,۰۰	۳,۵۰۰,۰۰
۲ - انجمن خدمت خلق ڈسکہ ضلع سیالکوٹ ۔	۲,۵۰۰,۰۰	۲,۵۰۰,۰۰	۳,۵۰۰,۰۰

(ج) جن پانچ اداروں کو مالی امداد نہیں دی گئی ۔ انہوں نے مالی امداد کے لئے حکومت کو درخواست نہیں دی تھی ۔

(د) یہ رضا کار ادارے ہیں اور محکمہ سماجی بہبود کے افسران گاہے گاہے ان کی راہنمائی کرتے رہتے ہیں اور ان غلطیوں اور کوتاہیوں کی اصلاح کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں کسی بھی ادارے کے بارے میں مکمل طور پر اطمینان کا اظہار کرنا مشکل ہے ۔ تاہم یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان اداروں نے ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے میں حتی الوسع کام کیا ہے ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ صاحب کو احساس ہے کہ اتنا اہم اور ضروری کام کرنے والے اداروں کو جو امداد دی گئی ہے وہ بہت تھوڑی ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میاں صاحب جیسے مخیر حضرات نے گورنمنٹ کو زیر بار کرنا مناسب ہی نہیں سمجھا اور وہ اپنے طور پر اپنے وسائل سے ان اداروں کو چلا رہے ہیں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ خود اعتراف فرمایا ہے کہ وہ بڑا اور اہم ضروری کام انجام دے رہے ہیں ۔ تو ان کی جو امداد کی رقوم ہیں وہ پڑھ کر شرم محسوس ہوتی ہے۔ ہم اور بہت سے کاموں پر ، میلوں پر ، تماشوں پر اور سفیروں کی دعوتوں پر لاکھوں روپیہ خرچ کر سکتے ہیں تو یہ اتنا

ضروری کام ہے اور اس کا تعلق براہ راست میلوں سے ہے کیونکہ اکثر بچے میلوں میں ہی گم ہوا کرتے ہیں ۔ اس لیے کم از کم اس فنڈ سے ہی ان کی امداد بڑھا دی جائے ۔

مسٹر چیئرمین : میاں صاحب بہتر یہ ہوتا کہ آپ نے جب پہلے سوال کیا تھا تو اس میں براہ راست آپ یہ سوال پوچھ سکتے تھے کہ گورنمنٹ اس میں کیا کام کر رہی ہے کیونکہ آپ نے میلوں کا ذکر کیا ہے اور میلوں کا تعلق گورنمنٹ سے ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! مجھے اجازت فرمائیں کہ اس سوال کے مطابق میں جواب عرض کر سکوں ۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ایسے سماجی ادارے ایسے خدمت خلق کے ادارے ایک جذبے کے تحت چلائے جاتے ہیں اور جو لوگ یہ جذبہ رکھتے ہیں وہ کسی حکومت پر بار بننا نہیں چاہتے ۔ وہ اپنے اس جذبے کی قیمت وصول کرنا نہیں چاہتے ۔ بلکہ ان کے پاس جتنے بھی وسائل ہوتے ہیں ان کو بروئے کار لا کر وہ خلق خدا کی خدمت کرنا چاہتے ہیں ۔ میرے خیال میں اس بنیادی نکتے سے میاں صاحب کا واقف ہونا بڑا ضروری ہے اور پھر ابھی میں نے اپنا جواب مکمل نہیں کیا تھا کہ میاں صاحب بول پڑے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ جس میلے کا ذکر انہیں ہے جو کہ وہ خود بڑے شوق سے دیکھتے رہے ہیں اس میں کسی بچے کی گمشدگی کی اطلاع نہیں ملی ۔ اگر ہوا ہو تو مجھے بتائیں ۔

میاں خورشید انور : وہاں وزیر گم ہو گئے تھے اب بچوں کی بات کر رہے ہیں ۔ کئی ممبران گم ہو گئے تھے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر : جناب والا ! آج ہمارے لیڈر نہیں ہیں اس لیے ہمارے ڈپٹی لیڈر کو ہمیں واپس دلایا جائے کیونکہ انہیں ایک سازش اور سکیم کے تحت ورغلایا جا رہا ہے ۔ ان کو کہیں کہ وہ اپنی سیٹ پر تشریف لے آئیں ۔

میاں خورشید انور : اس لیڈر مندے اور نئیں ۔

مسٹر چیئرمین : قریشی صاحب میاں صاحب تو کہتے ہیں کہ ہم لیڈر مانتے ہی نہیں ۔

میاں خورشید انور : اس لیے نہیں مانتے کہ وہ ادھر بیٹھے ہوئے تھے ۔ اب ادھر آ گئے ہیں اب مانتے ہیں ۔

اسسٹنٹ کمشنروں کی تعداد

*۲۳۱۵ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں فی الوقت کام کرنے والے ایسے اسسٹنٹ کمشنروں کی تعداد کیا ہے - جو پہلے بحیثیت وکیل پریکٹس کرتے تھے -

(ب) محولہ بالا (الف) میں مندرج اصحاب میں سے علیحدہ علیحدہ ایسے کتنے کتنے اسسٹنٹ کمشنر ہیں جو صوبہ پنجاب کے رہنے والے نہیں ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی -

(ب) کوئی نہیں -

ون یونٹ کے وقت سرحد - بلوچستان اور سندھ سیکرٹریٹ سے کلرکوں کا تبادلہ

*۲۳۱۶ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ون یونٹ کے قیام کے وقت سرحد - بلوچستان اور سندھ سیکرٹریٹ سے کتنے کلرکوں اور اسسٹنٹوں کا سول سیکرٹریٹ مغربی پاکستان میں تبادلہ کیا گیا تھا اور ون یونٹ کے خاتمہ کے بعد اب تک اگر ان میں سے کوئی ملازمین مذکورہ سیکرٹریٹ میں ابھی تک موجود ہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور ان کی کیا تعداد ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : ون یونٹ کے قیام پر کلرکوں اور اسسٹنٹوں کی تعداد جن کا تبادلہ مغربی پاکستان سیکرٹریٹ میں کیا گیا تھا مندرجہ ذیل ہے -

نام صوبہ	کلرک	اسسٹنٹ
سرحد	۵۴	۳۸
بلوچستان	۲۲	۲۵
سندھ	۱۱۱	۱۴۶

ون یونٹ کے خاتمہ کے بعد مندرجہ بالا صوبوں کا کوئی ملازم اس وقت پنجاب سکرٹریٹ میں نہیں ہے -

---

۵۵ سال کی عمر کے بعد ملازمت سے ریٹائرمنٹ

*۲۳۱۷ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تمام محکموں کے ایسے سرکاری ملازمین جن کی عمر ۵۵ سال ہو چکی ہے کے ملازمت کے ریکارڈوں کی چھان بین کی جا چکی ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ایسے سرکاری ملازمین کو جن کی کارکردگی اور طرز عمل غیر تسلی بخش پائے گئے ہیں اور جو سنگین بدعنوانیوں کے مرتکب ہوئے تھے ان کو ۵۵ سال کی عمر کے بعد بھی ملازمت سے ریٹائر نہیں کیا گیا بلکہ اس کے برعکس انہیں ۶۰ سال کی عمر تک ملازمت میں رہنے کی اجازت دی گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی نہیں ۔ صرف ایسے سرکاری ملازمین کے ریکارڈ کی چھان بین کی جاتی ہے جن کی مدت ملازمت ۲۵ سال یا اس سے زیادہ ہو ۔

(ب) جی نہیں ۔ حکومت کے علم میں کوئی ایسی مثال نہیں ۔

(ج) سوال پیدا نہیں ہوتا ۔

سول ججوں کی بطور سیشن جج ترقی

*۲۳۱۸ - شیخ محمد اصغر : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وحدت مغربی پاکستان کے خاتمہ کے بعد سے صوبہ پنجاب میں آج تک کتنے سول ججوں کو بطور سیشن جج ترقی دی گئی ہے ؟

وزیر اعلیٰ ۔ (مسٹر معراج خالد) : وحدت مغربی پاکستان کے خاتمہ کے بعد سے اب تک ۲۷ سول ججوں کو بطور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج ترقی دی گئی ہے ۔

بلدیہ مری کو خصوصی طور پر قرض و امداد کی فراہمی

*۲۵۹۵ - مسٹر محمد حنیف خان : کیا وزیر اعلیٰ میرے نشان زدہ سوال نمبر ۱۱۸۹ کے جواب کے جز (د) کے حوالہ سے جو کہ ایوان میں مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۳ء کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) بلدیہ مری کو خصوصی طور پر قرض و امداد دینے کے متعلق اب تک جو کوشش کی گئی ہیں کیا ان کے کوئی مثبت نتائج برآمد ہوئے ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے تو اس سلسلے میں محکمہ مزید کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) تو (ب) معاملہ زیر غور ہے ، فیصلہ جلدی ہو جائے گا -

مسٹر محمد حنیف خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم فرمائیں گے کہ جب اس سلسلہ میں مرکز سے رابطہ قائم کیا گیا ہے تو ان سے کب تک جواب آنے کی توقع ہے -

وزیر اعلیٰ : یہ درست ہے - کوشش کر رہے ہیں کہ اس مسئلہ کے حل کے لیے جہاں پنجاب کے وسائل کو بروئے کار لایا جائے وہاں مرکزی حکومت سے بھی امداد طلب کر رہے ہیں -

---

ضلع ساہیوال میں مجسٹریٹوں کی تعداد

***۲۶۹۰ - میاں غلام فرید چشتی :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ضلع ساہیوال میں کتنے مجسٹریٹ تعینات ہیں اور ان میں دفعہ ۳۰ کے اختیارات کے حامل مجسٹریٹوں کی تعداد کتنی ہے -

(ب) یہ مجسٹریٹ کہاں کہاں عدالت کرتے ہیں اور وہاں کتنے عرصے سے اپنے فرائض سر انجام دے رہے ہیں - علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) - ۱۶ - ان میں دفعہ ۳۰ کے اختیار والے ۹ افسران ہیں -

نمبر شمار	نام اور عہدہ	جائے تعینات	تاریخ تعیناتی	
۱ -	راجہ محمد اسلم ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل (دفعہ ۳۰/۲۶۰)	ساہیوال	۱۴-۴-۷۲	
۲ -	سرفراز علی خان - اسسٹنٹ کمشنر (دفعہ ۳۰/۲۶۰)	ساہیوال	۱۹-۵-۷۲	
۳ -	محمد ممتاز مجسٹریٹ	ساہیوال	۲-۱۱-۷۱	
۴ -	ملک محمد اقبال بوس کالونی اسسٹنٹ	ساہیوال	۱۶-۸-۷۱	
۵ -	سید محمد محمود شاہ مجسٹریٹ	ساہیوال	۱۰-۱-۷۲	اب تبدیل ہو چکے ہیں -
۶ -	مہر خضر حیات مجسٹریٹ	ساہیوال	۲۰-۳-۷۲	
۷ -	سید حسن عباس نقوی اسسٹنٹ کمشنر (دفعہ ۳۰/۲۶۰)	پاکپتن	۹-۹-۷۲	

۸ - راؤ محمد قدیر کالونی اسسٹنٹ	پاکپتن مجسٹریٹ ساہیوال ازاں ۱-۱-۷۰ ۲۸-۱۰-۶۹ اور کالونی اسسٹنٹ پاکپتن ازاں ۱-۱-۷۰	۲۸-۱۰-۶۹	
۹ - چوہدری نذیر احمد مجسٹریٹ	پاکپتن	۳۰-۱۲-۷۱	
۱۰ - میاں قمرالدین اسسٹنٹ کمشنر دفعہ (۳۰/۲۶۰)	اوکاڑہ	۳-۱۲-۷۱	
۱۱ - سلطان محمود مجسٹریٹ	اوکاڑہ	۷-۹-۷۲	
۱۲ - چوہدری امجد علی اسسٹنٹ کمشنر (دفعہ ۳۰/۲۶۰)	دیپالپور مجسٹریٹ پاکپتن ازاں ۱۳-۵-۷۰ اور اے۔سی دیپالپور ۱۹-۵-۷۲	۱۳-۵-۷۰	۱۹-۵-۷۲
۱۳ - چوہدری غلام مصطفیٰ مجسٹریٹ (دفعہ ۳۰)	ازاں دیپالپور	۶-۱۲-۷۱	تبادلہ کے احکام جاری ہو چکے ہیں -
۱۴ - اکبر علی مجسٹریٹ	ساہیوال	۲۸-۷-۷۲	
۱۵ - محمد اکرم خالد مجسٹریٹ	ساہیوال	۲۸-۷-۷۲	
۱۶ - احمد رضا مجسٹریٹ	ساہیوال	۲۷-۷-۷۲	

ضلع میانوالی کے پولیس افسران کی دوسرے اضلاع میں تعیناتی

۲۷۲۳ - سردار غلام عباس خان گادھی : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) محکمہ پولیس میں ضلع میانوالی سے تعلق رکھنے والے افسران یعنی السپکٹر - سب السپکٹر - اسسٹنٹ سب السپکٹر اور ہیڈ کانسٹیبلوں کی تعداد کیا ہے نیز سرگودھا ڈویژن کے اضلاع میں ان کی تعداد تعیناتی ضلع وار کیا ہے -

(ب) کیا یہ امر واقعہ کہ مذکورہ افسران صرف ضلع سرگودھا - ضلع جھنگ - ضلع لائلپور میں ہی تعینات ہیں .

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت ان افسران کو پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھی بھیجنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو اس وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) محکمہ پولیس میں

	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل
محکمہ پولیس میں ضلع میانوالی سے تعلق رکھنے والے ملازمین کی تعداد	۳	۶۰	۱۱۰	۱۸۱
ان میں سے ہندوستان میں جنگی قیدیوں کی تعداد	-	۱	۱	۲

سرگودھا ڈویژن میں ضلع وار تعداد :-

(۱) سرگودھا	..	۱۱	۲۵	۱۳
(۲) میانوالی	..	۱	۵	۵۵
(۳) جھنگ	..	۷	۹	۴
(۴) لائلپور	..	۱۶*	۲۷*	۴

*ان میں سے ایک ہندوستان میں جنگی قیدی ہے -

(ب) جی نہیں ۔

(ج) نچلے درجہ کے ملازم اپنے ضلع میں ہی ملازمت کرتے ہیں ۔ جب کہ درجہ بالا کے ملازم (انسپکٹر) کے سوا اپنی رینج میں ہی ملازمت کرتے ہیں ۔ (انسپکٹر) صوبائی بنیاد پر رکھے جاتے ہیں ۔ اور صوبہ کے ہر ضلع میں تبدیل کیے جا سکتے ہیں ۔ شکایت یا خاص حالات کی بنا پر ہر درجہ کے ملازم ایک جگہ سے دوسری جگہ تبدیل کیے جا سکتے ہیں ۔

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! لائلپور میں پولیس ملازمان کی تعداد سب کی سب میانوالی سے تعلق رکھتی ہے ۔ تو کیا لائل پور کا نام میانوالی نہ رکھا جائے؟

Mr. Chairman : Not allowed.

سید اسد گیلانی صاحب امیر ، جماعت اسلامی صوبہ پنجاب کے خلاف مقدمات

***۲۸۲۴ ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) سید اسد گیلانی صاحب امیر جماعت اسلامی صوبہ پنجاب کے خلاف کتنے مقدمے درج کئے گئے ہیں ۔

(ب) یہ مقدمات کون کون سے تھانوں میں کن کن تاریخوں کو درج کئے گئے نیز یہ مقدمات کون کون سے قوانین کی کن کن دفعات کے تحت درج کئے گئے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) ۹ (نو مقدمات)

(ب) تفصیل درج ذیل ہے ۔

تاریخ اندراج مقدمہ	تھانہ متعلقہ	دفعات
(۱) ۸-۱-۷۳	پرانی انارکلی لاہور	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۔

(۲) ۶-۱-۷۳	پرانی انارکلی لاہور	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۔
(۳) ۸-۱-۷۳	پرانی انارکلی لاہور	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۔
(۴) ۸-۱-۷۳	پرانی انارکلی لاہور	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۔
(۵) ۱۵-۲-۷۳	نئی انارکلی لاہور	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۱۲۴ A ت پ ۔
(۶) ۸-۱-۷۳	گوالمنڈی لاہور	دفعہ ۱۲۴ A ت پ ۴۴ ڈی پی آر ۔
(۷) ۲۱-۲-۷۳	وہاڑی ملتان	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ
(۸) ۲۱-۲-۷۳	میلسی ملتان	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۔
(۹) ۱۲-۲-۷۳	احمد پور شرقیہ بہاولپور	دفعہ ۱۶ تحفظ امن عامہ آرڈیننس ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! کیا یہ درست ہے کہ سید اسد گیلانی کو محض صحیح بات کہنے سے روکنے کے لئے اور اس ملک میں جمہوریت کو پابند بنانے کے لئے یہ تمام مقدمات قائم کئے گئے ہیں ؟

مسٹر چیئرمین : یہ تو آپ کے ساتھ نہیں کیا گیا ۔

میاں خورشید انور : اس کی وجہ کیا ہے ۔

مسٹر چیئرمین : آپ یہ سوال پوچھ سکتے ہیں کہ وہ کیوں پکڑے گئے ہیں ۔ اس بات سے سارا ایوان متفق ہے کہ یہاں جمہوریت ہے ۔

میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ یہ ارشاد فرمائیں گے کہ جب کہ بہت سے سیاسی قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ہے ان کے مقدمات بھی واپس لینے کے لئے تیار ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! ان کے مقدمات بھی واپس لے لئے گئے ہیں ۔

میاں خورشید انور : سید اسد گیلانی صاحب کے متعلق میں پوچھ رہا ہوں ۔

وزیر اعلیٰ : وہ بھی واپس لے لئے گئے ہیں ۔

ہیڈ کانسٹیبل ارشد حسین کو سب انسپکٹر کی آسامی پر ترقی دینا اور میڈل کی بحالی

***۲۸۳۲ ۔ چوہدری امان اللہ لک :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ ارشد حسین شاہ ہیڈ کانسٹیبل نمبر ۵۱۲ گجرات کو مندرجہ ۳-۶-۱۹۷۱ء کو مشرقی پاکستان بھیجا گیا ۔

(ب) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ مذکورہ ہیڈ کانسٹیبل مشرقی پاکستان میں تعیناتی کے دوران مورخہ ۳-۱۰-۱۹۷۱ء کو بمقام بھاٹیا پور وی ۔ ایچ ۔ ایف وائرلیس سٹیشن کی حفاظت پر تعینات تھا کہ مکتی باہنی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور وائرلیس سٹیشن کی کامیاب حفاظت کے عوض اس کو خان دل جان خان صاحب ، اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل پولیس نے سب انسپکٹر کے درجہ پر ترقی دینے کی سفارش کی اور ساتھ ہی پاکستان پولیس میڈل دینے کا بھی اعلان کیا اور مورخہ ۲۳-۱۰-۱۹۷۱ء کو انسپکٹر جنرل پولیس لاہور نے سب انسپکٹر کی ترقی منظور کی جس پر سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات نے بذریعہ چٹھی نمبر ۶۷۹ مورخہ ۲۸-۱۰-۱۹۷۱ء مذکورہ ہیڈ کانسٹیبل کو سب انسپکٹر بنانے کا حکم نافذ کر دیا اور انسپکٹر جنرل پولیس نے بھی اس کو پاکستان میڈل عطا کرنے کا اعلان کیا ۔

(ج) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ہیڈ کانسٹیبل مذکور کو آج تک نہ ہی سب انسپکٹر کی آسامی پر تعینات کیا گیا ہے اور نہ ہی اسے پاکستان پولیس میڈل عطا کیا گیا ہے ۔

(د) کیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ ہیڈ کانسٹیبل مذکور کی خدمات بہادری اور جرأت کا اعتراف کرنے کے باوجود اب انسپکٹر جنرل پولیس لاہور نے اس کو ترقی دینے اور میڈل دینے کا حکم منسوخ کر دیا ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں ۔

(ہ) کیا حکومت پنجاب ہیڈ کانسٹیبل مذکور کو سب انسپکٹر آسامی پر ترقی دینے اور میڈل بحال کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو اس پر کب تک عمل درآمد کیا جائے گا اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے ؟

وزیر اعلیٰ : (مسٹر معراج خالد) ۔ (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) یہ ٹھیک ہے ۔ کہ ہیڈ کانسٹیبل ارشد حسین کو مکتی باہنی کے ساتھ بہادری سے مقابلہ کرنے کی بناء پر ترقی دے کر سب انسپکٹر بنا دیا گیا تھا مگر یہ ترقی حکومت پنجاب کے مشورہ کے بغیر مشرقی پاکستان کے انسپکٹر جنرل پولیس نے مقامی طور پر دی تھی ۔ انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے ترقی کے لئے کوئی منظوری نہیں دی ۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس گجرات نے آرڈر بک میں ہیڈ کانسٹیبل مذکور کے بارے میں یہ اندراج کیا تھا کہ اسے مشرقی پاکستان میں سب انسپکٹر بنا دیا گیا ہے ۔ مشرقی پاکستان کی حکومت کی سفارش پر پولیس میڈل کے بارے میں معاملہ حکومت پاکستان کے زیر غور تھا اور اب میڈل موصول ہو گیا ہے ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب نے مذکورہ ہیڈ کانسٹیبل کی ترقی اور میڈل حاصل کرنے کی منسوخی کے کوئی احکامات جاری نہیں کئے ۔ کیونکہ اس نے ترقی دینے اور میڈل عطا کرنے کے احکامات بھی جاری نہیں کئے تھے ۔

(ہ) محکمہ پولیس ہیڈ کانسٹیبل مذکورہ کو مشرقی پاکستان کی حکومت کے مقامی احکامات کی بناء پر ترقی دینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا

ترقی اس وقت تک قائم رہی جب تک وہ مشرقی پاکستان میں ملازم تھا ۔ اب جب کہ وہ محکمہ میں واپس آیا ہے تو اسے اپنے دوسرے ساتھیوں کی سینیارٹی کے مطابق ترقی دی جائے گی ۔ کیونکہ حکومت مشرقی پاکستان نے ہیڈ کانسٹیبل مذکورہ کو محکمہ متعلقہ یعنی انسپکٹر جنرل پولیس پنجاب کی منظوری یا مشورہ کے بغیر ترقی دی تھی ۔ میڈل صوبائی حکومت کو موصول ہو گیا ہے اور ہیڈ کانسٹیبل مذکورہ کو عطا کر دیا جائے گا ۔ اس سلسلہ میں مزید کارروائی کی جا رہی ہے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چودھری امان اللہ لک ۔ میں جناب وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ جواب کے ضمن (ب) میں جو جواب دیا گیا ہے وہ بالکل غلط ہے ۔ بے بنیاد ہے ۔ مشرقی پاکستان میں تعیناتی کے دوران اسے بہادری کے صلے میں جو سب انسپکٹر کے عہدہ پر پروموشن ہوئی وہ باقاعدہ آئی ۔ جی پنجاب کے مشورے کے بعد ہوئی تھی ۔ اس کا باقاعدہ ریکارڈ تھا اور اس کے بعد یہ لیٹر نمبر ۶۷۹ مورخہ ۲۸-۱۰-۱۹۷۱ء کو جاری ہوا جو بعد میں ایس ۔ پی کے دفتر میں موصول ہوا ۔ ایس ۔ پی نے اس ایس ۔ آئی کی سروس بک میں اندراج کیا ۔ جب وہ مشرقی پاکستان گیا تو اس کا تمام ریکارڈ حذف کر دیا گیا اور یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایک بہادر مجاہد کے ساتھ ایسا سلوک کیا گیا ۔ وہ ایک مظلوم آدمی ہے اور آپ ایک مظلوم پر بھی آہ و بقا نہیں کرتے ہیں ۔ میں جناب والا ! یہ واقعات اس لئے عرض کر رہا تھا کہ شاید میرے ان بینچوں پر بیٹھنے والے دوستوں کے دل میں یہ بات اتر جائے اور وہ کسی تحقیقات کا حکم دیں ۔ یعنی وزیر اعلیٰ صاحب کسی تحقیقات کا حکم دیں کہ ایک ایسے بہادر آدمی کے ساتھ ایسا ظلم کیوں روا رکھا گیا ہے کہ اس کو ترقی دینے کے بعد اس کا ریکارڈ گم کر دیا ہے ۔ مجھے امید ہے کہ کچھ اس کے لئے کیا جائے گا ۔ میں یہ واقعات درد دل کے ساتھ عرض کر رہا تھا وہ جناب والا کیوں انکار کر رہے ہیں ۔ کیا وہ تحقیقات فرمائیں گے ۔ مجھے اس چیز کا اعتراف ہے کہ میں آپ کی سمع خراشی کر رہا ہوں ۔ جواب کے ضمن (ب) کی عبارت بھی غلط ہے ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب اس میں ذاتی دلچسپی لیتے ہوئے اس ہیڈ کانسٹیبل کو ترقی دیں گے اور اس کے کیس میں ذاتی دلچسپی لیں گے ۔ میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ آپ کو جواب غلط پہنچایا گیا ہے ایک مظلوم کے ساتھ بہت زیادہ ظلم ہے ۔

وزیر اعلیٰ : اتنے بڑے سپلیمنٹری کے جواب میں میں یہ عرض کروں گا کہ اس کے کیس میں ضرور انشاء اللہ دلچسپی لیں گے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے آپ کو یقین دہانی کرا دی ہے ۔

چودھری امان اللہ لک : اس ہیڈ کانسٹیبل کو نہ ہیڈ کانسٹیبل کی اور نہ ہی ایس ۔ آئی کی تنخواہ ملی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے آپ کو جنرل انشورنس دے دی ہے کہ تمام شکایات کو وہ دیکھ لیں گے تنخواہ اور پروموشن دونوں چیزیں ان کے سامنے ہیں ۔

چودھری امان اللہ لک : اس کی سینیارٹی اور پروموشن کا سوال ہے ۔ بیچارہ مظلوم ہے ۔ کیا وزیر اعلیٰ صاحب اس کو اس عرصے کی تنخواہ دلوا سکیں گے جو ہیڈ کانسٹیبل اور ایس ۔ آئی کی اسے نہیں دی گئی ؟

مسٹر ڈپٹی سپیکر : انہوں نے یقین دہانی کرا دی ہے ۔ آپ ایوان کے وقت کا خیال رکھیں ۔

چودھری امان اللہ لک : وہ غریب آدمی ہے اسے تنخواہ ملنی چاہیے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں ساری چیزوں کی پڑتال کراؤں گا ۔

گزیٹڈ افسران کے خلاف سپیشل کورٹس میں فوجداری نوعیت کے مقدمات

*۲۸۵۱ ۔ چودھری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبے میں دسمبر ۱۹۶۹ء اور دسمبر ۱۹۷۲ء میں ایسے کتنے گزیٹڈ افسران تھے جن کے خلاف سپیشل کورٹس میں فوجداری نوعیت کے مقدمات زیر سماعت تھے ۔ ان کے نام ۔ عہدہ ۔ مقدمہ درج ہونے کی تاریخ تفصیلاً بتایا جائے ؟

وزیر اعلیٰ : (مسٹر معراج خالد) ۔

دسمبر ۱۹۶۹ء	-	۲۳ (چوبیس)
دسمبر ۱۹۷۲ء	-	۲۹ (انتیس)

تفاصیل کے لئے فہرست I اور ۲ ملاحظہ فرمائیں

STATEMENT 1

STATEMENT SHOWING NAMES OF OFFICERS AGAINST WHOM CASES WERE PENDING IN SPECIAL COURTS IN DECEMBER 1969

S. No.	Name of Officer	Designation	Date of institution of the case
1.	Mr. Iqbal Ahmed.	SDO, Tubewell PindiBhattian, Gujranwala.	25.8.1965
2.	Mr. Arshad Mahmood Ghauri.	SDO, WAPDA, Gujranwala.	21.2.1962
3.	Mr. Fazal Karim.	SDO, WAPDA, Lahore.	3.10.1964
4.	Mr. Bashir Ahmed Dass.	SDO, WAPDA, Lahore.	3.10.1964
5.	Mr. Mohd Asif.	Tehsildar (Rtd.) Lahore.	17.11.67
6.	Mr. Mohammad Nawaz.	Tehsilpar, Chunian (since retired).	25.4.66
7.	Mr. Inayatullah.	SDO, Irrigation, D.G. Khan.	20.1.66
8.	Mr. Abdul Ghafoor.	SDO, LIT, Lahore.	14.7.64
9.	Mr. Mohammad Azim Khan Suleria.	Admn. Officer, Malaria Erd. Sargodha.	6.1.68
10.	Mirza Mohd Sahrif.	SDO (Rtd) Irrigation Deptt.	20.10.62 & 12.12.64
11.	Mr. Mahmood Bashir Akhtar.	SDO, Tubewell Sub-Div. Nankana Sahib, Sheikhupura.	25.6.66
12.	Mr. Mahmood Asghar, PCS.	Magistrate, Ist Class, Jhelum.	12.9.69
13.	Faqir Ghulam Qasim Haidri.	Asstt. Engr. Telepnones, Sargodha.	28.9.63

1	2	3	4
14.	Mr. Mohammad Ali.	SDO, Sugar Mills, Leiah.	16.9.53
15.	Mr. Mohammad Nasim.	Municipal Engr. M. C. Sahiwal.	20.9.67
16.	Hakim Mahmud-ul-Hassan.	Tehsildar, Gujranwala.	Not reported
17.	Kh. Mohmmad Sharif.	Engineer, M. C. Lahore.	21.2.64
18.	Mr. Khurshid Zia.	SDO (now XEN) C&W Deptt. Sialkot.	1.4.60
19.	Mr. Abdul Majid.	Tehsildar (now PCS) Chunian (Rtd).	10.6.68
20.	Mr. Abdul Hamid.	SDO, WAPDA, Lahore.	23.5.68
21.	Syed Nazir Ahmad.	SDO, WAPDA, Khanpur, Distt. Rahimyar Khan.	14.10.65
22.	Mr. Mehdi Shah.	Supdtg. Engineer, B & R.	4.8.66
23.	Mr. Iqbal Hussain Randhawa.	Police Surgeon.	21.2.68
24.	Dost Hussain.	SDO, P. W. D.	13.10.66

STATEMENT No. 2

STATEMENT SHOWING NAMES OF OFFICERS AGAINST WHOM CASES WERE PENDING IN SPECIAL COURTS IN DECEMBER 1972

S. No.	Name of Officer	Designation	Date of institution of the case
1.	Mr. Arshad Mahmood Ghauri.	SDO, WAPDA, Gujranwala.	21.2.1962
2.	Fazal Karim.	SDO, WAPDA, Lahore.	3.10.1964
3.	Mr. Bashir Ahmad Dass.	SDO, WAPDA, Lahore.	3.10.1964
4.	Mr. Mohammad Asif.	Tehsildar, Lahore (since retired).	17.11.67
5.	Mr. Bilal Ahmad.	SDO, M. C. Gujranwala.	26.8.69
6.	Raja Mohammad Afzal.	XEN, Irrigation, Lahore.	6.8.63
7.	Mr. Abdul Razzaq.	SDO,C & W Deptt Lahore.	3.5.65
8.	Mr. Taj Mohammad,	TDO, Irrigation Rachua Tubewell Sub-Div. Sheikhupura.	24.12.64
9.	Mr. Mohammad Rafiq.	EADA (Agr) Sheikhupura.	18.8.66
10.	Mirza Mohammad Sharif.	SDO (Retd) Irri. Deptt.	10.10.62 & 12.12.64
11.	Mr. Mohammad Bashir Akhtar.	SDO, Tupewell Sub-Div. Nankana Sahib, Sheikhnpura:	25.6.66
12.	Mr. Yousaf Ali Qaim.	(Retd.) Headmaster, Govt. H. S. Hasilpur, Distt. Bahawalpur.	12.12.69

1	2	3	4
13.	Syed Abbullah Shah.	(Retd.) Tehsildar, Bahawalpur.	5.8.69
14.	Ch. Nazir Ahmad.	SDO, now XEN Canal, R. Y. Khan (Retd. under MLR 114).	8.8.68
15.	Mr. Ejaz Ahmed.	Dev. Office, Local Govt. & S.W. Deptt., Bahawalnagar.	13.12.65
16.	Maulvi Mohammad Ishaq.	Tehsildar (Retd.) Bahawalnagar.	20.2.68
17.	Mr. Mohammad Azim Khaa Suleria.	A.O. Molaria Erd. Sargodha.	6.1.68
18.	Mr. Mohammad Aslam.	M.O. Jauharabad, Sargodha.	25.12.71
19.	Mr. Mohammad Nasim.	M. E. ' M. C. Sahiwal.	20.9.67
20.	Mr. Saadat Ali Qureshi.	Hony. Spl. Magistrate, Sahiwal.	Dec.72
21.	Mr. Nasrullah Khan.	M. O. Primary Health Centre, Fazilpur, D.G Khan.	2.3.72
22.	Mohammad Ashraf.	SDO, P. H. Engg. D. G. Khan.	23.9.72
23.	Kh. Mohammad Sharif.	Engr. M. C. Lahore.	21.2.64
24.	Mr. Khurshid Zia.	SDO now XEN C & Deptt., Sialkot.	1.4.60
25.	Mr. Abdul Majid.	Tehsildar new PCS (Retd) Chunian.	10.6.68
26.	Syed Nazir Ahmad.	SDO, WAPDA, Khanpur Distt. R. Y. Khan.	14.10.65
27.	Mr. Abdul Hamid.	SDO, WAPDA, Lahore.	23.5.68
28.	Mr. M. M. Haq.	Asstt. Director, Telephones, Lahore.	13.1.72
29.	Mr. Mueen-ud-Din.	Manager, Agricultural Branch, Hafizabab, Gujranwala.	4.10.72

بھیکی تا سید والا ضلع شیخوپورہ پختہ سڑک کی تعمیر

*۲۸۸۲ - رائے میاں خان کھرل : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بھیکی تا سید والہ ضلع شیخوپورہ پختہ سڑک کی تعمیر شروع ہے ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ابھی تک ۳/۲ میل سڑک تیار ہوئی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو مذکورہ سڑک کب تک تکمیل ہو جائے گی ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) بھیکی تا سید والہ روڈ پر پہلے ۶ میل کی تعمیر منظور ہو چکی ہے اور کام شروع ہے ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) منظور شدہ سڑک کی تکمیل کا کام ۳۰ اپریل تک مکمل ہو جائے گا ۔

قصبہ گوگیرہ تا احمد خان کھرل گورنمنٹ ہائی سکول گوگیرہ سڑک کی درستگی

*۲۸۸۵ - رائے میاں خان کھرل : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ قصبہ گوگیرہ تا احمد خان کھرل گورنمنٹ ہائی سکول گوگیرہ ایک سڑک تعمیر ہوئی تھی ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سڑک کو بناتے وقت ٹھیکیدار نے متعلقہ حکام کی ملی بھگت سے لمبائی چوڑائی اور اونچائی کے لحاظ سے کم اور ناقص سامان استعمال کیا ۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عوامی شکایات کے پیش نظر ڈپٹی کمشنر ساہیوال نے متعلقہ اوورسیئر کو معطل کر دیا اور ٹھیکیدار کی زر ضمانت مذکورہ سڑک کی درستگی تک روک لی ۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سڑک مذکورہ کب تک درست ہو جائے گی ۔ اور خراب سڑک تعمیر کرنے والے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا اقدامات کئے جا رہے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔ مگر حکام کی ملی بھگت کی وجہ سے نہیں بلکہ اس سڑک کا آخری بل تیار کرتے وقت اوورسئر متعلقہ نے فنی غلطی اور لاعلمی کی وجہ سے زائد پیمائش درج کر دی تھی جس سے پروجیکٹ انجینئر متعلقہ نے بل کی پڑتال کے دوران غلط پایا اس وجہ سے اوورسیر کو فوری طور پر معطل کر دیا گیا تھا ۔ ٹھیکیدار کو ادائیگی کام کے مطابق کی گئی تھی اس سلسلہ میں مذید تحقیقات کرنے کے بعد اوورسئر کو تادیبی کارروائی کے تحت سخت سرزنش کی گئی اور اس کی ایک سال کی ترقی ختم کر دی گئی ۔

(ج) جی ہاں ۔

(د) دوران تعمیر سڑک جو نقص پائے گئے تھے وہ ٹھیکیدار سے قبل از ادائیگی بل آخری درست کروا لئے گئے تھے اس کے علاوہ ٹھیکیدار کا زر ضمانت ایک سال تک محکمہ کے پاس محفوظ ہے ۔ اگر مزید کوئی نقص سڑک مذکور پر ایک سال کے عرصہ میں پایا گیا تو ٹھیکیدار کی زر ضمانت سے درست کروایا جائے گا ۔ اوورسئر متعلقہ کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے ۔ جیسا جواب (ب) سے ظاہر ہے ۔

شارع قائداعظم لاہور پر قائم کردہ سائیکل سٹینڈوں کی فیس میں کمی

***۲۹۰۲ ۔ چودھری محمد یعقوب علی بھٹہ :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے چند ماہ قبل لاہور میونسپل کارپوریشن کا یہ حکم واپس لے لیا تھا کہ شارع قائداعظم (دی مال) لاہور پر کوڑی کی جانے والی کاروں سے فیس نہ لی جائے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سڑک مذکورہ بالا پر اور شہر کے دیگر حصوں میں سائیکل سٹینڈ جو باقاعدہ ٹھیکیداروں نے بنا رکھے ہیں۔ وہاں پر سائیکل کھڑا کرنے کی فیس ۱۵ پیسے تا ۲۵ پیسے تک لی جاتی ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا جزو (الف) بالا کے پیش نظر حکومت یہ فیس ختم کرنے یا اسے کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں۔ مفاد عامہ کے پیش نظر۔

(ب) ٹھیکیدار صرف دس پیسے فی سائیکل لے سکتا ہے۔ اس سے زائد مانگنے پر کارپوریشن اس کے خلاف کارروائی کرے گی۔ بشرطیکہ تحریری شکایت آئے۔

(ج) ایسا کوئی ارادہ نہیں۔ سائیکل سٹینڈ کا نیلام کئی سالوں سے بند رہا ہے۔ اجرت مناسب ہے۔ سائیکل سٹینڈ کا صرف یہی فائدہ نہیں کہ سائیکل ترتیب سے کھڑی کی جاتی ہیں۔ اور ٹریفک میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی بلکہ اس سے کہیں زیادہ فائدہ سائیکل کے مالکان کو ہوتا ہے۔

موضع گوہر پور تحصیل سیالکوٹ کی کچی آبادی کو مہاجرین کے نام منتقل کرنا

*۲۹۱۹ - **چوہدری غلام قادر** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مہاجرین جموں و کشمیر مقیم ہیڈ پورہ متصل موضع گوہر پور تحصیل سیالکوٹ نے ڈسٹرکٹ بورڈ کی سفید اراضی پر اپنے اخراجات سے مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں اور ۱۹۴۷ء سے وہاں رہائش پذیر ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہو تو ان مکانوں کی تعداد کتنی ہے اور کیا حکومت اس کچی آبادی کو مہاجرین کے نام منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔ مگر یہ مکان سفید اراضی پر نہیں بلکہ ایک سڑک پر بلا اجازت تعمیر کئے گئے ہیں ۔

(ب) ان مکانوں کی تعداد تقریباً ۲۲۲ ہے ۔

جی نہیں ایسی کوئی تجویز زیر غور ہے ۔

دوسرے یہ سڑک صوبائی حکومت نے ضلع کونسل سیالکوٹ کو منتقل کی ہوئی ہے ۔ لہذا اس سڑک کو جس پر مہاجرین نے مکانات تعمیر کئے ہوئے ہیں ۔ ان کے نام منتقل کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا ۔

چودھری غلام قادر : کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ مہاجرین جموں و کشمیر جو یہاں آباد ہیں ان کو کہیں منتقل نہیں کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ : وہ تو درست ہے ۔ یہ جگہ ابھی تک منتقل نہیں ہوئی ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ۔ ہمیں تو پتہ نہیں چلا کہ وہ کیا ضمنی سوال کر رہے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : منسٹر صاحب تک ضمنی سوال پہنچ گیا ہے اور انہوں نے جواب دے دیا ہے ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! ہمیں بھی سوال سننا چاہئے کہ آخر وہ کون سا ضمنی سوال کر رہے ہیں یا نہ صرف منسٹر صاحب تک محدود ہوتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! ایسے جوابات کا فاضل ممبر سید ناظم حسین شاہ تک پہنچنا نہایت ضروری ہے اس لئے مالک کو درست کیا جائے ۔

چودھری غلام قادر : کیا وزیر اعلیٰ صاحب از راہ کرم فرمائیں گے کہ مہاجرین جموں و کشمیر اس جگہ پر ۱۹۴۷ء سے آباد ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : جواب یہی عرض کیا گیا ہے ۔

چودھری غلام قادر : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ یہ سڑک صرف دو اڑھائی سو گز لمبی ہے اور پچیس تیس گز چوڑی ہے ۱۹۴۷ء سے وہ قابض ہیں اور کسی کی یہاں سے گزر نہیں ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! بہر حال فاضل ممبر کی اس وضاحت کے پیش نظر مزید رپورٹ حاصل کی جائے گی اور ہم کوشش کریں گے کہ موقعہ پر جا کر ضلع کونسل کے افسران سے مل کر مزید کوئی ایسی راہ تلاش کر لی جائے۔

چودھری غلام قادر : کیا وزیر موصوف از راہ کرم فرمائیں گے کہ ان مہاجرین کو متبادل جگہ دیئے بغیر ان کو یہاں سے بے دخل نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کو یہاں بھی آباد کرنے کی کوشش کی جائے گی ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! یہ انسانی مسئلہ ہے اور لازمی طور پر اس سلسلے میں بڑی احتیاط سے کام لیا جائے گا۔

چوھدری غلام قادر : شکریہ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوھدری صاحب مزید کوئی ضمنی سوال کرنا ہے۔

چوھدری غلام قادر : جی ہاں ! کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جب تک اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہوتا ان کو disturb نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی ان سے کوئی کرایہ وغیرہ وصول کیا جائے گا ؟

وزیر اعلیٰ : ابھی تک تو نہیں کیا گیا۔

چوھدری غلام قادر : کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ آئندہ ان سے کوئی کرایہ وغیرہ وصول کرنے کا ارادہ نہیں ہے ؟

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے ضلع کونسل کے افسران سے مل کر جہاں آپ بھی ہوں گے کوئی فیصلہ کریں گے۔

چوھدری غلام قادر : شکریہ۔

جی ٹی روڈ پر واقع تھانوں میں بجلی کی فراہمی

*۲۹۳۴ - **راجہ محمد افضل خان :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں جی ٹی روڈ پر کتنے تھانے واقع ہیں نیز ان میں سے کتنے تھانوں میں بجلی مہیا کی گئی ہے۔

(ب) حکومت نے پنجاب میں ۲۶-۲-۱۹۷۳ سے ۱۶-۳-۱۹۷۳ء تک کن کن تھانوں میں بجلی مہیا کرنے کی منظوری دی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : تفصیل حسب ذیل ہے ۔

تعداد پولیس سٹیشن جو جی ٹی روڈ پر واقع ہیں ۲۲

تعداد پولیس سٹیشن جہاں بجلی مہیا ہے ۲۰

تعداد پولیس سٹیشن جہاں ۲۶-۲-۷۳ سے ۱۶-۳-۷۳ تک بجلی مہیا کرنے کی منظوری دی گئی ہے ۲

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! سوال نمبر ۲۹۳۸ انڈسٹریز سے تعلق رکھتا تھا اس لئے اسے متعلقہ محکمہ کو منتقل کیا گیا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ سوال وزیر صنعت کو refer کر دیں اور یہ Minister for Industries کی لسٹ پر چلا جائے گا ۔

محکمہ سماجی بہبود پر اخراجات

*۲۹۴۶ ۔ **چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) حکومت پنجاب نے محکمہ سماجی بہبود پر ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء کے دوران سٹاف کی تنخواہوں ۔ الاؤنس ۔ دفاتر کی عمارتوں کے کرایہ اور دیگر سٹاف کو دی گئی مراعات پر کتنی رقم خرچ کی ۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ میں ناداروں ۔ بیواؤں ۔ معذوروں اور بوڑھوں پر کتنی رقم خرچ کی گئی ۔

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں اپاہج ۔ نابیناؤں اور دیگر معذور گداگروں کی پناہ خوراک اور لباس پر کتنا روپیہ خرچ کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : حسب سوال مطلوبہ کوائف درج ہیں ۔

(لاکھ روپے میں)

سال	تنخواہوں پر اخراجات	الاؤنس	کرایہ عمارات دفتر	دیگر مراعات و متفرق اخراجات	میزان
۱۹۷۰-۷۲ء	۱۹ء۹۵	۲ء۸۳	۲ء۳۶	۱۱ء۶۸	۳۶ء۸۲
۱۹۷۱-۷۲ء	۲۱ء۲۰	۲ء۵۳	۱ء۵۸	۷ء۲۴	۳۳ء۳۷

ایسے ادارے جو محکمہ کی زیر نگرانی کام کر رہے ہیں اور جن میں ایسے افراد کے لئے رہائشی خورد و نوش اور تربیتی سہولیات کا انتظام ہے ان پر ۱۹۷۰-۷۱ء میں ۵ء۸۷ لاکھ اور ۱۹۷۱-۷۲ء میں ۱۰ء۰ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ۔ (نجی شعبے میں قائم شدہ رضاکار اداروں کو دی گئی امداد اس کے علاوہ ہے) ۔

اس عرصہ میں صرف گداگروں کی پناہ ، خوراک اور لباس پر ۱۹۷۰-۷۱ء میں ۰ء۷۸ لاکھ اور ۱۹۷۱-۷۲ء میں ۰ء۸۴ لاکھ روپے خرچ کئے گئے ۔ محکمہ کی زیر نگرانی ، اپاہج ، نابیناؤں اور معذور گداگروں کی دیکھ بھال کا انتظام نہیں ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ محتاجوں ۔ نابینوں اور گداگروں کو اتنے لاکھ روپیہ آپ دے رہے ہیں آپ از راہ کرم یہ بتائیں کہ ان پیسوں کو ان میں تقسیم کرنے کا طریقہ کار کیا ہے ؟ کیا ان کے لئے کوئی رہائش کا بھی انتظام ہے ۔ اس کام کے لئے کوئی ایسے افسر مقرر ہیں اور کیا کبھی اس اکاؤنٹ کا آڈٹ بھی ہوا ہے ؟

وزیر اعلیٰ : بالکل نہیں ۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں اس کا مطلب نہیں سمجھتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : اس کا جواب آپ تک پہنچ گیا ہے ۔

صوبہ میں گداگری کا انسداد

*۲۹۴۷ - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بسوں - بسوں کے اڈوں - ٹرینوں - ریلوے سٹیشنوں - سڑکوں اور گلی بازاروں میں ننھے منھے معصوم بچوں - بچیوں اور خواتین کو گداگری کرتے پایا جاتا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس کے متعلق تحقیقات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کہ مذکورہ بالا افراد گداگری کرنے پر کیوں مجبور ہیں اور صوبہ پنجاب میں اس لعنت کا سدباب کیسے ہو سکتا ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں - کہیں کہیں -

(ب) محکمہ معاشرتی بہبود نے ۱۹۷۲ء میں گداگری کے انسداد کے لئے لاہور میں گداگروں کا ایک سروے کیا تھا - اس کی رپورٹ ابھی زیر طباعت ہے - اس سروے کے نتائج کے مطابق مذکورہ افراد کے بھیک مانگنے کے مختلف اسباب درج ذیل ہیں -

(۱) بعض لوگ اپنی غربت اور معاشی بدحالی کے سبب بھیک مانگنے پر مجبور ہیں -

(۲) وہ لوگ جو بے آسرا ہیں اور جن کا کوئی وارث نہیں -

(۳) وہ لوگ جو اپنی ذہنی و جسمانی معذوری کی بناء پر دست سوال دراز کرنے پر مجبور ہیں -

(۴) وہ عادی گداگر جنہوں نے یہ پیشہ اپنے آباؤ اجداد سے اپنایا -

(۵) وہ افراد جن کو روزگار مہیا نہیں ہوتا وہ بھیک مانگنے پر مجبور ہوتے ہیں -

(۶) وہ صحت مند پیشہ ور افراد جو محنت مزدوری کرنے سے گریز کر کے تن آسانی کی زندگی پر اکتفا کرتے ہیں -

(۷) منشیات کے عادی افراد ۔

۲ ۔ اس وقت حکومت "انسداد گداگری" کے ایک قانون پر غور کر رہی ہے جس کے نافذالعمل ہونے کے بعد گداگروں اور دوسرے افراد کی بہبود و بحالی کی طرف مثبت اقدام اٹھائے جائیں گے ۔

۳ ۔ فی الحال تجرباتی طور پر "کاشانہ" کے نام سے لاہور میں ایک سرکاری ادارہ قائم کیا گیا ہے ۔ جس میں مجبور عادی اور بے سہارا گداگروں کی پیشہ وارانہ تربیت و بحالی کا انتظام کیا گیا ہے ان کے قیام و طعام کا بندوبست بھی ادارے میں ہی ہوتا ہے ۔ معاشرے پر بوجھ کی بجائے ان کو ایک مفید اور باعزت شہری بنانا اس ادارے کے بنیادی مقاصد میں سے ہے اس ادارے میں ۷۵ ایسے افراد کی تربیت و بحالی کا بندوبست ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : کیا وزیر مواصلات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ یہ غورو خوض کا مسئلہ کب تک ختم ہو جائے گا ۔ کیا جو کمیٹی غور و خوض کر رہی ہے اس کے ممبران کے نام بتا سکیں گے ؟

وزیر اعلیٰ : کمیٹی کے ممبران کے ناموں کے لئے علیحدہ سوال چاہئے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : آپ ایک ممبر کا نام بتائیں ۔

وزیر اعلیٰ : اس کے لئے بھی علیحدہ سوال چاہئے ۔

راجہ محمد افضل خان : کیا وزیر اعلیٰ صاحب بیان فرمائیں گے کہ آئین کے سلسلے میں جو جشن منعقد ہوا تھا کیا کوئی relief fund ان کو بھی دیا گیا تھا جو ضرورت مند تھے ۔

Mr. Deputy Speaker : This is not relevant to the question.

راجہ محمد افضل خان : یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جناب اور اس سے حکومت کی سوچ واضح ہوتی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : میں اس کو رول آؤٹ کرتا ہوں ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے ۔

وزیر اعلیٰ : جناب والا ! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! آپ کے حکم کے مطابق بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک سوال کا جواب اس میں نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : ایوان کی میز پر جواب پہنچ گئے ہیں ۔

میاں خورشید انور : سوال کے آگے لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : قلیل المہلت سوال میاں منظور احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! وزیر موصوف آج بھی تشریف نہیں لائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : کل پر رکھ لیں ۔

میاں منظور احمد موہل : میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ انہیں حکم دیں کہ وہ حاضر ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : یہ بات آپ وزیر اعلیٰ سے لابی میں جا کر کر لیں ۔

میاں خورشید انور : میرے سوال کا جواب ایوان کی میز پر نہیں آیا ہے اس کا تدارک کیا جائے گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کا سوال اگلی دفعہ آ جائے گا ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

آوارہ کتوں کی ہلاکت

*۲۹۵۳ - چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ آوارہ کتوں کے علاوہ گھریلو قسم کے پالتو

کتے بھی کھلے چھوڑ دیئے جاتے ہیں تو وہ سڑکوں اور بازاروں میں راہ گیروں کو کاٹ لیتے ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہو تو لاہور کارپوریشن کے علاوہ تمام درجہ اول اور درجہ دوم کی بلدیات نے ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۳ء میں آج تک ایسے کتنے کتے ہلاک کئے ہیں -

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) ، (ب) تمام متعلقہ بلدیات سے ضروری معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں -

---

صوبہ پنجاب میں ناجائز اسلحہ کی برآمدگی

*۲۹۸۴ - **میاں محمد رفیع** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) پنجاب پولیس نے ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں آج تک صوبہ کے تمام حصوں سے کتنے ڈاکو ، رہزن ، قاتل اور مفرور ملزمان گرفتار کئے -

(ب) پنجاب پولیس نے مذکورہ بالا مدت میں کتنے ملزمان کو ناجائز اسلحہ رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجاب پولیس نے اس امر کا سراغ لگا لیا ہے کہ ملزمان سے جو ناجائز اسلحہ برآمد ہوا اس کا تعلق کس کس علاقہ سے ہے - یہ اسلحہ ملزمان کے پاس کیسے آیا اور انہوں نے اسے کس مقصد کے لئے اپنے پاس رکھا تھا -

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ملزمان میں سے کچھ یا تمام برآمد ہونے والے اسلحہ سے کوئی وارداتیں کر چکے تھے اگر جواب اثبات میں ہے تو انہوں نے کس کس قسم کی وارداتیں کیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : تفصیل حسب ذیل ہے -

(الف) ڈاکو	رہزن	قاتل	مفرور ملزمان
۳۹۱	۱،۴۳۵	۶،۰۲۱	۴،۹۰۴

(ب) ۱۲،۵۵۸ -

(ج) جو ناجائز اسلحہ برآمد ہوا ان میں سے بیشتر صوبہ سرحد اور کچھ غیر ملکی ساخت کے ہیں یہ اسلحہ ملزمان نے ناجائز طور پر جرائم کے ارتکاب کے لئے رکھا تھا -

(د) جی ہاں -

جی ہاں - ان اسلحہ سے قتل ڈکیتی - چوری - اغوا - قتل کرنے کی کوشش اور زنا بالجبر کی واردات سرزد کی گئیں -

---

پولیس کمیشن کی سفارشات پر عمل درآمد

*۲۹۸۵ - میاں محمد رفیع : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۲۱ دسمبر ۱۹۷۱ء کے بعد پولیس کمیشن نے اپنی رپورٹ میں جو سفارشات کیں ان سب پر عمل درآمد شروع ہو گیا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کس کس سفارش پر عمل درآمد شروع ہو چکا ہے اور باقی سفارشات پر کب تک عمل درآمد ہو گا -

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی نہیں

(ب) پولیس کمیشن کی رپورٹ تا حال حکومت پاکستان نے حتمی طور پر منظور نہیں کی ہے -

---

نا اہل اور بدعنوان پولیس افسران کی سبکدوشی

*۲۹۸۶ - میاں محمد رفیع : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) ۲۵ مارچ ۱۹۶۹ء سے لے کر اب تک کتنے اور کس کس عہدہ کے

پولیس افسران کو نا اہلی اور بدعنوانی کے تحت ملازمت سے سبکدوش کیا گیا ۔

(پ) کتنے افسران کی درخواستیں برائے بحالی ملازمت حکومت کے زیر غور ہیں ۔

(ج) کتنے افسران کے خلاف پولیس تفتیش کر رہی ہے اور کتنوں کے خلاف چالان کر کے سپرد عدالت کئے گئے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) عام قانون کے تحت ۔

سب انسپکٹر	۵
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	۴
ہیڈ کانسٹیبل	۲۹

مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۴ کے تحت

ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس	۳
سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	۳
ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	۷
پراسیکیوٹنگ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ آف پولیس	۲
انسپکٹر	۱۳
پراسیکیوٹنگ انسپکٹر	۱
سب انسپکٹر	۱۶
پراسیکیوٹنگ سب انسپکٹر	۱
اسسٹنٹ سب انسپکٹر	۱

مارشل لاء ریگولیشن ۵۸ کے تحت

انسپکٹر جنرل آف پولیس	۲

ڈپٹی انسپکٹر جنرل آف پولیس ۳

سپرنٹنڈنٹ آف پولیس ۸

(ب) عام قانون کے تحت مندرجہ ذیل درخواستیں زیر غور ہیں۔

ہیڈ کانسٹیبل ۵

کانسٹیبل ۱

مارشل لاء کے تحت سبکدوش شدہ افسران کی درخواستیں حکومت پاکستان کے زیر غور ہیں۔

(ج) سب انسپکٹر ۵

اسسٹنٹ سب انسپکٹر ۵

ہیڈ کانسٹیبل ۲

کانسٹیبل ۸

جن کے چالان سپرد عدالت کئے گئے

سب انسپکٹر ۵

پراسیکیوٹنگ انسپکٹر ۱

اسسٹنٹ سب انسپکٹر ۲

ہیڈ کانسٹیبل ۲

کانسٹیبل ۵۹

صوبائی محکمہ جات سے بقایا جات کی وصولی

*۳۰۲۲۔ مسٹر محمد حنیف خان: کیا وزیر اعلیٰ میرے نشان زدہ سوال نمبر ۱۱۸۷ کے جواب کے حوالہ سے جو ایوان میں مورخہ ۱۹-۱۰-۱۹۷۳ء کو دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ سوال کے جواب کے جزو (ب) میں

جو محکمہ جات کی تفصیل دی گئی ہے ان میں سے بیشتر صوبائی حکومت کے محکمہ جات ہیں -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ان صوبائی محکمہ جات سے بقایا جات کی وصولی کے لئے کیا اقدامات کر چکی ہے یا کر رہی ہے - اگر نہیں کر رہی تو کیوں نہیں -

(ج) جو محکمہ جات مرکز سے متعلق ہیں ان سے بقایا جات وصول کرنے کے لئے ۱۹-۱-۱۹۷۳ء کے بعد کیا اقدامات کئے گئے ہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں -

(ب) و (ج) جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یہ معاملہ ابھی تک صوبائی محکمہ قانون کے زیر غور ہے اور اس سلسلہ میں حتمی فیصلہ ان کی رائے موصول ہونے پر اور مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے متعلقہ محکمہ جات سے مشورہ کرنے کے بعد کیا جائے گا - جب تک آخری فیصلہ نہیں ہو جاتا مرکزی اور صوبائی حکومتوں کے محکمہ جات سے وصول کرنا ممکن نہیں - البتہ سیٹلمینٹ ڈیپارٹمنٹ کو یاد دہانی کرائی جا چکی ہے کہ وہ اپنے ڈپٹی سیٹلمنٹ کمشنروں کو ہدایات جاری کر دے کہ جن بلدیاتی اداروں نے متروکہ جائیدادوں کے واجبات کے کلیمز داخل کئے ہوئے ہیں ان کا جلد از جلد تصفیہ کر دیں جہاں تک پانی کے واجبات کا تعلق ہے بلدیہ مری سے کہا جا رہا ہے کہ وہ متعلقہ محکموں سے ان واجبات کی ادائیگی کے لئے پر زور تقاضا کرے -

---

لالہ موسیٰ ریلوے سٹیشن تا اڈا لاریاں سڑک کی مرمت

*۳۰۳۰ - **مرزا افضل حق :** کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قصبہ لالہ موسیٰ میں ریلوے سٹیشن سے لے کر اڈہ لاریاں تک واقع سڑک کی حالت ناگفتہ بہ ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ ۱۹۴۳ء سے لے کر آج تک یہ فیصلہ نہیں ہو سکا کہ مذکورہ سڑک میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ کے ماتحت ہے یا محکمہ پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی کے تحت ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ۱۹۴۳ء سے لے کر ۱۹۷۳ء تک اس سڑک کی کبھی بھی مرمت نہیں کی گئی ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ میونسپل کمیٹی لالہ موسیٰ مذکورہ سڑک پر واقع تقریباً ۲۵ عدد کھوکھوں کا کرایہ وصول کرتی ہے لیکن پھر بھی سڑک کو اپنی ملکیت تسلیم نہیں کرتی ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سڑک کو مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) سڑک پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی ہائی وے کی ہے ۔ اس میں کوئی جھگڑا نہیں ۔

(ج) اس کا جواب پی ۔ ڈبلیو ۔ ڈی دے سکتا ہے ۔

(د) ریلوے روڈ پر دس عدد کھوکھے ہیں ۔ جن سے کمیٹی کو کل ۱۵۰ روپیہ وصول ہوئے ۔

(ہ) جیسا (ج) میں کہا گیا ہے ۔

لالہ موسیٰ میں واٹر سپلائی سکیم

*۳۰۳۰ (الف) ۔ مرزا الفضل حق : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ریلوے روڈ لالہ موسیٰ کا علاقہ آج تک واٹر سپلائی سکیم سے محروم ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ۱۹۶۶ء سے لالہ موسیٰ میں واٹر سپلائی سکیم منظور ہو چکی ہے ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ریلوے روڈ لالہ موسیٰ سے ملحقہ کیمپنگ گراؤنڈ میں ۴ عدد ٹیوب ویل لگنے سے پانی کی سطح بہت گر گئی ہے ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس علاقہ کے لوگ پینے کا پانی دور دور سے لا کر استعمال کرتے ہیں ۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ریلوے روڈ لالہ موسیٰ کے علاقے میں واٹر سپلائی سکیم پر عمل درآمد کے لئے تیار ہے ؟

وزیر اعلیٰ مسٹر معراج خالد) : (الف) جی نہیں ۔

(ب) جی ہاں ۔ سکیم منظور ہو کر مکمل بھی ہو چکی ہے ۔

(ج) پانی کی سطح قدرتی طور پر گر گئی ہے ۔ جس سے ہینڈ پمپ ۔ ٹیوب ویلز یکساں طور پر متاثر ہوئے ہیں ۔ ان ٹیوٹ ویلز کی وجہ پانی کی سطح پر اثر نہیں پڑا ۔ ان ٹیوب ویلز کا پانی بذات خود برائے نام ہے ۔

(د) مقامی بلدیہ کی واٹر سپلائی سکیم کامیابی سے شہر میں پانی فراہم کر رہی ہے ۔ دور دور سے پانی لانے کی شکایات درست نہیں ہیں ۔

(ہ) ریلوے روڈ پر پانی کی لائن موجود ہے ۔ اور لوگوں کو کنکشن دیئے جا رہے ہیں ۔ بقایا حصہ میں ایک دو سال تک کمیٹی کے مالی وسائل کے مطابق پانی مہیا کر دیا جائے گا ۔

دفعہ ۳۰ کے مجسٹریٹوں کی تعیناتی

*۳۰۳۳ ۔ **ملک محمد اعظم** : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب کے کتنے ایسے سب ڈویژن ہیں جہاں دفعہ ۳۰ کے مجسٹریٹ تعینات نہیں ہیں ؟

وزیر اعلیٰ : (مسٹر معراج خالد) : دس ۔

سرگودھا بس سٹینڈ کی آبادی سے باہر منتقلی

*۳۰۳۴ - ملک محمد اعظم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سرگودھا کا بس سٹینڈ شہر کی حدود کے اندر واقع ہے اور عام آمد و رفت میں عوام کو بہت تکلیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے -

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بس سٹینڈ مذکورہ کو آبادی سے باہر کسی مناسب جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر ایسا ہے تو کب تک ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں -

(ب) بس سٹینڈ کے منتقل کرنے کا معاملہ پہلے ہی زیر غور ہے -

تھانہ کٹھ سکھرال اور تھانہ نوشہرہ ضلع سرگودھا میں چوری کے تحت مقدمات کا اندراج

*۳۰۳۵ - ملک محمد اعظم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تھانہ کٹھ سکھرال اور تھانہ نوشہرہ، تحصیل خوشاب، ضلع سرگودھا میں یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۷۲ء چوری کے علیحدہ علیحدہ کل کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے مقدمات میں مال مسروقہ برآمد کیا گیا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) :

	تھانہ کٹھ سکھرال	تھانہ نوشہرہ
تعداد درج شدہ مقدمات چوری از یکم جنوری ۱۹۷۱ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۷۲ء	۱۴	۳۲
تعداد مقدمات جس میں چوری کا سامان برآمد ہوا	۱۴	۳۲

تحصیل خوشاب میں ناجائز منشیات کے تحت مقدمات کا اندراج

*۳۰۳۷ - ملک محمد اعظم : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ تحصیل خوشاب میں ناجائز منشیات کے سلسلہ میں یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۱۵ مارچ ۱۹۷۳ء کل کتنے مقدمات درج ہوئے اور کتنے مقدمات میں ملزمان کو سزا ہوئی ؟

وزیر اعلیٰ : (مسٹر معراج خالد) :

تعداد مقدمات درج شدہ	۱۱
تعداد مقدمات جن میں ملزمان کو سزا ہوئی	۹
تعداد مقدمات جو ابھی تک زیر سماعت ہیں	۲

نیو شالیمار کالونی ملتان روڈ لاہور میں بھینسوں کی چوری

*۳۰۵۸ - چوہدری امان اللہ لک : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسمیان عبدالحکیم - عبدالعزیز امام مسجد پسران علی محمد سکنہ گلی نمبر ۱۳ نیو شالیمار کالونی ملتان روڈ لاہور نے اپنی تین بھینسوں کی چوری ہونے پر ۱۳-۱-۱۹۷۳ء کو تھانہ نواں کوٹ ملتان روڈ لاہور میں ابتدائی رپورٹ درج کرائی تھی -

(ب) کیا یہ بتایا جائے گا کہ بھینسیں ابھی تک کیوں برآمد نہیں ہو سکیں اور کیا متعلقہ پولیس اس سلسلے میں مزید اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے - اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں -

(ب) مقدمہ کی تفتیش سی - آئی - اے کر رہی ہے - بھینسوں کو برآمد کرنے اور ملزموں کی تلاش کے سلسلہ میں پولیس کوشش کر رہی ہے -

---

منڈی بہاؤالدین ۔ پسرور اور ننکانہ صاحب میں متعینہ
اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کے تبادلے

*۳۰۷۱ ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ یکم جنوری ۱۹۷۳ء سے منڈی بہاؤالدین ۔ پسرور اور ننکانہ صاحب میں متعینہ اسسٹنٹ کمشنر صاحبان کے متعدد مرتبہ تبادلے ہوئے اور پھر منسوخ بھی ہوتے رہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ مقامات پر متعینہ اے ۔ سی صاحبان کے یکم جنوری ۱۹۷۳ء سے کتنی مرتبہ تبادلے ہوئے اور کتنی مرتبہ منسوخ ہوئے ، نیز اس کی وجوہات کیا تھیں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔ لیکن اسسٹنٹ کمشنر منڈی بہاؤالدین کا اکتوبر ۱۹۷۲ء کے بعد کوئی تبادلہ نہیں ہوا ۔

(ب) اسسٹنٹ کمشنر پسرور اور ننکانہ صاحب کا تبادلہ دو مرتبہ کیا گیا اور ایک ایک دفعہ منسوخ ہوا ۔

مندرجہ بالا احکامات مفاد عامہ کے پیش نظر اور انتظامی مصلحت کے تحت کئے گئے ۔

پی ۔ سی ۔ ایس ایگزیکٹو کی بھرتی میں بے ضابطگیوں کا تدارک

*۳۰۷۲ ۔ راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ پی ۔ سی ۔ ایس ایگزیکٹو برانچ میں بھرتی کے لئے قواعد مجریہ سال ۱۹۶۴ء کے مطابق ۵۰ فیصد بھرتی براہ راست اور ۵۰ فیصد بھرتی بذریعہ ترقی کی جاتی ہے ۔

(ب) کیا قواعد مجریہ ۱۹۶۴ء کی روشنی میں یہ بھی ضروری ہے کہ جب بھی پی ۔ سی ۔ ایس کی آسامیاں خالی ہوں تو پہلے ترقی کے

ذریعہ ۵۰ فیصد آسامیاں پر کی جانی چاہئیں اور پھر ۵۰ فیصد براہ راست پر ہونی چاہئیں ۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال ۱۹۶۵ء سے تاحال سال وار جتنی بھی آسامیاں خالی ہوئی ہیں ۔ ان کو پر کرنے کے لئے متذکرہ بالا تناسب قائم نہیں رکھا گیا اور قواعد مجریہ سال ۱۹۶۴ء کی خلاف ورزی کی جاتی رہی ہے ۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سال ۱۹۶۵ء سے تاحال کس قدر ایسی آسامیاں خالی ہوئیں اور قواعد مجریہ سال ۱۹۶۴ء کی روشنی میں کتنی آسامیاں بذریعہ ترقی پر ہونی چاہئیں تھیں جو یا تو خالی رکھی گئیں یا کسی اور ذریعہ سے پر کر لی گئیں اور ایسی بے ضابطگی کا ذمہ دار کون ہے ۔

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن افسران کو ترقی دے کر پی ۔ سی ۔ ایس میں بھرتی کیا جاتا ہے ان کے کیس کئی سال تک متعلقہ محکموں اور پبلک سروس کمیشن میں پڑے رہتے ہیں ۔ جس سے ایسے افسران کی سینیارٹی متاثر ہوئی ہے ۔ اگر اس کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسی بے ضابطگی کے تدارک کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی ہاں ۔

(ب) جی ہاں ۔

(ج) جی نہیں ۔ حکومت اس تناسب کو جہاں تک ممکن ہو سکا ملحوظ خاطر رکھتی ہے لیکن بعض اوقات فیصلوں میں تاخیر کی وجہ سے تناسب میں توازن برقرار نہ رکھا جا سکا ۔

(د) ۱۹۶۵ء سے ۱۹۷۲ء تک مندرجہ ذیل اسامیاں خالی ہوئیں ۔ اور

آن میں سے حسب ذیل بذریعہ ترقی پر کی گئیں ۔

سال	آسامیاں	پروموشن کوٹہ	تعداد افسران جن کو ترقی دی گئیں
۱۹۶۵	۱۰۶	۵۳	۵۳ ۱/۷/۷۰ سے پہلے
۱۹۶۶	۸۸	۵۴	۴۳ براہ راست بھرتی
۱۹۶۷	۲۴	۱۲	۱۱ اور ترقی کی کوٹہ
۱۹۶۸	۴۵	۲۳	۱۶ آسامیاں مغربی
۱۹۶۹	۴۸	۲۴	۳ پاکستان کے باقی
۱۹۷۰	۷۹	۳۹	۲ ریجنوں کو بھی
۱۹۷۱	۷۶	۳۸	۲۴ مل جاتیں تھیں ۔
۱۹۷۲	۹۸	۴۹	۲۰

(ر) قواعد کی رو سے ایسی آسامیوں پر ترقی دینے کے لئے بورڈ آف ریونیو اور پبلک سروس کمیشن سے مشورہ کرنا ضروری ہے ۔ جس میں وقت لگتا ہے ۔

افسران کی سینیارٹی قواعد کی روشنی میں متعین کی جاتی ہے ۔ اور جہاں ضروری ہوا ۔ آن کے حقوق کی نگہداشت بذریعہ خاص احکامات سابقہ تاریخوں سے ترقی دے کر کی گئی ہے ۔ اب کوشش کی جا رہی ہے کہ ایسے معاملات جلد از جلد نپٹائے جائیں ۔

ٹیوب ویلوں پر چار روپے فی ہارس پاور کے حساب سے عائد شدہ ٹیکس کا خاتمہ

*۳۰۹۹ ۔ میاں محمد رفیع : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبے میں آبپاشی کے لئے جو ٹیوب ویل بجلی سے چلتے ہیں ان پر بجلی کے نرخ اس طرح مقرر ہیں کہ بجلی کم

استعمال ہو یا زیادہ مگر پانچ ہارس پاور پر بیس روپے ماہوار دینے ہوتے ہیں -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ خواہ بجلی استعمال نہ کی جائے تب بھی بیس روپے ماہوار ادا کرنے پڑتے ہیں -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹیوب ویل بند ہونے یا ناکارہ ہونے پر آبپاشی نہیں ہو سکتی اور کاشتکار کو نقصان ہوتا ہے مگر پھر بھی ان کو بیس روپے ادا کرنے پڑتے ہیں -

(د) اگر جزو ہائے (الف) و (ج) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پانچ ہارس پاور پر ہر ماہ بیس روپے کی ادائیگی کی پابندی اٹھانے کو تیار ہے - اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) جی نہیں - بلکہ حقیقت یہ ہے کہ موجودہ تیرف کے مطابق جو ٹیوب ویل بجلی سے چلتے ہیں اُن کے لئے دوسرا تیرف یعنی پانچ پیسے فی کلوواٹ + ۶.۵ پیسے فی یونٹ -

(ب) جی ہاں - اگر بجلی نہ بھی استعمال ہو تب بھی مقررہ نرخ یعنی پانچ پیسے فی کلوواٹ ادا کرنے پڑتے ہیں -

(ج) جی ہاں - اگر ٹیوب ویل بند ہو یا ناکارہ ہو اور صارف اپنا کنکشن محکمہ کو اطلاع دے کر نہ کٹواتے تب بھی مقررہ نرخ ادا کرنے پڑتے ہیں - اگر صارفین کا ٹیوب ویل ناکارہ ہو جائے تو اُسے اپنا کنکشن محکمہ اطلاع دے کر کٹوا لینا چاہئے تاکہ اُسے مقررہ نرخ ادا نہ کرنے پڑیں -

(د) موجودہ تیرف حکومت کا منظور شدہ ہے - اور پانچ روپے فی کلوواٹ مقررہ نرخ کی حد مقررہ کرنے کے ساتھ ساتھ گورنمنٹ نے ٹیوب ویل صارفین کے لئے فی یونٹ قیمت 6.5 پیسے مقرر کی جب کہ متعلقہ استعمال کے لئے اُس کے مقابلہ میں نرخ 17 پیسے فی یونٹ ہے - اس لحاظ سے حکومت پہلے ہی ٹیوب ویل کو subsidely دے کر بہت کم نرخ پر بجلی مہیا کر رہی ہے - اس کے ساتھ ساتھ حکومت -/7,500 روپے فی ٹیوب ویل تک اپنے پاس سے خرچ کرتی ہے - اس لئے مقررہ نرخ کی پابندی اُٹھانے کی فی الحال کوئی سکیم زیر غور نہیں -

عوامی میلے کے لئے چندہ وصول کرنے کے لئے دباؤ کا استعمال

*۳۱۲۲ - میاں خورشید انور : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) لاہور میں منعقد ہونے والے عوامی میلے پر کل کتنی رقم خرچ ہوئی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ میلہ پر خرچ کرنے کے لئے نجی اداروں اور افراد نے چندہ بھی دیا ہے ۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ان تمام اداروں اور افراد کے نام اور چندہ کی رقوم بیان فرمائی جائیں ۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت کی مختلف ایجنسیوں کی طرف سے چندہ وصول کرنے کے لئے دباؤ ڈالا گیا ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) آج مورخہ ۳۱ مئی ۱۹۷۳ء تک 11,77,313.15 روپے خرچ ہو چکے ہیں ۔ اس کے علاوہ ابھی اور تقریباً تین (3) لاکھ کے اخراجات بقایا ہیں ۔

(ب) کسی نجی فرد سے چندہ نہیں لیا گیا ۔ نجی اداروں نے چندے دیئے ہیں ۔

(ج) فہرست منسلک ہے ۔

(د) حکومت کی کسی ایجنسی کو چندہ وصول کرنے کے لئے استعمال نہیں کیا گیا ۔ لہذا چندہ وصول کرنے کے لئے دباؤ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔

DONATION RECEIVED FROM PRIVATE INSTITUTIONS

S.No.	Name of Institution	(Amount Rs.)
1.	Lahore Chambers of Commerce	2,00,000.00
2.	Bankers Association of Pakistan	5,00,000.00
3.	Hotler's Association of Pakistan	5,000.00
4.	Joint Committee of Film Industries	1,00,000.00.
5.	Pakistan Texile Mills Association	3,35,818.00
6.	United Texile Mills, Limited.	7,650.00
7.	Multan Chamber of Commerce	55,200.00
8.	Standard Insurance Co. Ltd.	50,000.00
9.	Royal Electric Works	5,000.00
10.	Allied Printing Press	1,000.00
11.	Imperial Electroplating Works	311.00
12.	Lahore Engineering Foundry Limited	20,000.00
13.	M/s. Ravi Rayon Ltd.	20,000.00
14.	Ittehad Chemicals	20,000.00
15.	Pakistan Engineering Co.	20,000.00
16.	Northern Foundry Engineering Works	5,000 00
17.	Pioneers Steel Mills	5,000.00
18.	M/s. Gharibwal Limited	5,000.00
19.	M/s. Mill Tractors	5,000.00
20.	H. Nizam Din & Sons	5,000.00
		13,65,009.00

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

صوبہ پنجاب میں سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے آتش زنی کرنے اور سرکاری کاغذات کو ضائع کرنے کی وارداتیں

۴۲ - میاں غلام فرید چشتی : کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۳۱ جنوری ۱۹۷۳ء کتنے افراد کو سرکاری املاک کو نقصان پہنچانے، آتش زنی کرنے اور سرکاری کاغذات کو ضائع کرنے کے الزام میں گرفتار کیا گیا -

(ب) مذکورہ الزامات کے تحت کتنے افراد سزا یاب ہوئے، کتنے بری ہوئے اور کتنے افراد کے خلاف مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں - علیحدہ علیحدہ تفصیل بتائی جائے ؟

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : (الف) ۲۷۷ افراد -

(ب)

	حکومت کی املاک کو نقصان پہنچانے کے ضمن میں	آتش زنی کے ضمن میں	سرکاری کاغذات ضائع کرنے کے ضمن میں
سزایاب ہوئے	-	-	۷
بری ہوئے	-	-	-
تعداد جن کے مقدمات زیر سماعت ہیں	۲۶۰	۱۴	۳

اراکین اسمبلی کی رخصت

فقیر عبدالمجید خان

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست فقیر عبدالمجید خان صاحب کی طرف سے موصول ہوئی ہے :

گذارش ہے کہ فدوی کا نانا فوت ہو گیا ہے۔ اس لیے ۲۶ اور ۲۷ تاریخ کی رخصت عطا فرمائی جاوے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری فرزند علی

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست چوہدری فرزند علی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ بندہ بوجہ بیماری ۲۳ اور ۲۴ اپریل کو حاضر اجلاس نہیں ہو سکا۔ اس لیے مہربانی فرما کر رخصت عنایت فرمائی جاوے۔

ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ایچ۔ ایچ۔ اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ایچ۔ ایس۔ اسلام الدین صاحب ممبر

صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بندہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس کی وجہ سے اجلاس میں شرکت کرنے سے معذور ہوں۔ براہ کرم ۲۲ اپریل ۷۳ء کی رخصت منظور فرمائیں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں سید تابش الوری ، رکن ، صوبائی اسمبلی، پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۴۴ سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید تابش الوری ، رکن ، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۴۴ سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۵۸ سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوہدری امان اللہ لک رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۵۸ سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں علامہ رحمت اللہ ارشد رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۶۹ سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : علامہ رحمت اللہ ارشد ، رکن ، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۶۹ سے متعلق مجلس برائے قواعد ۔ انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

قاضی محمد اسماعیل جاوید : جناب والا ! میں شیخ صفدر علی ، رکن ، صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : شیخ صفدر علی رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کر دی گئی ہے ۔

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

مہر محمد ظفر اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

> کہ مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی مسودہ قانون امتناع منافی اخلاق معمولات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون نمبر ۴۶ ۔ الف بابت ۱۹۷۲) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ تک توسیع کی جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ و سماجی بہبود اور اوقاف کی مسودہ قانون امتناع منافی اخلاق معمولات پنجاب مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون نمبر ۴۶ ۔ الف بابت ۱۹۷۲) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ تک توسیع کی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رائے میاں خان کھرل : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار پنجہ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ (مسودہ قانون نمبر ۲ - بابت ۱۹۷۳) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ تک توسیع کیجائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس قائمہ برائے زراعت منصوبہ بندی و ترقیات کی مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط کار پنجہ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ (مسودہ قانون نمبر ۲ بابت ۱۹۷۳) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ ان کو توسیع کیجائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم ریحانہ سرور (شہید) ، جناب والا ! میں تحریک پیش کرتی ہوں :

کہ مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون نمبر ۳۵ آف ۱۹۷۲) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ تک توسیع کیجائے۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) عائلی عدالتیں مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون نمبر ۳۵ آف ۱۹۷۲) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ تک توسیع کیجائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ڈاکٹر حلیم رضا : جناب والا ! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون نمبر ۳۱ آف ۱۹۷۲) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی ۱۹۷۳ تک توسیع کیجائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مجموعہ ضابطہ فوجداری مصدرہ ۱۹۷۲ (مسودہ قانون ۳۱ آف ۱۹۷۲) پر رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۱ جولائی تک توسیع کیجائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید تابش الوری : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ میری تحریک استحقاق کی رپورٹ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : سید صاحب اس کے لیے آپ تحریری نوٹس دے دیں ۔ یہ زیر غور آ جائے گی ۔ کل آ جائے گی یا پرسوں آ جائے گی ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! اس ہاؤس میں یہ مثال رہی ہے کہ جونہی رپورٹ پیش کی جاتی ہے ۔ اس کو زیر غور بھی لایا جاتا رہا ہے ۔ چونکہ ہمیں پہلے سے رپورٹ نہیں دی گئی تھی ۔ اس لیے میں تحریری طور پر نوٹس پیش نہیں کر سکتا تھا ۔ میں نے فوری طور پر یہ تحریک اس لیے پیش کی ہے تاکہ یہ ریکارڈ پر آ جائے ۔ میں تحریری طور پر بھی نوٹس آپ کی خدمت میں پیش کر دونگا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ ابھی تحریری نوٹس دے دیں ۔ آج ہی ہم اس کو زیر غور لے آئیں گے ۔

مسئلہ استحقاق

مسٹر ڈپٹی سپیکر : تحریک استحقاق نمبر ۳۱ چوھدری شوکت علی صاحب کی طرف سے ہے وہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں ۔ ایک تحریک استحقاق چوھدری عبدالغنی صاحب کی ہے ۔ وہ ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے ۔ ۔ ۔ سید تابش الوری صاحب ۔ آپ کی ۵۶ نمبر تحریک استحقاق ہے ۔

سید تابش الوری : میری ۴۴ نمبر کی ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : آپ کی تحریک استحقاق نمبر ۵۶ بھی ہے ۔

سید تابش الوری : جی ہاں ! اس کے لیے آپ کوئی تاریخ مقرر کر دیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوھدری امان اللہ کی تحریک استحقاق نمبر ۷۹ ہے ۔

چوھدری امان اللہ لک : جی ہاں ! یہ آج کے لیے تھی ۔

ممبران اسمبلی سے تصدیق شدہ چینی کے پرمٹوں کے فارموں کو نظر انداز کیا جانا

مسٹر ڈپٹی سپیکر : چوھدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ اس ایوان کے ممبران کے حقوق کی بالا دستی قائم رکھنے کے لیے اور ممبران اسمبلی کو عوامی ضروریات کی نگہداشت کرنے کی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیے یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ شادی بیاہ اور موت کے لیے درکار چینی کے پرمٹوں کے فارم تصدیق کریں ۔ لیکن عملی طور پر اس حق کو غصب کیا جا رہا ہے ۔ حال ہی میں میرے ساتھ بھی یہ واقعہ پیش آیا ۔ میں نے چند آدمیوں کے شادی کے فارم کی تصدیق کی لیکن ان کو چینی دینے سے انکار کر دیا گیا ۔

میں اس توہین آمیز عمل پر اس لیے خاموش ہو گیا کہ شاید حکومت حزب مخالف کے اراکین کی حوصلہ شکنی کے لیے درون پردہ کوئی ھدایات دے چکی ہے ۔ جس کے تحت افسران نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہو ۔ لیکن کل مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرے ایک معزز دوست رکن اسمبلی چوھدری منظور احمد جو کہ گجرات سے تعلق رکھتے ہیں ان کے تصدیق شدہ فارم اس لیے ردی کی ٹوکری میں ڈال دیے گئے کہ ڈپو ھولڈرز نے چینی دینے سے اس لیے انکار کر دیا

کہ جب تک یہ فارم منڈی بہاؤالدین سٹی کے چیئرمین پیپلز پارٹی کے تصدیق شدہ نہ ہوں گے ان پر عمل درآمد نہیں ہو سکتا ۔ جس سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ ایک طرف حکومت پنجاب ممبران اسمبلی کو وی ۔ آئی ۔ پی قرار دیتی ہے ۔ اور دوسری طرف پیپلز پارٹی کی مقامی شاخوں کے عہدے داروں کی بالا دستی قائم کر رہی ہے جو حکومت دانستہ طور پر کر رہی ہے ۔ حکومت کی اس پالیسی کے پیش نظر ڈسٹرکٹ پیپلز کونسلوں اور ضلعی تعلیمی کمیٹیوں میں ممبران اسمبلی کے ساتھ چیئرمین ہائے پیپلز پارٹی اور مقامی کارکنوں کو نامزد کر کے ان کو منتخب ممبران اسمبلی کے برابر لایا گیا ہے ۔ اس طرح اس معزز ایوان کے ممبرانؒ کو جو مراعات اور حقوق سابقہ حکومتوں نے دئے تھے وہ بھی سلب کر لیے گئے ہیں ۔ اور ہر روز حکومت نئے نئے اقدامات سے ممبران اسمبلی کو معاشرہ میں نیچا دکھانے کے لیے پیپلز پارٹی کے عہدے داروں کو ایک حریف کی حیثیت ہی حاصل نہیں ہے بلکہ بد ترین طرز کی بالا دستی حاصل ہے جس سے معزز ممبران کے حقوق کو نظر انداز کیا جا رہا ہے ۔ مسئلہ اسمبلی کی دخل اندازی کا مقتضی ہے اس پر بحث فرمائی جائے۔

ملک حاکمین خان وزیر خوراک و امداد باہمی بھی بیٹھے ہوئے ہیں اگر وہ اس کے متعلق کوئی یقین دہانی کرانا چاہیں تو کرا دیں ۔

وزیر خوراک و امداد باہمی : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ شادی بیاہ اور فوتیدگی کے موقع پر چینی کے پرمٹ کی درخواستیں جو صوبائی یا قومی اسمبلی کے معزز رکن کی تصدیق شدہ ہوں ان پر حسب ضابطہ محکمہ خوراک چینی کے پرمٹ جاری کر دئے جاتے ہیں ۔ معزز ممبر صوبائی اسمبلی نے ان عرضیوں کی تفصیل بیان نہیں فرمائی جس کے متعلق ان کو اس قسم کی شکایت پیدا ہوئی ہے ۔ اس لیے ان سے درخواست ہے کہ زیر بحث درخواستوں کی تفصیل مہیا فرمائیں تاکہ محکمہ فوری طور پر اس معاملے کی تحقیقات کر سکے ۔

جہاں تک تحریک کے اس حصے کا تعلق ہے جس میں چوہدری منظور احمد صاحب کی تصدیق شدہ درخواستوں کا ذکر ہے معزز رکن اس ہاؤس میں تشریف رکھتے ہیں وہ خود اس بارے میں تحریک پیش کر سکتے ہیں لیکن چونکہ انہوں نے کوئی شکایت نہیں کی لہذا اس حصہ کا جواب اس وقت دیا جا سکتا ہے جب وہ اس بارے میں خود تحریک فرمائیں گے اور ضروری تفاصیل مہیا فرمائیں گے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

چوہدری امان اللہ لک : جناب ! میری یہ تحریک استحقاق جناب کے آنے سے پہلے پیش ہوئی تھی اس وقت میرے فاضل دوست جواب دے رہے تھے ۔ میں اس ضمن میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ میں یہ توقع رکھتا تھا کہ شاید وزیر موصوف اپنے اندر اس احساس کو اجاگر کریں گے جو ممبران کے لیے ہونا چاہیے ۔ میں توقع یہ کر رہا تھا کہ شاید وہ اس کے استحقاق کمیٹی کے پاس جانے سے پہلے یا اس کو استحقاق کمیٹی کے حوالے کیے جانے کے متبادل انتظام کے طور پر تحقیقات کا وعدہ فرمائیں گے ۔ وزیر موصوف میرے علاوہ منظور احمد صاحب کو بھی کنفیڈنس میں لیں گے اور اگر وہاں کوئی زیادتیاں ہوئی ہیں تو وہاں کی تحقیقات کی یقین دہانی کریں گے لیکن انہوں نے بالکل اس کے متعلق کچھ نہیں کہا ۔ ابھی ابھی وزیر موصوف نے جو جواب فرمایا ہے میں اس سے قطعی طور پر مطمئن نہیں ہوں ۔ میں یہ تجویز کروں گا کہ اسے استحقاق کمیٹی کے حوالے کرنے سے قبل وزیر موصوف اس میں ذاتی دلچسپی لیں اور اس کو ملتوی فرما دیا جائے ۔ اور اسے defer کرنے کے بعد وہ اس میں ذاتی تحقیقات کریں ۔

مسٹر سپیکر : اس کو defer کیا جاتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یا آپ حکم فرمائیں یا وہ ذمہ داری قبول فرمائیں تو وہ defer کا مطلب سمجھتے بھی نہیں ہیں ۔

وزیر خوراک : آپ زیادہ ہوشیاری کی باتیں نہ کریں ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو جواب دینے کے لیے تیار ہوں ۔

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر : ملک حاکمین خان صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ یہ میرا کام ہے کسی کو کہنا کہ آپ تشریف رکھیں ۔ چوہدری امان اللہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میری بات بھی سن لیں کہ جس انداز میں انہوں نے خطاب فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے ان کو بتا دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! یہ بتانے کا سوال نہیں ہے - آپ ان کو حکم دیں کہ وہ الفاظ واپس لیں -

Mr. Speaker : He has been informed that it was not his function.

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! وہ تو ان کے علم کے مطابق ہے - اب جیسے جناب ہمیں سکھاتے ہیں آپ انہیں بھی سکھائیں -

مسٹر سپیکر : میں نے ان کو بھی بتا دیا ہے -

چوہدری محمد یعقوب اعوان : پوائنٹ آف آرڈر - میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ان کا یہ کہنا کہ وہ defer کا مطلب نہیں سمجھتے میرا خیال ہے کہ انہیں یہ الفاظ واپس لینے چاہئیں -

Mr. Speaker : That was off the record.

وزیر خوراک : جناب والا ! فاضل رکن میرے دوست ہیں - وہ جس طرح فرماتے ہیں وہ ٹھیک ہے - جس طرح انہوں نے فرمایا ہے اگر محکمہ کی طرف سے کسی قسم کی کوئی زیادتی ہوئی ہے تو میں انشاء اللہ آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں فوری طور پر تحقیقات کروں گا اور اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو اس ہاؤس کے سامنے میں یقین دلاتا ہوں کہ میں اس کا پوری سختی سے نوٹس لوں گا اور کوئی ایسی بات نہیں ہونے دوں گا -

مسٹر سپیکر : اب تو defer والی بات ہی نہیں ہے -

وزیر مال : پوائنٹ آف آرڈر - جناب والا ! کوئی ایسی پروویژن ہے کہ پاور آف اٹارنی کوئی ممبر کسی دوسرے ممبر کو دے سکتا ہے - جب فاضل ممبر چوہدری منظور احمد صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو ان کو بھی پوچھنا چاہیے کہ جو کچھ وہ پیش کر رہے ہیں کیا یہ درست ہے یا نہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! اگر گلا بیٹھا ہوا ہو تو پھر وہ دوسرے ممبر کو کہہ سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب ! اب کیا پوزیشن ہے ؟

وزیر مال : جناب والا ! آپ کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے کہ کیا دوسرے ممبر کو پاور آف اٹارنی دی جا سکتی ہے ؟

مسٹر سپیکر : اگر آپ پوری طرح مطمئن ہیں کہ وہ بھی کہیں گے تو یہ dispose of ہو گئی ہے ۔ اور اگر وہاں دوبارہ یہ شکایت ہوئی کہ یہ نہیں ہوا

Then it can come up again by a fresh motion. It is disposed of accordingly.

چوھدری منظور احمد : جناب والا ! میرا بھی ذکر آیا ہے اس لیے میں بھی کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ اس سلسلے میں چوھدری محمد انور سمہ کی بات کا انتظار کر رہے تھے ؟

چوھدری منظور احمد : میرا نام نہیں پکارا گیا تھا اس لیے میں نہیں بولا ۔

مسٹر سپیکر : تحریک استحقاق میں آپ کا ذکر تو آیا ہے ۔

چوھدری منظور احمد : ذکر تو آیا ہے مگر مجھے پوچھا نہیں گیا ۔

مسٹر سپیکر : کس نے پوچھنا تھا ۔

چوھدری منظور احمد : آپ نے پوچھنا تھا ۔

مسٹر سپیکر : یہ کوئی سکول نہیں کہ کوئی ماسٹر بچوں سے یہ پوچھے کہ اس سوال کا کیا جواب ہے ۔ آپ نے اپنا استحقاق استعمال کرنا تھا ۔

چوھدری منظور احمد : جب ممبران اسمبلی تصدیق کرتے ہیں تو محکمے والے پرمٹ جاری کر دیتے ہیں ۔ یہاں ڈپو ہولڈر بیٹھے ہوئے ہیں ، جو کہتے ہیں کہ ہم نہیں دیں گے ۔ اصل بات تو یہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ صاحب آپ اس کے دونوں پہلوؤں پر غور کریں ۔

خان پور میں آنکھوں کے ہسپتال کو سرکاری تحویل میں لینے کے فیصلہ کی منسوخی

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے خاص اہمیت کے حامل مسئلہ ، جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے ، کو

زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۳ اپریل ۱۹۷۳ء کو جناب وزیر خزانہ نے میری ایک تحریک التوا کے سلسلے میں اس ایوان میں فرمایا تھا کہ انہوں نے خان پور میں واقع آنکھوں کے ہسپتال کو حکومت کی تحویل میں لینے کا فیصلہ کر لیا ہے اور آئندہ اس کے تمام اخراجات حکومت برداشت کرے گی جس پر میں نے اپنی تحریک التوا پریس نہ کی تھی اور اب مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۷۳ء کے روزنامہ "نوائے وقت" میں شائع ہونے والی خبر کے مطابق خانپور کے اس ہسپتال کو سرکاری تحویل میں لینے کے فیصلے کو بلاوجہ منسوخ کر دیا گیا ہے جس سے میرے اور اس ایوان کے حقوق کی پامالی ہوئی ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے یاد ہے ۔ میں نے اس ہاؤس میں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ خان پور کا آنکھوں کا ہسپتال حکومت اپنی تحویل میں لے رہی ہے ۔ اور اس کا فیصلہ محکمہ خزانہ کی طرف سے کر دیا گیا ہے ۔ حال ہی میں "نوائے وقت" میں یہ خبر اس انداز سے شائع ہوئی ہے کہ شاید میں اور ڈائرکٹر ہیلتھ یا کچھ اور لوگ محکمہ صحت سے تعلق رکھنے والے اس واضح فیصلے کے باوجود اس فیصلے پر عمل درآمد سے گریز کر رہے ہیں ۔ چنانچہ کل بعض دوستوں نے مجھے اس کے لئے خاص طور پر contact کیا اور اس کے بعد میں نے محکمہ ہیلتھ سے اس سلسلے میں معلومات حاصل کیں ۔ میرا خیال یہ تھا کہ محکمہ صحت کی طرف سے اس سلسلے میں ایک سرکلر جاری کر دیا جائے تاکہ تمام اخبارات میں چھپ جائے اور یہ وضاحت ہو جائے ۔ لیکن اس سے پہلے محترم حاجی سیف اللہ نے یہ تحریک پیش کی ہے ۔ میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ اس فیصلے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور خانپور کے ہسپتال کے لئے بالکل محکمہ خزانہ کی طرف سے باقاعدہ سٹاف بھی sanction کر دیا گیا ہے اور مہینے کی پہلی تاریخ سے وہ لوگ باقاعدہ وہاں کام شروع کر دیں گے اور میں نے محکمے سے پوچھ لیا ہے ۔ اس میں کوئی رکاوٹ نہیں اور فاضل رکن کو پوری تسلی رکھنی چاہئے ۔ جو خبر شائع ہوئی ہے وہ صحیح نہیں اور حکومت اپنی اصل پوزیشن پر قائم ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں جناب وزیر خزانہ کی اس واضح یقین دہانی کے بعد اپنی تحریک کو پریس نہیں کرتا ۔

تحریک التوائے کار

صوبہ پنجاب میں بے روزگاری میں اضافہ

مسٹر سپیکر : سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - یہ مسئلہ صوبہ پنجاب میں بے روزگاری کے غیر معمولی اضافے سے متعلق ہے - روز نامہ "پاکستان ٹائمز" ۲۱ مارچ ۱۹۷۳ء کے مطابق پنجاب بھر میں بے روزگاری کی صورت حال خراب سے خراب تر ہو گئی ہے - ایک سرکاری جائزے کے مطابق جو حال ہی میں مکمل کیا گیا ہے روزگار مہیا کرنے کی رفتار برابر کم ہو رہی ہے - ۱۹۷۲-۷۳ء کے دوران صوبہ میں رجسٹرڈ بے روزگاروں کی تعداد ۷۹,۵۶۶ ہے جب کہ ان میں سے ۱,۱,۹۲۲ افراد کو روزگار فراہم ہو سکا - اس کے مقابلے میں گزشتہ عرصہ رجسٹرڈ بے روزگاروں کی تعداد ۹۱,۱۲۱ تھی جن میں سے ۱۶,۶۰۳ افراد کو روزگار مہیا کیا گیا تھا - بے روزگاری کی اس خوفناک صورت حال سے عوام میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو گئی ہے اور ان میں یہ احساس بڑھ رہا ہے کہ حکومت عوام کو روزگار فراہم کرنے کی بنیادی ذمہ داری پوری کرنے میں ناکام رہی ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : پوائنٹ آف آرڈر - میری تحریک التوا ۵۱۳ کل پیش ہوئی تھی وہ آج یہ ملتوی کر دی گئی تھی -

مسٹر سپیکر : وہ آجائے گی - ابھی پینڈنگ ہیں -

وزیر خزانہ : جناب والا ! بے روزگاری کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جو آج پیدا نہیں ہوا - لیکن ہم اس بات سے انکار نہیں کرتے کہ جہاں اور بہت سے مسائل حل کرنا ہمارا فرض ہے وہاں بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنا بھی ہماری ہی ذمہ داری ہے - اور اس ذمہ داری کے سلسلے میں میں ہرگز یہ نہیں کہوں گا کہ ہم نے اس ذمہ داری کو پورا کر دیا ہے - لیکن آپ کی وساطت سے میں اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں - جناب والا ! کہ اس ذمہ داری کو آج سے پہلے ہمیشہ نظر انداز کیا جاتا رہا ہے - یہ پہلی مرتبہ ایسا ہے کہ یہ نئی حکومت جب سے برسر اقتدار آئی

ہے اس نے اس اہم اور سنگین مسئلے پر پوری توجہ دی ہے اور کوشش کی ہے کہ یہ مسئلہ کم از کم حل ہونا شروع ہو جائے۔ اس سال مؤثر طور پر ایسے اقدامات کئے گئے ہیں جن کی بنا پر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ مسئلہ حل ہونا شروع ہو گیا ہے۔

جناب والا! پورے ملک میں اگر چھ ساڑھے چھ کروڑ کی آبادی ہے تو اس میں دو کروڑ آبادی ایسی ہم کہہ سکتے جو پاکستان کی لیبر فورس کہلا سکتی ہے، جو محنت کرنے کے لیے دستیاب آبادی ہے۔ اس آبادی میں ماہرین معاشیات کے حساب کے مطابق تقریباً بیس سے تیس فی صد لوگ یا تو مکمل طور پر بے روزگار ہیں یا وہ جزوی طور پر بے روزگار ہیں۔ جس کو انگریزی میں یوں کہیں گے Either they are unemployed or they are under employment جناب والا! اس حساب سے ہم دیکھیں تو پورے ملک میں تقریباً پچاس لاکھ انسان ایسے ہیں جو محنت کے لیے ہمیں مہیا ہیں۔ جو اپنی خدمات پیش کرتے ہیں کہ ہمیں روزگار دیا جائے، ہم محنت کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کے لیے اس وقت روزگار ہم مہیا نہیں کر سکے۔ اس میں سے آبادی کے حساب سے پنجاب میں اس طرح سے تقریباً تیس لاکھ انسان ایسے ہیں جو محنت کے لیے موجود ہیں۔ لیکن جن کے لیے روزگار ابھی تک مہیا نہیں کیا جا سکا۔ یہ صورت حال کسی ملک کے لیے جناب والا! خوش آیند نہیں۔ خاص طور پر پاکستان جیسے غریب ملک کے لیے ہرگز یہ اطمینان بخش صورت حال نہیں۔ لیکن یہ صورت حال چند چیزوں کا نتیجہ ہے۔ سب سے پہلے یہ صورت حال اس سرمایہ دارانہ نظام کی پیداوار ہے جس میں کہ سود کے حساب سے کاروبار چلتا ہے، جس میں تمام پیداوار اور یا تو سرمائے کے حساب سے ہوتی ہے یا زمین یا قدرتی وسائل کے حساب سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ اکنامکس کا بندھا ٹکا اصول ہے، کوئی کاروبار اگر rate of interest سے کم منافع لاتا ہے، اگر کسی شخص کی رقم پڑے پڑے دس فیصد بڑھتی چلی جاتی ہے جناب والا! تو ملک میں وہ تمام کاروبار ٹھپ ہو جائیں گے جن میں منافع کی شرح دس فی صد سے کم ہے۔ اس وجہ میں full employment سرمایہ دارانہ نظام میں کبھی ہو ہی نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام اپنی inner contradiction کے زور پر اور اس کی وجہ سے ----

(قطع کلامیاں)

آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے جناب والا! آپ نے کہا تھا کہ میں ہاؤس کو اعتماد میں لوں۔ اگر دوست یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ مسئلہ کیا ہے تو میں گزارش کرتا ہوں۔ اگر ان کا دل نہیں چاہتا تو میں بیٹھ جاتا ہوں۔

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ اس میں جناب سمجھنے کی بھی ضرورت ہے اور ہم چاہتے بھی ہیں ۔ لیکن تھیوری سمجھانے کے بجائے جو مسئلہ ہے اس کا واضح طور پر جواب دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ تشریف رکھیں ۔ اس تحریک التوا کی اجازت نہیں دے رہا تھا کیونکہ یہ ایک continuous situation ہے اور پچھلے دو تین سال سے جس کا ذکر کیا گیا ہے ۔ یہ ان معنوں میں فوری نہیں ہے جن معنوں میں ایک تحریک التوا فوری ہوتی ہے ۔ لیکن چونکہ فاضل محرک نے اور وزیر خزانہ نے میرے کہنے پر کہ وہ ہاؤس کو اعتماد میں لیں گے نے کہا تھا کہ میں اس میں کچھ نہ کچھ عرض کروں گا ۔ تو اصل میں یہ تحریک التواء ان معنوں میں زیر بحث نہیں ہے ۔ جن معنوں میں عام طور پر ایک تحریک التواء زیر بحث آتی ہے ۔ ایسا ہو تو غالباً پھر ہاؤس میں پیش نہ ہوتی اگر ایک تحریک التواء کے لیے جو معیار ہوتا ہے اس کا اس پر اطلاق کیا جاتا ۔ اور اب چونکہ یہ ایک continuous problem ہے ایک دن کا پیدا کردہ نہیں ہے کہ کل ایمپلائمنٹ تھی اور آج گورنمنٹ کی کسی کارروائی کی وجہ سے ایک دم سارے unemployed ہو گئے ہیں

the honourable Minister is entitled to give the background and explain.

وزیر خزانہ : شکریہ ۔ جناب والا ! میں گذارش کر رہا تھا کہ اس طرح کے اقتصادی نظام میں خواہ وہ دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک میں ہو اس میں unemployment لازمی طور پر موجود رہتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ امریکہ جو دنیا کا سب سے امیر ملک ہے اس میں باوجود اتنی صنعتی اور اقتصادی ترقی کے وہاں پر بھی unemployment سے مفر نہیں ہے ۔ صرف اسی صورت میں unemployment مکمل طور پر ختم ہو سکتی ہے کہ یا تو سرمایہ دارانہ معاشرے جنگ کی طرف جائیں اور ان کا یہ تضاد ہی ان کو جنگ کی طرف لے جاتا ہے ۔ یا دوسری صورت میں معیشت کی بنیاد شوشلسٹ بنیادوں پر ہو جس میں محنت کی بنیاد پر پیداوار ہوتی ہے اور تقسیم رزق ہوتی ہے ۔ اسی لیے ہم اس نظام کو بھی بدلنے کی ساتھ ہی ساتھ کوشش کر رہے ہیں اور شائد یہی وجہ ہے اور میرے دوست کو یہ اندازہ تھا کہ میں آگے کیا کہنے والا ہوں اور یہ بات میرے دوست کی سماعت پر گراں گزرتی ہے اسی لیے انہوں نے مجھے ٹوکنا مناسب سمجھا ۔

جناب والا ! دوسرا پہلو اس مسئلے کا یہ ہے کہ جس طریقے سے ہماری منصوبہ بندی گذشتہ سالوں میں ایوبی دور میں ہوتی رہی اس میں ہم نے یہ نسخہ ۔ ایک تیر بہدف نسخہ ۔ دریافت کیا تھا ۔ کہ اگر پیداوار میں اضافہ ہو جائے گا تو لازمی طور پر ملک سے غربت اور افلاس ختم ہو جائے گا ۔ جناب والا ! آج کے دور میں ان لوگوں نے جو اس دور میں منصوبہ بندی کے ساتھ وابستہ تھے جن میں ڈاکٹر محبوب الحق خاص طور پر نمایاں ہیں خود انہوں نے اعتراف کیا ہے کہ یہ بات ہمیں ناکامی کی طرف لے گئی اور ہم نے تو یہ سمجھا تھا کہ محض پیداوار میں اضافہ ہونے سے غربت ختم ہو جائے گی ۔ یہ مفروضہ غلط ثابت ہوا ۔ آئندہ اگر کوئی ملک یہ سمجھے کہ پسماندہ علاقوں میں محض پیداوار میں اضافے سے غریب لوگوں کو رزق مل جائے گا یا ان کی بہتری ہو جائے گی تو ان کا یہ مفروضہ اور یہ اعلان پہلے بھی غلط ثابت ہوا آئندہ بھی غلط ثابت ہوگا ۔ اس لیے آئندہ اقتصادی ترقی کے لیے جو ہدف مقرر کیے جائیں وہ دو رخے ہونے چاہئیں یعنی زیادہ پروڈکشن اور منصفانہ تقسیم ۔ اور اگر یہ نہیں ہوگا تو پھر یہ ہوگا کہ پیداوار بڑھ جائے گی لیکن پیداوار کے ثمرات چند لوگوں کی جیبوں میں چلے جائیں گے اور غریب لوگوں تک وہ رزق کے سر چشمے اور ان کے فوائد نہیں پہنچ سکیں گے ۔ اس لیے جناب والا ! ہم دوسری بنیادی تبدیلی یہ کر رہے ہیں کہ جہاں ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ پیداوار میں اضافہ ہو وہاں اس کے ساتھ ہی ساتھ ہم پورا اہتمام کر رہے ہیں کہ جو پیداوار میں اضافہ ہے اس کا جو پھل ہے وہ سب سے پہلے غریبوں تک جائے اور اس کے بعد سرمایہ داروں تک جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! اس کیفیت میں ایک تیسرا عنصر بھی شامل ہے اور وہ یہ ہے کہ پاکستان کے ابتدائی دس بارہ سالوں میں زراعت کی ترقی پر زور نہیں دیا گیا ۔ زراعت ہمارے صوبے کی معیشت میں جو اضافہ کرتی ہے وہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اور اس سے کسی شخص کو انکار نہیں ۔ پورے صوبے کا جو گراس نیشنل پروڈکٹ ہوتا ہے یا جو پراونشیل پروڈیوس اس سے ہوتا ہے اس میں چالیس فیصد اضافہ ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود یہ ستر فیصد آبادی کی کفالت کرتا ہے ۔ لیکن ابتدائی بارہ سالوں میں زراعت کو بری طرح نظر انداز کیا گیا ہے ۔ اس کے بعد کے سالوں میں زراعت کی جانب کچھ توجہ دی گئی اور اس حد تک کہ بعض

فصلوں سے سو فیصدی تک اضافے کا انہوں نے گراف ظاہر کیا ۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ماشاء اللہ جہاں ہم فصلیں اگاتے رہے وہاں بچے بھی کافی بڑی مقدار میں پیدا کرتے رہے ۔ پورے پچیس سالوں میں ہماری آبادی میں اتنا اضافہ ہوا کہ میں سمجھتا ہوں کہ جب پاکستان بنا تھا تو سات کروڑ کی آبادی تھی لیکن جب پاکستان ٹوٹا تو اس وقت بارہ تیرہ کروڑ کی آبادی تھی ۔ اور اب ٹوٹ کر بھی پاکستان اتنا ہے کہ جب بنا تھا ۔ تو اس کی آبادی اور آج جہاں سے ہم نے پھر شروع کیا اس وقت کی آبادی برابر ہے ۔ اس میں میرا خیال ہے کہ اس میں ہم کوئی برے نہیں رہے کہ ہم نے آبادی میں اتنا اضافہ کیا ۔

میاں خورشید انور :

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

عبدالعزیز ڈوگر :

* * * * * * * * * * *

* * * * * * * * * * *

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور اور عبدالعزیز ڈوگر کی گوہر افشانی کارروائی سے حذف کر دی جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ صورت حال اس لیے میں نے بیان کی ہے کہ باوجود زراعت کی پیداوار میں اضافے کے چونکہ ساتھ ہی آبادی میں بھی اتنا ہی اضافہ ہو گیا اس لیے اس اضافے کو ہم محسوس نہیں کر سکے ۔ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آبادی میں اضافہ نہ ہوتا تو لوگوں کو اس ترقی کا احساس ہوتا ۔ لیکن یہ بھی میں کہہ سکتا ہوں کہ اگر اضافہ نہ ہوتا تو ہو سکتا ہے کہ آج جس معیار زندگی کو ہم برقرار رکھے ہوئے ہیں وہ اسے بھی نیچے چلے جاتے ۔ لیکن بہر حال یہ اطمینان بخش پوزیشن نہیں ۔

* بحکم مسٹر سپیکر حذف کر دیا گیا ۔

جہاں تک صنعت کا تعلق ہے جناب والا ! اس میں ترقی ضرور ہوئی لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اس کے فوائد چند لوگوں تک محدود رہے اور زیادہ لوگ اس سے بہرہ مند نہیں ہو سکے ۔ اب ان تمام چیزوں کے پیش نظر جو کچھ ہم کر رہے ہیں میں اس کا مختصر سا خاکہ آپ کے توسط سے ایوان کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں ۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! کیا فاضل وزیر خزانہ بجٹ پر پھر یہی تقریر کریں گے ؟

وزیر خزانہ : آپ مطمئن رہیں وہ اور ہوگی ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! اگر ہم ان کی تقریر سے مطمئن ہو گئے ہوں تو کیا اس سے نجات ہو سکتی ہے ؟

وزیر خزانہ : میرا خیال ہے آپ کے لیے اس میں چند اچھی باتیں ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! آپ چونکہ ہاؤس کو confidence میں لینے کے لیے انہیں اجازت دی ہے ۔ اس لیے میں گذارش کروں گا کہ وہ جو کچھ فرما رہے انہیں آزادی سے کہنے دیا جائے اور پھر اس confidence کا بھی اندازہ کیا جائے کہ ہاؤس کس حد تک confidence میں آ چکا ہے ۔ تاکہ اس کا واپسی جواب بھی لے اور وہ بھی اسی خوش دلی سے سنیں جس خوش دلی سے ہم سن رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ : بجا ہے ۔ میں تیار ہوں ۔ جناب والا ! یہ عجیب صورت حال ہے کہ اول تو ہمارے ملک میں تعلیم بہت کم ہے لیکن بے تعلیم لوگوں کے مقابلے میں تعلیم یافتہ لوگوں کی بے روزگاری کی شرح زیادہ ہے اور صورت حال یہ ہے کہ جوں جوں تعلیم کا معیار اونچا ہوتا جا رہا ہے توں توں بے روزگاری کی شرح میں بھی اضافہ ہوتا جا رہا ہے ۔ مثلاً جو لوگ میٹرک تک پڑھے ہیں ان میں تقریباً ۲۰ فیصد بے روزگاری ہے ۔ لیکن جو بی اے تک پڑھے ہوئے ہیں اس میں تقریباً ۲۸ فیصد بے تک روزگار ہیں ۔ اور جنہوں نے غلطی سے ایم اے یا ایم ایس سی پاس کر لی ہے تو جناب والا ! ان میں تقریباً ۴۰ فیصد تک بے روزگاری ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری جو پلاننگ ہے اس میں اور تعلیم پانے والے لوگوں کی availability میں کوئی آپس میں co-relation نہیں ہے ۔ اس لیے ہماری حکومت نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ایک مین پاور کمشن کے ذریعے سے

جتنی بھی تعلیم یافتہ آبادی ہے ان سب کا گوشوارہ بنائیں اور اس کے ساتھ جو ملک میں کام شروع کیے جائیں اس میں یہ اندازہ کیا جا سکے کہ کتنے قسم کے کام ہیں اور اس میں کتنے لوگ کھپ سکتے ہیں ۔ تاکہ اتنے ہی لوگوں کو اتنے ہی مخصوص کاموں کے لیے تعلیم دلائی جائے اور جب وہ بھی تعلیم پا کر میدان عمل میں آئیں تو انڈسٹری میں ۔ ایگریکلچر میں اور دوسرے شعبوں میں ۔ اکنامک کے شعبوں میں ان کے لیے ایک گنجائش پہلے سے موجود ہو ۔ جناب والا! اسی سلسلے میں حکومت نے دو تین خاص باتیں یہ کیں کہ اندازہ کر کے کہ تعلیم یافتہ لوگوں میں بے روزگاری زیادہ ہے گذشتہ بجٹ میں ہم نے دو کروڑ روپیہ پڑھے لکھے لوگوں کو روزگار دینے کے لیے مخصوص کیے ۔ جس کے تحت پیلز ورکس پروگرام میں مجھے یہ بات کہتے ہوئے نہایت خوشی ہے کہ تمام دوسرے صوبوں کی نسبت پنجاب نے یہ کارنامہ سر انجام دیا ہے کہ پیلز ورکس پروگرام کے تحت ۶ ہزار تعلیم یافتہ نوجوانوں کو رزوگار مہیا کیا گیا ہے اور ۶ ہزار آسامیاں سپاہ خدمت میں پیدا کی گئیں ہیں اور تمام ضلعوں میں ، تمام تحصیلوں میں جتنے پڑھے لکھے لوگ تھے ان کو یہ پیشکش کی گئی اور مجھے خوشی ہے کہ بعض تحصیلوں میں اس پروگرام کے تحت ایسا ذریعہ پیدا ہو گیا کہ جتنے بھی تعلیم یافتہ لوگ جو تمام کے تمام بے روزگار تھے ان سب کو ہم نے پی ڈبلیو ڈی میں کھپا لیا ۔ اس لیے ایک موثر طور پر اس کشش کا نتیجہ برآمد ہوا ۔

جناب والا ! اسی طرح حال ہی میں پاکستان کی حکومت نے ایک نیشنل کنسٹرکشن کمپنی بنائی جس کے تحت یہ اندازہ کرنے کے بعد کہ ہمارے تقریباً بیس پچیس فیصد انجینئر بیکار ہیں یہ طے پایا کہ حکومت اپنی سطح پر اعلیٰ سطح پر ایک نیشنل کمیٹی بنائے ۔ جناب والا ! اس کے لئے ایک ہزار انجینئر بھرتی کئے جا رہے ہیں اس کے لئے باقاعدہ اشتہارات کے ذریعہ سے بھرتی کا نوٹس شائع ہو گیا ہے ۔ جب ایک ہزار انجینئر بھرتی ہوں گے تو اس میں ۲۵۰ لاکھ انسانوں کو مزید jobs ملیں گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) لیکن ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ایک ہزار انجینئر کے لئے جو ہم نے جگہ پیدا کی ہے اور جب ہمارے بڑے بڑے منصوبے شروع ہو جائیں تو مجموعی طور پر چار ہزار انجینئر کو نیشنل کنسٹرکشن کمپنی کھپا سکے گی اور اس طریقے سے جو میں نے اڑھائی لاکھ انسانوں کے لئے کہا ہے مزید jobs ملیں گی ۔ چھوٹی jobs نکلیں گی ۔ چار گنا ہو کر دس لاکھ تک پہنچ

جائیں گی ۔ یہ دس لاکھ jobs عام مزدوروں کے لئے ہیں ۔ اور چار ہزار انجنئرز کے لئے نیشنل کنسٹرکشن کمپنی کے ذریعہ سے jobs پیدا کی جا رہی ہیں ۔ جب اس طرح کے بڑے بڑے منصوبوں کو بروئے کار لایا گیا تو مزید jobs نکلیں گی ۔ مثلاً ہم نے آخری دفعہ یہ طے کیا کہ تربیلا کا جو پراجیکٹ ہے اس کی کنسٹرکشن کا کام بجائے بیرونی کمپنی کو دینے کے ہم اپنے ملکی ذرائع سے پورا کریں ۔ جو تربیلا میں نئے tunnels بن رہے ہیں اس میں یہ کمپنی اپنا کردار ادا کرے گی ۔ اس کے علاوہ چترال میں لمبی لمبی سرنگوں کے ذریعہ سے سڑک چترال تک پہنچائی جا رہی ہے اور دیگر شاہراہیں جو کھولی جا رہی ہیں اس میں یہ کنسٹرکشن کمپنی حصہ لے گی ۔ اس طرح سے تقریباً دس لاکھ مزدوروں ۔ چھوٹے انجینئرز اور کاریگروں کو روزگار ملے گا اس کے ساتھ ساتھ چار ہزار انجنیئرز کو یہاں ملازمت مہیا کی جائے گی ۔

جناب والا ! اس کے ساتھ پرائیویٹ سیکٹر میں پہلے کی نسبت اس حکومت کی پالیسی کے تحت جو مینجمنٹ اور لیبر کے درمیان امن و آمان پیدا کیا گیا ہے پہلے کے مقابلہ میں اس میں بہت زیادہ جان ہے ۔ صرف ایک سال میں جتنی درخواستیں P.I.C.I.C. اور I.D.B.P میں پرائیویٹ سیکٹر میں نئے کارخانے کھولنے کے لئے دی ہیں میں خوشی سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں اس سال صرف تین مہینے میں پچھلے ایک سال کی نسبت سوا گنا یعنی ۱۲۵ فیصدی درخواستیں زیادہ وصول ہوتی ہیں ۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر بھی اونچا اٹھ رہا ہے اس میں جو خود اعتمادی پیدا ہو گئی ہے اس سے اس کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا ہے کیونکہ پرائیویٹ سیکٹر بہت اہم ہے ۔ جو پرائیویٹ سیکٹر میں incentive آئی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اب مزید روزگار کے مواقع اس سیکٹر میں ہیں کھلیں گے ۔ لیکن حکومت محض پرائیویٹ سیکٹر پر تکیہ نہیں کر رہی ہے ۔ جناب والا ! ہم نے پنجاب میں ٹیکسٹائل ملیں ۔ چار شوگر ملوں کے علاوہ دیگر کمپنیاں پبلک سیکٹر میں لگانے کا فیصلہ کیا ہے ۔ ٹیکسٹائل ملوں کا میں اس لئے ذکر کر رہا ہوں کہ تمام بڑی صنعتوں میں سے ٹیکسٹائل کی ایسی صنعت ہے جس میں کہ لیبر intensive ہے ۔ جس میں بہت زیادہ لوگوں کو روزگار ملتا ہے ۔ اب جب یہ کمپنیاں لگیں گی تو ہمیں یقین ہے کہ بے روزگاری کے مسئلہ میں ایک اور بہت بڑا شگاف پڑے گا ایک اور dent آئے گا اور مؤثر

طور پر یہ محسوس ہوگا کہ روز گاری کے مسئلہ کو اچھے طریقے سے tackle کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں آخر میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بڑی صنعتیں بے شک ملک کی ترقی کے لئے ضروری ہیں ۔ بڑی صنعتیں کیپٹل intensive ہوتی ہیں جتنے آدمیوں کو ملازمت دی جاتی ہے ایک آدمی کو ملازمت دینے کے لئے بعض اوقات ایک لاکھ دو لاکھ دس لاکھ روپیہ invest کرنا پڑتا ہے تب ایک آدمی کے لئے ملازمت نکلتی ہے ۔ اس لئے ہم نے کیپٹل intensive انڈسٹری کی بجائے لیبر انڈسٹری کی طرف رخ کیا ہے ۔ پنجاب میں سمال انڈسٹریز کارپوریشن قائم کی گئی ہے جس کا بل عنقریب اسمبلی میں آئے گا ۔ مجھے یقین ہے کہ اس سے بیشمار لوگوں کو روزگار ملے گا جہاں حزب اقتدار میں بیٹھے ہوئے کارکن اور ہمارے معزز رکن اس بل کے پاس کرنے میں مدد دیں گے وہاں مجھے یقین ہے کہ آپوزیشن کے دوست بھی اس میں رکاوٹ نہیں کھڑی کریں گے ۔ اس بل کو جلد از جلد پاس کریں گے تاکہ بے روزگاری کے مسئلہ پر ایک کاری ضرب لگائی جا سکے ۔

جناب والا ۔ سمال انڈسٹریز کارپوریشن میں جتنی بھی رکاوٹیں تھیں وہ تمام دور کر دی گئی ہیں ۔ بنکوں کے ساتھ معاہدے کرا دئے گئے ہیں ۔ ۳۵ قالینوں کے پراجیکٹ کے لئے ان کو اجازت دے دی گئی ہے اس کے علاوہ ان کو جو سہولت درکار تھی وہ تمام دے دی گئیں ہیں ۔ انشاءاللہ ان کے ذریعہ سے پورے پنجاب میں چھوٹی صنعت کا جال بچھ جائے گا اور لیبر intensive ہونے کی وجہ سے لاکھوں لوگوں کو روزگار مہیا ہوگا ۔

جناب والا ۔ ان الفاظ کے ساتھ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ پر ہاؤس یہ تسلی رکھے گا کہ حکومت کے بس میں نظریاتی سطح پر عملی سطح پر جو کچھ بھی تھا اس نے واضح طور پر مؤثر کارروائی کی ہے ۔ جہاں جہاں یہ کارروائی بڑھے گی اس کے ثمرات واضح طور پر سامنے آ جائیں گے اور انشاءاللہ جو بے روزگاری کا مسئلہ ہے وہ موثر طور پر حل ہو جائے گا ۔

سید تابس انوری : جناب سپیکر ! فاضل وزیر خزانہ نے ایک اچھی بجٹ تقریر فرمائی ہے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب کے دفتر روزگار جو بے روزگاروں کو روزگار فراہم کرتا ہے ۔ کیا اس میں گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں انتہائی طور پر غیر معمولی کمی واقعہ ہوگئی ہے ۔ اس پر پاکستان ٹائمز نے بہت سخت critical نوٹ لکھا تھا ۔ میں نے اس سلسلے میں آپ کے ذریعہ سے اس ایوان میں

یہ گوش گزار کرنے کی کوشش کی تھی کہ روزگار کی فراہمی کے سلسلے میں صوبہ پنجاب کی حکومت ناکام ہو گئی ہے -

جناب والا ! وزیر خزانہ نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں اور جو مستقبل میں روزگار فراہم کرنے کا نقشہ پیش کیا ہے وہ قومی سطح کا مسئلہ ہے وہ صوبائی سطح کا مسئلہ ہے - صوبہ پنجاب کے انجنیئرز کی طرح بیشمار گریجوایٹ تعلیم یافتہ افراد انتہائی نا مساعد حالات میں پریشان پھر رہے ہیں اور ان کی ڈگریوں کا کوئی مداوا نہیں -

Mr. Speaker : I have admitted this motion but I cannot permit discussion like that. The Finance Minister has taken the House in confidence. If any member has to make an inquiry, he is welcome or if he has to suggest something or to seek futher information from the Finance Minister, he is allowed to do so but I cannot permit the speech.

سید تابش الوری : جناب والا ! میں عرض کر رہا تھا کہ جس نکتے پر میری تحریک استحقاق تھی - - - - -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : پوائنٹ آف آرڈر ! جناب والا - میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جناب نے وزیر خزانہ کو جو وقت دیا ہے میں آپ کو یہ یاد کرانا چاہتا ہوں کہ آپ نے یہ فرمایا تھا کہ ہم کو بھی موقع دیا جائے گا اگر وہ مطمئن نہ کر سکے - جناب والا ! ہم ان کی تقریر سے مطمئن نہیں ہوئے اس لئے یا تو ہمیں ڈسکشن کے لئے وقت دیں وقت نہیں دے سکتے تو میں ان سے ایک دو سوال پوچھ لیتا ہوں وہی مجھے بتا دیں -

مسٹر سپیکر : یہ تو فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ فاضل اراکین تقاریر شروع کر دیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : میں جناب والا سوال کرتا ہوں - انہوں نے اپنی تحریر میں فرمایا ہے کہ زراعت کے محکمہ نے پہلے ۱۰ سالوں میں ترقی کی ہے جس سے پیداوار میں اضافہ ہوا ہے - کیا یہ جناب والا روشنی ڈالیں گے کہ کیا اس لئے چینی نہیں ملتی کہ ملک میں پیداوار میں اضافہ ہو گیا ہے ؟ کیا اس لئے گندم آپ کے ملک میں مہنگی ہے کہ زراعت میں اضافہ ہو گیا ہے ؟

وزیر آبپاشی : جناب والا ! کیا یہ وقفہ سوالات ہے جو ضمنی سوالات شروع ہو گئے ہیں ۔

Mr. Speaker : I have permitted that.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی : جناب والا ! میں آپ کی اجازت سے اپنی گزارشات پیش کر رہا ہوں کہ پہلے ۱۰ سالوں میں کچھ نہیں ہوا آپ پہلے ۱۰ سالوں کی فگرز دیکھ لیں اور موجودہ فگرز بھی آپ دیکھ لیں وہ زبانی جمع خرچ فرما رہے ہیں ۔ کوئی لینے دینے کی بات نہیں ہوئی ۔ عملی طور پر وہ کیا بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے تعلیم یافتہ طبقے کے لئے کیا قدم اٹھایا ہے ۔ میں اس پر بحث کر رہا ہوں ۔

سید تابش الوری : جناب والا ! جس نکتہ پر خاص طور پر میری تحریک التواء تھی اس کے بارے میں وزیر خزانہ نے سرسری طور پر بھی اظہار خیال کرنا مناسب نہیں سمجھا ۔

مسٹر سپیکر : اس وقت فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اس سلسلے میں وزیر خزانہ ایوان کو اپنے اعتماد میں لیں گے ۔

سید تابش الوری : بجا ہے جناب والا ! لیکن انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ اس سلسلے میں جو خاص محکمہ قائم ہے جس کا کام روزگار فراہم کرنا ہے وہ گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں اس سال روزگار فراہم کرنے کے تناسب کو کس حد تک کم کرنے میں کامیاب ہوا ہے ۔ دوسری بات جو میں جناب والا اختصار کے ساتھ عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ اس سلسلے میں دفتر روزگار اپنے وسائل کو کس طرح سے پھیلا رہا ہے ۔ یہ معیشی مسئلہ ہے اور یہ فلسفہ بحث بھی بڑا عمدہ ہے اس سے انکار نہیں ہے لیکن ہمیں دیکھنا ہے کہ کون سے ٹھوس اقدامات ہیں جو روزگار کی فراہمی میں صوبے میں اٹھائے جا رہے ہیں ۔ اسکیم موجود ہے کہ بیروزگاروں کی خاطر بیروزگاری الاؤنس مقرر کر رہے ہیں تو اس سلسلے میں مواعید ہمارے سامنے ہیں اور کل بھی اس سلسلے میں خبریں چھپی ہیں کہ حکومت بیروزگاروں کو بیروزگاری الاؤنس دینے کے سلسلے میں غور کر رہی ہے ۔ انہوں نے سپاہ دانش کا بھی ذکر کیا ہے جس میں ایف اے ۔ بی اے پاس اور دانشوروں کو انہوں نے شامل کیا ہے جس کے سلسلہ میں اشتہار بھی ہیں ۔ اب ان سے پوچھنا ہے کہ کیا مڈل پاس بھی دانشور ہیں ۔ کیا ان کے لئے سپاہ دانش میں کوئی جگہ موجود ہے ۔ بیروزگاروں کی فوج در فوج ہماری سڑکوں پر نظر آ رہی ہے ۔ اس کے ازالہ کے لئے اگر کوئی اقدامات ہیں تو وہ ہمیں بتائے جائیں ۔ بتایا گیا تھا کہ نظام بدلے گا انقلاب

آئے گا اور اس کے اثرات مرتب ہوں گے ہمیں اس سے انکار نہیں ہے لیکن جناب والا روزگار کی فراہمی کے سلسلے میں فوری طور پر جو ان کے سامنے اسکیم ہے جو ان کے سامنے فگرز ہیں وہ ہمیں بتا دیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے حکم ملا ہے کہ بیروزگاری کے مسئلہ پر میں ایوان کو اعتماد میں لوں ۔

سید دیوان غلام عباس بخاری : پرائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! بیروزگاری کا مسئلہ بڑا سنگین ہے اور اس کی اہمیت کے پیش نظر جناب وزیر خزانہ نے جو وضاحت اور تشریح فرمائی ہے اس کے ساتھ ہی ساتھ معزز اراکین کے ذہنوں میں ایسے نکات بھی آ سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے ذہن میں ہیں کہ جن کا انہوں نے ذکر مناسب نہیں سمجھا انہوں نے ان کو touch نہیں کیا اور میں یہ عرض کروں گا کہ وہ معزز اراکین کی رائے سن لیں اور وہ نکات جو انہوں نے touch نہیں کئے ان کو بھی سن لیا جائے ۔ میرا خیال ہے کہ یہ ان کے کام میں مدد ثابت ہوں گے اور گورنمنٹ کی ان سے guidance ہوگی ۔

مسٹر سپیکر : میں اس کے متعلق اپنی رائے دوں گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف پرسنل ایکپلینیشن ۔ جناب والا ! میں نے یہ اعتراف کیا تھا کہ جو تحریک التوا دی گئی ہے اس پر متعلقہ قسم کی بڑی لمبی تقریر کی گئی ہے اور انہوں نے میرے متعلق فرمایا تھا کہ کچھ باتیں ہیں جو وہ سنانا چاہتے ہیں لیکن میں نہیں سننا چاہتا ہوں اب انہوں نے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ میں نے بڑے صبر و سکون کے ساتھ فاضل فائننس منسٹر کی باتیں سنی ہیں اور نہایت تسلی سے سنی ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی جناب نے سوالات کرنے کا وعدہ فرمایا تھا ۔

مسٹر سپیکر : سوالات کی میں اب بھی اجازت دے رہا ہوں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : یہ جو مسئلہ بیروزگاری کا اٹھایا گیا ہے اس میں بڑی اچھی اچھی چند چیدہ باتیں تھیں ۔ ایک تو انہوں نے بتایا ہے کہ زراعت کے سلسلہ میں بڑی ترقی ہوئی ہے اور پہلے جو پیداوار تھی اس سے زیادہ بڑھی ہے اور اسکے بعد جو خان امیر عبداللہ خان نے فرمایا ہے میرا خیال ہے کہ وہ اس کا جواب دینے پر مجبور ہوں گے لیکن اس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ ہوگا ۔ اصل مسئلہ پیداوار کا ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس سلسلے میں کھلے دل سے باتیں کر رہے

ہیں اور مرکزی مسائل کو بھی انہوں نے ڈسکس کیا تھا وہ یہ تھا کہ جب زمین کے لئے پورا پانی نہ دیا جائے تو پیداوار کبھی نہیں بڑھ سکتی اور جناب والا مجھے یہ خیال تھا کہ صوبائی سطح پر اس ضمن میں یقین دہانی کرائی جائے گی کہ انہوں نے پیداوار بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں ۔

سید ناظم حسین شاہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! دستی صاحب فرما رہے ہیں کہ پیداوار نہیں بڑھی ۔ آپ دیکھ لیں کہ اس سال گندم کی پیداوار پچھلے سال سے تین لاکھ ۸۵ ہزار ایکڑ زیادہ ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو ایک قسم کا dialogue شروع ہو گیا ہے جو مناسب نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! اصل مسئلہ پانی کا تھا اس ضمن میں ہماری فاضل حکومت نے کیا اقدام کئے ہیں کہ اس صوبے کو اس کے حقوق کے مطابق اس کی زمین کے مطابق اس کو پانی کا مناسب حصہ ملے ۔ ہم اس ملک میں تین چوتھائی پیداوار پیدا کرتے ہیں اور تین چوتھائی حصہ دریاؤں کے پانی کے حصہ دار ہیں تو ہمیں یقین دہانی کرائیں کہ ہماری حکومت نے ہمیں اپنا حصہ دلانے کے لئے اور پیداوار بڑھانے کے لئے اور بیروزگاری کو کم کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں ۔ یا کیا اقدامات حکومت کر رہی ہے ۔

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! کیا آپ نے اس تحریک التوائے کو admit فرما لیا ہے اور ڈسکشن کی اجازت دیدی ہے ۔ جناب والا ۔ رولز کے تحت ایسی کوئی پروویژن نہیں ہے ۔

Mr. Speaker : The Minister undertook to take the House in confidence.

سردار امجد حمید خان دستی : دوسرا سوال میرا یہ ہے جو میں اب پوچھتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : آپ سوال نہیں کر رہے بلکہ تقریر کر رہے ہیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! انور سمہ صاحب اس وقت موجود نہیں ہیں یہ سوال ان سے متعلق ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : پھر جناب بار بار فاضل وزیر نے سوشلزم کی رٹ لگائی تھی لیکن جو نیا آئین بنا ہے اس میں سوشلزم کا ذکر نہیں ہے۔

مسٹر سپیکر : وہ تو غیر متعلقہ بات ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی : پھر انہوں نے فرمایا کہ ہم نے اس مسئلے کو اس طرح سے حل کیا ہے کہ جب originally پاکستان بنا تھا تو اس کی ۶ کروڑ آبادی تھی پھر اس کے گھٹنے کے بعد اور اس کو صاف کرکے ہم نے پھر اس کی آبادی کو ۶ کروڑ بنا دیا ہے۔

مسٹر سپیکر : آپ کے تین میں سے دو سوال بالکل غیر متعلقہ ہیں۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جناب وزیر خزانہ نے بیروزگاری کو دور کرنے کے لئے جو جو تجاویز فرمائی ہیں اگر ان کو theoretically دیکھا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بہت ہی خوش آئند ہیں۔

مسٹر سپیکر : اب آپ بھی تقریر کرنے لگے ہیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : نہیں جناب۔

مسٹر محمد اشرف : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! محترم وزیر قانون صاحب نے جو فرمایا ہے کہ اگو آپ نے یہ تحریک التوا admit کر لی ہے تو پھر ہمیں بھی بولنے کا موقع دیا جائے۔

Mr. Speaker : I have already decided that. You need not repeat it.

مسٹر محمد اشرف : جناب والا ! ہم اس پر رولنگ چاہتے ہیں۔ اگر آپ نے admit کر لی ہے تو پھر ہمیں بھی بولنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : آپ اس دن کہاں تھے جس دن یہ فیصلہ ہوا تھا کہ وزیر خزانہ ایوان کو اعتماد میں لیں گے۔

The members can't have a premium for absence or non-participation.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! مجھے اس امر سے قطعی اتفاق ہے جس طرح کہ انہوں نے نشان دہی فرمائی ہے کہ بے روزگاری کا مسئلہ سب سے پہلے ایک غلط نظام کی تخلیق ہے ۔

نواب زادہ محمد خان خاکوانی : جناب والا ! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب نے اجازت تو دے دی ہے ۔ ایک یہ پوائنٹ واضح ہو جانا چاہیے شائد سب رول میں آپ کو discretion ہے ۔ لیکن اس رول ۶۷ کو ایک دفعہ آپ پڑھ لیں اس کے بعد کوئی discretion نہیں ہے کہ کس کو آپ اجازت دیں ۔ رول یہی ہے جیسے جناب کی مرضی ۔

مسٹر سپیکر : ایک رول اس کے بھی ہے which contains the discretion of the Speaker ; سپیکر کی discretion بڑی wide ہے ۔

There are two provisions ; one concern the House, and the other concerns the Speaker. Members may recollect that some of the rules have been suspended under the decision of the House and the Speaker suspended some other rules under his own discretion.

میاں منظور احمد موہل : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! اس وقت تمام فاضل اراکین کے ذہن میں یہ بات پھر رہی ہے کہ آپ کے ہاؤس میں کارروائی رول کے مطابق نہیں ہو رہی ہے کیوں کہ تحریک التواء پر یہ بحث ہے اور وزیر موصوف نے ہاؤس کو confidence میں لینے کے لئے ایک جامع اور واضح تقریر فرما دی ہے ۔ اس کے بعد کوئی جواز نہیں کہ باقی فاضل اراکین اپنی جگہ پر کھڑے ہیں اور بولنے کی کوشش کریں ۔

میاں خورشید انور : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! آپ کو یاد ہوگا کہ آپ ہر روز تحریک التوا کے لئے پندرہ بیس منٹ کا وقت دیا کرتے ہیں اور محض اس لئے کہ آج ایجنڈے پر Private business ہے اس کو آپ نے delay کرنے کے لئے یہ حربہ استعمال کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے کیا ہے ؟

میاں خورشید انور : جناب والا ! اور کیا ہے ۔ ایک گھنٹہ ہو گیا ہے ۔ آپ نہ تو اس تحریک التوا admit کرتے ہیں ۔ اور نہ اس پر بحث کرنے کی اجازت دیتے ہیں ۔ آپ اس کو admit کریں تاکہ سب لوگ اس میں حصہ لیں ۔ باقی ایجنڈا جتنا بھی ہے آپ چاہتے ہیں کہ اس کو ختم کر دیا جائے ۔

Mr. Speaker : I can stop it if the Members so desire.

(قطع کلامیاں)

وزیر خزانہ : جناب والا ! عجیب ستم ظریفی ہے کہ یہ دوست تقاریر بھی کرنا چاہتے ہیں اور الزام بھی لگا رہے ہیں کہ ہم یہ تاخیری حربے کر رہے ہیں ۔ آپ تقاریر نہ کریں بحث ختم ہو جاتی ہے ۔ اگر آپ تقاریر کر رہے ہیں تو پھر اس میں آپ دہرا الزام کیسے لگاتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آخر commitment بھی کوئی چیز ہوا کرتی ہے ۔

Mr. Speaker : We have not tried to escape it.

حاجی محمد سیف اللہ خان : یہی میں عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : میاں خورشید انور صاحب کو سمجھائیے ۔ کیا کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میاں خورشید انور صاحب کا تو میں ذمہ لیتا ہوں ۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ جس طرح ہم نہایت خوشدلی سے ان کے ارشادات کو سنتے رہے ہیں از راہ کرم وہ بھی ہمیں موقع دیں جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے اس کی implementation کے بارے میں پوچھنے کا مجھے حق دیا جائے ۔

چوہدری غلام قادر : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! وزیر خزانہ نے ہاؤس کو اعتماد میں لینے کا وعدہ کیا تھا یا کہ آپوزیشن کو ؟

Mr. Speaker : The Opposition forms a part of the House. This is no point of information.

چوھدری غلام قادر : جناب والا ! پھر ہمیں بھی پوچھنے کا موقع دیا جائے۔

مسٹر سپیکر : آپ بھی پوچھ لیں ۔ کیا آپ کو کسی نے منع کیا ہے ۔ آپ پوچھتے ہی نہیں ہیں ۔ why do you object to this ?

چوھدری غلام قادر : جناب والا ! ہم تو مطمئن ہیں ۔

Mr. Speaker : Every member has a right to seek further information from the Finance Minister.

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! آپ نے ابھی فرمایا تھا کہ سوالات کی جناب اجازت دے رہے ہیں لیکن فی الواقع تقریریں ہو رہی ہیں اس پر آپ غور فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : تقریر کرنے سے منع کیا جا رہا ہے ۔ اگر ممبر صاحبان متفق ہوں تو میں اس کو ایک ہفتے کے لیے ملتوی کرنے کو تیار ہوں ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! اسے ایک ہفتے کے لیے ملتوی کر دیں ۔

کرنل محمد اسلم خان نیازی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا !

آتش غم تو سلگتی ہے میرے سینے میں
آنچ کیوں ان کے رخسار تک جا پہنچی

Mr. Speaker : I hope that the members would be brief in their questions.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جناب وزیر خزانہ صاحب سے یہ انتقال کرتے ہوئے کہ واقعی بے روزگاری کا مسئلہ بڑا اہم ہے میں صرف اتنا پوچھنا چاہتا ہوں ۔

Mian Khan Muhammad : Point of information, Sir,

Mr. Speaker : I am not allowing point of information during this question.

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : ہاؤس کی کارروائی ۱۵ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

وزیر اعلیٰ (مسٹر معراج خالد) : جناب والا ! اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں ایک چھوٹا سا بیان دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ یہاں بے روزگاری کے مسئلے پر وزیر خزانہ صاحب بڑا اہم بیان دے رہے تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے سامنے ایسے اہم مسئلے کے بارے میں جو اصل صورت حال ہے وہ پیش کرنا نہایت ضروری ہے ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایجنڈے پر آج جو کارروائی ہے وہ بھی ضروری ہے لیکن چونکہ ایک چیز آپ کے سامنے پیش کی گئی ہے اور تمام معزز اراکین نے اس کا نوٹس بھی لیا ۔ اس لیے نہایت ضروری ہے کہ وزیر خزانہ صاحب کی سٹیٹمنٹ مکمل ہو تاکہ گورنمنٹ پارٹی اور حزب اختلاف کے معزز اراکین کو پتہ چل سکے کہ صوبے میں اس وقت اصل صورت حال کیا ہے ۔ اور یہ ہماری پارٹی کے مفاد میں بھی ہے کہ ہم اس معزز ایوان کے ذریعے پنجاب بھر کے عوام کو یہ بتا سکیں کہ کون سی وجوہ ہیں کون سے اسباب ہیں جن کی وجہ سے بے روزگاری موجود ہے اور کون سے اقدامات ہیں جن کو اٹھا کر ہم اس بے روزگاری کو ختم کر سکتے ہیں ۔ کیونکہ ہم نے جب عوام کے سامنے جانا ہے تو لازمی طور پر ہمیں ان تمام اسباب اور ان تمام عوامل کا بیان کرنا ضروری ہے ۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ معزز ایوان بہترین فورم ہے جہاں سے پنجاب بھر کے عوام کو آگاہ کیا جا سکتا ہے ان تمام مشکلات سے پریشانیوں سے جو اس وقت حکومت کو ، عوام کو ، قوم کو درپیش ہیں ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہر معزز اراکین یہ چاہے گا اور اسے چاہنا چاہیے کہ اس اہم مسئلے پر سیر حاصل بحث کی جائے ۔ تو اس لیے میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ اگر آپ کے دل

میں کوئی رنجش پیدا ہو گئی ہے تو آپ اسے نظر انداز فرمائیں اور اجازت دیں کہ وزیر خزانہ اپنے بیان کو مکمل کر سکیں تاکہ اس بیان کی روشنی میں معزز اراکین جو کچھ استفسار کرنا چاہتے ہیں وہ کر سکیں۔

مسٹر سپیکر : پہلی سٹیج تو گزر چکی ہے اب تو استفسار ہو رہا تھا۔

میاں خورشید انور : جناب والا ! عرض یہ ہے کہ جس طرح وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے اگر آپ کے دل میں کوئی بات ہے تو وہ نکال دیں اور میرے خیال میں وہ نکل چکی ہوگی اور اگر آپ کے دل میں کوئی بات ہے تو میری درخواست ہے کہ آپ پہلے اپنے دل کو صاف کر لیں۔ جہاں تک تعلق ہے وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کا کہ وہ جاری رہے تو اس سلسلے میں میں گذارش کروں گا کہ آج ایجنڈے پر صرف یہ آئٹم نہیں ہے۔ آپ تحریک التوائے کار کو مشکل سے دس پندرہ منٹ دیتے رہے ہیں آج کیا خاص بات ہے کیا خاص وجہ ہے کہ غیر سرکاری کارروائی کرنے کی آپ اجازت نہیں فرما رہے۔ اور پھر اسے آپ نے ایڈمٹ بھی نہیں کیا۔ اس لیے میں درخواست کروں گا کہ اگر اس پر بحث کرنا ہے تو پہلے ایجنڈے کا کام مکمل کر لیں اس کے بعد اس پر بحث شروع کر دیں۔

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میری عرض یہ ہے کہ یہ جو ایجنڈا ہے یہ پہلے ہی ملتوی ہو کر آیا ہے اور پھر یہ پچھلی تاریخوں سے بھی ملتوی ہو کر آیا ہے۔ اس لیے میری گذارش یہ ہے۔

مسٹر سپیکر : آج ملتوی نہیں ہوگا انشاء اللہ۔ اجلاس کا وقت بڑھا لیں گے۔

میاں خورشید انور : پہلے آپ اس کو کیوں نہیں مکمل کر لیتے بعد میں بحث ہوتی رہے گی۔

مسٹر سپیکر : میرے خیال میں اگر معزز اراکین اس قدر مداخلت نہ کرتے تو ساڑھے گیارہ بجے تک ساری بات ہو جاتی۔ ایک تو سوال رہتا تھا پھر وزیر صاحب بولتے تو دس منٹ نہیں پندرہ منٹ بول لیتے۔ اور اس لیے میں نے سوال کو consolidate کیا ہے کہ بار بار مداخلت نہ ہو بار بار استفسار نہ کرنا پڑے۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! جس طرح جناب نے فرمایا ہے کہ اس ایوان کا کافی وقت اس بحث و تمحیص میں اور میں سمجھتا ہوں بے جا مداخلت میں صرف ہوا ہے ۔ میں آپ کے توسط سے استدعا کروں گا کہ جناب قائم مقام قائد ایوان جس طرح اس ایوان کے استحقاقات کے تحفظ کے لیے اپنے آپ کو پیش پیش رکھتے ہیں اسی طرح وہ اس ایوان کا ڈسپلن اور بالخصوص اپنی پارٹی کا ڈسپلن قائم کرنے میں بھی اپنے اختیارات کو استعمال کیا کریں ۔ انہیں میں یاد دلاؤں گا کہ جب ان کی تقریر ہو رہی تھی اور یہاں سے اعتراض ہو رہے تھے تو میں نے ہی اٹھ کر کہا تھا کہ ہم خوشدلی سے سننا چاہتے ہیں اور امید ہے وہ بھی خوشدلی سے سنیں گے ۔ اور جب میری تقریر کے دوران وہاں سے مداخلت ہونا شروع ہوئی تو نہ جناب وزیر قانون ٹس سے مس ہوئے اور نہ جناب قائم مقام قائد ایوان ٹس سے مس ہوئے کہ وہ اپنی پارٹی کے اراکین کو میری طرح کھڑے ہو کر روکتے کہ آپ مداخلت نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر : اس میں میاں خورشید انور بھی شامل ہو گئے تھے اور وہ سب سے زیادہ مداخلت کر رہے تھے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : وہ اس وقت جب انہوں نے دیکھا کہ کوئی سنتا ہی نہیں پھر انہوں نے کہا کہ کوئی فائدہ ہی نہیں کہ اسے جاری رکھا جائے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب اب آپ موضوع زیر بحث پر آئیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ مجھے وزیر خزانہ صاحب سے صرف اتنا پوچھنا ہے اور میں صرف یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو اسباب انہوں نے بتائے ہیں مجھے اس سے پورا اتفاق ہے کہ بے روزگاری ایک تو پیداوار کے نظام تقسیم کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ موجودہ نظام کی غلط کاریوں کی وجہ سے ہوئی ہے ۔ اور دوسرا تعلیم کے نظام کی وجہ سے ۔ تعلیم کی کمی میں نہیں کہوں ،، بلکہ غلط تعلیمی نظام کی وجہ سے بے روزگاری پھیلی ہے ۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے حیرانگی ہوئی ہے جناب والا ! کہ جس فیملی پلاننگ کو انہوں نے اس ہاؤس میں بے روزگاری کو ختم کرنے کا ذریعہ بتایا ہے پرائیویٹ میٹنگز میں اس فیملی پلاننگ کے سلسلہ میں میں نے جناب وزیر خزانہ صاحب کی شخصیت

کو غیر مطمئن پایا ہے اور وہ یہاں فیملی پلاننگ کو ذریعہ بتا رہے ہیں بے روزگاری کو ختم کرنے کا ۔ میں نے دیکھا ہے کہ وہ فیملی پلاننگ کی ورکنگ سے مطمئن نہیں تھے ۔ بلکہ انہوں نے بتایا تھا کہ یہ فیملی پلاننگ اس ملک کا ستیاناس کر رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ اپنے سوال پر آئیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : میں یہی عرض کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جناب والا ! کہ یہ میڈیم کلاس کو ختم کر رہے ہیں ۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ جو کچھ انہوں نے فرمایا ہے کہ حکومت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے چونکہ پچھلے ایک سال میں ان میں سے کچھ نہیں ہوا ۔ اس لیے میں ان سے یقین دہانی چاہتا ہوں کہ کیا وہ ان تمام ذرائع کو ان تمام اختیارات کو ، ان تمام سکیموں کو اور ان تمام اپنے ارادوں کو جو اس بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے انہوں نے فرمائے ہیں بروئے کار لانے کی کوشش کریں گے ۔ اگر کریں گے تو کب تک کریں گے کیونکہ پچھلے ایک سال کے عرصہ میں ہم نے یہی محسوس کیا ہے کہ ان کی طرف سے نہ تو نظام کو تبدیل کرنے کی کوئی کوشش کی گئی ہے ، نہ بے روزگاری کو ختم کرنے کے لیے نظام تعلیم کو بدلنے کی کوشش کی گئی ہے اور نہ ہی پیداوار کے ذرائع کو بڑھانے یا اس کو تقسیم کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ صرف لفاظی سے کام نہیں چلے گا ۔ اعلیٰ تقریروں سے کام نہیں چلے گا ۔ اصل کام عمل سے ہوتا ہے اور اگر وہ اس ہاؤس میں یہ یقین دلا دیں کہ حکومت اپنے عمل سے ، اپنے قول سے ، اپنے فعل سے اس صوبے میں بے روزگاری کو ختم کرے گی تو یقینی طور پر نہ صرف ہم مطمئن ہو جائیں گے بلکہ خوشی کا اظہار بھی کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! مسئلہ کے متعلق صرف دو ہی سوال ہیں وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں ۔ پہلے یہ کہ جب ایک پروگرام بنایا جاتا ہے تو اس پروگرام کی implementation ہونی چاہیے کہ وہ کس سال میں کتنے لوگوں کو روزگار دے دیں گے ۔ مثلاً ۱۹۷۳ کے آخر تک دس ہزار، پھر ۱۹۷۴ کے آخر تک پچاس ہزار لوگوں کو روزگار فراہم کر دیں گے ۔ اس کے متعلق کوئی

phased out پروگرام ہونا چاہیے - میں سمجھتا ہوں کہ کوئی پروگرام جس کا کوئی phased out پلان نہیں ہے وہ بھی void ہوتا ہے کیوں کہ آپ نے اپنی completion پلان کے مطابق نہیں دی - میں سمجھتا ہوں یہ void ہے -

مسٹر سپیکر : آپ نے تقریر شروع کر دی ہے یا آپ ان سے پوچھ رہے ہیں کہ وہ phased out کریں جو کچھ انہوں نے بیان کیا ہے -

راجہ محمد افضل خان : جناب والا ! جس تیزی سے بے روزگاری ہو رہی ہے - فاقہ کشی ہو رہی ہے اس سے بیماری کے رجحانات زیادہ ہو رہے ہیں اور پھر اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے -

مسٹر سپیکر : چوہدری امان اللہ لک -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں مختصر سوال کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جو موجودہ زرعی اصلاحات ہوئی ہیں - ان سے بے روزگاری میں اضافہ ہوا ہے - کیا اس سلسلے میں میرے فاضل دوست جناب محمد حنیف رامے صاحب کوئی پروگرام رکھتے ہیں - کیوں کہ خود کاشت کا رجحان بڑھ چکا ہے - مالک اور مزارع کے تعلقات کشیدہ ہو چکے ہیں اس لئے کوئی بھی مالک مزارع کو زمین دینے کے لئے تیار نہیں - کوئی سیکورٹی نہیں ہے یہ ایک فیکٹر بن چکا ہے - اسی لئے لوگ ہجرت کرکے شہروں میں چلے آ رہے ہیں - وہاں سے اپنے آپ کو شفٹ کر رہے ہیں -

جناب والا ! اس کے بعد میکنائزڈ فارمنگ کے سلسلے میں ان کا کیا پروگرام ہے - ٹریکٹروں کی اور دوسری میکنائزڈ فارمنگ کے سلسلے میں روزگاری اور بے روزگاری کی جو نسبت تھی اس کو حل کرنے کے لئے اور پروڈکشن کو بڑھانے کے لئے اس کو کیسے کنٹرول کیا جا رہا ہے - یہاں سوفسٹیکیٹڈ مشینری کو نافذ نہیں کیا گیا - پرائیویٹ سیکٹر میں لوگوں نے سرمایہ کاری روک دی ہے - مزید کارخانے لگانے بند کر دئے ہیں - اس کے بعد انڈسٹریز میں وسعت رک چکی ہے اسی وجہ سے میں سمجھتا ہوں کہ روزگار پر اثر ہوا ہے -

مسٹر سپیکر : آپ ان کی رائے اس مسئلہ پر پوچھتے ہیں جو آپ نے point out کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! میں ان کی رائے پوچھ رہا ہوں اس لئے میں نے عرض کی ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! یہ ٹھیک ہے کہ آپ نے ہمیشہ قانون کی بالا دستی قائم رکھی ہے ۔ کیا جناب نے اس تحریک کو باضابطہ قرار دے دیا ہے کہ بحث جاری رہنی چاہئے۔ اگر نہیں تو یہاں اس پر تقریر نہیں ہونی چاہئے ۔

مسٹر سپیکر : اس کو باضابطہ قرار دینے سے آپ کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : یہ uncalled for ہے اس کو ختم کریں ۔ یہ کوئی procedure نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : چائے کے وقفہ میں حزب اقتدار کے فاضل اراکین سے گفتگو کر لیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : اگر کسی خاص نظریئے کا پراپیگنڈا کیا جانا مقصود ہے تو ٹیلیویژن ۔ ٹرسٹ اور ریڈیو موجود ہے ۔ بجائے اس کے کہ یہاں تھیوری بتائیں وہ پروگرام پیش کریں ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب فاضل رکن جو وہاں بیٹھے ہوئے ہیں انہوں نے بھی یہ سوال کیا تھا میں نے کہا تھا

No one is permitted to seek premium either out of default or out of absence.

جب یہ فیصلہ ہوا تھا فاضل رکن اس وقت یہ اعتراض کرتے اور پھر نہ وزیر خزانہ اس کی تیاری کرتے نہ تابش الوری صاحب اور دوسرے رکن اس پر

غور کرتے اور آرام سے بیٹھ جاتے۔ میں اس کو خلاف ضابطہ یا باضابطہ قرار دے دیتا اور فیصلہ ہو جاتا ۔ اس وقت کسی فاضل رکن نے اس بات کی طرف توجہ نہیں دی جب اس ایوان میں یہ فیصلہ ہوا تھا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں نے اعتراض کیا تھا ۔

مسٹر سپیکر : میں آج کی بات نہیں کر رہا ہوں ۔ آج سے پانچ روز پہلے یہ فیصلہ ہوا تھا ۔

This House decided that Finance Minister will take them into confidence and he will give an opportunity to the Members for further eloboration.

میاں خورشید انور : جناب والا ! ہاؤس کو اعتماد میں لیا جا چکا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

پورا منشور ہاؤس میں نہ پڑھیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے ۔ اس کے لئے عرض یہ ہے کہ وقت کا کوئی تعین کیا جائے ۔ کل کو جب آپ کسی وزیر کو یہ فرمالیں گے کہ کسی تحریک التوا پر ہاؤس کو اعتماد میں لیا جائے اس کے لئے بھی یہی طریقہ کار اختیار کیا جائے گا ۔

مسٹر سپیکر : یہ تو سوال کی اہمیت پر منحصر ہوگا ۔ اگر سال کی اہمیت کسی ایک جھگی کے گرائے جانے کے متعلق ہے ۔ یہ مسئلہ بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے لیکن اس سے ایک آدمی بے گھر ہو جاتا ہے تو یہ ایک individual کا معاملہ ہے ۔ لیکن اگر یہ سارے صوبے کا مسئلہ ہے تو اس کی اپنی حیثیت ہے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! جن چیزوں کی وضاحت ہم چاہتے ہیں وہ پہلے اگر ممبر صاحبان عرض کر دیں تو وزیر خزانہ اس کا جواب دے دیں ۔

مسٹر سپیکر : وہ ہو گئی ہے - پانچ ممبران نے اپنے سوالات کئے ہیں -

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں بھی ایک دو چیزوں کے متعلق وضاحت چاہتا ہوں وہ اپنی تقریر میں اس کی وضاحت کر دیں -

مسٹر سپیکر : وہ ضرور کریں -

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میں دو منٹ اجازت چاہتا ہوں -

جناب سپیکر بے روزگاری کا مسئلہ میں سمجھتا ہوں بہت سنگین ہے - اس کے متعلق میری رائے یہ ہے کہ اس کی سب سے بڑی وجہ جس کی طرف وزیر خزانہ نے توجہ نہیں فرمائی وہ ہمارا غلط تعلیم نظام ہے - ہماری تعلیم کا نظام head to tail غلط ہے جس کی وجہ سے ہمارے نوجوان اندھا دھند تعلیم حاصل کر رہے ہیں - اور بے روزگار ہو رہے ہیں - انہوں نے خود تسلیم فرمایا ہے کہ جتنے زیادہ لوگ پڑھے ہوئے ہیں ان کی بے روزگاری کی شرح فیصد زیادہ ہے - میں نہیں سمجھتا کہ اس اندھا دھند تعلیم کی کیوں اجازت دی جاتی ہے اور کیوں ان لوگوں کو جو تھرڈ ڈویژن لیتے ہیں اور اتنے قابل نہیں ہوتے ان کو ماہر نفسیات یا ماہر تعلیم کے ذریعہ ٹسٹ نہیں کیا جاتا - ان کو کیوں آگے پڑھنے دیا جاتا ہے - ان کو کیوں نہیں کسی ہنر کی طرف لگایا جاتا جیسا کہ ترقی یافتہ ممالک میں کیا جا رہا ہے - وہاں شروع سٹینڈرڈ سے لے کر میٹرک تک بی - اے تک ماہر نفسیات ساتھ ساتھ دیکھتے رہتے ہیں کہ یہ بچہ تعلیم حاصل کرنے کے قابل بھی ہے یا اس کو کسی ہنر کی طرف لگا دیا جائے - میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ اس طرف کیوں نہیں گورنمنٹ توجہ کرتی - جو لڑکے نہیں پڑھ سکتے یا ان کے دل تعلیم کی طرف نہیں لگتے ان کو آگے جانے کیوں دیا جاتا ہے - ان کو کسی ہنر کی طرف یا کسی ایسی ٹیکنیکل سائڈ کی طرف کیوں نہیں لگایا جاتا جو وہ بہتر طریق پر سر انجام دے سکتے ہیں - اس چیز کی میں چاہوں گا کہ وضاحت کر دی جائے اور اندھا دھند تعلیم کو ختم کیا جائے اور کوئی ہنر حاصل کرنے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے - میں ایک بچے کو ذاتی طور پر جانتا ہوں - میں اپنے علاقے جلال پور پروالہ میں جب وہ پڑھنے جاتا تھا تو اسے نیند آنے لگ جاتی تھی - ہمارے ہاں ملتانی میں

کہتے ہیں "آباسیاں" لینے لگتا تھا جب اس کو مارا جاتا تھا اس کو پیٹا جاتا تھا تو وہ سکول جانے سے گریز کرتا تھا۔ اس بچے کو اس کے والدین نے پہلوانی کی طرف لگایا اور وہ ہمارے علاقہ کا نامور پہلوان ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں اور دنیا کے ماہرین سکالوجسٹ یہ کہتے ہیں کہ ہر شخص ہٹلر ہے۔ ہر شخص نپولین ہے۔ ہر شخص چرچل ہے۔ کسی ماہر نفسیات کے ذریعہ اس کا دماغ اس طرف لگایا جائے جس طرف وہ کامیاب ہو سکتا ہے۔ مجھے تو سمجھ نہیں آتی کہ کیوں ہر شخص کو پڑھنے کی اجازت ہے۔ ہر شخص میٹرک کر رہا ہے۔ ایم۔ اے کر رہا ہے اور لوگ بے روزگار پھر رہے ہیں۔ حکومت کے لئے بھی، اپنے والدین کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی درد سر بنے ہوئے ہیں۔ کیوں نہ ماہر نفسیات کے ذریعہ ان کے ذہنوں کو ان کی کارکردگی کو ان کی صلاحیتوں کو ہنر کی طرف لگایا جائے جس طرف ان کا trend of mind ہے۔

میں ایک اور مثال پیش کرنی چاہتا ہوں کہ امریکہ میں ایک لڑکا بالکل پڑھنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کو مار پیٹ کر بھیجا جاتا تھا۔ وہ بھاگ کر ایک میوزک سکول میں چلا گیا تو وہ امریکہ کا بہترین میوزیشن ثابت ہوا ہے۔ وہ امریکہ کے صدر سے زیادہ کما رہا ہے۔ وہ بہتر طریقے سے اپنے والدین اور خاندان کی خدمت کر رہا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس طرف توجہ کیوں نہیں کی جاتی۔ ہر شخص کو پڑھانے کی کیوں کوشش کی جاتی ہے۔ اگر ایک بچے کا تعلیم اور نوکری کے علاوہ کسی اور طرف ذہن چلتا ہے۔ زراعت کی طرف ذہن چلتا ہے۔ انڈسٹری کی طرف چلتا ہے۔ اکاؤنٹ کی طرف چلتا ہے تو اس کو اس طرف کیوں نہیں لگایا جاتا۔ کیوں اندھا دھند ایم۔ اے بی اے کئے جا رہے ہیں۔ میں چاہوں گا کہ وزیر خزانہ اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنی تقریر میں یہ وضاحت فرمائیں کہ اس بارے میں وہ کیا قدم اٹھانے کو تیار ہیں۔

علامہ رحمت اللہ ارشد: جناب والا! میں بڑی ذہنی اذیت کے ساتھ اور کوفت کے ساتھ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس تقریر کا لب لباب یہ ہے کہ تعلیم کے دروازے بند کر دئے جائیں اور ان کو پڑھنے کی اجازت نہ ہو۔ میں سوئے ظن

سے کام نہیں لیتا کیوں کہ بعض زمیندار ایسے اس ملک میں ہیں جو علم کی اس لئے مخالفت کرتے ہیں کہ اگر ان کا ووٹر پڑھ گیا تو اس کو شعور آ جائے گا اور پھر وہ ہمیں ووٹ نہیں دے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں اس تقریر کو بڑے درد کے ساتھ condemn کرتا ہوں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جس شخص کی یہ نیت ہو کہ کسی قوم کے بچے تعلیم سے رہ جائیں میں اس پر خدا اور رسول کی لعنت بھیجتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ پرسنل ایکسپلینیشن دے دیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : میں developed countries کی بات کرتا ہوں اور علامہ صاحب بہتر سمجھتے ہیں کہ ان کے لیڈر اور ان کے راہبر اپنی قوم کے زیادہ خیر خواہ ہیں بہ نسبت علامہ صاحب کے ۔

مسٹر سپیکر : کیا مطلوبہ وضاحت ہو گئی ہے ؟

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! انہوں نے میری نیت پر حملہ کیا ہے ۔ میں اس شخص پر لعنت بھیجتا ہوں جو اپنی قوم کو تعلیم یا علم کی روشنی سے روکے ۔

(قطع کلامیاں)

مسٹر سپیکر : میں نے پہلے بھی ۱۵ منٹ کے لئے ہاؤس کی کاروائی ملتوی کی تھی ۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ پھر دوبارہ کارروائی ملتوی کر دوں ؟ آپ نے پرسنل ایکپلینیشن کی اجازت لینی چاہی تھی ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! جب میں یہ عرض کر رہا تھا میرا قطعی طور پر دیوان صاحب کی طرف اشارہ نہ تھا ۔ ان کے حلقے میں ان کی بڑی عزت ہے ۔ وہ بہت اونچے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں ۔ میں نے یہ کہا تھا کہ بعض زمیندار ایسے بھی ہیں ان حلقوں میں اور میرے حلقے بہاول پور میں بھی موجود ہیں جنہوں نے پرائمری سکول بھی آج تک قائم نہیں ہونے دیا اور وجہ یہ

بتائی ہے کہ جو دو لڑکے یہاں سے کامیاب ہو گئے تھے - انہوں نے شور مچا دیا اور انہوں نے ایسی تیسی پھیر دی اور کہا کہ باقی پڑھ گئے تو کیا ہوگا -

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میری تقریر کے بعد یہ "بعض" کا لفظ کچھ جچ نہیں رہا -

مسٹر سپیکر : ان کی وضاحت ہو گئی ہے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب سپیکر - میں نے تعلیم کے لیے اپنے ۲۰ مربعے وقف کیے ہیں اور میرے علاقے کے یتیم مجھے تعلیم حاصل کرتے ہیں - میری تقریر کے بعد یہ کہنا کہ بعض زمیندار ہیں - یہ مجھ پر حملہ تھا -

مسٹر سپیکر : انہوں نے وضاحت کر دی ہے کہ ایسی کوئی بات نہ تھی -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں کہہ رہا ہوں کہ میرا روئے سخن دیوان صاحب کی طرف نہ تھا -

دیوان سید غلام عباس بخاری : میری تقریر کے بعد یہ بعض "زمیندار" کا لفظ نہیں جچ رہا - میں نے یتیم بچوں کے لیے ۲۰ مربعے وقف کر دیے ہیں اور وہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : اگر آپ وقف نہ کرتے تو وہ لینڈ ریفارمز میں چلی جاتی - چھوڑیے اس قصہ کو -

دیوان سید غلام عباس بخاری : پھر وہ میری نیت پر آ رہے ہیں -

علامہ رحمت اللہ ارشد : میں اس انتظار میں بیٹھا ہوں کہ لینڈ ریفارمز ہوں اور مزید زمین ملے -

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! اسلامی سلطنت میں کوئی بھی شخص بلا معاوضہ زمین چھین نہیں سکتا -

میاں منظور احمد موہل : جناب سپیکر ۔ علامہ صاحب کو بولنے دیں وہ آج اچھے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! میں آپ کو دوبارہ یقین دہانی کرانا چاہتا ہوں کہ میرا روئے سخن اگر کسی کی طرف ہو تو رو سیاہ ہو ۔ میرا روئے سخن قطعی طور پر ان کی طرف بالکل نہیں تھا ۔ قطعی طور پر نہیں تھا ۔ میں دیوان صاحب کو ذاتی طور پر جانتا ہوں ۔ جیسے کہ میں نے کہا وہ بڑی صلاحیتوں کے مالک ہیں ۔ استعداد کے مالک ہیں ان کی بڑی عزت ہے ۔ اب انہوں نے یہ فرما دیا کہ انہوں نے تعلیم کے لیے اپنے ۲۰ مربعے عطا فرما دیئے ہیں ۔ میرے دل میں ان کے لیے بڑی عزت ہے ۔ لیکن اس بات کی میں کسی حکومت کو بھی اجازت نہیں دے سکتا کہ وہ تعلیم کے دروازے بند کر دے ۔ اور اندھا دھند تعلیم نہ دی جائے ۔ اگر کوئی لڑکا بی اے کر کے کاشتکار بنتا ہے ۔ کوئی مزارع بنتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کم از کم صلاحیت ضرور موجود ہوگی اور وہ ان پڑھ مزارع سے زیادہ بہتر ہوگا ۔ اس لیے میں اس چیز کی حمایت نہیں کر سکتا ہوں ۔ بات اپنی جگہ پر بالکل درست ہے یہ حکومت کا فرض نہیں ہے کہ وہ ماہرین سے طلباء کا معائنہ کراتی پھرے ۔ یہ والدین کا فرض ہے کہ وہ دیکھیں کہ ان کا لڑکا کس فن کے لیے ماہر بن سکتا ہے اور یہ دیکھیں کہ وہ کس طرف جا سکتا ہے ۔ ہاں حکومت کا فرض یہ ہے کہ جگہ جگہ پر علمی درسگاہیں اور دانش گاہیں قائم کرے ۔ مکاتب قائم کرے اور ہر شخص اس ملک کا لکھا پڑھا ہو جائے ۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ جس یونیورسٹی نے سر بسجود ہو کر ہمارے سامنے دو زانو ہو کر سپین سے علم حاصل کیا تھا ۔ آج کیفیت یہ ہے کہ ہم لوگ انگلینڈ میں پڑھنے کے لیے جاتے ہیں ۔ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب وہاں qualify کرنے کے لیے جاتے ہیں ۔ ایک وقت ایسا تھا کہ قرطبہ اور کاروان کی یونیورسٹی میں یورپ سے طلباء آیا کرتے تھے تو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ علم اور تعلیمی درسگاہوں کو جتنی وسعت دی جا سکتی ہے وہ دی جائے ۔ قدغن تعلیم پر کوئی نہیں ہونی چاہیے ۔ ایک پہلوان بن گیا ایک مکینک بن گیا یہ مثالیں تو ہو سکتی ہیں یہ ٹھیک ہے میں دیوان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ہونا چاہیے اگر اس کو کسی فن

میں لگا دیا جائے تو وہ اچھا انجینئر بن سکتا ہے ۔ اچھا مکینک بن سکتا ہے لوہار بن سکتا ہے لیکن یہ کہنا کہ اندھا دھند تعلیم کیوں دی جا رہی ہے اور اس پر کوئی قدغن لگائی جائے میں اس سے اتفاق نہیں کرتا ہوں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : جناب والا ! میرا ایک فقرہ بتا دیجیے جس میں میں نے یہ کہا ہو کہ تعلیم بند کر دی جائے ۔ میں نے یہ عرض کیا تھا کہ تعلیم اندھا دھند نہ دیں ان لوگوں کو ہنر میں ڈال دیا جائے ۔ اگر وہ اس سٹینڈرڈ میں نہیں جا سکتے اگر وہ پڑھنے میں interested نہیں ہیں تو پھر اس صورت میں ان کو کسی ہنر میں ڈال دیا جائے ۔ یہ تھا میرا پوائنٹ جس کے لیے میں نے استدعا کی تھی ۔ میں قطعاً نہیں چاہتا کہ تعلیم کے دروازے بند کر دیے جائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف ایکسپلینیشن ۔ جناب والا ! مجھے صرف اس چیز کی وضاحت کرنی ہے کہ کل کے کھلنڈرے جن کے متعلق امید نہ تھی ان میں سے آج بہت سے وزیر ہیں اور بہت سے کامیاب محکموں میں چلے جا رہے ہیں جو کل تک نا اہل ثابت ہوتے تھے ۔ میں رامے صاحب کی تردید کروں گا ۔ اور میں اس تھیوری کو reject کرنے میں اپنی ذاتی مثال دینی چاہتا ہوں اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان بنچوں پر اور ان بنچوں پر بھی بہت سے وہ دوست ہیں جو زندگی کی مایوسی سے گزر کر آئے تھے ان میں سے کچھ ایس پی بھی رہے ہیں ۔ کل تک جن لوگوں سے نا امید تھے آج وہ ذمہ دار عہدوں میں پہنچے ہوئے ہیں ۔

Mr. Speaker : The House is called to order.

میاں خورشید انور : جناب والا ! بیروزگاری کا بنیادی مسئلہ یوں تو بہت پرانا ہے لیکن آپ میرے ساتھ اتفاق فرمالیں گے کہ جب سے موجودہ پارٹی بر سر اقتدار آئی ہے اس مسئلے کو اگرچہ بہت زیادہ ہوا دی گئی کہ یہ مسئلہ ہم ختم کر رہے ہیں ۔ یہ بنیادی روگ ہے جسے ہم خود کہہ رہے ہیں لیکن میرے خیال میں بے روزگاری اب زیادہ بڑھ رہی ہے جو حکمران پارٹی کی غلط نعرہ بازی کی وجہ سے انتہا تک پہنچ چکی ہے ۔ جناب والا ! بر سر اقتدار پارٹی ووٹ لیتے وقت اور اقتدار میں آنے کے بعد اگر اس قسم کے نعرے نہ لگاتی کہ ہم لوگوں کو من و سلویٰ

دیں گے ان کو اپنے بنائے گھر دیں گے - زمینیں دیں گے تو آج بے روزگاری میں اس حد تک اضافہ نہ ہوتا -

وزیر خزانہ (مسٹر حنیف رامے) : جناب والا ! میرے بہت سے فاضل دوستوں نے بے روزگاری کے مسئلہ پر روشنی ڈالی - کچھ نظریاتی issues اٹھائے گئے - اور کچھ particular issues پر بات ہوئی -

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ! کوئی وقت کا تعین ہو سکتا ہے ؟

مسٹر سپیکر : اگر وہ میرے اندازے کے مطابق اپنی تقریر ختم نہیں کریں گے تو پھر میں ان کو بتا دوں گا کہ کتنی جلدی انہیں تقریر ختم کرنا چاہیے -

وزیر خزانہ : جناب والا ! پتا نہیں جب ہماری باری آتی ہے تو کچھ دوستوں کو کیوں فکر لگ جاتی ہے اور اس دفعہ تو ہو سکتا ہے کہ اس خطرے کے تحت کہ کہیں ان کی brain washing نہ ہو جائے جناب امجد حمید خان دستی ایوان سے اٹھ کر چلے گئے - پھر بھی جو کچھ انہوں نے کہا ہے اس کے جواب میں ان در و دیوار کو سنائے دیتے ہیں -

جناب والا ! سب سے پہلے میں بنیادی نظریے کا جواب دوں گا - محترم امجد حمید خان دستی نے فرمایا ہے کہ یہ سوشلزم سوشلزم کی رٹ انہوں نے لگائی ہے اور خود سوشلزم دستور سے ہی نکل گئی - میں اپنے اس بھولے بھالے دوست سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جس طریقے سے اس دستور میں سوشلزم کو رکھا گیا ہے - خدا کے لیے وہ اپنا ہاضمہ مضبوط کر لیں اس لیے کہ اس دستور کی شق نمبر ۳ میں یہ لکھا ہے - کہ "Each according to his ability and each according to his work" اور دنیا بھر کے تاریخ کے - سیاست کے - پولیٹیکل سائنس کے طالب علم جانتے ہیں کہ کارل مارکس سے لیکر ماؤ زے تنگ تک سوشلزم کی ایک ہی definition ہے کہ ہر شخص سے اس کی صلاحیتوں کے مطابق کام لیا جائے اور اس کے کام کے مطابق اس کو اجر دیا جائے - اس Constitution of the

Islamic Republic of Pakistan کے آرٹیکل نمبر ۳ میں یہ چیز واضح طور پر بیان کی گئی ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔

جناب والا ! میرے معزز و فاضل دانشور دوست جناب سید تابش الوری نے سپاہ خدمت کی بجائے بار بار سپاہ دانش کا ذکر کیا ہے ۔ جناب والا ! انہوں نے میری قوم کے غریب مڈل پاس ۔ میٹرک پاس ۔ ایف اے پاس ۔ بی اے پاس نوجوانوں کو اپنی طنز کا ہدف بناتے ہوئے انہیں اپنے ان inverted commas کے اندر بار بار دانش ور کہہ کر خطاب کیا اور کوشش کی کہ ان کی ایک سطح پر کچھ تذلیل کی جائے کہ جی مڈل پاس دانشوروں کا کیا بنے گا ۔

آوازیں : شیم شیم ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! ہم نے مڈل پاس ۔ میٹرک پاس ۔ ایف اے پاس ۔ بی اے پاس اور ایم اے پاس کو نہیں کہا کہ وہ دانشور ہیں ۔ نہ ہم نے ایران کی طرح سپاہ دانش بنائی ہے ۔ حضور ! ہم خدمتگاروں نے تو سپاہ خدمت بنائی ہے اور اس میں انہوں نے کہا کہ ایک بات بھی ایسی نہیں بتائی کہ انہوں نے کیا کیا حالانکہ میں نے بار بار اس دیوار سے سر پھوڑا اور کہا کہ ہم نے چھ ہزار ایف اے ۔ بی اے اور ایم اے پاس نوجوانوں کو تمام ضلعوں میں ، تمام تحصیلوں میں سپاہ خدمت میں باقاعدہ بھرتی کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین) ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! وزیر خزانہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میں نے دیوار سے سر پھوڑا ۔ آپ بھی دیکھ رہے ہیں ۔ میں بھی دیکھ رہا ہوں کہ ان کا سر سلامت ہے اور سلامت رہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ بات اہل دانش ہی سمجھ سکتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میرے معزز دوست اور بزرگ قائد حزب اختلاف صاحب علم و فن اور صاحب طرز فکر ہیں ۔ مجھے اگر ان کے سامنے بھی کوئی تلمیح اور استعارہ استعمال کرنے کی اجازت نہیں تو پھر مجبوراً مجھے یہ کہنا پڑے گا کہ میں شاید بھینس کے آگے بین بجا رہا ہوں ۔ (قہقہہ)

جناب والا ! میرے فاضل دوست سید قابش الوری نے اس بحث کو اگر صرف employment exchange کی کار کردگی تک محدود کرنا تھا تو پھر جناب والا ! میں کبھی یہ زحمت خود بھی نہ کرتا اور میرے jurisdiction میں بھی یہ بات نہیں ہے ۔

سردار امجد حمید خان دستی : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کی اجازت سے عرض کرتا ہوں کہ یہ جو میرا نام لے کر بات کہی گئی ہے کہ آئین میں آرٹیکل ۳ ہے ۔ یہ میرے فاضل اور معزز دوست کو علم ہوگا کہ یہ introduction میں ہے ۔ introductory ہے اور یہ لاگو نہیں ہے ۔ enforceable نہیں ہے اور قطعاً اس میں کہیں سوشلزم کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ۔ یا تو آپ یہ صاف طور پر کہیے کہ سوشلزم کے لفظ سے چڑ ہے اور اگر چڑ نہیں ہے تو پھر یہ محض introductory ہے ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ۔ یہ کوئی پوائنٹ آرڈر نہیں ہے ۔ آپ ان کی interpretation سے اتفاق نہیں کرتے ۔ یہ اور بات ہے ۔

This is how the writers and authorities on socialism have defined socialism. You may not agree with him. No one can force you to agree with that point of view.

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! یہ آرٹیکل تو enforceable ہی نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اگر یہ enforceable نہیں ہے تو کیا اس آئین کی جو پہلی دو شقیں ہیں کہ پاکستان . . . .

Mr. Speaker : You need not answer that. Please continue your speech.

وزیر خزانہ : جناب والا ! بڑی حیرت کی بات ہے کہ فاضل دوست ایسی بات کر رہے ہیں کہ یہ introduction میں ہے اور introduction کی پہلی دو

کلازیں ہیں -

Pakistan shall be a federal republic to be known as the Islamic Repulic of Pakistan.

یہ بھی لاگو نہیں ہوگا - اور کیا یہ بھی لاگو نہیں ہوگا جو سیکنڈ آرٹیکل میں ہے -

Islam shall be the State religion of Pakistan.

کیا باتیں کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر : آپ ذرا تشریف رکھیں - میں سمجھتا ہوں کہ اس controversy میں جانے کی ضرورت نہیں ہے - وہ غالباً confuse کر رہے ہیں - Constitution میں پرنسپل دیئے ہوتے ہیں - اس Constitution اور پہلے Constitution میں تو بالکل تھے جن کے نیچے یہ لکھا ہوا تھا -

These will not be enforceable in courts of law.

introduction میں تو غالباً یہ بھی ہوگا - "in accordance with law" کی وہ کلاز بھی ہو گی

Which has been enforced by the court accordingly interpretted by the court.

وزیر خزانہ : جناب والا ! Employment Exchange کے بارے میں میرے فاضل دوست نے اصرار کیا ہے کہ Employment Exchange کی کارکردگی اس سال کیوں کم ہے - جناب والا ! Employment Exchange زیادہ تر جو ملازمتیں مہیا کرتا ہے اس میں عموماً Employment Exchange سے سرکاری محکمے فائدہ اٹھاتے ہیں - سرکاری محکموں پر اس سال ابتدا میں بجٹ deficit ہونے کی بناء پر جنگ ہونے کی بناء پر اور دوسرے عناصر کی بناء پر سرکاری ملازمتوں پر پابندی رہی ہے - جناب والا ! سرکاری ملازمتیں جب نہ کھلی ہوں تو

ہمارے ملک میں سرکاری محکمے unemployment کا بہت بڑا بوجھ اٹھاتے ہیں ۔ اس وجہ سے اس سال ان کی کارکردگی کم رہی ہے ۔ لیکن جیسے اس سے پہلے میں نے ہاؤس کو confidence میں لیا تھا اور یہاں بتایا تھا کہ اب ۲۲ فروری یا ۲۷ فروری ۱۹۷۳ء سے حکومت نے یہ پابندی اٹھا لی ہے ۔ اب تمام محکموں میں جتنی بھی خالی آسامیاں ہیں ان کو بھرنے کی اجازت دے دی گئی ہے ۔ اس لئے اب یہ کارکردگی Employment Exchange کی حد تک بہت جلد بہتر ہو جائے گی اور یہ مسئلہ باقی نہیں رہے گا ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے یہ یاد دلانا چاہتا ہوں کہ میں نے ایک سوال جناب کے ذریعے put کیا تھا کہ حکومت زرعی پیداوار کو بڑھانے کے سلسلے میں کیا کیا اقدام کر رہی ہے ؟

مسٹر سپیکر : وزیر خزانہ صاحب کی تقریر میں اگر وہ جواب نہ آئے تو پھر آپ فرمائیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : جناب والا ! میری عرض سن لیں کہ وہ میرے نام سے slip کرکے تابش الوری صاحب کے نام پر آ گئے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! پھر میں سلپ کرکے ان کے نام پر آ جاؤں گا ۔

مسٹر سپیکر : سردار صاحب ان کی تقریر ختم ہونے کے بعد آپ پوچھ لیں کہ میری بات کا جواب کیوں نہیں آیا ۔

وزیر خزانہ : آپ نے کافی پھسلن مہیا کر دی ہے ۔ بار بار سلپ ہو سکتے ہیں ۔

جناب والا ! محترم راجہ محمد افضل خان نے یہ فرمایا ہے کہ تدریجی پروگرام بنایا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : آپ کے قدم مضبوط ہیں ۔ محفوظ ہیں ۔ آپ اس بات سے کیوں گھبراتے ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! بعض اوقات پھسلن جو ہے وہ تیز کو تیز تر کر دیتی ہے ۔

جناب والا ! یہ مسئلہ بھی آیا ہے کہ unemployment کو ختم کرنے کے لئے کوئی تدریجی پروگرام بنایا جائے ۔ راجہ محمد افضل خان نے اس پر بحث کی تھی ۔ میں نے ان کو یقین دلاتا ہوں اور آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ ایسا ہی کیا جائے گا ۔ جب Man Power Commission کام کرے گا اور اس میں جیسے production کے ٹارگیٹ بنیں گے اسی طرح ایمپلائیمنٹ کے ٹارگیٹ بنیں گے اور جوں جوں production increase کرے گی انشاءاللہ تعالیٰ unemployment میں بھی کمی آتی جائے گی اور ایمپلائمنٹ بھی بتدریج بڑھتی چلی جائے گی ۔

جناب والا ! Land Reforms کے سلسلے میں بات ہوئی ہے ۔ اس سلسلے میں جناب امجد حمید خان دستی نے اور دوسرے دوستوں نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے ۔ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال جو زمیندار دوست ہیں انہوں نے دیکھا ہوگا کہ پانی کی حد تک وہ کمی کی صورت جو پہلے سالوں میں رہی ہے وہ اس سال درپیش نہیں رہی ۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی رہی ہے ۔ منگلا ۔ جہلم میں دوسری جگہوں پر پانی نسبتاً زیادہ رہا ۔ یہاں تک کہ ڈیرہ غازی خان اور دوسرے علاقوں میں بھی پانی اس دفعہ پہلے کی مقدار سے زیادہ مہیا رہا ۔ اس کے علاوہ اس پنجاب کے صوبے نے دو کروڑ روپے subsidies کی صورت میں ٹیوب ویل کے لئے دیئے ہیں ۔

جناب والا ۔ بارانی علاقوں میں آٹھ ہزار روپے کے حساب سے حکومت نے اپنے پاس سے بطور امداد کے لوگوں کو دیا ہے ۔ اس کے علاوہ سیلابہ ایریا میں دیئے ہیں ۔ بارانی کو بھی دئے ہیں ۔ Rivarian areas میں بھی دیئے ہیں ۔ اس کے ساتھ یہ ہے کہ بنکوں کو کہا ہے کہ ان کے علاوہ مزید قرضے دیں ۔ اگر چار ہزار subsidy ملی ہے تو آٹھ ہزار بنک دے اور بہت کم رقم زمینداروں نے اپنے پاس سے خرچ کر کے ٹیوب ویل لگائے ہیں ۔ تمام ضلعوں میں اس کا ایک کوٹہ مقرر کیا گیا ۔ پیپلز ورکس

کی کونسلوں نے اپنے اپنے علاقوں میں کہیں ۱۰۰، کہیں ۱۵۰، کہیں ۲۰۰ ٹیوب ویل لگائے ہیں ۔ اس طریقہ سے subsidies کے تحت water resources کو بڑھا کر اس ملک کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے کیا گیا ہے ۔ اس کے علاوہ دوسرے اقدامات زراعت کی ترقی کے لئے بھی کئے گئے ہیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی : میں نے کینال واٹر کے متعلق کہا تھا میں نے ٹیوب ویل کا نہیں پوچھا تھا ۔

مسٹر سپیکر : جواب سے ہر ممبر کی تسلی ہونا ضروری نہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! فاضل رکن سید غلام عباس بخاری صاحب نے یہ سوال اٹھایا تھا ۔ یہ میرا آخری پوائنٹ ہے ۔ کہ ہٹر کیوں نہیں سکھایا جاتا ۔

چوہدری امان اللہ لک : رائے صاحب نے چھ پوائنٹ کہنے ہیں ۔ وہ آخری فرما رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : چوہدری صاحب تشریف رکھیں تقریر میں آخری پوائنٹ کئی ہوتے ہیں ۔ اب میں صرف ایک بات کہنے والا ہوں اور کئی باتیں دہرائی جاتی ہیں ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں لک صاحب کی بات کو لیتا ہوں انہوں نے جو در پردہ کہنے کی کوشش کی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جو زرعی اصلاحات کی ہیں اس سے بیروزگاری پیدا ہو گئی ہے ۔ میں ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زرعی اصلاحات نے روزگار میں اضافہ کیا ہے ۔ جس سے غریب لوگوں کو فائدہ ہوا ہے کیونکہ جو غریب لوگ ہیں جب ان کو زمینیں ملیں گی تو ان کے بچے ان زمینوں پر کام کریں گے ۔ اور زرعی اصلاحات کو اگر تنقید کا نشانہ بنانے کی ان میں جرأت ہے تو کھل کر بات کریں اور وہ جو در پردہ رکھتے ہیں کہ حکومت کی زرعی پالیسی سے بیروزگاری میں اضافہ ہو گیا ہے اور لوگ دیہاتوں سے نکل کر شہروں میں آ رہے ہیں جناب والا ! یہ محض اتنا نہیں ہے ۔ ہم اس بات

کوسمجھتے ہیں کہ زراعت کی موجودہ پیداوار کی شرح میں اضافہ ہونا چاہئے - اس میں اضافہ دو طریق سے ہو سکتا ہے - ایک تو بے زمین لوگوں کو زمین دی جائے تاکہ محنت سے کاشتکاری کر سکیں - اور دوسرے جو خود کاشت کرنے والے لوگ ہیں ان کو مزید سہولتیں دی جائیں - اس سلسلے میں حکومت کئی منصوبے بنا رہی ہے اس پر غور ہو رہا ہے کہ چھوٹے کاشتکاروں کو مالیئے وغیرہ کی سہولتیں دی جائیں - اس کے علاوہ کوشش یہ ہے کہ زراعت کو مشینی طور پر استعمال کیا جائے - کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ زراعت مشینی ہو گئی تو اس سے مزدور کا پھلا ریٹ کم ہو جائے گا - اور کیپیٹل کا تناسب بڑھ جائے گا لیکن ہمارے یہاں اتنا خلا ہے کہ جس ۸۰ فی صد آبادی کا انحصار زراعت پر ہے وہ سو فی صد کے لئے پیدا نہیں کر سکتے حالانکہ ترقی یافتہ ممالک میں چار فی صد آبادی دو سو فی صد آبادی کے لئے پیدا کر سکتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ابھی زراعت میں اتنی ترقی کی گنجائش ہے - ہم اسے جتنا مشینی کریں اتنا کم ہے - لیکن ہم پھر بھی اس میں یک طرفہ نہیں چل رہے - ہم دونوں چیزوں کو مدنظر رکھ کر مشینی زراعت کا ایک ایسا طریقہ اختیار کر رہے ہیں جس سے روزگار میں خرابی پیدا نہ ہو اور زیادہ سے زیادہ لوگ زراعت پر انحصار کر سکیں - اور اس کے ساتھ ساتھ پیداوار بڑھنے سے ن لوگوں کا معیار زندگی بلند ہو سکے -

جناب والا ! غلام عباس بخاری صاحب نے کہا ہے کہ ہنر کیوں نہیں سکھایا جاتا - حقیقت یہ ہے کہ جب پلاننگ غلط ہو تو ہنر مند بھی بے کار ہوتے ہیں - میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ ہم جو انجینئر پیدا کرتے ہیں - ڈاکٹر پیدا کرتے ہیں باوجود اس کے کہ کام کی ضرورت ہے - بہت کام پڑا ہوا ہے - بے شمار بیمار پڑے ہوئے ہیں - لیکن ڈاکٹر اور انجینئر باہر جا رہے ہیں - اس کا کیا مطلب ہے - مطلب یہ ہے کہ کام اور کام کرنے والوں کے درمیان صحیح رابطہ نہیں ہے - یہ اس وقت پیدا ہو گا جب ہماری صحیح بنیاد پر منصوبہ بندی ہوگی - پہلے ہماری منصوبہ بندی سرمائے کی بنیاد پر ہوتی رہی ہے - ہم نے اب اس کی اساس کو بدلنے کی فکر کی ہے وہ یہ ہے کہ آئندہ منصوبہ بندی انسانوں پر ہو نہ کہ سرمائے پر - نہ زمین پر ہو - آئندہ منصوبہ بندی اس پر ہو کہ ملک میں اتنے انسان ہیں - اتنے ہنر مند ہیں ان

کے لئے کام چاہئے ۔ چنانچہ جب منصوبہ بندی کی اساس بدلی جائے گی جس کو ہم بدل رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ یہ ہنر مند پیدا ہوں گے ۔ آئندہ تعلیمی نظام میں تبدیلی کی وجہ سے ہنر مند پیدا ہوں گے اور جو بیروز گار ہیں ہنر مند ہیں ان کو کام سے محروم ہونے کی گنجائش نہیں ہو گی ۔ اس ملک میں یہ مسئلہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے جس کو ہم پچھلے ۲۵ سالوں سے دیکھ رہے ہیں اور میں یہ کہوں گا کہ پہلی دفعہ اس کو سنجیدگی کے ساتھ ہاتھ میں لیا گیا ہے ۔ اور اس کے لئے مؤثر طور پر اقدامات کئے گئے ہیں ۔ اس بنیاد پر ہمیں توقع رکھنی چاہئے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھیں گے اور ہماری پالیسی ہمارے نظریات عمل میں آئیں گے توں توں یہ یہ مسئلہ بہتر طور پر حل ہو جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب رامے صاحب جب تقریر فرما رہے تھے اور میں دل میں کہہ رہا تھا ۔

اے ہمنشین لزاکت احوال دیکھنا

یہ بلکل صحیح ہے کہ جب اس حکومت نے عنان اقتدار سنبھالا تو اس کے سامنے بہت مشکلات تھیں ۔ اس وقت ملک ٹوٹ چکا تھا ۔ اور جنگ کی وجہ سے بھی تھی اور سب سے بڑی بیروز گاری کی وجہ یہ ہو گی کہ وحدت مغربی پاکستان کی تحلیل ہو گئی ۔ نہ مشکلات ان کے لئے تھیں اور اب بھی وہ کسی حد تک موجود ہیں ۔ میں اس کا اعتراف کرتا ہوں لیکن جو کہنے کی بات تھی جس کی طرف میں ان کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ اب بھی ایک بڑی غلطی کر رہے ہیں اس کی طرف توجہ دیں ۔ جب آپ نے گورنر کانفرنس میں فیصلہ کر لیا کہ بلوچستان میں پنجابی ملازمت نہیں کر سکتا ۔ بلوچستان کا لڑکا پنجاب میں نہیں سکتا ۔ آپ نے عملاً "یہ تسلیم کر لیا اور اگر عملاً نہیں کیا تو دانستہ طور پر یہ آپ سے غلطی ہو گئی کہ آپ نے چار قوموں کے لئے راستہ ہموار کر دیا ہے ۔ یہ بھی ایک وجہ تھی ۔ کچھ تحلیل مغربی پاکستان کی وجہ سے ملازم سرپلس ہو گئے ۔ کچھ بلوچستان سے ساڑھے چھ ہزار ملازم پہنچ گئے ۔ کچھ سندھ سے وہاں پہنچ گئے لیکن جو نا درست بات ہے وہ یہ ہے کہ اس کا جواب آپ کے پاس

کیا ہو سکتا ہے ۔ مثلاً میں انجنیرنگ کی مثال پیش کرتا ہوں کہ ساڑھے تین ہزار کوالیفائیڈ انجنیر اس ملک میں بیکار ہیں ۔ پہلے یہ تناسب ہوتا تھا کہ بیس فی صد اوورسیر اور ۸۰ فی صد کوالیفائیڈ انجینیرز ہوتے تھے ۔ اب صورت حال یہ ہے کہ ۹۰ فی صد اوورسیر ایس ڈی او بنے ہوئے ہیں اور دس فی صد انجنیر ہوتے ہیں ۔ اگر آپ ان کی طرف توجہ فرمالیں گے تو آپ کے بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے ۔ اور بیروز گاری کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا ۔ ہم اس حکومت کی مشکلات سمجھتے ہیں جانتے ہیں اور یہ تجویز جو تابش الوری صاحب کی طرف سے پیش کی تھی آپ اس پر توجہ فرمائیں ۔ آئندہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو روز گار مہیا کئے جائیں ۔ جو لوگ کسی تعلیمی استعداد کے مالک ہیں ان کو بہر حال یہ موقع ضرور فراہم کرنا چاہئے ۔

آپ نے کہا ہے کہ پہلے سرمائے کی بنیاد پر منصوبہ بندی ہوتی تھی ۔ خداوند تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ انسانوں کی استعداد کے مطابق منصوبہ بندی فرمائیں تا کہ ان لوگوں کو اپنی استعداد کے مطابق روز گار مہیا ہو سکے ۔ ان چیزوں کی طرف میں آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا تھا ۔ پھر آپ سے کہتا ہوں کہ خدا کے لئے اس اصول کو بدلو کہ پنجاب کا کوئی آدمی بلوچستان میں ملازم نہیں ہو سکتا ۔ سرحد میں نہیں ہو سکتا اور وہاں کا لڑکا یہاں نہیں پڑھ سکتا یہ بالکل ان بنیادوں پر تحریکیں چل رہی ہیں جن پر بنگال چلا تھا ۔ انہوں نے ایوب خان سے فیصلہ کرایا تھا کہ بنگال میں بنگالی ملازم ہوں گے ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پانچ برس تک آپ بالکل بے خبر رہے کہ بنگال کے اندر کیا ہو رہا ہے ۔ اس حد تک آپ بے خبر رہے کہ مجیب کو کیبنٹ کی میٹنگ کے آدھ گھنٹہ بعد خبر مل جاتی کہ کیا فیصلے ہوئے ہیں لیکن ایوب اور یحییٰ کو پتہ نہیں چلتا تھا ۔

مسٹر سپیکر : علامہ صاحب اس کی کوئی زیادہ relevancy تو نہیں تھی ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! مجھے ایک فقرہ کہنا ہے کہ جس صورت حال کی طرف علامہ صاحب نے اشارہ کیا ہے اب خدا کے فضل سے موجودہ صورت حال میں

تبدیلی آ گئی ہے - وہ صورت حال اب نہیں ہے - اب صوبوں کے درمیان بہتر رابطہ ہے اور بہتر ہوگا -

مسٹر سپیکر : تابش صاحب آپ وہ تحریک پیش نہیں کر رہے جو آپ نے میرے پاس بھیجی ہے کہ آپ کی تحریک استحقاق نمبر ۴۴ کے متعلق مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ فوری طور پر زیر بحث لائی جائے -

سید تابش الوری : جناب والا ! یہ میری تحریک ہے لیکن اس کو آپ کسی وقت بھی رکھ سکتے ہیں - میں چاہتا ہوں اور ہاؤس کی رائے بھی یہی ہے کہ اب اصل ایجنڈے کو شروع کیا جائے -

مسٹر سپیکر : آپ اپنی رائے بتائیں - اگر آپ کی رائے ہو تو پھر میں ایوان کی رائے پوچھوں -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں -

> کہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ تحریک استحقاق نمبر ۴۴ سے متعلق مجلس برائے قواعد و انضباط و استحقاقات کی رپورٹ کو مجلس قائمہ کے پاس دوبارہ غور کے لئے سپرد کیا جائے -

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

> کہ سید تابش الوری رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ استحقاق نمبر ۴۴ سے متعلق مجلس برائے قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ کو مجلس قائمہ کے پاس دوبارہ غور کے لئے سپرد کیا جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : It is refered back to the concerned Committee accordingly. The report to come within two months.

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو ایوان میں پیش کئے گئے)

مسٹر سپیکر : اب ہم غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا حصہ اول شروع کرتے ہیں ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب ۔ کیا میری تحریک التوا آج پیش نہیں ہو گی ؟

مسٹر سپیکر : وہ تو کل dispose of ہو گئی تھی ۔ آپ موجود نہیں تھے ۔

دیوان سید غلام عباس بخاری : وہ آپ نے آج کے لئے رکھ لی تھی ۔ آپ نے نمبر ۵۱۴ لے لی تھی اور ۵۱۳ رہ گئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : تو یہ کل آئے گی ۔ چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔

ملک محمد اعظم : پوائنٹ آف پرولیج ۔ بحیثیت ممبر میرا استحقاق ہے کہ جو ڈاک بھی یہاں بھیجی جائے وہ میرے نام کی ہو لیکن میرے پاس یہ گزٹ آیا ہے ۔ کوئی صاحب مسٹر رفیق احمد شیخ ۔ ایڈوائزر فوڈ اینڈ کوآپریشن ۔ یہ ان کی ڈاک مجھے ملی ہے ۔

مسٹر سپیکر : تو آپ اور کیا چاہتے ہیں ؟

(قہقہہ)

مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء

(مسودہ قانون نمبر ۵۰ بابت ۱۹۷۳ء)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! میں مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون آباد کاری خانہ بدوش قبائل پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کر دیا گیا ہے۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The Report to come within 180 days.

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء

(مسودہ قانون نمبر ۴۶ بابت ۱۹۷۳ء)

میاں خورشید انور : میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں خورشید انور : میں مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) انضباط پنبہ مغربی پاکستان پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is referred to the concerned Standing Committee. The Report to come within 180 days.

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ جناب والا ! آپ یہ فرما دیں کہ بلوں کے نام انگریزی میں لکھے جائیں یا اردو میں لکھے جائیں نام ایک ہی دفعہ کافی ہے ۔ ایک دفعہ اردو میں لکھ کر ان کا ترجمہ انگریزی میں کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ یہ بات خود ہی سمجھا دیں ۔

مسودہ قانون منتخبہ ممبر داری پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳

(مسودہ قانون نمبر ۵۱ بابت ۱۹۷۳)

مسٹر سپیکر : چوھدری محمد یعقوب اعوان ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون منتخبہ ممبر داری پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرنے کی اجازت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون منتخبہ ممبرداری پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء
پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد یعقوب اعوان : میں مسودہ قانون منتخبہ ممبر داری پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : مسودہ قانون منتخبہ ممبر داری پنجاب مصدرہ ۱۹۷۳ء پیش کر دیا گیا ہے ۔

It is refered to the concerned Standing Committee. The Report to come within 210 days.

قرارداد

چھوٹے زمینداروں کو زرعی اصلاحات کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیا جانا (بحث جاری)

مسٹر سپیکر : اب ہم غیر سرکاری کارروائی کا حصہ دوم شروع کرتے ہیں ۔ سردار نصراللہ خان دریشک کی قرار داد پر کچھ ترامیم بھی آ چکی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں ۔ آخری ترمیم ملک مختار احمد اعوان صاحب کی تھی جو اس ایوان میں پیش ہوئی تھی ۔

مسٹر سپیکر : تقریریں کس ترمیم پر ہو رہی تھیں ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : تقریریں نہیں جناب ۔ ابھی اعوان صاحب کی دی گئی ترمیم پر اظہار خیال ہونا ہے یہ پیش ہو چکی ہے اب یہ ایوان کی کارروائی کا حصہ بن چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ ترمیم در ترمیم ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں جناب ۔

مسٹر سپیکر : کیا یہ بیگم ریحانہ سرور کی ترمیم میں ترمیم ہے ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان : جی ہاں جناب ۔

مسٹر سپیکر : کیا شیخ عزیز احمد صاحب کی ترمیم پیش ہو چکی ہے ؟

شیخ عزیز احمد : نہیں جناب ۔

مسٹر سپیکر : رانا پھول محمد خان ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ میرے خیال میں ساری ترامیم اکٹھی پیش ہو جائیں پھر ان پر بحث کا آغاز کر دیں گے ۔ شیخ عزیز احمد ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا ! سب سے پہلے میری ترمیم ہے بعد میں شیخ صاحب کی ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر : آپ کی سب سے پہلے ترمیم ہے تو آپ بحث کا آغاز کریں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : میں نے سمجھا کہ شاید آپ نے جمپ لگا دی ہے ۔

مسٹر سپیکر : یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! یہ طریقہ درست نہیں ہے - پہلے ایک ترمیم بیگم ریحانہ سرور کی پیش ہوئی - اس پر ترمیم در ترمیم آئی اگر ایوان اس پر فیصلہ دے دیتا ہے تو بقیہ ترامیم خود بخود ختم ہو جاتی ہیں اور اگر اس پر ایوان فیصلہ نہیں دیتا تو پھر دوسری ترامیم آئے گی -

مسٹر سپیکر : اصل میں یہ ترامیم ایک دوسرے سے بڑی قربت رکھتی ہیں -

I would like all the amendments to be moved and all the movers to speak on their amendments. After hearing all that has been said by the various movers,

پہلے بیگم ریحانہ سرور کی ترمیم در ترمیم یہاں پیش کی جائے گی اگر اس کے حق میں فیصلہ ہو جاتا ہے تو باقی خود بخود غیر مؤثر ہو جائے گی -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! یہ ایک دوسرے سے بالکل قربت نہیں رکھتیں بلکہ یہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں -

مسٹر سپیکر : یہ بھی ساتھ ساتھ لے لیں گے -

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب ! آج یہ چوتھا نان آفیشیل دن ہے جس میں اس قرارداد پر بحث ہو رہی ہے - آخر آپ کسی قاعدے کے تحت اسے dispose of بھی کریں گے یا صرف اسی بات پر خوش رہیں گے کہ ترمیم در ترمیم در ترمیم ہوتی رہیں اور فیصلہ نہ ہو سکے - ملک مختار احمد اعوان صاحب کی ترمیم آئی ہوئی ہے اس کا فیصلہ کرائیں - وہ اگر ڈراپ ہوتی ہے تو پھر ان کی اصل ترمیم آئے -

مسٹر سپیکر : ملک مختار احمد اعوان صاحب کی ترمیم پر کون کون بولنا چاہتے ہیں ؟

مسٹر محمد حنیف نارو : جناب والا ! وہ تو واپس ہو چکی ہے -

مسٹر سپیکر : کون سی واپس ہو چکی ہے ؟

سید ثابش الوری : جناب ! اعوان صاحب نے پچھلے سیشن میں بحث کے دوران یہ فرمایا تھا کہ وہ اور غالباً خود اس کو واپس لینا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں کچھ نئی تجویز پیش کرنی چاہتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر : کیا سردار صاحب ہیں ؟

میاں منظور احمد موہل : جناب والا ! اس سلسلے میں یہی فیصلہ ہوا تھا ۔

مسٹر سپیکر : وہ واپس ہی نہیں ہوئی منظور احمد موہل کے علاوہ بھی کوئی بولیں گے ؟ سردار صغیر احمد آپ بھی بولیں گے ؟

سردار صغیر احمد : میں بھی تھوڑی سی عرض کروں گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ۔ میں بھی بولوں گا ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : جناب والا ! اس موضوع پر میں بھی کچھ عرض کروں گا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب والا ! میں بھی اس پر بولوں گا ۔

مسٹر سپیکر : جی ہاں ۔ رانا پھول محمد خان ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ سید ناظم حسین شاہ ۔ چوھدری محمد یعقوب اعوان تقاریر کریں گے لک صاحب آپ بھی بولنا چاہتے ہیں ؟

چوھدری امان اللہ لک : جی ہاں جناب ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! ہم تو پہلے بولیں گے ؟

مسٹر سپیکر : آپ کس طرح پہلے بولیں گے ؟

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! ترمیم پیش کرنے والے کو پہلے موقعہ دیا جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : نہیں ۔ ترمیم در ترمیم پہلے نہیں آئے گی ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : اسی بحث میں ایوان کا وقت ختم ہو جائے گا ۔

Mr. Speaker : She has moved an amendment in the resolution moved by Sardar Nasrullah Dreshak.

میاں منظور احمد موہل : ترمیم میری ہے ، انہوں نے ترمیم در ترمیم پیش کی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : اب اعوان صاحب کی ترمیم در ترمیم پر جو صاحب بولنا چاہتے ہوں ، ان کو آپ موقع دیں ۔

مسٹر سپیکر : مسٹر منظور احمد موہل آپ کتنا وقت لیں گے ۔

میاں منظور احمد موہل : پانچ چھ منٹ جناب والا ! اس معزز ایوان میں سردار نصراللہ خان دریشک کی قرار داد زیر بحث ہے جس میں انہوں نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ چھوٹے زمینداران کو جن کی ملکیت پچیس ایکڑ تک ہے زرعی اصلاحات کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ جناب والا ، اس میں میں نے ترمیم پیش کی تھی کہ پچیس ایکڑ کی بجائے ساڑھے بارہ ایکڑ ثبت کئے جائیں ۔ جناب والا ! اس کے بعد یہاں پر مختلف ترامیم پیش ہوئیں ۔ بیگم ریحانہ سرور نے ایک ہزار یونٹ اور مختار اعوان صاحب نے ساڑھے بارہ سو یونٹ تک کا ذکر کیا ہے ۔ میں ان ترامیم کی پر زور مخالفت کرتا ہوں ۔ کیونکہ Produce index unit جو اس وقت ہمارے ملک میں لاگو ہیں اور مختلف حصوں میں جو قابل استعمال ہیں وہ Produce index unit ۱۹۴۷ء میں مختص کئے گئے تھے ۔ ۱۹۴۷ میں جب پاک و ہند کی تقسیم ہوئی اور یہاں پر الاٹمنٹ شروع ہوئی تو اس وقت مختلف علاقوں میں حد بندی مقرر کر دی گئی تھی اور اس بنیاد پر یونٹ مقرر کیے گئے تھے جو کہ ۱۹۳۵ میں بندوبست ہوا تھا ۔ جناب والا ! اس وقت کی زمین کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے جو Produce index unit مقرر کیے گئے تھے آج کے حالات ان سے بالکل مختلف ہیں ۔ مثال کے طور پر ان دنوں جو زمین آباد تھی اس کے یونٹ

زیادہ رکھے گئے ، لیکن آج وہ سیم زدہ ہو چکی ہے اور وہ ناقابل استعمال ہے۔ اس طرح جو زمین بنجر تھی وہ اب آباد ہو چکی ہے۔ جناب والا ، یونٹ کی اگر تخصیص رکھتی ہے تو میری یہ پر زور submission ہے کہ اس کی از سر نو تشخیص کی جائے ، assesment کی جائے تاکہ رقبے کی جو موجودہ صورت حال ہے اس کے متعلق صحیح صورت حال کا ہمیں علم چل سکے اور اس کے مطابق یونٹ کی تخصیص کر دی جائے۔

میں نے ساڑھے بارہ ایکڑ کی جناب والا جو حد بندی مقرر کی ہے اس کا مطلب ہی یہی ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی نے جہاں مزارعین کے حقوق کے لئے جد و جہد کی تھی وہاں پر انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ ہم چھوٹے مالکان ، جو زمیندار ہوں گے ، ان کے حق میں بھی کافی حد تک جد و جہد کریں گے۔ جناب والا۔ اس سلسلے میں چونکہ ہمارے منشور میں یہ ہم نے وعدہ کیا ہوا ہے کہ چھوٹے زمیندار اب ہم نے مزارع کے لیول پر تصور کرتے ہیں ، بارہ ایکڑ کی حد تک جو زمین ہے وہ میں سمجھتا ہوں زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دی جائے۔ لیکن اگر یونٹ مقرر کرتے ہیں جناب والا ، تو ساڑھے بارہ سو یونٹ یا ایک ہزار یونٹ بہت زیادہ ہیں ، کیونکہ جو علاقہ بہاول پور کا ہے ، یا ریگستانی ہے وہاں پر ایکڑ کے چار یونٹ بھی ہیں ، ۹ یونٹ بھی ہیں۔ اس طرح ان علاقوں میں تقریباً تین چار مربعے تک زمین زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ ہو جائے گی۔ اور اس طرح سے وہ غریب مزارعین جن کو ہم زمین تو نہیں دے سکے لیکن زرعی اصلاحات کی موجودگی میں ہم نے ان کو بیج ، آبیانہ اور اس طرح کی جو مراعات دی ہیں ، وہ بھی ختم ہو کر رہ جائیں گی۔ لہذا میں معزز ایوان کی خدمت میں یہ پر زور سفارش کروں گا کہ بارہ ایکڑ کی حد تک مستثنیٰ قرار دیا جائے۔ اس سے زیادہ یونٹ وغیرہ کے چکر میں ہمیں نہیں جانا چاہیے ، اور اگر جانا بھی چاہیے تو از سر نو ان کی تشخیص کی جائے تاکہ اچھی زمین کے اچھے یونٹ ہوں اور جو اس وقت بری زمین ہے اس کے برے یونٹ ہوں۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : Sir, I move.

That the question may be now put.

رانا پھول محمد خان : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا ! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر : تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ اب استصواب رائے کر لیا جائے

میرے خیال میں فیصلہ "نہیں" والوں کے حق میں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : فیصلہ "ہاں" والوں کے حق میں ہے ۔ ڈویژن ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : ڈویژن کس چیز کی ہو رہی ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب کہہ رہے ہیں کہ "ہاں" والوں کی اکثریت ہے ۔

سردار صغیر احمد : پوائنٹ آف آرڈر ۔

مسٹر سپیکر : جب گھنٹی بجنے لگے تو پوائنٹ آف آرڈر وغیرہ نہیں ہوتا ۔ اب گنتی کے بعد بھی پوائنٹ آف آرڈر ہوگا ۔ یہ ملک مختار احمد اعوان صاحب کی ترمیم پر ووٹنگ ہو رہی ہے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : جناب سپیکر ، یہ چونکہ بڑی اہم ترمیم ہے ۔ لہذا اس پر استصواب رائے سے پہلے مکمل بحث ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : آپ غالباً موجود نہ تھے یا آپ نے خیال نہیں کیا ۔ یہ استصواب رائے نہیں ہو رہا ۔ فاضل اراکین اس بات پر رائے دے رہے ہیں کہ اس پر بحث جاری رکھی جائے یا بند کر دی جائے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی : جاری رکھی جائے ۔

Mr. Speaker : No conversing is permitted if division has been allowed.

وزیر خزانہ : جناب والا ! اگر مسئلہ یہ ہے کہ اس قرار داد کے بارے میں بحث جاری رکھی جائے تو اس صورت میں تو ڈویژن ہو سکتی ہے ۔ لیکن دوسری صورت میں میری یہ رائے ہوگی ، میری یہ آپ سے گذارش ہوگی کہ آپ ممبران کو ، ان کی جو رائے ہے ، اس پر بولنے کا حق دیں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ اس پر بحث ہونی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر : اگر ممبران اس بات کے حق میں فیصلہ دے دیں کہ اس پر بحث ہونی چاہیے تو پھر بحث چلے گی ۔ میں نے سوال دوبارہ پڑھنا ہے اگر اس کے بعد ڈویژن کلیم کی گئی تو پھر دوسری مرتبہ سوال پیش کیا جائے گا ۔ پھر ڈویژن کلیم کی گئی تو پھر ڈویژن ہوگی ۔

مسٹر سخاوت علی خان : فیصلہ اکثریت کے ساتھ ہو تو پھر ڈویژن اس پر نہیں ہونی چاہیے ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : کیوں نہیں ہونی چاہئے ۔ ضرور ہونی چاہئے بحث ختم ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر : اب سوال یہ ہے :

کہ اب استصواب رائے کر لیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! کس پر استصواب رائے کر لیا جائے ؟

مسٹر سپیکر : مسٹر مختار احمد اعوان کی ترمیم زیر بحث تھی ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نے یہ تحریک پیش کی that the question be now put میں نے اس پر ایوان کی رائے لی ہے ۔

اب سوال یہ ہے :

کہ استصواب رائے کر لیا جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

حاجی محمد سیف اللہ خان : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں اس امر میں جناب سے وضاحت چاہوں گا کہ کیا کوئی قاعدہ ایسا ہے کہ ایک مسئلے کے لیے آپ ڈویژن کا فیصلہ فرما دیں ۔ گھنٹیاں بجیں اور اس کے بعد گھنٹیاں بند ہو جائیں اور دوبارہ question put ہو ۔ کوئی مثال یا قاعدہ ایسا ملتا ہے ۔

مسٹر سپیکر : حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ یہی طریقہ ہے یہی ضابطہ ہے اور یہی ہوتا ہے کہ گھنٹیاں بجتی ہیں ۔ دو مرتبہ پہلے بھی ایسا ہوا ہے ۔ اب تو تجربہ میں یہ بات ہے ۔ یہی ہوتا ہے کہ گھنٹیاں بجتی ہیں پھر دوبارہ سوال پیش کیا جاتا ہے پھر اس پر voice voting ہوتی ہے ۔ اس میں ڈویژن کی demand repeat کی جائے تو پھر ڈویژن ہوتی ہے ۔ اور فاضل اراکین جو پہلے اسمبلی کے رکن رہ چکے ہیں وہ اس بات کی تائید کریں گے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

سردار صغیر احمد : جناب والا ! اصل قرار داد میں صرف ۲۵ ایکڑ کا لفظ استعمال کر کے بات جو ہے وہ مجمل کر دی گئی تھی ۔ چونکہ پنجاب کی زمین ایک جیسی نہیں ہے کہیں بارانی ہے ۔ کہیں نہری ہے ۔ اور کہیں چاہی تو کہیں سیلابی ہے ۔ اور پھر زمین کی قسم کا بھی فرق ہے ۔ کہیں سیم ہے اور کہیں تھور ہے اور کہیں زرخیز ہے ۔ اگر ہم ۲۵ ایکڑ کا لفظ اس قرارداد میں برقرار رکھیں اور اس میں بیگم صاحبہ کی ترمیم منظور کر لیں تو نہایت مستحسن ہے ۔

مسٹر سپیکر : امنڈمنٹ زیر بحث نہیں ہے ۔ اس وقت ترمیم در ترمیم زیر بحث ہے ۔ ذرا اس کا خیال رکھیں ۔

سردار صغیر احمد : اس میں پروڈیوس انڈکس پوائنٹ کا تعین کیا گیا ہے کہ یہ ساڑھے بارہ ایکڑ ہو ۔ یا ایک ہزار پروڈیوس انڈکس کا ہونا نہایت ہی لازمی ہے ۔ کیونکہ زمین کی قسمیں یا اس کی افادیت پنجاب میں مختلف علاقوں میں مختلف ہے ۔ میرے بھائی میاں منظور موہل نے ایک بات میں سمجھتا ہوں کہ محض تذبذب میں

کی ہے کہ یہ پروڈیوس انڈکس یونٹ ۱۹۴۷ء میں قائم کیے گئے تھے اور اس کے بعد بہت ساری زمینیں آباد ہو گئی ہیں ۔ شاید انہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ پروڈیوس انڈکس یونٹ قسم وار تھے اور جو زمین غیر آباد تھی اس کے پروڈیوس انڈکس یونٹ تھوڑے تھے ۔ مگر آج زمین آباد ہو گئی ہے تو اس کے پروڈیوس انڈکس یونٹ کو بھی موجودہ قسم کے مطابق بدلا گیا ہے ۔ اس لیے پروڈیوس انڈکس یونٹ کو آپ یہ تو کر سکتے ہیں کہ اگر وہ کم تھے تو سارے کے سارے اب دوبارہ تعین کر لیں یا پھر یہ بات غلط ہے کہ ایک زمین کی قسم بدل گئی ہے ۔ اس لیے اس کے پروڈیوس انڈکس یونٹ وہ نہیں ہیں جو پہلے تھے ۔ زمین کی قسم بدلنے کے ساتھ پروڈیوس انڈکس یونٹ جو ہیں یہ بھی بدل جاتے ہیں ۔

جناب والا ! یہاں زرعی ماہرین نے پنجاب میں یہ تعین کیا ہے کہ یہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین اس صوبے کا گزارہ یونٹ ہے ۔ اس لیے یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی شخص ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک ہے تو اس پر کسی قسم کی قدغن نہ لگائی جائے ۔ اگر ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالک سے آپ ایسے ٹیکس یا ایسی چیزیں لیتے ہیں جو وہ ادا نہیں کر سکتا تو یہ اس کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔ مثال کے طور پر زرعی اصلاحات کے ضابطے ہیں یہ غلطی رہ گئی ہے کیونکہ اس میں گزارہ یونٹ کے مالکان کو ان شرائط اور پابندیوں سے آزاد نہیں کیا جو ان کے لیے نہایت ہی ناروا اور نا واجب ہیں ۔ مثال کے طور پر یہ لازمی قرار دیا گیا ہے کہ وہ مزارع کو یہ بیج مہیا کرے گا اور یہ کہ وہ ابیانہ کا معاوضہ بھی حکومت کو خود ادا کرے گا ۔ قطع نظر اس کے کہ مزارع اسے دے یا نہ دے ۔ اس کے علاوہ اس پر اور بہت سی پابندیاں لگا دی گئی ہیں ۔ جہاں تک ان پابندیوں کا تعلق ہے وہ بڑے زمینداروں پر نہایت بجا نہایت ضروری اور نہایت مناسب ہیں ۔ بلکہ وقت کا تقاضا تھا ۔ لیکن جہاں تک چھوٹے زمیندار اور غریب زمیندار کا تعلق ہے جن کی زمین صرف ساڑھے ۱۲ ایکڑ ہے ان پر اس قسم کی پابندی لگانا میں سمجھتا ہوں ان کے لیے مناسب نہیں بلکہ ساڑھے

بارہ ایکڑ کی جو آمدنی ایک مزارع ایک مالک کو دیتا ہے اگر اس میں سے ہم یہ تمام چیزیں نکال دیں تو اس کے بعد یقین جانیں کوئی چیز مالک کے پاس نہیں بچتی ۔ بلکہ اسے کچھ نہ کچھ گھر سے دینا پڑتا ہے ۔

جناب والا ! ان ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالکان میں ایسی بیوائیں بھی ہیں جن کے خاوند موجود نہیں ہیں ۔ بچے چھوٹے چھوٹے ہیں اور وہ خود کاشت نہیں کر سکتے ۔ ایسے یتیم ہیں کہ ان کا کوئی وارث نہیں ہے اور ان کا کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ وہ اس زمین کو خود کاشت کر سکیں ۔ ایسے اپاہج لوگ بھی ہیں جو اپنے ہاتھ سے کام نہیں کر سکتے ۔ پنجاب میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جن کی زمین نہایت تھوڑی ہے زیادہ نہیں ہے ۔ بڑے زمینداروں کی تعداد جو ہے چھوٹے مالکان سے کہیں کم ہے ۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس طبقے کا خاص طور پر خیال رکھا جائے ۔ یہ جو بنیادی طبقہ غریب طبقہ ہے اس کا خیال رکھنا نہایت ہی ضروری اور لازمی ہے ۔

جناب والا ! اگر ہم اس ملک میں ایسا معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں کہ جس میں نہ غریب باقی رہے اور نہ مفلسی باقی رہے تو اس کے لیے ضروری ہے کہ اس طبقے کو جو مڈل کلاس میں تو نہیں آتا لیکن مڈل کلاس سے ذرا لوئر مڈل میں ہے اسے پریشان اور تنگ نہ کریں ۔ ہم تو چاہتے ہیں کہ باقی معاشرہ کو بھی کم از کم ان کے ساتھ لے آئیں ۔ اس لیے ضروری ہے کہ جو پابندیاں زرعی اصلاحات کے تحت نافذ کی گئی ہیں وہ چھوٹے مالکان سے اٹھا لی جائیں ۔

جناب والا ! اس ترمیم میں ایک بات یہ بھی کہی گئی ہے کہ زرعی ضابطے کی ان پابندیوں کو واپس لیا جائے کیونکہ جب آپ نے نئے مالکان کو ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی ہے اور انہیں یہ حق دیا ہے کہ وہ اپنی زمین کو خود کاشت کر سکتے ہیں ۔ تو جو پرانے مالکان ہیں ان کو کیوں حق نہیں دیتے کہ اگر وہ اپنی زمین خود کاشت کرنا چاہتے ہیں تو اپنے مزارع سے واپس لے کر خود کاشت کر سکیں ۔

ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک جو ہے کسی صورت میں بھی بڑا لینڈ لارڈ نہیں ہے وہ تو اپنی زمین خود کاشت کر سکتا ہے لیکن دوسرا کیوں نہیں کر سکتا ۔ اور پھر ایک آدمی ملازمت میں ہے وہ اپنی زمین خود کاشت نہیں کر سکتا اور اب وہ ملازمت سے فارغ ہو کر گھر آیا ہے اور وہ کام کرنا چاہتا ہے تو اسے یہ حق دینا چاہیے کہ وہ مزارع سے زمین واپس لے کر خود کاشت کر سکے ۔ تو اس لیے میں اپیل کروں گا کہ آپ وہ ان پابندیوں کو ختم کر دیں اور ساڑھے بارہ ایکڑ کے مالک پر کسی قسم کی بھی قدغن نہیں ہونی چاہیے ۔ اگر ساڑھے بارہ ایکڑ کا مالک اپنے مزارع کو بے دخل کرنا چاہتا ہے تو اسے پورا حق ہونا چاہیے اور کسی قسم کا ناجائز مطالبہ اس پر نہیں ہونا چاہیے ۔ وما علینا الابلاغ ۔

چوہدری جمیل حسن خان منج : جناب سپیکر! ساڑھے بارہ ایکڑ یا ایک مربع اراضی اس سے مستثنیٰ ہونی چاہیے ۔ سوال آپ کے سامنے یہ پیش ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ اراضی کے جتنے مالکان ہیں ان کو مستثنیٰ کیا جائے کیونکہ ساڑھے بارہ ایکڑ میں نہ مزارع اپنی اقتصادی حالت کو بحال رکھ سکتا ہے ۔ نہ ان کے بچوں کی تعلیم ہو سکتی ہے نہ مالک کے بچوں کی تعلیم ہو سکتی ہے ۔ نہ وہ اپنے بچوں کی صحت یا اور کسی قسم کی ضروریات کو پورا کر سکتے ہیں ۔

جناب والا ! جہاں تک ایک مربع اراضی کا تعلق ہے میں یہ بھی کہوں گا کہ موجودہ حالات کے مطابق ایک مربع بھی بہت کم ہے کم از کم دو مربع اراضی ہونی چاہیے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ میکنائزڈ فارمنگ کی طرف گامزن ہے ۔ میکنائزڈ فارمنگ کے لیے اگر دو مربع کا ایک یونٹ ایک مالک کا ہو تو اس کو مستثنیٰ کیا جائے ۔ تین مالکان ایک ٹریکٹر کا یونٹ بنا سکتے ہیں ۔ اگر ساڑھے بارہ بارہ ایکڑ کے مالکان کو یونٹ بنانے دیا جائے تو اس سے اتنے لوگ بیکار ہو جائیں گے کہ جن کا شمار نہیں ۔ جتنے زیادہ مالکان ہوں گے اتنے ہی کوآپریٹو فارمنگ کی sense ختم ہو جائے گی اور وہ پوری طرح co-operate نہیں کر سکیں گے ۔

جتنے کوآپریٹو فارمنگ میں مالکان کم ہوں گے وہ زیادہ سے زیادہ اکنامیکل ہوگا۔ ہر لحاظ سے اسے efficiently operate کر سکتے ہیں۔ لہذا میں یہ استدعا کروں گا کہ نہ ایک مربع ہو نہ ساڑھے بارہ ایکڑ ہوں بلکہ کم از کم دو مربعے ہوں تاکہ اس سے ہر زمیندار کی اور ہر مزارع کی اقتصادی حالت بحال رہ سکے۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) (پی پی ۱۸۴ حلقہ خواتین نمبر ۴) : جناب سپیکر میں یہ ضروری سمجھتی ہوں کہ زرعی زمین کا تعین کرنے کے لیے نہ صرف ایکڑ کے حساب سے زمین کا تعین کیا جائے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ پروڈیوس انڈکس یونٹ کو بھی شامل کیا جائے۔ جناب والا! میں یہ سمجھتی ہوں کہ زرعی اصلاحات سے ساڑھے بارہ ایکڑ یا ایک ہزار پروڈیوس انڈکس یونٹ مستثنیٰ قرار دیا جانا ضروری ہے اس لیے کہ بعض علاقے ایسے ہیں مثلاً لائل پور کی زمین کا مقابلہ آپ ڈیرہ غازی خان کے علاقے سے نہیں کر سکتے۔ پنجاب میں کسی جگہ بنجر زمین ہے۔ کسی جگہ بارانی زمین ہے۔ کسی جگہ نہری زمین ہے ہر ایک زمین کا ایک جیسا معیار نہیں ہے۔ لہذا ہم نہیں چاہتے کہ اپنے غریب عوام کے اوپر کوئی ایسا بوجھ ڈالیں جو یہ برداشت نہ کر سکیں۔ اس لیے میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں چاہیے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ یا ایک ہزار پروڈیوس انڈکس یونٹ تک جو زمین ہے وہ غریب کسانوں کے لیے مستثنیٰ قرار دی جائے۔ زرعی اصلاحات میں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے آبیانہ اور بیج بھی مالک کو دینا پڑتا ہے۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کوئی اتنا خاص رقبہ نہیں ہے کہ مالک اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پال سکے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے بچوں کی تعلیم بھی جاری رکھ سکے اور دیگر اخراجات کو برداشت کر سکے۔ اس طرح سے میں سمجھتی ہوں کہ جب انسان ذہنی طور پر مطمئن نہیں ہوتا تو اس سے کچھ جھگڑے بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ کچھ لڑائیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ اس طرح سے آپس میں لڑائی ہونے کا امکان ہے۔ کیونکہ جب تک انسان ذہنی طور پر پر سکون نہیں ہوگا۔ جب تک انسان کو اپنے اور اپنے بیوی بچوں کے لیے مناسب

روزی نہیں ملے گی تو کس طرح سے کام کر سکتا ہے ۔ لہذا ضروری ہے کہ اس رقبہ کو زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دے کر اپنے غریب عوام کے دلوں کی صحیح ترجمانی کی جائے کیونکہ ہم یہ نہیں برداشت کر سکتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ! اس کے ساتھ ساتھ جرائم کے بڑھنے کا بھی خطرہ اس لیے پیدا ہو گیا ہے کہ جب انسان بھوکا ہوگا تو ظاہر ہے وہ چاہے گا کسی کی گندم چرا کر کھا لے اور اپنے بچوں کا پیٹ پالے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

چوہدری امان اللہ لک : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! گذارش ہے کہ آپ بعض اوقات جب مروت کرنے پر آتے ہیں تو ساون کے بادلوں کی طرح رحمت کرتے جاتے ہیں ۔ (قہقہہ) relevancy کے متعلق آپ مجھے تو ہر وقت فرماتے ہیں ۔ مگر کہاں جرائم اور دفعہ ۳۰۲ اور کہاں ساڑھے بارہ ایکڑ پروڈیوس انڈکس یونٹ ۔

مسٹر سپیکر : اس میں بڑی relevancy ہے ۔ چوہدری صاحب ان کا یہ حصہ بڑا relevant ہے ۔ ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ چھوٹے مالک اور ان کے جو مزارع ہیں ان کے درمیان بڑے لینڈ لارڈ اور ان کے مزارع کے مقابلہ میں بہت زیادہ کشمکش ہے اور زیادہ شدید ہے ۔

This is the point which she was trying to make out.

ملک اللہ دتہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب کی وساطت سے میں بیگم صاحبہ کی خدمت میں عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو انہوں نے فرمایا ہے اگر ان کو بے دخل کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو جرائم بڑھیں گے ۔ کیا یہ وضاحت فرما سکتی ہیں جب یہ بے دخل ہوں گے جو اس وقت وہاں کاشت کر رہے ہیں تو وہ جرائم کریں گے اور جو پہلے خود کاشت نہیں کر رہے وہ کاشت کریں گے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : Begum Rehana Sawar is in possession of the House.

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب سپیکر ! بے دخلی کے متعلق تو میں نے کچھ نہیں کہا ۔ میں نے اتنا کہا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ یا ایک ہزار پروڈیوس انڈکس یونٹ کی جو زمین ہے اس کو زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔ بے دخلی کا میں نے ذکر ہی نہیں کیا ۔ شائد ملک اللہ دتہ صاحب سوئے ہوئے ہیں ۔

(قہقہہ)

ملک اللہ دتہ : جرائم کا سوال پیدا ہوتا ہے جو بیکار ہوگا وہ جرائم کرے گا ۔ وہ کہاں سے روٹی کھائے گا ۔

مسٹر سپیکر : ملک صاحب کیا آپ بھی اس بحث میں حصہ لیں گے ۔

ملک اللہ دتہ : ضرور لوں گا ۔

مسٹر سپیکر : آپ نے اپنا نام نہیں لکھایا ۔ بیگم ریحانہ سرور آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

کرنل محمد اسلم خان لیازی : جناب والا ! شاید میرا نام رہ گیا ہے ۔ میرا نام بھی لکھ لیں ۔

(قطع کلامیاں)

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! میں اپنا نکتہ زیادہ واضح طور پر بیان کرنا چاہتی ہوں ۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ یا ایک ہزا پروڈیوس انڈکس یونٹ جس کے پاس اراضی ہوگی تو اس کسان کو اس مالک اس زمین میں سے بیسے نکال کر مزدوری بھی دینی ہے ۔ اس نے آبیانہ بھی دینا ہے ۔ اس نے بیج بھی دینا ہے ۔ کیونکہ یہ چھوٹا رقبہ ہے اس لیے یہ تمام چیزیں پوری نہیں ہو

سکتیں - ہم چاہتے ہیں کہ چھوٹے زمینداروں کا تحفظ ہو - اس لیے چھوٹے زمینداروں کے تحفظ کے لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے - میں نے کہیں نہیں کہا کہ آپ چھوٹے زمینداروں کو نکالیں (نعرہ ہائے تحسین)

(قطع کلامیاں)

جناب والا ! میں آپ سے متفق ہوں - ہماری پارٹی کا نعرہ بھی یہی ہے - "جیڑا واہے اوی کھاوے" ٹھیک ہے - لیکن یہ بھی تو انسان ہے جس کی ساڑھے بارہ ایکڑ زمین ہے اور وہ کاشت کرتے ہیں - ایسے بھی لوگ ہیں جو خود کاشت کرتے ہیں - جن کے بچے کاشت کرتے ہیں -

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order.

سردار صغیر احمد : ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمیں بھی کاشت کرنے کا موقع دیا جائے -

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! میری یہ ترمیم چھوٹے کاشتکاروں کے تحفظ کے لیے ہے لہذا اب اسے قبول فرمائیں - شکریہ -

مسٹر سپیکر : مخدوم زادہ سید حسن محمود - اس کے بعد رانا پھول محمد خان - پھر سید ناظم حسین شاہ اور ان کے بعد دیگر اراکین -

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ ریزولیوشن talk out ہو جائے گا اور اس پر رائے شماری نہیں ہو سکے گی -

مسٹر سپیکر : میں نے اس سے پیشتر بھی سوال ہاؤس کے سامنے put کیا تھا -

حاجی محمد سیف اللہ خان : آج بھی آپ اپنے اختیارات استعمال کریں کہ جب تک اس ریزولیوشن کا فیصلہ نہ ہو یہ ہاؤس بیٹھا رہے تاکہ قصہ ختم ہو ۔ چار دن اس پر متواتر صرف ہو چکے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! کیا مجھے بولنے کی اجازت ہے ؟

مسٹر سپیکر : ہاں جی میں نے آپ کو call کیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر ! ہمارے ملک میں ایک نیا آئین ایک نیا اور مستقل آئین منظور ہو چکا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order please.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اور ہمیں خوشی ہے کہ اس میں ایسی چیزوں کی ضمانت دی گئی ہے کہ ایک تو ملک کا دین اسلام ہوگا اور دوسرا یہ کہ کوئی قانون اسلام کے خلاف نہ ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : مخدوم صاحب اگر ذرا آپ ایک منٹ توقف کریں تو میں ہاؤس سے رائے لے لوں ۔ کیا آج ساڑھے پانچ بجے ہم دوسرا سیشن نہ کر لیں ؟

آوازیں : کورم نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر : تقریباً تقاریر کے لیے ۲۷ نام ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! آپ اندازہ فرمالیں گے یہ ریزولیوشن ہے ۔ آپ نے land acquisition bill ختم کرکے پرنسپلز تک allow نہیں کئے ۔ آج نان آفیشیل قرار داد پر پانچواں روز ہے اور یہ ہے بھی نان آفیشیل ۔ یہ بھی نہیں کہ اگر ہاؤس پاس کرے تو حکومت پابند ہو جاتی ہے ۔ میں حیران ہوں کہ

باقی قراردادوں کو by pass کرنے کے لیے یہ حربہ استعمال ہو رہا ہے کہ ۵ لاکھ آفیشیل ڈیز اس پر خرچ ہو رہے ہیں ۔ میں گذارش کرتا ہوں جناب والا ! کہ آپ اس کو ختم کرالیں ۔ اس پر ووٹنگ کرا لی جائے ۔ ہاؤس اس کو مسترد کرتا ہے تو اسے کرنے دیں ۔

مسٹر سپیکر : آپ کو اور مجھے ایک طریقہ کار اختیار کرنا چاہیے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد : جناب والا ! آپ question put کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جس طرح ہمیں مجبور کیا کرتے ہیں کہ جب تک یہ قرار داد پاس نہ ہو ہاؤس کا وقت بڑھا دیا جائے ۔ تو یہ آپ کے اختیار میں ہے ۔ آپ بھی ایسا کریں ۔

مسٹر سپیکر : میں نے اسی لیے سیکنڈ سیشن کا پوچھا تھا ۔

وزیر قانون : جناب والا ! جیسا کہ آپ جانتے ہیں اور معزز اراکین بھی اس سے واقف ہیں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے اس لیے ہوتا ہے کہ تمام فاضل اراکین کو بولنے کا موقع دیا جائے اور فاضل اراکین اپنے خیالات کا اظہار فرما لیں ۔ اس دن بولنے کا موقعہ زیادہ ہوتا ہے ۔ مختلف نظریات ہوتے ہیں اور وہ اپنے خیالات کا اظہار کرنا چاہتے ہیں ۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا ۲۵ نام لسٹ پر موجود ہیں ۔ تو میں نہیں چاہتا کہ ان فاضل اراکین کی دل شکنی کی جائے اور اگر حاجی صاحب مصر ہیں تو پھر میں تجویز کرتا ہوں کہ ہفتہ اور اتوار کو بھی اجلاس رکھ دیا جائے ۔ اور اسی پر بولا جائے ۔

مسٹر سپیکر : یہ غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے لئے نہیں ہو سکتا ۔ البتہ آج سیکنڈ نشست ہو سکتی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب سپیکر ۔ ان کے ذمے نان آفیشیل ڈے بقایا ہے وہ دے دیں وہ بقایا ہے وہ ایک قرضہ ہے ۔ وہ کل کا دن نان آفیشیل ڈے پر رکھیں ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : The House is called to order please.

مخدوم زادہ سید حسن محمود : چونکہ ہمارا نیا دستور نافذ ہو چکا ہے ۔ اس میں اسلام کو مذہب قرار دیا گیا ہے اور یہ بھی پابندی لگائی گئی ہے .....

وزیر قانون : پوائنٹ آف آرڈر ۔ مخدوم صاحب نے کہا ہے کہ نافذ ہو چکا ہے مگر ابھی تو وہ پاس ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر : پاس ہو چکا ہے ہر آدمی جانتا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک : اگر آپ زندہ رہے تو وہ نافذ نہیں ہوگا ۔

وزیر قانون : جب نافذ ہوگا تو مخدوم زادہ صاحب کو پتہ چلے گا نافذ ہو گیا ہے ۔ اس میں اس چیز کی ضمانت دی گئی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : آپ کو بھی پتہ چلے گا کہ کوئی قانون خلاف قرآن و سنت نہیں بنائے جائیں گے ۔ وہی چیز لاگو ہوتی ہے قراردادوں پر ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد اور یہ ترمیم غیر شرعی ہے ۔ جہاں اسلام ملکیت کا تحفظ کرتا ہے وہاں اسلام مزارع کو پورا تحفظ دیتا ہے چاہے وہ ۱۰/۱۲/۶ ایکڑ میں ہو ۔ تو میں اس ترمیم کی مخالفت کرتا ہوں ۔ میرے نزدیک مزارع اس زمین کا اتنا ہی حقدار ہے جتنا کہ مالک بلکہ مزارع زیادہ حقدار ہے ۔ اس سے آپ ایسی problem کھڑی کر دیں گے کہ بے دخلیاں شروع ہو جائیں گی ۔ آپ نے ۱۲/۱۲ ایکڑ کا وعدہ کیا ہوا ہے کیا آپ ان کو بے دخل کر دیں گے ۔

وزیر خزانہ : پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ! میں آپ کی وساطت سے ایک بات انتہائی واضح طور پر بتانا چاہتا ہوں کہ جب یہ تجویز ہمارے اراکین کی طرف سے آ رہی ہے تو اس میں حاشا وکلا کوئی ایسی بات نہیں ۔ یہ قرار داد اگر مرکزی حکومت تسلیم کر لے تو یہ بھی ہوگا کہ اب ساڑھے بارہ ایکڑ کے جو چھوٹے زمیندار ہیں وہ اپنے مزارع کو نکال سکیں گے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ یہ بات یہاں ملک اللہ دتہ صاحب نے محسوس کی اور اسی بات کا مخدوم زادہ صاحب ذکر فرما رہے ہیں ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ قرار داد کا مقصد یہ ہے کہ بیج اور پانی کے معاملے میں جو رقم ادا کرنی پڑتی ہے وہ چھوٹے زمینداروں کی بجائے وہ مزارع ادا کرے گا جیسے وہ پہلے ادا کرتا تھا باقی یہ کہ وہ نکال دیں گے ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے ۔ اس لئے جب یہ کہا جاتا ہے کہ زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دیا جائے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ان لوگوں کو اجازت ہو گی کہ وہ اپنی زمین کو تقسیم در تقسیم کر سکیں گے ۔ ان پر باقی تمام قوانین جو زرعی اصلاحات کے تحت نافذ کئے گئے ہیں ۔ ان پر اطلاق ہوگا ۔ ان پر عمل ہوگا ۔ صرف ان کو پانی اور بیج کے خرچ سے مستثنیٰ قرار دیا جائے گا ۔

چوھدری امان اللہ لک : پیشتر اس کے کہ مخدوم زادہ صاحب تقریر فرمائیں میں یہ چاہوں گا کہ اس قرار داد میں جس میں ہم ترمیم کر رہے ہیں اور اتنا وقت دے رہے ہیں اس کی وضاحت کر دی جائے ۔ بالکل اس میں ایک نیا فلسفہ بیان کیا گیا ہے ۔ انہوں نے یہ بیان جوش میں فرما دیا ہے ۔ ذرا اس کی وضاحت فرما دیں ۔

چوھدری محمد یعقوب اعوان : اگر زرعی اصلاحات سے مستثنیٰ قرار دیا گیا تو پھر مزارعین کی بیدخلی ہو سکے گی کیونکہ تحفظ جو ہے وہ زرعی اصلاحات میں مزارعین کو دیا گیا ہے ۔ اگر اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ۔ تو وہ تحفظ جاتا رہے گا ۔

سید ناظم حسین شاہ : جناب سپیکر ! میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بیدخلی کا قانون علیحدہ ہے اور بیدخلی کے لئے مالکان کو باقاعدہ کورٹ میں جانا پڑتا ہے ۔ تب وہ کسی مزارع کو بیدخل کرا سکتے ہیں ۔ جیسے کہ حنیف رامے صاحب نے فرمایا ہے ان کا مطلب یہ ہے کہ غریب کاشتکار کو جو اس ملک میں رہتا ہے اس پر مزید ٹیکس کا بوجھ نہ ڈالا جائے بلکہ پانی کھاد اور بیج کے خرچ سے مستثنیٰ قرار دے دیا جائے ۔ رامے صاحب کا اور ہمارا بھی یہ مطلب ہے ۔

مسٹر سپیکر : ایوان کا وقت ۱۵ منٹ بڑھایا جاتا ہے ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : جناب والا ! یہ قرارداد جناب نصراللہ خان دریشک کی ہے اس کو میں پڑھ دوں تاکہ واضح ہو جائے کیونکہ وہ خود موجود نہیں ہیں ۔ سردار نصراللہ خان دریشک کی پیش کردہ قرار داد پر بحث جاری رہے گی کہ اس ایوان کی یہ رائے ہے کہ چھوٹے زمینداروں کو جن کی ملکیت ۲۵ ایکڑ تک ہے انہیں زرعی اصلاحات کی پابندیوں سے مستثنیٰ قرار دیا جائے ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! میں آپ کی اجازت چاہتا ہوں کہ وقت ہونے والا ہے ۔

مسٹر سپیکر : میں نے ایوان کا وقت ۱۵ منٹ بڑھا دیا ہے ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : On a point of order. Sir, I was in possession of the House with your permission. The honourable Finance Minister raised a point of order which was not a point of order but he had started explaining when I had not been able to conclude my speech and there are other interruptions. Kindly give me time to express my views and apprehensions.

مسٹر سپیکر : سید ناظم حسین شاہ ۔ آپ کی تقریر تو ہو گئی ۔ آپ کو دوبارہ موقع نہیں ملے گا ۔

وزیر خزانہ : جناب والا ! اس مسئلہ کو سلجھانے کی ہم کوشش کرنا چاہتے ہیں ۔ جناب والا ! ہم یہ سمجھتے ہیں کہ حاجی محمد سیف اللہ خان نے جو بات پیش کی ہے وہ بڑی حد تک درست ہے اور اس مسئلہ پر کافی بحث ہوئی ہے ۔ پرائیویٹ ممبران کے business پر چار دن صرف ہوئے ہیں ۔ اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آپ ہمیں موقع دیں ۔ آج وقت ہو گیا ہے ۔ چونکہ اس پر بحث جاری ہے اگلی مرتبہ ہم اپنی پارٹی کی طرف سے consolidated قرار داد لائیں گے اور اس سے پہلے ہم آپس میں meet کر کے اس قرار داد پر تصفیہ کر لیں گے ۔ ہم بالکل اتفاق کرتے ہیں کہ اس پر کافی بحث ہو گئی ہے اور آئیندہ جب Private Member's Day آئے تو یہ قرار داد متفقہ طور پر ہماری طرف سے پیش ہو جائے گی اور اس کے آگے business جو ہے وہ دوسری قرار دادوں کی طرف بڑھے ۔ اب ہاؤس کو جب آپ مناسب سمجھیں چھٹی دے دیں ۔

وزیر قانون : جناب والا ! میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں ۔

بیگم ریحانہ سرور (شہید) : اب واپس نہیں لے سکتے ۔

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker : I will ask the House whether they permit or not.

حاجی محمد سیف اللہ خان : جناب والا ! میں اس ضمن میں ایک گذارش کروں گا کہ مجھے جناب وزیر خزانہ صاحب کی اس تجویز سے مکمل اتفاق ہے کہ وہ اس کو اپنی پارٹی میں طے کر کے اور متفقہ صورت میں ایوان میں پیش کریں ۔ ان کی اس تجویز پر تائید کرتے ہوئے میں جناب سے استدعا کروں گا کہ اس ریزولیوشن کو اگلے Non-official day پر ملتوی فرما دیں جو بجٹ سیشن میں آئے گا ۔ اس کے بعد جناب والا ! یہ نیا ریزولیوشن جو نمبر ۲ پر ہے اس کو آج introduce کر لیں تا کہ اگلی discussion میں وہ پھر آ جائے ۔

مسٹر سپیکر: وہ تو نہیں ہو سکتا کیونکہ سید تابش الوری صاحب یہاں موجود نہیں ہیں - اگلا ریزولیوشن سید تابش الوری کا ہے جو introduce نہیں ہو سکتا -

اب ایوان کی کارروائی ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے -

(اسمبلی کا اجلاس ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء بروز جمعتہ المبارک ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لئے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس سوئم

جمعہ ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء
(جمعۃالمبارک ۲۳ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے آٹھ صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّ بَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۗ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ○ وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۗ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ○

پ ۲۱ س ۳۱ ع ۱۲ ایات ۲۰ تا ۲۲

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب کو اللہ نے تمہارے تابع کر دیا ہے۔ اور تم پر اپنی تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں پوری کر دی ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہیں۔ جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی علم اور بغیر کسی ہدایت کے، اور نہ وہ کوئی روشن دستاویز رکھتے ہیں۔

اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کتاب اللہ نے نازل فرمائی ہے۔ اس کی پیروی کرو تو کہتے ہیں ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ اگرچہ شیطان ان کو جہنم کی طرف بلا رہا ہو (تب بھی وہ ایسا کریں گے)

اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کا فرمانبردار بنا دے اور نیکوکار بھی ہو تو اس نے ایک مضبوط رسی کے حلقے کو پکڑ لیا۔ اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ ٭٭٭

وما علینا الا البلاغ

مسٹر سپیکر ۔ جیسا کہ پہلے بھی یہ بتا چکا ہوں کہ ہفتہ اور اتوار کے روز اجلاس نہیں ہوگا پیر کو صبح آٹھ بجے اجلاس ہوگا اور ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء کو یہ ایوان sine die adjourn ہو جائے گا ۔ ۳۰ اپریل کو اسمبلی لان میں میری طرف سے تمام اسمبلی کے ممبران کو رات کے کھانے کی دعوت ہے ۔

اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے ۔ ملک محمد اکرم اعوان ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ کورم نہیں ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرے پاس سوال نمبر ۵۷ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال نمبر ۲۱۲۲ کا جواب دیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرے پاس کاغذات میں ۵۷ درج کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ غیر نشان زدہ سوال ہے اور اس کا جواب پڑھا نہیں جاتا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ میں نے کورم کے متعلق عرض کیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔۔۔۔ گنتی کی گئی ۔ کورم پورا ہے ۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ پنجاب میں شراب کے پرمٹوں کی تعداد

*۲۱۲۲ ۔ **ملک محمد اکرم اعوان** ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) یکم جنوری ۱۹۷۳ء تک صوبہ پنجاب میں کل کتنے پرمٹ شراب پینے کے جاری ہو چکے تھے اور ان میں سے کتنے پرمٹ سرکاری ملازمین کے نام تھے ۔

(ب) یکم جنوری ۱۹۷۲ء سے یکم جنوری ۱۹۷۳ء تک کل کتنے پرمٹ جاری کئے گئے ۔

(ج) ایسے پرمٹوں کی تعداد کیا ہے جو یکم جنوری ۱۹۶۰ء سے یکم جنوری ۱۹۷۳ء تک مسلسل تجدید ہوتے آئے ہیں ۔

(د) کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی پابندیاں ہیں کہ جس پر عمل کرنے سے کوئی پرمٹ جاری کرنا یا تجدید کرانا مزید مشکل ہو جائے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) (۳۴۱۳) تین ہزار چار سو تیرہ پرمٹ جاری ہوئے ۔ پرمٹ کی درخواست کے کوائف میں سرکاری ملازمت کی تخصیص شامل نہیں ۔ لیکن ریکارڈ سے پایا گیا ہے کہ تقریباً دو سو اٹھہتر پرمٹ ہولڈروں نے اپنا پیشہ سرکاری ملازمت ظاہر کیا ہے ۔

(ب) قانونی لحاظ سے سال کے اختتام پر پرمٹ ختم ہو جاتا ہے اور اس کی تجدید نہیں ہوتی ۔ بلکہ پھر نیا پرمٹ حاصل کرنا پڑتا ہے اس لحاظ سے سب مذکورہ بالا پرمٹ نئے ہیں ۔ لیکن اگر سوال کی مراد یہ ہے کہ کتنے سابقہ اشخاص کو اس اثنا میں دوبارہ پرمٹ دئے گئے تو تعداد کا اندازہ (۱۰۷۲) دس سو بہتر ہے ۔

(ج) شق (ب) سے واضح کردہ پوزیشن کی روشنی میں ایسے پرمٹوں کی تعداد کا اندازہ (۱۲۵۵) بارہ سو پچپن ہے ۔

(د) جی ہاں ۔ پرمٹ کی فیس میں اضافہ کر دیا گیا ہے ۔ مزید مناسب اقدامات سے گریز نہیں کیا جائے گا ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر متعلقہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ اگر ان ڈاکٹروں کی نشاندہی کی جائے جو جھوٹے پرمٹ جاری کرتے ہیں تو میڈیکل بورڈ کے ذریعہ کوئی انکوائری کرائی جائے گی ۔

وزیر آبکاری و محصولات ۔ اگر کوئی ایسی بات ہمارے نوٹس میں آئی تو ہم یقیناً ایسے ڈاکٹروں کے خلاف شدید کارروائی کریں گے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, since the drinking is against our religion and I think the Islamic Republic of Pakistan Constitution, which is going to be brought at par with the Islamic Schedule, does the Minister for Excise contemplate prohibition . . . . . .

Mr. Speaker : It is not a supplementary question. It only relates to the permit.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, let the Minister for Excise give an answer.

Mr. Speaker : Next question please.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Point of order Sir. Why I am being denied from the privilege of voluntary answer from the Minister for Excise. You are steamrolling both of us.

Mr. Speaker : Budget session is coming. I can't permit it. It is no occasion.

گرداور ۔ قانونگو اور پٹواری کا بے سکیل

*۲۶۸۶ - راؤ مراتب علی خان ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) آیا یہ امر واقعہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں گرداور قانونگو اور پٹواری کو ایک ہی سکیل یعنی سکیل نمبر ۵ دیا گیا ہے ۔

(ب) آیا یہ بھی امر واقعہ ہے کہ صوبائی اینومل کمیٹی نے گرداور ۔ قانونگو کے لئے جدید سکیل نمبر ۶ منظور کرنے کی سفارش کر دی ہے لیکن تاحال سکیل مذکوران کو نہیں دیا گیا ۔ اگر ایسا ہے تو کیوں ۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کب تک سکیل مذکوران کو منظور کر کے دیا جائے گا ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۷۲ء تک گرداور ۔ قانونگو اور پٹواری نیشنل پے سکیل نمبر ۵ (پانچ) میں رکھے گئے ہیں ۔

(ب و ج) جی ہاں ۔ یہ درست ہے کہ انامولیز کمیٹی (Anomalies Committee) نے گرداور کے لئے نیشنل پے سکیل نمبر ۶ (چھ) کی سفارش کی تھی ۔ حکومت نے بذریعہ گزٹ نوٹیفیکیشن نمبر DF-PR-16-20/72 مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۷۳ * (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی ہے) گرداور اور قانونگو کو یکم جنوری ۱۹۷۳ء سے نیشنل پے سکیل نمبر ۶ (چھ) دے دیا ہے ۔

---

*براہ مہربانی اسمبلی لائبریری میں ملاحظہ فرمائیں ۔

بھیڑ بکری کے گوشت کی سستے داموں فراہمی

*۲۷۷۱-(الف) شیخ محمد اصغر - کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ حکومت پنجاب عوام کو بھیڑ بکری کا گوشت سستے داموں مہیا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : پنجاب میں چراگاہوں کی کمی کی وجہ سے بھیڑ بکریوں کی تعداد میں تیزی سے اضافہ نہیں ہو سکا پھر بھی پتہ چلتا ہے کہ ان جانوروں کی تعداد بھی تقریباً اسی رفتار سے بڑھی ہے جس رفتار سے انسانی آبادی بڑھی ہے - بہاولنگر اور خیرہ والی فارموں پر بھیڑوں کی نسل بہتر بنانے کے لئے تجربات جاری ہیں - حکومت نے حال ہی میں بہاولنگر اور ملتان کے ڈویژنوں میں اور بھیڑ بکری کے گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے ۳۶ لاکھ ۸۶ ہزار روپے کی منظوری دی ہے - بکریوں کا ایک تجرباتی سٹیشن خیرہ والی میں قائم کیا گیا ہے - ۵۰ ہزار روپے کی رقم بہتر نسل کے مینڈھے سستے نرخ پر مہیا کرنے کے لئے مخصوص کی گئی ہے - بھیڑ بکریوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے کے لئے محکمہ امور حیوانات موثر ٹیکے لگانے کا کام کرتا ہے - اس کام کے نتائج بہت تسلی بخش ہیں - ضلع مظفر گڑھ میں ڈیرہ دین پناہ نسل کی بکریوں کی ترقی کے لئے بھی ایک سکیم تیار کی گئی ہے - بھیڑ بکریوں کے گوشت کی مانگ کا دباؤ کم کرنے کے لئے حکومت مرغ بانی کی صنعت کی بھی حوصلہ افزائی کر رہی ہے اور پچھلے چند سال میں اس صنعت نے کافی ترقی کی ہے -

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, the proportionate increase in population of animals and the human beings is more or less at par with each other, I just want to ask from the Hon'ble Minister for Excise, who is incharge of Family Planning too, whom does he expect to excel next year.

Minister for Excise : I hope the sheep and goats will excel. (Laughter).

صوبہ پنجاب کے سینماؤں سے ٹیکس کی وصولی

*۲۸۳۳ - سردار محمد خاشق - کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۲۸ فروری ۱۹۷۳ء پنجاب بھر کے سینماؤں

سے کتنا ٹیکس وصول کیا گیا۔ نیز مذکورہ مدت میں کن کن سینماؤں کے خلاف ٹیکس چوری کرنے کے سلسلہ میں چالان کیا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا میں مذکورہ عرصہ کے دوران کچھ سینماؤں کے خلاف ٹیکس چوری کرنے کے سلسلے میں چالان کئے گئے ہوں تو ان کو کل کتنا جرمانہ ادا کرنا پڑا نیز ٹیکس چوری کرنے کی رقم میں کتنا تفاوت ہے ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) یکم جنوری ۱۹۷۲ء تا ۲۰ فروری ۱۹۷۳ء تک پنجاب بھر کے سینماؤں سے مبلغ تین کروڑ چوراسی لاکھ تیس ہزار چار سو پینتیس روپے (۳،۸۴،۳۰،۴۳۵) ٹیکس وصول کیا گیا۔ اس اثناء میں ٹیکس کی چوری کی بنا پر دو سو سات (۲۰۷) سینماؤں کا چالان ہوا۔ ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تاوان یا جرمانہ کی رقم ایک لاکھ بیس ہزار چھ سو تینتیس روپے پچیس پیسے (۱،۲۰،۶۳۳،۲۵) ہے۔ چونکہ ٹیکس کی چوری کی رقم تقریباً تریسٹھ ہزار نو سو اکسٹھ روپے (۶۳،۹۶۱،۰۰) ہے۔ اس لئے چوری اور تاوان میں تفاوت کی رقم چھیاسٹھ ہزار تین سو تیتس روپے ستاسی پیسے (۶۶،۳۳۳،۸۷) ہے۔

فہرست سینما جات جن کا محکمانہ چالان ہوا۔

۱۔ الممتاز سینما لاہور۔
۲۔ گرین سینما لاہور۔
۳۔ دلشاد سینما لاہور۔
۴۔ لیزا سینما لاہور۔
۵۔ نغمہ سینما لاہور۔
۶۔ الحمرہ سینما لاہور۔
۷۔ الریاض سینما لاہور۔
۸۔ رٹز سینما لاہور۔
۹۔ نگار سینما لاہور۔
۱۰۔ مبارک سینما لاہور۔
۱۱۔ صنوبر سینما لاہور۔
۱۲۔ پلازہ سینما لاہور۔
۱۳۔ ناز سینما لاہور۔
۱۴۔ شیش محل سینما لاہور۔
۱۵۔ ریوالی سینما لاہور۔
۱۶۔ ساحل سینما لاہور۔
۱۷۔ وینس سینما لاہور۔
۱۸۔ کوہ نور سینما لاہور۔

۱۹ - فردوس سینما لاہور - ۲۰ - ریکس سینما لاہور -
۲۱ - پیرا مونٹ سینما کوٹ رادھا کشن ۲۲ - نشاط سینما پتوکی -
۲۳ - نسیم محل سینما پتوکی - ۲۴ - اتفاق سینما بھائی پھیرو -
۲۵ - ناز سینما رائے ونڈ - ۲۶ - ندیم اوپن ائیر سینما چولیاں -
۲۷ - حبیب محل سینما قصور - ۲۸ - مغل محل سینما سیالکوٹ
۲۹ - محفل سینما سیالکوٹ ۳۰ - نشاط سینما سیالکوٹ
۳۱ - پرویز محل سینما سیالکوٹ ۳۲ - تصویر محل سینما ڈسکہ
۳۳ - سنگیت سینما نارووال ۳۴ - کشمیر محل سینما گوجرانوالہ
۳۵ - ناز سینما گوجرانوالہ ۳۶ - نگار سینما گوجرانوالہ
۳۷ - کشمیر محل سینما وزیر آباد ۳۸ - شیشش محل سینما شیخوپورہ
۳۹ - ناز سینما شیخوپورہ ۴۰ - فیاض ٹورنگ ٹاکیز شیخوپورہ
۴۱ - ملک پیلس ٹورنگ ٹاکیز شرقپور ۴۲ - لالہ زار سینما چوہڑکالہ
۴۳ - شبنم اوپن ایئر سینما ننکانہ صاحب ۴۴ - نشاط سینما مریدکے
۴۵ - فردوس ٹورنگ ٹاکیز موڑکھنڈا ۴۶ - شمع ٹورنگ ٹاکیز شاہ کوٹ
۴۷ - شمع سینما کالا شاہ کاکو ۴۸ - شاید ٹورنگ ٹاکیز دھوکہ منڈی
۴۹ - نگینہ ٹورنگ ٹاکیز شاہ کوٹ ۵۰ - کوہ نور ٹاکیز شاہ کوٹ
۵۱ - سنگیت ٹورنگ ٹاکیز مریدکے ۵۲ - کرن ٹورنگ ٹاکیز سیدوالہ
۵۳ - نگار ٹورنگ ٹاکیز منڈی ڈھابانسنگھ ۵۴ - ریکس سینما لائل پور
۵۵ - شبنم سینما لائل پور ۵۶ - مزوا سینما لائل پور
۵۷ - اوڈین سینما لائل پور ۵۸ - ریو سینما لائل پور
۵۹ - طارق سینما لائل پور ۶۰ - نادر سینما لائل پور
۶۱ - نشاط سینما لائل پور ۶۲ - جاوید سینما لائل پور
۶۳ - ناز سینما لائل پور ۶۴ - سنگیت سینما لائل پور
۶۵ - گلشن سینما گوجرہ ۶۶ - نشاط سینما جڑانوالہ
۶۷ - روکسی اوپن ایئر سینما جڑانوالہ ۶۸ - پرویز ٹورنگ ٹاکیز ماموں کانجن
۶۹ - مغل ٹورنگ ٹاکیز کھڑیانوالہ ۷۰ - فیاض ٹورنگ ٹاکیز بودیان والہ
۷۱ - مجاہد ٹورنگ ٹاکیز پنسیراں ۷۲ - نیو ریکس ٹورنگ ٹاکیز سمندری
۷۳ - ناصر ٹورنگ ٹاکیز ڈچکوٹ ۷۴ - کشمیر محل سینما جڑانوالہ

۷۵ - مغل سینما چک جھمبرہ
۷۶ - راج محل سینما ماموں کانجن
۷۷ - دلاور سینما بھلوال
۷۸ - تاج محل سینما خوشاب
۷۹ - شاہین ٹورنگ ٹاکیز شاہ پور
۸۰ - میجسٹک ٹورنگ ٹاکیز لیا پھیرہ
۸۱ - شبنم سینما ساہیوال
۸۲ - تصویر محل سینما جھنگ
۸۳ - نیلم سینما گڑھ مہاراجہ
۸۴ - اقبال ٹورنگ ٹاکیز شورکوٹ
۸۵ - پیراڈائز سینما کلورکوٹ
۸۶ - نشاط سینما کندیاں
۸۷ - صنوبر سینما دریا خان
۸۸ - شاہین سینما بھکر
۸۹ - تھل ٹاکیز بھکر
۹۰ - ریگل سینما میانوالی
۹۱ - خیام سینما ملتان
۹۲ - تاج محل سینما ملتان
۹۳ - سائن زینت سینما ملتان
۹۴ - رادھو سینما ملتان
۹۵ - ریکس سینما ملتان
۹۶ - نیو کراؤن سینما ملتان
۹۷ - انجمن سینما ملتان
۹۸ - محفل سینما ملتان
۹۹ - حشمت محل سینما ملتان
۱۰۰ - نوشاب سینما ملتان
۱۰۱ - سٹار لائٹ سینما ملتان
۱۰۲ - سٹیزن سینما ملتان
۱۰۳ - نیلم ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۰۴ - الخان ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۰۵ - پیلس ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۰۶ - نیو زرقہ ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۰۷ - راحت ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۰۸ - مغل ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۰۹ - نیو نگار ٹورنگ ٹاکیز ملتان
۱۱۰ - شمشاد اوپن ایئر سینما مظفر آباد
۱۱۱ - تھری سٹار اوپن ایئر سینما لودھراں
۱۱۲ - گلستان اوپن ایئر سینما لودھراں
۱۱۳ - شمع اوپن ایئر سینما میلسی
۱۱۴ - گلستان اوپن ایئر سینما کروڑ پکا
۱۱۵ - نگینہ اوپن ایئر سینما کروڑ پکا
۱۱۶ - نشاط سینما میاں چنوں
۱۱۷ - بابر سینما بورے والہ
۱۱۸ - شبنم سینما خانیوال
۱۱۹ - نادر سینما وہاڑی
۱۲۰ - محفل سینما ساہیوال
۱۲۱ - ایئرس سینما ساہیوال -
۱۲۲ - فرینڈز سینما ساہیوال -
۱۲۳ - شمع سینما ساہیوال -
۱۲۵ - کاروان ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۲۶ - شبنم ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۲۷ - عوامی ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۲۸ - شہابہ ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -

۱۲۹ - منیر ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۰ - جمیل ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۱ - رم جھم ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۲ - بابر ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۳ - نغمہ ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۴ - گرین لائٹ ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۵ - خان ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۶ - مقبول ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۷ - ستارہ ٹورنگ ٹاکیز ساہیوال -
۱۳۸ - طارق ٹورنگ ٹاکیز ملتان -
۱۳۹ - رچنا سینما عارف والا -
۱۴۰ - وینس سینما اوکاڑہ -
۱۴۱ - شاہین سینما اوکاڑہ -
۱۴۲ - روبینہ سینما رینالہ خورد -
۱۴۳ - سرتاج سینما دیپال پور -
۱۴۴ - پیر محل سینما قبولہ -
۱۴۵ - دوست اوپن ائیر سینما گگو -
۱۴۶ - سنگیت سینما چیچا وطنی -
۱۴۷ - نور محل سینما پاکپٹن -
۱۴۸ - چناب اوپن ائیر سینما مظفر گڑھ -
۱۴۹ - سرتاج ٹورنگ ٹاکیز مظفر گڑھ -
۱۵۰ - ملک ٹورنگ ٹاکیز مظفر گڑھ -
۱۵۱ - ناز سینما لیہ
۱۵۲ - ناز سینما کوٹ ادو -
۱۵۳ - گلستان سینما لیہ
۱۵۴ - فردوس اوپن ائیر سینما کوٹ ادو -
۱۵۵ - پنج ند سینما علی پور -
۱۵۶ - فردوس سینما ڈیرہ غازی خان -
۱۵۷ - نیو ناز سینما ڈیرہ غازی خان -
۱۵۸ - کہکشاں سینما ڈیرہ غازی خان -
۱۵۹ - سرتاج ٹورنگ ٹاکیز ڈیرہ غازی خان -
۱۶۰ - گلزار ٹورنگ ٹاکیز ڈیرہ غازی خان -
۱۶۱ - شبستان ٹورنگ ٹاکیز ڈیرہ غازی خان -
۱۶۲ - شمع ٹورنگ ٹاکیز ڈیرہ غازی خان -
۱۶۳ - کوثر سینما جام پور -
۱۶۴ - چوہدری ٹورنگ ٹاکیز راجن پور -
۱۲۵ - پیرا ڈائیز سینما بہاول پور -
۱۶۶ - کسان اوپن ائیر سینما بہاول پور -
۱۶۷ - فانوس سینما بہاول پور -
۱۶۸ - ریوالی اوپن ائیر سینما بہاول پور -
۱۶۹ - سہیل اوپن ائیر سینما سمہ سٹہ -
۱۷۰ - تاج محل ٹورنگ ٹاکیز اوچ شریف -
۱۷۱ - جاوید ٹورنگ ٹاکیز حاصل پور -
۱۷۲ - گولڈن سینما اوچ شریف -

۱۷۳ - عباسیہ ٹاکیز احمد پور شرقیہ - ۱۷۴ - لیلم ٹورنگ ٹاکیز خیرپور ٹاھوالی -

۱۷۵ - کشمیر محل سینما خیرپور ٹاھوالی - ۱۷۶ - فردوس سینما احمد پور شرقیہ -

۱۷۷ - فیاض ٹورنگ ٹاکیز اوچ شریف - ۱۷۸ - الحیات ٹورنگ ٹاکیز منڈی یزمان -

۱۷۹ - فردوس سینما چنی گوٹھ - ۱۸۰ - شبستان ٹورنگ ٹاکیز ڈونگہ بونگہ -

۱۸۱ - اشرف سینما چشتیاں - ۱۸۲ - شمع اوپن ائیر سینما ہارون آباد -

۱۸۳ - نیلم سینما بہاول نگر - ۱۸۴ - ریاض اوپن ائیر سینما منچن آباد -

۱۸۵ - گلیکسی سینما رحیم یارخان - ۱۸۶ - نیو پنجاب ٹورنگ ٹاکیز خان بیلہ -

۱۸۷ - تصویر محل ٹورنگ ٹاکیز لیاقت پور - ۱۸۸ - تاج سینما صادق آباد -

۱۸۹ - پنجاب اوپن ائیر سینما صادق آباد - ۱۹۰ - چوھدری اوپن ائیر سینما زاہر پیر -

۱۹۱ - ناز سینما خان پور - ۱۹۲ - پیراڈائیز سینما خان پور -

۱۹۳ - خورشید سینما راولپنڈی - ۱۹۴ - ناولٹی سینما راولپنڈی -

۱۹۵ - بیومون سینما ٹیکسلا - ۱۹۶ - نشاط سینما چکوال -

۱۹۷ - خان محل سینما دینہ - ۱۹۸ - میٹرو سینما لالہ موسیٰ -

۱۹۹ - نشاط سینما ملکوال - ۲۰۰ - نگینہ سینما منڈی بہاؤالدین -

۲۰۱ - روز سینما منڈی بہاوالدین - ۲۰۲ - ریکس سینما جلال پور جٹاں -

۲۰۳ - ترنم سینما گجرات - ۲۰۴ - ریکس سینما گجرات -

۲۰۵ - ناز سینما گجرات - ۲۰۶ - کرن سینما گجرات -

۲۰۷ - لالہ رخ سینما حسن ابدال -

پیپلز ھاؤس میں مزید کمروں کی تعمیر پر سرمائے کی تخصیص

*۲۸۹۶ - چوھدری محمد یعقوب علی بھٹہ - کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبائی محکمہ خزانہ نے صوبائی اسمبلی کے اراکین کی رھائش کی غرض سے پیپلز ھاؤس میں مزید کمرے بنانے کے لئے کس محکمہ کے نام کتنی

رقم مختص کی ہے ۔ اگر ابھی تک کسی رقم کی منظوری نہیں دی گئی تو کیا آئندہ بجٹ میں مذکورہ مقصد کے لئے کوئی رقم مختص کر دی جائے گی ۔

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ اس ضمن میں متعلقہ محکمہ انتظامیہ محکمہ قانون ہے ۔ محکمہ متعلقہ نے ۲۱ اپریل کو ایک ترقیاتی اسکیم بنا کر محکمہ منصوبہ بندی و ترقیات کو بھیج دی ہے ۔ صوبائی ترقیاتی ورکنگ پارٹی کی منظوری کے بعد محکمہ مالیات محکمہ منصوبہ بندی مطلوبہ رقم مہیا کرنے پر ہمدردانہ غور کریں گے ۔ ابھی تک اس مقصد کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے بھی یہ سوال ایوان میں آیا تھا اور وزیر قانون نے اسکا جواب دیا تھا کہ یہ محکمہ خزانہ کا کام ہے کہ وہ اسکے لئے کتنی رقم مختص کرتے ہیں یا نہیں کرتے ۔ آپ یہ فرماتے ہیں کہ یہ سوال محکمہ پلاننگ سے متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ وزیر قانون کی حد سے نکل گیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک تیسرا فریق بھی ہے محکمہ منصوبہ بندی اور ترقیات یعنی پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ جو کہ نواب صادق حسین قریشی صاحب کے پاس ہے ۔ انہوں نے اسکا حتمی فیصلہ کرنا ہے کہ کس حد تک آئندہ کے ترقیاتی بجٹ میں اسکے لئے رقم دینی ہے ۔

چوہدری علی بہادر خان ۔ جناب والا ۔ وہاں ممبر صاحبان کو رہائش کی بڑی تکلیف ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے بھی اس بات کا احساس ہے ۔ وہاں پانی کی بھی ہے رہائش کی بھی اور جگہ کی بھی تکلیف ہے اس وجہ سے ممبر صاحبان بکھر کر رہتے ہیں اور جو صبح کورم نہیں ہوتا اسکی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کسی رکن نے دھرم پورہ سے آنا ہوتا ہے ۔ کسی نے شاہدرہ سے آنا ہوتا ہے ۔ کسی نے نیاز بیگ سے آنا ہوتا ہے ۔ اگر سواری وغیرہ آسانی سے دستیاب نہ ہو تو وقت پر پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ آئندہ انتخابات میں تو ۲۰۰ سیٹیں ہو

رہی ہیں ۔ اسلئے ضروری ہے کہ یہاں پر رہائش کا زیادہ انتظام کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ۲۴۰ سیٹیں ہونے کے بعد اور بھی زیادہ تکلیف ہو جائیگی ۔ اب تو وہ پرانا پروگرام ملتوی کرنا پڑے گا ۔ اور اس پر نئے سرے سے غور کرنے والی بات ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے اگر وقتی ضرورت کو پیش نظر رکھیں ۔ اور آنے والے دنوں کی ضروریات کو پیش نظر نہ رکھیں پھر یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے کہ ہم کسی طرح سے ادھر ادھر کرکے کوئی رقم ضرور اسکے لئے مختص کر دیں ۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ آئندہ پانچ دس سال میں اسکی کتنی ضرورت ہو گی ۔ اسکے لئے کوئی مناسب زمین ۔ مناسب رہائش چاہئے ۔ اسلئے یہ محکمہ ترقیات اور منصوبہ بندی کے ذریعے سے جب تک حل نہیں ہو گا اس وقت تک اس پر صحیح طور پر کام نہیں ہو گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا جو یہ خیال تھا کہ ایک ونگ وہاں اور بن جائے اس سے تو اب بالکل گزارہ نہیں ہوگا ۔

وزیر خزانہ ۔ وہاں تو اتنی زمین ہی نہیں ہے اور اتنی گنجائش ہی نہیں ہے اسکے لئے زیادہ جگہ درکار ہو گی ۔ اسکے لئے دو تین سکیمیں تھیں ۔ ایک تو خود اسمبلی کے پیچھے جو بہت اچھی زمین ہے یہاں خیال تھا کہ یا تو سیکرٹریٹ کی multi-storeyed عمارت بنا دی جائے اور ایک یہ بھی خیال تھا کہ یہ جگہ بالکل قریب میں ہے بالکل پاس ہے ہم یہ کوشش کریں کہ یہاں multi-storeyed فلیٹ اپنے ممبر صاحبان کی رہائش کیلئے بنا دئے جائیں ۔ یہ ساری تجاویز زیر غور ہیں اور انشاءاللہ میں نواب صاحب سے خاص طور پر اس معاملے میں ملونگا اور کہونگا کہ یہ سکیم جلدی تیار کریں اور پھر ہمارے پاس بھیج دیں ۔

سردار امجد حمید خان دستی ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ عارضی طور پر ایمبیسڈر ہوٹل خالی پڑا ہوا ہے ۔ جب تک بلڈنگ نہیں بنتی اس وقت تک وہاں انتظام کر دیا جائے تو یہ بہت اچھا ہو گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو ڈیوس روڈ پر واقع ہے ؟

سردار امجد حمید خان دستی ۔ ڈیوس روڈ پر ہوٹل بالکل خالی پڑا ہوا ہے ۔

سید کاظم حسین شاہ ۔ ویسے جناب مہربانی ہو گی اگر یہاں باہر خیمے لگا دیں تو میرے خیال میں یہ بہت بہتر ہوگا ۔ کام بھی سادہ ہو جائے گا اور آپکا کورم بھی پورا ہو جائے گا ۔ ممبر جیسے تیسے گزارہ کرلیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے تو مجھے آپ سے سوال نہیں پوچھنے چاہیں مگر یہ مسئلہ بھی ایسا ہے ۔ اگر ہمیں جی ۔ او ۔ آر میں کم از کم سال چھ مہینے کیلئے دو کوٹھیاں مل سکیں یا وہاں ایک آفیسر ریسٹ ہاؤس ہے جس میں کوئی ۳۰-۳۲ یونٹ ہیں وہ ہمیں عارضی طور پر اس بجٹ سیشن کے دوران مل سکے تو کافی حد تک تکلیف دور ہو جائے گی ۔ اگر آپ اس پر غور کرسکیں ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ میرے خیال میں اس وقت ایک ایک کمرے میں تین تین آدمی رہ رہے ہیں ۔ یہ تجویز بڑی معقول ہے کہ اگر وہاں چھ چھ آدمی کر دئے جائیں تو میرا خیال ہے کہ یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور کوئی شکایت بھی نہیں رہیگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہر حال ۔ غریب ممالک میں ایسے بھی ہو سکتا ہے ۔

میاں خان محمد ۔ جناب والا ۔ وہاں بلیک ہول بنا ہوا ہے ۔ آپ ذرا خود وہاں تشریف لائیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ وہاں زندگی کیسے بسر ہو رہی ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ واپڈا نے اغلباً لارنس روڈ پر ۲۰ کے قریب فلیٹ بنائے تھے ۔ ان میں دو دو کمرے ہیں اور وہاں دو دو سیٹ لگ سکتے ہیں ۔ وہ انہوں نے امریکنوں کیلئے بنائے تھے جو انڈس بیسن کیلئے آئے تھے ۔ وہ اب واپس جا چکے ہیں اور وہ فلیٹ خالی ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ دو ہزار روپیہ ایک فلیٹ کا کرایہ مانگتے ہیں ۔ میں نے اور حنیف رامے صاحب نے انکے متعلق دریافت کیا ہے ۔

ملک سرفراز احمد ۔ وہ انہوں نے ۵۰ روپیہ ماہوار کرائے پر دئے ہوئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ان کا پتہ کرا لیں شاید انکا ریٹ کم ہو گیا ہے جب ہم نے کوشش کی تھی تو دو ہزار روپیہ فی فلیٹ کرایہ مانگتے ہیں ۔

ملک سرفراز احمد ۔ جناب والا ۔ میں انکا ریکارڈ دیکھ سکتا ہوں وہ ۵۰ ۔

روپے ماہوار کرائے پر ہیں - میرے خیال میں وہ خرید لئے جائیں -

میاں مصطفیٰ ظفر- جناب والا - ہر وزیر کیلئے یہ لازمی قرار دیا جائے کہ وہ کم از کم گورنمنٹ پارٹی کے آٹھ ممبر حضرات کو اپنے پاس ٹھہرائیں اور انکے طعام و قیام کا بھی بندوبست کریں -

مسٹر سپیکر - میں حزب اختلاف کے آٹھ ممبر رکھنے کیلئے تیار ہوں - وزراء بھی میرے خیال میں اسکے لئے تیار ہونگے - ممبر صاحبان رہنے کیلئے تیار نہیں ہوتے وزراء تو رکھنے کے لئے تیار ہو جائینگے -

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا - ہم تیار ہیں-

مسٹر سپیکر - آپ میرے پاس انٹرول میں تشریف لائیں - جو جو ممبر صاحبان جس جس وزیر صاحب کے پاس ٹھہرنا چاہتے ہیں وہ مجھے اپنے اپنے نام دیں -

سید ناظم حسین شاہ - جناب والا- ان آٹھ وزراء صاحبان کے نام ہمیں بتا دیں - ہم بالکل تیار ہیں -

(قہقہہ)

مسٹر سپیکر - میرا تو آدھا مکان بالکل خالی ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - ابھی آپ نے ایک مثال قائم کی ہے کہ دوسرا سوال بول کر پھر پہلے سوال کی اجازت فرماتی ہے - جناب والا - اس سلسلے میں ایک گزارش ہے خانزادہ تاج محمد صاحب کھڑے تھے - وہ جناب سے کچھ دریافت فرمانا چاہتے تھے جناب نے تین چار نام اس طرح سے بول دئے جس سے بہت اہم یعنی پاکستان جیسے اسلامی جمہوریہ ملک میں شراب جیسی حرام چیز کے موضوع پر ہم سوالات نہ پوچھ سکے -

مسٹر سپیکر - سوالات بھی ہو جائینگے - ابھی تو آپ کی اسمبلی جاری ہے -

میاں مصطفیٰ ظفر - نہیں جناب - یہ کب ہونگے - اس ضمن میں گزارش ہے کہ اگر یہ نام نہ بولے جاتے تو ہم سوالات پوچھ لیتے - اب تو کم از کم آخر میں وزیر موصوف انکا جواب میز پر رکھ دیں تاکہ یہ ہاؤس کی پراپرٹی بن جائے -

مسٹر سپیکر - بہت اچھا -

جنگ سے متاثرہ اضلاع سیالکوٹ اور لاہور میں صنعتیں قائم کرنے کے لئے سرمایہ بطور امداد

*۳۰۸۸۔ میاں محمد رفیع ۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جنگ سے متاثرہ اضلاع سیالکوٹ و لاہور کے علاقوں میں صنعتیں قائم کرنے کے لئے اب تک کتنا سرمایہ بطور امداد یا بطور قرضہ دیا گیا ہے نیز ان صنعتوں کی نوعیت کیا ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جنگ سے متاثرہ علاقوں میں چھوٹی صنعتیں مثلاً آرا مشین ۔ بھٹہ خشت ۔ آٹا پیسنے کی چکیاں ۔ گھریلو دستکاری لگانے کے لئے تقریباً پچاس لاکھ روپیہ قرضہ دینے کی سکیم بنائی گئی ہے ۔ البتہ کوئی رقم بطور امداد نہیں دی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب ایک تجویز آئی ہے کہ دوبارہ نوٹس دے دیں وہی جوابات آ جائینگے ۔ اگر جوابات غلط ہیں تو ان پر ضمنی سوالات پوچھے جا سکتے ہیں ۔ میرے خیال میں اگر آپ مناسب سمجھیں تو باقی جوابات جو پہلے رہ گئے ہیں وہ ایوان کی میز پر رکھ دئے جائیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں تمام سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں ۔

نشان زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے

صوبہ پنجاب میں میڈیکل سٹورز پر شراب کی فروخت

*۲۵۶۳ ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا حکومت کے علم میں یہ شکایت لائی گئی ہے کہ صوبہ پنجاب میں بعض میڈیکل سٹورز کے مالکان اور انگریزی ادویات فروخت کرنے والے ناجائز طور پر شراب بھی فروخت کرتے ہیں ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے اس بارے میں کیا اقدامات کئے ہیں ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) :- (الف) کسی میڈیکل سٹور یا انگریزی دوائی فروش کے ہاں سے معیاری شراب کے ناجائز طور پر فروخت ہونے کی کوئی شکایت حکومت کے علم میں نہیں آئی لیکن اگر شراب سے مراد وہ ادویات ہیں جن میں ریکٹیفائیڈ سپرٹ ہوتی ہے تو ایسی اکا دکا شکایت حکومت کے علم میں آئی ہیں۔

(ب) دوائی سے محلول ریکٹیفائیڈ سپرٹ کو شراب کے بدل کے طور پر استعمال کے امتناع کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کیے گئے ہیں :-

(i) ایسی ادویات کی علیحدہ فہرست تیار کر دی گئی ہے اور آبکاری کے عملہ کو ہدایت ہے کہ ان کی خرید و فروخت اور استعمال پر کڑی نظر رکھیں۔

(ii) دوائی فروش کے ہاں سے ان ادویات کی ایک وقت میں کسی ایک شخص کو ایک اونس سے زیادہ مقدار میں فروخت ممنوع ہے۔

(iii) ایسی ادویات کی فروخت کا باقاعدہ حساب رکھنا پڑتا ہے جس کی آبکاری کا عملہ جانچ پڑتال کرتا ہے۔

(iv) ایسی ادویات بنانے والے پر یہ بھی پابندی ہے کہ دوائی تیار کرنے کے بعد اس کا کیمیائی تجزیہ کرائے۔

(v) ان قواعد کی خلاف ورزی قابل مواخذہ جرم ہے۔

محکمہ تعلیم کو صوبائی اور مرکزی حکومت کی جانب سے مالی امداد کی فراہمی

*۲۵۶۵۔شیخ محمد اصغر۔ کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبہ پنجاب میں درسگاہوں کو قومیانے کے بعد اب تک صوبائی اور مرکزی حکومتوں نے کتنا زائد روپیہ محکمہ تعلیم کو دیا ہے اور موجودہ مالی سال میں کتنا زائد روپیہ ملنے کی توقع ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : صوبائی حکومت نے سال رواں کے

میزانیہ میں درسگاہوں کو قومیانے اور نئی تعلیمی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تین کروڑ ۲۱ لاکھ روپے کی رقم مختص کی ہے - اس رقم میں سے صوبائی حکومت نے محکمہ تعلیم کو اب تک دو کروڑ ترانوے لاکھ چھیاسٹھ ہزار اور سولہ روپیہ کی رقم قومی تحویل میں لئے جانے والے سکولوں و کالجوں کے اخراجات پورا کرنے کے لئے منظور کی ہے - قومی تحویل میں لئے گئے سکولوں و کالجوں کے اخراجات پورا کرنے پورا کرنے کیلئے مرکزی حکومت کی طرف سے صوبائی حکومت کو تا حال کوئی مالی امداد موصول نہیں ہوئی ہے -

---

صوبہ پنجاب میں افیون و چرس کی ناجائز فروخت

*۲۵۸۹ــــچوہدری محمد یعقوب علی بھلہ - کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۱۹۷۱ء اور ۱۹۷۲ء میں صوبہ میں محکمہ آبکاری نے کتنے افراد کو افیون و چرس کی ناجائز فروخت کے الزام میں گرفتار کیا اور ان میں غیر ملکی باشندے کتنے تھے اور ان کا کس کس ملک سے تعلق تھا ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : ۱۹۷۱ء میں افیون اور چرس کے ناجائز قبضہ کے الزام میں گیارہ سو باون (۱۱۵۲) اور ۱۹۷۲ء میں تیرہ سو پچھتر (۱۳۷۵) اشخاص گرفتار ہوئے دونوں سالوں میں غیر ملکی اشخاص کی تعداد ستاون (۵۷) تھی جس کی ملکوں کے لحاظ سے تفصیل یوں ہے -

نمبر شمار	نام ملک	تعداد گرفتار شدگان
۱-	امریکہ	۱۳ (تیرہ)
۲-	انگلینڈ	۸ (آٹھ)
۳-	فرانس	۱۰ (دس)
۴-	مغربی جرمنی	۶ (چھ)
۵-	اسٹریا	۱ (ایک)
۶-	اٹلی	۴ (چار)
۷-	ہولینڈ	۴ (چار)
۸-	سکاٹ لینڈ	۱ (ایک)
۹-	ڈنمارک	۵ (پانچ)
۱۰-	برازیل	۱ (ایک)
۱۱-	آسٹریلیا	۱ (ایک)

۱۲-	سویڈن	۱	(ایک)
۱۳-	نائجیریا	۱	(ایک)
۱۴-	ہالینڈ	۱	(ایک)
	میزان	۵۷	(ستاون)

سرکاری لین دین کرنے والے بنک

*۲۵۹۱-چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ درست ہے کہ جہاں سرکاری خزانے اور ذیلی خزانے ہیں وہاں حکومت بذریعہ بنک لین دین نہیں کرتی اگر کرتی ہے تو ان بنکوں کے نام بتائے جائیں جن کے ذریعے سرکاری لین دین ہوتا ہے ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : جی نہیں - سوائے بھلوال ذیلی خزانے کے تمام سرکاری خزانوں اور ذیلی خزانوں میں لین دین کا کام بنکوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ بھلوال ذیلی خزانے میں بھی لین دین کا کام صرف اسٹیٹ بنک آف پاکستان اور نیشنل بنک آف پاکستان کے ذمہ ہوتا ہے -

شراب کے پرمٹوں کی تجدید پر سرٹیفکیٹ کا اجراء

*۲۵۹۲-چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ - کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) گذشتہ پانچ سال سے شراب پینے والے جو افراد مسلسل اپنے پرمٹوں کی تجدید کراتے آ رہے ہیں حکومت ان کو کسی با اختیار میڈیکل بورڈ کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اسی قسم کا سرٹیفکیٹ جاری کرے کہ بلا شراب ایسا فرد زندہ رہ سکتا ہے یا نہیں -

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اپنے ارادہ کو کب تک عملی جامہ پہنائے گی - اگر جواب نفی میں ہے تو کیوں ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) : (الف) شراب کے سرٹیفکیٹ کے لئے زندہ رہنے یا نہ رہنے کا معیار تعین کرنا مناسب نہیں ہے -

موجودہ قواعد اور رواج کی رو سے پرمٹ حاصل کرنے کا استحقاق اس بناء پر پیدا ہوتا ہے کہ درخواست کنندہ کو اگر شراب نہ ملے تو اس کی صحت پر برا اثر پڑتا ہے۔ غیر ذمہ دارانہ سرٹیفکیٹوں کے انسداد اور بے ضابطگی کی صورت میں کارروائی میں سہولت کی خاطر موجودہ قواعد کے مطابق سول سروس یا ملٹری کا ڈاکٹر ہی طبی سرٹیفکیٹ دینے کا مجاز ہے ایسے کسی ایک ڈاکٹر کی جگہ میڈیکل بورڈ جس میں عوامی نمائندوں کو بھی شریک کیا جائے زیر غور ہے۔ لیکن فاضل ممبر کے تجویز کردہ اقدام کی کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ناجائز شراب کی دستیابی کا سدباب کر لیا جائے۔ ناجائز شراب کے متعلق زور دار مہم کا جلد آغاز کیا جا رہا ہے۔

(ب) دراصل ناجائز شراب کے سدباب کی مہم کا کچھ عرصہ کے لئے مشاہدہ کرنے کے بعد ہی اس سوال کی نسبت مثبت یا منفی موقف اختیار کیا جائے گا۔

گریجویٹ ملازمین کو دوران ملازمت تعلیمی استعداد میں اضافہ کرنے پر پیشگی ترقیاں

*۲۵۹۳۔چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ۔ کیا وزیر خزانہ سوال نمبر ۱۸۵۸ جس کا جواب ایوان میں مورخہ ۲۷ فروری ۱۹۷۳ء کو دیا گیا تھا کے حوالے سے از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ دوران ملازمت تعلیمی استعداد میں اندرون ملک اضافہ کرنے والے سرکاری ملازمین کو مناسب پیشگی ترقیاں دیتے وقت دیگر ملازمین کی سینیارٹی کے حقوق کی حفاظت کی جائے گی۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : دوران ملازمت دی جانے والی مجوزہ سالانہ پیشگی ترقیاں سرکاری ملازمین کی سینیارٹی پر اثر انداز نہیں ہوں گی ،

صوبائی محکمہ خزانہ کی طرف سے محکمہ سوشل ویلفیئر کو رقوم کی تخصیص

*۲۹۱۱۔شیخ محمد اصغر۔ کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء میں صوبائی محکمہ خزانہ نے محکمہ

سوشل ویلفیئر کو کتنی رقم دی اور مرکزی حکومت سے کس قدر رقم ملی۔

(ب) آیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ بالا رقم میں سے محکمہ سوشل ویلفیئر کو ضعیف العمر بے سہارا افراد کی دیکھ بھال اور امداد کے لئے بھی ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء کے لئے رقم دی گئی۔ اگر ایسا ہے تو کس قدر اگر نہیں تو آیا آئندہ محکمہ خزانہ ان بے سہارا افراد کے لئے کچھ رقم مخصوص کرنے پر غور کرے گا؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے): (الف) ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء میں صوبائی محکمہ خزانہ نے محکمہ سوشل ویلفیئر کو مندرجہ ذیل رقم دی:-

	۷۲-۱۹۷۱ء	۷۳-۱۹۷۲ء
(i) ترقیاتی پروگرام کے لئے	۲۹,۴۹,۰۰۰ روپیہ	۵۰,۰۰,۰۰۰ روپیہ
(ii) غیر ترقیاتی پروگرام کے لئے	۴,۸۴,۸۰۰ روپیہ	۱۸,۸۷,۱۹۰ روپیہ
میزان	۳۴,۳۶,۸۰۰ روپیہ	۶۸,۸۷,۱۹۰ روپیہ

مرکزی حکومت کی جانب سے خاص طور پر محکمہ سوشل ویلفیئر کے لئے کوئی رقم نہیں ملی۔ البتہ اس محکمہ کی ترقیاتی سکیمیں صوبائی سالانہ ترقیاتی پروگرام کا حصہ ہیں جس کے لئے مرکزی حکومت مجموعی طور پر قرض دیتی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا رقوم میں سے محکمہ سوشل ویلفیئر کو ضعیف العمر بے سہارا افراد کی دیکھ بھال اور امداد کے لئے ۷۲-۱۹۷۱ء اور ۷۳-۱۹۷۲ء کے لیے مندرجہ ذیل پروگراموں کے لیے رقم دی گئی۔ رقم کی تفصیل بھی درج ذیل ہے:-

نام پروگرام	دیکھ بھال اور امداد کی رقم	
	۷۲-۱۹۷۱ء	۷۳-۱۹۷۲ء
	روپیہ	روپیہ
(۱) دارالاقامہ برائے بے سہارا و بے گھر خواتین راولپنڈی (دارالامان راولپنڈی)	۹۳,۰۹۰	۲۷,۱۰۶۰

نشان‌زدہ سوالات کے جوابات جو ایوان کی میز پر رکھے گئے		۶۷۲۷۰
(۲) دارالاقامہ بہبود برائے تربیت و بحالی گداگران - لاہور (کاشانہ لاہور)	۱,۲۴,۵۰۰	۱,۲۴,۶۰۰
(۳) دارالاقامہ برائے تیس خاندان بیوگان و اطفال متاثر بہ جنگ سیالکوٹ (دارالفلاح سیالکوٹ)	۷۹,۵۷۰	۱,۰۳,۰۲۰
	۱۹۷۱-۷۲ء روپیہ	۱۹۷۲-۷۳ء روپیہ
(۴) مثالی یتیم خانہ - لاہور (مثالی دارالقیامہ - لاہور)	۶۰,۹۳۰	۵۹,۵۹۰
(۵) دارالامان - لائل پور - ملتان	—	۶۵,۳۶۰
(۶) یتیم خانہ جات (دارالاطفال بہاولپور)	۳۶,۹۲۰	۴۳,۹۰۰
(۷) انجمن حمایت اسلام لاہور کو عطیہ برائے ملی دارالاطفال -	—	۲۰,۰۰۰
میزان	۳,۷۵,۰۰۰	۴,۸۰,۷۳۰

خاندانی منصوبہ بندی پر صرف شدہ رقم

*۲۶۱۲ - شیخ محمد اصغر - کیا وزیر خزانہ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۱۹۷۱-۷۲ء اور ۱۹۷۲-۷۳ء میں علی‌الترتیب صوبائی حکومت نے کتنی رقم برائے خاندانی منصوبہ بندی مخصوص کی اور مرکزی حکومت سے کتنی ملی ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) : ۱۹۷۲ء-۱۹۷۱ء میں صوبائی حکومت نے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں برائے خاندانی منصوبہ بندی ایک کروڑ ساٹھ لاکھ (۱,۶۰,۰۰,۰۰۰) روپے کی رقم مخصوص کی تھی - تاہم دسمبر ۱۹۷۱ء میں ترقیاتی خرچ میں بچت کے مدنظر یہ رقم گھٹا کر ایک کروڑ چالیس لاکھ (۱,۴۰,۰۰,۰۰۰) روپے کر دی گئی خاندانی منصوبہ بندی کے پروگرام کا پورا خرچ صوبائی حکومت کے ذمہ ہے اس خرچ کا نصف حصہ مرکزی حکومت سے بطور امداد موصول ہوتا ہے اور باقی نصف بطور قرض - مالی سال ۱۹۷۱-۷۲ء میں مرکزی حکومت کی زر امداد کی پوری رقم ستر لاکھ (۷۰,۰۰,۰۰۰) روپے موصول ہو گئی تھی -

۱۹۷۲-۷۳ء میں صوبائی حکومت نے مذکورہ بالا مقصد کے لئے کل ایک کروڑ تیس لاکھ (۱،۳۰،۰۰،۰۰۰) روپے کی رقم مخصوص کی ہے مرکزی حکومت کی زر امداد میں سے جو کہ اس کا نصف ہوگی مالی سال رواں میں اب تک سولہ لاکھ پچیس ہزار (۱۶،۲۵،۰۰۰) روپے کی رقم موصول ہوئی ہے۔

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ میرا ایک سوال کافی دیر سے pending پڑا ہوا ہے۔

مسٹر سپیکر ۔ دونوں وزراء صاحبان یہاں نہیں ہیں تو یہ سوموار کو ہو جائے گا۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ سوموار کو اجلاس کا آخری دن ہے۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ شیخ عزیز احمد کے شارٹ نوٹس سوال نمبر ۳۳۰۳ کا جواب جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے بھیجا ہے اگر اجازت ہو تو میں اس کا جواب دے دوں۔

مسٹر سپیکر ۔ جی ہاں فرمائیں ۔ شیخ صاحب آپ اپنا سوال پڑھیئے۔

ٹرک نمبر ۸۷۲۰ ۔ ایل ای بی کے ڈرائیور لال دین ولد نتھا کا چالان

*۳۳۰۳ ۔ شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازاراہ کرم بیان فرمائینگے کہ :

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ٹریفک سٹاف کوتوالی بیرون دھلی دروازہ لاہور نے مورخہ ۲۲-۳-۱۹۷۳ء کو ٹرک نمبر ۸۷۲۰ ۔ ایل ای بی کے ڈرائیور لال دین ولد نتھا کا چالان بذریعہ چٹ ۲۱۵/۸ (فارم ایل-۱۰) زیر دفعات ۱۱۲/۷۸-۱۰۷/۷۶ مغربی پاکستان موٹر وھیکلز آرڈیننس ۱۹۶۵ء کرتے ہوئے ٹرک مذکور کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ قبضہ میں لے لیا جب کہ نہیں موٹر وھیکلز آرڈیننس ۱۹۶۵ء کے تحت رجسٹریشن سرٹیفکیٹ قبضہ میں لینے کا اختیار نہ تھا بلکہ یہ اقدام اے ٹی جی ٹریفک پولیس کی ھدایات کے برعکس اٹھایا گیا۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ

بسوں اور ٹرکوں میں چالانات کے سلسلہ میں رجسٹریشن سرٹیفکیٹ اور پرمٹ قبضہ میں لینے کے رجحان کو ختم کرنے کے متعلق، کوئی اقدامات کر رہی ہے یا کرنا چاہتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں ؟

وزیر خزانہ (مسٹر محمد حنیف رامے) ۔ (الف) یہ درست ہے کہ ٹرک متذکرہ کا چالان کیا گیا ہے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ ٹرک ڈرائیور کے پاس لائسنس نہیں ۔ اسلئے اسکی رجسٹریشن بک قبضہ میں لے لی گئی تا کہ وہ مقررہ تاریخ پر عدالت میں حاضر ہو۔ یہ کارروائی محض اسے عدالت میں حاضر کرنے کے لیئے کی گئی تھی ۔

(ب) ایسا کوئی مسئلہ زیر غور نہیں ۔ رجسٹریشن بک اور روٹ پرمٹ اس لئے قبضہ میں لئے جاتے ہیں ۔ تا کہ ملزم عدالت میں حاضر ہو جائیں اگر ایسا نہ کیا جائے تو بہت سے ملزم عدالت میں حاضر نہیں ہونگے ۔ ان کو اس امر کی باقاعدہ رسید دی جاتی ہے تا کہ وہ اس دوران میں ٹرک یا بس کو ڈرائیو تو کر سکیں اس کو ان کی طرف سے authorize کر دیا جاتا ہے لیکن اس سے رجسٹریشن بک یا پرمٹ لے لیے جاتے ہیں ۔ اگر ایسا نہ کیا جائے تو اس صورت میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ عدالت میں پیش نہیں ہوں گے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اگر اس کے پاس لائسنس نہ تھا اور ڈرائیونگ لائسنس کے بجائے رجسٹریشن بک لے لی گئی تو اس کا چالان بغیر لائسنس کے ڈرائیونگ کرنے پر کیوں نہ کیا گیا ۔ یہ میرے پاس چٹ موجودہ ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیخ صاحب کی بات بالکل ٹھیک ہے ۔ نہ صرف اس کا جس الزام میں چالان ہوا ، وہ چالان ہونا چاہیے تھا ، بلکہ یہ چالان بھی ہونا چاہیئے تھا اور اس کے لیے ہدایات جاری کر دی جائیں گی ۔

شیخ عزیز احمد ۔ اس ٹرک کا رجسٹریشن سرٹیفکیٹ قبضے میں لینے کے بعد کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ اسی ٹرک کو اس کے دوسرے حق

ہفتہ اور اتوار کی درمیانی رات کو تھانہ مٹھہ ٹوانہ میں صرف اس بنا پر قبضے میں لے لیا گیا کہ یہ چٹ جعلی ہے ۔

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ آپ نے ایک ڈرائیور کے چالان کے اوپر دس منٹ دے دیے اور شراب کو بند کرنے کی بابت مجھے ایک منٹ بھی نہیں دیا گیا ۔ کیا ظلم ہے ؟

شیخ صفدر علی ۔ میرا سپلمنٹری یہ ہے کہ اگر رجسٹریشن بک لینی ضروری ہے تو گورنمنٹ نے یہ چٹھی کیوں جاری کی ہے کہ یہ نہ لی جائے ۔ آیا یہ خلاف ورزی ہے یا نہیں ۔ اس کا جواب وزیر خزانہ صاحب نہیں دیا ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر خزانہ صاحب آپ اس پر مزید غور کریں

شیخ صفدر علی ۔ آپ جواب دے رہے ہیں یا وزیر خزانہ صاحب دے رہے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ میں جواب دے رہا ہوں کہ جو سوالات اٹھائے گئے ہیں ان تمام کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی ۔

چوہدری غلام قادر ۔ پوائنٹ آف پرولیج سر ۔

مسٹر سپیکر ۔ پرولیج موشنز اس ایوان میں پہلے زیر غور ہیں ۔ اس کے بعد آپ کا پوائنٹ آف پرولیج ہوگا ۔

چوہدری غلام قادر ۔ یہ ایک بڑی ضروری تحریک استحقاق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک ہائے استحقاق پہلے میرے پاس پڑی ہوئی ہیں جو پہلے سے زیر غور ہیں ۔ اس کی باری ابھی نہیں آئی ۔ پہلے درخواست ہائے رخصت ہوں گی اس کے بعد تحریک ہائے استحقاق ہوں گی ۔

Sheikh Aziz Ahmad: Point of Privilege.---

Mr. Speaker. There is a time fixed for moving the privilege motions.

Sheikh Aziz Ahmad: It is oral sir.

Mr. Speaker. Does not matter. Oral points cannot have precedence over the written ones. You may give it to me in writing.

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

محکمہ آبکاری و محصولات کے ملازمین کے خلاف کارروائی

۵۷ - میاں محمد رفیع - کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ کرم بیان فرمائینگے کہ -

(الف) ۱۹۷۲ء اور ۱۹۷۳ء میں آج تک صوبائی محکمہ آبکاری و محصولات کے درجہ اول - دوم - سوم و چہارم کے کتنے ملازمین کے خلاف صوبائی انسداد رشوت ستانی کمیٹی نے عدالتوں میں چالان کرنے اور محکمانہ کارروائی کرنے کی سفارش کی ہے -

(ب) مذکورہ مدت میں جن افسران اور ملازمین کے چالان سپرد عدالت ہوئے اور محکمانہ کارروائی کی گئی ان کے نام اور عہدے بتائے جائیں ؟

وزیر آبکاری و محصولات (مسٹر محمد حنیف رامے) - (الف) ۱۹۷۲ اور ۱۹۷۳ میں آج تک درجہ سوم چہارم کے دو ملازمین کے خلاف صوبائی انسداد رشوت ستانی کمیٹی نے عدالتوں میں چالان کرنے اور محکمانہ کاروائی کرنے کی سفارش کی ہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے -

درجہ سوم ملازمین - ۷

درجہ چہارم ملازمین - ۲

(ب) جن ملازمین کے خلاف عدالتی کارروائی کی گئی ہے - ان کے نام مندرجہ ذیل ہے :—

۱ - ذوالفقار علی جونیئر کلرک (درجہ سوم)

۲ - علی احمد ماہر جونیئر کلرک "

۳ - مسٹر سلطان محمود جونیئر کلرک "

۴ - مسٹر نصیر احمد جونیئر کلرک "

جن ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی کی سفارش کی گئی ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں :—

۱ - مزمل اللہ اکسائز انپکٹر ٹیکسیشن انسپکٹر (درجہ سوم)

۲ - چراغ علی شاہ اکسائز انپکٹر ٹیکسیشن سب انسپکٹر (درجہ سوم)

۳ ۔ ابراراحمد جولیئر کلرک ۔ (درجہ سوم)

۴ ۔ محمد اسلام ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کنسٹیبل (درجہ چہارم)

۵ ۔ منظو حسین ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کنسٹیبل (درجہ چہارم)

اراکین اسمبلی کی رخصت

سید مہتاب احمد شاہ

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست سید مہتاب احمد شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔۔۔

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری ۱۲-۱۳ مارچ اور ۲۲-۲۳-۲۴ اپریل کو بوجہ بیماری اجلاس سے غیر حاضر رہا ہوں ۔ مہربانی کر کے میری رخصت منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

حاجی محمد بخش

سیکرٹری اسمبلی مندرجہ‌ذیل درخواست حاجی محمد بخش صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔۔۔

گزارش ہے ۲۴-۳-۷۳ کو مجھے بخار تھا اس لیے میں اجلاس میں شامل نہیں ہو سکا ۔ براہ مہربانی ایک دن کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر نور محمد خان

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست مسٹر نور محمدخان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔۔۔

گزارش ہے کہ مجھے ایک ذاتی اشد کام ہے مورخہ ۳-۴-۷۳ کی رخصت عطا فرمائی جاوے ۔ کیونکہ

محکمہ نہر میں پانی کی تاریخ پیشی بمقام بہاول پور ہے

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان غلام احمد خان وردیگ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست غلام احمد خان وردیگ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

گزارش ہے میں بوجہ علالت بتاریخ ۱۹-۳-۷۳ و ۵-۴-۷۳ و ۲۲-۴-۷۳ اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا تھا ۔ اس لیے محولا بالا تاریخوں کی رخصت عنایت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایچ۔ایس۔اسلام الدین

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایچ۔ایس۔اسلام الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

مودبانہ گزارش یہ ہے کہ میں دو دن سے بخار میں مبتلا ہوں ۔ لہذا میں اسمبلی حاضر نہیں ہو سکتا براہ مہربانی مجھے ایک یوم یعنی ۲۷-۴-۷۳ کی رخصت عنایت فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

قاضی محمد اسماعیل جاوید

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست قاضی محمد اسماعیل جاوید صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

ایک نہایت ضروری کام ہے جس کی بنا پر اسمبلی میں حاضری نہیں دے سکتا ۔ لہذا براہ کرم ۲۷ اپریل کی رخصت عطا فرمائی جائے ۔ نیز استحقاق کمیٹی میٹنگ جو اس روز ۵ بجے ہو رہی ہے ۔ حاضر نہیں ہو سکتا ۔ رخصت عطا فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک سرفراز احمد

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک سرفراز احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں بیمار ہوں ۔ لہذا اجلاس اسمبلی سے مورخہ ۲۳-۴-۷۳ تا ۲۶-۴-۷۳ء میری غیر حاضری معاف فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

خان امیر عبداللہ خان روکڑی

سیکرٹری اسمبلی :— مندرجہ ذیل درخواست خان امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

میں نے ایک شادی کے سلسلے میں کراچی جانا ہے ۔ براہ مہربانی آج ۲۷-۴-۷۳ء کی رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

ملک عبدالقیوم

سیکرٹری اسمبلی : مندرجہ ذیل درخواست ملک عبدالقیوم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :—

> I could not attend the Assembly Session on 25th of April, due to a slight indisposition. Leave may kindly be sanctioned for the same.

مسٹر سپیکر : سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب تحاریک التوائے استحقاق پیش ہوتی ہیں ۔ راجہ محمد افضل

مجلس دربارہ سرکاری مواعید کی رپورٹ کا پیش کیا جانا

چوہدری اللہ داد خان ۔ جناب والا ۔ میں ساجی محمد سیف اللہ خان صاحب کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلے کی بابت کوالٹی کنٹرول سٹاف کو تنخواہ کی عدم ادائیگی سے متعلق مجلس مواعید کی سرکاری رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ساجی محمد سیف اللہ خان کی طرف سے اٹھائے گئے مسئلہ بابت کوالٹی کنٹرول سٹاف کی تنخواہ کی عدم ادائیگی سے متعلق مجلس مواعید کی سرکاری رپورٹ پیش کر دی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے ایک اعلان کرنا ہے ۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان کرسنگ کونسل کے انتخاب میں صرف ایک نامزدگی باقی رہ گئی ہے جو مس ناصرہ کھوکھر ایم ۔ پی ۔ اے کے حق میں ہے ۔ لہذا ممبر مذکور کو کونسل مذکورہ کی منتخب ممبر قرار دیا جاتا ہے ۔

مسئلہ استحقاق

اسمبلی میں کورم پورا کرنے سے متعلق

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر غلام قادر ۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ نوائے وقت کی اشاعت مورخہ ۲۷-۴-۱۹۷۳ء میں چند معزز اراکین اسمبلی کے نام شائع ہوئے ہیں کہ وہ باقاعدہ طور پر اسمبلی کی کارروائی کے دوران حاضر رہتے ہیں ۔ باقی مجبوراً کورم پورا کرتے ہیں ، حالانکہ باقی ارکان کی اکثریت ہمیشہ حاضر رہتی ہے ۔ لہذا نوائے وقت کی اس خبر سے میرا اور اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ لہذا اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرما کر اس کو زیر بحث لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کورم اکثر ٹوٹتا ہے ۔ اس لئے باقی اراکین کی اکثریت تو یہاں حاضر نہیں ہوتی ۔ یہ کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے ۔

چوہدری غلام قادر ۔ صرف تیرہ ممبران سے کورم پورا نہیں ہو سکتا ۔

Mr. Speaker : This is not the question. I won't permit discussion over that. The fact is that even the one-third number is not present here. You have stated that majority of the member is present, here which is not correct and. I will permit this but must be in accordance with the facts.

حافظ علی اسداللہ کا نام ایوان میں حاضر باش ممبران کی فہرست میں شامل نہ کیا جانا

حافظ علی اسد اللہ ۔ جناب والا ۔ میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں اور مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ ۲۷-۴-۱۹۷۳ء کے "نوائے وقت" میں ایک خبر شائع ہوئی ہے جس میں چند ممبران اسمبلی کے نام تحریر کیے گیے ہیں کہ یہ حاضر باش ممبران ہیں اور بقیہ ممبران کو غیر حاضر باور کرانے کی کوشش کی گئی ہے ، حالانکہ میں ہمیشہ اسمبلی میں حاضر رہتا ہوں ۔ میرا نام اس فہرست میں تحریر نہیں کیا گیا ، اس طرح میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس پر ایوان بحث کرے گا یا اس کو کمیٹی میں آپ بھیجیں گے ۔

(وقفہ)

It will be taken up at 5.00 p.m, to-day.

مسٹر تاج محمد خانزادہ ۔ آج جناب جمعہ کا دن ہے اور آپ شام کا اجلاس کر

رہے ہیں ۔ جو چیز اسلام کے حق میں ہوتی ہے اس کی آپ مخالفت کرتے ہیں ۔

Mr. Speaker : Please don't misquote me. I am a Mussalman. If it could not be taken up to-day, it will be taken up on Saturday.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : There should not be an afternoon session on Friday.

Mr. Speaker : All right, it will come up on Monday at 5.00 p.m. Will the honourable Member give in writing the privilege motion that he has moved.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب میں ایک تحریک استحقاق پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ مجھے جناب ابھی ابھی ایک لفافہ موصول ہوا ہے جس پر ایڈریس میرا ہے ۔ لیکن اس میں بالکل ایک سفید کاغذ ہے جو میرے ساتھ مذاق کیا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ کہیں تو ہر محکمے کو یہ حکم جاری کر دیں کہ آپ کو کوئی چٹھی نہ بھیجے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ اس میں ایک سفید کاغذ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا بھیجنا چاہیے ۔ وائٹ پیپر تو بڑی اہم قانونی اور تاریخی دستاویز ہوتا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میرا خیال ہے شیخ عزیز احمد نے کاغذ کی الٹی طرف دیکھ لی ہے ۔

(قہقہہ)

Mr. Speaker : Now, we go on to the adjournment motions.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کے متعلق تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ تو استحقاق کمیٹی کے سپرد ہے ۔ میں نے بھیجا کیا ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پرولیج کمیٹی سے اس کی رپورٹ آ گئی ہے ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کو دوبارہ کمیٹی کے سپرد کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب آپ یہ تحریک کر رہے ہیں کہ اس کو مزید غور کے لیے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے ۔ میں اس کی اجازت دیتا ہوں ۔

The report will come up within thirty days.

تحاریک التوائے کار

مسٹر سپیکر ۔ دیوان سید غلام عباس بخاری کی تحریک التوا نمبر ۵۱۳ ۔ وہ موجود نہیں ہیں ۔ میاں خورشید انور کی تحریک التوا نمبر ۵۱۴ ۔ ۵۱۵ اور ۵۱۶ میں ۔ میاں صاحب بھی موجود نہیں ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ سوموار پر defer کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی ان کی اور بھی بہت تحریکیں ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ سوموار پر defer فرما دیں اور پھر میاں خورشید انور مجھے کہہ بھی گئے ہیں ۔ یہ ساری defer کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے نام تو بکار لینے دیں ۔ میرے لیے باقیوں کو کچھ تھوڑی سی priority دینے کے لیے Justification ہو جائے گی ۔ اس کے بعد میں ان کی تحاریک التوا لے لوں گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ یہ ساری defer کر دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ defer ہی ہو جائیں گی مگر بعد میں ترتیب میں آئیں گی ۔ سردار محمد عاشق نہیں ہیں ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان نمبر ۵۲۴ ۔

مشروب ساز اداروں کے چینی کے کوٹہ کی منسوخی

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ یہ مسئلہ مشروب ساز اداروں کو چینی کا کوٹہ کی بندش اور اس سے پیدا شدہ صورت حال سے متعلق ہے ۔ روزنامہ امروز

۳ اپریل اور نوائے وقت ۳ اپریل ۵۹ء کے مطابق حکومت پنجاب نے مشروب ساز اداروں کے لیے چینی کے کوٹے منسوخ کر دیئے ہیں اور ان سے کہا ہے کہ وہ اپنی ضروریات گڑ اور دیسی چینی سے پوری کریں ۔ مشروب ساز اداروں اور ان سے متعلق شہریوں کے نمائندوں نے چینی کا کوٹہ بند کرنے پر حکومت سے نظرثانی کی اپیل کی ہے اور کہا کہ کوٹہ بحال نہ ہوا تو مشروب ساز ادارے پندرہ دن کے بعد بند ہو جائیں گے ۔ جس کے نتیجہ میں دس ہزار ملازمین کو بے روزگاری کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ اس خبر سے مزدوروں اور دوسرے عوامی حلقوں میں زبردست اضطراب و بے چینی پیدا ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ۵۲۶ بھی بالکل یہی ہے اس لیے میری تحریک التوا میں ساتھ ہی لے لیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے وہ بھی ساتھ ہی لے لیتے ہیں ۔

وزیر خوراک ۔ جناب والا ۔ ہم نے ایک کمیٹی مقرر کی تھی ۔ اس کی رپورٹ آ چکی ہے اور اس کا فیصلہ آج یا کل ہم نے کر دینا ہے ۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کل پرسوں تک یعنی دو دن کے اندر اندر بیکاری وغیرہ نہیں ہونے دیں گے ۔

Mr. Speaker : It is deferred till Monday.

ریٹائرڈ ایر مارشل اصغر خان کی پریس کانفرنس کی اشاعت پر حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندی

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ یہ مسئلہ ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان کی پریس کانفرنس کی اشاعت پر حکومت کی جانب سے عائد کردہ پابندی سے پیدا شدہ صورت حال سے متعلق ہے ۔ تحریک استحلال کے ایک وفد نے ۳ اپریل کی صبح پیپلز ہاؤس میں آراکین اسمبلی کو اطلاع دی ہے کہ ایئر مارشل اصغر خان نے یکم اپریل کی شام کو ایک پر ہجوم کانفرنس میں ایک قومی مسئلہ پر اہم بیان دیا تھا جو ۲ اپریل ۶۹ء ۔ لاہور کے کسی اخبار میں شائع نہیں ہوا اور جب اس مسئلہ میں مختلف سرکاری اور غیر سرکاری ذرائع سے

معلومات حاصل کی گئیں تو یہ پتہ چلا کہ حکومت نے تمام اخبارات اور یہاں متعینہ اخباری نمائندوں کو پریس کانفرنس کی اشاعت سے روک دیا انہیں انتباہ کیا کہ اگر پریس کا ایک لفظ بھی چھپا تو ان کے خلاف ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی کی جائے گی ۔ آزادی رائے اور آزادی صحافت پر اس کھلی قدغن سے عوامی حلقوں میں اضطراب و احتجاج کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب نہیں ہیں ان کا انتظار کر لیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ defer فرما دیں ۔

Mr. Speaker. It is defered till Monday.

راجہ محمد افضل صاحب نہیں ہیں ان کی چھٹی کی درخواست آئی ہے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا . . . .

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ استحقاق فوری طور پر پیدا ہوا ہے ؟

مسٹر محمد اشرف ۔ جی ہاں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر پچھلے پانچ منٹ میں پیدا ہوا ہے تو میں اس کی اجازت دوں گا ۔ اور اگر اس سے پرانا ہے تو پھر سوموار کو consider کروں گا ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ فوری طرز پر پیدا ہوا ہے ۔ جناب والا ۔ پچھلے اجلاس میں یہاں ہمارے ہاؤس نے ایک ریزولیوشن متفقہ طور پر پاس کیا تھا ۔ . . .

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھیں ۔ آپ میری بات کو غور سے سنیے ۔ پانچ منٹ پہلے موضوع استحقاقات سے متعلق زیر بحث تھے اس وقت آپ موجود نہیں تھے ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ میں اس وقت نہیں تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ کو یہ نہیں کرنا چاہیے کہ جب جی چاہے آپ اٹھ کر ہاؤس کی کارروائی میں مداخلت کریں ۔

مسٹر محمد اشرف ۔ جناب والا ۔ باہر ایک وفد کھڑا ہے اور انہوں نے اشتہار دیئے ہیں ۔

Mr Speaker : Please resume your seat. You cannot have that now.

تحریک التوا ۵۲۸-۵۲۹-۵۳۰ اور ۵۳۱ راجہ محمد افضل خان کی ہیں - وہ رخصت پر ہیں - ۵۳۲ چوہدری امان اللہ لک کی طرف سے ہے -

---

کھاد کی قیمتوں میں اضافہ

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے - مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم اپریل ۱۹۷۳ء سے کھاد کی قیمتوں میں حکومت نے ۹ روپے فی بوری اضافہ کر دیا ہے اور اب کھاد کی قیمت ۳۰ روپے فی بوری مقرر کر دی گئی ہے - کھاد کی قیمتیں پہلے ہی بہت زیادہ تھیں اور اب تو غریب کاشتکار کھاد خرید ہی نہیں سکتے - جس سے پیداوار میں کمی ہو جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے - کھاد کی قیمتوں کے اضافے سے دیہاتی آبادی جس کی اکثریت چھوٹے کاشتکاروں پر مشتمل ہے میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور عوام سخت پریشان ہو گئے ہیں - مسئلہ از حد سنگین ہے اس پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے -

مسٹر سپیکر - چونکہ وزیر زراعت تو ہیں نہیں - اس لئے پیر تک defer کر دیتے ہیں -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - یہ وزیر خوراک سے متعلق ہے وزیر زراعت کا اس سے تعلق نہیں ہے -

مسٹر سپیکر - وزیر صنعت اور وزیر زراعت اس کو کریں گے -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - ملک حاکمین صاحب تشریف رکھتے ہیں -

مسٹر سپیکر - وزارت خوراک سے اس کا تعلق نہیں ہے کیونکہ خوراک پیدا کرنا ان کی ذمہ داری نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ لک - جناب والا - یہ directly involved ہیں -

مسٹر سپیکر - ایسا نہیں ہے -

چوہدری امان اللہ لک ۔ وہ پرانے زمانے کی بات آپ کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں ایک اعلان اور کرنا چاہتا ہوں ۔ کل میں نے کہا تھا کہ پرولیج موشن پیر کو پانچ بجے سب سے پہلے لی جائیں گی ۔ اب بقیہ تحاریک التوا اور تحریک استحقاق ساڑھے چھ بجے لی جائیں گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا نمبر ۵۶۶ بہت ہی اہم ہے وہ سکول کے بچوں سے متعلق ہے ۔ پی ٹی سی کی کلاسیں بند ہونے والی ہیں جس کی وجہ سے خان پور میں انتہائی اضطراب پھیلا ہوا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری تحریک التوا کے متعلق کیا فیصلہ ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ پیر کو روزمرہ کے مطابق سے تحریک ہائے التوا پیش ہونگی جو باقی رہ جائیں گی وہ شام کے اجلاس میں لے لیں گے ۔

نارمل سکول خان پور کے پرائمری سیکشن کی گورنمنٹ ہائی سکول خان پور میں منتقلی سے پی ٹی سی کے طلبہ کو اسباق کی ٹریننگ سے دشواری

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ انسپکٹر آف سکولز بہاولپور نے نارمل سکول خان پور کے پرائمری سیکشن کو گورنمنٹ ہائی سکول خان پور میں منتقل کر دیا ہے ۔ اس تبدیلی کی وجہ سے پی ۔ ٹی ۔ سی کے طلباء سکول میں ہونے والے تنقیدی، عملی اور مشقی اسباق سے محروم ہو گئے ہیں اور اب انہیں نئے اسباق کی ٹریننگ حاصل کرنے کے لئے گورنمنٹ ہائی سکول خان پور جانے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے جو ان دو سو pupil ٹیچرز کے لئے بے حد مشکل ہے اور نہ ہی پرائمری سکول کے تقریباً پانچ سو بچے ہائی سکول سے نارمل سکول آ سکتے ہیں کیونکہ راستہ میں ٹریفک کی بھیڑ ہوتی ہے جس سے حادثات کا خطرہ لاحق ہوتا ہے ۔ انسپکٹر آف سکولز کے اس حکم سے نہ صرف ایک دیرینہ عمل کا خاتمہ ہو گیا ہے بلکہ نارمل سکول کے لازمی جزو پرائمری سیکشن کو منتقل کر کے بے پناہ مشکلات پیدا کر کر دی گئی ہیں ۔ جس سے پی ۔ ٹی ۔ سی کے طلباء میں خوف و ہراس اور

بے چینی پھیل گئی ہے اور طلباء کی ہڑتال کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے جس کا فوری زیر بحث لانا بہت ضروری ہو گیا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میرے فاضل محرک نے ابھی یہ بات میری توجہ میں لائی ہے۔ میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ میں اس کی تحقیقات کروں گا۔ جو مناسب اقدام ہیں وہ ہم کریں گے۔ انشاء اللہ مجھے امید ہے کہ یہ بے چینی اور اضطراب دور ہو جائے گا۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا۔ سوموار کو کر لیں۔

وزیر تعلیم۔ ٹھیک ہے۔

Mr. Speaker : Now, we go on to the legislative business.

سید تابش لوری۔ جناب سپیکر۔ آج کے لیے آپ نے بہاول پور میں دفعہ ۱۴۴ کے نفاذ کے متعلق ایک تحریک التوا رکھی ہوئی ہے۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر۔ وزیر اعلیٰ آج اگر کسی وقت آ جاتے تو میں اسے لے لوں گا اور جو کارروائی ہو رہی ہوگی اسے روک کر یہ کارروائی شروع ہو جائے گی۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ کیا آج وہ آ رہے ہیں؟

مسٹر سپیکر۔ غالباً وہ آئیں گے۔ کوئی خاص وجہ ہو گئی ہے ورنہ وہ صبح تو بیٹھے ہوئے تھے۔ اب ایک قلیل المہلت سوال ہے۔ میاں منظور احمد موہل آپ اس کو پڑھیں۔

قلیل المہلت سوال اور اس کا جواب

متروکہ اراضی کے خسرہ نمبر ۱۳۲ اور ۱۳۳ واقع موضع افضل آباد ضلع لاہور کا غلط طریقہ سے انتقال

*۳۳۰۴۔ میاں منظور احمد موہل۔ کیا وزیر بحالیات و آبادکاری از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ اراضی خسرہ نمبران ۱۳۲ اور ۱۳۳ واقع موضع افضل آباد حلقہ پٹوار ظفر کے۔ تحصیل قصور ضلع لاہور ایک متروکہ جائیداد ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اراضی مندرجہ (الف) بالا ۱۹۵۸ء میں ایک مہاجر مسمی قادر نواز عرف قادر بخش ولد قاسم علی کو الاٹ کر کے کنفرم کر دی گئی نیز متعلقہ ریکارڈ میں اندراج بھی اس کے مطابق کر دیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اب مورخہ ۲۵-۹-۱۹۷۲ء کو اراضی مذکورہ بالا کا انتقال بھی زبانی طور پر مسمی کرم الدین پھوکیدار دیہہ مذکورہ نے خود کو مسمیان خدا یاور وغیرہ کو مختار عام ظاہر کرکے اپنے بھائی مسمی حسن دین اور اپنے بیٹے مسمی محمد سرور کے نام کرا دیا ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ انتقال مذکورہ (ج) بالا کے وقت الاٹی مذکور جز (ب) بالا کو کسی قسم کا نوٹس نہیں دیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محمد سرور وغیرہ کے نام اندراج ریکارڈ مثلاً خسرہ گرداوری اور آر۔ ایل۔ ٹو وغیرہ میں کر دیا گیا ہے۔

(و) اگر جزو (ہ) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مہاجر مذکورہ جزو (ب) کو اس مذکورہ بالا رقبہ واپس کر دیا جائے گا؟ اگر کر دیا جائے گا تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں نہیں۔

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متروکہ اراضی کا انتقال غلط طریقہ پر ہوا ہے۔ اگر ایسا ہے تو محکمہ بحالیات اس سلسلہ میں کیا اقدام کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کب تک۔ اگر نہیں تو کیوں نہیں؟

وزیر بحالیات و آبادکاری (ملک مختار احمد اعوان): (الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ رقبہ ۱۹۵۵ء میں بروئے اپیل مسمی قادر نواز عرف قادر بخش ولد قاسم علی الاٹ و کنفرم کر دیا گیا تھا۔

(ج) یہ غلط ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انتقال نمبر ۱۹۳ کے ذریعے ۱۱ کھاتہ جات کا حصہ شاملات منجانب خدا یاور خان بحق حسن دین و محمد سرور بحصہ برابر مشتریان بالعوض ایک ہزار روپے بتاریخ

۱۹۷۲-۹-۲۵ء منظور کیا گیا ۔ اس انتقال میں خسرہ نمبران ۱۳۲ و ۱۳۳ شامل نہیں ہیں ۔

(د) مد (ج) انتقال مذکورہ بالا میں الاٹی قادر نواز عرف قادر بخش کا کوئی رقبہ بیع نہیں ہوا لہذا اس کو کوئی نوٹس دینے کی ضرورت نہ تھی ۔

(ہ) یہ غلط ہے کہ LR-II میں محمد سرور وغیرہ کے نام اندراج کر دیا گیا تھا کیونکہ LR-II محکمہ اسپیشل پولیس کی تحویل میں عرصہ تقریباً تین چار سال سے چلا آرہا ہے ۔ لیکن یہ درست ہے کہ خسرہ گرداوری میں فصل خریف ۱۹۷۲ء کی گرداوری کے وقت پٹواری محمد مظہر نے انتقال نمبر ۱۹۰ کے حوالہ سے غلط طور پر خسرہ نمبران ۱۳۲ اور ۱۳۳ کی ملکیت حسن دین و محمد سرور کے نام درج کر دی ۔ اگرچہ انتقال نمبر ۲۹۰ میں ان خسرہ نمبران کا ذکر نہیں تھا ۔

(و) جہاں تک رقبہ کی منتقلی کا تعلق ہے اس کا انتقال کسی اور کے نام اب تک نہیں ہوا ہے ۔ پٹواری نے خسرہ گرداوری خریف ۱۹۷۲ء میں غلط اندراج کیا تھا ۔ اس کی درستگی ربیع ۱۹۷۳ء کی گرداوری میں کر دی گئی اور رقبہ قادر نواز متوفی کے بیٹے لیاقت حسین کے نام بدستور درج کر دیا گیا ہے ۔

(ز) متروکہ اراضی ھذا کا کوئی انتقال نہیں کیا گیا ۔ صرف پٹواری نے خسرہ گرداوری میں غلط اندراج کر دیا تھا جس کی درستگی کی جا چکی ہے ۔ پٹواری مذکورہ کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لئے ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کو تحریک کر دی گئی ہے کیوں کہ امر متعلقہ محکمہ مال کے حدود اختیار میں ہے ۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۲۲۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء

مسٹر سپیکر ۔ اب قانون سازی کو لیتے ہیں ۔ وزیر تعلیم مارشل لا ریگولیشن نمبر ۲۲۸ پیش کریں گے ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے اس کے بارہ میں سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے اس کے بارہ میں سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے ترمیمات ہو جائیں ۔ پہلی ترمیم میاں خورشید انور صاحب کی ہے جو infructuous ہو گئی ہے ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اس بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے یکم مئی ۱۹۷۳ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے یکم مئی ۱۹۷۳ء تک رائے عامہ کے لیے متداول کرایا جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توجہ عبوری

آئین کی طرف مبذول کرواتا ہوں ۔ مارشل لا ضابطہ میں ترمیم کے لیے صدر صاحب کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ نے اس کے اغراض و مقاصد نہیں پڑھا ہوگا اس میں لکھا ہوا ہے کہ صدر صاحب کی اجازت in original یہاں ہاؤس میں موجود ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اجازت سرکولیٹ نہیں کی گئی ۔

مسٹر سپیکر ۔ رولز اینڈ ریگولیشن میں کہاں لکھا ہوا ہے ۔ بل کے اغراض و مقاصد میں بڑا واضح لکھا ہوا ہے کہ صدر صاحب کی اجازت حاصل کرلی گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اجازت کے سلسلے میں باقاعدہ تمام اراکین کو ایک چٹھی جاری ہو جانی چاہیے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ رواز بتائیں ۔ رولز کے لیے کمیٹی بنی ہوئی ہے ۔ جب ایسے رولز بن جائیں گے تو ہو جائے گا ۔

سید تابش الوری ۔ جب تک اجازت موجود نہ ہو یہ بل پیش نہیں ہو سکتا ۔ ہم کس طرح سمجھ سکتے ہیں کہ یہ سرکولیٹ ہوا ہے ۔

Mr. Speaker ; It is in House, here on the table.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ تمام اراکین کو سرکولیٹ ہونی چاہیے ۔

Mr. Speaker : I have to permit it and it is with me.

اگر آپ کو کوئی شک ہے تو آ کر دیکھ لیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب اگر مجھے عنایت کر دیں تو میں ممنون ہوں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ میرے پاس آ کر دیکھ لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء جس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ ۳۱-۵-۷۳ تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے ۔ ۳۱-۵-۷۳ء تک رائے عامہ کے لئے متداول کرایا جائے ۔

Minister for Education : Opposed.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ مسودہ قانون مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ جو اس وقت زیر غور ہے حکومت کا ایک بڑا شاخسانہ ہے اور شکست کا آئینہ دار ہے اور حکومت کی ہر روز کی بدلتی ہوئی پالیسی کے پیش نظر یہ ایک ایسا عمل ہے جو کسی لحاظ سے بھی انصاف اور بنیادی حقوق کے تحفظ کے مطابق نہیں ہے اور اس کے سراسر منافی ہے ۔ حکومت نے بغیر سوچے سمجھے اپنے جوش میں ایک نعرہ بازی کے پیش نظر مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ جاری کیا کہ تمام سکولوں کو بمعہ ان کی liabilities اور responsibilities کو اپنے قبضے میں لئے جائیں گے ۔ اس وقت حکومت نے یہ محسوس نہیں کیا کہ پرائیویٹ ادارے کس مشکل اور کس ذمہ داری کے ساتھ چلائے جا رہے ہیں ۔ جیسا کہ صنعتی میدان میں پرائیویٹ سیکٹر موجود ہے اسی طریقہ سے تعلیمی میدان میں تعلیمی سیکٹر موجود تھا جس میں عوام کی ذاتی کوششوں کے پیش نظر، حکومت کے کے ذرائع پیداوار اور حکومت کی مشکلات کے پیش نظر سابقہ حکومتوں نے اس کی حوصلہ افزائی کی تھی اور جناب والا سکولوں کو گرانٹیں بھی دی جاتی رہی ہیں ۔ حکومت نے محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے جذباتی نعرے لگانے کے لیے ایک عمل کر دیا لیکن جب یہ محسوس کیا کہ یہ بڑی ذمہ داری کا کام ہے اور پبلک سیکٹر سے اور غریب قوم کے پیسے سے بیشمار پیسہ خرچ کیا جائے گا تو انہیں ذمہ داریوں کا احساس ہوا ۔ وہ بیشمار ذمہ داریاں تھیں جو پرائیویٹ سکولوں اور کالجوں کی صورت میں ادا کی جا رہی تھیں ۔ جب حکومت نے یہ بار گراں اپنے اوپر لیا تو اس وقت حکومت کی نگاہ اور نیت اتنی بد دیانتی پر مبنی نہیں تھی جتنی کہ اس ترمیم کے بعد نظر آ رہی ہے ۔ اس وقت ایک بنیادی اصول کو پیش نظر رکھا گیا تھا ۔ responsibilities, liabilities and duties ان کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے حکومت نے یہ کام قبول کیا تھا ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں جناب کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کراؤں گا کہ یہ بل جو آج زیر غور آ رہا ہے یہ وہ ہے جس کے لئے مجلس قائمہ نے سفارش کی ہے اور اس کے بعد اسے یہاں بھیجا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ قاعدہ ۷۵ کے تحت چونکہ مجلس قائمہ کی رپورٹ کے بعد بل کا ہاؤس میں سرکولیٹ ہونا لازمی ہے اور جس بل کو سرکولیٹ کیا جانا چاہئے وہ ہاؤس میں سرکولیٹ نہیں کیا گیا اور جو ہاؤس میں بل سرکولیٹ کیا گیا ہے جناب والا ۔ وہ بل مکمل نہیں ہے جس طرح یہ انٹروڈیوس ہوا بغیر کسی ترمیم کے اسی طرح ہم اسے recommend کرتے مگر جو recommended کاپی جناب والا ہمیں دی گئی ہے اس میں اس بل کے اغراض و مقاصد درج نہیں ہیں ۔ کیونکہ جو بل ہمیں کمیٹی کی طرف سے ہمیں سرکولیٹ کیا گیا وہ بل مکمل نہیں ہے جس طرح کہ انٹروڈیوس کیا تھا لہذا یہ بل اغراض و مقاصد کے بغیر انٹروڈیوس ہوا ہے ۔ اس لئے یہ considor نہیں ہو سکتا اور یہ بھی رولز میں واضح ہے کہ کوئی بل انٹروڈیوس یا ڈسکس نہیں ہو سکتا جب تک اس کے ساتھ اغراض و مقاصد نہ ہوں ۔ جب انٹرو ڈیوس ہوا تھا تو اس وقت اغراض و مقاصد اس کے ساتھ تھے لیکن جب کمیٹی نے اس کو recommend کیا تو اس نے اس کے اغراض و مقاصد کو حذف کر دیا کیونکہ قاعدہ ۷۵ کے تحت دوبارہ ہمیں یہ سرکولیٹ نہیں ہوا جو ہونا چاہئے تھا ۔ اس لئے آج یہ consider نہیں ہو سکتا ۔

Mr. Speaker : One of the requirements for the introduction of a Bill is that it must be accompanied by the statement of objects and reasons. This is not the introduction stage. That is a requirement at the introduction stage. Therefore the point that has been raised is out of order. The Bill has been recommended in toto. Aims and objects don't form part of the Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : Then you don't agree with me, Sir ?

Mr. Speaker : Aims and objects are not part of the Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I can quote precedents of this House that all the Bills. . . . .

Mr. Speaker : That is a different thing as to what has been the practice but whether it is in accordance with the rules and if it is in order, that point has been raised. . . . .

Haji Muhammad Saifullah Khan : Under rules 75, a copy of the Bill is to be supplied after its recommendation by the Standing Committee. Is it presumed, Sir, that the Bill should be cut down so far as the statement of objects and reasons is concerned ?

Mr. Speaker : Statement of objects and reasons do not form part of the Bill. That is what I am saying.

Haji Muhammad Saifullah Khan : But what sort of copy is required, under rule 75, to be supplied after recommendation by the Standing Committee ? Is the copy of the Bill as introduced to be supplied or alongwith it the copy of the Bill as recommended by the Committee is to be supplied ?

Mr. Speaker : What is considered in the Standing Committee the Bill or something more than that ?

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سٹینڈنگ کمیٹی کا پہلے اصل بل اور اس کے ساتھ جو بل ہے وہ بھی ۔

Mr. Speaker : I have asked a different question. I have asked what the Standing Committee is required to consider, the Bill or any thing more than that ?

Haji Muhammad Saifullah Khan : The Bill alongwith its motives, objects and reasons. All is to be considered in the Standing Committee.

Mr. Speaker : Let us proceed with the Bill. I have given my view.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Is it your ruling, Sir, that Preamble does not form part of the Bill ?

Mr. Speaker : Not the Preamble but the aims and objects

for introducing the Bill. Preamble is altogether different from that.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : The rules and regulations say that aims and objects of the Bill form a part of the Preamble. If they don't form part of the Bill, what do they form part of ?

Mr. Speaker : Both of them are different.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : If they don't form part of the Preamble, what do they form part of ?

Mr Speaker : Preamble is part of the Bill whereas aims and objects are not part of the Bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : I would like to draw your attention to rule 73 which says :—

> When a Bill has been received back from a Standing Committee, or when the time fixed for the Standing Committee to send it back has expired, the Secretary shall cause copies of the Bill as introduced together...

The word "together" has been used. It means both copies will have to be supplied.

> .... with modifications, if any, recommended by the Standing Committee, to be supplied to each member not later than seven days after the receipt back or expiry of time.....

Mr Speaker : Please see the rule pertaining to the introduction of a Bill. You will notice the difference is very obvious.

Haji Muhammad Saifullah Khan : This is rule 72 which lays down :—

> (1) A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.
>
> (2) The notice shall be accompanied by a copy of the Bill together with a statement of objects and reasons....."

Mr. Speaker : What you have read does not state that the Bill has to be together with statement of aims and objects. That is not required.

Haji Muhammad Saifullah Khan : The notice shall accompany a copy of the Bill together with a statement.....

Mr Speaker: It is a requirement when the Bill is introduced. The Bill has been distinguished from the other part of it and when the word 'Bill" is being repeated and the other phrase is not being repeated this means that the requirement is not of aims and objects. If you read both rules you will find the distinction Chaudhri Amanullah Lak.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جس وقت یہ مارشل لاء ریگولیشن جاری ہوا تو اس وقت حکومت کے پیش نظر وہ بدنیتی اور بددیانتی میرے خیال میں نہیں تھی اور حکومت ایک تجرباتی اور نعرہ بازی کے دور سے گزر رہی تھی ۔ لیکن یہ بل جو ہمارے زیر غور ہے یہ لانے کے بعد حکومت بالکل اپنے عزائم میں بے نقاب ہو کر سامنے آگئی ہے اور کسی بنیادی قانون کے پیش نظر ۔ کسی انصاف کے پیش نظر اس بل کو پاس کرنا بنیادی پالیسی سے انحراف ہے اور بنیادی قانون سے روگردانی ہے ۔ یہ امر واقع ہے کہ آج تک کسی دور میں کسی حکومت نے یہ نہیں کیا کہ وہ اثاثے اور ان املاک کو حکومت اپنے قبضے میں لے جہاں اس کو نظر آئے ۔ لیکن اس کی liabilities جو ہیں ان کو قبول نہ کیا جائے اور اس کی ذمہ داریوں کو قبول نہ کیا جائے اور ان معاہدات کو منسوخ کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ اس بل میں جیسا کہ واضح طور پر بیان کیا گیا ہے جس کے پیش نظر وہ پرائیوٹ اساتذہ رکھے گئے تھے ۔ مالکان نجی اداروں اور انتظامیہ کے مابین جو معاہدے ہوئے تھے ان کو منسوخ کر دیا جائے ۔ ان لوگوں پر آج یہ کرم فرمائی کی جا رہی ہے کہ وہ اساتذہ ۔ وہ پروفیسرز صاحبان اور وہ ملازمین جو نجی اداروں میں ایک معاہدے کے تحت رکھے گئے تھے اس بل کے پاس ہو جانے کے بعد وہ معاہدے منسوخ ہیں ۔ ان کی حکومت پر ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ۔ وہ اثاثے اور جائیدادیں جو نجی ملکیت تھی وہ تو حکومت

غاصبانہ طور پر اپنے قبضے میں لے لیے لیکن اس کی ذمہ داریوں سے روگردانی کر جائے تو یہ کسی قانون کے پیش نظر اور کسی اخلاق کے پیش نظر یہ مناسب نظر نہیں آتا حکومت ان اساتذہ کو آج تحفظ دینے سے کیوں انکار کر رہی ہے جو خاص معاہدہ کے تحت ایک وقت سے اپنا career ان کالجوں یا سکولوں میں بنا چکے ہیں ۔ اس لئے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اس سے ہزارہا خاندان اور ہزارہا لوگوں کی ملازمت متاثر ہونے کا دروں پردہ جو وار کیا گیا ہے اس کو ظاہر کیا جائے ۔ جیسا کہ Aims and object میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ان لوگوں کے بہت سے قرضے تھے ۔ نجی کالجوں اور سکولوں کے مالکان نے بہت سے بنکوں سے قرضے حاصل کر لئے تھے ۔ اس سے حکومت روگردانی کرنے کے لئے اس سے بچاؤ کے لئے اور بظاہر یہ تحفظ حاصل کرنے کے لئے یہ بل introduce کر رہی ہے ۔ لیکن اس میں وہ معاہدات جو بنیادی بنیاد ان کو بھی ختم کر دیا گیا ہے ۔ تو میں یہ محسوس کرتا ہوں کس مفاد عامہ کے پیش نظر اور ان ہزاروں ملازمین کی ملازمتوں کے تحفظ کے پیش نظر حکومت اس بددیانتی سے باز آئے اور اس سے قبل اس کو رائے عامہ معلوم کرنے لئے کم از کم مشتہر کرے اور اس کی صحیح صورت حال عوام کے سامنے پیش کرے اور اپنی بدنیتی کو لوگوں تک کم از کم واضح کرے ۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے محترم فاضل رکن کو یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ جو زبان وہ استعمال کر رہے ہیں کہ "بدنیتی، بد دیانتی" تو وہ مہربانی سے اس سے گریز فرمائیں ورنہ یہ ہے کہ پھر دوسری طرف سے بھی جذبات مشتعل ہونے کا خطرہ ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Point of order: Sir, on a point of order raised by the Honourable Member, Haji Muhammad Saifullah Khan, the Chair had given a ruling that it has been the practice and convention but not the rules. May I ask whether the practice and the rules are incompatible or do they work in consonance Sir, I want the ruling.

Mr. Speaker : There is no occasion for this.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ ابھی ابھی میرے فاضل دوست نے

حنیف رامے صاحب نے اعتراض کیا ہے ۔ میں اس لئے عرض کر رہا تھا کہ یہ نیت بدلی ہے تو اس قانون میں ترمیم کی گئی ہے ۔ پہلا قانون جس کی میں مخالفت کر رہا ہوں میں سمجھتا ہوں وہ مبنی برحق تھا اور اس میں کچھ وقعت اور قیمت تھی ۔ پہلا جو قانون تھا اس کو بدلنے کا اور کوئی تحریک نہیں ہے ان ذمہ داریوں سے کیوں انکار کیا گیا ہے ۔ تو جب تک نیت میں فرق نہ آئے ایسا کبھی نہیں کیا جاتا ۔ تو نیت کے علاوہ میں کونسے الفاظ استعمال کروں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس بات پر تقریر کر رہے ہیں کہ اس کو رائے عامہ معلوم کرنے لئے مشتہر کیا جائے ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے کیا جائے ۔ اس کے لئے عرض کروں کہ میں اس کی نشاندہی کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر آپ نے رائے قائم کرلی ہے تو پھر مشتہر کیوں کروانے ہیں ۔ لوگوں کی رائے کو چھوڑیئے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں لوگوں کی رائے معلوم کرنے کے لئے ان سے عرض کر رہا ہوں کہ یہ کتنی اہمیت کا معاملہ ہے ۔ اس میں جو Reasons and objects دیئے گئے ہیں اس میں بھی بالکل واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ وہ مالکان اور زمین کی ذمہ داریاں اور بعض فرضوں کو قبول کرنے سے انکار کرنے کے لئے یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے ۔

جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے یہ استدعا کرونگا کہ اس بل کو اہمیت عامہ کے پیش نظر اور یہ ظلم کی تلوار چلانے سے قبل اس کو مشتہر کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ میں کچھ عرض کروں اگر آپ اجازت فرمائیں تو وقت کو بچانے کے لئے جس طرح آپ precedent بھی قائم کر چکے ہیں ۔ میری اس تحریک کے بعد سلیکٹ کمیٹی کی تحریک ہے اس کے بعد principles پر right to oppose ہے ۔ اگر فرمائیں تو میں تینوں کو اکٹھا deal with کرلوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ ترمیم ۴ پیش کریں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۷۳ جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے مندرجہ ذیل ارکان پر مشتمل ایک مجلس منتخبہ کو وبدین ہدایات سپرد کر دیا جائے کہ اس مسودہ قانون کے بارے میں اپنی رپورٹ ۳۱ مئی ۷۳ تک پیش کر دے ۔

(۱) خان امیرعبداللہ خان روکڑی (۲) چوہدری لال خان

(۳) جناب محمد صادق (۴) جناب محمد حنیف ناہو

(۵) ملک غلام نبی (۶) ریٹائرڈ کرنل محمد اسلم خان نیازی ۔

(۷) سید ناظم حسین شاہ (۸) سید کاظم علی شاہ کرمانی

(۹) راؤ محمد افضل خان (۱۰) چوہدری کلیم اللہ

(۱۱) بیگم آباد احمد خان (۱۲) حاجی محمد سیف اللہ خان (مخرک)

بیگم آباد احمد خان ۔ جناب والا ۔ مجھے اس خدمت سے معاف کیا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ مجھے اجازت دی جائے کہ میں ترمیم کر دوں تاکہ ان کی خواہش کا احترام ہو جائے وہ کہتی ہیں کہ مجھے اس خدمت سے معاف کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اگر ہاؤس اس تحریک کو پاس کر دے گا تو پابندی ہو گی ۔

Mr. Speaker : The motion moved is :

That the Martial Law Regulation No. 118 (Panjab Amendment) Bill 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instructions to report thereon by 31st May, 1973 :

1. Khan Amir Abdullah Khan Rokari

2. Chaudhri Lal Khan
3. Mr. Muhammad Sadiq
4. Mr. Muhammad Hanif Naru
5. Malik Ghulam Nabi
6. Retd Colonel Muhammad Aslam Khan Niazi
7. Syed Nazam Hussain Shah
8. Syed Kazim Ali Shah Kirmani
9. Rao Muhammad Afzal Khan
10. Chaudhri Kaleem Ullah
11. Begum Abad Ahmad Khan
12. Haji Muhammad Saifullah Khan. (The mover)

Minister For Fducation : I oppose it.

مسٹر سپیکر ۔ آپ اگلی ترمیم بھی پیش کر دیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نہیں جناب ۔ جب motion for consideration منظور ہو جائے گی تو ترامیم بعد میں آئیں گی ۔ ابھی پرنسپل اور یہ بل دو چیزیں اکٹھی لے لیں ۔

Mr Speaker : Now I put it to vote then.

آپ نے کہا ہے کہ آپ سب کے بعد اکٹھی تقریر کریں گے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری گزارش یہ تھی کہ ان دو ترامیم اور پرنسپل تینوں پر ہی میں اکٹھے تقریر کر لوں اگر آپ اجازت فرما دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ لیکن اگر یہ مجلس منتخبہ یا رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے بھیج دیا گیا تو پھر کیا پوزیشن ہو گی ؟

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ پھر میں ان دونوں پر اکٹھا ہی تقریر کر لیتا ہوں ۔ اور پرنسپل پر اس کے بعد تقریر کر لونگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ بہتر ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ یہ مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ جو کہ سکولوں اور کالجوں کو قومی تحویل میں لینے کے بارے میں ایک ریگولیشن کی شکل میں نافذ کیا گیا تھا ۔ اور اس

میں اب ترمیم کر کے اس ہاوس میں ایک بل کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اس کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متد اول کرایا جائے۔ اس کی ضرورت اس لئے لاحق ہوئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں ملے جلے جذبات کا اظہار کیا گیا ہے اس کے بارہ میں بہر حال ہر طبقہ فکر متفکر ہے وہ لوگ جو ان سکولوں سے متعلق ہیں انہوں نے میں سمجھتا ہوں اس ریگولیشن کا استقبال کیا ہے مگر جہاں تک طلبا اور عوام کا تعلق ہے انہوں نے بے پناہ نفرت کا ظہار کیا ہے اور اس اظہار کو اس ہاؤس کے باہر تک محدود نہیں رکھا گیا۔ آپ اپنی سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ کو اٹھا کر دیکھیں یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ حزب اختلاف کے ارکان ہمیشہ اختلاف نوٹ لکھتے ہیں لیکن اس رپورٹ میں حزب اقتدار کے ایک ممبر نے بھی اختلاف کیا ہے اور انہوں نے اس کو مہلک قرار دیا ہے۔ سب سے پہلے جو ریگولیشن نافذ کیا گیا تھا وہ بھی ایک مہلک ہتھیار تھا جو حکومت نے سیاسی مقاصد کے لئے نافذ کیا تھا۔ اب اس میں ترمیم کی جا رہی ہے اور یہ سہرا جو ہمارے سر تھوپا جا رہا ہے اس میں انصاف کے تمام تقاضوں کو ختم کیا جا رہا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر جناب والا یہ ضروری ہو گیا ہے کہ اس اہم ترمیمی بل کو ہم رائے عامہ معلوم کرنے کہ لئے متد اول کرائیں اور اگر یہ سمجھا جائے کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے وقت زیادہ درکار ہو گا مشکلات پیدا ہونگی اس کے لئے ہم متحمل نہیں ہو سکتے تو میری دوسری تجویز یہ ہے کہ اسے ایک سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے جس کا دائرہ کار ہر لحاظ سے سٹینڈنگ کمیٹی کی نسبت بہت وسیع ہوا کرتا ہے۔ اور وہ سیلیکٹ کمیٹی ان تمام تقاضوں کو قطعی طور پر پورا کریگی جو کسی بل کو سٹینڈنگ کمیٹی یا سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کے لیے رکھے جاتے ہیں۔ جناب سٹینڈنگ کمیٹیوں میں کوئی بل اس لئے بھیجا جاتا ہے کہ وہ وہاں اسے پڑھیں اور اپنی رائے کا اظہار کر دیں اصل مقصد وہ چیز ہوتی ہے کہ جن لوگوں پر لاگو ہوتا ہے، جن اصحاب نے متاثر ہوتا ہے، جنہیں اس سے فائدہ یا نقصان پہنچتا ہے ان سے ضرور مشورہ لیا جائے۔ ان کی رائے معلوم کی جائے ان کے۔ جذبات کو سامنے رکھا جائے۔ نفع نقصان دونوں کو سامنے رکھا جائے اور اس کے بعد رپورٹ مرتب

کی جائے۔ موجودہ رپورٹ میں تمام تقاضے پورے نہیں کئے گئے اور اس میں یہ درج نہیں کیا گیا کہ اس رپورٹ کو مرتب کرتے وقت صرف اور صرف اپنی آر اتک محدود رکھا ہے یا انہوں نے عوام کی خواہشات کو ملحوظ رکھا ہے یا عوام کے ان اداروں کے سربراہوں کو ان طلبا کو اور طلبا کے والدین سے مشورہ کیا زیادہ نہیں تو کسی ماہر تعلیم سے مشورہ کیا گیا ہے۔ کیونکہ رپورٹ ان تمام لوازمات سے عاری اور خالی ہے اس لئے اس کی انتہائی ضرورت محسوس کی گئی ہے۔ یا تو ہم اسے بالکل جمہوری انداز میں اور اس میں جمہوری تقاضے پورے کرنے کے لئے عوام کے سامنے اس ترمیم شدہ بل کو رکھ دیں اور اس کے بعد ہم موزانہ کریں اور اندازہ کریں کہ آیا عوام اس کی تائید کرتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو اسے مجلس منتخبہ کے سپرد کریں تاکہ وہ عوام کے اور طلبا کے والدین کے خیالات سنیں اور تمام حقائق کو سامنے لائیں مگر جناب والا۔ یہ اسوقت ممکن ہو سکتا ہے کہ اس قانون کو بناتے وقت اور ان اداروں کو قومی ملکیت میں لیتے وقت ہمارا نصب العین صحیح اور نیک نیتی پر مبنی ہو، درست ہو اور وہ اس صوبہ اور ملک کے عوام کی بہتری کے لئے ہو یہ اسوقت ہو سکتا ہے جب عملی جامہ پہنا کر یہ ثابت کریں اور اس چیز سے قطعاً نہ شرم کریں۔ اگر آپ نے واقعی یہ بل عوام کے فائدے کے لئے نافذ کیا ہے اور اس بل کو عوام کی خواہشات کے مطابق نافذ کر رہے ہیں تو پھر عوام کے پاس بھیجنے کے لئے آپ کیوں جھجکتے ہیں جتنے آپ کہیں گے کہ اسے عوام نے آنکھوں پر رکھا ہے جس طرح روزانہ دعوے ہوتے ہیں میں کہتا ہوں کہ ابھی اس ہاؤس میں آنے سے پانچ منٹ پہلے میرے پاس اچھرہ ماڈل سکول کی طرف سے ایک ٹاک موصول ہوئی ہے جس میں ان طلبا نے واویلا کیا ہے کہ آپ اس آواز کو بلند کریں کہ حکومت نے کیا کیا ہے۔ کہ ایک طرف سکول لے لئے ہیں دوسری طرف ان کو بند کر رہے ہیں۔ آخر آپ نے یہ سکول بند کرنے کے لئے تھے آپ ان کے جذبات کو دیکھیں۔ یہ سکیم آپ کی آج نافذ نہیں ہو رہی یہ اس بل کے منظور ہونے کے بعد نافذ نہیں ہوگی بلکہ آرڈیننس کی شکل میں نافذ ہو چکی ہے۔ یہ پہلے سے نافذ ہو چکی ہے۔ عوام کو اس کا خوبی اندازہ ہو چکا ہے اور وہ اس قابل بھی

ہو گئے ہیں کہ وہ آپ کو اپنی واضح رائے بتا سکتے ہیں کہ یہ قانون ان کے حق میں ہے یا ان کے لئے بہتر ہے اور اس کے کیا نقصانات پیدا ہوئے ہیں آپ یہ آزما چکے ہیں اور آزمانے کے بعد اگر آپ نے ہماری طرح ان کی آواز سن لی اگر آپ کے کان بند نہیں ہیں۔ اگر آپ نے ان کے مطالبات کو پیش نظر رکھا ہے تو میں کہ آپ مجبور ہو جائینگے آپ تسلیم کریں گے کہ اس بل کو واپس لیں۔ لیکن اگر اب بھی آپ ہٹدھرمی پر قائم ہیں کہ یہ بل عوام کی بہتری کے لئے ہے اور عوام کے فائدے کے لئے ہے تو پھر اس کو عوامی عدالت میں لے جائیے۔ عوام کے سامنے لے جائیے اور یہ اندازہ لگائیے کہ آپ کے دعوے درست ہیں یا ہمارے دعوے درست ہیں۔ اگر اس میں بھی آپ کو جھجھک محسوس ہوتی ہے۔ وہاں بھی آپ نہیں بھیجنا چاہتے اور عوامی محاسبے سے بھی ڈرتے ہیں تو مجلس منتخبہ کو بھیجیں جو متعلقہ احباب سے رابطہ پیدا کرکے اور ان کی رائے معلوم کرکے ایک جامع رپورٹ اس ہاؤس کو پیش کرے تا کہ اس کے بعد یہ معزز ایوان فیصلہ کر سکے کہ آیا یہ قانون ہماری بہتری کے لئے ہے یا ہمارے لئے مضر ہے۔

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے:

> کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے یکم مئی ۱۹۷۳ تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے متداول کرایا جائے۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

Mr. Speaker: The question is:

> That the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1973. (The motion was lost)

Mr. Speaker : The question is :

> That the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Education, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instructions to report thereon by 31st May, 1973 :—
>
> (1) Khan Amir Abdullah Khan Rokhari.
> (2) Chaudhri Lal Khan.
> (3) Mr. Muhammad Sadiq.
> (4) Mr. Muhammad Hanif Naru.
> (5) Malik Ghulam Nabi.
> (6) Retd. Colonel Muhammad Aslam Khan Niazi.
> (7) Syed Nazam Hussain Shah
> (8) Syed Kazim Ali Shah Kirmani.
> (9) Rao Muhammad Afzal Khan.
> (10) Chaudhri Kaleem Ullah.
> (11) Begum Abad Ahmad Khan.
> (12) Haji Muhammad Saifullah Khan. (The mover).

(The motion was lost)

Mr. Speaker : Now we go on to the Principles. Yes. Haji Muhammad Saifullah Khan.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ بل جو میں سمجھتا ہوں کہ نہایت سیدھے سادے انداز میں اس ہاؤس سے پاس کرانے کے لئے پیش کیا گیا ہے اگر اس کے حقائق کو اور اس کے نتائج کو ہم سامنے رکھیں تو میں سمجھتا ہوں کہ آج تک اتنا بھیانک بل اس ہاؤس میں پیش نہیں کیا گیا ۔ جناب والا ۔ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ اسی رپورٹ میں حزب اقتدار کے ایک فاضل رکن نے بھی لکھا ہے جس کے متعلق میں کہوں گا کہ علامہ اقبال نے کہا تھا ۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

جناب والا ۔ آج تک یہی سمجھا جاتا رہا ہے کہ حزب اختلاف صرف مخالفت کی خاطر ہی مخالفت کرتی رہتی ہے حالانکہ یہ ہوا نہیں کرتا اور وہ صرف عوام اور

عوام کی بہتری کے لئے کام کرتی ہے ۔ مگر آج میں سمجھتا ہوں کہ حزب اقتدار کے پاس اس امر کی کوئی تردید باقی نہیں رہی کہ آج ان کے اپنے ایک فاضل رکن نے جو اس ایوان کے ایک معزز رکن ہیں انہوں نے بھی اس سے اختلاف کیا اور انہوں نے واضح الفاظ میں کہہ دیا ہے کہ میں اس بل سے قطعاً متفق نہیں اور اس سے بڑھ کر میں سمجھتا ہوں کہ انصاف ۔ جمہوریت اور قانون کا خون کبھی بھی نہیں کیا گیا جو اس چھوٹے ۔ سادھے اور سیدھے بقول ڈاکٹر صاحب کے اس بل میں روا رکھا گیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر میرے فاضل ارکان نے مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۸ نہیں پڑھا ہے اور صرف اسی بل کو دیکھا ہے تو واقعی درست ہے کہ یہ بل کچھ نہیں ہے ۔ ایک معمولی سی ترمیم ہے ۔ مارشل لاء جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ اس میں نہ دلیل ہوا کرتی ہے ۔ نہ ہی اپیل ہوا کرتی ہے اور نہ ہی وکیل ہوا کرتا ہے اس نے مارشل لاء کے ریگولیشن کو نافذ کرتے وقت کم از کم اتنا تو رکھا ہے کہ جہاں انہوں نے کچھ لیا کہا ہے وہاں ان کی ذمہ داریوں کو بھی قبول کیا گیا ہے ۔ ایک ادارہ ہم قومی تحویل میں لے رہے ہیں تو اس ادارے کی تمام جائیداد ۔ اس کے تمام حقوق اور اس کا تمام اثاثہ حکومت کی ملکیت ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے یہ بھی رکھ دیا ہے کہ اس ادارے کے ذمے جو واجبات ہوں گے ۔ جو ادائیگیاں ہوں گی اور جس قسم کی ذمہ داریاں بھی ہوں گی وہ اسی طرح حکومت کی متصور ہوں گی جس طرح پہلے وہ اس ادارے کی مینیجمنٹ کی ہوا کرتی تھیں ۔ مارشل لاء اتھارٹیز کی طرف سے جہاں تک اس اصل ریگولیشن کا تعلق ہے اس کے اصولوں سے میں اب بھی اختلاف کرتا ہوں اور پر زور اختلاف کرتا ہوں اور ان کی پوری نفی کرتا ہوں مگر جہاں انہوں نے ایک ظلم کرنے کی کوشش کی تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے ساتھ ساتھ قانون کے کچھ دوائر اور انصاف کے تقاضوں کو بھی پورا رکھا کہ انہوں نے جہاں ان کے اثاثوں کو قبول کیا وہاں ان کی ذمہ داریوں کو بھی قبول کیا ۔ اس کی ترمیم دے کون رہے ہیں ؟ جمہوری ادارہ ۔ جمہوری حکومت ۔ عوامی حکومت جو اپنے آپ کو جمہوریت پسند اور عوام کی نمائندہ سمجھتی ہے وہ دے رہی ہے اور دیتے وقت کہہ کیا رہے ہیں ۔ یہ میں نہیں کہہ رہا یہ آپ کا بل کہہ رہا ہے ۔ یہ آپ کی رپورٹ کہہ

رہی ہے کہ جو ادارہ ہم لیں گے اس کی جتنی جائداد اور اثاثہ ہوگا وہ تو بلوا اور اس ادارے ۔ اس اسکول ۔ اس کالج کے ذمے اگر کسی قسم کے کوئی واجبات ہوں گے یا کوئی ذمہ داری ہوگی تو یہ ان کی ۔ اس سکول کے خلاف اس کے تحویل میں لینے سے پہلے اگر کسی قسم کی کوئی عدالتی کارروائی ہے تو اب بھی وہی مینیجر جس کا وہ ادارہ تھا اور وہی مینیجنگ باڈی اور وہی ادارہ جس کا بھی اس کے ساتھ کوئی تعلق رہا ہو وہی عدالتوں میں پریشان بھگتتا رہے اور سارا مال حکومت اپنے قبضے میں لے لے ۔ جناب والا ۔ آخر ہر چیز کا motive ہوا کرتا ہے اور اس لئے statement of reasons and objects کو ضروری قرار دیا گیا ہے کہ ہاؤس اس پر بحث کرتے وقت یہ ذہن نشین رکھے کہ اس میں مدعا اور مقصود کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر مدعا اور مقصود ان اداروں کو لینے کا صرف یہی ہے کہ آپ ان اداروں کی تکالیف کو دور کریں گے ۔ ان کو بہتر بنائیں گے ۔ ان کی اصلاح کریں گے تو پھر آپ کو اس سے کیوں گھبراہٹ محسوس ہوتی ہے کہ جب آپ ان کا سب کچھ لے رہے ہیں تو پھر آپ مثلاً چیز اپنے لئے اور کڑوی ان کے لئے کیوں رکھ رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ دنیا کے کسی بھی ملک میں اس قسم کی نظیر نہیں ملتی کہ کسی بھی ادارے کو نہ صرف قومی تحویل میں لے لیا جائے بلکہ آئندہ کے لئے بھی اس کے دروازے بند کر دئیے جائیں کہ پہلے اگر مخیر لوگ اگر کچھ کارپوریشنز یہ کوشش کیا کرتی تھیں کہ اپنے معاشرے کے لئے ۔ اپنے ملک کے لئے کوئی ادارے قائم کریں تو اس کے بھی دروازے عوام کے لئے اس حکومت نے بند کر دئیے ہیں ۔ میں نہیں سمجھتا ہوں کہ آپ اس سے کوئی فائدہ اٹھا سکیں۔ اور ان کی اصلاح کر سکیں ۔ شائد آپ کو علم ہے کہ یہ ملک پاکستان جس کا ہم روز مرہ نام لیا کرتے ہیں یہ بھی ایک پرائیویٹ ادارے کی مہربانی ہے کہ یہ ملک قائم ہوا ۔ آپ مجھے بتائیں کہ علی گڑھ یونیورسٹی کو کس گورنمنٹ نے قائم کیا ۔ جس علی گڑھ یونیورسٹی نے ایسے ایسے نونہالان پیدا کئے کہ جو پاکستان کی تاریخ کو قائم کرنے میں شامل رہے ہیں اور اس ملک کو معرض وجود میں لانے کا باعث ہوئے ۔ وہ ایک پرائیویٹ ادارہ تھا ۔ مجھے بتائیں کہ جناب حکیم الامت ڈاکٹر اقبال جو پاکستان کے بانیوں میں شمار ہوتے ہیں انہوں نے اس ملک کی کتنی خدمت کی ہے ۔

انہوں نے اس ملک میں سینکڑوں پرائیویٹ ادارے قائم کئے اور ان سینکڑوں پرائیویٹ اداروں سے ہزاروں اور میں کہتا ہوں لاکھوں نونہالاں پیدا ہوئے جن پر قوم فخر کر سکتی ہے ۔ اقتصادیات کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ کب تک کوئی مقابلہ نہیں ہوگا وہاں ترقی کے کوئی مواقع پیدا نہیں ہو سکتے ۔ آپ کو اس وقت تک حق پیدا ہو سکتا تھا ۔ آپ کو اس وقت تک حق بجانب قرار دیا جا سکتا تھا یہ ادارے لیتے وقت جب آپ کے پاس پہلے سے جو ادارے موجود ہیں جو گورنمنٹ چلا رہی ہے ان کا نظام آپ نے بہتر کر دیا ہوتا ان کی ضروریات آپ نے پوری کر دی ہوتیں ۔ ان کی ضروریات سے آپ قطعی طور پر فارغ ہو چکے ہوتے اور اس کے بعد آپ کو یہ خیال پیدا ہوتا کہ اب جو ادارے آپ کے اداروں سے بھی زیادہ پسماندہ حالت میں ہیں ان کی آپ اصلاح کریں گے اور اس لئے ان کو آپ تحویل میں لے رہے ہیں ۔ حالت یہ ہے کہ اب کے اپنے ہائی سکول ۔ مڈل سکول ۔ کالج ۲۵-۳۵ سال سے آپ گریڈ ہو چکے ہیں اور اس وقت تک طلبا باہر درختوں کے سایہ اور دھوپ کے نیچے بیٹھے ہوئے ہیں ۔ آپ ۲۵ سال میں ان کو عمارتیں فراہم نہیں کر سکے تو موجودہ سکولوں کو تو آپ نے پہلے سے ہی نظر انداز کیا ہوا ہے اور اس کے علاوہ آپ کروڑوں روپے کے وہ ادارے لے رہے ہیں جو پرائیویٹ لوگ چلا رہے تھے ۔ پرائیویٹ باڈیز چلا رہی تھیں جو ہر آزاد ملک میں ہمیشہ چلائے جاتے ہیں ۔ اس کے دو مقاصد ہوا کرتے ہیں ۔ ایک تو تعلیمی سہولتوں کو زیادہ عام کرنے کے لیے اس کے علاوہ یہ دیکھنے کے لیے کہ گورنمنٹ کے اداروں کا معیار کیا ہے اور پرائیویٹ اداروں کا معیار کیا ہے ۔ جس طرح ایک عام مارکیٹ کا اصول ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے کہ وہ لوگ کہ جن کی اس وقت آپ نے فیسیں معاف کر دی ہیں ۔ وہ لوگ جن کی آپ نے تنخواہیں بڑھا دی ہیں ۔ وہ لوگ جنہیں آپ نے قومی سکیل یا کیڈر دے دیا ہے وقتی طور پر آپ نے ان کو مطمئن کر دیا ہے ۔ وہ وقتی طور پر خوش ہیں ۔ خوش ہونگے مگر اس کے اثرات بھی ظاہر ہونے شروع ہو گئے ہیں ۔ اب حالات سامنے آ رہے ہیں کہ ایک طرف حکومت ان کے اخراجات پورے نہیں کر سکتی اور ہزاروں ایسی مثالیں سامنے آ رہی ہیں کہ اب اداروں کو دوسرے اداروں میں مدغم کرکے ان کو

بند کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور اس کے بعد تعلیم کا وہ معیار ختم ہو گیا ہے جو معیار پہلے ان پرائیویٹ اداروں کی وجہ سے قائم تھا۔ آپ اندازہ فرمائیں کہ جب ایک ہی شہر میں آپ کا بھی سکول ہوا کرتا تھا اور اسی شہر میں پرائیویٹ سکول بھی ہوا کرتے تھے تو یہ واقعات اور نظائر ہمارے سامنے ہیں کہ آپ کے سکولوں کے مقابلے میں پرائیویٹ سکولوں کے طلبا کی تعداد زیادہ ہوا کرتی تھی باوجود اس امر کے کہ ان کی فیسیں زیادہ ہوا کرتی تھیں ۔ باوجود اس امر کے کہ وہاں انہیں زیادہ ادائیگیاں کرنی پڑتی تھیں۔ مگر اس کے بدلے میں جو ثمر انہیں ملتا تھا ، اس کے مقابلے میں وہ ان فیسوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتے تھے ۔

شیخ صفدر علی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ یہ اصلی بل کی بات کر رہے ہیں ۔ یا مارشل لاء ضابطہ ۱۱۸ کی ترمیم کی بات کر رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. This is a valid objection. Let us discuss the present Bill.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ اگر یہ ایک independent بل ہوتا تو میں اس پر نہیں بول سکتا تھا ۔ ایک موجودہ بل کی ترمیم کرکے آپ اس کی ہیئت بگاڑ رہے ہیں ، اس کی ہیئت ہی بدل رہے ہیں ۔

Bill independent under discussion is to be amended. This is an amendment to an indenpendent Bill. لیجسلیشن نہیں ہو رہی ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ، ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں ۔ اس بل کا ذکر تو ہو سکتا ہے جو amend ہو رہا ہے ۔ اس بل کی general appreciation بھی ہو سکتی ہے مگر وہ زیر بحث نہیں ہے ۔ زیر بحث تو یہ امنڈمنٹ ہے ۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ پہلی صورت میں جو بل تھا اس کو amend کریں گے تو یہ نقصان ہے ، یا یہ نفع ہے اور یہ صورت حال ہو جائے گی ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ویسے جناب precedents تو یہی ہیں جب ایک بل amend کیا جائے تو اس بل کی تمام خوبیوں اور خامیوں پر بحث کر

سکتے ہیں ۔ اس میں addition بھی کر سکتے ہیں ، اس کی de-repealment کے لیے بھی ہم اس میں addition کر سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ صورت ایسی نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ مگر وہ precedents قائم ہو چکی ہیں ۔ اب doubtful نہیں رہا ، پہلے تھا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا نہیں ہے ۔ ورنہ آپ کی بات اکثر تسلیم کرلیتے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ہماری نہیں سر ، ان کی ۔

جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ یہ جو آپ اپنے اوپر ذمہ داریاں لے رہے ہیں یہ ایک ذمہ داری جو ان اداروں کو قومی تحویل میں لینے کی آپ نے اپنے اوپر ڈال دی ہے ۔ ان کو اپنے شکنجے میں لینے کے لیے ایک ریگولیشن آپ نے نافذ کیا ، اس کے تحت آپ نے تمام سکول قومی تحویل میں لیے ، تو اس وقت آپ کا جوش اور جذبہ مختلف تھا ۔ اس وقت آپ نے یہی سوچا کہ جس شکل میں بھی ہو ، ان پہ اپنا قبضہ کیا جائے ۔ نظریہ خالص سیاسی تھا کہ ان پر ہم قبضہ کر لیں اور جب آپ کو اب قومی تحویل میں لینے کے بعد یہ پتا چلا ہے کہ جو لوگ سکولوں کو چلا رہے تھے وہ کن مشکلات میں مبتلا تھے ، ان کے خلاف کتنے عدالتوں میں دعوے دائر تھے ، ان کی کتنی liabilities تھیں ۔ آپ نے تو یہی سوچا تھا کہ شاید یہ انجمنیں ، یہ لوگ کما رہے ہیں ، انھیں روزی کا ذریعہ بنا رہے ہیں ، مگر اب آپ نے دیکھا کہ ان کے ذمے کتنے واجبات ہیں ، لاکھوں روپے کے واجبات ہیں ، ان کے خلاف عدالتوں میں دعوے دائر ہیں ۔ ان کے حقوق سارے assets تک محدود نہیں ، بلکہ ان کی liabilities اثاثوں سے کہیں زیادہ ہیں ۔ اب آپ کو اندازہ ہوا کہ اتنی مشکلات اور اتنی liabilities کے باوجود وہ قومی ، ملکی اور ملی تقاضوں کے تحت ان اداروں کو چلا رہے تھے ۔

جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ صرف اسی لاہور میں ایک مخیر آدمی نے

کریسنٹ ماڈل سکول قائم کرنے کے لیے پندرہ لاکھ روپیہ اسے دیا ، اور اس کے علاوہ پینتالیس لاکھ کی جائیداد بھی اس کے ساتھ وقف کی ۔ اب مجھے بتائیں کہ جو سکول اس وقت موجود تھے ، جن کی liabilities تھیں ، جن کے assets تھے ان کو ختم کرتے وقت کیا آپ نے یہ سوچا کہ آپ نے مستقبل کے لیے ان تمام مخیر حضرات کے لیے وہ دروازے بند کر دیے ہیں , آپ نے لوگوں کو indirect طریقے سے روک دیا ہے کہ اب اس ملک میں حکومت کے سوا کوئی تعلیمی ادارہ نہیں کھول سکتا ۔ آخر کسی چیز کے لیے تعلیم ریڑھ کی ہڈی ہوا کرتی ہے ۔ آزاد معاشرے میں آزاد تعلیمی ادارے قائم کرنا معاشرے کا ایک بنیادی حق ہوا کرتا ہے ۔ آخر کوئی حق تو آپ چھوڑیں ، کسی چیز کو بخشیں ، تعلیم کنٹرول ، ڈیموکریسی کنٹرول ، پریس کنٹرول ۔ . . .

مسٹر سپیکر ۔ مگر اب آپ کس مقام پر پہنچ گئے ہیں ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : The member is irrelevant.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا ، آپ اندازہ لگائیں کہ اس بل میں جو کہ واضح طور پر لکھ دیا گیا ہے ، جس کو مختصر انداز میں یہ بتایا گیا ہے کہ جو existing Martial Law Regulation تھا اس کا پیرا و حذف کر دیا جائے ، اس کے پیرا دس کو بھی اس حد تک کہ اس کے assets ہمارے ، اس کی جائیداد ہماری ، اس کی عمارت ہماری ، اس کا فرنیچر ہمارا ، اس کے طلبہ پہ ہمارا قبضہ ، لیکن اس کے ذمے واجبات وہی ادارہ ادا کرے ، اس کو سزا دی جائے کہ اس نے اس ملک میں یہ ادارہ کیوں قائم کیا تھا ۔ میں کہتا ہوں اس کے پاس اب آپ نے رکھا کیا ہے جس کی ادائیگی کے لئے ایسی ترمیم لا کر اس کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں اور تمام وہ ادائیگیاں اور تمام وہ واجبات آپ اس پہ ٹھہرا رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ آپ کو علم ہونا چاہیے کہ انہی اداروں کے خلاف عدالتوں میں سینکڑوں مقدمات دائر ہیں ، کسی کا کوئی جھگڑا ہے ، کسی کی عمارت کا جھگڑا ہے ، کسی کی liabilities کا جھگڑا ہے ، کسی کی تنخواہ کا جھگڑا ہے ، کسی کے اثاثوں کا ، واجبات کا جھگڑا ہے اور اب جب سب کچھ آپ نے سنبھال لیا تو آپ کہتے ہیں کہ جھگڑے تمہارے حصے میں ، مال ہمارے حصے میں ۔ آخر انصاف کی کوئی حد تو ہوا کرتی ہے ۔ اگر آپ لیتے

ہیں ، لینا چاہتے ہیں ، آپ نے لیا ہے تو پھر آپ کو یہ ترمیم دینے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ۔ میں کہتا ہوں ، خدا کے لئے آپ جب بھی کوئی فیصلہ کریں ، سوچ سمجھ کر کیا کریں ۔ اگر لینے کا فیصلہ کیا تھا تو اس کو نبھائیں ، ان کو اس سٹینڈرڈ پہ لے آئیں جو آزاد ملک کے تعلیمی اداروں کا ہوا کرتا ہے ۔ اگر آپ اس کو نہیں نبھا سکتے تو جہاں آج یہ ترمیم آئی ہے کہ ان کی liabilities کو ہم قبول نہیں کرتے ، کل کو جناب والا ۔ یہ ترمیم آئے گی کہ اب ہم سکولوں سے ہی دست بردار ہوتے ہیں ۔ وہ انٹرنیز بھی بند ہو جائیں گی ، وہ کارپوریشنز بھی بند ہو جائیں گی ، وہ انجمنیں بھی بند ہو گئیں ، وہ ادارے بھی ختم ہو گئے اور پھر آپ نے ان اداروں کو بے یارو مددگار چھوڑنا ہے ، پھر ان کا پرسان حال بھی کوئی نہ ہوگا ، میں آج واضح طور پر آپ کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے اس اقدام سے جو تعلیمی بحران اس علاقے میں ، اس ملک میں ، اس صوبے میں پیدا ہوتا ہے ، اس کی تمام تر ذمہ داری آپ پر ہوگی ۔ خدا کے لئے یہ ترمیم جو آپ لائے ہیں ، اس کو واپس لیں ۔ یہ بل جو آپ پاس کر رہے ہیں یہ قطعی طور پر انصاف ، قانون ، حقوق اور fundamental rights کے صریحاً خلاف ہے ، آپ اسے واپس لیں ۔ آپ اپنے اس معزز رکن کا خیال کریں ، پیارا نہ کریں ، ہم حق نہیں رکھتے ، کم از کم اپنے اس فاضل رکن کے جذبات کا احترام کریں ، جس نے میں سمجھتا ہوں اس دور اور اس عالم میں بھی اتنی جرأت کا مظاہرہ کیا ہے اور اس نے آپ کی تمام تر کارکردگی سے اختلاف کیا اور اس نے رپورٹ میں لکھ دیا کہ میں اس سے متفق نہیں ہوں ، یہ قطعی طور پر ، صریحاً قانون اور انصاف کے خلاف ہے ، کم از کم قوم علاقے اور صوبے کے عوام کی خواہشات اور تعلیم کی ترقی کے لیے اس کے جذبات کا احترام کرتے ۔ میں سمجھتا ہوں اس بل کی بجائے آپ مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۸ کی repealment کا بل لائیں ، ہم متفقہ طور پر بغیر بحث کے اسے پاس کرنے کے لئے آپ کے ساتھ تعاون کریں گے اور اس بل کو واپس لیں ، یہ صریحاً انصاف کا خون ہے اور اس میں آپ نے انصاف کے تقاضوں کو ختم کر دیا ہے ۔ میں امید رکھتا ہوں جناب والا ۔ کہ اگر یہ عوامی حکومت عوام کے سامنے جواب دہ ہے ، اگر عوام کے لئے کرتی ہے اور اگر قانون اور انصاف کے تقاضوں کو جانتی ہے تو یقینی طور پر ہمارے محترم اور فاضل

وزیر تعلیم صاحب اس بل کو واپس لیں گے اور اس کی بجائے مارشل لاء ریگولیشن ۱۱۸ کی تنسیخ پر غور کرتے ہوئے دوبارہ یہ بل لائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ کوئی بھی ملک اپنی ترقی کے لئے خاص قسم کی منصوبہ بندی کا محتاج ہوتا ہے اور جب تک منصوبہ بندی صحیح نہ ہو ، جب تک تمام حقائق اور عوام کو سامنے رکھ کر تمام اعداد و شمار اور ملک کی ضروریات و مقتضیات کو پیش نظر رکھ کر کوئی لائحہ عمل مرتب نہ کیا جائے ، اس وقت تک کامیابی کی مثبت صورت نا ممکن ہوا کرتی ہے ۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ یہ ایک عرصے سے "تجربستان" بنا ہوا ہے ۔ یہاں جو لوگ بھی برسر اقتدار آتے رہے ہیں انھوں نے عوام کی قیمت پر اپنے تجربوں سے اس ملک کے مختلف شعبوں کی تباہی میں بڑا گراں قدر حصہ لیا ہے ۔ ہمیں یہ توقع تھی کہ موجودہ حکمران پارٹی جو عوام کی حمایت اور مدد سے برسر اقتدار آئی تھی اور جس نے یہ وعدہ کیا تھا کہ وہ اس ملک کے مختلف شعبوں میں انقلابی تبدیلیاں لا کر قوم کے حال و مستقبل کو تابناک بنائے گی ۔ وہی پارٹی آج نہ صرف یہ کہ اپنے ان مواعید سے منحرف ہو گئی ہے بلکہ اس نے ایسی پالیسیاں اختیار کرنی شروع کر دی ہیں جس کے نتیجے میں عوام کے مفادات ، عوام کے حقوق ، عوام کی جمہوری آمنگیں کچلی جا رہی ہیں ۔ جناب والا ، اس ملک میں جہالت ایک بہت بڑا عفریت ہے ۔

Sheikh Aziz Ahmad : Is he speaking on the Principles of the Bill ?

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مجھے تکلیف ہوتی ہے جب بعض فاضل اراکین علمی بحث پر اس طرح بے چین اور مضطرب ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ علمی بحث ہی نہ کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ تعلیم سے متعلق ہے ۔ یہ بل اس ملک کے تعلیمی نظام کا پیش خیمہ ہے اور اس بل کے ذریعے اس صوبے کے تعلیمی ادارے کا مستقبل طے ہوتا ہے اور جب ہم اس ملک میں تعلیمی منصوبہ بندی پر کوئی بات کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تابش صاحب موضوع زیر بحث پر جو کہنا ہے وہ کہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اگر ہم واقعی اپنے مواعید میں سچے ہیں ۔ اگر واقعی اس ملک میں جہالت کے عفریت کو ختم کرنے کے لئے ایک علمی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے قول و فعل میں ہم آہنگی پیدا کریں اور جو کچھ ہم کہتے ہیں جو مقصد ہم بیان کرتے ہیں ان کی تکمیل کے لئے عملی اقدامات بھی کریں ۔ نئی تعلیمی پالیسی جس کا شہرہ پورے ملک میں ایک عرصہ تک رہا اس کا ایک بڑا حصہ یہ بھی تھا کہ اس ملک میں مختلف پرائیویٹ اداروں کو جو تعلیمی سطح پر کام کر رہے ہیں قومی تحویل میں لیا جائے گا ۔ جناب والا ۔ اس سے قطع نظر کہ پورے ملک کی بجائے صرف چند علاقوں میں یہ nationalisation ہوئی ہے میں یہ گزارش کروں گا کہ تعلیمی پالیسی میں جن مقاصد اور جن اغراض کا اعادہ کیا گیا تھا اور جو نئے وعدے کئے گئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ہم پرائیویٹ کالجوں کو اپنی تحویل میں لینے کے بعد انہیں زیادہ بہتر بنیادوں پر چلائیں گے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آج کے تعلیمی ادارے ان تمام مواعید سے یکسر محروم ہو کر ایک بحران سے دو چار ہیں ۔

Mr. Speaker : Syed Sahib the functioning of the various educational institutions is not being discussed.

اس میں جو amendments ہیں وہ تو آپ نے پڑھی ہوں گی ۔

It relates to the contracts.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ نئی تعلیمی پالسی میں یہ کہا گیا تھا کہ اس ملک کے جن پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا جائے گا ان کو ان تمام سہولتوں سے بہرہ ور کیا جائے گا جو حکومتی اداروں کو حاصل ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ اس میں زیر بحث نہیں ہے ۔ نہ ہی اس کا یہ مضمون ہے پہلے جو قانون ہے اسمیں یہ ہے کہ جو معاہدے ہوئے ہوں گے ان اداروں کے درمیان جو تعلیمی سکول یا جو مدرسے چلاتے ہیں ان انجمنوں یا ان جماعتوں کے درمیان صوبائی یا مرکزی حکومت ان معاہدوں کی ذمہ دار ہوگی ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ حکومت اس بل کے ذریعے اس سے منحرف ہو

رہی ہے اور نئی تعلیمی پالیسی سے لیکر قومی تحویل میں لینے کے عمل تک جو وعدے کئے گئے تھے انہیں فراموش کیا جا رہا ہے۔

Mr. Speaker : That comes no where . . . .

سید تابش الوری ۔ functions کی تو میں بات ہی نہیں کر رہا۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ ان اداروں کی حالت ابتر ہوئی ہے اور جو وعدے تھے کہ وہ ان کو بھی اس معیار پر لے آئیں گے اس معیا پر نہیں لائے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا۔ میں یہی عرض کر رہا تھا کہ انہوں نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم معیار بڑھائیں گے۔

مسٹر سپیکر ۔ معیار والی تو اس میں کوئی بات ہی نہیں ہے۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ معیار اس لئے ختم ہو گیا کہ اس سلسلے میں حکومت پر جو ذمہ داریاں تھیں وہ اسنے پوری نہیں کیں۔ بلکہ بل میں جو وعدہ کیا گیا تھا اس سے بھی منحرف ہونا چاہتے ہیں۔

Mr. Speaker : Syed Sahib, the Bill as such is not under discussion.

سید تابش الوری ۔ میں اسی طرف آ رہا تھا کہ ہم نے جس مارشل لا ضابطے کے تحت اس صوبے کے پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا تھا۔ جناب والا ۔ وہ اصل میں nationalization نہیں تھی بلکہ officialisation تھی جس کے نتیجہ میں صورت حال یہ ہے کہ ہم نے Constitution کے بنیادی اصول کے برعکس ایک ہی فیصلے کے سلسلے میں دو پالسیاں اختیار کر رکھی ہیں۔ جناب والا ۔ ہم نے ایک طرف صنعتوں کو قومی تحویل میں لیا اور دوسری طرف تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لیا۔ صنعتوں کو قومی تحویل میں لیتے وقت مالکان حصہ داروں کی تمام جائیدادیں ان کے تمام اثاثے ان کے تمام منافع حتیٰ کہ ان "exploiters" کو حاصل شدہ تمام بنیادی سہولتیں بھی بر قرار رکھی گئیں اور دوسری طرف ان تعلیمی اداروں کو ان تمام بنیادی سہولتوں سے یکسر محروم کر دیا گیا اور ان کے تمام اثاثے تمام املاک تمام عمارتیں اور تمام advantages ختم

کر دلیں گے اور اسطرح ایک ہی تالیمی کا عملی اطلاق دو مختلف صورتوں میں ہوا ۔ تعلیمی ادارے وہ لوگ چلاتے ہیں جن کے دل میں قوم کا درد بھی ہو اور وہ قومی جذبے کے ساتھ اس عظیم مشن کی تکمیل کیلئے مہارت و استقامت بھی رکھتے ہوں ہمارے حکمرانوں کے بقول ہمارے یہاں کے سب سے بڑے exploiters صنعت کار تھے ان کو تو تحفظ دیا گیا ان کے حقوق کو تو بحال رکھا گیا لیکن جو لوگ قومی خدمت کرتے تھے ان کو ان کے اثاثوں ان کی املاک اور ان کی عمارتوں سے محروم کر دیا گیا لیکن جناب والا اسی پر بس نہیں کی گئی ان سے یہ وعدہ کیا گیا تھا اور مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ میں واضح طور پر یہ کہا گیا تھا کہ اس سلسلے میں قومی تحویل میں لے جانیوالے تعلیمی اداروں پر جتنی بھی ذمہ داریاں ہوں گی جتنے بھی واجبات ہوں گے جتنے بھی قرضے ہوں گے ان تمام کی ذمہ داریاں حکومت پر عائد ہوگی ۔ یہ بالکل انصاف کے بنیادی اصول کے مطابق ایک صحیح بات تھی کہ آپ جن لوگوں کی جائیداد پر قبضہ کر رہے ہیں ان کے قرضوں اور واجبات کی ذمہ داری بھی آپ سنبھالیں جو انہوں نے اس قومی خدمت کے لئے یا اس تجارتی منصوبے کے سلسلے میں حاصل کئے تھے ۔ جناب والا ۔ یہ عجیب بات ہوگی کہ آپ ایک شخص کو جس نے اپنی تمام زندگی صرف کرکے ایک ادارہ قائم کیا ہو اسے اس ادارے سے محروم بھی کر دیں اور اس سلسلے میں جتنی بھی ذمہ داریاں ہیں جتنے بھی واجبات ہیں جتنے بھی قرضے ہیں وہ باقی ساری زندگی ان قرضوں کی ادائیگی میں صرف کر دے ۔ جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ اس سلسلے میں یہ بھی وعدہ کیا گیا تھا کہ ہم عوام کے لئے ایجوکیشن کالج ۔ پبلک سکولوں اور تمام ایسے اداروں کو ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب یہ کہاں سے آ گیا ۔

سیدتابش الوری ۔ ان کو جناب والا تحویل میں نہیں لیا گیا ۔

خلیفہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ ہاؤس کورم میں نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہو گیا ہے ۔ سیدتابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ آفیشلائزیشن کرتے وقت پرائیویٹ تعلیمی اداروں کو صرف اس لئے نظر انداز کر دیا گیا تھا کہ ان سے بڑے بڑے لوگوں کے مفادات وابستہ تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker : Syed Sahib, I may have to ask you to resume your seat. You are quite away from the subject.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں آپکی توجہ بیان اغراض و وجوہ کی طرف مبذول کرواتے ہوئے عرض کروں گا کہ :

> . . . . . This state of affairs had to be rectified because under the Education Policy 1972-80 the Government stood comitted to promoting the welfare, dignity and sense of responsibility of teachers and students.

جناب والا ۔ ان اغراض ومقاصد کے تحت جو اس بل میں بیان کئے گئے ہیں طلبا اور اساتذہ کا معیار بلند کرنا بھی حکومت نے اپنے ذمہ لیا ہے ۔ لیکن عملاً یہ کیا گیا ہے کہ پرائیویٹ ادارے گورنمنٹ کی تحویل میں آئے ہیں ان میں پرائیویٹ اداروں کی جتنی برائیاں اور جتنی خوبیاں تھیں وہ ختم ہو کر رہ گئی ہیں اور حکومتی اداروں کی جتنی برائیاں اور جتنی کوتاہیاں تھیں وہ تمام ان اداروں پر بھی حاوی ہو گئی ہیں ۔ نتیجہ یہ مرتب ہوا ہے کہ جو اچھے ادارے اپنی انفرادیت اور اپنے امتیاز کی وجہ سے طلبا کیلئے جاذبیت کا باعث تھے اور اس صوبہ میں ان کی وجہ سے تعلیم کا معیار بھی بلند تھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ علامہ صاحب کیا آپ اپنی تقریر کرنے کا حق استعمال کریں گے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ تیسری خواندگی کے موقعہ پر اپنا حق استعمال کروں گا ۔

Mr. Speaker : Syed, Sahib, I may have to request you to resume your seat.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں نے بل کے اغراض و مقاصد بیان کئے ہیں ۔ میں آپکی اجازت سے صرف دو منٹ چاہوں گا تاکہ میں اپنے بنیادی دلائل کو سمیٹ سکوں ۔ مجھے یقین ہے کہ آپ مجھے اجازت دیں گے ۔

جناب والا ۔ کسی بھی منصوبہ بندی کی تکمیل کے لئے یا اس کی کامیابی کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ اسمیں ترغیبات موجود ہوں ۔ مسابقت کا جذبہ موجود ہو ۔ اور اس میں کچھ ایسے advantages بھی ہوں جو فرد کو اس کام پر ابھاریں ۔ جناب والا ۔ ان مسلمہ اصولوں کے مطابق یہ مختلف تعلیمی ادارے قائم ہیں اور انہوں نے اپنے سامنے قومی اور ذاتی دونوں مقاصد کے پیش نظر اس سلسلے میں غیر معمولی خدمات سر انجام دی ہیں لیکن آئندہ موجودہ پالیسی کے نتائج میں پرائیویٹ طور پر تعلیم کے فروغ کے دروازے بند ہو کر رہ گئے ہیں اور وہ مخیر حضرات یا قومی خدمتگار جو اس سلسلے میں اپنے سامنے ایک لائحہ عمل رکھتے تھے وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اب انہیں مستقبل میں کم از کم اس شعبہ میں کسی خدمت کی کوئی گنجائش نظر نہیں آتی ۔

جناب والا ۔ اگر مقصد صرف اصلاح تھا ۔ اگر مقصد صرف یہ تھا کہ ہم ان اداروں کو زیادہ بہتر طور پر چلا سکیں تو حکومت یہ بھی کر سکتی تھی کہ ان اداروں پر اپنی نگرانی سخت کرتی ۔ جناب والا ۔ دیانت اورامانت کا اگر کوئی معیار مقرر کیا جا سکتا ہے تو وہ یہ ہے کہ لینے اور دینے کے پیمانے ایک ہوں ۔ لیکن اس بل کے ذریعہ لینے اور دینے کے پیمانے مختلف کر دیئے گئے ہیں اور ان لوگوں کو اجنہوں نے اپنی ساری زندگیاں وقف کر کے تعلیمی اداروں کو چلایا تھا ۔ تعلیمی ادارے قائم کئے تھے آج ان لوگوں کو ان کے تمام اثاثے ضبط کرنے کے بعد ان حقوق سے بھی محروم کیا جا رہا ہے جو انہیں بنیادی طور پر مارشل لا ضابطہ ۱۱۸ کے تحت حاصل تھے۔ یہ چیز عدل و انصاف کےخون کے مترادف ہے ۔ میں سمجھتا ہوں اگر یہ بل پاس کر دیا گیا تو یہ تعلیمی اداروں کی تباہی کا بل ہوگا ۔ اس ملک میں تعلیم کے سلسلے میں آئندہ تمام امکانی ذرائع مسدود ہو کر رہ جائیں گے ہمارے بچوں کا مستقبل تاریک ہوتا جائے گا ۔ تعلیمی انحطاط تیز ہو گا اور پرائیویٹ سطح پر تعلیمی عمل ہمیشہ ہمیشہ کیلئے مفلوج ہو کر رہ جائیگا ۔

وزیر تعلیم (ڈاکٹر عبدالخالق) جناب والا ۔ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں اس لئے لیا گیا ہے کہ سال ہا سال سے پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں کام کرنے والے اساتذہ شور کرتے رہے کہ ہماری شرائط ملازمت بہت خراب ہیں ۔ ٹرینڈ اساتذہ کو تیس تیس پتیس پتیس روپے تنخواہ دی جاتی ہے کوئی چھٹی کا بندوبست

نہیں ہے ۔ ملازمت میں کوئی تحفظ نہیں ہے ۔ اس لئے انہوں نے کہا کہ ہمیں استحصال سے نجات دلائی جائے ۔

جناب والا ۔ اس سے پہلے کسی حکومت کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اس قسم کا جرأت مندانہ اقدام کر سکتی ۔ ہم نے پہلی بار یہ کیا ہے اور اس سے ہزاروں اساتذہ خوش ہوئے ہیں ۔ جو جناب والا اس معزز ایوان سے باہر آکر یکم ستمبر اور یکم اکتوبر کو اس حکومت کے جرأت مندانہ اقدام کا شکریہ ادا کر چکے ہیں اسکے بعد طلبا بھی سال ہا سال سے شور کر رہے تھے کہ ہم سے فیسیں بہت لی جاتی ہیں اور تعلیمی سہولتیں بالکل نہیں ہیں ۔ کئی ایسے کالجز ہیں جہاں پر سائنس کا انتظام نہیں ۔ وہاں لائبریریاں نام کو نہ تھی ۔ محض تجارت کیلئے محض پیسے کمانے کیلئے یہ ادارے قائم کئے گئے تھے ۔ بڑی بڑی فیسیں وصول کی جاتی تھیں لیکن کسی حکومت نے طلبا کا یہ مطالبہ منظور نہیں کیا ۔ ہم نے پہلی بار طلبا اور اساتذہ کا مطالبہ منظور کیا ۔

اسکے بعد سب سے بڑی بات جس کے لئے میں آج کافی کچھ کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم اس قسم کی حکومت اور اس قسم کی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں جو عوام سے یہ وعدہ کر کے آئے ہیں کہ ہم آپکو تعلیم مفت دیں گے یہ کوئی مشکل بات نہیں لیکن جب تک تمام تعلیمی ادارے خود حکومت کے نہیں ہوں گے اس وقت تک کیسے مفت تعلیم دی جا سکتی ہے ۔ آپ ان ممالک کے حالات پڑھیں جہاں تعلیم یا صحت یا اور اس قسم کی بنیادی ضروریات مفت دی گئی ہیں وہاں تمام ایسے اداروں کو خواہ وہ صحت کا ادارہ ہو ۔ ہسپتال ہو کلینک ہو یا سکول ہو ان کو فوراً پہلے قومی ملکیت میں لیا گیا اسکے بعد تعلیم مفت کی گئی اور ہماری commitments تعلیم کے معاملے میں اتنی زیادہ ہیں کہ جو دستور پاکستان نافذ ہوگا اس میں پہلی بار اور اس سے قبل پاکستان کے کسی دستور میں یہ کسی حکومت نے پرنسپلز آف پالیسی میں نہیں لکھا بلکہ اس حکومت نے اپنے ذمہ داری لے لی ہے کہ حکومت سیکنڈری سکول تک عوام کو مفت اور لازمی تعلیم مہیا کر یگی ۔ تو اس لئے جناب والا ہمارے لئے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ۔ میں کوئی apology پیش نہیں کر

رہا کہ ہم نے یوں قومی اداروں کو قومی تحویل میں لیا ہے ۔ یہ لازمی ہے بلکہ ہم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکتے اور عوام کو تعلیم مفت نہیں دے سکتے جب تک تمام تعلیمی ادارے حکومت کے ہاتھ میں نہ ہوں ۔

دوسری بات جناب والا یہ ہے کہ آج صرف تعلیم دینے ہی کا مقصد نہیں بلکہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ تعلیم کیا دیں تا کہ وہ با مقصد تعلیم ہو ۔ ایسی تعلیم ہو جس سے پاکستان میں ہمہ گیر تبدیلی آئے ۔ بہتری کیطور پر شعبہ تعلیم باقی تمام شعبوں کو lead کرے تو اس قسم کی تبدیلی ہم لا رہے ہیں وہ تب تک نہیں ہو سکتی تھی جب تک کہ تمام تعلیمی ادارے حکومت کے پاس نہ ہوں اور حکومت اپنے وسیع تر ذرائع ان پر خرچ کرے ۔ جس طرح زراعت کی تعلیم ہم لازمی کر رہے ہیں ۔ گھریلو معاشیات کی تعلیم ہم خواتین کے لئے چھٹی کی کلاس سے لازمی کر رہے ہیں ۔ یہ کام کبھی پرائیویٹ اداروں میں نہیں ہو سکتے تھے اور نہ اس سے قبل کسی نے کیا ہے ۔ اس اقدام کی سب سے بڑی ضرورت یہ تھی کہ ہم تعلیم مفت مہیا کرنا چاہتے ہیں اور عوام کو لازمی طور پر دینا چاہتے ہیں ۔ یہی ہمارا وعدہ تھا ۔ نئے دستور میں پرنسپلز آف پالیسی کے تحت بھی یہ لکھا گیا ہے ۔ کہ یکم اکتوبر سن ۱۹۷۴ کو یہ وعدہ پورا ہو جائیگا اور تعلیم میٹرک تک مفت ہو جائیگی۔ جناب والا۔ یہ قانون ان سارے مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہے ۔ اساتذہ کرام کی شرائط کو ٹھیک کرنے کے لئے ہے اور طلبا کو اچھی اور بامقصد سہولتیں دینے کے لئے ہے اور مفت تعلیم دینے کے لئے یہ سارا اقدام کیا گیا ہے ۔ جناب والا ۔ وہ اس قانون کو اس انقلابی قانون کو توڑنے کے لئے اس کے راہ میں رکاوٹ بننے کیلئے بہت سے لوگ اس قسم کی کوششیں کرتے ہیں وہ قانون جو اس سے قبل کوئی حکومت نہ بنا سکی اور وہ حکومت اس اقدام کو پوری طرح نہ کر سکی تو انہوں نے جناب والا دھاندلیاں شروع کر دیں اور ان پرائیویٹ اداروں کی جو انتظامیہ تھیں انہوں نے کھلم کھلا اساتذہ کو نوکریوں سے نکالنا شروع کر دیا ۔ کئی اداروں نے تنخواہیں دینا بند کر دیں ۔ یہاں لاہور میں کتنے جلوس نکلے ۔ کتنے ٹیچرز نے بھوک ہڑتال کی تو پھر ہم نے مطالبہ کیا کہ جلد ان اداروں کو قومی ملکیت میں لیا جائے اور ان کو استحصال سے نجات دلائی جائے ۔ ان کو تنخواہیں دلائی جائیں اور ان کے لئے اور بھی چیزیں کی جائیں

اس کے بعد ادارے قومی تحویل میں لئے جائیں ان اداروں نے بلڈنگوں کے مالکان کو کرایہ دینا بند کر دیا اور بینکوں سے بے تحاشا قرضے لینے شروع کر دئے کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ جتنے قرضہ جات ہونگے حکومت ان کو یکم اکتوبر سے دیگی یعنی ادا کریگی۔ یہاں تک کیا گیا۔ جناب والا کہ جو ٹیچرز کے پراونڈنٹ فنڈ انتظامیہ کے پاس تھے ان کو بنکوں کے پاس pledge کر دیا گیا۔ یہاں تک دھاندلی کی گئی اور اس طرح سے ایک پوری کتاب لکھی گئی۔ جن فاضل اراکین کو یہ کتاب چاہئے وہ دوکانوں سے مل سکتی ہے۔ یہ کتاب سینکڑوں صفحوں پر مشتمل ہے اس میں صرف پرائیویٹ اداروں کو چلانے والی انتظامیہ کی دھاندلیوں کا ذکر ہے پھر اس کے بعد انہوں نے کیا کیا عمارتوں کا نصف حصہ۔ کہیں پونا حصہ کہیں کچھ حصہ یا کمرے اپنی رہائش کے لئے لے لیے۔ کہیں دوکانیں بنا دیں جس سے وہ اس حکومت کے انقلابی اقدام کو خراب کرنا چاہتے تھے۔ جب یہ باتیں ہمارے نوٹس میں آئیں تو ہم نے اقدام کرنا شروع کیا۔

چودھری امان اللہ لک۔ جناب والا۔ وہ کتاب منت سارے ممبران کو فراہم کر دیں تاکہ فائدہ ہو۔

وزیر تعلیم۔ میں آپ کو فراہم کروں گا۔

مسٹر سپیکر۔ آپ ان کو provide کر دیں۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں اس کتاب میں سے ان کی دھاندلیاں سنا رہا ہوں میں نے لک صاحب کو کہہ دیا ہے کہ میں ان کو یہ کتاب فراہم کر دوں گا۔

چوہدری امان اللہ لک۔ سپیکر صاحب نے میرا ساتھ دیا ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ یہ ریگولیشن اس لئے بنایا گیا تھا کہ ٹیچرز اور طلبہ کے لئے سہولتیں پیدا کیجائیں اور ان کو استحصال سے نجات دلائی جائے لیکن پرائیویٹ انتظامیہ نے یہ فائدہ اٹھایا کہ استحصال زیادہ کر دیا۔ ان کو کالجوں سے نکالنا شروع کر دیا ان کے لئے زیادہ مشکلات پیدا کر دیں تو اس طرح حکومت نے اپنے انقلابی اقدام کو فیل ہونے سے بچانے کے لئے اور ان اساتذہ کو جنکا استحصال ہم ختم کرنا چاہتے تھے سہولتیں دینے کے لئے ہم نے یہ تین شقوں کی

اصل بل میں ترمیم کی۔ ہم نے ان کو حذف کر دیا اور ہم نے کوشش کی کہ ان دھاندلیوں کے تحت انہوں نے جو liabilities create کی تھیں ان کو ہم inherit نہ کریں ۔ میں فاضل اراکین کو واضح طور پر یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے ان تین کلازوں میں تبدیلی کی کیونکہ ہمارا مقصد تھا کہ ہم نے ٹیچرز کو استحصال سے بچانا ہے اور ان کو بچانے کے لئے ہم نے یہ اعلان کیا کہ ٹیچرز کی تنخواہوں اور دیگر واجبات کے ہم ذمہ دار ہونگے۔ جتنی تنخواہیں پرائیویٹ اداروں کے مالکان نے ان کو نہیں دیں وہ ہم نے اپنے اوپر لے لیں اور ۱۵ مارچ کے بعد ہم نے ذمہ داری لے لی ۔ تقریباً ۱۱ لاکھ اور کچھ ہزار ہم ادا کریں گے ۔ حالانکہ قانون کے تحت ہم پر یہ ذمہ داری نہیں تھی ۔ ان بنیادی مقاصد کو پورا کرنے کے لئے یہ ۱۱ لاکھ روپے سے زیادہ واجبات ہیں جو پرائیویٹ انتظامیہ پر due ہیں ۔ اور ان کو ہم کرایہ ادا کر رہے ہیں اور اس کے لئے انتظامات کئے جا رہے ہیں ۔ اس کے بعد جناب والا یہ بھی دیکھنے کے لئے جیسا کہ فاضل رکن نے کہا کہ کوئی ایک شخص نہ متاثر ہو جائے ہم نیشنلائزیشن کی پالیسی میں یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی جگہ یا جائیداد کسی شخص سے نام رجسٹرڈ ہے مثلاً امام دین ولد اللہ دین تو ہم نے اس جائیداد کو نہیں لیا اور نہ ہم اس جائیداد پر بطور کرایہ دار قابض ہیں اور نہ ہم کرایہ اس کا دے رہے ہیں ہم نے صرف وہی جائیدادیں لی ہیں جو کہ corporate جائیدادیں تھیں ۔ جن میں ایک شخص متاثر نہیں ہوا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف انفارمیشن ۔ یہ جناب والا بہت بہتر ہوگا اگر ڈاکٹر صاحب یہ وضاحت فرما دیں کہ جتنے سکول اور کالج انہوں نے نیشنلائز کئے ہیں ان کے اساتذہ کو نیشنل پے اسکیل دئے جائیں گے ۔ یعنی مدرسین اور لیکچرارز کو ۔

وزیر تعلیم ۔ ان کو وہیں دیں گے جو گورنمنٹ میں دئے جا رہے اور جناب والا ہم نے یہ ترمیم کرتے ہوئے بھی اپنے بنیادی مقاصد کو نہیں بھولا ۔ اور کسی شخص کو ذاتی طور پر نقصان نہیں پہنچایا ۔ ہم نے اس کو ثابت کیا ہے ۔ اس طرح جناب والا کچھ ایسے ادارے تھے جو چرچ کی ملکیت تھے وہاں پر بھی ہم نے اقلیتوں کے حقوق کو تحفظ دیا ہے ہم نے کہا کہ جائیداد کا جتنا حصہ

تعلیم سے تعلق رکھنے والا ہے اساتذہ کی لیبارٹریز ان کی رہائش گاہیں یہ سب چیزیں حاصل ہیں۔ ہم نے کہا کہ ہم صرف ان کو تعلیمی مقاصد کے لئے استعمال کریں گے اور جتنی جگہ پر چرچ ہے ان کی عبادات کے لئے Priests کے لئے Bishops کے لئے ہے۔ ہم بالکل ان کو ہاتھ نہیں لگائیں گے۔ ہم ان کا بھی بہت زیادہ احترام کرتے ہیں اور ہم نے ایک وعدہ بھی کیا کہ جن ٹیچرز کو نکال دیا گیا ہے ہم ان کو بحال کریں گے اور اس قسم کے جتنے اساتذہ تھے جنکو ۱۵ مارچ کے بعد پرائیویٹ انتظامیہ نے برطرف کیا تھا ان کو ہم نے ملازمت میں لے لیا۔ تو جناب والا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ اورجنل ریگولیشن ایک انقلابی اقدام ہے عوام کے لئے۔ یہ اقدام مفت تعلیم مہیا کرنیکا تھا جس کا ہم اپنے عوام سے وعدہ کرکے آئے تھے لیکن چونکہ پرائیویٹ انتظامیہ نے گڑ بڑ کر دی اس لئے یہ ترمیم کرائی گئی۔ ہم نے بنیادی مقاصد کو نہیں بھلایا اور طلباء کے لئے جنکی ہم بہتری کرنا چاہتے ہیں ان کے لئے یہ تمام اقدامات کئے ہیں۔

اس کے بعد ہمارے فاضل دوست مسٹر حنیف رامے صاحب نے فاضل رکن صاحب کا جواب دیا تھا کہ یہ نعرہ بازی تھی بدلیتی تھی وغیرہ وغیرہ اور میں سمجھتا ہوں کہ جب وہ بولتے ہیں دشنام طرازی پر آ جاتے ہیں لیکن پھر بھی ہمیں قبول ہے کیونکہ ہماری نیت نیک ہے۔ میں اپنے فاضل رکن کو بتاتا ہوں کہ دستور میں یہ پہلی بار ہے کہ کوئی جماعت سے حکومت کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ بچوں کو تعلیم مفت دے ہم نے یہ ایک دم پرنسپلز آف پالیسی میں لکھ دیا ہے۔ اس چیز پر committed ہیں ہم یہ کسی apology کیطور پر نہیں کہہ رہے۔

جناب والا۔ اس کے بعد ہمارے خلاف ہمارے اپنے ہی ممبر کے ووٹ کو ہمارے خلاف استعمال کیا گیا اور حاجی محمد سیف اللہ خان جوکہ بڑے محترم ہیں۔ میں ان کی بڑی عزت کرتا ہوں انہوں نے یہ کہا کہ چونکہ ایک ہمارے ہی ممبر اس بل کے خلاف بولے ہیں اس لئے یہ بالکل پکی بات ہوگی کہ اس کے عوام بھی خلاف ہیں اور عوامی نمائندے بھی اس کے خلاف ہیں۔ تو ان سے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ ہم نے انقلاب کے بہت قصے پڑھے۔ انقلاب کی کتابیں پڑھیں اس میں ایک لفظ ہوتا ہے جو ہمیں پہلے کبھی سمجھ نہیں آتا تھا۔ وہ ہے "مفاد پرست" کہ حکومت نے فلاں کام کیا اور مفاد پرستوں نے راتوں رات کلوخانے

میں گڑبڑ کر دی ۔ آگ لگا دی ۔ مجھے کبھی کبھی سمجھ نہیں آتا تھا کہ یہ "مفاد پرست" کیا ہوتا ہے ۔ انتہائی اقدام جب ہوتے ہیں تو یہ "مفاد پرست" کیا چیز ہوتی ہے ۔ یہ میرے لئے محض اردو کے دو الفاظ تھے ۔ دو کلمات تھے ۔ لیکن اب وہ فاضل رکن جو ہماری پارٹی کے منشور پر انتخاب لڑ کر آئے اور عوام نے جناب ذوالفقار علی بھٹو کی بدولت میں ووٹ دیے ۔ تو ہم ایک منشور کے لئے جناب والا یہاں آئے ہیں ۔ ہم اپنے مفاد کے لئے یہاں نہیں آئے تو ان کا محاسبہ عوام کریں گے یا ہماری پارٹی کرے گی ۔ بہر حال آپ کا یہ کہنا کہ چونکہ انہوں نے خلاف ووٹ دیا ہے اس لئے اس قانون میں ضرور کوئی خرابی ہے جناب والا ۔ اس میں کوئی خرابی نہیں ۔ "مفاد پرست" ہر جگہ ہوتے ہیں اور وہ منہ سے بول پڑتے ہیں اور اپنے خلاف مہر ثبت کر دیتے ہیں ۔ یہاں پر کسی فاضل رکن کے "مفاد پرست" ہونے کی مہر ثبت ہو گئی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ نکتہ اطلاع ۔ جناب والا ۔ یہ وضاحت کر دیں کہ "مفاد پرست" کون ہے ۔ اس کی تشریح ہونی چاہیے ۔

وزیر تعلیم ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی جو سٹینڈنگ کمیٹی کے چیئرمین ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہاں واضح کرانا چاہتا تھا کہ وہ چیئرمین جو ان کے ہیں وہ مفاد پرست ہیں ۔ بس یہ ٹھیک ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں یہ کہا گیا کہ انجمنوں نے اس ملک کی بہت خدمت کی ہے اور ایک خاص انجمن کا نام لیا گیا ۔ اس انجمن کی خدمات گنوانے کے لئے ۔ اس انجمن کی خدمات کو بتانے کے لئے کہ بہت خدمات ہیں اور وہاں حضرت علامہ اقبال حکیم الامت رحمتہ اللہ علیہ کا نام بطور سند پیش کیا گیا تو میں صرف اتنا ہی جواب دیتا ہوں (یادداشت سے مجھے سن تو یاد نہیں کہ اسی مرحوم علامہ اقبال نے اس انجمن کی صدارت کرنے سے انکار کر دیا تھا ۔

جناب والا ۔ دوسری بات یہ بھی کہی گئی کہ مسٹر حضرات جو ہیں وہ اب تعلیم میں سہولتیں دے سکیں گے ۔ جناب والا ۔ یہ الزام ہم پر بار بار لگایا

گیا ۔ یہ بالکل غلط ہے اس لئے کہ مجھ سے ایک فاضل رکن نے اسمبلی میں سوال بھی پوچھا ہے ۔ آئندہ سوال کے جواب میں میں یہ عرض کرونگا جناب والا ۔ ہمارے پاس ہزاروں درخواستیں موجود ہیں جہاں لوگ ہمیں زمین مفت دینا چاہتے ہیں ۔ جہاں ہمیں سکول کی عمارت بنا کر دینا چاہتے ہیں ۔ جہاں ہمیں لوگ equipment لے کر دینا چاہتے ہیں ۔ میرا خیال ہے کہ میرے پاس کوئی چار ہزار درخواستیں ہیں جن میں سے ہم نے کوئی اڑھائی تین ہزار کی پیش کش قبول کی ہے ۔ اور ادارے ہمارے لئے بنا کر دے رہے ہیں ۔

جناب والا ۔ اب میں sum up کرنا چاہتا ہوں ۔ ۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بہت وقت دیا لیکن یہ کہ اس ترمیم سے میں یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اساتذہ اور طلباء کے لئے فائدے ہم نے برقرار رکھے ہیں ۔ کسی شخص کو ذاتی طور پر ۔ شخصی طور پر اس کی جائیداد سے محروم نہیں کیا اور اس بل کا کلیتاً ۔ مقصد عوام کو مفت تعلیم دینا ہے اور شعبہ تعلیم میں ایسی تبدیلیاں لانا ہے جو پاکستان کی ترقی میں اور دوسرے جتنے قومی زندگی کے شعبہ جات ہیں ان کی راہنمائی کریں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir can I speak ?

Mr. Speaker : Not after the Minister, who has already exercised his right of reply.

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ دی مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ (پنجاب اسٹیٹمنٹ بل ۱۹۷۳ء ۔ جیسا کہ مجلس قائمہ برائے تعلیم نے اس کے بارہ میں سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۲)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر ۲ زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر ۱ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ

برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ حذف
کر دی جائے

Mr Speaker : "MLR No. 118 here-in-after referred to as the Regulation Para 9 shall be deleted."

It will directly negate the purpose for which this bill is being introduced.

Syed Tabish Alwari : Sir, not the entire purpose.

Mr. Speaker : The very purpose ; I know what that clause is. That relates to the contracts and the responsibility of the Government with respect to the contracts.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میری گزارش سنیں ۔ یہ ضمن ۹ اس بل کی ایک independent clause ہے جس کا بل کے دوسرے حصوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ اس بل کی ضمن ۹ حذف کردی جائے اور میں چاہتا ہوں کہ اس بل کی ضمن ۹ باقی رہے تو اس لئے deletion کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے ۔

Mr. Speaker : That bill is not before the House as such.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اگر اس بل کی صرف ایک کلاز ہوتی تو That was a negation of the Bill. اس بل کی چار کلاز ہیں ۔ میں کہتا ہوں ضمن ۹ رہ جائے ۔ یہ اس بل کی چار کلاززمیں اگر ایک withdraw کر لیتے ہیں کہ ضمن ۹ ہم رکھتے ہیں ۔

Won't you allow Sir?

مسٹر سپیکر ۔ وہ یہ بل بھی نہ لائیں تو ان کی مرضی ہے ۔ نہ آپ مجبور کر سکتے ہیں اور نہ ہی میں مجبور کر سکتا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان۔ جناب والا ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر ضمن ۹ ختم ہو جائے تو ضمن تین باقی رہتی ہے جس میں انہوں نے کلاز ۱۰ میں ترمیم چاہی ہے ضمن ۴ باقی رہتی ہے جس میں ضمن ۱۱ کی deletion رہتی ہے ۔

All are independent clauses and are not subject to any. . .

Mr. Speaker : May be. But this is the object of the bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : No Sir. You can read the clause.

Mr. Speaker : Please listen. The object of the bill is to relieve the Government of any contracts entered into. That is the object of the Bill, and one of the objects is contained in this Clause ۷. The Government will have no responsibility for the contracts entered in by the institution. This is what actually would mean. The amendment would directly negate the object. But you have the right to oppose the clause.

Haji Muhammad Saifullah Khan : That is allright. But I have even the right to get this clause deleted because I don't want that they should aviod the liability incurred under the contracts. This should remain.

Mr. Speaker : Haji Sahib, this is one of the objects of this bill.

Haji Muhammad Saifullah Khan : May be, Sir, one of the objects but not total objects.

اگر کوئی ایک کلاز باقی رہ جاتی ہے اور ان کی منظور ہو جاتی ہے تو وہ object serve ہو جاتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پھر definition clause منظور ہو جائے تو ٹھیک ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ وہ اگر ایک ہوتی تو اس کے لئے میں مان لیتا کہ اس کے بعد negation ہو جاتی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ دونوں ہی اصل میں اس طرح inter-connected ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ آپ بتائیں کہ اگر اس ضمن ۹ کو باقی رکھیں تو اس کا بل پر کیا فرق پڑے گا ۔

Mr. Speaker : That will leave half the principle.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ Might have been Sir. جناب والا ۔ سوال یہ ہے کہ ضمن ۹ کنٹریکٹ سے متعلق ہے ۔ ضمن ۱۰ قانون سازی سے متعلق ہے ۔ اور ضمن ۱۱ suits سے متعلق ہے ۔ تو اس کے ایک دوسرے کے ساتھ relations ہیں ۔ مگر یہ کسی چیز میں subject to one another بنتی ہیں ۔

Mr. Speaker : The principle is that the Government wants to be relieved of certain obligations with the institution before they nationalized. This is one of the obligations under the previous law.

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اس بل میں یہ ہے کہ وہ کسی institution کو بھی exempt کر سکتے ہیں ۔ object یہ تھا کہ تمام تعلیمی اداروں کو لے لیں ۔ لیکن بعض نہیں لئے ہیں ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ object پورا ہی نہیں ہو سکتا ۔ اگر کچھ نہیں لئے تو چونکہ وہ object جو لینے کا تھا پورا نہیں ہوا لہذا سارا بل ہی negated ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو آپ کے پاس اختیار نہیں ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ یہ تو اور بات ہے ۔ اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۲ بل کا حصہ ہے ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan : I oppose it, Sir.

Mr. Taj Muhammad Khan Khanzada : I oppose it, Sir.

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ پوائنٹ آف پروسیجر ۔ جناب والا ۔ میں ہاؤس میں موجود نہیں تھا مجھے بتایا گیا ہے کہ محترم وزیر تعلیم نے مفاد پرست کا لفظ استعمال کیا ہے ۔ میں حیران ہوں کہ اس بات پر فاضل وزیر تعلیم جو بڑے اہم منصب پر فائز ہیں انہوں نے کس طرح اور کس بنیاد پر میرے متعلق یہ لفظ استعمال کیا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں ایوان کے رکن کی حیثیت سے فاضل وزیر تعلیم نے اس ایوان کے سامنے اور عوام کے سامنے میری پوزیشن کو مجروح کرنے کی کوشش کی ہے ۔ میں نے کبھی اس ایوان میں اندرون خانہ راز کو اور حقائق کو بیان نہیں کیا ہے جن کے فاضل وزیر تعلیم مرتکب ہوتے رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ بات مجھے لکھ کر دیجئے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میرے متعلق کہا گیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے لکھ کر دیجئے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میرا ایک اور پوائنٹ آف پرولیج ہے جس کو میں واضح کرنا چاہتا ہوں ۔ جس بنا پر مجھے مفاد پرست کہا گیا ہے اس کی توضیح ایوان کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ طے ہو گیا ہے کہ جاوید حکیم قریشی صاحب یہ لکھ کر دیں اسی وقت یہ شارٹ سٹیٹمنٹ بھی آ جائے گا اور پوزیشن بھی واضح ہو جائے گی ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا ۔ یہ پرسنل وضاحت اس لئے ضروری ہے کہ آج ہی کے اخبارات میں مفاد پرست کی بات چھپے گی کہ مجھے مفاد پرست کہا گیا ہے۔ چنانچہ میں اپنی پوزیشن واضح کرنا بڑی ضروری سمجھتا ہوں ۔ میں تعلیمی مجلس قائمہ کا چیئرمین بھی ہوں ۔ اس وقت مارشل ریگولیشن نمبر ۱۱۸ کے بل کی ترمیم اس مجلس قائمہ کے سامنے آئی وہاں پر میرا موقف کیا تھا ۔ میں پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور اور پروگرام اور اس کے ہر بل کی حمایت کرنے کا پابند ہوں اور وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ تعلیمی مجلس قائمہ میں یا کسی مجلس قائمہ میں جب کوئی بل بھیجا جاتا ہے تو مقصد یہی ہوتا ہے کہ اس بل پر پوری طرح غور و خوض کر لیا جائے اور اس کو کسی طرح بہتر بنایا جا سکتا ہے تو بہتر بنایا جا سکے ۔ مارشل لاء کے ضابطہ نمبر ۱۱۸ میں یہ کہا گیا ہے کہ حکومت جن تعلیمی اداروں کو اپنی تحویل میں لے گی اس کے اثاثے حکومت کی ملکیت ہوں گے ۔ جو کنٹریکٹس تعلیمی اداروں نے کئے ہوں گے وہ بھی حکومت کی ذمہ داری ہوگی جب کہ بعد میں ایک آرڈیننس کے ذریعے ترمیم کی گئی ہے کہ حکومت کی ان کنٹریکٹس کی ذمہ داری نہیں ہوگی ۔ جناب والا ۔ میں یہ بھی عرض کر دوں کہ جو اپوزیشن کے ارکان اس کمیٹی میں موجود تھے ان کا یہ مطالبہ تھا کہ حکومت کو واجبات کی ذمہ داری کافی طور پر لینی چاہئے ۔ میں نے ذاتی طور پر اس کی مخالفت کی تھی ۔ میں نے کہا تھا اس کا مجھے ذاتی طور پر علم ہے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ فاضل رکن نے یہ کہا تھا کہ میرا بھی ایک انسٹیٹوشن ہے اس کو بھی نقصان پہنچے گا ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ میری بات تو سن لیجئے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ میں بھی اس کمیٹی کی ممبر ہوں انہوں نے یہ

بتایا تھا کہ میرا بھی ایک انسٹیٹوشن ہے اس کو بھی نقصان پہنچے گا۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ اس کی کارروائی نکال کر دیکھ لیجئے ۔

محترمہ حسینہ بیگم کھوکھر ۔ آپ نے کہا تھا ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی وساطت سے ایوان کے سامنے اپنا مؤقف بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میرا مؤقف یہ تھا کہ بعض تعلیمی اداروں کی انتظامیہ نے بے پناہ اکونٹس ہیں فراڈ کئے ہیں ۔ ٹھیک ہے ان پر شک ہونا چاہئے ۔ اگر ہم نے ان کے واجبات اس طرح دینے شروع کئے تو حکومت واجبات ادا نہیں کر سکتی بلکہ میں نے اس سلسلہ میں انجمن اسلامیہ اور دیگر کالجوں کا نام بھی لیا تھا لیکن دوسری طرف میں نے یہ بھی کہا تھا کہ بعض ادارے ایسے بھی ہیں جس کے ذمے کچھ واجبات ہیں اور لوگ ان واجبات کے حصول کے لئے پریشان ہوتے پھریں گے ۔ اس سلسلے میں میں نے راولپنڈی کے گارڈن کالج کا حوالہ دیا تھا کہ راولپنڈی گارڈن کالج کا نیو کیمپس جو کئی لاکھ روپے سے تیار ہوا ہے اس کے عوض اس نیو کیمپس کے ذمے کچھ واجبات ہیں ۔ کئی مزدوروں کے جنھوں نے اینٹیں ڈھوئی ہیں اور اسے تعمیر کیا ہے ۔ کسی کے پانچ سو روپے ، کسی کے سات سو روپے ہیں ۔ لہذا ہونا یہ چاہئے تھا کہ اس بل میں ۔ ۔ ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں فاضل رکن کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے شروع میں فرمایا تھا کہ وہ حکومت کی طرف سے پیش کئے جانے والے تمام بلوں کی حمایت کرتے ہیں اور حکومت کی پالیسی سے متعلق بھی تو انھیں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ آج جمعہ ہے اور ہم نے یہ بل ہر صورت میں پاس کرانا ہے کیونکہ شیڈول کے مطابق ہمیں قانون سازی کے لئے ایک دن اور ملنا ہے ۔ وہ پیر کا دن ہے اور ایک بل اور پیش کیا جاتا ہے لہذا جو وضاحت فاضل رکن دے چکے ہیں وہ کافی ہے ۔ اگر پریس کی بات تھی تو وہ وضاحت کافی ہے ۔ اگر باقی بات کرنا چاہتے ہیں تو پرولیج موشن آنے پر کافی وقت دیا جائے گا ۔ وہاں بات کر سکتے ہیں ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ میں بات ختم کر رہا ہوں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ وزیر قانون یہ الفاظ واپس لیں کہ ہم ہر حالت میں آج بل پاس کرائیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے وہ الفاظ واپس لے رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ انھیں حکم دینے کا حق نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ جذبے کی بات کر رہے ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ یہ اور بات ہے جناب والا ۔ وہ الفاظ واپس لیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں بات ختم کر رہا ہوں میرا وہاں یہ کہنا کہ اگر اس بل میں ترمیم کر دی جائے کہ محکمہ تعلیم کو اختیار دیا جائے کہ جہاں وہ ضروری سمجھیں وہاں پر ان واجبات کی ادائیگی کرے ۔ میں نے یہ بھی کہا کہ محکمہ تعلیم کا فیصلہ آخری ہونا چاہئے اور عدالتوں میں اس کو چیلنج نہ کیا جانا چاہئے تاکہ حکومت نفاذ کے سلسلے میں کسی زحمت میں نہ پڑ سکے ۔ اگر یہ بات کہنی جرم اور اس کا نام مفاد پرستی ہے تو جناب والا ۔ میں اپنا فیصلہ آپ پر اور ایوان پر رکھتا ہوں اور میں سمجھتا ہوں کہ فاضل وزیر تعلیم نے کسی بھی رکن کے متعلق ایسے الفاظ استعمال کرنے شروع کر دئے تو ایوان میں اچھی روایت نہ ہوگی کیونکہ دوسرے بھی دوسروں کے متعلق اس قسم کی زبان استعمال کر سکتے ہیں ۔

وزیر تعلیم ۔ مجھے بھی جواب کا حق دیا جائے میں جناب والا ۔ فرضی بات نہیں کروں گا ۔ کوئی زبان ایسی استعمال نہیں کروں گا نہ میں اہل زبان ہوں ۔ یہ نمبر ۳ آپ کی سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ ہے ۔ اس کو آپ پڑھ لیں یا میں پڑھ دیتا ہوں ۔ مسٹر جاوید حکیم قریشی اس کمیٹی کے چیئرمین ہیں یہ ہماری پارٹی کے چیئرمین ہیں ۔ سردار امجد حمید خان دستی (اپوزیشن) اور چوہدری دلاور خان ایم پی اے نے اتفاق نہیں کیا تھا اور اس بل پر ووٹ ہوا تھا اور انھوں نے ان کے ساتھ ووٹ دیا ۔ باقی ہمارے جو ساتھی تھے انھوں نے ہمارے ساتھ ووٹ دیا ۔ اس میں وضاحت کیا ہے زبان کا ہیر پھیر ہے ۔ یہی ووٹ ہوا تھا ۔ انھوں نے ہمارے خلاف ووٹ دیا ۔ چھ ممبران نے ایک طرف ووٹ دیا اور تین ممبران نے

دوسری طرف دیا ۔ انھوں نے اپوزیشن کے ساتھ مل کر ووٹ دیا ۔ اس میں زبان کے ہیر پھیر کی بات ہے ۔ یہ بات بدل نہیں سکے گی ۔ یہ ثابت ہے ۔ آپ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ دیکھیں آپ اس کو پڑھ لیں ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ ایک اور پوائنٹ آف پرولیج ۔ جناب والا ۔ وہ سٹینڈنگ کمیٹی میں ممبر ہوتا ہے ۔ اگر سٹینڈنگ کمیٹی میں حزب اقتدار کے ارکان ہوتے ہیں تو پھر کوئی بھی بل سٹینڈنگ کمیٹی میں بھیجنے کی ضرورت نہیں ۔ ہر سٹینڈنگ کمیٹی میں اکثریت ہماری ہے تو پھر بل سٹینڈنگ کمیٹی میں کیوں بھیجا جائے ۔ لہذا فاضل وزیر تعلیم یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں بل بھیجنا صرف تکلف ہے جناب والا ۔ میں دیانتداری سے سمجھتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں بل تکلف کے لئے نہیں بھیجا جاتا بلکہ اس پر غور و خوض کے لئے بھیجا جاتا ہے ۔

Mr. Speaker : I close this discussion. Mr. Khanzada.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Mr. Speaker Sir, I have been listening carefully to the explanation given by the hon'ble Minister and the reasons for nationalisation and for the amendment of non-payment of liabilities for taking over the private educational institutions in Punjab. The Hon'ble Member has tried to make a very convincing case for nationalisation based on public slogans. One of the main reasons which the Hon' ble Minister gave was that there was an agitation among the school teachers of the privately owned institutions that they were not getting enough pay, that their facilities in the educational institutions were not at par with the Government institutions and that the other facilities that they required need the attention of the Government.

Sir, the educational institutions are not the only bodies which need the attention of the Government. There were industries, there were autonomous bodies, there were Railways. there was PWD, there was WAPDA ect. The Government, when it noticed the difficuties of the workers, it brought in necessary legislations to amend the laws which cause hardship to the labourers Although in the industries, they took over some industries which they call nationalisation. But I am sorry, I would not discuss this because I shall be diverting from my subject. But I agree with the Hon'ble Member, Syed Tabish Alwari when he says that it was not nationalisation but it was officialisation. Sir, nationalisation is where you take over industry, where you take over assets, where you take over any institutions and you pay for them what you owe to the people. It is their right to have, both under the Islamic Law and under the fundamental Law of any civilised country in this world.

Sir, you referred to the private institutions and you say that because a few interested school teachers or a few students came on to the streets and shouted that these institutions were not properly run. That was no excuse for taking over those institutions which were making a positive contribution to the national and cultural education of this country. There could have been a cause for the Government to interfere in those institutions where they felt that the affairs of the institutions were run by certain "Mufad Prusts" to quote the words of the Hon'ble Minister for Education. There could have been a justification for the Government to pick out those institutions either to demolish them or to take them over, but where people were making a contribution towards Islam, towards the prosperity of the country, where they were contributing towards the intellectual wealth of this country, the Government had no justification to take over those institutions.

Sir, nations are not built by taking over educational institutions. Nations are built by educating the nations in educational institutions. The Government by taking over these institutions has made a negative approach to the problem.

Mr. Speaker : Khanzada Sahib, Martial Law Regulation No. 11 is not under discussion. Only its amendment is being discussed.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Yes, the amendment is under discussion.

(Interruption)

I know my aged, superannuated friend is impatient to ask me to sit down, but I will ask him to please bear with me.

Mr. Speaker : He must note it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, if you refer to the annals of history, you will find that no where in the world can you take the plea that I inherit your assets, and I give up the liabilities to be yours. Sir, the Hon'ble Minister refers to the wrongs done by certain individuals in these institutions to enhance the liabi-

lities. I agree with him that the cases of those individuals who might have manipulated accounts, who might have borrowed for self-seeking should be taken as individual cases and for this others should not be penalised and punished. But for the fault of a few individuals you cannot punish the nation, you cannot punish the children, you cannot punish this country.

Sir, is it Islamic, is it right to say that the heads I win and the tails you lose. Nowhere is this done in the World. In other words, you want to get everything out of the educational institutions but you want to give nothing in turn. Sir, these were institutions in the country which were run and were bringing up future leaders who would run this country in accordance with the tenets of Islam with grand traditions for which this country was made. Youngmen today have been deprived of that education. Sir, it is no good thing What we want is to raise the education higher and not to bring higher education lower.

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, the Hon'ble Member is not relevant.

Mr. Speaker : I agree with the objection raised by Sh. Aziz Ahmad.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, Although I feel when it is a matter of legislation, and especially for education, this House is one with the Minister to call a spade a spade. But if one unfortunate self-respecting Member has differed on an issue, he should not have been impeached in this House. Sir, the impeachment meant the brow-beating of those individuals in this House who want to stand for a right cause and express their conviction. Sir, I agree with him that if it was a question to steam-roll everything by majority, then there was no need to refer these bills to the Standing Committees. The idea of referring to the Standing Committees is that everybody can contribute towards a good cause. The mere fact that you are greater in number does not mean that there is nobody among us who can contribute towards your good things, which you want to give to this country. Sir, do not deny us the privilege of contributing something towards constructive national building.

Minister for Law : Sir, all this is irrelevant.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : You have been causing an aspersion on the opposition that the Opposition is there for the sake of opposition only. No. We are here to see that you keep on an even keel, and keep the train on the rails and not go off and leave all the passengers in disaster.

Mr. Speaker : Please cut short your speech.

Mr. Taj Muhammad Khadzada : I know Sir, it is all that pinches you. Let this Education Policy pinch you as much as it may, but you will not deter us from saying what we consider to be a right thing. Sir, this amendment which has been proposed in the Martial Law Regulation No. 118 is worse than the Martial Law itself.

(Applause)

Sir, I ask the gentlemen, whom I give credit for the spirit under which they are sitting in this House ; they fought againts Martial Law ; they fought against dictatorship ; I ask you now want to super-impose a Super Martial Law.

Mr. Speaker : On what subject are you speaking ?

Mr. Taj Muhammad Khanzada ; Sir, I am speaking on this amendment of Martial Law Regulation No. 118, because you are putting a Martial Law on top of a Martial Law.

Mr. Speaker : You want to continue the Martial Law Regulation and do not want to amend it.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I want the liabilities of the educational institutions to be undertaken by the Government.

Mr. Speaker : Then, do not speak against the Martial Law.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, are you the Education Minister or the Speaker of the House ?

Mr. Speaker : I am Speaker of the House and it is one of my obligations to ensure that the Members are relevant.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Relevant Sir ?

Mr. Speaker : Yes, relevant.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : I am grateful to you for bringing me on the rails. Sir, I know you are impatient. Sir, I know also that you have consideration for the fact that I have not spoken in this House for a long time and the fact that one of my Leaders has given a statement in the papers saying that the Council League will no longer be a part of the UDF, or it might have given some mis-givings to the people.

Sir, let me today on the floor of the House remove any mis-giving that might be. We shall support you in every thing that is right and will oppose you in every thing that is wrong. Doesn't matter what would be the consequences ?

Sheikh Safdar Ali : Is the Hon'ble member relevant Sir ?

Mr. Speaker : Yes, he is very much relevant. If he feels that the amendment is right, he will support the amendment, and if he feels that the amendment is wrong, he will oppose it. At least in that sentence he is relevant. (laughter)

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, in the end before I resume my seat I would request the Hon'ble Minister for Education not to bring personalities into discussion and breach of discipline in party on the floor of the House. Let their domestic affairs be decided in their own homes.

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں اب خانزادہ تاج محمد کے بعد محسوس کرتا ہوں کہ ایک دو واقعات ہی عرض کروں گا ۔ گزارش یہ ہے کہ یہ جو ترمیم ہمارے سامنے ہے جس کو میں نے اپوز کیا ہے وہ اس معاہدے کے متعلق ہے کہ سکول یا کالج کے انتظام کے بارے میں یہ متصور ہوگا کہ وہ معاملات ہم نے پہلے طے کیے ہوئے ہیں ۔ معاہدات کی ذمہ داری مکمل طور پر حکومت پہ عاید ہوتی تھی ۔ اس ضمن کے حذف کر دینے کے بعد اب وہ liability ختم ہو جائے گی ۔

تو میں صرف یہ عرض کروں گا کہ کس قانون کے تحت ان لوگوں کو سزا دی جا رہی ہے جن کے سکول ہیں ۔ کالج کی انتظامیہ نے یا مالکوں نے ان بنکوں کے ساتھ پرائیویٹ لوگوں کے ساتھ جو معاہدے کیے ہیں ، ان لوگوں کو کس ضمن میں سزا دی جا رہی ہے ۔ اگر ان کو آج اس ضمن کو حذف کر دینے کے بعد ختم کر دیا جائے تو وہ لوگ جنھوں نے معاہدات کیے ہیں انتظامیہ کے ساتھ ، ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا ، ان کا کیا حشر ہوگا ۔ legally ان کو کیا protection مل سکے گی ۔ اس ضمن میں وزیر موصوف نے جو plea لی ہے ۔ جیسا کہ aims and objects میں دیا گیا ہے وہ بالکل بادی النظر میں ناقابل یقین ہے ۔ بعض لوگوں نے ، بعض انتظامیہ نے جب یہ قومی تحویل میں لیے جانے کا اعلان ہوا ۔ بنکوں سے قرضے لے لیے اور انھوں نے گریجویٹیز جو ہیں ، وہ pledge کر دیں ۔ کیا حکومت اتنی بے بس ہے کہ اس کی supervisions نہ کر سکتی تھی ۔ کیا حکومت اتنی بے بس ہے کہ ایسے تمام معاہدات کو کالعدم قرار دینے سے پہلے ان لوگوں کی تشخیص اور تفتیش نہیں کی جا سکتی تاکہ ان معاہدات کو ختم کرتی ، جو بادی النظر میں گورنمنٹ قرار دیتی کہ بظاہر یہ حکومت کے فعل کو ناکام بنانے کے لئے کیے گئے ہیں ۔

پھر اس ضمن کو حذف کرنے کے بعد ایک قانونی پیچیدگی یہ پیدا ہوگی کہ معاہدات جو منسوخ کیے جائیں گے ، یہ کس وقت سے منسوخ کیے جائیں گے ، ان کا عرصہ کیا ہوگا ۔ آج سے دس سال قبل کے منسوخ ہیں یا پانچ سال قبل کے یا چھ ماہ قبل کے منسوخ ہیں اور اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ضمن کو مکمل طور پر حذف کر دینے سے بہت سی قانونی پیچیدگیاں پیدا ہوں گی ۔ مقدمات زیر سماعت تھے ، بعض سکولوں اور کالجوں کی جائیداد بنکوں کے پاس pledge تھی ۔ بعض پرائیویٹ لوگوں کے پاس pledge تھی ۔ اب جو جائیداد پر گورنمنٹ نے قبضہ کیا ہے تو اس کے بعد اس معاہدے کا کیا ہوگا جب ایک فریق کے پاس جائیداد نہیں رہے گی ۔ اس کے بجائے گورنمنٹ ہمیں اس ایوان میں وزیر خزانہ کی وساطت سے جناب والا ۔ یہ بتانے کی کوشش کرتی کہ اس لئے ہم نے یہ ناانصافی کی تلوار چلائی ہے ۔ اس ضمن کو ختم کرنے کی بجائے آپ اس میں ترمیم کر سکتے تھے ۔ اب بھی میں استدعا کروں گا کہ اس

کو حذف کرنے کی بجائے یہ ترمیم کر لیجئے کہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ ان معاہدات سے انحراف کرے جو بادی النظر میں تحقیقات کے بعد غلط ہوں یا بادی النظر میں یہ معاہدات ایسے ہوں جو بنیادی طور پر حکومت کی اس پالیسی کو نقصان دینے کے لئے کسی مینیجر نے یا کسی مالک نے یا کسی انتظامیہ نے کیے ہوں ۔ اس تھوڑی سی ترمیم کے لیے ، اس انصاف کو بروئے کار لانے کے لئے کچھ نہ کچھ قانونی پیچیدگیاں پیدا کرنا میں سمجھتا ہوں کسی بھی طریقے سے قرین انصاف نہیں ۔

اب بھی جناب والا ۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر قانون کی توجہ ان قانونی پیچیدگیوں پر مبذول رہا ہوں کہ وہ اس دفعہ کو واپس لے لیں اور اس کی اصل دفعہ ۹ میں یہ ترمیم کر لیں کہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوگا ۔ ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حکومت کے ساتھ بعض دوستوں نے دھوکہ کرنے کے لئے اس ضمن میں کچھ نہ کچھ لوگوں نے غلط کاری کی ہوگی ۔ بڑی سیدھی سادی بات ہے کہ ایک ناانصافی کو دور کرنے کے لیے لا تعداد نا انصافیوں کا دروازہ کھولنا مناسب نہ ہوگا ۔ ان مقدمات کا ، ان تمسکات کا ، ان اقرار ناموں کا اب کیا ہوگا ؟ یہ کس وقت سے کالعدم قرار دئے جائیں گے ؟ اس دفعہ کو حذف کر دینے کے بعد کل اس کا کون جواب دے گا ؟ کس عدالت میں چیلنج کیا جا سکے گا ؟ اس لیے میں عرض کروں گا کہ کم از کم یہ ترمیم اس حد تک ضرور کر لی جائے ۔ اگر ضمن ۹ کو حذف کرنا ہی ہے ، تو اس میں کم از کم اس کی جگہ پر دوسری ضمن لائی جائے کہ فلاں تاریخ سے ان معاہدات کو منسوخ کیا جائے گا ، اس کا پیریڈ کم از کم متعین کیا جائے ۔ لا محدود عرصے کے لیے ان معاہدات کو منسوخ کرنا اور فریق ثانی کو قانونی طور پر محروم کرنا میں سمجھتا ہوں بالکل نا انصافی ہے ۔ اب بھی میں وزیر تعلیم سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ مہربانی فرما کر اس دفعہ کو واپس لے لیں اور دفعہ ۹ کی کسی ایسے انداز میں ترمیم کریں جس سے حکومت کے خدشات کا بھی علاج ہو جائے اور نا انصافیوں کے دروازے بھی نہ کھل سکیں ۔

مسٹر سپیکر۔ حاجی صاحب ، ویسے تو میں کلاز بائی کلاز ترامیم لوں گا ، مگر اگلی تینوں ترامیم پر تقریر نہیں ہو سکتی ؟ کیونکہ تینوں ایک ہی انداز کی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ تقریر ہو تو سکتی تھی اگر میرا حق جو deletion کے سلسلے میں due تھا وہ وقت دیتے ۔ حالانکہ میں خود تسلیم کر لیا کرتا ہوں ۔ ایک میں میری ترمیم infructuous ہے۔ وہ بھی میری deletion کی ہے اور آپ نے میرا وہ حق ہی ختم کر دیا ہے تو اب میں compact کس طرح کروں ۔ جناب والا ۔ یا تو میرے حق کو آپ revive فرما دیں تاکہ میں اکٹھا ہی اس کو deal with کر لوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے کلاز ۲ پہ اعتراض کر لیا ہے اب میں کلاز ۲ پڑھتا ہوں ۔ اس پہ ووٹنگ میں علیحدہ علیحدہ کراؤں گا ۔ مگر تینوں پہ تقریر مشترکہ ہو جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میری ترمیم جناب پیش فرما دیں تاکہ تینوں کو میں اکٹھا ہی deal with کر لوں ۔ اس کے لیے میں حاضر ہوں ۔

(کلاز ۳)

مسٹر سپیکر۔ اب ایوان کے سامنے کلاز ۳ زیر غور ہے۔ حاجی محمد سیف اللہ خان۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

> کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ حذف کر دی جائے ۔

Mr. Speaker : The amendment moved is :

> That clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Education be deleted.

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اسی سلسلے میں میری بھی ترمیم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ٹھیک ہے تقریر دونوں جانب سے ہو جائے گی ۔

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Point of order. Mr. Speaker, Sir, since it is quite obvious and evident that this Bill has been introduced by the Government in order to bring an

amendment in the Martial Law Regulation 118, and in this Bill, section 10 has been substituted, first I read to you Section 10 of the original Martial Law Regulation.

Mr. Speaker : Firstly, enunciate the principles on which you are relying.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : It becomes a money bill. An amendment cannot be moved in a money bill.

Mr. Speaker : Is it a money bill ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : It will become a money bill, if the proposed clause is deleted, as Haji Sahib has recommended.

Mr. Speaker : Is it a money bill ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Sir, if this amendment is not substituted, then the original amendment will remain, and then it will become a money bill.

Mr. Speaker : How will it become a money bill ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : I would like to explain my case. First of all, I read to you para 10.

Mr. Speaker : I am not interested in reading para 10. I am more interested in knowing what is the crux of what you intend to say. We will read that later on. What will be the effect of this amendment ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : If the amendment as proposed by Haj Sahib is moved and carried, then it will become a money bill. As such the very amendment needs to be ruled out.

Mr. Speaker : What will happen to this ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Because if this clause is deleted, then the original clause of the Martial Law Regulation 118 will remain, which deals with the liabilities, debts and obligations. So obviously it will become a money bill. According to Article 129 of the Interim Constitution, an amendment which

converts a bill into a money bill can not be moved.

Mr. Speaker : Please then resume your seat. I cannot agree with that.

(Interruption)

Mr. Speakr : Please, will Begum Rehana Sarwar listen to what the Speaker is saying ? She has raised a question ; does a bill, which contains a clause that Government is responsible for the liabilities and obligations, became a money bill ?

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Of course, it does.

Mr. Speaker : I have read that. Please don't worry about that Article 129.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : A money bill can be introduced by the Government with the consent of the Governor but an amendment cannot be moved by a member of the House, which has the effect of converting an ordinary bill into a money bill.

Mr. Speaker : You are not listening to what I am saying.

(Interruption)

Please listen. When Speaker is addressing members should resume their seat please. Oblige me by doing that. Almost every Bill that has been presented in this House ever since this House came into being contains such a clause. (interruption) Even the University Bill, I have that bill before me, Please care to listen.

Begum Rehara Sarwar (Shaheed) : But you also never listen to me.

Mr. Speaker : Now if you would see the University of the Punjab Bill, Section 6, Sub-section 2 (a) contains :

> on the publication of a notification under sub-section (1) all rights, properties, assets, liabil'ties vested in or undertaken by the University in respect of such educational institutions, institutes, institution or department shall respectively become the rights,

properties, assets and liabilities of the Government as the case may be.

Almost every bill contains this clause and so far no one has raised this objection that it is a money bill.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : I do not agree.

Mr. Speaker : It does not matter whether a member agrees or not. The question is whether the Speaker agree with this or not and he is not inclined to agree.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : I am talking about the amendment and not about the bill. That is my point and please try to understand.

Mr. Speaker : Please, have you read the article under which you are raising this objection. That relates to the Bill and amendment both.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Article 129 says :

> Except on the recommendation of the Governor, no Bill or amendment shall be introduced or moved in the Provincial Assembly if. . .

Mr. Speaker : And bill precedes amendment. It is primarily applicable to the bill and then to the amendments.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Of course, we have introduced these bills with the consent of the Governor.

Mr. Speaker : No, who told you that.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : Because first the Ordinance was promulgated.....

Mr. Speaker : Ordinance has no co-relation with the bill presented in this House.

Begum Rehana Sarwar (Shaheed) : —No Bill or amendment shall be introduced or moved in the Provincial Assembly if—

(a) It would, if enacted and brought into

operation, involve expenditure from the revenues or other moneys of the Provincial Government ; or

(b) it makes provision for any of the matters, or any matter incidental to any of the matters, specified below ;

(ii) the borrowing of money, or the giving of any guarantee, by the Provincial Government, or the amendment of law relating to the financial obligations, of the Provincial Government ;

Such an amendment cannot be moved.

Mr. Speaker : I do not agree with that proposition. I will give a detailed ruling on this. Haji Muhammed Khan, Please move your amendment.

حاجی محمد سیف اللہ خاں ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۸ کے مجوزہ پیرا ۱۰ کی سطر ۳ میں دو مرتبہ وارد ہونے والے الفاظ "املاک" اور "اور" کے مابین بالترتیب لفظ "ذمہ داریاں" ثبت کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے تعلیم نے سفارش کی ہے کہ ضمن ۳ میں مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۸ کے مجوزہ پیرا ۱۰ کی سطر ۳ میں دو مرتبہ وارد ہونے والے الفاظ "املاک" اور "اور" کے مابین بالترتیب "ذمہ داریاں" ثبت کیا جائے ۔

(کلاز ۲)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۲ زیر غور ہے ۔

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir, there is no quorum.

Mr. Speaker : Please count...The count was taken...There is no quorum.

There will be a session at 5.00 p.m. today. The House is adjourned till 5.00 p.m. today.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کاروائی ۵ بجے بعد دوپہر تک کے لئے ملتوی کر دی گئی)

شام کی نشست

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسئلہ استحقاق

ڈاکٹر عبدالخالق وزیر تعلیم کی طرف سے مسٹر جاوید حکیم قریشی کے متعلق غیر پارلیمانی الفاظ کا استعمال ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ آپ نے صبح مجھے ہدایت فرمائی تھی کہ میں تحریری طور پر اپنی تحریک استحقاق پیش کروں ۔ لہذا میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں اور میری تحریک استحقاق یہ ہے کہ آج ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء صبح کے اجلاس میں صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق نے تمام پارلیمانی روایات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے میرے متعلق انتہائی نازیبا اور غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے ۔ انہوں نے ایوان کے سامنے حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کیا اور مجھے مفاد پرست کہہ کر ایوان اور عوام کے سامنے میری پوزیشن خراب کرنے کی کوشش کی ۔ اس طرح انہوں نے نہ صرف میرے بلکہ پورے ایوان کے استحقاق کو مجروح کیا ۔ براہ کرم اس اہم اور سنگین واقعہ کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے ۔

شیخ عزیز احمد ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ اس کو متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ مجھے explain کرنے کا موقع دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر۔ اس وقت آپ نے تھوڑا سا explain کر دیا تھا ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ یہ اس لئے کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا سنگین مسئلہ ہے اور اگر اس معزز ایوان میں ممبران کی آبرو اسی طرح لٹتی رہی اور ان کو اسی طرح ایوان کے دوسرے رکن جو ہیں وہ بےعزت کرتے رہے۔ ان کے متعلق غلط باتیں کرتے رہے تو جناب والا ۔ یہ ایک ایسی روایت ہوگی جو تمام دنیا کی پارلیمانی تاریخ میں کہیں نہیں ملتی ۔ جناب والا ۔ نہ صرف یہ کہ میرے متعلق غیر پارلیمانی الفاظ استعمال کئے گئے بلکہ یہ کہ ایوان کے سامنے حقائق کو غلط طور پر بھی پیش کیا گیا ۔ حقائق بالکل مختلف تھے اور حقائق کو بالکل مختلف الفاظ میں پیش کیا گیا اور جناب والا ۔ اس کے بعد میں ایک دوسری تحریک استحقاق بھی پیش کروں گا جس میں میں جناب والا کی رولنگ بھی لوں گا کہ یہ بتایا جائے کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں جو معاملات زیر بحث آتے ہیں وہاں پر کسی رائے کا اظہار کرنا اور کسی بل میں کوئی ترمیم پیش کرنا کسی طرح بھی اپنی پارٹی سے غداری ہو سکتی ہے ۔ یا کسی طرح بھی پارٹی کے خلاف ووٹ دینا اس سے مراد ہو سکتا ہے ۔ یا مفاد پرستی اس سے مراد ہو سکتی ہے ۔ میں اپنے وضاحتی بیان میں جناب والا یہ کہہ چکا ہوں اور ایک مرتبہ پھر کہتا ہوں کہ میں جناب والا۔ ذوالفقار علی بھٹو اور پاکستان پیپلز پارٹی کا نہ صرف یہ کہ جان نثار خادم ہوں بلکہ تعلیمی اصلاحات کو میں سمجھتا ہوں کہ یہ صوبے میں انقلابی اصلاحات ہیں اور میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ نہ صرف پنجاب میں بلکہ پورے پاکستان میں تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینا اتنا بڑا انقلابی اقدام ہے جو اس سے پہلے کوئی حکومت اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتی تھی اور جناب والا ۔ میری تقریروں اور مختلف تقاریب سے خطاب کی رپورٹیں اخبارات میں چھپ چکی ہیں اور اس بات کی شاہد ہیں کہ میں نے ہمیشہ تعلیمی اداروں کو قومی تحویل میں لینے کی مکمل اور پر زور حمایت کی ہے ۔ لہذا واقعات کو غلط طور پر پیش کرنا ۔ واقعات کے متعلق غلط بات کہنا اور اس کے بعد اپنی طرف سے qualifying فقرے اور جملے کہہ دینا یہ بہت ہی سنگین واقعہ ہے ۔

Mr. Speaker: The matter is referred to the Committee on Rules of procedure and privilege ; the report to come within a fortnight.

مسٹر تاج محمد خانزادہ۔ اگر ہاؤس ہی ملتوی ہو گیا تو اس اجلاس میں رپورٹ نہیں مل سکے گی۔

مسٹر سپیکر۔ اگلے اجلاس میں رپورٹ آ جائے گی۔ استحقاق ایک continuous process ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ جناب والا۔ ایک دوسری تحریک استحقاق بھی ہے۔

مسٹر سپیکر۔ یہ اتنی immediate نہیں ہے۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ بڑی immediate ہے جناب والا۔

مسٹر سپیکر۔ وہ آپ مجھے لکھ کر دے دیں میں اسے کل پیش کروں گا یا پرسوں۔

ڈاکٹر عبدالخالق وزیر تعلیم کی طرف سے مسٹر جاوید حکیم قریشی کی اردو مہارت پر طنز

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ میں عرض کرتا ہوں دو منٹ لگیں گے۔ بہت ضروری ہے۔

میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ آج ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ء صبح کے اجلاس میں صوبائی وزیر تعلیم ڈاکٹر عبدالخالق نے میرے وضاحتی بیان کے جواب میں بقول ان کے اردو میں میری مہارت کو جس طرح طنز کا نشانہ بنانے کی کوشش کی اور اس طرح زبان کے مسئلے میں ان کا تعصب عیاں تھا۔ اس طرح نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق بری طرح مجروح ہوا۔ براہ کرم اس تحریک استحقاق کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

Mr. Speaker : I will have to hear the tape and consider it.

مسٹر جاوید حکیم قریشی۔ آپ بے شک ٹیپ سن لیں۔ جناب والا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ میری تحریک استحقاق تو موجود ہے لیکن میں اس کی یہ رولنگ چاہتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی میں کوئی بات کہنے کا کیا مطلب ہوتا ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی میں کیا کوئی رائے دینے کے لئے ہم آزاد ہیں یا نہیں ہیں۔

چوہدری غلام قادر ۔ جناب والا ۔ آپ نے مجھے صبح کہا تھا کہ میں اپنی تحریک استحقاق دوبارہ لکھ کر دوں چنانچہ میں نے دوبارہ لکھ کر دے دی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کے ساتھ connected ایک اور تحریک بھی آ چکی ہے اس لئے میں نے انہیں متعلقہ کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے ۔

It is also referred to the Committee, on Rule of procedur and priv ileges. The report to come with the earlier motion regarding the news in Nawa-i-Waqt.

Mr. Taj Muhammad Khanzada : Sir I would request the House to pass censure on the private discussion which was brought on the floor of this House by an Hon'ble lady member and which was not proper.

Mr. Speaker : I will consider it also.

شیخ عزیز احمد ۔ جناب والا ۔ میری بھی تحریک استحقاق تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کس سلسلے میں ؟

شیخ عزیز احمد ۔ جس سلسلے میں چوہدری غلام قادر صاحب کی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ پہلے ہی استحقاق کمیٹی کو refer ہو چکی ہے ان کی تحریک استحقاق کے ساتھ ہی یہ بھی بھیج دی گئی ہے ۔

مسٹر جاوید حکیم قریشی ۔ جناب والا ۔ میں نے آپ سے رولنگ چاہی تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں اس پر غور کرنے کے بعد رولنگ دوں گا ۔

ڈاکٹر حکیم رضا ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے دو دفعہ یہی عرض کیا تھا کہ شام کے اجلاس میں یہاں جن معاملات پر بحث ہوتی ہے ان پر معاملہ کی تہہ مار ہوتی ہے ۔ اور ہمارے لئے بیٹھنا مشکل ہوتا ہے پھر کیوں اس کا التزام کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ مجھ پر چھوڑیں کہ علاوہ ایک censure motion کو کر بھیج دیں میرا خیال ہے کہ ہاؤس اس کو متفقہ طور پر پاس کرے گا ۔ (قہقہے)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳
(بحث جاری)

مسٹر سپیکر : حاجی محمد سیف اللہ خان ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا میں سب سے پہلے اس بل کی کلاز ۲ کے متعلق عرض کروں گا ۔ جس میں جناب والا ۔ یہ درج کیا گیا ہے کہ اصل مارشل لا ریگولیشن کی دفعہ نمبر ۹ کو حذف کر دیا جائے ۔ وہ دفعہ نمبر ۹ ۔ جس میں جناب والا ۔ درج ہے :

> MLR 118 : 9 Any contract made by the owner or manager of any privately-managed college or privately-managed school which is vested in the Central Government or a Provincial Government under or by virtue of this Regulation shall, in so far such contract relates to the management of such college or school, be deemed to have been made by the Central Government or, as the case may be, the Provincial Government.

جناب والا ۔ اس قانون کے تحت اور قانون کی اس پرویژن کے تحت وہ تمام کنٹریکٹ اور معاہدات جو پرائیویٹ مینجمنٹ اور سکول یا کالج کی جانب سے اس قانون کے لاگو ہونے کی میعاد تک کئے گئے تھے ان کو مارشل لا ریگولیشن کے ذریعہ اس وقت کی مارشل لا اتھارٹی نے انصاف کے تقاضوں کے مطابق ان کے تمام معاہدات کی ذمہ داری اپنے اوپر ڈال دی ہے ۔ وہ معاہدات ایسے معاہدات نہیں تھے جن کو غلط استعمال کیا جاتا ۔ وہ ایسے معاہدات نہیں تھے جن کو باوجود اس قانون کے نافذ ہونے کے صرف حکومت پر ذمہ داری ڈالنے کے لئے یا حکومت پر ایک بوجھ ڈالنے کے لئے اس پرائیویٹ مینجمنٹ ۔ کالج کی اتھارٹی یا ذمہ دار افراد کو کھلی چھٹی ہوتی اور وہ مزید کنٹریکٹ یا اس قسم کی ذمہ داریاں حکومت پر ڈال دیں ۔ بلکہ اس کا تحفظ بھی اسی

قانون میں کیا گیا ہے اس کیلئے میں اگزرش کروں گا کہ اسی مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ کی دفعہ ۳ واضح ہے جس میں یہ ہے کہ :

Martial Law Regulation No. 118, Section 3-

(1) No person who owns or manages a privately-managed college or a privately-managed school shall close such college or school or in any manner alienate, sell or otherwise transfer any property attached thereto.

(2) All contracts or agreements made or entered into at any time on or after the fifteenth day of March, 1972, relating to the alienation, sale or transfer otherwise of any privately-managed college or privately-managed school, and any alienation, sale or school effected on or after that day, shall be void.

اس حد تک اکتفا نہیں کیا گیا اس قانون کے ذریعہ حکومت کو تحفظ دینے کیلئے اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کیلئے اس کی کلاز ۵ اور بالخصوص کلاز ۶ جو ہے وہ قابل غور ہے ۔ جس میں یہ لکھ دیا گیا ہے ۔

Section 6-

(1) No person who owns or manages a privately-managed college or a privately-managed school shall make any change in the terms of any contract made by him or any of his predecessors with any person with regard to the premises of such college or school or to any property attached to it.

(2) All changes made in any contract referred to in sub-paragraph (1) on or after the fifteenth doy of March, 1972, shall be void.

جناب والا ۔ اب آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ جب اس بل میں کلاز نمبر دو کلاز ۵ پہلے ہیں اس چیز کا تحفظ کرتی ہے کہ جو کنٹریکٹ کمنی led motive کے تحت کیا جائے یا اس قسم کے معاہدات جو اس قانون کے بعد کسی بھی کالج اور سکول کی مینجنگ اتھارٹی نے کئے ہوئے یا گورنمنٹ پر کوئی بوجھ یا ذمہ داری ڈالنے کیلئے کئے ہوں اس کو یہ قانون پہلے میں اپنی دفعات کے تحت void اور خلاف ضابطہ قرار دیتا ہے ۔ یہ ایک ممکن چیز ہو سکتی تھی یہ اسی طریقے سے انصاف کے ضابطے پورے کئے جا سکتے تھے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ایک طرف تو آپ نے صریحاً" یہ اختیار اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے کہ پہلے قانون کے ذریعہ سے جس معاہدے کو آپ باطل سمجھیں اس کو void کر سکتے ہیں اس کی کوئی اپیل نہیں ہے ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ آپ موجودہ یہ ترمیم لا کر وہ پروویژن جو معاہدہ کو ریگولیٹ کرتی ہیں ان کی موجودگی میں قطعاً یہ انکار نہیں کر سکتے کہ اب کسی معاہدہ کو جائز یا ناجائز یا کالعدم قرار دے دیں بلکہ کالعدم قرار نہیں دیا ۔ اب اس کی ذمہ داری بھی اپنے اوپر نہیں لی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب بھی قانون دان ہیں ۔ قانون واضح ہے اور اس کی موجودگی میں جو کہ دو تین یا پانچ پروویژن مارشل لا ریگولیشن کے اس ضابطہ میں موجود ہیں ۔ جو کنٹریکٹ صحیح اور باطل کی وضاحت کر رہی ہوں پھر کس طرح حکومت اپنا دامن بچا سکتی ہے ۔ ایک کنٹریکٹ کی کلاز ہے ، جب کہ حکومت کے اوپر ذمہ داری ڈالتی ہے ۔ جناب والا میں پہلے یہ واضح کر دوں کہ کلاززمیں انہوں نے کنٹریکٹ کو define کیا ہے ۔ پھر وہ کونسے کنٹریکٹ ہوں گے ۔ وہ کون سے معاہدات ہوں گے جن کی ذمہ داری حکومت پر عائد ہوتی ہے ۔ اس کلاز ۵ کے تابع جبکہ متصور ہوں گی کہ وہ اس مینجنگ اتھارٹی نے ۔ مینجنگ کارپوریشن نے یا مینجنگ باڈی نے یا اس شخص نے جو معاہدے کئے اب سنٹرل یا پروانشل گورنمنٹ جیسا کہ کیس ہو اس ادارے کے متصور ہوں گے اور یہ کلاز آپ اس سے نکال رہے ہیں بجائے اس کے کہ اس کو elaborate کیا جاتا ۔ جب کہ ایک آدمی نے جائز معاملہ کنٹی کے ساتھ کیا ہے ۔

میں مثال کے طور پر عرض کروں گا کہ اگر ایک آدمی نے یا ایک مینجنگ اتھارٹی نے اس قانون کے نافذ ہونے سے پہلے اس ادارہ۔ اس سکول یا اس کالج کو چلا رہی ہے اس نے ایک بلڈنگ کسی شخص سے ۱۰ سال کے لئے کرایہ پر لی ہوئی ہے اس کا registered deed لکھ کر دیا ہوا ہے اس تاریخ سے جس تاریخ سے قانون نافذ نہیں ہوا۔ قانون کے نافذ ہونے سے پہلے وہ معاہدہ بالکل صحیح ہے وہ کنٹریکٹ بالکل صحیح ہے۔ اس کو سنبھال لینے کے بعد آپ نے اس میں یہ پرویژن رکھ کر کہ اس معاہدہ کی ذمہ داری سنٹرل یا پراونشل گورنمنٹ پر نہیں ہوگی کسی بھی قانون یا ضابطے کے تحت اس کو بالکل تحفظ نہیں دیا۔ اگر کوئی قانون یا ضابطہ ایسا ہے۔ اگر وہ لینڈ لارڈ اس شخص کے خلاف جس نے وہ مکان کرائے پر لیا ہوا ہے لیگل پروسیڈنگ کرتا ہے وہ عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے تو حکومت وہ مکان خالی کرا دیتی ہے یا حکومت اس کا کرایہ بند کر دیتی ہے۔ اگر کوئی قانون اور ضابطہ ایسا ہے جس کے تحت اس آدمی کا بچاؤ کیا جا سکے جو اصل قابض ہے اس کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکے یا اس کے خلاف کوئی وصولی کی جا سکے۔

جناب والا۔ اس قانون کی موجودگی میں بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ایک طرف تو اس شخص کو آپ نے اس کی جائز مراعات جائز پراپرٹی اس کے جائز حقوق سے محروم کر دیا۔ اس ادارے کو اپنی تحویل میں لے کر اس ادارے کی جائداد کو اپنی تحویل میں لے کر اس ادارے کے اثاثے کو اپنی تحویل میں لے کر اس ادارے کے تمام حقوق و مراعات کو اپنی تحویل میں لے کر اس کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا اور دوسری طرف آپ نے ان اشخاص کو جن کی ذمہ داریاں ان اداروں پر عائد ہوتی ہیں ان کے رحم و کرم پر ڈال دیا اس میں تازیست اس کو نہیں بلکہ اس کی اولادوں کو اس کے تمام خاندان کو اس امر کی سزا مستقل طور پر دی جائے کہ وہ روزانہ عدالت میں جھگڑے نپٹاتا پھرے اور قصور اس کا یہ ہے کہ اس نے قوم ملک اور صوبہ کے لئے کوئی تعلیمی ادارہ قائم کیا تھا بجائے اس کے کہ آپ اسے سند دیتے بجائے اس کے کہ آپ اسے معاوضہ دیتے۔ بجائے اس کے کہ آپ اسے due regard دیتے کہ اس نے کوئی ایسا ادارہ قائم کیا ہے جس کو تعلیمی ادارے کا نام دیا

جاتا ہے اس کا اثاثہ تو آپ نے لے لیا لیکن اس کی تمام ذمہ داریاں نہیں لیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کا یہ حشر کرنا کہ اس کے جائز معاہدات کو بھی کالعدم قرار دے دینا میں نہیں سمجھتا کہ کسی بھی علاقے کسی بھی ملک کسی بھی جائز اور متمدن معاشرے میں اس کو جائز سمجھا جاتا ہو یا اس کو صحیح روا رکھا جاتا ہو۔

جناب والا۔ اسی کلاز کے سلسلہ میں میرے فاضل دوست وزیر تعلیم نے فرمایا تھا کہ لوگوں نے دھاندلیاں کرنا شروع کر دی ہیں۔ انہوں نے غلط معاہدات کرنے شروع کر دئیے ہیں۔ انہوں نے گڑ بڑ کرنی شروع کر دی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ کسی بھی مہذب معاشرہ میں یہ امر واقع ہو سکتا ہے۔ اگر ایک چور کسی کی چوری کرتا ہے دوسرے دن آپ قانون بنا دیں کہ کوئی بھی شخص ایسے مال کو یا ایسی چیز کو اپنے تصرف میں نہیں رکھ سکتا۔ اپنے قبضہ میں نہیں رکھ سکتا۔ جس پر چوری کا الزام ہو۔ بجائے اس کے کہ آپ چور کو پکڑیں۔ بجائے اس کے کہ چوری کا انسداد کریں آپ چور کے چوری کرنے کی وجہ سے ایک قانون ایسا لے آئے کہ کسی شخص کا حق ملکیت ہی پیدا نہیں ہوتا تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری۔ چوری ہوتی ہے اور اس لئے کوئی شخص، کوئی مالک اپنی چیز پاس نہیں رکھ سکتا۔ یہ کوئی جواز ہے۔ یہ کوئی قانون ہے۔ پھر آپ کا ضابطہ واضح ہے کہ اگر کسی شخص نے کوئی غلط معاہدہ کیا ہو۔ کسی نے کوئی باطل ذمہ داری آپ پر ڈالی ہے، کسی شخص نے کوئی فراڈ کیا ہے تو میں کہتا ہوں کہ اس ضابطہ کی دفعہ ۳ اور ۵ کس مرض کا علاج ہیں۔ یہ دفعہ ۱۳ اور ۵ آپ کو سیکروٹنی کرنے کا اختیار دیتی ہیں۔ اگر کسی نے آپ کے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ کسی نے آپ کے ساتھ فریب کیا ہے۔ کسی نے اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد اس کو ناجائز استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اس سے ناجائز مفادات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے تو آپ کے پاس صریحاً اختیارات ہیں آپ بلا دلیل اور اپیل ایک جج کی حیثیت سے اس کا فیصلہ کریں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ وہ معاہدہ باطل ہے۔ غلط ہے اور وہ معاہدہ سابقہ ہے اور وہ معاہدہ ایک غلط ذمہ داری ڈالنے کے لئے کیا گیا ہے تو جناب والا۔ آپ اسے رد کر سکتے ہیں۔ اس کے لئے جائز قانونی اختیارات آپ کو

حاصل ہیں اور یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ جناب والا ۔ کہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کیا ہے وہ تعلیمی اداروں کے مفاد میں اور صوبے اور قوم کے مفاد میں ہے اور اس کے بعد آپ بیک جنبش قلم کہیں کہ نہیں صاحب ہم اداروں کو لے لیں گے ہم سب کو لیں گے اور جو ان کی liabilities ہیں contracts ہیں ان کے سلسلے میں جو بھی چیزیں ہیں جو بھی چیزیں واجب ہوتی ہیں وہ جائیں اور ان کا کام جانے ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ آخر دو قوانین آپ کے سامنے ہیں ایک وہ جو ایک فرد واحد جاری کردہ ہے جس کے ساتھ مارشل لاء جیسا بد ترین لیبل لگا ہوا ہے اور دوسرا وہ قانون ہے جس کے ساتھ عوامی ایوان کا لیبل ہوا ہوگا ۔ آنے والی نسلیں جب امتیاز کریں گی تو وہ حیران ہوں گی کہ وہ مارشل لا جس کو دنیا نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اس نے تو قانون کے تقاضے پورے کئے اور یہ ایوان جو نمائندہ کہلاتا ہے اور قانون سازی کرتا ہے جو اس میں قانون دان ہیں وہ اس جمہوریت کی مٹی پلید کر رہے ہیں ۔ انہوں نے جمہوریت کی مٹی پلید کی ہے اور دنیا یہ کہے گی کہ اس ایوان میں قانون ، انصاف اور جمہوریت کی مٹی پلید کی جاتی ہے کہ باوجود مکمل اور واضح اختیارات ہونے کے وہ کلاز ہی ختم کر دی جائے ۔ چاہے ایوان کا کچھ معاہدہ ہی کیوں نہ ہو اور کوئی بھی ذمہ داری کیوں نہ ہوں ۔ اس ایوان کی کوئی liability کیوں نہ ہو ہم اس کو لینے کے لئے تیار نہیں ہیں ۔ مارشل لا تو کہتا ہے ضابطہ تو کہتا ہے کہ ناجائز ذمہ داری نہیں ہوگی اور جائز ذمہ داری کی حکومت ذمہ دار ہوگی مگر آپ اس چیز سے کنارہ کشی کر رہے ہیں ۔ آخر جو بھی آپ کے اختیارات ہیں جو بھی آپ کے motives ہیں جن کے تحت آپ نے یہ لئے ہیں ان کو آپ اس کھلے طریقے سے کیوں لے آئے ہیں ۔ اس میں جناب والا آپ کیوں شریک نہیں کر رہے ہیں آپ نے پہلے تعلیمی ادارے لئے اور اس وقت لئے جس کی ذمہ داری ہم پر نہیں آتی تھی ۔ ہم اس سے بری الذمہ تھے ۔ یہ آپ کی ذمہ داری ہے اس کا جواب آپ دیں گے ۔ آیا کہ آپ نے ایسے اقدام سے تعلیم کی خدمت کی ہے یا تعلیم کو نقصان پہنچایا ہے ۔ یہ آنے والا وقت اور تاریخ بتائے گی ۔ آپ ہم پر کیوں ذمہ داری ڈال رہے ہیں ۔ من حیث القانون میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ میں اس قانون کے اصولوں سے اختلاف رکھتا ہوں یا مارشل لا

لا ریگیولیشن ۱۱۸ سے اختلاف رکھتا ہوں لیکن بہر حال جو بنا ہوا قانون ہے اس کی نسبت اتنا ضرور ہے کہ انہوں نے وہ قانون بناتے وقت قانون کے تقاضے ضرور پورے کئے ہیں اور اس کے علاوہ ان تمام رائج الوقت قوانین اور ذمہ داریوں کو تمام رائج الوقت ضابطوں کو بناتے وقت انہوں نے ضرور مد نظر رکھا تھا۔ ایک ہم نے اپنے آپ کو لیجسلیٹرز کہتے ہیں جو اپنے آپ کو اس صوبے کے نمائندے کہتے ہیں اور جو اپنے آپ کو اس صوبے کے قانون اور انصاف کے محافظ سمجھتے ہیں اور پھر اس ایوان میں جناب والا قانون انصاف اور جمہوریت کی اس طرح پامالی ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ آنے والے ایوان، آنے والی نسلیں، آنے والے ممبران اور آنے والی قوم اس چیز کو کسی حالت میں بھی معاف کر سکے گی یا اس کا جواز پیدا کر سکے گی۔ جناب والا۔ ہم جوش میں آ کر محض اختیارات کے غلبے میں آ کر اور یہ سمجھتے اور سوچتے ہوئے کہ ہمیں ہر قسم کا اختیار ہے ایسا کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج آپ کا اختیار ہے طاقت ہے اکثریت ہے آج آپ جو چاہیں صوبہ میں نافذ کر دیں مگر یاد رکھئے کہ اس قسم کے قوانین کے نفاذ سے جو بحران پیدا ہوگا جو نفرت پیدا ہوگی اور جو ذمہ داریاں آپ پر عائد ہوں گی ان سے آپ کسی بھی حالت میں دامن نہیں چھڑا سکیں گے۔ بہر حال میں یہ کہتا ہوں۔ جناب والا: کہ اگر دامن بچانا ہی تھا تو اس کے لئے کم از کم سمجھ سے تو بچایا ہوتا۔ پھر بھی میں یہ واضح کر دوں کہ باوجود اس کے کہ آپ کلاز ۹ کو حذف کر رہے ہیں اس ۲ ۔ ۳ ۔ ۵ کی موجودگی میں پھر بھی جناب والا۔ اس کی ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے کہ جب ایک معاہدہ صحیح تصور کیا جا سکتا ہے اس ۵ اور ۳ کے تحت آپ پھر بھی باوجود اس کے کہ آپ یہ کلاز کی کلاز نکال دیں کوئی بھی قانون دان اس سے اس بارے میں اختلاف نہیں کرے گا کہ جو بھی جائز معاہدہ ہوگا پھر بھی آپ کو اس کی ادائیگی کرنا پڑے گی اور ذمہ داری لینی پڑے گی کیونکہ صرف ان معاملات کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے جو فاسق غلط اور نا جائز motive سے ہوں۔ فرق کیا ہوگا؟ فرق صرف اتنا ہوگا کہ آپ کے اس اقدام سے لوگ پریشان ہوں گے ان کو پریشانی ہوگی۔ لوگ ذلیل ہوں گے۔ آپ کہیں گے کہ صاحب ہم کسی معاہدے کی تکمیل کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ وہ لوگ

جن کو آپ نے اس جھانسے میں پھنسایا ہے کہ ہم نے یہ تمہارے تعلیمی ادارے لئے ہیں ۔ تمہاری فیس معاف ۔ یہ جھانسہ دیا ہے کہ ہم نے تمہارے ادارے لئے تمہاری ملازمتیں رکھی لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہی contracts کی کلاز ہے جس کو آج آپ حذف کر رہے ہیں ؟ اور یہ ان لوگوں پر حاوی ہوگی جن سے آپ نے ملازمتوں کے contracts کئے ہوئے ہیں ۔ جنہوں نے اپنے مستقبل وابستہ کے ہوئے تھے جنہوں نے اپنی ملازمت کی شرائط طے کی ہوئی تھیں ۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا ان تمام پر یہ اس کا اطلاق نہ ہوگا ؟ جناب والا ۔ میں یہ سمجھتا تاہوں کہ ایسے عجب طریقے سے آپ ان کو یہ تاثر دے رہے ہیں کہ ہم اتنا بڑا بوجھ اپنے اوپر اٹھا رہے ہیں ۔ ہم اتنا بڑا بوجھ ایکس چکر کے اوپر ڈال رہے ہیں ۔ ہم اتنی بڑی مالی ذمہ داری لے رہے ہیں اور پھر جن کلاز ون کے تحت آپ پر قانونی ذمہ داری تھی اور وہ ذمہ داری آپ پر عاید ہوتی تھی ڈائریکٹ طریقے سے اس سے آپ بڑے عجب و غریب طریقے سے لوگوں کو یہ باور کراتے اس ایوان کے فاضل ممبران کو کہ جناب ہم تو صرف ان contracts کو کالعدم قرار دے رہے جو باطل ہیں جو غلط ہیں جو فراڈ کے ساتھ کئے ہوئے ہیں اور یہ کسی کو پتہ نہیں کہ انکے متعلق پہلے ہی تین اور پانچ میں تحفظ موجود ہے ۔ جناب والا آپ تو سارے contracts کی کلاز کو حذف کرکے اس سے دامن چھڑانا چاہتے ہیں ۔ یہ ٹھیک ہے ۔ میں مانتا ہوں لیکن اس طریقے سے آپ اپنا دامن آسانی سے نہیں بچا سکیں گے ۔ بلکہ آپ کا دامن بھی میں سمجھتا ہوں اس طریقہ سے ملوث رہے گا البتہ یہ داغ آپ پر رہے گا کہ مارشل لا نے ایک قانون جو صحیح طریقے سے اور قانون کے تقاضے پورے کرتے ہوئے بنایا تھا اس قانون کا حشر اور اس کی مٹی پلید ہو رہی ہے اور اس قانون کے وہ تمام جمہوری تقاضوں سے آپ کنارہ کشی کرتے ہیں ۔ یہ میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس طور پر اور کیوں کر مناسب ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب اندازاً آپ اور کتنا وقت لیں گے ۔

ایک آواز ۔ جناب والا ۔ وہ ایک بات کو دس دس مرتبہ دوہرا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسی بات نہیں ہے ۔ تین کلاز ایک وقت ڈسکس ہو رہی ہیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں اب زیادہ وقت نہیں لوں گا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آخر دنیا کے اندر قوانین اور ضابطے بھی ہیں ۔ مارشل لا کو super law کہا جاتا ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی لا آمرانہ ابھی تک انٹروڈیوس نہیں ہوا تھا البتہ آج میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ مارشل لا سے بڑھ کر ایک قاتلانہ ، ایک ظالمانہ ، ایک غیر منصفانہ قانون تو ہمارے سامنے آ گیا ہے البتہ ہمیں سوچنا پڑے گا کہ اس کا نام ہم کیا رکھیں ۔ اس آمریت کو ہم کیا کہیں جس نے انصاف کے تقاضے بھی ختم کر دیئے ۔ اس کے علاوہ جناب والا ۔ نہایت سادے انداز میں کلاز نمبر ۴ اور یہ جو ترمیم کر رہے ہیں اس میں کیا فرق ہے ۔ ڈاکٹر صاحب بھولے بھالے دکھائی دیتے ہیں تو اسی انداز سے ہی انہوں نے یہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے ۔ جناب والا ۔ پہلی کلاز مارشل لا والی بھی آپ دیکھ لیں اور عوامی کلاز اور مارشل لا کی کلاز اور دونوں کا موازنہ آپ کریں کہ مارشل لا کی کلاز بالکل درست ہے اور یہ کلاز جس کو عوامی حکومت برداشت نہیں کر سکی اور وہ یہ بھی بھول گئے جناب والا کہ یہ بھی ان کی نافذ کردہ تھی جس کو آج ہم ملیا میٹ کر رہے ہیں ۔ میں یہی عرض کروں گا کہ موجودہ کیبنٹ اور منسٹرز اور بالخصوص جناب وزیر تعلیم اپنے اوپر یہ تمام تر ذمہ داری لے رہے ہیں ۔ جنہوں نے یہ مارشل لا ریگولیشن ۱۱۸ بنایا تھا وہ تو کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے وہ تقاضے پورے کئے تھے چاہے قانون خراب تھا ۔ مگر بہر حال ہم نے قانون کے تقاضے پورے کئے تھے ۔ اس میں تو انہوں نے تمام تر ذمہ داری اپنے اوپر لے لی ہے اور وہ بھی اس صورت پر وہ مارشل لاء کی کلاز ہے ۔

Paragraph 10 of MLR No. 118 reads :—

10. All sights, properties, assets, liabilities, debts and obligations of the owner or manager of any privately-managed college or privately-managed school which is vested in the Central Government or a Provincial Government under or by virtue of this Regulation shall, in so far as they relate to the management of such college or school, be the rights, properties, assets, liabilities,

debts and obligations of the Central Government or, as the case may be, the Provincial Government.

یہ ہے مارشل لاء کی کلاز۔ جناب والا۔ اب میں آپ کے سامنے یہ عوامی کلاز so-called عوامی کلاز پیش کرتا ہوں جسمیں یہ ہے کہ :

10. All rights, properties and assets of any privately managed college or privately managed school which is vested in the Provincial Government under or by virtue of this Regulation, shall be the rights, properties and assets of the Provincial Government.

جناب والا ۔ اب مجھے تو دکھائی دیتا ہے کہ کوئی خاص فرق نہیں ہے اور واقعی کوئی اتنا لمبا چوڑا فرق نہیں ہے ۔ صرف اس کلاز میں اور اس میں اگر کوئی الفاظ حذف کیے گئے ہیں تو وہ یہ ہیں ۔

Liabilities, duties and obligations of the owner or manager of any privately managed college or privately managed school.

جناب والا ۔ یہ صرف سیدھے سادے چار الفاظ اس میں سے نکال دیے گئے ہیں ۔ کتنی بڑی مہربانی ان کی ہے کہ باقی سالم کی سالم کلاز انہوں نے own کر لی ہے اور سالم کی سالم کلاز انہوں نے رکھ لی ہے ۔ اب آپ اندازہ لگائیں کہ اس ترمیم کے بعد جس میں انہوں نے ان کے اثاثے اور ان کا تمام کچھ اپنی تحویل میں لے لیا کہ یہ تو جناب ہمارا ہے ۔ اگر کسی سکول کا فرنیچر دو لاکھ روپے کا ہے۔ اگر کسی سکول کا فرنیچر اس سکول کے اندر موجود ہے۔ جناب والا۔ اگر اس کی دس لاکھ کی بلڈنگ موجود ہے تو اس کلاز کے تابع وہ فرنیچر ۔ وہ عمارت تو جناب حکومت کی ہے کیونکہ وہ اس سکول کے نام سے موسوم ہے اگر اس کے منیجر ۔ اس کی اتھارٹی ۔ اس کی باڈی نے وہ عمارت اقساط میں بنوائی ہو ۔ اس کے لئے کس کا رپوریشن سے قرضہ لیا ہو ۔ اسکو اس نے کسی باڈی سے قرض لے کر بنایا ہو یا وہ فرنیچر جس کے بل ابھی تک بقایا ہیں اور یہ تو اچھی طرح

علم ہے کہ یہاں اس علاقے میں ۔ اس صوبے میں کونسی چیز ہے جو اقساط پر نہیں ملتی ۔ کونسا ایسا سامان ہے جو اقساط پر نہیں ملتا ۔ کونسے مکانات اور عمارتیں ہیں جو میں سمجھتا ہوں قرض لے کر بیس سالہ اقساط کی واپسی پر نہیں بنائے جاتے ۔ آپ مجھے بتائیں کہ وہ قرض ۔ وہ ذمہ داری ۔ وہ ادائیگیاں وہ اس مالک کے حصے میں ہیں ۔ پہلے مارشل لاء اتھارٹی نے کہا ۔ مارشل لاء ریگولیشن نے کہا کہ اس کے ذمے جتنے بھی جائز واجبات ہونگے جتنی Liabilities, obligations ذمہ داریاں۔ debts ۔ جو بھی اس سکول سے متعلق ہونگی وہ حکومت کی ذمہ داری ہوگی ۔ اور آج اس ترمیم کے ذریعے ۔ اس نئی کلاز کے ذریعے وہ تین الفاظ نکال کے جناب والا ۔ مجھے بتائیں کہ آخر اس شخص کو کس چیز کی سزا دے رہے ہیں ۔ اگر واقعی اس ادارے نے کسی کا قرضہ صحیح طور پر دینا ہے ۔ اس ادارے کے لئے واقعی اگر کوئی چیز خرید کی گئی ہے جس کی ادائیگیاں ابھی باقی ہیں تو میں پوچھتا ہوں کہ آخر اس شخص کے ذمے جس کے ذمے اصل چیز ہی نہیں رہی ۔ جسکی ملکیت اب وہ ادارہ ہی نہیں رہا ۔ آپ نے تو وہ ادارہ سنبھال لیا اور ذمہ داریاں اور obligations اس کے سپرد کر دیں ۔ کوئی دنیا کا قانون اس چیز کی اجازت دیتا ہے ۔ کوئی انصاف اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ آپ اصل disputed property کو حاصل کریں اور ان properties کی obligations جو ہیں وہ اس شخص کے ذمے ڈال دیں جسکے ذمے میں کہتا ہوں ادارے کے قائم کرنے کا سہرا ہے ۔ جناب والا ۔ قائم کرنے کے ساتھ ساتھ صرف اتنے تک محدود نہیں رکھا گیا ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی ایک کلاز کی موجودگی میں بہت سے ادارے بقول جناب ڈاکٹر صاحب ایسے بھی تھے جن کے متعلق سوالات کے سلسلے میں بھی وہ جواب دے چکے ہیں کہ دو کڑور کے قریب واجبات تھے ۔ بہت سے اداروں کے اساتذہ کے واجبات تھے جو ان اداروں کے ذمے ان کے تھے اور اس کلاز کی موجودگی میں وہ تمام واجبات حکومت نے اپنے ذمہ ڈال دیے تھے ۔ اس کی ذمہ داریاں اپنے ذمہ لے لی تھیں ۔ مجھے آپ بتائیں ۔ ایک تو آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ اساتذہ کے کافی زیادہ واجبات ان اداروں کے ذمہ تھے اور سوالات کے جوابات کے سلسلے میں آپ یہ بھی تسلیم کر چکے ہیں کہ ہم وہ واجبات ادا کریں گے ۔ ہم وہ ان کے تمام تنخواہات کے بقایا جات ۔ ان کے پراویڈنٹ فنڈ ۔ ان کی پنشن

ان کی گریجوئی اور سب حقوق و مراعات جو انہیں حاصل تھیں ان اداروں کے سلسلے میں آپ تسلیم کر چکے ہیں کہ ہم ادا کریں گے ۔

جناب والا ۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ اس کلاز کو جس کے تحت آپ پر یہ ذمہ داریاں عائد ہوتی تھیں جس کے تحت آپ پر یہ obligation عائد ہوتی تھی اور اس کلاز کو دیکھتے ہوئے آپ نے یہ تسلیم کیا تھا کہ ہم ادائیگیاں ادا کریں گے مجھے یہ بتائیں کہ جب آپ یہ کلاز حذف کر دیں اور حذف کرنے کے بعد جب آپ نے اس پر لکھدیا ہے obligation, debt اور اس کی ذمہ داریاں آپ پر نہیں آئیں گی تو پھر کس قانون کے تحت آپ انہیں ادائیگیاں کریں گے ۔ کس ضابطے کے تحت آپ ان کی provision بجٹ میں رکھیں گے کس طرح وہ واجبات liabilities تنخواہیں ۔ پنشن اور گریجوئی ۔ پراویڈنٹ فنڈ کے سلسلے میں جو آپ پر واجب الادا ہو گئی ہے جن کو آپ تسلیم کر چکے ہیں ۔ مجھے کوئی ضابطہ ایسا بتائیں جس سے وہ valid charge on the ex-chequer of the Province بن سکے ۔ وہ اگر بن سکتا تھا تو صرف ایک صورت میں کہ مارشل لاء کے ضابطہ کے تحت آپ پر ذمہ داری ڈال دی گئی تھی کہ آپ ان کی ادائیگیاں کریں گے ۔ آپ ان کے ذمہ دار ہیں اور اس کے باوجود اس کلاز کے ہوتے ہوئے آپ کو یہ حق پہنچتا تھا کہ آپ وہ تمام رقوم بجٹ میں درج کریں اور ان کی ادائیگیاں قانونی طریقے پر کریں ۔ آپ نے وقتی طور پر اپنا پیچھا چھڑانے کے لئے اپنی جان چھڑانے کے لئے اور یہ سوچتے ہوئے ایسا کیا ہے کہ ہم مطلق العنان بن کر بیٹھ جائیں کہ کوئی بھی مسائل لے کر ہمارے پاس آئے تو وہ اپنے حق کے طور پر ہم سے کچھ وصول نہ کر سکے بلکہ جسے ہم چاہیں نواز دیں ۔ جسے چاہیں ہم نہ دیں ۔ میں کہتا ہوں کہ اس کلاز کی deletion کے بعد آپ ایک ایسا بحران پیدا کر دیں گے کہ جن لوگوں کے جائز مطالبات آپ کے ساتھ ہیں ۔ جن اساتذہ کی تنخواہیں رکی ہوئی ہیں ۔ جن اساتذہ کے پراویڈنٹ فنڈ پڑے ہوئے ہیں ۔ جن اساتذہ کی جائز اور قانونی مراعات آپ کے ذمے ہیں وہ آپ دینا بھی چاہیں تو میں کہتا ہوں کہ قانون کے تحت جب تک آپ نیا قانون پھر نہ بنائیں ان کو validate نہ کریں ۔ ان کو due charge

on the ex-chequer نہ بنائیں آپ اس کی ادائیگی نہیں کر سکتے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس previous clause کی موجودگی میں جس میں آپ کو scrutiny کا مکمل اختیار دیا گیا تھا ۔ آپ نے ان liabilities ان debts اور ان ذمہ داریوں سے اپنا دامن بچانے کے لئے یہ ایک اچھوتا ۔ اچھنبا اور نرالا طریقہ کس طرح ایجاد کیا ہے ۔ جب آپ یہ چیزیں کرتے ہیں اور جلد بازی میں کر جاتے ہیں اور اس کے بعد جب اس کے after effects آتے ہیں ۔ اس کو implementation سامنے آتی ہے ۔ اس کی قانونی موشگافیاں نکلتی ہیں تو پھر آپ کا تو کچھ بگڑتا نہیں پھر یا ایک نیا آرڈیننس آ جاتا ہے یا پھر ایک نئے بل کی شکل میں اسمبلی میں introduce ہو جاتا ہے کہ آپ صاحب ہماری difficulty remove کریں اور جب آپ کو ہر وقت بتایا جاتا ہے کہ یہ قانونی خلاف ورزیاں آپ کر رہے ہیں ۔ اس سے قانونی بحران آپ پیدا کرینگے اور صوبے کے تعلیمی اداروں کو اس قانون کے پاس ہونے کے بعد انتہائی دشواری کا سامنا ہوگا آپ یقین رکھیں کہ آپ کے وہ دعوے کھوکھلے ہو جائیں گے ، وہ اعتماد کی فضا جو وقتی طور پر آپ نے ان اساتذہ اور اپنے مابین قائم کی ہوئی ہے جب وہ دیکھیں گے کہ اب اس لحاظ سے تو قانونی طور پر آپ under obligation تھے ۔ ان کو پورا کرنے کے لئے اور اس deletion کے بعد اور اس ترمیم کے بعد آپ اندازہ لگائیں کہ کیا وہ فضا برقرار رہ سکیں گی ۔ اب جناب والا میں ایک اور نشان دہی کرتا ہوں آخر اسکو یہاں تک محدود نہیں رکھا گیا ۔ جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیں کہ یہ صرف contract کو اس سیدھے سادھے قانون کے تابع کالعدم قرار دیا گیا ہے ، نہ صرف obligation سے پیچھا چھڑایا گیا ہے بلکہ اس حد تک انصاف اور قانون کے تقاضے بند کئے گئے ہیں کہ وہ کلاز ۱۱ جسکے متعلق اس لئے بل میں سیدھے سادھے لفظوں میں لکھ دیا گیا ہے کہ اسے حذف کر دیا جائے یہ آپکے بل کی کلاز ہے آپ دیکھیں کہ کلاز ۱۱ ہے کیا ۔ میں پڑھ اسلئے رہا ہوں کہ میرے اکثر بھائیوں کو پڑھنے کا وقت نہیں ملا ہو گا اور سمجھے ہونگے کہ ایک صفحہ کا چھوٹا سا بل ہے اسکا کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی نقصان نہیں ہے ۔ اب میں کلاز ۱۱ سے بھی آپکا تعارف کرا دوں جسے آج آپ اپنی تلوار سے کاٹ رہے ہیں وہ کلاز یہ ہے :

MLR 118 : 11

> All suits and other legal proceedings instituted by or against the owner or manager of a privately-managed college or privately-managed school which is vested in the Central Government or a Provincial Government under or by virtue of this Regulation shall, in so far as they relate to the Management of such college or school, be deemed to be suits and proceedings instituted by or against the Central Government or, as the case may be, the Provincial Government and may be proceeded with accordingly.

جناب والا ۔ آپ اندازہ لگائیے کہ آخر اس میں litigation اس قانون کے نفاذ ہونے سے پہلے بھی شروع ہے ۔ کوئی ایک ادارہ کا سوال نہیں ہے جسکے متعلق وثوق سے وزیر تعلیم کہہ سکیں بلکہ تمام صوبہ میں موجودہ litigation ہونے والے وہ تمام کیسز اور suits جو دائر ہو چکے ہیں یا دائر ہونے والے ہیں ان سب کی ذمہ داری مارشل لاء اتھارٹیز نے قبول کی کہ جو بھی رٹ اداروں کے بارہ میں عدالتوں میں ہیں کسی قسم کی کوئی کارروائی کی گئی ہو ۔ کی جائے یا کی جانی چاہیے وہ منیجنگ اتھارٹی کی جانب سے ہو یا کسی اور شخص کی جانب سے ہو اسکی تمام تر ذمہ داری حکومت پر ہو گی۔ آج ہم جناب والا وہ عدالتوں کے دروازے وہ انصاف کے دروازے تمام چیزیں بندکر رہے ہیں اس چھوٹی سی دولفظوں کی ترمیم سے کہ کلاز ۱۱ حذف کر دیا جائے ۔ میں کہتا ہوں کہ یہاں حذف کر رہے ہو مگر جو مقدمے دائر ہوئے ہیں جن لوگوں کے حقوق پیدا ہو گئے ہیں جو limitation کے اندر اپنا حق رکھتے ہیں اپنا حق پورا کرنے کیلئے داعوی کرنے کیلئے یا قانونی حق استعمال کرنے کیلئے اسکے بارے میں آپ نے کیا وضاحت کی ہے ۔ انکا حشر کیا ہوگا ۔ اس قانون کے نافذ ہونے کے بعد کارروائی کی تمام تر ذمہ داری آپ پر عائد ہوتی ہے ۔ وہ اس قانون کے نفاذ کے فوراً بعد جو بھی اس اتھارٹی کا سکول ہے، اس کالج کا ، اس ادارے کا اس سکول کے مینجر یا مینجنگ باڈی تھی اس مارشل لا ۱۱۸ کے نفاذ کے بعد وہ مدعی مدعی نہیں

رہا، وہ مدعا علیہ مدعا علیہ نہیں رہا ۔ اور اس ضمن میں آپ نے کہا ہے کہ ہم اس کے مدعی اور ہم آپکے مدعا علیہ ہیں اور آج یہ قانون بناتے ہوئے اسکا نفاذ کئے ہوئے ابھی چند ماہ ہی ہوئے ہیں آپ نے پھر بوکھلا کر ان تمام ذمہ داریوں سے اپنے آپکو کنارہ کش کیا ہے۔ لیکن یہ نہیں سوچا کہ انکا حشر کیا ہوگا۔ اب اسکے متعلق قانونی بحران جو پیدا ہوگا ۔ تو اس میں آپ کا کونسا ضابطہ ہے کہ اس مینجنگ باڈی کی امداد کریگا ۔ جناب والا اس قانون کو بنے ہوئے ابھی ایک سال کا عرصہ ہوا ہے اسکو نافذ ہوئے چند ماہ ہوئے ہیں یہ آپکو اچھی طرح علم ہے کہ کسی شخص کو اپنے حق کے وصول کرنے کیلئے تین سال کی limitation تو ہر سول کورٹ میں ہوتا ہوتی ہے۔ بعض کیسز میں اس سے بھی زیادہ ہوتی ہے ۔اگر اس اتھارٹی کے خلاف کوئی کارروائی کرے تو وہ اتھارٹی صرف اسکی آڑ میں پیچھا چھڑا لیگی کہ میں تو جناب والا اسکا ذمہ دار نہیں رہا۔ پھر اسکے بعد جب وہ آپ سے رجوع کرے گا تو آپ کہیں گے کہ ہم نے وہ کلاز حذف کر دی تھی جسکے تحت یہ ذمہ داری قبول کی تھی ۔ آخر اس قسم کے ہیر پھیر ، اس قسم کی قلا بازیاں قانون کو بناتے وقت قانون کو رائج کرتے وقت کسی بھی معاشرے میں روا اور جائز اور درست نہیں سمجھی جاتی ۔ جناب ۔ والا ۔ ہر قوم ہو مہذب معاشرہ ہمیشہ قدریں بچایا کرتا ہے ۔ کوئی بھی تو مہذب اقدار آپ باقی رکھیں ۔ کوئی بھی تو سلسلہ باقی رکھیں یہ درست ہے کہ قانون اس ایوان کی اکثریت کو اجازت دیتا ہے کہ آپ جس قسم کا قانون چاہیں بنائیں مگر اسکے ساتھ بحیثیت متمدن قوم کے ایک constitution بھی آپکے اوپر رکھا ہوا ہے ۔ اس constitution کے تحت آپ پر ذمہ داریاں ڈالی گئی ہیں کہ آپ کسی کو حقوق سے محروم نہیں کر سکتے ۔ آپ کسی کی حق تلفی نہیں کر سکتے ۔ آپ کسی کو جائز حق سے محروم نہیں کر سکتے ۔ اب میں یہ پوچھتا ہوں کہ اس قانون کے تحت یا آئین کے تحت جو پہلے سے نافذ ہے اور جو اب نافذ ہونے والا ہے ۔ کیا اس امر کی اجازت کہیں موجود ہے کہ آپ کسی حقدار کو اسکے حق سے محروم کر دیں ۔ آپ کسی کو جائز مطالبے کے لیے اس قدر ذلیل رسوا کریں کہ اسے سارے صوبے میں نظر

ہی کچھ نہ آئے کہ میرا مدعا علیہ کون ہے میں litigation کس کے خلاف کروں ۔ میں کارروائی کس کے خلاف کروں ۔ میں اپنے واجبات مطالبات کس سے لوں ۔ آپ چھوڑ دیں ان تمام مینجنگ اتھارٹیز کو ۔ بقول انکے وہ بیشک ذلیل ترین لوگ ہونگے جنہیں میں انتہائی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں جنہوں نے اس علاقے میں اس ملک میں انتہائی قیمتی ادارے قائم کئے ۔ ان کو چھوڑ دیں ۔ آپ ان غریب لوگوں کو دیکھیں ۔ ان میں غریب لوگوں کے مطالبات بھی ہونگے ۔ ان میں مزدوروں کے مطالبات بھی ہونگے ۔ ان میں غریب سے غریب دوکاندار بھی ہونگے ۔ آپ اسکے لئے کیا مداوا رکھ رہے ہیں ۔ کونسی ذمہ داری رکھ رہے ہیں ۔ کونسا دروازہ آپ اسکے لئے کھلا چھوڑ رہے ہیں جسکو جا کر وہ کھٹکھٹائے اور اپنے حق وصول کرے ۔ اس قانون کے تحت آپ نے عوام کے لئے انصاف کے دروازے بند کر دئے ہیں ۔ آپ نے اخلاق کے دروازے بند کئے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ دنیا کی تاریخ میں اس سے بد ترین قانون نہ چلے بنا ہے نہ بنے گا اور میں اب بھی سمجھتا ہوں اور جناب وزیر تعلیم سے پر زور درخواست کرتا ہوں کہ جنہوں نے توجہ ہی نہیں دی کہ آخر کیا کیا جا رہا ہے ۔ جنہوں نے ان تمام معروضات کو اس قابل نہیں سمجھا آخر یہ انکے فائدے کیلئے ہیں یا نقصان کے لئے ہیں ، باوجود نہ سننے کے ، باوجود نہ سمجھنے کے میں ان سے پھر درخواست کرونگا کہ وہ اس کو ٹھنڈے دل سے دیکھیں اور یہ جو غیر جمہوری طریق سے قاتلانہ طریق پر اس صوبہ میں نافذ کر رہے ہیں اور اس ایوان کو سلامت کا دھبہ اور داغ بنا رہے ہیں اس سے اسکو بچائیں اور اسکو واپس لے لیں ۔

سید قابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ مجھے احساس ہے کہ میں ایسے وقت تقریر کرنے کیلیے کھڑا ہوا ہوں جب کہ آپ اور درسرے حضرات بڑی بے چینی سے اجلاس کے خاتمے کا انتظار کر رہے ہیں ۔ اسکے باوجود چونکہ میں اپنی اخلاقی اور سیاسی ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ میں اس اہم بل کے سلسلے میں اپنی گزارشات پیش کروں ۔ اسلئے میں نہایت اختصار کے ساتھ اپنی گزارشات پیش کرونگا ۔ جناب والا ۔ اس بل کے تحت مارشل لا ۱۱۸ کی تین دفعات کو حذف

کیا جا رہا ہے یا ترمیم کیا جا رہا ہے اور اسکے تحت contracts کا خاتمہ کیا جا رہا ہے ۔ تعلیمی اداروں کے ذمے جو واجبات ہیں جو قرض ہیں حکومت اس سے سبکدوش ہو رہی ہے اور انکے خلاف جو مقدمات دائر ہیں انکی ذمہ داری سے بھی حکومت اپنے آپ کو بری‌الذمہ کر رہی ہے ۔ قانون سازی کی تاریخ میں کسی مہذب اور جمہوری ملک میں ایسا سفاکانہ ۔ ظالمانہ ۔ غیر منصفانہ اور غیر جمہوری قانون موجود نہیں ۔۔۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Point of order. The House is not in quorum.

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ۔ ۔ ۔ کورم پورا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں کہہ رہا تھا کہ ایسا غیر فطری اور غیر منصفانہ اور ظالمانہ قانون کسی مہذب اور قانون کی بالا دستی رکھنے والے ملک میں موجود نہیں ۔ میری نظر میں یہ ایک قسم کا حکومتی ڈاکہ ہے جو عوام کی املاک اور انکے حقوق پر ڈالا جا رہا ہے اور یہ کہا جا رہا ہے کہ ہم نے یہ ڈکیتی صرف اس مقصد کیلئے کی ہے کہ ہم عوام کو بہتر تعلیم اور متعلقہ اداروں کو بہتر مراعات دینا چاہتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Point of order. The House is not quorum, Sir.

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کیجائے ۔

وزیر قانون ۔ ویسے بھی ۔ جناب والا ۔ نماز کا وقفہ ہے ۔

Mr. Speaker. There will be a break for 15 minutes for prayers.

(The House then adjourned for prayers.)

(نماز کے وقفہ کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری اور حاجی محمد سیف اللہ خان ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز نمبر ۳ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری موجود نہیں ہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۴)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۴ زیر غور ہے حاجی محمد سیف اللہ خان موجود نہیں ہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۵)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۵ ایوان میں زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان اور سید تابش الوری۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔ شیخ عزیز احمد ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I move :

That for Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

Repeal and Validation

5. (1) The Punjab Ordinances Temorary Repeal and Validation. Enactment Act, 1973, in so far as it enacts the provisions of the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance XVI of 1972). is hereby repealed.

(2) All orders and notifications issued, all directions given, all actions taken and all proceedings commenced under the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVI of 1972), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1972, on or after the 29th August, 1972 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly issued, given taken or commenced.

Mr. Speaker : The amentment moved and question is :

That for Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Education, the following be substituted, namely :—

Repeal and Validation

5. (1) The Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so far as it enacts Repeal and Validation. the provisions of the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Ordinance, XVI of 1972), is hereby repealed.

(2) All orders and notificotions issued, all directions given, all actions taken and all proceedings commenced under the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVI of 1972), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, on or after the 29th August, 1972 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly issued, given, taken or commenced.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۵ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ ہے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۱)

مسٹر سپیکر۔ اب بل کی کلاز ۱ زیر غور ہے ۔ تابش صاحب اب آپ کی ترمیم infructuous ہو گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ چونکہ میری ترمیم infructuous ہو گئی ہے ۔ اس لئے میں اسے پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ شیخ عزیز احمد ۔

Sheikh Aziz Ahmed : Sir, I move :

> That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee of Education, between the words "at once" and the full-stop appearing, at the end, the following be inserted, namely :—
>
> and shall be deemed to have taken effect on and from the day the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVI of 1972) ceased to operate in accordance with the provisions of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Speaker : Amendment moved and question is:

> That in sub-clause (3) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee of Education, between the words

at once" and the full-stop appearing at the end, the following be inserted namely :—

and shall be deemed to have taken effect on and from the day the Martial Law Regulation No. 118 (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XVI of 1972) ceased to operate in accordance with the provisions of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(The motion was carried)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔

کہ کلاز ۲ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی تمہید زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری صاحب آپکی یہ ترمیم اب پیش نہیں ہو سکتی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم infructuous ہو چکی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر ۔ اب مسودہ قانون کا طویل عنوان زیر غور ہے ۔

سید تابش الوری ۔ صاحب آپ نے طویل عنوان کے الفاظ کو یہاں دھرا دیا ہے

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ ترمیم اب infructuous ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب اس میں کوئی ترمیم نہیں ہے ۔ طویل عنوان مسودہ قانون کا حصہ بن گیا ہے ۔

وزیر تعلیم ۔ جناب والا ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ (پنجاب امنڈمنٹ) بل ۱۹۷۳ منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے :

کہ دی مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ (پنجاب انڈمنٹ) بل ۱۹۷۳ منظور کیا جائے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اسکی مخالفت کرتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ ترمیمی بل جو آج منظور کیا جا رہا ہے پارلیمانی تاریخ میں ایک انتہائی غیر جمہوری ۔ غیر منصفانہ ۔ ظالمانہ اور غیر فطری قانون ہے ۔ میں نے اسکو ابھی تھوڑی دیر پہلے حکومتی ڈاکے سے تعبیر کیا تھا اور اس لئے تعبیر کیا تھا کہ کسی بھی ایسے معاشرے میں جہاں قانون کا احترام کیا جاتا ہو اور تہذیب و تمدن کی اقدار کو واجب التعمیل سمجھا جاتا ہو وہاں کوئی ایسی قانون سازی نہیں کی جا سکتی جس کے ذریعہ یکطرفہ طور پر لوگوں کو ان کے جائز مفادات ۔ ان کے حقوق اور ان کی املاک سے محروم کر دیا جائے ۔

جناب والا ۔ بہتری کے نام پر کسی ڈاکو کو اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ کسی کی بھی جائداد اور مال لوٹ کر چند غریبوں میں تقسیم کر دے اسے اس نیکی کے باوجود ڈکیتی ہی کہا جائیگا اور قانون کی نظر میں وہ مجرم ہی تصور ہوگا ۔ اب اسی طرح اس قانون کے ذریعہ مختلف تعلیمی اداروں کے مختلف اثاثوں کو ان کی املاک کو ان کے تمام حقوق و مراعات کو یکطرفہ طور پر سلب کر لیا گیا ۔ چھین لیا گیا اور ان تمام جائز مراعات اور

حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے جو انہیں قانونی طور پر اس ملک کے رائج الوقت نظام کے تحت حاصل ہیں۔

جناب والا۔ معاہدے ہر مہذب اور قانونی معاشرے میں قابل احترام سمجھے جاتے ہیں اور وہ معاہدے چاہے قوموں کے درمیان ہوں چاہے افراد کے درمیان ہوں چاہے افراد اور حکومت کے درمیان ہوں ان کو زمانہ میں اور ہر دور میں ہر اعتبار سے نہایت قابل احترام اور قابل قبول سمجھا جاتا رہا ہے یہی نہیں بلکہ اسلام میں ان معاہدوں کو بھی قابل قبول اور قابل احترام سمجھا گیا جو اسلامی دور سے پہلے بعض کفار کی حکومتوں نے اپنے عوام سے کئے اسی صورت میں جبکہ مارشل لا کے ایک ضابطہ کے تحت اس ملک کے عوام کو اور تعلیمی اداروں کو کچھ حقوق و مراعات دی گئیں تھیں ان کو آج سے "عوامی و جمہوری دور" میں ایک قانون کے ذریعہ سے سلب کر لینا انتہائی سفاکانہ اور غیر جمہوری حرکت ہے۔

جناب والا۔ میں یہ تسلیم کرنے کے لیئے تیار ہوں کہ جس طرح وزیر تعلیم نے فرمایا بعض لوگ ایسے یقیناً موجود ہیں جو تعلیمی اداروں کے نام پر غلط قسم کے کام کرتے رہے ہوں گے۔ بعض ایسے لوگ یقیناً موجود ہیں جنہوں نے فراڈ کیا ہوگا جنہوں نے قرضے لئے ہوں گے جنہوں نے اس موجودہ صورت حال سے فائدہ اٹھانے کیلئے بعض بدعنوانیوں کا ارتکاب کیا ہو گا لیکن مجھ سے وزیر تعلیم اتفاق کرینگے کہ تمام تعلیمی ادارے اس قسم کی بد عنوانیوں کے مرتکب نہیں ہیں۔ تمام افراد اس قسم کی حرکتیں کرنے کے ذمہ دار قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ اس ملک میں بیشمار ایسے خدا ترس اور قومی خدمتگار لوگ موجود ہیں جنہوں نے محض قوم و وطن کی خدمت کیلئے تعلیمی اداروں کی بنیاد رکھی ہے اور انہیں اپنی زندگیاں وقف کر کے چلایا ہے اس سلسلے میں ان کی خدمات تعلیمی تاریخ میں سنہری حروف سے لکھی جائیگی۔ ایسے لوگوں کو ان بد عنوان لوگوں کے ساتھ ملا کر ایک کا ساتھ سزا دینا کس طرح سے عدل و انصاف کے تقاضوں کے مطابق نہیں ہو سکتا۔

جناب والا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ اگر حکومت واقعی کوئی اصلاحی

قدم اٹھانا چاہتی ہے تو بد عنوان اور ایماندار آدمی کے درمیان تمیز کی جانی چاہئے تھی لیکن چونکہ اس کے ذریعہ اب اندھے کی لاٹھی کی طرح گدھے اور گھوڑے کو ایک سمجھ لیا گیا ہے اور طرح سے بد عنوان اور ایماندار افراد کے درمیان کوئی تمیز نہیں کی گئی۔ اس لئے یہ قانون معنویت اور مقصدیت کے اعتبار سے صحیح طور پر قانون ہی نہیں ہے۔ کوئی ایسا قانون جو عام انسانی فطرت اور قانون کے بنیادی اصولوں سے ہم آہنگ نہ ہو کسی طور پر کسی بھی معاشرہ میں قابل قبول نہیں ہوتا۔ اس لئے میں انتباہ کرنا چاہتا ہوں کہ اگر اس بل کو قانونی اعتبار سے اور اخلاقی اعتبار سے منصفانہ نہ بنایا گیا تو اسے معاشرہ رد کر دے گا جب اسے پورا معاشرہ رد کر دے گا تو اسکی افادیت اور اہمیت ختم ہو کر رہ جائے گی۔

جناب والا۔ اس بل کے تحت ان تمام واجبات اور قرضوں سے حکومت نے بری الذمہ ہونے کا اعلان کیا ہے جو مختلف تعلیمی اداروں کی طرف سے لئے گئے تھے اور جنہیں مارشل لا کے ضابطہ ۱۱۸ کے تحت خود حکومت کو ادا کرنا تھا۔ آپ مجھ سے اتفاق کریں گے جناب والا کہ سیاسی لغت میں مارشل لا کو کفر کا درجہ حاصل ہے اور جمہوریت کو حق سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے اس ملک میں یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ کفر نے جو رعایت دی تھی حق نے اس رعایت کو سلب کر لیا۔ معلوم نہیں ہمارے ملک کی تاریخ میں اس ستم ظریفی کو کس نام سے یاد کیا جائیگا۔ ہمیں احساس کرنا چاہئے کہ ہم ایک ہی معاشرے میں رہتے ہوئے یہ نہیں کر سکتے کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ اور کڑوا کڑوا تھو تھو۔ تمام اثاثے اور املاک کو آپ قبضہ میں لیکر اپنے لیے قابل افتخار اور باعث فخر سمجھیں اور ان کے جو واجبات۔ اور ذمہ داریاں ہیں ان سب سے آپ نجات حاصل کر لیں۔ یہ ایک ایسی ہی بات ہے جیسے میں نے پہلے عرض کی ہے۔ مجھے ایک مثال یاد آ رہی ہے کہ ایک بھیڑیا کچھ بھیڑیوں کو ہانک کر لے جا رہا تھا کسی نے پوچھا کہ ان کا کیا کروگے اس نے کہا میں ان کو بہتر تربیت دوں گا۔ جناب والا۔ یہ تعلیمی ادارے ابھی حکومت نے اس لئے گورنمنٹ تحویل میں لئے ہیں کہ یہ ان کو بہتر مراعات دے گی بہتر سہولتیں فراہم کرے گی۔

جناب والا ۔ میں آپ کی خدمت میں بعض ایسی مثالوں کی طرف نہایت اختصار سے اشارہ کرنا چاہتا ہوں کہ جن اداروں نے نہایت ایمانداری کے ساتھ بعض معیاری تعلیمی اداروں کو قائم کیا ۔ ان کا معیار اتنا بلند کیا کہ ان کے اثاثے آج بھی نہایت ہی قیمتی ہیں اور ان کے پاس نہ صرف یہ کہ حال و مستقبل کے بہتر منصوبے موجود ہیں بلکہ انہوں نے اپنے شاندار ماضی کی بنیاد پر گورنمنٹ کی تحویل میں آتے وقت ہزاروں روپیہ نقد چھوڑا ہے ۔ مجھے گجرات کے ایک ادارے کا علم ہے جس نے پس انداز کیا ہوا ایک لاکھ روپیہ گورنمنٹ کو دیا ہے ۔ آپ اندازہ کریں کہ اس نے ایک لاکھ روپیہ گورنمنٹ کو دیدئے لیکن اگر اس کی ۱۰ ہزار کی liabilities ہیں تو گورنمنٹ اس سے انکار کر رہی ہے ۔ اسی طرح بعض ادارے جناب والا ایسے موجود ہیں جنہوں نے قرض لیکر اپنے تعلیمی اداروں کے لئے عمارتیں بنوائی ہیں ۔ ان پر قبضہ تو کر لیا گیا لیکن ان قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے اب یہ بل منظور کیا جا رہا ہے ۔ آپ سوچئے اور اپنے ضمیر کو جوابدہ بنائیے کر بتا کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنی زندگیاں وقف کی تھیں جنہوں نے یہ ادارے قائم کئے تھے اب وہ کس بنیاد پر اپنی آئندہ کی ساری زندگی ان قرضوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے وقف رکھیں گے ۔ میں ثابت کرنا چاہتا ہوں اور جناب وزیر تعلیم سے گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر وہ ایمانداری سے اس مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں کہ تعلیمی اداروں کو بہتر بنایا جائے تو اس کی منصفانہ صورت یہ ہو سکتی ہے۔ کہ ایک ٹریبیونل بنا دیا جائے جس میں ایک سیشن جج بحیثیت چیئرمین ایک ماہر تعلیم اور ایک تعلیمی اداروں کا نمائندہ ہو جو تمام قومیں تحویل میں لئے جانے والے اداروں کے assets کا جائزہ لینے کے بعد ان کلیمز کو settle کرے ۔ جن اداروں نے کوئی فراڈ نہیں کیا ۔ جن کا حال اور ماضی بے داغ ہے اور کوئی بدعنوانی موجود نہیں تو گورنمنٹ کو چاہئے کہ ان اداروں کو اپنی تحویل میں لینے کے ساتھ ساتھ ان کے کلیمز کو settle کر دے اور ایسے لوگ جو فراڈ کے ساتھ کلیمز حاصل کرنا چاہتے ہیں ان کے کلیمز کو مسترد کر دیا جائے ۔ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے جو قدم اٹھایا ہے آیا یہ عدل و انصاف کے مطابق ہے یا نہیں ہے ۔ اگر نہیں ہے تو ہم اس جمہوری معاشرے میں اپنے آپ کو عوامی نمائندہ

نہیں کہلا سکتے اور نہ عوامی حکومت کا دعوے کر سکتے ہیں ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جناب وزیر تعلیم اس سلسلے میں ہمارے منصفانہ مطالبے کو تسلیم کرنے کے لئے ایک ٹریبیونل قائم کرنے کی یقین دہانی کرائیں گے کہ جو assets اور debts اس سلسلے میں پیش کئے گئے ہیں ان کی نسبت ٹریبیونل کا فیصلہ حتمی ہو تاکہ وہ معاشرے میں جوابدہ ہو سکیں کہ ہم نے جو قدم اٹھایا تھا اس میں ہم نے نظر ثانی کی گنجائش رکھ کر جائز کلیمز کو settle کر دیا ہے ۔ اگر یہ نہ کیا گیا تو میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں کہ اس حکومت کو ایسے ہولناک نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا اور ایسے تعلیمی بحران کا مقابلہ کرنا پڑے گا جس کا آج اندازہ نہیں کیا جا سکتا اگر وزیر تعلیم اس مرحلے پر بھی نظر ثانی فرما لیں تو وہ ایسے بحران سے بچ سکتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۸ مصدرہ ۱۹۷۳ منظور کیا جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

Mr. Speaker : The Bill stands passed. The House is adjourned till Monday at 8.30 a. m.

(اسمبلی کا جلاس ۳۰ اپریل بروز سوموار ساڑھے آٹھ بجے صبح تک کے لیے ملتوی ہو گیا)

صوبائی اسمبلی پنجاب

پہلی صوبائی اسمبلی کا اجلاس چہارم

سوموار - ۳۰ اپریل ۱۹۷۳ء

(دو شنبہ ۲۶ ربیع الاول ۱۳۹۳ھ)

اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں ساڑھے گیارہ بجے صبح منعقد ہوا۔ مسٹر سپیکر رفیق احمد شیخ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری اسمبلی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ صف وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ○ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَعْفُ عَنَّا وقف وَاغْفِرْ لَنَا وقف وَارْحَمْنَا وقف اَنْتَ مَوْلٰىنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ○

پ ۳ : س ۳ : ع ۸ : آیات ۲۸۵، ۲۸۶

ترجمہ :- رسول اس کتاب پر جو اُن کے پروردگار کی طرف سے ان پر نازل ہوئی ایمان رکھتے ہیں۔ مسلمان بھی سب کے سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم اس کے پیغمبروں میں کسی قسم کا فرق نہیں کرتے اور عرض کرتے ہیں کہ ہم نے تیرا حکم سنا اور قبول کر لیا۔ اے ہمارے پروردگار ہم تیری بخشش مانگتے ہیں اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں بناتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو اُن کا فائدہ ملے گا برے کام کرے گا تو اس کو اُن کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چوک ہو جائے تو مواخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جتنا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا۔ پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو پروردگار ہمارے گناہوں سے درگذر فرما۔ ہمیں بخش دے۔ ہم پر رحم فرما۔ تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غلبہ عطا فرما۔

وَمَا اَرْسَلْنَا الَّا الْمَلَائِ

نشان زدہ سوالات اور آن کے جوابات

صوبہ پنجاب کی جیلوں میں قابلیت اور اہلیت رکھنے والے قیدیوں کی تعداد

*۲۵۶۸ - شیخ محمد اصغر - کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

(الف) پنجاب کی جیلوں میں ایسے قیدیوں کی تعداد کیا ہے - جو میٹرک - ایف اے بی اے - اور ایم اے پاس ہیں - نیز گریجویٹ ، انجینئرز اور ڈاکٹروں کی تعداد کتنی ہے -

(ب) کیا حکومت مذکورہ بالا قیدیوں سے اسی قسم کا کام لیتی ہے - جس سے ان کی قابلیت یا اہلیت متاثر نہ ہو - اگر ایسا ہے تو ان سے کس کس قسم کا کام لیا جاتا ہے -

(ج) کیا جیلوں میں ایسا کوئی انتظام موجود ہے - جس سے قیدیوں کو صحیح معنوں میں اسلامی بنیادوں پر انسان بنانے کی کوشش کی جائے - اگر ایسا ہے تو کس کس جیل میں کیا کیا انتظام ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) - (الف) پنجاب کی جیلوں میں مندرجہ ذیل تعلیمی استعداد کے قیدی مقید ہیں -

تعلیمی استعداد	قیدی	حوالاتی
میٹرک	۳۰۶	۳۴۹
ایف اے	۸۲	۵۱
بی اے	۱۸	۲۹
ایم اے	۳	۷
گریجوایٹ انجینئرز	-	۱
گریجویٹ ڈاکٹرز	-	-

(ب) تعلیم یافتہ قیدیوں کو منشی لگایا جاتا ہے -

(ج) ہر جیل میں قیدیوں کو قرآن مجید اور حدیث کی تعلیم کے علاوہ دینیات کی دوسری تعلیم بھی دی جاتی ہے - نیز نماز روزہ کی پابندی کرائی جاتی ہے -

صوبہ پنجاب کی جیلوں میں مقررہ تعداد سے زیادہ قیدی

*۲۵۶۹ ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب کی موجودہ جیلوں میں مقررہ تعداد سے کہیں زیادہ قیدی مقید ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ پنجاب کے مختلف علاقوں میں مزید جیل خانے بنانے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اور کہاں کہاں ۔

(ج) کیا حکومت موجودہ جیلوں میں مزید توسیع کرنے اور بارکیں بنانے کو تیار ہے ۔ اگر ایسا ہے تو کس کس جیل میں اور کب تک ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) ۔ (الف) جی ہاں یعنی ۱۳۰۱۶۲ کی منظور شدہ نفری کے مقابلہ میں ۲۰۶۹۷۷ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں مندرجہ ذیل نئی جیلوں کی تعمیر حکومت کے زیر غور ہے اگرچہ اس کا انحصار متعلقہ سکیم کے منظور ہونے اور رقوم کے جاری ہونے پر ہوگا ۔

(۱) ملتان میں زنانہ قیدیوں کے لئے علیحدہ جیل ۔

(۲) راولپنڈی میں ایک سنٹرل جیل ۔

(۳) لاہور میں بچوں کی جیل بمع اصلاحی ادارہ ۔

(۴) ڈیرہ غازی خان میں عادی و ناقابل اصلاح مجرموں کے لئے ایک سنٹرل جیل ۔

(۵) صوبہ میں مختلف سب ڈویژنوں میں (جہاں جوڈیشل لاک اپ موجود نہیں) ۳۳ (تینتیس) جوڈیشل لاک اپ کی تعمیر ۔

(ج) ۱ ۔ جی ہاں ۔ گوجرانوالہ ، شیخوپورہ ، گجرات اور سرگودھا کی جیلوں میں تعمیر و توسیع کی منظوری دے دی گئی ہے اور ان کے لئے اس مالی سال ۱۹۷۳ء ۔ ۱۹۷۲ء میں ۱۲ لاکھ روپے (تین لاکھ روپے فی جیل) منظور کئے گئے ہیں ۔ گوجرانوالہ

اور گجرات کی دونوں جیلوں میں تعمیری کام شروع ہو چکا ہے۔

۲۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل جیلوں میں اضافی تعمیر و توسیع نیز زائد عمارات کی تعمیر، وغیرہ بھی سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ۱۹۷۲ء - ۱۹۷۳ء کے تحت حکومت کے زیر غور ہے۔

(۱) ڈسٹرکٹ جیل ملتان (۲) سنٹرل جیل ساہیوال
(۳) سب جیل منڈی بہاؤالدین (۴) ڈسٹرکٹ جیل جھنگ
(۵) ڈسٹرکٹ جیل بہاولنگر (۶) ڈسٹرکٹ جیل رحیم یار خان
(۷) ڈسٹرکٹ جیل کوٹلہ لکھپت (۸) ڈسٹرکٹ جیل جہلم
(۹) ڈسٹرکٹ جیل کیمبلپور (۱۰) سب جیل راجن پور
(۱۱) کیمپ جیل لاہور (۱۲) سنٹرل جیل میانوالی
(۱۳) نئی سنٹرل جیل بہاول پور

۳۔ سکیموں پر عمل درآمد کا انحصار سکیم کی منظوری اور رقوم کے اجراء پر ہے۔

سردار صغیر احمد ۔ کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ گوجرانوالہ اور سرگودھا کی جیلوں کا کام مکمل تعمیرات کب شروع کرے گا؟

Mr Speaker : He is not in a position to make a statement

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ جناب والا ۔ کیا یہ صحیح ہے کہ جیلوں میں گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے بعض دفعہ ناقابل ضمانت مقدمات میں ضمانت پر رہائی دے دی جاتی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

دیوان سید غلام عباس بخاری ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بنا پر جیلیں کھولی جاتی ہیں۔

وزیر جیل خانہ جات ۔ اس کے لئے نیا سوال درکار ہے۔

صوبہ پنجاب کی جیلوں میں پنکھوں کی تعداد

*۲۵۷۰۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب کی کن کن جیلوں میں اس وقت تک پنکھے لگ

عطیات میں موصول ہونے والے اور سرکاری طور پر مہیا کئے جانے والے پنکھوں کی تفصیل کا گوشوارہ

نمبر شمار	نام جیل	بطور عطیہ موصول شدہ پنکھے جو لگائے جا چکے ہیں	بطور عطیہ موصول شدہ پنکھے جو بوری بجلی نہ ہونے کی وجہ سے لگائے نہیں گئے	سرکاری سطح پر خریدے جانے والے پنکھے	کل میزان
۱	کیمپ جیل - لاہور	۱۶	۵۱۰	۱۱۰	۱۷۷
۲	ڈسٹرکٹ جیل - کوٹ لکھپت	—	۳۹	۱۰۰	۱۳۹
۳	ڈسٹرکٹ جیل - گجرات	۲۶	۴	۱۰	۴۴۰
۴	سنٹرل جیل - ساہیوال	۵	—	۲۵۰	۲۵۵
۵	زنانہ جیل - ملتان	—	—	۳۵	۳۵
۶	نیو سنٹرل جیل - ملتان	۲	—	۲۵۰	۲۵۲
۷	ڈسٹرکٹ جیل - جہلم	—	—	۶۰	۶۰
۸	ڈسٹرکٹ جیل - قصور	۵	—	۶۰	۶۵

نمبر شمار	نام جیل	بطور عطیہ موصول شدہ پنکھے جو لگائے جا چکے ہیں	بطور عطیہ موصول شدہ پنکھے جو پوری بجلی نہ ہونے کی وجہ سے لگائے نہیں گئے	سرکاری سطح پر خریدے جانے والے پنکھے	کل میزان
۹	ڈسٹرکٹ جیل ۔ کیمبل پور	—	۹۳	—	۹۳
۱۰	ڈسٹرکٹ جیل ۔ مظفر گڑھ	۸	۲۰	—	۲۸
۱۱	ڈسٹرکٹ جیل ۔ راولپنڈی	۲	۱۴۵	—	۱۴۷
۱۲	سنٹرل جیل ۔ میانوالی	۱۰	—	۱۴۰	۱۵۰
۱۳	ڈسٹرکٹ جیل ۔ ملتان	۲۵	—	۱۰۰	۱۲۵
۱۴	سنٹرل جیل ۔ لائلپور	۸۸ سرکاری	—	—	۸۸
۱۵	ڈسٹرکٹ جیل ۔ راجن پور	۷	۲۳	—	۳۰
۱۶	ڈسٹرکٹ جیل ۔ شیخوپورہ	۳۵	—	۲۰	۵۵
۱۷	ڈسٹرکٹ جیل ۔ بہاولنگر	۹	—	۳۰	۳۹
۱۸	ڈسٹرکٹ جیل ۔ سرگودھا	۳۳	۸۰	—	۱۱۳

۱۹	ڈسٹرکٹ جیل ۔ گوجرانوالہ	۵۸	—	۲۰	۷۸
۲۰	ڈسٹرکٹ جیل ۔ جھنگ	۴۳	—	۴۰	۸۳
۲۱	ڈسٹرکٹ جیل ۔ شاہ پور	۳۶	۲۶	—	۶۲
۲۲	ڈسٹرکٹ جیل ۔ ڈیرہ غازی خان	۹	—	۷۵	۸۴
۲۳	ڈسٹرکٹ جیل ۔ لائل پور	۲۰	—	۱۱۰	۱۳۰
۲۴	ڈسٹرکٹ جیل ۔ سیالکوٹ	—	—	۵۰	۵۰
۲۵	ڈسٹرکٹ جیل ۔ رحیم یار خان	۲۶	۲۶	—	۵۲
۲۶	نیو سنٹرل جیل ۔ بہاولپور	۲۴	۷۰	—	۹۴
۲۷	بورسٹل جیل ۔ بہاولپور	—	—	۷۰	۷۰
	کل میزان	۴۷۸	۵۲۱	۱۶۰۰	۲۶۰۸

چکے ہیں اور ان پنکھوں کی تعداد کیا ہے اور ان پر کیا لاگت آئی ہے۔

(پ) کس کس جیل میں بجلی کے پنکھے لگنے باقی ہیں اور یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا اور اس پر کیا لاگت آئے گی ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) ۔ (الف) صوبہ پنجاب کی جن جیلوں میں پنکھے لگائے جا چکے ہیں ان کی تفصیل منسلک گوشوارہ کے کالم نمبر ۳ اور ۴ میں درج ہے ۔ ان میں ۴۸۷ پنکھے بجلی موجود ہونے کے باعث کام دے رہے ہیں جب کہ ۵۲۱ بجلی ملنے پر چلنے لگیں گے یہ پنکھے بطور عطیہ موصول ہوئے ہیں اور ان پر کوئی لاگت نہیں آئی ۔

(ب) پنجاب کی جن جیلوں میں جتنے پنکھے لگنے باقی ہیں ان کی تفصیل منسلکہ گوشوارہ کے کالم نمبر ۵ میں درج ہے ۔ اس مقصد کے لئے کوئی سوا سو پنکھوں کی ضرورت ہوگی جس پر تقریباً چار لاکھ روپے صرف ہوں گے جس کی منظوری حکومت نے دے دی ہے یہ پنکھے صوبائی محکمہ صنعت کی معرفت خریدے جا رہے ہیں اور جلد ہی جیلوں کو فراہم کر دیئے جائیں گے ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ کیا وزیر موصوف از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جیلوں میں پنکھے سے جیلیں زیادہ آرام دہ ہو گئی ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ میں فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ اگر انہیں تجربہ نہیں ہے تو وہاں تشریف لے آئیں ۔

اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹوں کی تعیناتی

*۲۶۲۸ ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات ارشاد فرمائیں کہ سوال نمبر ۱۷۹۹ کے جواب کے حوالے سے جو مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۷۳ء کو ایوان میں دیا گیا تھا از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ جن ۱۳ اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل کا ڈائرکٹر جنرل جیل خانہ جات نے انٹرویو لیا اور جن کی تقرری کی منظوری گورنر پنجاب نے بھی دے دی تھی آیا ان

کی تقرری یا تعیناتی ہو چکی ہے۔ اگر ایسا ہے ۔ تو کتنے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل تعینات ہوئے اور بقایا کو کب تک تعینات کر دیا جائے گا ۔ اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) ۔ نشان زدہ سوال نمبر ۷۹۹ ؛ کے جواب میں یہ کہا گیا تھا کہ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات نے ۱۳ امیدواروں کو اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ کی آسامیوں کے لئے موزوں تصور کیا تھا مگر بھرتی پر پابندی کے باعث تقرری عمل میں نہیں لائی گئی ۔ گورنر پنجاب نے فائل بغرض اطلاع ملاحظہ کی تھی نہ کہ تقرری کی منظوری کے لئے ، تقرری کے اختیارات انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کے پاس ہیں ۔

مذکورہ امیدواروں کی تقرری نہیں ہوئی کیونکہ بھرتی پر پابندی کے باعث انتخابات کی تکمیل میں بہت دیر ہو چکی تھی اور یہی مناسب سمجھا گیا کہ درخواستیں نئے سرے سے طلب کی جائیں تاکہ زیادہ امیدوار مقابلے میں شریک ہو سکیں ۔ یہ معاملہ عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہے ۔

جیلوں میں بجلی کے پنکھوں کی تنصیب کے لئے سرمایہ کی تخصیص

*۲۷۴۷ ۔ شیخ محمد اصغر ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ صوبائی محکمہ خزانہ نے ۷۲-۱۹۷۱ اور ۷۳-۱۹۷۲ء میں صوبہ پنجاب کی جیلوں میں بجلی کے پنکھے لگانے کے لئے کتنا سرمایہ مختص کیا تھا ۔ کتنا جیل خانہ جات کے محکمہ کے حوالہ کیا گیا اور کتنا اب تک باقی ہے ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) ۔ مالی سال ۷۲-۱۹۷۱ کے دوران جیل میں بجلی کے پنکھے لگوانے کے لئے ایک لاکھ روپے منظور کئے گئے تھے مگر دسمبر ۱۹۷۱ کی پاک بھارت جنگ کی وجہ سے یہ رقم روک لی گئی تھی ۔ مالی سال ۷۳-۱۹۷۲ کے دوران صوبائی محکمہ خزانہ نے ۴ لاکھ روپے اس مقصد کے لئے منظور کئے تھے جس میں سے پچاس ہزار روپے کاٹ لئے گئے تھے ۔ باقی رقم یعنی تین لاکھ پچاس ہزار روپے محکمہ تعمیرات کو دے دئے گئے تھے جس میں سے تین لاکھ پچاس ہزار روپے کے سولہ سو پنکھے خریدے جا چکے ہیں جبکہ بقایا رقم ان کی تنصیب پر خرچ ہونگے ۔ پنکھوں کی تنصیب کے لئے محکمہ تعمیرات عامہ نے مزید دو لاکھ تیس ہزار روپے

طلب کئے ہیں جو جلد ہی ان کو دے دئے جائینگے ۔ پنکھوں کی تنصیب
پنکھوں کی تنصیب کے سلسلے میں محکمہ جیل کو براہ راست کوئی رقم نہیں
دی گئی ہے ۔

شیخ صفدر علی ۔ کیا یہ درست ہے کہ شیخ محمد اصغر صاحب کو
جس جیل میں رکھا گیا تھا وہاں پنکھے موجود نہیں تھے ؟

وزیر جیل خانہ جات ۔ اس کے لئے علیحدہ سوال درکار ہے ۔

عوامی میلہ کی تیاری کے لئے سٹیڈیم میں قیدیوں سے خدمت حاصل کرنا

*۳۰۷۵ ۔ میاں محمد رفیع ۔ کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ کرم
بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) فورٹریس سٹیڈیم میں منعقد ہونے والے عوامی میلہ کی تیاری
کے لئے سٹیڈیم میں کتنے قیدیوں کی خدمت حاصل کی
گئیں ۔ ان کو ان کی خدمات کے صلہ میں ان کی قید
کی میعاد میں کتنی کتنی رعایت دی گئی ۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ قیدیوں میں سے کچھ فرار
بھی ہو گئے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنے قیدی فرار
ہوئے اور ان پر سختی سے پہرہ کیوں نہیں لگایا گیا تھا ؟

وزیر جیل خانہ جات (ملک حاکمین خان) ۔ (الف) عوامی میلہ کی
تیاری کے سلسلہ میں دو صد قیدیوں سے سٹیڈیم میں کام لیا
گیا تھا ۔ اس خدمت کے عوض میں ان کو فی کس دو ماہ
کی معافی دی گئی ہے ۔

(ب) ان قیدیوں میں سے کوئی فرار نہیں ہوا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب قلیل المہلت سوالات کو لیتے ہیں ۔ میاں منظور
احمد موہل ۔

میاں منظور احمد موہل ۔ جناب والا ۔ یہ سوال وزیر مال کے
متعلق ہے ۔

مسٹر سپیکر - وزیر مال تو نہیں ہیں مگر اس قسم کا ایک اور سوال ہے -

میاں منظور احمد موہل - وہ بحالیات کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر - اس کا جواب آ چکا ہے -

میاں منظور احمد موہل - جی ہاں - اس کا جواب بحالیات کی طرف سے آ چکا ہے -

مسٹر سپیکر - کیا آپ یہ توقع کرتے ہیں کہ اس محکمہ کا جواب مختلف ہو گا ؟

میاں منظور احمد موہل - جی ہاں - ہو سکتا ہے کہ جواب میں کوئی فرق ہو جائے -

مسٹر سپیکر - اس کا جواب تو آ ہی چکا ہے -

میاں منظور احمد موہل - جی ہاں -

مسٹر سپیکر - دوسرا سوال چوہدری محمد یعقوب علی بھٹہ کی طرف سے ہے -

چوہدری محمد یعقوب بھٹہ - میرے پاس جواب نہیں پہنچا ہے -

مسٹر سپیکر - ملک حاکمین صاحب اس کی کیا پوزیشن ہے - کیا ابھی اس کا جواب نہیں آیا ؟

وزیر جیل خانہ جات و امداد باہمی - ابھی جواب نہیں آیا -

میاں خورشید انور - جناب والا - ان کو جیل بھیج دیں وہاں نہیں خود بخود ہی جواب مل جائیگا -

(قہقہہ)

اراکین اسمبلی کی رخصت

چوہدری محمد حیات

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد حیات صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ ، مورخہ ۵ اپریل ۱۹۶۳

کو بوجہ بیماری اسمبلی کی کاروائی میں
شرکت نہیں کر سکا ۔ ایک یوم کی رخصت
فرمائی جاوے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

بیگم بلقیس حبیب اللہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست بیگم بلقیس حبیب اللہ صاحبہ ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

میں طبیعت ناسازی کی وجہ سے مورخہ ۱۹
اپریل ۱۹۷۳ کو اجلاس میں شمولیت نہ کر
سکی ۔ مہربانی فرما کر رخصت دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید الطاف حسین شاہ

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست سید الطاف حسین شاہ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :۔

I could not attend Assembly Session on 30th, 31st January 1973, 12th and 19th March 1973, and 22nd March 1973 due to illness. My absence for these days may kindly be excused.

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید احمد نواز شاہ گردیزی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سید احمد نواز شاہ گردیزی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I have been suffering from heart trouble and could not attend the Assembly Sessions on the 8th March, 1973 and from 2nd April to 27th April, 1973. I request that I may kindly be granted leave for these days.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار صغیر احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سردار صغیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Assembly Session on 12th March 1973 due to illness. My absence may kindly be excused for that day.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

کرنل محمد اسلم خان نیازی

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصولہ ہوئی ہے :-

I rushed for Constitution functions to Pindi on 11th March, 1973. Please sanction leave end oblige.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

راجہ منور احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست راجہ منور احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I could not attend the Session on 24th, 25th, 26th and 27th April due to illness. Kindly grant leave fot the said dates.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ایچ - ایس اسلام‌الدین

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ایچ - ایس - اسلام‌الدین صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میری طبیعت خراب رہی ہے
جسکی وجہ سے میں اجلاس میں حاضر ہونے
سے قاصر ہوں - براہ کرم آج مورخہ ۲۷
اپریل ۱۹۷۳ء کی رخصت تصور فرمائیں -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں اسماعیل ضیاء

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست میاں اسماعیل ضیا صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ علالت ۲۶ - ۲۷ اپریل کو
شریک اجلاس نہیں ہو سکا - براہ کرم ان
ایام کی رخصت منظور فرمائیں -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری دلاور خان

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری دلاور خان صاحب صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ بوجہ طبیعت علیل ہونے
آج مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ کو اسمبلی کے
اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا - ۲۷ اپریل
۱۹۷۳ کے لئے رخصت عطا فرمائی جاوے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

بوجہ علالت مورخہ ۲ اور ۵ اپریل کو
اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا
چھٹی منظور فرمائی جائے -

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے -

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری بشیر احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست چوہدری بشیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مورخہ ۲۲ اور ۲۵ اپریل کو بوجہ بیماری
اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکا۔
لہذا چھٹی منظور فرمائی جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سردار رئیس شبیر احمد

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست سردار رئیس شبیر احمد صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Please refer to my letter dated 9th April 1973 I have to inform you that my father is still under medical treatment and I could not leave him alone.

I therefore request you to kindly excuse my absence from the Session 12th April 1973 to 19th April 1973. Further please also excuse my absence from the present Session.

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ملک محمد اعظم

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اعظم صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

Due to illness, I cannot attend the Assembly Session on 30th April, 1973. Leave for the day may kindly be granted,

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر ناصر علی خان بلوچ

سیکرٹری اسمبلی - مندرجہ ذیل درخواست مسٹر ناصر علی خان بلوچ صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ بندہ کی طبیعت ابھی تک ٹھیک نہیں ہوئی ۔ اس لئے مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۷۳ کی مزید رخصت فرمائی جائے ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

رانا اقبال احمد خان

سیکرٹری اسمبلی ۔ مندرجہ ذیل درخواست رانا اقبال احمد خان صاحب ممبر صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے -

میں مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۷۳ کو بیماری کی وجہ سے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکا - براہ کرم ایک یوم کی رخصت فرمالیں ۔

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں توسیع

مسٹر سپیکر ۔ چوھدری غلام قادر ۔

چوھدری غلام قادر ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ چوہدری فرزند علی ممبر صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۰ جون ۱۹۷۳ء تک توسیع کر دی جائے۔

مسٹر سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ چوھدری فرزند علی ممبر صوبائی اسمبلی کی پیش کردہ تحریک استحقاق کے بارے میں مجلس قواعد انضباط کار و استحقاقات کی رپورٹ پیش کرنے کی مدت میں ۳۰ جون ۱۹۷۳ء تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

قرار داد

سابق ایئر مارشل اصغر خان کیطرف سے صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو اور آئین کے خلاف غیر شائستہ کلمات

سردار صغیر احمد ۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ زیر قاعدہ ۱۹۸ قاعدہ ۹۳ اور ۲۴ کو معطل فرمایا جائے اور حسب ذیل قرار داد فی الفور پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے ۔ قرار داد یہ ہے :

کہ اس ایوان کی رائے میں سابق ایئر مارشل اصغر خان نے ایک پریس کانفرنس میں جو ہرزہ سرائی - لغو اور اخلاقیات سے گری ہوئی گندی زبان قائد عوام صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو کی شان میں استعمال کی ہے اس سے اس ملک کے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے - نیز اصغر خان مذکور نے پاکستان کی سالمیت کے خلاف اور موجودہ عوامی حکومت کے خلاف غیر آئینی حربے استعمال کرنے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اسلامی - وفاقی اور جمہوری آئین کو گولی اور تشدد سے ختم کرنے کی جو دھمکی دی ہے یہ غداری کے مترادف ہے - یہ ایوان اصغر خان کے اس فعل کی شدید مذمت کرتا ہے اور حکومت سے اس کے خلاف غداری کے الزام میں سخت کارروائی کا مطالبہ کرتا ہے اور قائد عوام پر مکمل اعتماد کا اظہار کرکے یقین دلاتا ہے کہ عوام ان کے ساتھ ہیں -

مسٹر سپیکر - یہ قرار داد فرض کیجئے کہ میں قاعدہ ۱۹۸ کے تحت ۲۴ اور ۹۳ کو معطل بھی کر دوں تو یہ کارروائی کسی قاعدہ کے تحت ہو سکتی ہے ؟

سردار صغیر احمد - جناب والا - ویسے اسے پیش کرنے کے لئے مجھے سات دن کے نوٹس کی ضرورت ہے - اس لئے میں نے یہ کہا ہے کہ ان ضابطوں کو معطل کر دیا جائے تا کہ اسے پیش کرنے کی فی الفور اجازت مل جائے -

مسٹر سپیکر - آپ کی قرارداد غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کے روز ہی ہوگی سرکاری کارروائی کے روز نہیں ہو سکتی -

سردار صغیر احمد - جب ضابطہ ہی معطل ہو جائے گا تو پھر یہ ہو سکتی ہے -

مسٹر سپیکر - اگر میں ضابطہ ۲۰۰ کو معطل بھی کر دوں تو اس سے آپ کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے ؟

سردار صغیر احمد - جناب والا - ایجنڈے کی ترتیب توڑی جا سکتی ہے -

مسٹر سپیکر - سرکاری کارروائی کے روز غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کس طرح ہو سکتی ہے - یہ صورت تب ہو سکتی ہے کہ اگر یہ formal یا ceremonial nature کی ہو - پھر میں اس کی اجازت دے سکتا ہوں -

سردار صغیر احمد - جناب والا - یہی قرارداد حکومت کی طرف سے آ سکتی ہے -

مسٹر سپیکر - پھر دیکھیں گے کہ کوئی پروویژن ہے کہ حکومت کوئی قرارداد پیش کر سکتی ہے کہ نہیں -

میاں خورشید انور - جناب والا - کیا اس پر بحث ہوگی ؟

سردار امجد حمید خان دستی - کیا اس پر بحث ہوگی ؟

مسٹر سپیکر - میں نے اس کو ابھی admit نہیں کیا ہے - سردار صغیر احمد صاحب قاعدہ ۱۹۸ سے آپ کو کیا امداد ملے گی ؟

سردار صغیر احمد - جناب والا - اس کے تحت کارروائی کو آسان بنانے کے لئے ضابطہ معطل کیا جا سکتا ہے -

وزیر قانون - جناب والا - میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنی چاہتا ہوں کہ چونکہ یہ پرائیویٹ ممبرز ڈے نہیں ہے اور ایسی کوئی قرارداد جیسے آپ نے یہ فرمایا ہے ابھی تک متفقہ طور پر نہیں آئی - قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے آپس میں بات کرنے کے بعد اگر کوئی قرارداد آ سکی تو متفقہ طور پر ایوان میں لائی جائے گی - کسی ممبر کی طرف سے انفرادی طور پر ایسی قرارداد نہیں لائی جا سکتی -

سردار صغیر احمد - جناب وزیر قانون کے اس بیان کی روشنی میں کہ ایک متفقہ قرارداد آئے گی میں اس کو واپس لیتا ہوں اور اسے پیش نہیں کرتا -

میاں خورشید انور - متفقہ کیسے ہوگی ؟

سردار صغیر احمد - آئے گی اور انشاء اللہ متفقہ طور پر آئے گی -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر آئے گی -

مسٹر سپیکر - یہ ان کی اپنی رائے ہے آپ کس طرح ان کی زبان بندی کر سکتے ہیں -

میاں مصطفیٰ ظفر - جناب والا - آپ اچھے میری طرف سے کہہ دیں کہ یہ متفقہ قرارداد نہیں ہے -

---

مسئلہ استحقاق

حکومت کی طرف سے ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے امداد کی تقسیم کے سلسلے میں حزب مخالف کا نظر انداز کیا جانا

مسٹر سپیکر - راجہ محمد افضل خان یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ مورخہ ۲۱-۳-۱۹۷۳ کو منعقدہ ڈسٹرکٹ پیپلز ورکس پروگرام کی میٹنگ میں چیئرمین میٹنگ مسٹر محمد انور سمہ نے انکشاف کیا کہ ٹیوب ویل کی تنصیب کے لئے جو امداد حکومت نے دی ہے وہ ایک ایسی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے جو پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور ان کے مابین قائم کی گئی تھی - اس انکشاف سے ان معزز منتخب ممبران اسمبلی کا استحقاق مجروح ہوا ہے جو اپنے اپنے علاقے کے حقوق کی حفاظت کے لئے اپنا فرض ادا کر رہے ہیں - اس اقدام سے نہ تو یہ پتہ چل سکا ہے کہ ہر ممبر کے متعلقہ علاقے میں کن شخصیتوں کو یہ رقم دی گئی ہے تاکہ وہ ان کی اہلیت کی تصدیق کر سکیں - دوسرا یہ اقدام خاص طور پر حزب مخالف کو کچلنے کے لئے اور ایسے علاقوں کے عوام کو سزا دینے کے لئے اٹھایا گیا ہے - جنہوں نے اپنی رائے کا آزادانہ استعمال کر کے اپنے نمائندے چنے ہیں - یہ ایک غیر جمہوری اقدام ہے جو کہ سراسر ایک علاقے کا استحصال کرنے کے لئے اٹھایا گیا ہے - اور اس اقدام کا مقصد صرف ایک پارٹی کی حکومت قائم کرنے کے لئے سمت تعین کرنے کا ناپاک منصوبہ ہے - اس لئے اس پر بحث کی جائے -

مسٹر سپیکر - اس میں استحقاق کی کیا بات ہے ؟

راجہ محمد افضل خان - استحقاق یہ ہے کہ جس وقت اسمبلی کے اندر یہ انکشاف کیا گیا کہ ٹیوب ویل تقسیم کرتے وقت ضلع گجرات میں ہم

نے جو رائے لی ہے وہ ہم نے منتخب نمائندوں سے نہیں لی بلکہ جتنے بھی نامزد چیئرمین ہیں ان کو بلا کر رائے لی ہے ۔ چونکہ ہم منتخب نمائندے ہیں ۔ ہم نے بہت ذمہ داریاں اٹھائی ہیں ۔ لوگوں کی تمام دشواریاں ہمارے پاس آتی ہیں ۔ ہمارا فرض ہے کہ آپ تک پہنچائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسا مسئلہ پہلے بھی دو چار بار آتا ہے ۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ آیا گورنمنٹ پر کوئی قانونی پابندی ہے جو آپ بیان کر رہے ہیں ؟

راجہ محمد افضل خان ۔ جناب والا ۔ یہ یقین ہے کہ جب آپ بھری مجلس میں یہ کہیں کہ ہم نے منتخب نمائندوں سے نہیں پوچھا اور اپنے نامزد نمائندوں سے پوچھ کر الاٹمنٹ کی ہے تو ان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مگر اس منسٹر پر پابندی کیا ہے ؟

راجہ محمد افضل خان ۔ پھر منتخب نمائندوں کا کیا فائدہ ؟

مسٹر سپیکر ۔ جہاں تک آئین اور قانون کا تعلق ہے ۔ وہ یہ ہے کہ عوام کے نمائندے اس اسمبلی میں تشریف لائیں ۔ اسمبلی کی رونق کو بڑھائیں ۔ اسمبلی کی کمیٹیوں کی رونق کو بڑھائیں اور قانون سازی میں اپنے فرائض سرانجام دیں اس کے علاوہ آپ کو علم ہے تو وہ آپ بتائیے ۔ وہ تو آپ بتاتے نہیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہر جگہ جہاں پر آپ کوئی کارروائی کرتے ہیں ۔ جہاں ممبران کی ضرورت ہوتی ہے آپ ایوان سے باہر نامزد نمائندوں کو لے کر فیصلہ کر دیتے ہیں ۔ تو یہ عوام کے حقوق بھی مجروح ہوتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک التوا تو ہو سکتی ہے لیکن یہ تحریک استحقاق کیسے ہے ؟

راجہ محمد افضل خان ۔ متعلقہ نمائندوں کی بڑی سخت توہین ہے کہ ایک مجلس میں بیٹھ کر یہ کہا جائے کہ ہم نے ان کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے اور جو منتخب نمائندے نہیں ان سے ہم نے فیصلہ لیا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مجھے یہ سمجھائیے ۔ میں نے اسی لئے اس تحریک کو

پڑھ بھی دیا ہے تاکہ یہ بات مجھے بھی سمجھ آ سکے ۔

علامہ رحمت‌اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ گزارش یہ ہے کہ جتنی ضلع کی تعلیمی کمیٹیاں ہیں ۔ پیپلز ورکس پروگرام کی کمیٹیاں بنائی گئی ہیں ۔ ان تمام پہ جتنے بھی پیپلز پارٹی کے ایم ۔ این ۔ اے اور ایم ۔ پی ۔ اے ہیں ۔ وہ ان کے ممبر بنائے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے پیپلز پارٹی کے مقامی چیئرمینوں کو بھی ان کا ممبر بنایا ہے ۔ لیکن جہاں تک اپوزیشن کے ممبروں کا سوال تھا ۔ ان کو نظر انداز کر دیا گیا ہے ۔ اس کی اصلاح قائد ایوان جناب ملک معراج خالد اور ڈاکٹر عبدالخالق صاحب نے کی تھی کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹیوں میں پیپلز پارٹی کے علاوہ جو ایم ۔ پی ۔ اے اور ایم ۔ این ۔ اے تھے ان کو بھی شریک کیا تھا ۔ اسی طرح پیپلز ورکس پروگرام میں بھی حزب اختلاف کے ممبر شریک کئے تھے ۔ راجہ صاحب کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عوامی منتخب نمائندے ہونے کی حیثیت سے ان کو اس میں حصہ لینا چاہئے تھا ۔ وہ اس کا حق تھا ۔ اس لئے تحریک استحقاق بنتی ہے ۔ میرا خیال ہے کہ اس کو آپ پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دیں تو زیادہ مناسب ہوگا ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ آپ فیصلہ فرمائیں ۔ میں وضاحت کے لئے ایک دو باتیں عرض کرنی چاہتا ہوں ۔ ویسے اگر یہ تحریک پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دی جائے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ۔ لیکن ایک امر کی وضاحت میں اصولی طور پر کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب والا ۔ وہ یہ ہے کہ ۔ اول ۔ اکثریت کی ایک پارٹی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ کوئی پالیسی بنائے اور اس کی تکمیل کے لئے گورنمنٹ کی تمام مشینری کو استعمال کرے ۔ لیکن اگر اس پالیسی اور اس کے استعمال سے کسی کو اختلاف ہو ۔ کسی سیاسی پارٹی کو یا عوام کے کسی طبقے کو ۔ تو اس کا یہ حق ہے کہ وہ حکومت کے خلاف رائے عامہ اپنے لئے ہموار کرے ۔ جب بھی موقع ملے ان کے خلاف وہ رائے دیں ۔ ایک تو یہ طریقہ ہے ۔ اس سلسلے میں لازمی ہے کہ برسراقتدار پارٹی اپنی پارٹی کے منتخب نمائندوں کے ذریعے ضلعوں میں ۔ علاقوں میں ۔ تحصیلوں میں ۔ ان کے اپنے حلقہ ہائے انتخاب میں ایک خاص طریق کار کے ذریعے اس پالیسی کی تکمیل چاہیں ۔ اس لئے دوسرا کوئی ممبر جو اس پارٹی سے تعلق نہیں رکھتا وہ یہ حق نہیں مانگ سکتا کہ اس پالیسی کی تکمیل کے لئے جو طریق کار اختیار کیا گیا اس میں چونکہ مجھ سے مشورہ نہیں لیا گیا سرا اس میں دخل نہیں ۔ اس لئے میرے

کسی حق کا استحصال لازم آیا ہے ۔ ہاں ۔ اسے یہ حق حاصل ہے کہ وہ عوام کے سامنے جائے اور اس پالیسی اور اس طریق کار کی مذمت کرے اور عوام کو حکومت کے خلاف کرے ۔ یہ اس کا جمہوری حق ہے ۔

دوسری بات جو میں جناب والا کہ صرف راجہ محمد افضل صاحب اور دوسرے معزز اراکین حزب اختلاف کی خدمت کے لئے بلکہ اپنی پارٹی کے معزز اراکین کی خدمت میں بھی یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ ذاتی طور پر مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ بعض دفعہ اگر ایک چیئرمین ۔ وہ چیئرمین کوئی بھی ہو ۔ کہتا ہے کہ ہم نے ایک ضلع میں اگر ٹیچروں کی بھرتی کرنی ہے تو ایک اصولی فارمولا بنا لیا جائے تاکہ merit ضائع نہ ہو ۔ کیونکہ اگر meirt ضائع کر دیا گیا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم مفاد پرستی کا شکار ہو جائیں گے اور لوگ ۔ خصوصی طور پر جو فرسٹ ڈویژن ہیں ۔ یا اچھی قابلیت رکھتے ہیں وہ اپنا حق نہیں پا سکیں گے ۔ چنانچہ ایک جگہ کی اطلاع یہ ہے کہ سارے ضلع کے لئے ایک فارمولا بنا دیا گیا کہ اس فارمولے کے مطابق ہم نے ضلع بھر کے لئے اساتذہ کی بھرتی کرنی ہے ۔ وہ فارمولا اصولی تھا ۔ واضح تھا ۔ مثبت تھا ۔ جامع تھا ۔ اس میں کسی قسم کا ابہام نہ تھا ۔ لیکن اس کے ساتھی ممبران نے جو کہ اس کونسل کے ممبر تھے ۔ مطالبہ کیا کہ ہمیں ہمارے حلقہ ہائے انتخاب کے مطابق سیٹیں دے دی جائیں ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر ایک حلقہ ہائے انتخاب میں جو سیٹیں ہیں ۔ ان کے لئے امیدوار تھرڈ ڈویژن والے ہیں اور وہی وہ بھرتی کر لیتے ہیں ۔

راجہ محمد افضل خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

وزیر اعلیٰ ۔ مجھے اپنی بات مکمل کر لینے دیجئے ۔ چونکہ میں ایک اصولی بات کر رہا ہوں یہ ایک بڑی اہم چیز ہے اور جناب سپیکر کی اجازت سے میں یہ عرض کر رہا ہوں ۔ کیونکہ سارا اقدام خطرے میں پڑنے کا اندیشہ ہے ۔ یہ پالیسی کی بات ہے ۔ اصول کی بات ہے ۔ یہ میں نہ صرف آپ کے لئے عرض کر رہا ہوں ۔ کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس حلقہ ہائے انتخاب کے اندر جو بھی امیدوار موجود ہوں گے خواہ وہ تھرڈ ڈویژن والے ہی کیوں نہ ہوں ۔ ان کو بھرتی کر لیا جائے گا ۔ کیا اس کے بعد ہمیں یہ فیصلہ نہیں کرنا پڑے گا کہ وہ تھرڈ ڈویژن والے اسی حلقے میں ہی کام کرتے رہے ۔ انہیں تبدیل بھی نہ کیا جا سکے ۔ اگر انہیں تبدیل کرنا مقصود

ہو تو دوسری جگہ تو فرسٹ ڈویژن والے ہوں گے اور پھر تھرڈ ڈویژن والے ہوں گے ۔ اس سے لازمی طور پر بڑی فکر رلجی پڑے گی اور اصول کی خلاف ورزی ہو گی ۔ اس لئے میں عمومی طور پر عرض کر رہا ہوں کہ ان چیزوں کو مد نظر رکھنا چاہئے ۔ بالغرض کل کو وہ تحریک استحقاق لے آتے ہیں کہ اس سے میرے استحقاق کو نقصان پہنچا ہے تو یہ غلط ہوگا کہ وہ سارے ایک طرف ہوں اور وہ اکیلا چیئرمین ایک طرف ہو ۔ خواہ وہ ممبر اسمبلی ہے یا نہیں ۔ لیکن یہ ایک اصولی بات ہے ۔ اس کے پیش نظر ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ ایک اصولی فارمولا ہونا چاہئے ۔ جس میں امیدواروں کے حق مجروح نہ ہوتے ہوں ۔ یہ میں نے امیدواروں کے سلسلے میں بطور مثال عرض کیا ہے تاکہ اس کی روشنی میں آپ فیصلہ فرما سکیں کہ فاضل ممبر کا استحقاق کس حد تک جاتا ہے اور کس حد تک نہیں جاتا ۔ بے شک اگر آپ کا حکم ہو تو اسے پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دیں لیکن راجہ صاحب کی خدمت میں عرض کروں کہ اپنی پالیسی کی تکمیل کے لئے حکومتی پارٹی کا جو طریق کار ہے خواہ وہ ٹیوب ویلوں کا لگانا ہو یا دوسرے کوئی ایسے مفاد عامہ کے کام کرنے ہوں تو ان غلطیوں سے آپ رائے عامہ کو آگاہ کر سکتے ہیں ۔ لیکن اس معزز ایوان کے اندر اپنے استحقاق کی بات نہیں کر سکتے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں جناب محترم قائد ایوان سے کلیتاً اتفاق کرتا ہوں اس بات پر کہ جہاں تک پالیسی بنانے کا سوال ہے رولنگ پارٹی چونکہ اکثریت میں ہے وہ اپنی پالیسیاں بنا سکتی ہے اور اپنے منشور کے مطابق یہ اس کو اس ہوئے کے اندر چلا سکتی ہے ۔ میں اس سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ اگر کوئی عوام کا منتخب نمائندہ اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ اس کے حلقہ نیابت سے تھرڈ ڈویژنر لے لیں لیکن فرسٹ ڈویژنر کو محروم کر دیا جائے اس لئے کہ اس کا حلقہ نیابت ایک آدمی کے لئے ہے یا نہ لینے سے مطمئن یا خوش مطمئن ہو سکتا ہے ۔ اگر یہ بات ہے تو میں اس سے بھی اتفاق کرتا ہوں ۔ لیکن ایک عوامی منتخب نمائندے کا رائے دینے کا جو حق ہے میں اس پر اصرار کرتا ہوں کہ اس کو اس ادارے کے اندر جو ادارہ انہوں نے بنایا ہے ضلع وار ڈسٹرکٹ ایجوکیشن کمیٹیوں کا یا پبلک ورکس پروگرام کا رائے دینے کا حق ہے ۔ لہذا اس تحریک استحقاق کو جیسا کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کی مخالفت نہیں کرتے اس کو پرولیج کمیٹی میں بھیج دیا جائے ۔ کمیٹی کی رپورٹ آ جائے گی ۔

Mr Speaker : This is referred to the Committee on Rules of Procedure and Privileges. This report to come within 10 days.

مسٹر جاوید حکیم قریشی نہیں ہیں ۔ میاں خورشید انور ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اسی سلسلے میں میری بھی تحریک استحقاق ہے اس لحاظ سے یہ دونوں اکٹھی لے لی جائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میری بھی اسی سلسلے میں تحریک استحقاق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تینوں پڑھ دیتا ہوں ۔

کرنل محمد اسلم نیازی ایم پی اے کیطرف سے شائع کردہ پمفلٹ میں حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی پر بےبنیاد الزام تراشی

مسٹر سپیکر - پہلے میں میاں خورشید انور صاحب کی تحریک پیش کرتا ہوں ۔ وہ یہ ہے کہ کرنل محمد اسلم خان نیازی ایم ۔ پی ۔ اے نے حزب اختلاف کے ممبروں کے لئے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس سے اس ایوان کے دو معزز اراکان امیر عبداللہ خان روکڑی اور کیپٹن احمد نواز پر بے بنیاد الزام تراشی کی ہے اور ان کی ذات پر کیچڑ اچھالا ہے ۔ جس سے نہ صرف ان معزز ارکان بلکہ پورے ایوان کی سخت توہین ہوئی ہے ۔ اس اہم ترین مسئلہ پر ایوان میں بحث کی جائے اور ایوان کا وقار بحال کرنے کے لئے موزوں اقدام کیا جائے۔

کرنل محمد اسلم نیازی ایم پی اے کیطرف سے شائع کردہ پمفلٹ میں حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی پر بےبنیاد الزام تراشی

مسٹر سپیکر ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک خاص اہمیت کے حامل اور واضح مسئلہ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتے ہیں ۔ مسئلہ یہ ہے کہ کرنل محمد اسلم خان نیازی ایم ۔ پی ۔ اے نے آج ایک پمفلٹ بعنوان لمحہ فکریہ شائع کرا کر تقسیم کیا ہے جس میں اپوزیشن کے

دو معزز ارکان امیر عبداللہ روکڑی ایم - پی - اے اور احمد نواز خان ایم - پی - اے کے بارے میں ان کے کردار بطور اپوزیشن ممبر رکیک و نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں اور اس ایوان کی بھی توہین کی ہے جس سے ان ارکان اور اس ایوان کا وقار مجروح و پامال ہوا ہے ۔

کرنل محمد اسلم نیازی ایم پی اے کیطرف سے شائع کردہ پمفلٹ میں حزب اختلاف کے اراکین اسمبلی پر بے بنیاد الزام تراشی

مسٹر سپیکر - چوہدری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرتے ہیں کہ آج صبح اسمبلی کی لابی میں مجھے ایک پمفلٹ پڑھنے کا اتفاق ہوا جو کرنل محمد اسلم خان نیازی ایم - پی - اے نے چھپوایا ہے - اس پمفلٹ میں کیپٹن احمد نواز خان اور امیر عبداللہ روکڑی جو اس معزز ایوان کے ممبران ہیں پر شدید ذاتی حملے کئے گئے ہیں - ان ممبران کے علاوہ اجتماعی طور پر پنجاب اسمبلی کی حزب مخالف کو انتہائی شرمناک طریقہ سے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے - کرنل اسلم نیازی صاحب کے اس فعل سے تمام حزب مخالف کے استحقاق کو مجروح کیا گیا ہے - چونکہ میں بھی حزب مخالف کا ایک رکن ہوں - میرے استحقاق کو بھی پامال کیا گیا ہے اور ہر دو ممبران اسمبلی جن کا تعلق حزب مخالف سے ہے ان کی ذات پر حملے سے اس معزز ایوان کے وقار کو مجروح کیا گیا ہے - مسئلہ اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے اس پر بحث فرمائی جائے -

کیپٹن احمد نواز خان جناب سپیکر - میں آپ سے گزارش کروں گا اس تحریک استحقاق کو زیر بحث لانے سے پہلے کرنل محمد اسلم خان نیازی صاحب اس بات کو commit کریں کہ کیا جو کچھ اس پمفلٹ میں کہا گیا ہے یہ کوہر افشانی ان کی اپنی ہے اور اس پمفلٹ پر جو دستخط ہیں وہ انہوں نے خود کئے ہیں - پہلے ان سے commit کرا لیا جائے -

مسٹر سپیکر - یہاں پر یہ سوال جواب نہیں ہو سکتے - یا تو پھر اسے آپ استحقاق کمیٹی میں بھجوائیے وہاں جا کر یہ سوال جواب ہو سکتے ہیں اور ساری تفتیش ہو سکتی ہے -

میاں محمد رشید انور - جناب کرنل صاحب نے کمیٹی وچ آونا

کتھے وے ۔ جناب او حد توں ود دے جا رئے ہیں لہذا ایتھے ای بحث کر لئو ۔

وزیر اعلیٰ - جناب والا - میں تجویز کرتا ہوں کہ ان سارے سوالوں کا جواب لینے کے لئے اس مسئلہ کو پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دیں -

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا - میں اس پر مختصر بیان دینا چاہتا ہوں جس کا کہ میں سمجھتا ہوں کہ مجھے اصولی طور پر حق حاصل ہے - جناب والا - یہ پمفلٹ جو آج بالخصوص ممبران اسمبلی کو خطاب کر کے تقسیم کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹری ہسٹری میں اور پارلیمانی روایات میں یہ ایک انوکھا اور منفرد واقعہ ہے کہ ایک ممبر اسمبلی دوسرے ممبران اسمبلی کے خلاف چاہے ان کا تعلق کسی بھی طبقے سے ہو کسی بھی جماعت سے ہو - حزب اختلاف سے ہو یا حزب اقتدار سے ہو اس طرح کیچڑ اچھالے - جہاں تک اس ایوان کے حقوق و مراعات اور آپس کے تعلقات کا سوال ہے میں سمجھتا ہوں کہ کبھی ایوان میں اس طرح کا واقعہ پیش نہیں آیا - کہ حزب اختلاف کے ممبران نے حزب اقتدار کے ممبران کو محض اس لئے ہدف تنقید بنایا ہو کہ وہ حزب اقتدار میں ہیں یا حزب اقتدار کے ممبران نے حزب مخالف کے ممبران کے اوپر محض اس لئے کیچڑ اچھالا ہو کہ ان کا تعلق حزب اختلاف سے ہے - بہر حال جہاں تک ممبران کے حقوق کا تعلق ہے - ممبران کی مراعات کا تعلق ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اخلاق کا تقاضہ اور تعلق ہے یہ امر کوئی بھی شریف شہری یا رکن کسی حالت میں پسند اور روا نہیں رکھ سکتا کہ اپنی ذاتیات کو اپنی مقامی مخالفتوں اور مقامی رنجشوں کو اس ایوان میں لائیں یا ایک دوسرے کے خلاف ممبران اسمبلی کو مخاطب کریں جس طرح اجناب والا - اس پمفلٹ میں لکھا گیا ہے - "پنجاب اسمبلی کے حزب مخالف کے ممبران کے لئے لمحۂ فکریہ" اور پھر اس حد تک اس کو محدود نہیں رکھا گیا بلکہ آپ اس کے contents کو دیکھئے تو اس میں اس حد تک حملے کئے گئے ہیں کہ اس ایوان میں آئے ہوئے بعض اراکین عوام کی طرف سے منتخب ہو کر نہیں آئے بلکہ انہیں کسی ایس - پی نے منتخب کرایا ہے یا ان کے کسی رشتہ دار نے منتخب کرایا ہے یا حکومت کے کسی فرد نے ان کو منتخب کرایا ہے - میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر اس ایوان کی اور اس پارلیمنٹری روایت اور ان انتخابات کی تضحیک نہیں ہو سکتی جن کے متعلق دوست اور دشمن یہ مہر ثبت کر چکے ہیں کہ سابقہ انتخابات

قطعی طور پر غیر جانبدارانہ اور خالصتاً عوام کی رائے سے ہوئے ہیں ۔ ایک فاضل رکن کا ایک دوسرے فاضل رکن پر یہ الزام لگانا کہ ان کا انتخاب عوام نے نہیں کیا بلکہ ایس ۔ پی نے ان کو منتخب کرایا ہے ۔ اسی طرح ایک دوسرے معزز رکن جو کہ نہ صرف اس ایوان کے رکن ہیں بلکہ اس ایوان کی ایک پارلیمنٹری پارٹی کے لیڈر بھی ہیں ۔ ان پر بھی میں سمجھتا ہوں کہ رکیک حملے کرنا اور اس قسم کے الفاظ لکھنا کہ جب بھی حکومت کو ضرورت پڑتی ہے تو وہ اپنا ووٹ ان کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں ۔ یا اس قسم کے الفاظ لکھ دینا میں سمجھتا ہوں کہ اس سے نہ تو انہوں نے کوئی حکومتی پارٹی کی خدمت کی ہے نہ انہوں نے بطور اس ایوان کے ممبر ہونے کے اپنے فرائض منصبی کو انجام دیا ہے اور نہ ہی میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمانی تاریخ میں انہوں نے کوئی اچھی روائت قائم کی ہے ۔ بہر حال مجھے توقع ہے یقین ہے اور امید ہے اپنے قائد ایوان سے کہ وہ اس پر زور مذمت فرماتے ہوئے جو کچھ آج یہ ایک نیا واقعہ پارلیمنٹری ہسٹری میں ایوان کے ایک فاضل رکن کی طرف سے پیش ہوا ہے میری اس تجویز سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ وہاں پر اس کی چھان بین کر کے کمیٹی اس کی مفصل رپورٹ دے تاکہ آئندہ اس قسم کی جرأت نہ ہو سکے کہ کوئی فاضل رکن کسی فاضل رکن پر اس قسم کے رکیک حملے یا اس قسم کا کیچڑ اچھالے یا سیاسیات یا اپنی ذاتی دخل اندازیوں اور اپنی ذاتی مخالفتوں کو وہ ایوان کا حصہ بنائے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ short statement ہو چکی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ گزارش ہے کہ ویسے تو کرنل صاحب سیاسی طور پر اخلاق باختگی کا پہلے بھی کئی بار ثبوت دے چکے ہیں لیکن اس قسم کا قدم انہوں نے پہلی دفعہ اٹھایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آپ کوئی نئی تحریک استحقاق کا موقع نہیں آنے دیں گے ۔

میاں خورشید انور ۔ بالکل ایسا موقع نہیں ہوگا ۔

جناب والا ۔ میں درخواست کرتا ہوں کہ اسے پرولیج کمیٹی کے سپرد بالکل نہ کیا جائے اور ایوان میں اس پر بحث کی جائے ۔ فیصلہ کیا

جائے اور جب تک فیصلہ نہیں ہوتا کرنل محمد اسلام خان نیازی صاحب کی رکنیت جو ہے وہ معطل کی جائے اور ان کو باہر بٹھایا جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ یہ ایک نہایت سنگین معاملہ ہے اور بے حد افسوس ناک بھی ہے اس لئے کہ اس طرف سے ہماری یہ کوشش رہی ہے اور قائد ایوان اس کے ساتھ اتفاق فرمائیں گے اور جو اس طرف فاضل ممبران ہیں وہ بھی اس کے ساتھ اتفاق فرمائیں گے کہ ہم نے اس اسمبلی کو باہمی تلخیوں سے بچانے کی بے انتہا کوشش کی ہے ۔ صرف سال بھر میں ایک دو ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں جو افسوسناک تھے جس پر دونوں طرف سے افسوس کا اظہار کیا گیا ورنہ تو ہم نے اس قسم کے حالات پیدا کئے ہیں کہ ہماری ذاتی تعلقات باہمی احترام کی بنیاد پر اپوزیشن اور party in power کے تعلقات ہمیشہ جاری رہے ہیں ۔ اس ایک نہایت نازیبا حرکت نے ایسی سنگین صورت حال پیدا کر دی ہے کہ اب ان ارکان کے درمیان بھی اگر اس قسم کی تلخیاں شروع ہو جائیں تو اس ہاؤس کا چلنا مشکل ہو جائے گا ۔ قائد ایوان بڑے حقیقت پسند آدمی ہیں وہ اس کو محسوس کرینگے کہ ایک چھوٹی سی بات بھی کتنی بڑی بن سکتی ہے اور یہ کہاں پہنچ سکتی ہے ۔ اس لئے یا تو جناب اس کو پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دیں یا جس طرح قائد ایوان مناسب سمجھیں اس پر اسی وقت بحث کر لی جائے ۔

(قطع کلامیاں)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ ایک وضاحت چاہونگا ۔ کہ اگر قائد ایوان اپنی جوابی تقریر میں اس کی وضاحت بھی کر دیں کہ کیا یہ ضروری ہو گیا ہے کہ ہر سیشن میں جس دن سیشن ختم ہونے والا ہوتا ہے تو کرنل صاحب کی طرف سے کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ رونما ہو جاتا ہے جس سے ایوان بدمزگی کی فضا میں ہمیشہ ملتوی ہوتا ہے ۔ تو کیا آج جب کہ سیشن ختم ہونے والا ہے آپ کے اعلان کے مطابق اور یہ ہفتہ بھی اسی ایک روایت کا حصہ ہے ؟

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ مجھے بھی اجازت فرمائیں ۔ میں بھی اپنی تحریک استحقاق کے سلسلے میں کچھ عرض کرنی چاہتا ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری صاحب اصل میں پہلی تحریک استحقاق پڑھنے

کے بعد باقی دو تحاریک استحقاق پڑھنے کی ضرورت نہیں تھی لیکن میں نے سمجھا کہ تینوں پڑھ لیں ۔ اس میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے ۔ اب تینوں فاضل ممبران اس بات پر اصرار کر رہے ہیں کہ چونکہ ان کی تحریک ہائے استحقاق پڑھ دی گئیں ہیں اس لئے وہ مختصر بیان بھی دیں گے ۔

That will not be very fair.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں حاجی محمد سیف اللہ خان کے بعد مناسب نہیں سمجھتا کہ کچھ عرض کروں مگر میری صرف ایک تجویز تھی کہ وہ ممبر موصوف یہاں موجود ہیں جو جناب کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرائے جا رہے ہیں تو اس سے پہلے کہ ہم کوئی فیصلہ کریں یا اس کو زیر بحث لائیں میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ پرولیج کمیٹی سے پہلے ان کی طرف سے کوئی نہ کوئی سٹیٹمنٹ یا ان کے behalf پر قائد ایوان صاحب اس کے متعلق ذمہ داری قبول کرتے ہوئے تفصیلاً فرمائیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میں نے ابھی ابھی یہ پمفلٹ سا دیکھا ہے اور اس تحریک استحقاق میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور معزز دوستوں نے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس معزز ایوان کا کوئی فاضل رکن ان سے اختلاف نہیں کر سکتا ۔ (نعرہ ہائے تحسین) جناب والا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سیاسی زندگی میں نہ صرف یہ کہ حزب اقتدار کے معزز ممبران کو حزب اختلاف کے فاضل ممبران سے اختلاف کی صورتیں پیدا ہوتی ہی رہتی ہیں اگر نہ ہوں تو وہ ایک دوسرے کے مخالف بنچوں پر بیٹھتے ہی کیوں ۔ لیکن یہ خاص احتیاط برتی گئی ہے ۔ برتی جانی چاہئے تھی اور ہمیں برتنی پڑے گی کہ ہم کسی صورت میں اپنے سیاسی اختلافات کو وہ ذاتی رنگ نہیں دے سکتے جس کا اس ایوان کے اندر اظہار ہو یا اس ایوان کے باہر اس کا اظہار ہو ۔ جمہوری روایات پیش نظر رکھتے ہوئے اور اخلاق و شرافت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہیں کسی صورت میں ایک دوسرے کی جو نمائندہ حیثیت ہے خراب نہیں کرنا کہ خود ہماری اپنی حیثیت باقی کوئی نہ رہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا ۔ خود حزب اقتدار کے فاضل ممبران کے درمیان جو کہ بڑی اکثریت میں ہیں ۔ شمار وجود کی بنا پر اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں رنجشیں پیدا ہو جاتی ہیں ۔ تلخیاں پیدا ہو جاتی ہیں اور خدا نخواستہ اس روائت کو قبول کر لیا جائے ۔ اسے پاکیزگی بخش دی جائے تو یہ فاضل

ممبران نہ صرف اس ایوان کے اندر بلکہ ایوان کے باہر اس روایت کی بنا پر ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنا شائد لازمی سمجھیں اور اس کے بعد شائد ایسی صورت حال پیدا ہو جائے کہ جس پر ضبط نہ کیا جا سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم نے ایک دوسرے کی عزت و احترام کا تحفظ کرنا ہے اور اگر کسی سے اختلاف ہے تو ان کے حلقوں میں جا کر اپنی اپنی سیاسی جماعتوں کے پلیٹ فارموں سے سیاسی نکتہ نظر سے ان کو بے نقاب کرنا ہے ۔ یہ ہر جماعت کا حق ہے ۔ یہ جمہوری روایت ہے اور جمہوری طریقہ ہے ۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ صحیح ہے تو پھر اس پر سارے ایوان کو غور کرنا پڑے گا ۔ میں نے خالی طور پر ابھی ابھی اشاروں اشاروں میں اپنے دوستوں سے کم و بیش مشورہ بھی کر لیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی دوست یہ نہیں چاہے گا کہ اس کی ذاتی حیثیت کو اس طرح چیلنج کیا جائے کیونکہ خاص طور پر میں نے ابھی دیکھا ہے کہ قومی اسمبلی میں جس طرح کنونشن لیگ کے چند ممبران نے ہمارے ساتھ دیا ہے اس معزز ایوان کے اندر اور اس معزز ایوان کے باہر ۔ ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا ہے اور ان کا رویہ قوم پرستانہ تھا اور اس کی تعریف کی گئی ہے ۔ انہوں نے آئین کے بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے تو اس لئے اس طرح اس کو مٹیامیٹ کرنا یا اس پر کیچڑ اچھالنا کسی طرح بھی روا نہیں تھا نہ ہو سکتا ہے ۔ اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دیا جائے اور مکمل چھان بین کی جائے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ پیشتر اس کے کہ جناب کوئی فیصلہ صادر فرمائیں میرا خیال ہے کہ اب ایوان کے دونوں اطراف سے اس پر اتفاق رائے ہو گیا ہے کہ یہ تحریک استحقاق ہے اور اس معزز ایوان کا اور دو معزز ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔ اب میرا خیال ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اگر اسی وقت اس پر بحث کر لی جائے تو زیادہ مناسب ہوگا ۔ کیونکہ اگر اس پر کوئی اختلاف رائے ہوتا کہ کس کا استحقاق مجروح ہوا یا نہ ہوا لیکن میں جناب قائد ایوان کے ارشادات کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے وسعت قلب اور نظر کا اظہار فرمایا ہے اور حقیقتاً ہم اپنی عزت اس طرح کرا سکتے ہیں جب ہم دوسروں کی عزت کریں ۔ اگر ہم ان کی عزت نہیں کریں گے تو پھر ہماری بھی عزت نہیں ہو سکے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا یہ معاملہ شام کے سیشن میں آئے گا ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ جس مقصد کے تحت ہم نے اتفاق کیا ہے اسی مقصد کا تقاضا ہے کہ ہم اس کو پرولیج کمیٹی کے پاس بھیج دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ اپنی تجویز پر insist کر رہے ہیں ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔ میں جھگڑا نہیں کرنا چاہتا اور آپ کے بھی چہرے کے آثار بتاتے ہیں کہ اس کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں اگر اس کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

وزیر تعلیم ۔ علامہ صاحب face-reading بہت اچھی کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو مجلس برائے انضباط کار توانند و استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ ۳۰ جون تک اس رپورٹ کی میعاد رکھ دیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ۳۰ جون تک اس کی ۲ مہینے میعاد ہے تب تک اس کی رپورٹ آنی چاہئے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ اب تحریک التوا کے لیے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک استحقاق نمبر 56 پینڈنگ ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ لوکل باڈیز پر پابندیوں سے متعلق تھی ؟

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کے متعلق ایک واضح پالیسی بنائی جا رہی ہے اس میں کچھ خامیاں اور کمیاں تھیں ان کو دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور امید ہے کہ اس کی ضرورت نہیں پڑے گی اور دوبارہ ملنے سے پہلے کچھ نہ کچھ واضح قدم اٹھائے جا چکے ہونگے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ سیدھا سادا سا معاملہ ہے کہ لوکل باڈیز کے ملازمین پر پابندیاں عائد ہیں اور ان کو ختم ہو جانا چاہئے ۔ اس سے پہلے جلسہ والا وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا ہے کہ یہ

پابندیاں ختم کر دی گئی ہیں ۔ اس دوران حالانکہ یہ پابندیاں ختم نہیں کی گئیں ۔ میرے پاس سرکاری خطوط موجود ہیں کہ سرکاری ملازمین پر بلدیات کی حد تک اب بھی پابندی بدستور عائد ہے ۔ اس لئے میں جناب کی توسط سے یہ گزارش کروں گا کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو واضح طور پر یقین دہانی کرانی چاہئے کہ یہ پابندیاں ختم کر رہے ہیں ۔

وزیر اعلیٰ ۔ عنقریب ۔

سید ثابش الوری ۔ اگر وہ یقین دہانی کرانے کی پوزیشن میں نہیں ہیں تو جناب میں اصرار کروں گا کہ اس پرولیج موشن کو پرولیج کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس کو مجلس برائے قواعد الضباط کار و استحقاقات کے سپرد کیا جاتا ہے ۔ اس کی رپورٹ 30 جون تک آنی چاہئے ۔

تحاریک التوائے کار

کھاد کی قیمتوں میں اضافہ

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ یکم اپریل 1973ء سے کھاد کی قیمتوں میں حکومت نے 9 روپیہ فی بوری اضافہ کر دیا ہے اور اب کھاد کی قیمت 44 روپیہ فی بوری مقرر کر دی گئی ہے ۔ کھاد کی قیمتیں پہلے ہی بہت زیادہ تھیں اور اب تو غریب کاشتکار کھاد خرید ہی نہیں سکتے جس سے پیداوار میں کمی ہونیکا خطرہ پیدا ہو گیا ہے ۔ کھاد کی قیمتوں کے اضافہ سے دیہاتی آبادی جس کی اکثریت چھوٹے کاشتکاروں پر مشتمل ہے میں شدید اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور عوام سخت پریشان ہو گئے ہیں ۔ مسئلہ از حد سنگین ہے اس پر بحث کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔

وزیر زراعت (مسٹر صادق حسین قریشی) ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو

کھاد کی قیمتیں بڑھائی گئی ہیں یہ صوبائی گورنمنٹ نے نہیں بلکہ مرکزی حکومت نے بڑھائی تھیں ۔ چونکہ فاضل دوست مجھ سے یہ پوچھنا چاہتے ہیں تو میں ان کی خدمت میں عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں کہ کھاد پر پہلے بھی کروڑوں کی subsidy دی جا رہی ہے ۔ یہ جو قیمتیں بڑھائی گئی ہیں یہ اس لئے بڑھائی گئی ہیں کہ باہر سے اس وقت ہمیں کھاد نہیں مل رہی ہے مگر باہر بھی بڑی قلت ہے ۔ تمام دنیا میں fertilizers کی بڑی قلت ہے ۔ روپے کی قیمت میں کمی ہونے کے باعث ان پر فرض تھا کہ بڑھائی جائیں ہم نے سنٹر گورنمنٹ کی خدمت میں یہ کہا ہے کہ یہ جو آپ نے قیمتیں بڑھائی ہیں اس کی کیا وجہ ہے ۔ تو یہ پتہ چلنے پر میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں اور ہاؤس کی خدمت میں عرض کروں گا ۔ جہاں یہ قیمتیں بڑھائی گئی ہیں وہاں میں سمجھتا ہوں کہ ساتھ ہی گندم کی قیمت بھی بڑھا دی گئی ہے۔ 17 روپے سے بڑھا کر ساڑھے بائیس روپے کر دی گئی ہے ۔ ہم نے ڈی۔اے۔پی جس کی قیمت 35 روپے سے 44 روپے کی ہے یہ باہر سے ہمیں 85 روپے پر ملتی ہے اور جہاں تک یوریا کا سوال ہے جس کی قیمت 42 روپے کی گئی ہے یہ باہر سے ہمیں 49 روپے پر ملتی ہے ۔ یہ درآمد کی جاتی ہے اور جہاں تک نائٹرو فاسفیٹ کی قیمت ہے اس کی قیمت یہاں پر 40 روپے ہے جو ہمیں باہر سے ساٹھ روپے پر ملتی ہے ۔ تو اس سے ان کو کروڑوں روپیہ کی سبسڈی مل رہی ہے ۔ میں نے اور گورنر پنجاب نے بھی مرکزی حکومت کی خدمت میں کہا ہے کہ یہ جو قیمتیں بڑھائی گئی ہیں ان کی خاص وجوہات کیا ہیں ۔ لیکن جو ہمیں پتہ چلا ہے وہ یہی ہے کہ کھاد کی بہت کمی ہے اور روپیہ کی قیمت میں کمی ہونے کے باعث یہ قیمتیں بڑھائی گئی ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ گندم کی قیمت میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ جہاں تک کھاد کا سوال ہے تو 16 روپے ایک ایکڑ میں زیادہ خرچ ہونگے اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈی۔اے۔پی اور یوریا کی ایک ایک بوری دیجائیگی ۔ اس کا اگر آپ ٹوٹل لگائیں تو 60 پیسے فی من زیادہ پڑتا ہے اور جہاں تک گندم کا سوال ہے اس کی قیمت 17 روپے سے ساڑھے بائیس روپے کر دی گئی ہے اور 5 روپے

بڑھا دئے گئے ہیں۔

Mr. Speaker. The matter relats to a central subject and therefore it is ruled out of order.

مالیہ کی چوری سے حکومت پنجاب کا نقصان

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نوائے وقت اشاعت مورخہ 2-4-1973ء میں یہ خبر چھپی کہ بڑے بڑے زمینداروں نے نوکر شاہی کے ساتھ مل کر حکومت کو کروڑوں روپیہ کے مالیہ سے محروم کر دیا ہے۔ اس خبر سے چونکہ ایسے زمینداروں کی نہ ہی نشاندھی کی گئی ہے اور نہ ہی صحیح صورتحال بتائی گئی ہے اس لئے اس خبر کے پڑھنے سے پنجاب بھر کے عوام میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے کہ حکومت پنجاب کو کروڑوں روپیہ کے مالیہ کی چوری سے جو نقصان ہوا ہے اس کے ذمہ دار کون افسران ہیں اور ایسے زمینداروں کو کیوں منظر عام پر نہیں لایا گیا اور حکومت پنجاب نے اس معاملہ پر کیوں پردہ پوشی کی۔ واقعہ کی سنگین نوعیت عوام پر مورخہ 2-4-1973ء کو خبر پڑھنے کے بعد واضح ہوئی ۔ مسئلہ عوامی نوعیت کا حامل ہے اس پر بحث کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی فرمائی جائے۔

وزیر مال (چودھری محمد انور سمہ) ۔ یہ حقائق ٹھیک نہیں ہیں ۔ پتہ نہیں کہ چودھری صاحب کیا چاہتے ہیں ۔ یہ مبہم ہے اور اس کو entertain نہیں کرنا چاہئے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ فیصلہ مجھے کرنا ہے ۔ حقائق بتا دئے جائیں ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ گزارش کرنے کا میرا حق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ ٹھیک ہے ۔

وزیر مال ۔ حقائق پر مبنی یہ بات نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بات غلط ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ وہ بالکل یہ نہیں کہہ رہے وہ ان الفاظ یہ جا رہے ہیں کہ یہ مبہم ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ پہلے میں نے factually پوچھا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ نوکر شاہی کے ساتھ مل کر حکومت کو کروڑوں روپیہ کے مالیہ سے محروم کو دیا گیا ہے ۔

Minister for Revenue. This is incorrect.

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں عرض کروں کہ یہ بڑا اہم اور سنگین سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ The Minister is denying it. حالانکہ میں نے باقاعدہ اس کو پڑھ کر سنایا ہے ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ آپ ان کو assist کرتے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایسی کوئی بات نہیں ۔ Chandhry Sagib Don't presume things.

چودھری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ یہ کروڑوں روپے کا سوال ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ منسٹر صاحب نہیں مانتے ہیں ۔ ان کے بیان کے پیش نظر اسے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی ۔

چودھری امان اللہ لک ۔ وہ زیر بحث ہے ۔ زیر تفتیش ہے اور وہ اس سے انکار کر رہے ہیں ۔

سید محمد افضل سابقہ امیر جماعت اسلامی میلسی کی خانہ تلاشی

مسٹر سپیکر ۔ علامہ رحمت اللہ ارشد یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ میلسی پولیس نے مورخہ 3 اپریل 1973ء کو سید محمد افضل سابق امیر جماعت

اسلامی میلسی کی خالہ تلاشی کی ۔ اس خالہ تلاشی کے نتیجہ میں کوئی قابل اعتراض چیز برآمد نہیں ہوئی مگر اس کے باوجود سید صاحب کو حراست میں لے لیا گیا اور حراست کی وجوہ بیان نہیں کی گئیں اس سے علاقہ کے عوام میں اضطراب و ہیجان پھیل گیا ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ میرے پاس یہ تحریک التوا نہیں ہے ۔

Mr. Speaker. I hold it in order. Those who want the leave is be granted. rise in their seats . . . . The count was taken. It falls as it does not get tde required number of votes.

ضلع بہاول پور میں دفعہ 144 کے تحت جلسے اور جلوسوں پر پابندی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ جشن آئین کے آغاز کے وقت جب کہ گورنر پنجاب کی طرف سے صوبہ بھر میں دفعہ 144 کی پابندی ختم کرنے کا اعلان کیا گیا ۔ ضلع بہاولپور میں دو ماہ کے لئے دفعہ 144 کے تحت جلسے جلوسوں پر پابندی کا حکم نافذ کر دیا گیا جس کے نتیجے میں ضلع بھر میں سیاسی سرگرمیاں محدود ہو کر رہ گئی ہیں ۔ عام تاثر یہ ہے کہ یہ ناروا پابندی آئین میں بہاولپور کی صوبائی حیثیت تسلیم نہ کئے جانے پر شدید عوامی ردعمل کے پیش نظر عائد کی گئی ہے ۔ اور عوام کو اپنے جذبات و احساسات کے اظہار کے بنیادی جمہوری حق سے اس لئے محروم کر دیا گیا ہے کہ ان کا جائز نقطہ نظر دنیا کے سامنے نہ آ سکے عوام میں آزادی رائے اور آزادی اجتماع پر اس غیر جمہوری اور غیر اخلاقی قدغن کے خلاف اشتعال و اضطراب پیدا ہو گیا ہے ۔ اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہو رہے ہیں کہ حکومت خود ان آمرانہ اقدامات سے لوگوں کو غیر آئینی جدوجہد کا راستہ دکھا رہی ہے ۔

وزیر اعلیٰ ۔ جناب والا ۔ اس کی نوعیت قطعی طور پر جیسا کہ یہاں

بیان کی گئی ہے - سیاسی نہیں تھی بلکہ چند ایک واقعات ایسے ہوئے تھے جس کی بنا پر امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اس لئے دفعہ 144 لگانی پڑی ۔

Mr. Speaker. I hold this in order. Those who want the leave to be granted, may rise in their seats . . . The count was taken. It falls short of the required number of votes.

ریٹائرڈ ایئرمارشل اصغر خان کی پریس کانفرنس کی اشاعت پر حکومت کی طرف سے عائد کردہ پابندی

مسٹر سپیکر ۔ سید تابش الوری یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ یہ مسئلہ ریٹائرڈ ایئر مارشل اصغر خان کی پریس کانفرنس کی اشاعت پر حکومت کی جانب سے عائد کردہ پابندی سے پیدا شدہ صورت حال سے متعلق ہے ۔ تحریک استقلال کے ایک وفد نے 3 اپریل کی صبح پیپلز ہاؤس میں اراکین اسمبلی کو اطلاع دی ہے کہ ایئرمارشل اصغر خان نے یکم اپریل کی شام کو ایک پرہجوم کانفرنس میں ایک قومی مسئلہ پر اہم بیان دیا تھا جو 2 اپریل 1973ء لاہور کے کسی اخبار میں شائع نہیں ہوا اور جب اس مسئلہ میں مختلف سرکاری اور غیر سرکاری ذرائع سے معلومات حاصل کی گئیں تو یہ پتہ چلا کہ حکومت نے تمام اخبارات اور یہاں متعینہ اخباری نمائندوں کو پریس کانفرنس کی اشاعت سے روک دیا اور انہیں انتباہ کیا کہ اگر پریس کا ایک لفظ بھی چھپا تو ان کے خلاف ڈیفینس آف پاکستان رولز کے تحت کاروائی کی جائے گی ۔ آزادی رائے اور آزادی صحافت پر اس کھلی قدغن سے عوامی حلقوں میں اضطراب و احتجاج کی لہر دوڑ گئی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری ایک تحریک التوا نمبر 543 ہے ۔ اس سے یہ ذرا مختلف ہے یعنی اس میں اس واقع کا تو ذکر ہے " کہ پنجاب یونین آف جرنلسٹ نے ایک قرار داد منظور کی ہے،، تو یہ بھی جناب پڑھ دی جائے اور اس کا جواب بھی ساتھ ہی دے دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اس سے directly connected نہیں ہے ۔ وہ بعد

میں لے لیں گے - 525 سید تابش الوری اور 529 راجہ محمد افضل خان کی ایک جیسی تحاریک التوا ہیں ۔

وزیر اطلاعات (چوہدری ممتاز احمد کاہلوں) ۔ جناب سپیکر ۔ یہ جو تحریک پیش کی گئی ہے یہ حقیقت پر مبنی نہیں ہے ۔ میں نے اپنے صوبائی محکمہ اطلاعات سے دریافت کیا ہے کہ کیا آپ کا اس طرح کا دباؤ یا pressure اخبارات پر ڈالا گیا ہے ۔ تو انہوں نے مجھے رپورٹ دی ہے کہ صوبائی محکمہ اطلاعات کے کسی افسر نے یا کسی اہلکار نے کسی اخبار کے کسی correspondent کو یا نیوز ایڈیٹر کو یا ایڈیٹر کو قطعاً کوئی دھمکی نہیں دی ہے کہ ڈیفینس آف پاکستان رولز کے تحت کارروائی کی جائے گی اور نہ ہی انہوں نے ایئرمارشل اصغر خان کی پریس کانفرنس کو black out کرنے کی ہدایات دی ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ ویسے بھی ڈیفینس آف پاکستان رولز صوبائی حکومت کے احاطہ کار میں نہیں ہے ۔ پھر جناب اس لئے بھی یہ غلط ہے ۔ کیونکہ جب میں نے پڑتال کی تو معلوم ہوا کہ ایئر مارشل اصغر خان کی اس پریس کانفرنس کی خبر " نوائے وقت " نے شائع کی ہے جس کی cutting میرے پاس موجود ہے جو میں پیش کرتا ہوں :

> نوائے وقت ۲ اپریل ۱۹۷۳ء - میں ووٹ کے ذریعے حکومت بدلنے پر یقین رکھتا ہوں اصغر خان ۔
>
> تحریک استقلال کے سربراہ ریٹائرڈ ایئرمارشل اصغر خان نے آج ایک بیان میں کہا ہے کہ وہ حکومت کو صرف ووٹ کے ذریعہ بدلنے پر یقین رکھتے ہیں اور کسی دوسرے طریقے کے قائل نہیں ۔ انہوں نے کہا کہ میں صدر بھٹو کی مخالفت محض ملک کو بچانے کے لئے کر رہا ہوں ۔ انہوں نے اس خیال کا اعادہ کیا کہ یہ سال فیصلہ کن ہوگا اور اگر انتخابات منصفانہ اور غیر جانبدار ہوئے تو عوام موجودہ حکومت کو بدل

سکیں گے ۔ اصغر خان نے یقین ظاہر کیا
کہ اس سال انتخابات ضرور ہونگے ۔ انہوں
نے مطالبہ کیا کہ انتخابات کے وقت
حکومت مستعفی ہو جائے کیوں کہ اس
کی زیر نگرانی انتخابات کے آزادانہ اور
غیر جانبدارانہ ہونے کا امکان نہیں ۔
اثر مارشل نے الزام لگایا کہ حکومت
سیاسی مخالفین کے خلاف انتقامی کاروائیاں
کر رہی ہے ۔

جناب والا ۔ یہ یکم اپریل ۱۹۷۳ء کی پریس کانفرنس تھی اور ۲ اپریل ۱۹۷۳ء کو اس کی خبر باقاعدہ "نوائے وقت" میں شائع ہوئی ۔

جناب سپیکر ۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ جتنے بھی ہمارے صحافی کا رکن ہیں یا جرنلسٹ ہیں ان سب کو مکمل آزادی ہے کہ وہ تمام خبریں جو حقیقت پر مبنی ہیں اور امن عامہ ۔ ملکی سالمیت ۔ قومی مفاد اور مذہبی منافرت پھیلانے میں وہ کوئی اس قسم کی اشتعال انگیزی پیدا نہ کریں تو ان پر کوئی قدغن نہیں ہے ۔ اور اگر وہ اس قسم کی خبریں شائع کرتے ہیں تو پھر قانون موجود ہے ۔ اس کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور تقریباً ۱۴ ماہ کے عرصہ میں آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس بات پر حکومت نے نہ تو کوئی advice جاری کی ہے نہ ہی ہدایت دی ہے اور اس کی خلاف ورزی کسی اختیار نے کی ہے ۔ تو کسی اخبار کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی اور صوبائی محکمہ اطلاعات نے صرف دو تین اخبارات کو اظہار وجوہ کے نوٹس دئے تھے ۔ جب ایک وقت میں یہ خطرہ پیدا ہوا تھا کہ یہ خبریں ایسی اشتعال انگیز ہیں جن سے مختلف گروہوں میں تصادم کا یا امن عامہ کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو ان کو صرف نوٹس دئے تھے کہ آپ وجہ بیان کریں کہ آپ کے خلاف کیوں نہ کارروائی کی جائے ۔ اور قطعاً کسی قسم کی کارروائی کسی اخبار کے خلاف اس بنا پر صوبائی محکمہ اطلاعات کی طرف سے نہیں کی گئی ۔

جناب والا ۔ یہ جو دوسری بلیک آؤٹ کرنے کے متعلق ہے اس میں کسی کو یہ ہدایت نہیں دی گئی اور یہ اخبارات کا اور صحافیوں کا اپنا معیار ہے کہ جو دیکھتے ہیں ۔ جاں لاہور میں روزانہ بیسیوں پریس کانفرنسیں ہوتی ہیں

جس کو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ قابل اشاعت ہے اس کو وہ شائع کردیتے ہیں اور جس مواد کو وہ یہ سمجھیں کہ یہ ملکی مفاد کے لئے مناسب نہیں ہے اور مضر ہے تو اس کو وہ از خود حذف کر دیتے ہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ میں وزیر اطلاعات کی اس سٹیٹمنٹ کو چیلنج کرتا ہوں ۔ انہوں نے نہایت غلط بیانی سے کام لیا ہے ۔ پنجاب یونین آف جرنلسٹس کی ایک متفقہ قرارداد اسی موضوع پر منظور کی گئی ہے ۔

Mr. Speaker. Then move a privilege motion. In view of the categorical and denifite statement of the Minister concerned, this is rule out of order.

سید تابش الوری ۔ انہوں نے کسی اور خبر کا حوالہ دیا میں نے جس کانفرنس کا ذکر کیا ہے وہ فوجی بغاوت کے سلسلے میں تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ ویسے ۲ اپریل کو جواب دیا ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جو پریس کانفرنس کی گئی تھی وہ فوجی بغاوت کے سلسلے میں تھی ۔ اس سلسلے میں ایک لفظ نہیں چھپا اور اخبار نویسوں نے احتجاج کیا ہے ۔

Mr. Speaker. The Minister has made a categorical statement that the Provincial Government has never issued any such advice.

سید تابش الوری ۔ جاری کی گئی ہے ۔

Mr. Speaker. In view of his statement this cannot be entertained.

سید تابش الوری ۔ انہوں نے ایک متفقہ قرارداد منظور کی ہے ۔ جو ایوب کے زمانے میں روش تھی وہ آج بھی ہے ۔

اے۔ڈی۔سی کی طرف سے ملتان میں کپاس کے بیج کی جعلی کاشتکاروں کے ہاتھوں فروخت

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ کی تحریک التوا میں کیا خاص بات ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کپاس کی بجائی کا موسم چند دنوں میں شروع ہونے والا ہے ۔ اے۔ڈی۔سی والوں نے جو بیج سرکاری طور پر مختلف فیکٹریوں سے خریدا تھا ۔ اس وقت مارکیٹ میں عام بنولہ میں اور سیڈ کے بنولہ کے ریٹ میں کوئی فرق نہیں ۔ اے۔ڈی۔سی کا جو نرخ ہے وہ پانچ چار روپے مارکیٹ ریٹ سے کم ہے ۔ اس لئے اس کے اہلکار مل کر اسے کارخانہ داروں کو فروخت کر رہے ہیں ۔ اگر صورت حال یہی رہی تو سیلز کی کمی واقع ہو جائے گی اور کپاس کی فصل کاشت نہیں ہو سکے گی ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتے ہیں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے ۔ مسئلہ یہ ہے کہ اے۔ڈی۔سی کپاس کی بجوائی کے موسم سے قبل ملتان میں کپاس کا بیج جعلی کاشتکاروں کے ہاتھ فروخت کر رہی ہے جو کپاس کاشت کرنے کی بجائے بیج تیل کی ملوں کے پاس منافع پر فروخت کر رہے ہیں ۔ جس کے نتیجے میں اے۔ڈی سی کے گوداموں میں کپاس کا بیج خطرناک حد تک کم ہو گیا ہے اور کپاس کے بیج کی کمی کی وجہ سے کپاس کی پیداوار کے اضلاع خصوصیت سے ملتان کے زمینداروں میں سخت تشویش اور پریشانی پیدا ہو گئی ہے ۔

وزیر زراعت ۔ جناب والا ۔ سب سے پہلے میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اے۔ڈی۔سی کا نام تبدیل ہو چکا ہے اب یہ اے۔ایس۔او کہلاتی ہے ۔ دوسرے ملتان میں سب سے زیادہ بنولہ کا بیج استعمال ہوتا ہے ۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اب کپاس کی کاشت ہونے والی ہے اس وقت اے۔ایس۔او کے پاس ایک لاکھ ۲۰ ہزار من بیج موجود ہے ۔ جس میں سے چند ہزار استعمال ہوا ہے باقی جو زمیندار آرہے ہیں ان کو یہ فراہم کر رہے ہیں ۔ جہاں تک غلط آدمیوں کا سوال ہے میرے فاضل دوست مجھے بتائیں کہ اے۔ایس۔او کن کن لوگوں کو بیج دے رہے ہیں ۔ کیوں کہ اس کی تفتیش ہو سکتی ہے ۔ میری اطلاع یہ ہے کہ آدمیوں کو بیج مل رہا ہے اور لوگ لے جا رہے ہیں ۔ اگر ان کے چند دوست یا ایسے دوست جن کو کپاس کے بیج کی ضرورت ہو مجھے بتائیں میں فوراً مہیا کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ بیج دھاتی کراتے ہیں ۔

وزیر زراعت - میں یقین دہانی کراتا ہوں اور باقی ممبر صاحبان جو زمیندار ہیں جن کو کپاس کے بیج کی ضرورت ہے فوری طور پر ان کو مہیا کیا جائیگا - جہاں تک ریٹ کا تعلق ہے یہ فرق ہمیشہ ہوتا ہے کہ ریٹ بنولہ کا اس سے ایک روپیہ کم یا زیادہ ہوتا ہے - اس لئے سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ یہ لوگ بیج کارخانہ داروں میں دیتے ہیں - جہاں اس وقت چار پانچ روپے کا فرق چل رہا ہے - اور وہ آئل ملوں کو فروخت کر رہے ہیں -

مسٹر سپیکر - اگر آپ کے نوٹس میں ایسی بات لائی جائے تو آپ کارروائی کریں گے -

وزیر زراعت - میں فوراً کارروائی کروں گا -

سید تابش الوری - جناب والا - میری دو تحاریک تھیں - ایک ملازمین بلوچستان سے متعلق ہے - دوسری میڈیکل کالجوں میں نشستوں میں میں اضافہ اور ان کی نامزدگی کے متعلق ہے - جس پر طلبا میں بڑا ہیجان ہے یہ دو تحاریک التوائے کار ہیں - آپ ان کو بطور خاص توجہ فرمائیں -

مسٹر سپیکر - انکا نمبر کیا ہے -

سید تابش الوری - نمبر مجھے نہیں ملا ہے - ایک بلوچستان سے آنے والے تیرہ سو ملازمین کے متعلق ہے اور دوسری میڈیکل کالج کی نشستوں میں اضافہ اور نامزدگی کے طریقہ کار کے متعلق ہے -

مسٹر سپیکر - اس کو پانچ بجے لے لیں گے -

سید تابش الوری - میرا خیال ہے کہ وزیر صحت تیار ہیں -

Mr. Speaker Now we go on to the legislation business.

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء

Mr Speaker. Minister for Revenue to move the motion please.

وزیر مال ۔ جناب والا ، میں تحریک پیش کرتا ہوں ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اسکے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے فی الفور زیر غور لایا جائے ۔

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be taken into consideration at once.

Mr. Speaker. Makhdumzada Syed Hassan Mahmud to move his amendment please.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I move :

> That I raise the objection under rule 77(1) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab that the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, as a whole is repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah and move that it my be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology for advice.

Mr. Speaker. The motion moved is :

> That Makhdumzada Syed Hasan Mahmud has raised the objection under rule 77(1) of the Rule of

Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab that the Land Reforms (Punjab Amendments) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, as a whole is repugnant to the teachings and requirements of Islam as set out in the Holy Quran and Sunnah and moves that it may be referred to the Advisory Council of Islamic Ideology for advice.

Minister for Revenue. I oppose it Sir.

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر - ایک مرتبہ اس ایوان میں پہلے بھی یہ بل آیا تھا - جس کے متعلق ہم لوگوں نے تحریک پیش کی تھی چونکہ اسلام ، قرآن اور سنہ کے منافی ہے اسے اسلامک آئیڈیالوجی کونسل کو بھیجا جائے اس وقت ملک کے لئے نیا آئین اور مستقل آئین زیر غور تھا - اور عبوری آئین میں بھی وہ دفعات موجود تھیں جس میں اسمبلی پر اور اسمبلی کے ارکان چاہے وہ نیشنل اسمبلی کے ہوں یا صوبائی اسمبلی کے ممبران ہوں ان پر یہ پابندی عائد کی گئی کہ کوئی قانون جو قرآن اور سنہ کے خلاف ہو اس کو ایوان میں منظور نہیں کر سکتے - میں تھوڑا سا اس کا پس پردہ اس لئے بیان کرنا چاہتا ہوں کہ نئے دستور میں جس پر صدر صاحب نے دستخط کر دئے ہیں لیکن ابھی وہ نافذ نہیں ہوا تا ہم وہ اس امر کی عکاسی کرتا ہے - کہ جناب صدر اور اکثریتی پارٹی اس چیز پر متفق ہے - کہ کوئی ایسا قانون نافذ نہ کیا جائے جو خلاف قرآن و سنت ہو - پہلے عبوری آئین میں یہ ہے کہ یہ اختیا صدر کو ، گورنر کو اور نیشنل اسمبلی کی اکثریت کو ہے کہ اگر اکثریت اسے ریفر کرنا چاہے - اگر صدر ریفر کرنا چاہیں - اگر گورنر اسے ریفر کرنا چاہیں تو یہ ریفر ہو سکتا ہے - متحدہ مخالف جماعتوں نے یہ اصرار کیا تھا کہ جس طرح بنیادی حقوق کی خلاف

ورزی کو عدالتوں میں چیلنج کیا جا سکتا ہے ۔ اسی طرح وہ قوانین جو اسلام کے منافی ہوں ان کو بھی چیلنج کرنے کا اختیار دیا جائے ۔ تو اس پر اکثریتی پارٹی کا موقف یہ تھا کہ ہم سب مسلمان ہیں ۔ ہم آپ کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ ہم کوئی ایسا قانون نافذ نہیں کرینگے کہ جو خلاف سنت اور خلاف اسلام ہو ۔ اس لئے انہوں نے اکثریت کی بجائے ۲/۵ کی نسبت مقرر کی اور ہم نے اس کو اسی شرط پر قبول کیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker. How is this relevant; we are still governed by the Interim Constitution ?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood : Sir, I am only talking about the spirit.

Mr. Speaker. Then I may have to stop the hon'ble member. Let us be relevant You just make a reference to the Constitution, but if you come out with an elaboration of the provisions of the permanent Constitution, I am afraid, may have to ask the hon'ble member to resume the seat.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں elaborate نہیں کر رہا ہوں میں تو ممبروں سے یہ اپیل کر رہا ہوں کہ اگر ۲/۵ کی سپرٹ کو abide کرنا ہے ۔ ان صاحبان سے اگر اپیل کی جائے تو ممکن ہے کہ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب اگر آپ نے اتنا وقت توجہ دلانے اور اپیل کرنے کیلئے لینا ہے تو پھر ۱۸۶ ممبروں میں سے ۱۸۶ ممبر صاحبان کو پہلے اطلاع کرتے کہ وہ آپ کی بات سنیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ تو پھر میں پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ میں اسکو خلاف قرآن و سنت اسلئے سمجھتا ہوں کہ عرب جاہلیت میں ڈوبے ہوئے تھے ۔ وراثت کے مسائل مفقود تھے ۔ نبی کریم کے ذریعے قرآن کریم میں واضح طور پر اس مسئلہ وراثت اور حق ملکیت پر کچھ آیات نازل ہوئیں جو میں اس ایوان کے سامنے پیش کرنے کی جسارت کرتا ہوں ۔

میاں خورشید انور ۔ ساتھ ترجمہ بھی سنائیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ سورۃالنساء ۔ صفحہ ۱۱۹ ۔

سورۃ ۱۱ - "خدا تمہاری اولاد کے بارے میں تم کو ارشاد فرماتا ہے کہ ایک لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر ہے اور اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں یعنی دو یا دو سے زیادہ تو کل ترکے میں ان کا دو تہائی اور اگر صرف ایک لڑکی ہو تو اسکا حصہ نصف اور میت کے ماں باپ یعنی دونوں میں سے - - - -

وزیر مال - جناب والا - لینڈ ریفارم سے ان میتوں کا کیا تعلق ہے - میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں -

مسٹر سپیکر - یہ وارثت کی بات کر رہے ہیں -

چودھری امان اللہ لک - جناب والا - کورم پورا نہیں ہے

مسٹر سپیکر - گنتی کی جائے - - - - گنتی کی گئی - - - - اس وقت ایوان میں تقریباً ۷۰ ممبر موجود ہیں - میں ایک اعلان بھی کر دوں - آج ممبران کو سپیکر پنجاب اسمبلی نے رات آٹھ بجے کھانے پر مدعو کیا ہے - اور یہ کھانا اسمبلی کے لان میں ہوگا -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - ہم بخوشی قبول کرتے ہیں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - یہ ایسی مشکوک پوزیشن ہے کہ جب تک سپیکر صاحب کا نام نہ لیا جائے بات سمجھ میں نہیں آ سکتی - سپیکر تو تین ہیں اور چھ - سات - آٹھ بھی ہو سکتے ہیں -

مسٹر سپیکر - جناب گورنر صاحب نے بھی تشریف لانے کا وعدہ فرمایا ہے - مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا - میں یہ عرض کر رہا تھا - کہ اولاد نہ ہو صرف ماں باپ ہی اسکے وارث ہوں تو ایک تہائی ماں کا حصہ اور اگر میت کے بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ اور یہ تقسیم ترکہ میت کی وصیت کی تکمیل کے بعد اگر اس نے کی ہو یا قرض ادا ہونے کے بعد جو اس کے ذمے ہو عمل میں آئیگی - تم کو معلوم نہیں کہ تمہارے باپ دادوں اور بیٹوں پوتوں میں سے فائدے کے لحاظ سے کون اس سے زیادہ قریب ہوگا - یہ حصے خدا کے مقرر کئے ہوئے ہیں اور خدا سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے

اب جناب سورۃ النساء صفحہ ۱۷۷ ۔

اے پیغمبر لوگ تم سے کلالہ کے بارے میں حکم خدا دریافت کرتے ہیں ۔ کہدو کہ خدا کلالہ کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ اگر کوئی ایسا مرد ہو جائے جس کے اولاد نہ ہو اور نہ ماں باپ اور اس کے بہن ہو تو اسکے بھائی کے ترکے میں سے آدھا حصہ ملے گا یا اگر بہن ہو جائے اور اسکے اولاد نہ ہو تو اسکے تمام مال کا وارث بھائی ہوگا ۔ اور اگر مرنے والے بھائی کی دو بہنیں ہوں تو دونوں کو بھائی کے ترکے میں سے دو تہائی ۔ اور اگر بھائی اور بہن یعنی مرد اور عورتیں ملے جلے وارث ہوں تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے حصے کے برابر ہے ۔ یہ احکام خدا تم سے اسلئے بیان فرماتا ہے کہ بھٹکتے نہ پھرو اور خدا ہر چیز سے واقف ہے ۔

جناب ۔ اسی طرح کا ایک فرمان سورۃ "التوبہ" میں ہے ۔ یہ آیت نمبر ۷۵ ہے ۔ اس میں یہ ہے کہ ۔

> تمہارے ساتھ ہو کر جہاد کرتے رہے ۔ وہ بھی تم ہی میں سے ہیں اور رشتہ دار خدا کے حکم کی رو سے ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں اور کچھ شک نہیں کہ خدا ہر چیز سے واقف ہے ۔

یہ نظام وراثت اس وقت آیا جب دنیا ایسے نظام سے محروم تھی ۔ یہ ایک انقلابی نظام تھا تقسیم مال اور تقسیم دولت کا اور اللہ تعالیٰ نے جب یہ قرآن کے ذریعے نازل فرما دیا تو کسی انسان کو یہ حق نہیں دیا کہ وہ اس میں رد و بدل کر سکے ۔

اب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان بننے سے پہلے ہندوستان میں تقسیم جائیداد رواج یہ مبنی تھی اور چند ہی خاندان ایسے تھے جو شریعت کی پابندی کرتے تھے اس میں مثال کے طور پر ایک دو States ایسی تھیں جہاں Law of primogeniture تھا ۔ جو بڑا لڑکا ہے وہ اپنے والد کے انتقال کے بعد تمام جائیداد inherit کرتا تھا اور اس کے باقی بھائی ۔ بہنیں ۔ والدہ یا اور ورثا صرف گزارے کے مستحق ہوتے تھے ۔ پنجاب میں بھی ایسی States تھیں ۔ بہاول پور میں ہماری جائیداد

بھی Law of primogeniture کے ماتحت ہے جہاں اکیلا بڑا لڑکا وارث ہو سکتا تھا - ۱۹۴۸ء میں شریعت ایکٹ پنجاب میں نافذ ہوا اور ۱۹۴۹ء میں جب میں اپنی پارٹی کا لیڈر بن کے وزارت پہ بہاول پور میں آیا تو سب سے پہلے میں نے شریعت قانون نافذ کرکے اپنی جائیداد کو توڑا اور اس کو شریعت پہ تقسیم کرایا اور اس کے ساتھ ساتھ ایگریکلچرل انکم ٹیکس لگا کر اپنے والد کو مجبور کیا کہ وہ تمام ورثا میں وہ جائیداد تقسیم کر دیں -

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اس طرح اب میں آپ کے سامنے احادیث پیش کرتا ہوں -

صحیح بخاری - صفحہ ۳۷۷ - مسئلہ ۱۶۴۸ :-

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرائض کو ان کے حقداروں کے پاس پہنچاو جو بچے وہ زیادہ قریب کے آدمی کے واسطے ہے -

صحیح بخاری مسئلہ ۱۶۴۹ :-

یہ دو آیتوں کا قصہ ہے کہ مہاجرین جب مدینہ شریف میں آئے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے انصار اور مہاجروں میں بھائی چارہ قائم کر دیا تھا - جس کے باعث مہاجر اپنے بھائی انصاری کا رواث ہوتا تھا -

"حضرت سعد بن ابی وقاص کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے اور (اس وقت) میں مکہ میں تھا اور آپ اس بات کو برا جانتے تھے کہ جس مقام سے ہجرت کی ہے وہاں موت آئے - تو آپ نے فرمایا کہ اللہ رحم کرنے والا ہے میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ میں اپنے کل مال کی وصیت کر جاؤں آپ نے فرمایا - نہیں میں نے عرض کیا کہ نصف کی - آپ نے

فرمایا نہیں ۔ میں نے عرض کیا کہ تیسرے حصے کی ۔ آپ نے فرمایا ۔ اس میں کوئی مضائقہ نہیں ۔ اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے ۔ (دیکھو) یہ بات کہ تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ جاو اس سے بہتر ہے کہ تم انھیں محتاج چھوڑو ۔ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں اور تم جو (بعوض ثواب) خرچ کرو گے وہ صدقہ ہے ۔ یہاں تک کہ وہ لقمہ جو تم اپنی بی بی کے منہ میں اٹھا کے دو (وہ بھی صدقہ ہے) اور عنقریب اللہ تمھیں بلند مرتبہ کردے گا ۔ پس جو کچھ لوگوں کو تم سے ضرر پہنچے گا ۔

اور اس وقت حضرت سعد کی صرف ایک صاحبزادی تھیں ۔

اس طرح جناب ، حضرت عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے کہ کاش لوگ (وصیت میں) چوتھے حصے تک آجاتے کیوں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تیسرے حصے میں کوئی مضائقہ نہیں اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے ۔

حضرت عامر بن سعد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ میں (ایک مرتبہ) بیمار ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے ۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ، آپ اللہ سے دعا فرمائیے کہ وہ مجھے میری پشت پر نہ لوٹائے (یعنی مکہ میں جہاں سے میں ہجرت کر چکا ہوں مجھے موت نہ دے) ۔ آپ نے فرمایا ۔ (نہیں تمہیں یہاں موت نہ آئے گی) امید ہے کہ اللہ تمہیں بلند (مرتبہ) کرے گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہمیں بے حد خوشی ہے کہ محترم مخدوم زادہ صاحب قرآن پاک اور احادیث مبارک کی تلاوت فرما رہے ہیں ۔ یہ ہمارے لئے بھی باعث ثواب ہے ۔ لیکن ان سب باتوں کا آج کے اس بل سے کوئی تعلق نہیں ۔ اور میں درخواست کروں گا کہ یہ ساری بحثیں اس سے پہلے لینڈ ایکوزیشن بل میں بھی ہو چکی ہیں ۔ اس لئے مہربانی فرمائی جائے ۔ آج ہاؤس کا آخری دن ہے ، اگر یہ مختصر سا بل آج

پاس ہو جائے تو بہت مناسب رہے گا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں اپنی ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ کس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں ۔ کیا ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر وضاحت چاہتے ہیں ؟

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ میں اپنی ذاتی وضاحت کرنا چاہتا ہوں اس پمفلٹ کے سلسلے میں جو یہاں تقسیم کیا گیا ہے چونکہ یہ ڈائرکٹ الزام میرے اوپر ہے اس لئے مجھے اجازت دیں میں زیادہ وقت نہیں لوں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ان کے پوائنٹ آف آرڈر پر پہلے رولنگ دیے لوں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ رولنگ تو آپ دے چکے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی بحث کو ذرا مختصر کریں اور within the four walls of the proposition رہیں ۔

میاں خورشید انور ۔ قرآن کریم کی آیات کو کس طرح مختصر کریں گے وہ تو سنانا ہی پڑیں گی ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ پورا قرآن کریم یہاں تلاوت کرنا شروع کردیں ۔ اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی ۔ صرف متعلقہ حصوں کا حوالہ دیا جا سکتا ہے ۔

وزیر مال و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ یہ پمفلٹ جو امیر عبداللہ خان روکڑی صاحب کے ہاتھ میں ہے اس کے متعلق فیصلہ ہو چکا ہے ۔ اس کی آڑ لے کر وہ اپنا اظہار خیال کرنا چاہتے

ہیں - یہ معاملہ چلے ہی پرولیج کمیٹی کے سپرد ہو چکا ہے اس لئے اس پر اب اظہار خیال کرنا مناسب نہیں ہوگا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - میرے بھائی - آپ بالکل فکر نہ کریں میں وہ کام نہیں کروں گا - میں کسی کے خلاف کچھ نہیں کہوں گا حضور والا میں اتنا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ۱۹۴۶ء میں لیگی تھا اور مجھے دو سال قید ہوئی تھی - لیگ کے پاکستان بنانے کے جرم میں دو ہزار روپے جرمانہ ہوا تھا اور میرا بھائی یونینسٹ تھا ۔

میاں خورشید انور - آپ کا بھائی یا کرنل اسلم خان نیازی کا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - میں اتنا عرض کر رہا ہوں کہ پھر جب الیکشن کا وقت آیا تو میں لیگ کے ٹکٹ پر تھا اور میرا بھائی یونینسٹ تھا ۔

وزیر صحت - بھائی نہ کہیں کرنل اسلم کہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - بھائی تو ہے ، میں نام نہیں لوں گا ۔

وزیر مال و آبپاشی - جناب والا - میں پھر گزارش کروں گا کہ پوائنٹ آف آرڈر کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ جس وقت کوئی چاہے بولنا شروع کردے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - وہ یہ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پر بول رہے ہیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - انہوں نے مجھے اجازت دے دی تھی تو میں حیران ہوں کہ میرے بھائی جان کیا کر رہے ہیں - جناب والا - میں عرض کر رہا تھا کہ پھر تحریک کشمیر میں بطور رضاکار گیا تھا اور میں اکیلا میانوالی کے ان آدمیوں میں سے ہوں جو اپنے بھائی کی لاش کے ٹکڑے لے کر آیا تھا - میں ان میں سے نہیں ہوں - میں ان میں کسی کا نام نہیں لونگا - کیوں کہ سمہ صاحب ذرا ناراض ہوتے ہیں ۔

وزیر مال و آبپاشی - چوہدری ظہور الہی کا نام لو میں ناراض نہیں ہونگا ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ ۱۹۴۶ء میں ان کی ضمانت ضبط ہوئی ہے۔ میرے مقابلہ میں ۱۹۵۱ء میں سٹینڈ کیا ۔ اس وقت بدقسمتی سے مجھے لیگ کا ٹکٹ نہیں ملا تھا ۔ چونکہ وہ پولیٹیسٹ تھے ان کی پھر ضمانت ضبط ہوئی ۔

وزیر مال و آبپاشی ۔ جناب والا ۔ میں دوبارہ گزارش کروں گا ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر کس طرح بنتا ہے ۔

Mr. Deputy Speaker. I will not allow speeches on point of order.

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میں پوائنٹ آف پرولیج پر ہوں اور ذاتی وضاحت پیش کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں آپ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کی کون سی پرولیج کو نقصان پہنچا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ میرا استحقاق بنتا ہے میں اس پر عرض کر سکتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اسمبلی میں جو آپ کی پرولیج بنتی ہے اس پر یہ پمفلٹ کس طرح اثر انداز ہوا ہے ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی ۔ جناب والا ۔ یہ یہاں ہاؤس کے اندر تقسیم کیا گیا ہے ۔ اسی لئے میں عرض کر رہا ہوں ۔

Mr. Deputy Speaker. That matter has been referred to the Privileges Committee ?

Minister for Irrigation. It has been referred to the Privileges Committee.

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کی عدم موجودگی میں یہ مسئلہ پیش ہو چکا ہے اور یہ پرولیج کمیٹی کے سپرد ہو چکا ہے ۔ اس لئے اب خان صاحب کو اس بات کا حق حاصل ہے کہ وہ پوائنٹ آف پرولیج پر ذاتی وضاحت کر سکیں اور اپنی گزارشات پیش کر سکیں ۔

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - آپ نے اجازت دے دی ہے تو یہ کیوں مداخلت کر رہے ہیں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مگر میں نے یہ کہا تھا کہ آپ اس کو واضح کریں -

خان امیر عبداللہ خان روکڑی - جناب والا - یہی عرض کر رہا ہوں کہ یہ ان کی خوش قسمتی سمجھیں یا ہماری بدبختی کہ پھر ہماری لیگ نے انہیں ٹکٹ دے دیا اور ایکسیڈنٹ سے وہ ممبر بن کر آ گئے - یا تو یہ تسلیم کریں کہ انہوں نے یہ نہیں لکھا تو میں ان کو کہوں گا کہ اس کی تردید کر دیں - ورنہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ مجھے ہر قسم کا حق پہنچتا ہے کہ ان کے متعلق میں جتنا بھی جانتا ہوں - جو کچھ بھی میرے علم میں ان کے متعلق ہے میں تمام کا تمام بیان کردوں -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - مخدوم زادہ سید حسن محمود -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر - میں وزیر خزانہ کا پوائنٹ آف آرڈر سمجھ نہیں سکا کہ وہ یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ آج ہی یہ بل پاس ہو - اور بھی بلز ایسے ہیں جو ملتوی ہوئے ہیں ہم کوشش کریں گے کہ یہ بل آج ہی پاس ہو لیکن ان کو یہ کہنے کا حق نہیں پہنچتا کہ relevant portions قرآن کریم اور حدیث کے اور آئمہ کرام کے ہیں ان کو میں اس ہاؤس میں اپنے دلائل کی support میں پیش نہ کروں -

میں عرض کر رہا تھا کہ عامر بن سعد نے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے پوچھا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ امید ہے اللہ تعالیٰ تمہیں بڑا مرتبہ دے گا اگر آپ سے کچھ لوگوں کو نفع پہنچے گا - میں نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ وصیت کروں اور میری صرف ایک بیٹی ہے - میں نے کہا میں نصف کی وصیت کروں - آپ نے اسے فرمایا نصف بہت ہے - میں نے کہا تو اس سے کم - تو آپ نے فرمایا تیسرے حصے کا مضائقہ نہیں ہے -

یہ میں اس لئے پیش کر رہا ہوں جناب کہ اس بل کے ذریعے وہ ہبہ و گفٹ جن کا ایک مسلمان کو خدا کی طرف سے اختیار حاصل ہے اس کو اس قانون کے ذریعے یہ ختم کرنا چاہتے ہیں - میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ شریعت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے ارشاد کے ذریعے ورثا کے تین درجے

مقرر کیے ہیں ۔ ذوی الفروض دوسرا عصبات تیسرا ہے ذوی الارحام ۔ اب میں آپ کے سامنے یہ پیش کروں گا کہ ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کتنا وقت اور لیں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں زیادہ ہی وقت لوں گا ۔ مجھے اس بات کی وضاحت کرنی ہے کہ میں کیوں اس بل کی مخالفت کر رہا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ Senior parliamentarion ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں سینئر پارلیمنٹیرین کہاں ہوں ۔ جناب سینئر تو اب یہ ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں آپ سے توقع کرتا ہوں کہ آپ اپنی تقریر کو مختصر کریں گے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ مجھ سے بے شک نیک توقعات رکھیں میں ساری رات بیٹھنے کے لئے تیار ہوں ۔ لیکن اپنا نقطہ نظر جو اسلام پر مبنی ہے میں اپنے دلائل کی support میں پیش کرنا چاہتا ہوں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اپنے آپ کو principles تک محدود رکھیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اگر کوئی رولز مجھے forbid کرتے ہوں کہ میں غیر متعلقہ ہوں تو ٹھیک ہے ۔ لیکن میں اپنے نقطہ نظر میں چند دلائل پیش کرنا چاہتا ہوں ۔ اگر کوئی رولز اس کے منافی ہوں تو آپ مجھے روک سکتے ہیں ۔ میں رک جاؤں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بحث کو comprehenseive رکھنے کے لئے اپنے آپ کو principles تک محدود رکھیں ۔ اس طرح وقت بچ جائے گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں سمجھتا ہوں پھر مجھے دو گھنٹے کی ضرورت پڑے گی ۔

جناب والا ۔ دو طبقے ۔ اہم طبقے ہیں ۔ ایک اصل سنت ہے دوسرے اصل شیعہ ہے لیکن کچھ چیزوں پر ان کا اختلاف بھی ہے تو ۹۰ فیصد چیزوں پر وہ متفق ہیں ۔ اگر میں آپ کے فرمان کے مطابق دونوں طبقوں کی

چیزیں نہ پڑھوں تو میں اپنی سنت کی پڑھ دیتا ہوں تاکہ کچھ وقت میں کمی ہو سکے ۔

جناب والا ۔ قانون وراثت جس کے مصنف غلام دستگیر نامی ہیں کے صفحہ ۱۳ پر "قانون اہلسنت میں وارثوں کے درجے" دیتے ہوئے ہیں وہ میں پڑھ دیتا ہوں ۔

سنی قانون کی رو سے وارثوں کی تین قسمیں ہیں (جیسا کہ میں نے عرض کی ہے) (۱) ذوی الفروض جن کو انگریزی میں sharers (مقررہ حصہ پانے کے مستحق) کہتے ہیں کہتے ہیں (۲) عصبات جن کو انگریزی میں Residuaries (یعنی مقررہ حصہ والوں کے حصے دینے کے باقی کے مستحق) سمجھتے ہیں اور (۳) ذوالارحام جن کو انگریزی میں Distant kindred (رحمی رشتہ دار جو ذوالفروض اور عصبات کے علاوہ ہوں) کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔ ہر سہ قسم کے وارثوں کی تفصیل درج ذیل ہے ۔

۱ - ذوای الفروض (۱) باپ (۲) دادا (۳) پڑدادا اوپر تک (۴) شوہر (۵) زوجہ (۶) ماں (۷) دادی (۸) نانی (۹) دادی کی ماں (۱۰) دادا کی ماں (۱۱) نانی کی ماں (۱۲) بیٹی (۱۳) پوتی (۱۴) پڑوتی نیچے تک (۱۵) مادری بھائی (۱۶) بہن (۱۷) سگی بہن (۱۸) سوتیلی بہن ۔

نوٹ : ماں ۔ باپ - بیوی ۔ خاوند اور بیٹی ایسے وارث ہیں جو ہر حال میں حصہ پاتے ہیں ۔ اور کوئی دوسرا وارثان کو محروم نہیں کر سکتا ۔ باپ نہ ہو تو دادا کو

حصہ ملتا ہے ۔ ماں نہ ہو تو دادی
کا (۱/۶) حصہ باقی ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ جناب والا ۔ مخدوم صاحب ایک مہینے تک یہ کتابیں پڑھ سکتے ہیں ۔ جو اسلامی کتابیں قانون وراثت کے لئے لکھی گئی ہیں ۔ اللہ کے فضل سے لوگ مسلمان ہیں وہ اپنے پرسنل لاز کو جانتے ہیں ۔ اور یہاں اکثریت لا گریجوایٹ ممبران کی ہے ۔ یہ تو پڑھتے ہیں ۔ وہ زبانی بتا سکتے ہیں کہ کس طرح اسلام میں وراثت کی تقسیم ہوتی ہے ۔ میں گزارش کروں گا کہ وہ اپنے دلائل کو ذرا محدود کریں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں نے پہلے ہی ان کو point out کیا ہے ۔ جو بات میں نے پہلے بھی آپ کے سامنے رکھی ہے وہ یہ تھی کہ آپ پرنسپل کو discus کریں ۔ جو proposition زیر غور ہے وہ یہ ہے کہ آپ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ سرکار کو لوگوں کی نجی ملکیت پر ہاتھ ڈالنے کا حق حاصل نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ کچھ ورثا کو ۔ کچھ مستحق لوگوں کو جس کے لئے اللہ نے مسلمانوں کو ہبہ کرنے کا حق دیا ہے اس کو جو بل سے نکال دیا ہے وہ غیر شرعی ہے اور اگر یہ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور ضرور رکھتے ہیں تو میرا گلا بھی خراب ہے ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ میری طرف سے یہ چیز پیش کر دیں ۔ پھر میں اپنے دلائل پیش کروں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ بعض اوقات جب آپ کہدیتے ہیں "sharers" اس کے بعد ان کو گنوانے کی ضرورت نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ یہ اس لئے ہے کہ آپ نے ان کو اپنے بل میں گنوایا ہے ۔ آپ نے کہا ہے سوائے بیوہ ۔ بہن اور فلانے رشتہ دار کے باقی سب غلط ۔ میں کیسے ان کو نہ گنواؤں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تو پرنسپل پر بحث کر رہے ہیں ۔ ہو سکتا ہے اس میں تفصیل ہوگی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میری دو چیزیں ہیں ایک تو مسلمان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی جائداد

کسی کو دے دے ۔ دوسرے اسے یہ حق پہنچتا ہے کہ $\frac{1}{3}$ حصہ وہ بطور تملیک یا ہبہ کسی غیر کو دے دے ۔ اس سے زائد کا اختیا نہیں ہے ۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے کہ تم اپنے جائز وارثوں کو جن کی تفصیل میں پڑھ رہا ہوں ان کو محروم نہ کرو ۔ اور وہ جو دے سکتا ہے یہ تو ۱۹۵۷ء سے ہے ۔ یہ قانون ان ہبوں کو ۔ ان تملیکوں کو ۔ ان گفٹ کو کالعدم کرتا ہے جو خلاف شریعت ہیں ۔ اور میں یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ ان لوگوں میں کچھ وہ ہیں جو براہ راست وارث ہیں ۔ کچھ وہ ہیں جو maternal side سے ہیں ۔ کچھ وہ ہیں جو دوسری side سے ہیں ۔ وہ وارث جو ویسے جائداد حاصل نہیں کر سکتے لیکن گفٹ لے سکتے ہیں اور مسلمان کا یہ حق ہے کہ وہ حصہ دے ۔ اس کا ثواب حاصل کرے ۔ اس کو کوئی حکومت یا کوئی آدمی تبدیل نہیں کر سکتا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ I do not want to indulge in a debate میں آپکو suggest کر رہا ہوں کہ آپ بل کے پرنسپل کو مدنظر رکھیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں ان سے پوچھ لیتا ہوں کہ جو اگلی کیٹیگری میں پڑھنے والا ہوں وہ یہ مجھے بتا دیں ۔ وہ قانون دان بھی ہیں ۔ وکیل بھی ہیں اور وہ اپنی پارٹی کی طرف سے بل لائے ہیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں ان کی بات نہیں مانتا لیکن میں جو آپ سے کہہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ مذید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ یہ عصبات کے مجھے رشتے دار بتادیں میں آگے نہیں پڑھوں گا ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ آپ نے ایک ٹرم استعمال کی ہے ۔ یہ presumption ہے کہ سب لوگوں کو پتہ ہوگا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ آپ ان سے پوچھ لیں اگر ان کو پتہ ہے تو میں نہیں پڑھوں گا ۔ اگر یہ وکیل ہیں اور سنت سے واقف ہیں تو مجھے بتادیں کہ عصبات میں کون رشتے دار ہیں ۔ میں نہیں پڑھوں گا ۔ آپ اپنا وقت بچائیں ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر - معزز رکن سب جانتے ہوں گے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا - کوئی volunteer کر دے - یہ کیوں اپنی پارٹی میں بل ڈسکس کر کے نہیں آئے - جو میں point out کر رہا ہوں وہ میں اس امید پر کر رہا ہوں - کہ یہ اپنے فرائض کو سمجھیں گے کہ اللہ کے احکام کی نافرمانبرداری نہ ہو - اگر مجھے اجازت ہو تو میں proceed کروں - اگر ان میں سے کوئی point out کرے تو اسے بیشک حق حاصل ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - میں نے کسی مقام پر یہ نہیں کہا کہ آپ تقریر نہ کریں یا بحث نہ کریں - میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ کچھ تھوڑا سا مختصر کریں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا - تین درجے پڑھنے کے بعد پھر میں اصلی موضوع کی طرف آؤں گا -

چوہدری امان اللہ لک - میرے فاضل دوست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نہایت عالمانہ اور فاضلانہ تقریر فرما رہے ہیں - یہ قیمتی باتیں سننے والی ہیں اور اپنے علم کے احیا کے لئے (کیوں کہ یہ باتیں ہر روز نہیں ہوتی ہیں - کبھی کبھی ہوتی ہیں) کچھ ممبران کو بلا لیا جائے اور وہ ان باتوں کو سن لیں - میں کورم کے متعلق اعتراض نہیں کر رہا ہوں - کچھ ممبران اسمبلی کی لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں ان کو بلا لیا جائے کیونکہ یہ ہاؤس خالی ہوگیا ہے - اب جو قیمتی باتیں ہیں ان کو سننے کے لئے میں استدعا کروں گا کہ انہیں بلایا جائے - کورم کی کمی کے متعلق میرا اعتراض نہیں ہے -

مسٹر ڈپٹی سپیکر - اگر یہ اعتراض نہیں ہے تو یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے - مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا میں لابی کے حصہ پر تھا جب اعتراض اٹھا تھا وہ حصہ $\frac{1}{6}$ تھے -

یہ ابھی نہ ہوں تو ان کی مائیں ہوتی
بیٹے کے ہوتے - اور بڑوتی ہوتے کے
ہو - حصہ نہیں لے سکتی - مادری بہن

بھائی تب وارث ہوتے ہیں جب کہ میت کا باپ دادا اوپر تک ہو نہ بیٹا بیٹی نہ پوتا پوتی نیچے تک۔ اور جب باپ دادا اور بیٹا پوتا نہ ہو تو سگے سوتیلے بھائی بہن کو حق وراثت حاصل ہوتا ہے۔

اب میں عصبات کی طرف آتا ہوں۔

۲ - عصبات۔ (۱) بیٹا جو ہر حال میں حصہ پاتا ہے (اس کے ساتھ بیٹی بھی عصبہ ہو جاتی ہے۔ اور اپنے بھائی سے نصف حصہ لیتی ہے) (۲) پوتا (جس کے ساتھ اس کی بہن بھی عصبہ بن کر اس سے نصف حصہ پاتی ہے) (۳) پڑپوتا (اس کے ساتھ اس کی بہن اور اس کی محجوب پھوپھی بھی عصبہ بن کر وارث ہوتی ہے) (۴) باپ (۵) دادا (۶) پڑدادا اوپر تک (۷) سگا بھائی (اس کے ساتھ اس کی بہن عصبہ بن کر اس سے نصف حصہ پاتی ہے) (۸) سگی بہن جب کوئی مرد عصبہ نہ رہے تو یہ میت کی بیٹی و پوتی پڑپوتی (وغیرہ جو بھی ہوں) کا مقررہ حصہ ادا کرنے کے بعد مابقی پانے کی مستحق ہوتی ہے (۹) سوتیلا بھائی (اس کے ساتھ اس کی بہن عصبہ بن کر اس سے نصف حصہ لیتی ہے) (۱۰) سوتیلی بہن یہ بھی سگی بہن کی طرح فاضلہ حصہ پاتی ہے۔ (۱۱) سگا بھتیجا اور اس کے بیٹے پوتے۔ (۱۲) سوتیلا بھتیجا اور اس کے بیٹے پوتے۔ (۱۳) سگا چچا۔ (۱۴) سوتیلا

چچا - (۱۵) سگے چچا کا بیٹا اور اس کے بیٹے پوتے - (۱۶) سوتیلے چچا کا بیٹا اور اس کے بیٹے پوتے -

ہر حالت میں قریبی بعیدی کو ، مقدم نمبر والا مؤخر نمبر والے کو محروم کرتا ہے - مثلاً میت کا پڑوتا یا اس کا بیٹا پوتا عصبہ بن کر ذوی‌الفروض سے بچا ہو مال لیگا - باپ نہ لے گا - سگی بہن لے گی - سوتیلا بھائی یا سگا بھتیجا نہ لے گا۔ (اوٹ) ذوی‌الفروض سے بچا ہوا مال پانے کا مستحق عصبہ ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی بھی نہ ہو تو سب کچھ عصبہ ہی کا مال ہے - مثلاً ۱۸ ذوی‌الفروض میں سے کوئی بھی نہیں ہے اور ایک بھتیجا ہے یا نواسہ ہے - تو کل مال برادرزادہ کا حق ہے - نواسہ کا بھی نہیں - اگر نانا اس کو بذریعہ ہبہ کل جائداد یا بذریعہ وصیت تیسرا حصہ دیا جائے تو یہ اور بات ہے -

جس طرح بیٹی کے ساتھ پوتی چھٹا حصہ لیتی ہے اور دو بیٹیوں کے ساتھ محروم ہو جاتی ہے بشرطیکہ اس کے درجے کا یا نچلے درجے کا مرد (میت کا پوتا پڑوتا) اسے عصبہ نہ بنا دے - اسی طرح سگی بہن کے ساتھ سوتیلی ششم حصہ پاتی ہے اور دو سگی بہنوں کے ہوتے محروم ہوجاتی ہے -

(۳) ذوی‌الارحام - جو چار قسموں میں منقسم ہے اور صرف اس وقت وارث ہوسکتے ہیں جب مندرجہ بالا ذوی‌الفروض

اور عصبات میں سے کوئی نہ ہو ۔ سوائے میت کی بیوی یا خاوند کے جن کا غیر کمتر حصہ (ایک چوتھائی یا نصف) دے کر باقی ذوی‌الارحام سے لے سکتے ہیں ۔

پہلی قسم : (۱) بیٹی کی اولاد (لواسہ نواسی) اور اولاد کی اولاد (۲) پوتی کی اولاد نیچے تک اور اولاد کی اولاد ۔

دوسری قسم : (۱) جد فاسد مثلاً نانا ۔ نانی کا باپ ۔ نانا کا باپ ۔ دادی کا باپ یعنی ہر دو بزرگ جس کے اور میت کے کے درمیان کسی رشتہ دار عورت کا واسطہ ہو ۔

تیسری قسم : (۱) سگی بھتیجیاں اور ان کی اولاد (۲) سوتیلی بھتیجیاں اور ان کی اولاد ۔ (۳) مادری بھائی کے بیٹے ، بیٹیاں اور ان کی اولاد ۔ (۴) سگے بھتیجوں کی بیٹیاں نیچے تک اور ان کی اولاد ۔ (۵) سوتیلے بھتیجوں کی بیٹیاں اور ان کی اولاد ۔ (۶) سگی ، سوتیلی اور مادری بہنوں کے بیٹے بیٹیا اور ان کی اولاد ۔

چوتھی قسم : (۱) سگے چچاؤں کی بیٹیاں اور ان کی اولاد ۔ (۲) سوتیلے چچاؤں کی بیٹیاں اور ان کی اولاد ۔ (۳) مادری چچے کی بیٹیاں ، بیٹے اور ان کی اولاد ۔ (۴) سگے چچا کے بیٹوں کی بیٹیاں نیچے تک اور ان کی اولاد ۔ (۵) سوتیلے چچا کے بیٹوں کی بیٹیاں نیچے تک اور اور ان کی اولاد ۔ (۶) پھوپھیاں (سگی ، سوتیلی یا مادری) ان کے بیٹے بیٹیاں اور ان کی اولاد ۔ (۷) ماموں

اور خالائیں کے بیٹے بیٹیاں اور ان
کی اولاد ۔

یہ جناب قانون ملکیت ہی نہیں بلکہ قانون وراثت ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے مزید یہ حق ادا کیا ہے کہ جائداد کا ایک تہائی حصہ وہ کار خیر کے لئے کسی ادارے کو دیدے ۔ کسی مسجد کو دیدے ۔ کسی تبلیغی ادارے کو دیدے ۔ کسی نیک کام کے لئے کسی ادارے کو دیدے اور حکومت کسی شکل میں کسی حالت میں واپس نہیں لے سکتی اور یہ تمام چیز غیر شرعی ہوگی ۔ جناب والا ۔ اس قانون میں یہ کہا گیا ہے کہ تمام non-heirs کو یکم مارچ ۱۹۶۷ء سے ۲۰ دسمبر ۱۹۷۱ء تک دی گئی ہیں ۔

وزیر مال ۔ ۱۹ دسمبر ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ I am sorry ۲۰ کی بجائے ۱۹ دسمبر ۔ تو وہ سب invalid قرار دیدی گئی ہیں ۔ ایک طرف سے تو یہ جماعت ریڈیو اور ٹیلیویژن کے ذریعے قوم کو یقین دہانی کراتے ہیں کہ نہیں۔ حزب اختلاف والے تو یہ کہتے تھے کہ وہ قانون نہ بنایا جائے جو قرآن اور سنت کے منافی ہو اور جناب مولانا کوثر نیازی صاحب ٹیلیویژن پر ترجمانی فرما رہے تھے کہ آئینی دفعہ کی اپوزیشن تو negative چاہتی ہے ہم تو مثبت اقدام کر رہے ہیں۔ ہم کوئی قانون نہیں بنائیں گے جو قرآن اور سنت کے خلاف ہو ۔ وہ تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ نہ بنایا جائے ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ نہیں بنائے گئے اور جناب سپیکر ۔ آج یہ قانون اللہ کے اختیارات میں صریحاً مداخلت ہے ۔ اس میں تبدیلی ہے جو اللہ کے غضب کو دعوت دیتی ہے اور اس میں ایک شق رکھی گئی ہے کہ اگر کسی کو یہ اعتراض ہو کہ یہ قانون قرآن اور سنت کے منافی ہے تو اگر اسمبلی کی اکثریت اس کو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں ریفر کرنا چاہتی ہے تو کر سکتی ہے ۔ تو ان تمام چیزوں کو بیان کرنے کے بعد میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ہر ممبر کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے قول اور فعل میں تضاد نہ کرے ۔ وہ جو کہتا ہے وہ اقرار زبان جو کرتا ہے اس کے ساتھ تصدیق قلب بھی لازمی ہے ۔ اگر ایک اعلان کرتے ہیں ۔ ایک یقین دہانی کراتے ہو تو قرآن اور سنت کی روشنی میں اس پر پابندی کرو اور اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ چونکہ یا اگر ممبران یا پارٹی لیڈر کے ماتحت ان اہم چیزوں کو اور احکام الٰہی

کو پس پشت ڈالیں تو ہمیں اس صورت میں عدالت میں چارہ جوئی کی اجازت دی جائے لیکن وہ بھی نہیں دی گئی ۔ تو ہم امید کرتے ہیں کہ یہ صاحبان جو ابھی کہہ رہے تھے کہ ہم ان تمام چیزوں کو بخوبی جانتے ہیں اور اچھی واقف ہیں تو میں ان سے اپیل کروں گا کہ آپ اس کو اسلامک آئیڈیالوجی کونسل میں ریفر کریں اور ان کی ہدایت کے بعد اگر کوئی عمل درآمد کرنا ہے تو اس پر عمل درآمد کیا جائے ۔ جو آپ نے یہ تمیز کی ہے کہ widown sister کی بھی اجازت ہے لیکن باقی sisters محروم ہیں تو یہ کیسے حکم سے آپ کر رہے ہیں ۔ اس میں کوئی مصلحت ہے ۔ آپ کو کوئی حق اختیار دیا ہے کہ وہ حد بندی ، اور وہ وراثت کا نظام ، وہ حق مالکیت جو اللہ تعالیٰ نے پاکستان کے عوام کو دیا ہے آپ ان کو غصب کریں ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ یہ کہاں کی اور کیونکر آپ دلیل دے سکتے ہیں ۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک حق دیا ہے کہ وہ ہبہ کرے اور آپ نے یہ شرط لگائی ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ کورم بہت زیادہ ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ اعتراض کوئی نہیں ہے تو پھر ٹھیک ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ اعتراض ہے ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

There will be 20 minutes break for tea, we shall re-assemble at ten to twelve of the clock.

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی وقفہ چائے کے لئے ملتوی ہوگئی)

(وقفہ چائے کے بعد مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ایوان میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ گنتی کی جائے ۔ ۔ ۔ گنتی کی گئی ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی جائے ۔ ۔ ۔ گھنٹی بجائی گئی ۔ ۔ ۔ کورم پورا

ہوگیا ہے ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ جناب کو یاد ہوگا کہ جناب چودھری ممتاز احمد کاہلوں نے one the floor of the House پر یقین دلایا تھا کہ وہ فحش لٹریچر کو بند کرنے کے لئے ایک سخت قانون اس ایوان میں اس سیشن میں لے آئیں گے اور وہ ایسا قانون اس سیشن میں نہیں لائے ۔ on the floor of the House جو یقین دہانی دی جائے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایوان کی تقدیس کے خلاف ہے کہ اس کو پورا نہ کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ کیا آپ نے یقین دہانی دی تھی کہ فحش اور عریاں لٹریچر کو بند کرنے کے لئے آپ بڑا سخت قانون لا رہے ہیں ؟

وزیر اطلاعات ۔ ہم قانون لا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ اس سیشن میں غالباً لانا تھا ۔ کیا آپ نے وہ قانون تیار کر لیا ہوا ہے ؟

وزیر اطلاعات ۔ میں چند جملے جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں ۔ جو فحش لٹریچر ہے اس کے متعلق ایک سوال بھی اگلے دن آیا تھا ۔ اس کا میں نے جواب دیا تھا ۔ شاید اس وقت علامہ صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ میں شاید اپنی بات نہیں سمجھا سکا ۔ فحش لٹریچر پر جس دن یہ سوال آیا اور بحث ہوئی تھی ۔ اس دن آپ نے یہ یقین دلایا تھا کہ اس سیشن میں آپ ایک ایسا سخت قانون لائیں گے جس سے فحش لٹریچر کی اشاعت کا انسداد ہو جائے گا ۔ میرا مطلب کہنے کا یہ ہے کہ اس ہاؤس کی پروایج ہے کہ on the floor of the House جو یقین دہانی آپ دلائیں ایوان کی تقدیس کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو آپ پورا کریں ۔ آپ اگر پورا نہیں کر سکتے تو میں اس پر زور نہیں دیتا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ اسمبلی چونکہ اب ملتوی ہو رہی ہے تو آپ بے شک ایک آرڈیننس نکال دیں ۔ اس بات کا وعدہ کر دیں ۔ لیکن اس کی طرف توجہ ضرور دیں ۔

وزیر اطلاعات ۔ جناب سپیکر ۔ میں تھوڑی سی وضاحت پیش کرتا

چاہتا ہوں ۔ میں نے غالباً یہ یقین دہانی دی تھی کہ اگر موجودہ قوانین میں کوئی کمی ہو کہ ہم ایکشن نہ لے سکتے ہوں پوری طرح سے تو پھر اور بھی سخت قوانین وضع کئے جائیں گے ۔ میں نے یہ دیکھا ہے ۔ جہاں تک فحش لٹریچر کو بند کرنے کے لئے ہمیں قوانین کی ضرورت تھی وہ ہمارے پاس موجود تھے جن کے تحت ہم ان کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں چنانچہ غالباً ۲ بند کر دئے گئے ہیں ۔ بہت سا لٹریچر پولیس نے چھاپے مار کر ضبط کیا ہے ۔ دو تین آدمیوں کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری ہو چکے ہیں جن کے متعلق یہ شبہہ تھا کہ یہ اس کاروبار کو چلا رہے ہیں ۔ اس کے متعلق میں ابھی پتا کرتا ہوں اور جناب علامہ ارشد صاحب کے لئے انفارمیشن آفس سے معلومات فراہم کرتا ہوں ۔ اور ان کو بتاتا ہوں کہ اگر یہ سمجھیں کہ اس سے زیادہ سخت قانون آنا چاہیے تو پھر میں ان کو یہ بھی دعوت دیتا ہوں کہ یہ میرے پاس بیٹھ کر تھوڑا سا وقت نکالیں ۔ ہم وضع کرتے ہیں ۔ پھر لا ڈیپارٹمنٹ کے پاس vetting کے لئے بھیج دیتے ہیں ۔ ہم آرڈیننس پیش کرنے یا پاس کرنے سے بھی گریز نہیں کریں گے ۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ خاص موثر کارروائی ہو رہی ہے جو پولیس اس طرح سے چھاپے مار رہی ہے اور لوگوں سے فحش لٹریچر برآمد کر رہی ہے ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مثالوں سے یکلخت بے ہودہ قسم کی سیریز اور فحش قسم کا جو کاروبار ہو رہا تھا ۔ میں نے جہاں تک مطالعہ کیا کیا ہے وہ بند ہو چکا ہے ۔ لیکن اگر اس میں آپ سمجھیں کہ کچھ کمی ہے تو میں یقین دلاتا ہوں جناب سپیکر ۔ کہ ضرور اور بھی مناسب کارروائی کی جائے گی ۔ اور سخت قانون کر دیا جائے گا اور اس کے سدباب کے لئے وہ جاری کر دیا جائے گا ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ جناب والا ۔ میں جناب فاضل وزیر صاحب کی اس تقریر سے مطمئن ہوں کہ وہ اس کے لئے آمادہ ہیں ۔ جہاں تک ہماری co-operation کا تعلق ہے میں حاضر ہوں ۔ جس وقت بھی مجھے بلائیں گے میں حاضر ہو جاؤں گا ۔ لیکن میں اس سے اتفاق نہیں کرتا کہ جو کچھ

پولیس نے اس وقت تک کیا ہے اس سے فحش لٹریچر کا انسداد ہوا ہے یا کوئی موثر کارروائی ہوئی ہے۔ میں اس پر اطمینان کا اظہار نہیں کر سکتا۔ آپ جب فرما رہے ہیں تو کسی وقت بیٹھ کر بات کر لیں گے اور قانون سازی بھی ہو جائے گی۔ جناب والا۔ میری ایک پرولیج موشن ہے اگر جناب اجازت دیں تو میں عرض کرتا ہوں۔ تقریباً اڑھائی سو کے قریب تحریک التوا تھیں۔ جو اس صوبے کی سیاسی صورت حال کے متعلق تھیں۔ میرے درمیان اور قائد ایوان کے درمیان یہ طے ہوا تھا کہ بجائے اس کے اتنی ہی قراردادوں پر بحث کی جائے اور اس سے ایوان کا وقت بھی زیادہ صرف ہو تو بہتر یہی ہے کہ ان چیزوں کے لئے تینوں معاملات کے لئے ایک ایک دن مخصوص کر دیا جائے اس میں سے ایک دن مخصوص کیا جانا چاہیے تھا صوبے کی سیاسی صورت حال پر۔ کیونکہ وہ زیر بحث نہیں آ سکی اور یہاں اس ہاؤس میں یہ یقین دلایا گیا تھا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ breach of privilege ہے۔

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میرے معزز دوست علامہ رحمت اللہ ارشد صاحب نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے میرا خیال تھا کہ ان کو اسے پیش کرنے کی ضرورت پیش نہیں آنی چاہیے۔ اور میں از خود اس سلسلے میں کچھ گزارشات آپ کے توسط سے اس ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ ہمیں اچھی طرح سے اس بات کا احساس ہے اور یہ بھی طے شدہ بات تھی کہ سیاسی صورت حال پر غور کرنے کے لئے ایک دن وقف کیا جائے۔ لیکن ایک ایسی صورت رہی کہ لیجسلیشن کے کام میں بعض اوقات پرائیویٹ ممبرز ڈے جو اس ہاؤس کا ایک حق ہے اور بہت اہم دن ہوتا ہے اس کو بھی استعمال نہ کیا جائے۔ اور ایک ادھ دن پرائیویٹ ممبرز ڈے میں سے بھی ہم نے استعمال نہیں کیا۔

علامہ رحمت اللہ ارشد۔ وہ ہم خود دیا تھا۔

وزیر خزانہ۔ بجا ہے آپ ہی نے دیا۔ اور ایک طرح سے اس لئے دیا کہ اس سے اندازہ میں یہ کرانا چاہتا ہوں اور یہ بھی یاد دلانا چاہتا ہوں

کہ کام کی نوعیت ایسی تھی کہ پرائیویٹ ممبرز کے بھی استعمال کرنا ضروری سمجھا گیا اور لیجسلیشن کی گئی ۔ اور یہ آپ کے اتفاق سے ہوا ۔ یہ نہیں کہ ہماری نیت نہیں تھی کیونکہ ہمیں بھی ایک موقع ہوتا ہے کہ ہم ہاؤس کے سامنے ایک صحیح صورت حال پیش کر سکیں اور اس معزز ایوان اور اس ایک اہم فورم کے ذریعے ہی پوری آبادی کے سامنے صحیح صورت حال پیش کر سکتے ہیں ۔ اس لئے ہم بھی اس کے لئے بے حد خواہش مند تھے لیکن جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ صورت حال ایسی رہی جس کے باعث یہ موقع پیدا نہیں ہو سکا اس لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ آج چونکہ آخری دن ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ آج کے بعد اسمبلی کچھ عرصہ کے لئے ملتوی ہو جائے تو اس لئے اس ایک ہی صورت ہے کہ آج کے بعد جب ہم دوبارہ ملیں اور بجٹ سیشن کے لئے اسمبلی کا دعوت نامہ سب کو ملے تو ابتدائی دنوں میں ایک دن سیاسی صورت حال پر بحث کرنے کے لئے وقف کر لیا جائے ۔ ہم اس کے لئے اسی طرح جذبات رکھتے ہیں اسی طرح خواہش مند ہیں جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے یہاں اظہار کیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ وزیر خزانہ صاحب کی تجویز بڑی معقول ہے ۔ لیکن ایک اس میں technical flaw پیدا ہو گیا ہے کہ بجٹ سیشن میں تحریک التوا technically admit نہیں ہوں گی ۔ یا تو یہ کہیں کہ سیشن بلایا جائے گا ۔ کچھ دن پہلے باقی بزنس ہوگا اور اس کے بعد بجٹ کا کام ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ یہی تجویز زیر غور ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تحریک التوا نہیں ہے اصل صورت حال وہی ہے جو جناب محمد حنیف رامے صاحب نے فرمائی ہے کہ بجٹ سے کچھ دن پہلے اجلاس بلا لیں گے اور جن دنوں میں بجٹ پیش نہیں ہوگا تو ایک دن سیاسی صورت کے لئے مقرر کر دیا جائے گا ۔ تو ٹھیک ہے ۔ ہمیں منظور ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا

جناب سپیکر کہ اس مکمل ضابطہ حیات جو قرآن کریم کے ذریعے مسلمانوں کو حاصل ہوا ہے اس میں ورثاء کے لئے وراثت کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑا لازمی قرار دیا اور اسی لئے حد مقرر کی ہے کہ ایک تہائی سے زیادہ جائیداد کوئی کسی کو گفٹ نہیں کر سکتا ۔ اور پھر رشتہ داروں کی تعداد اور ان کے درجے مقرر کئے ہیں اور ساتھ ہی یہ حکم فرمایا ہے کہ اپنی جائداد تقسیم کرتے وقت پہلے اپنے اقرباء - پھر یتیموں اور پھر مساکین کو اس جائیداد میں سے دو ۔ اس قانون سے وہ گفٹ جو کہ ۱۹۶۷ء میں کیے گئے اور جس پر لوگوں نے گورنمنٹ کے خزانہ میں گفٹ ٹیکس داخل کیا ہے ۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے جائز شرعی اور قانونی حق کو retrospective effect کے ساتھ کالعدم قرار دیا جائے ۔ یہ بڑے واضح احکامات ہیں اور میں اکثریتی پارٹی کو یہ اپیل کرتا ہوں انہوں نے قوم کو پورا یقین دلایا ہے کہ ان کی پارٹی کوئی قانون قرآن و سنت کے خلاف نہیں بنائے گی ۔ اور تعلیمات قرآن کا جو سبق ریڈیو پر دیا جاتا ہے ۔ اس میں بار بار یہ دہرایا جاتا ہے ۔ لیکن اگر آپ کے قول اور عمل میں آج اسمبلی میں تضاد ہوتا جاتا ہے تو ہم مجبور ہو جائیں گے اس چیز کو سمجھنے کے لئے کہ آپ عوام کو کچھ بتاتے ہیں اور قانون سازی میں آپ دیدہ دانستہ قرآن کی خلاف ورزی کرتے ہیں ۔ اس لئے میں conclude کرتے وقت تین آیات آپ سے اجازت لے کر ایوان کے سامنے پیش کروں گا اور اس کے بعد میں ممبران اسمبلی کو اپیل کروں گا کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز کو سنیں ۔ اللہ اور رسول کی فرمانبرداری کریں اور اس کی روشنی میں یہ فیصلہ کریں کہ یہ قانون اسلام ۔ قرآن اور سنت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے یا اس کے ساتھ متضاد ہے ۔

اللہ تعالیٰ نے تین جگہوں پر بنی اسرائیل اور دوسری قوموں کو چیلنج کیا ہے جنہوں نے قرآن کو اور نظام قرآن کو چیلنج کیا تھا وہ میں مختصراً پانچ منٹ میں تین آیات پیش کر دیتا ہوں ۔ یہ آیت نمبر ۸۸ ہے۔ جب بنی اسرائیل نے قرآن کو اور نظام قرآن کو چیلنج کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ

نے اپنے نبی کے ذریعے کہا " کہہ دو کہ اگر انسان اور جن اس بات پر مجتمع ہوں کہ اس قرآن جیسا بنا لائیں تو اس جیسا نہ لا سکیں گے ۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے مددگار ہوں" ۔ یہ پورے قرآن کے لئے چیلنج تھا ۔ لیکن اس کے بعد یہ ایک اور آیت آئی جس میں یہ حکم ہوا جب لوگوں نے چیلنج کیا ۔ " کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ پیغمبر نے اس کو اپنی طرف سے بنا لیا ہے ۔ کہہ دو اگر سچے ہو تو تم بھی اسی طرح کی ایک سورت بنا لاؤ اور خدا کے سوا جن کو تم بلا سکو بلا بھی لو" ۔

اب جناب والا ۔ میری عرض یہ ہے کہ party mandate اپنی جگہ پر ٹھیک ہے ۔ جہاں لیجسلیشن قرآن و سنت کے منافی نہیں ہے اس پر bad لیجسلیشن بھی ہو سکتی ہے اس کو ہم criticise کریں خواہ کچھ کریں ۔ لیکن آپ کو حق ہے کہ آپ اس بل کو پاس کریں لیکن جہاں قرآن کے واضح احکامات ہیں کم از کم اپنی پارٹی کی یقین دہانی پر اس پر ضرور عمل درآمد کریں تاکہ لوگوں میں آپ کا بھرم رہ جائے ۔ ورنہ لوگ کیا سمجھیں گے ۔ کیا میں جو کہہ رہا ہوں وہ غلط ہے ۔ میں بدکار ہوں ۔ بدعمل ہوں ۔ چودھری محمد انور سمہ صاحب ٹھیک کہتے ہیں کہ ان کو حیرت ہوتی ہے کہ وہ مجھ سے قرآن کے الفاظ سنتے ہیں میں نے کب دعوے کیا ہے کہ میں فرشتہ ہوں ۔ میں آپ سب سے کم ترین مسلمان ہوں ۔ بد عمل مسلمان ہوں لیکن خدا کا شکر ہے بد عقیدہ نہیں ہوں ۔ ایمان رکھتا ہوں ۔ مجھے یقین کامل ہے کہ میری اپنی زندگی اطاعت الہی اور اطاعت رسول میں ہے ۔

وزیر قانون - جناب والا ۔ انسان کتنا ہی بد عمل کیوں نہ ہو لیکن جب قرآن کریم کی آیات پڑھی جائیں تو اس وقت باوضو ضرور ہونا چاہئے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ پتا نہیں انہوں نے مجھے کیسے دیکھ لیا ہے کہ میں باوضو نہیں ہوں ۔ دنیا والے جانتے ہیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ابھی سگریٹ پی کر آ رہے ہیں ۔

Mr. Speaker. No such as presions.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ انہوں نے غلط

بیانی سے کام لیا ہے ۔ انہوں نے مجھے سگریٹ پیتے دیکھا ہی نہیں ۔ اس کے بعد میں غسل خانے میں گیا ہوں ۔

جناب والا ۔ یہ ایک hardship تھی ۔ کچھ خاندان ایسے تھے جنہوں نے رواج پر عمل کیا ۔ جناب سپیکر۔ آپ سے بہتر کس کو علم ہوگا۔ آپ اچھی اچھی فیملیز کو جانتے ہیں کہ جہاں عورتوں کے حصے ہوتے ہیں ۔ وہاں باپ کے مرنے کے بعد عورتیں جو با پردہ ہیں وہ اپنے عزت و وقار اور خاندان کو ملحوظ خاطر رکھتی ہیں ۔ وہ اپنے حصے سے دست بردار ہو جاتی ہیں اور وہ حصہ بھائیوں کو منتقل ہو جاتا ہے ۔

(قطع کلامیاں)

اس لئے میں عورتوں کی حمایت کرتا ہوں ۔ اس لئے میں مستورات کی حق طلبی کر رہا ہوں ۔ ایک تو میں یہ چاہتا ہوں کہ تمام بہنیں چاہے وہ شادی شدہ ہوں یا غیر شادی شدہ ان کو اس حق سے محروم نہ کریں ۔ یہ خلاف شریعت ہے ۔

جناب والا ۔ دوسرے ہو سکتا ہے کسی کی بہو ہے بد قسمتی سے اس شخص کا بیٹا حادثے میں مرجاتا ہے اس لڑکی کا کوئی وسیلہ نہیں ہے ۔ باحیا لڑکی ۔ با شرم لڑکی اس خاندان میں اپنی زندگی گزار دیتی ہے ۔ کیا اس آدمی کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اپنی بہو کو ہبہ کرے ۔

مسٹر سپیکر ۔ مسٹر محمد انور سمہ میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ پابندی ہے کہ ایک خاص limit سے زیادہ جس کے پاس اراضی وہ بھی ہبہ نہیں کر سکتا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ وہ بھی نہیں کر سکتا ہے ۔ ۱۹۶۷ء میں تھا کہ اگر وہ گورنمنٹ کو گفٹ ٹیکس ادا کر چکا ہے تو اس کو legal right accrue ہو چکا ہے لیکن اس قانون کے ذریعے وہ تمام حقوق سے محروم کر دیا جائے گا ۔ یہ کہاں کا انصاف ہے ۔ یہ کہاں شریعت کی پابندی ہے ۔ یہ کہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ و سلم کی تابعداری ہے ۔ جو چاہیں کہیں جو چاہیں کریں لیکن آپ صریحاً خدا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانبرداری کر رہے ہیں ۔ اس سے نقصان ہمیں نہیں

ہوتا۔ آپ اتنی واضح اکثریت رکھتے ہیں۔ آپ اتنے لوگوں سے وعدے کرتے ہیں۔ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ و سلم میں آپ ثبوت دیجئے۔ آپ پاکستان کی سالمیت اور بالا دستی اسلام سے زیادہ پارٹی ڈسپلن اور دوسری چیزوں کو عزیز تر سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ میں اختصار کے ساتھ وزیر متعلقہ اور اکثریتی پارٹی کے ممبران سے اپیل کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر قرآن کریم کی تمام آیات کو مدنظر رکھ کر احکام نبوی کے تحت آج یہ ثابت کریں کہ جو لگن میں آپ نے یقین دہانی کی ہے اس ایوان میں اس پر عمل درآمد کیا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مسٹر سپیکر۔ اب سوال یہ ہے:

> کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کے قاعدہ ۷۷ (۱) کے تحت یہ اعتراض اٹھایا گیا ہے کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے بحیثیت مجموعی قرآن پاک اور سنت میں بیان کردہ اسلامی تعلیمات اور تقاضوں کے منافی ہے اور یہ تحریک پیش کی ہے کہ اس مسودہ قانون کے بارہ میں مشورہ حاصل کرنے کے لئے اسلامی مشاورتی کونسل سے رجوع کیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا۔ میں ڈویژن کا مطالبہ کرتا ہوں۔

مسٹر سپیکر۔ مجھے تو ظاہری طور پر تسلیم ہے کہ فیصلہ "نہیں" والوں کے حق میں ہے۔ چونکہ آپ اعتراض کر رہے ہیں کہ زیادہ ووٹ "ہاں" والوں کے حق میں ہیں کہ اس مسودہ قانون کو اسلامی مشاورتی

کونسل کے پاس بھیجا جائے اس لئے جو اس کے حق میں ہیں وہ اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میں ایک عرض کرتا ہوں کہ ممکن ہو سکتا ہے کہ یہ مسئلہ چونکہ دین کا ہے ۔ مذہب کا ہے ۔ اس میں کچھ ووٹ پڑیں ۔ کھڑے ہونے سے وہ چیز پیدا نہیں ہوتی ۔ ہر ممبر کو حق دیا جائے کہ وہ اس ووٹنگ میں حصہ لے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میری تو اس کے متعلق کچھ الٹی رائے ہے ۔ چونکہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ مسئلہ اسلامی ہے اور ممبران اگر اس کو اسلامی مسئلہ سمجھتے ہیں تو وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں تاکہ دنیا دیکھے کہ اسلام کے متعلق فیصلہ کیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ کھڑے ہونے میں اور ووٹ درج کرانے میں بڑا فرق ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ جو اس کے حق میں ہیں کہ اس کو اسلامی مشاورتی کونسل کے پاس بھیجا جائے وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جو اس کے خلاف ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں ۔ ۔ ۔ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ کچھ ممبران لابی میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ممکن ہو سکتا ہے وہ اس کے حق میں ووٹ ڈالیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں تو لابی والوں کا انتظار نہیں کر سکتا ۔ فیصلہ "نہیں" والوں کے حق میں ہے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور کی ترمیم نمبر ۲ یہ ہے کہ اس مسودہ قانون کو ۱۵ اپریل ۱۹۷۳ء تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔ ان کی یہ ترمیم infructions ہو گئی ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ چودھری امان اللہ لک اپنی ترمیم نمبر ۳ پیش کریں ۔

Chaudhry Amanullah Lak. Sir, I move,

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill 1973, as recom-

mended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 2nd May, 1973.

Mr. Speaker. The motion moved is :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 2nd May, 1973.

وزیر مال ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1973.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1973.

وزیر مال ۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

Haji Muhammad Saifullah Khan. Sir, I move :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to a

Select Committee consisting of the following Members with the instruction to report thereon by 31st May, 1973 :—

1. Makhdum Hamid-ud-Din.
2. Khan Amir Abdullah Khan Bokhari.
3. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
4. Malik Muhammad Azam.
5. Chaudhri Lal Khan.
6. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood.
7. Rana K. A. Mahmood.
8. Sh. Aziz Ahmad.
9. Mr. Khalid Nawaz Khan Watto.
10. Syed Nazam Hussain Shah.
11. Syed Tabish Alwari.
12. Haji Muhammad Saifullah Khan.

Mr. Speaker. The Amendment moved is :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to a Select Committee consisting of the following Members with the instruction to report thereon by 31st May, 1973 :—

1. Makhdum Hamid-ud-Din.
2. Khan Amir Abdullah Khan Rokari.
3. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
4. Malik Muhammad Azam.
5. Chaudhri Lal Khan.

6. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood.
7. Rana K. A. Mahmood.
8. Sh. Azlz Ahmad.
9. Mr. Khalid Nawaz Khan Watto.
10. Syed Nazam Hussain Shah.
11. Syed Tabish Alwari.
12. Haji Muhammad Saifullah Khan.

وزیر مال - میں اس کی مخالفت کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری - جناب والا ۔ میری ایک ترمیم تھی ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب اس کا ۲۸ تاریخ کا نوٹس ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ مجھے یہ یقین نہ تھا کہ یہ بل زیر بحث آئیگا یا نہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اپنی ترمیم پیش کردیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے - ۱۵ جون ۱۹۷۳ء تک رائے عامہ منظور کرنے کے لئے متداول کرایا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے ۱۵ جون ۱۹۷۳ء تک

رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول
کرایا جائے ۔

Minister for Revenue. I oppose sir.

مسٹر سپیکر ۔ میاں خورشید انور ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ اس اہم ترین قانون میں اگرچہ یہ افسوس کی بات ہے کہ زرعی اصلاحات کو نافذ ہوئے کافی عرصہ گزر چکا ہے اور وزیر صاحب کو بھی اندازہ ہوگا کہ ان اصلاحات میں کیا کیا خامیاں تھیں ۔ کتنا اچھا ہوتا اگر وہ ان خامیوں کو دور کرنے کے لئے ایسی ترامیم لے آتے کہ ان اصلاحات کو زیادہ سے زیادہ موثر بنایا جا سکتا ۔ جناب والا ۔ ہر سر اقتدار پارٹی نے انتخابات سے پہلے اور اس کے بعد بھی کسانوں کی حالت بہتر بنانے کے لئے بڑے بلند بانگ دعوے کئے تھے ۔ انہوں نے اپنے منشور میں دعوہ کیا تھا کہ وہ ہر آدمی کو ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ دیا جائیگا ۔ اور کچھ لوگوں نے اس وقت کہا تھا کہ یہ بالکل غلط نعرہ ہے ۔ اس ملک میں اتنا رقبہ نہیں ہے ۔ اگر کوئی ایسا انتظام کر لیں کہ چاند پر کچھ لوگوں کو آباد کیا جا سکے ۔ تو ہو سکتا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ رقبہ فی کس تقسیم کیا جاسکے گا ۔ پاکستان کا کل رقبہ جس میں سمندر ، دریا ، پہاڑ اور سڑکیں ہیں اور ان میں آبادیاں بھی شامل ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ آپ کس بات پر تقریر کر رہے ہیں ؟

میاں خورشید انور ۔ تو جناب والا ۔ ان سب کو ملا کر اگر آپ تقسیم کریں تو ساڑھے بارہ ایکڑ کسی کو نہیں مل سکتے تھے ۔ تو میرا مطلب یہ ہے کہ زرعی اصلاحات اور جب دعووں کا وقت گزر گیا اور آپ لوگوں نے ووٹ لے لئے تو کم از کم اس وقت بھی آپ کو احساس ہو جانا چاہئے تھا کہ آپ نے جو غلط قسم کے وعدے کئے تھے وہ زرعی اصلاحات کے بعد قطعاً پورے نہیں ہوئے ۔ ان کے نفاذ کے بعد قطعاً پورے نہیں ہوئے بلکہ ان اصلاحات سے بہت سے مسائل پیدا ہو گئے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب ۔ یہ چیز اس وقت زیر بحث نہیں ہے ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ ترامیم کو اور موثر بنایا جاتا ۔

ایک آواز۔ جناب سپیکر ۔ ان کے پاس کہنے کے لئے کوئی مواد ہی نہیں ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ تو چاہتے ہیں کہ اس سے بھی ترامیم سخت ہونی چاہئیں ۔

میاں خورشید انور ۔ جناب والا ۔ آپ پریکٹیکل تجربات کر چکے ہیں کہ ان اصلاحات کا کیا حال ہوا ہے ۔ کہ ہم نے یہ کر دیا ہے وہ کر دیا ہے ۔ سب لوگ جانتے ہیں جب آپ کا تجربہ ہو چکا ہے تو چاہئے یہ تھا کہ ان تکالیف کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ زیادہ موثر ترامیم پیش کرتے ۔ تا کہ آپ کا بنایا ہوا قانون زیادہ سے زیادہ موثر ہو سکتا اور زیادہ سے زیادہ آبادی کو اس سے فائدہ پہنچتا ۔ میں ترمیم کی مخالفت نہیں کرتا ہوں لیکن میں کہتا ہوں کہ ان ترامیم کو زیادہ سے زیادہ موثر بنایا جا سکتا تھا ۔ ویسے چودھری صاحب نے اچھا کیا ہے ۔ بڑی سردردی مول لی ہے اور بڑی محنت سے وہ یہ چند ترمیم اچھی لے آئے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ اچھا بنایا جا سکتا تھا ۔ اور اب جتنی بھی آپ قانون سازی کریں ۔ ترامیم لائیں ۔ اصلاحات کا ڈھنڈورا پیٹیں اس وقت تک ان سے کوئی مفاد نہ ہوگا جب تک آپ لوگوں کو حقائق سے آگاہ نہ کریں ۔ ایک طرف آپ شور مچاتے رہیں گے کہ ہم ہر ایک کو مالک بنانا چاہتے ہیں ۔ دوسری طرف آپ بڑے بڑے زمینداروں کو اب بھی تحفظ دے رہے ہیں ۔ لوگوں کو آپس میں لڑایا جا رہا ہے ۔ لیکن چھوٹے چھوٹے مالکوں کی جو اراضی تھی اس کا تحفظ بھی ضروری تھا ۔ اس کے لئے حکمران پارٹی بڑی بحث کے بعد یہاں ایک ریزولیوشن لائی اس کا حشر ہم دیکھ چکے ہیں ۔ ۔ حالانکہ اکثر ارکان کاشتکاران اسمبلی جو ہیں کچھ چھوٹے کسان اور چھوٹے مالک جو ہیں ان کو ان اصلاحات سے سخت بے چینی ہوئی ہے لیکن یہاں چند ایسے ارکان ہیں جن کا کاشت یا کسانوں سے کوئی تعلق نہیں ۔ انہوں نے شور مچا دیا کہ یہ جاگیرداروں کا مفاد ہوگا اور زمینداروں کا مفاد ہوگا ۔ حالانکہ جاگیرداری تو ایوب خان ہی کے وقت میں ختم ہو گئی تھی اور اب بھی یہ نعرے لگائے جا رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ میاں صاحب آپ آج کیا تقریر کر رہے ہیں ؟

میاں خورشید انور ۔ میں جناب والا تقریر یہ کر رہا ہوں کہ زرعی

اصلاحات بالکل false ہیں ۔ یہ دھوکا ہے ، فریب ہے اور آپ کے منشور کے بالکل خلاف ہے ۔ آپ تجربہ کر چکے ہیں ۔ آپ کو چاہئے تھا کہ آپ اس قسم کی ترمیم لاتے کہ ان اصلاحات کو زیادہ موثر بنایا جائے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان - جناب والا ۔ میرے سر میں درد ہے ۔ ٹیمپریچر بھی ہے اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں اپنے تینوں فرائض سے سبکدوش ہو جاؤں ۔

مسٹر سپیکر - آپ ان پر بول لیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں خاص طور پر کہنے آیا تھا کہ مجھے بخار ہے ۔

وزیر مال ۔ پھر ان کو چھٹی دیدیں ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ سردرد کی وجہ سے آپ کی سردردی کا باعث بنوں گا ۔ صرف اتنا ہی عرض کروں گا کہ آج جو بل ہمارے زیر غور ہے وہ زرعی اصلاحات مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۵ میں ترامیم کے سلسلے میں ہے ۔ اور اس بل کے اغراض و مقاصد مجھے بتائے گئے ہیں کہ ہم مارشل لاء ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کو قابل عمل بنانے کے لئے اور قابل قبول بنانے کے لئے ، اس کو بہتر بنانے کے لئے یہ ترمیم شدہ بل پیش کر رہے ہیں ۔ جناب والا ۔ اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہے کہ زرعی اصلاحات وقت کا ایک اہم ترین تقاضا ہے اور یہ تقاضا میں سمجھتا ہوں کہ پہلی بار پورا نہیں کیا جا رہا ہے ۔ پہلی بار اس میں کوشش نہیں کی جا رہی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان زرعی اصلاحات کا concept ان کی ضرورت مملکت پاکستان کے وجود میں آتے ہی سب سے پہلے جس جس چیز کو محسوس کیا گیا وہ زرعی اصلاحات تھیں تو اس ضمن میں آپ کے حافظہ میں مزید اضافہ کر دوں کہ سب سے پہلے مسلم لیگ نے ۱۹۴۹ء میں ۔ جناب والا ۔ اس ضرورت کو محسوس کیا تھا اور انہوں نے ایک Agrarian Riforms Committee set up کی جس کے ذمہ یہ کام لگایا گیا کہ وہ اس ملک کے حالات اور اس ملک کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی تجاویز اور اصلاحات وضع کرے جس سے وہ مقاصد پورے ہوں جو ایک آزاد ملک کے آزاد شہری کے رہن سہن ، ان کی معیشت اور economy

اور اس کے سوشلسٹ concept کو پورا کرنے کے لئے ہوں ۔

جناب والا ۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ زرعی اصلاحات کا مقصد صرف یہی نہیں ہوا کرتا کہ زمین کی برابر تقسیم ہو ۔ بلکہ اس میں دو مقاصد کارفرما ہوا کرتے ہیں ۔ ایک سوشل اور دوسرا اکنامک ۔ ان دونوں چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر دور میں زرعی اصلاحات کی طرف توجہ دی گئی ہے اور اس سے بھی کسی کو انکار نہیں ہوگا کہ ہمارا ملک صوبہ پنجاب اس کی سب سے بڑی ضرورت اس کی تمام تر معیشت کا انحصار زراعت اور صرف زراعت پر ہے ۔ سب سے پہلے وہ Agrarian Reforms Committee جو مسلم لیگ کے دور میں set up کی گئی ۔ جب شروع شروع میں یہ ملک آزاد ہوا تو تو اس نے یہ تجاویز دی تھیں کہ

> immediate abolition and cessation of JAGIRS and IN'AAMS without compensation.
>
> with it they suggested :
>
> extinction of occupancy right of land and confirment of proprietory right on occupany tenants, prohibition and abolition of feudal survitudes and illegal dues and exaction from the tenant. Grant of adequate security of tenure to the tenants as well and provision and grants are substantial and adequate share In the produce to the actual tillers of the soil.

جناب والا ۔ یہ تھیں وہ fundamental سفارشات ۔ وہ بنیادی تجاویز جو کہ اس ملک میں زرعی اصلاحات کو نافذ کرنے کے لئے اس کمیٹی نے پیش کیں ۔ ان سفارشات کو اور ان تجاویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک بار کوشش نہیں کی گئی بلکہ اس میں شروع شروع میں صوبائی حکومتوں نے اس کو کچھ حد تک عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی ۔ یوں تو سندھ میں

بھی ہوا ۔ فرانٹیئر میں بھی ہوا اور ہمارا تعلق صوبہ پنجاب سے ہے ۔ تو میں یہ گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے پنجاب میں ۱۹۵۰ء اور ۱۹۵۲ء میں اس کا ایک حصہ زرعی اصلاحات کی صورت میں لایا گیا ۔ اس کے لئے بھی

Protection and Restoration of Tenancy Rights Act 1950, and

The Punjab Tenant Amendment Act of 1952.

جو بعد میں amend بھی کئے گئے یہ اس صوبہ میں نافذ کئے گئے اور ان دونوں قوانین کا مقصد صوبہ کے اندر واقع حق ملکیت پر کوئی حد قائم کرنا نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد میں سمجھتا ہوں کہ صرف سوشل اور بہت کم حد تک اکنامک ضروریات کو پورا کرنا تھا ۔ جناب والا ۔ ان قوانین کے ذریعے ایک حق مزارعت کو تسلیم کیا گیا ۔ انہوں تحفظ دینے کی کوشش کی گئی ۔ اس کے بعد بٹائی کا طریقہ کار مقرر کیا گیا ۔ اس کے علاوہ بے کار اور خود کاشتکار کے طریقہ کار کو مقرر کیا گیا ۔ یہ تھیں ابتدائی اصلاحات جو اس ملک میں اور اس صوبہ میں نافذ کی گئیں ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد ۱۹۵۸ء کے انقلاب کے بعد زرعی اصلاحات کا ایک اور دور آیا ۔ اس میں اس کا ایک دوسرا phase مکمل کیا گیا ۔ جس میں حد ملکیت ۳۶ ہزار پولٹ قائم کی گئی ۔ اس کے ساتھ ساتھ اس قسم کی رعایات و مراعات بھی دی گئی جو میں سمجھتا ہوں کہ فائدہ ہی کسی بڑے جاگیردار یا feudal قسم کے لینڈ لارڈ پر اس کا زیادہ اثر پڑا ہو ۔ کیوں کہ ۱۸ ہزار پولٹ کی حد تک وہ اپنے ورثا میں بھی تقسیم کر سکتا تھا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ۶ ہزار پولٹ gift کی شکل میں بھی دے دیا کرتا تھا اور باقی ایک nominal رقبے کی صورت میں حکومت کے ہاتھ آیا ۔ بہر حال یہ درست ہے کہ ان اصلاحات کا اتنا مادی فائدہ نہیں ہوا جتنا میں سمجھتا ہوں کہ ایک psychological effect ہوا کہ ان feudal lord کے ذہن میں بہر حال یہ چیز ضرور آ گئی کہ یہ زمین جس کے لئے ہم اپنے آپ کو خدا سمجھتے ہیں جس پر ہم اپنا پورا حق اور حق ملکیت رکھتے ہیں یہ بہر حال ہماری نہیں ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے پہلے ان کے ذہن میں نہیں آئی تھی ۔

جناب والا ۔ اس کے بعد انہوں اصلاحات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہماری موجودہ برسراقتدار پارٹی نے ایک نیا نعرہ دیا اور ایک نئی اصلاحات کو لانے کا وعدہ کیا اور ان اصلاحات میں انہوں نے حکومت میں آنے سے پہلے جو وعدے کئے تھے ۔ جس قسم کی اصلاحات کی تھیں وہ ہم اس وقت بھی سمجھتے تھے کہ یہ ایک نعرہ ہے ۔ یہ قابل عمل نہیں ہے ۔ اب بھی ہم کہتے ہیں کہ انہوں نے اسے قابل عمل نہ بنایا ۔ تو اس پر یہ مجبور تھے کیوں کہ اس پر یہ سکیم قابل عمل پہلے تھی نہ اب ہے ۔ اور یہ دوسرا phase جناب والا ۔ ہمارے سامنے زرعی اصلاحات کا آیا جس کے شروع میں حد ملکیت ۱۸ ہزار یونٹ کی شکل میں تھی ۔ ۱۵ ہزار ۲۲ ہزار کی شکل میں عوام کے سامنے زرعی اصلاحات کی شکل میں آیا ۔

وزیر مال ۔ جناب والا ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان کی خدمت میں ، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ شائد وہ بھول گئے ہوں کہ ان کے سر میں درد ہو رہی ہے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ انہوں نے کیا فرمایا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ میں ذرا ان کے سر کو دبانا چاہتا ہوں ؟

(قہقہہ)

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ میں چاہتا ہوں کہ خدا کرے میری سردرد ان کے سر میں منتقل ہو جائے ۔ تو میں اس لئے کوشش کر رہا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ شروع میں جب ماوشنگ لاء ریگولیشن ۱۱۵ نافذ کیا گیا تو اس کی حد ملکیت ۱۸ ہزار یونٹ ۔ ۱۵ ہزار/۲۲ ہزار قائم کی گئی تھی جس کو بعد میں ترمیم کر کے ۱۲ ہزار یونٹ ، ۲ ہزار یونٹ اور ۱۴ ہزار یونٹ کی حد تک رکھا گیا ۔ مجھے اس سے کوئی سروکار نہیں ہے ۔ چونکہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ صرف حق ملکیت کو ختم کرنے سے اور زمینوں

کی حد مقرر کرنے سے وہ مقاصد پورے نہیں ہوتے جن کی اس قسم کے زرعی علاقوں۔ زرعی معیشت کے علاقوں میں اور زرعی معیشت کے صوبے میں ضرورت ہے میں کہتا ہوں کہ کسے بھی اس سے انکار نہیں ہوگا ۔ اور میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ یہ ملک اور بالخصوص یہ صوبہ ایک زرعی ملک کا ایک زرعی صوبہ ہے اور اس کی تمام تر معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے ۔ اور یہ بھی مسلمہ امر ہے کہ زراعت کی ہمیشہ دو چیزیں ہیں ۔ ایک ملک اور دوسرا مزارع ۔ جب تک دونوں ایک گاڑی کے دو پہیوں کی طرح نہیں چلیں گے اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ یہ گاڑی نہیں چلے گی ۔ اور اگر گاڑی رک گئی تو اس ملک کی معیشت ختم ہو جائے گی ۔

جناب والا ۔ آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ یہی زراعت ہے جو نہ صرف ہمارے لئے raw material دیتی ہے ۔ جو نہ صرف ہمارے کھانے پینے کی ضروریات پوری کرتی ہے ۔ ۔ ۔ ۔

مسٹر سپیکر ۔ حاجی صاحب ۔ بل کے پرنسپل کی طرف آئیے ۔

حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ جناب والا ۔ اسی پر آ رہا ہوں کہ اس کو ہم نے کس طرح amend کرنا تھا اور ہم نے amend کیا کیا ہے اور اس کی اہمیت کیا تھی ۔

جناب والا ۔ بہر حال میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک زراعت کی افادیت اور اہمیت کا تعلق ہے اس سے کسی شخص کو انکار نہیں ہے اور یہ بھی ہر ایک کو علم ہے کہ ہمارے علاقے میں ۔ ہمارے صوبے میں سب سے چھوٹے زمینداروں کی تعداد زیادہ ہے ۔ اور سب سے بڑے زمینداروں کی تعداد نفری میں بہت کم ہے مگر رقبے کے لحاظ سے بہت زیادہ ہے اور موجودہ حالات میں جو زرعی اصلاحات نہ صرف Social Reforms لانے کے لئے میں سمجھتا ہوں پیش کی گئی تھیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارا economical aim بھی تھا کہ اس صوبے اور اس ملک کی معیشت کو بھی ہم بڑھائیں ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ یہ زرعی اصلاحات خوشگوار تعلقات کا نمونہ بنتی ۔ بجائے اس کے کہ زرعی اصلاحات پیداوار میں اضافے کا موجب بنتی ۔ بجائے اس کے کہ زمیندار اور مزارع کو آپس میں اس طرح سے منسلک کرتی کہ وہ دو کی بجائے ایک ہو جاتے ۔ جناب والا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ دن بدن ایسی خلیج پیدا ہو رہی ہے ۔ ایسا بحران پیدا ہو رہا ہے جو اگر مزید

کچھ دیر رہا تو میں سمجھتا ہوں کہ اس صوبے کی معیشت تباہ ہو جائے گی ۔

جناب والا ۔ اب میں جناب کی توجہ اس ترامیم کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور بالخصوص اپنے ان بھائیوں کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جنہوں نے ایک چھوٹے زمیندار اور ایک چھوٹے کاشتکار جس کی زمین ساڑھے بارہ ایکڑ تک ہو اس کی حق ملکیت تسلیم کرنے سے اس ایوان نے انکار کر دیا تھا اور اس کی اتنی مخالفت کی کہ پورے پانچ دن کی بحث میں یہ فیصلہ نہ ہو سکا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ کے زمیندار کو ہم صرف اتنا حق دے دیں کہ وہ آزادی سے اپنی زمین کاشت کر سکے اور مزارع کے ساتھ جس طرح چاہے ان کے تعلقات تھے جس طرح چاہے ان کا سسٹم بٹائی کا ۔ پانی کا ۔ بیج کا اور کھاد کا تھا وہ روا رکھ سکے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ صرف ساڑھے بارہ ایکڑ کے زمیندار کو یہ حق ملکیت دیتے ہوئے انکی رگ حمیت پھڑک اٹھی تھی اور انہوں نے اس کو زرعی اصلاحات کے منشا کے عین خلاف سمجھا تھا ۔ آج میں دیکھوں گا کہ جس وقت اس بل کی دفعہ آٹھ پیش ہوگی ۔ جس میں دو ہزار یونٹ کا مزید حق ملکیت دیا جا رہا ہے ۔ جس میں نہ صرف ان لوگوں کو جن کے زرعی اصلاحات کے نفاذ سے قبل ٹیوب ویل اور ٹریکٹر تھے ۔ اپنے انہی دو ہزار یونٹ کا حق دیا گیا ہے بلکہ آج اس ترمیم کے ذریعے ۲۱-۱۲-۷۱ کے بعد زرعی اصلاحات کے نفاذ کے بعد بھی جنہوں نے اپنے ٹریکٹر اور ٹیوب ویل نصب کئے ہیں انہیں آج اس قانون کے ذریعے مزید دو ہزار یونٹ رکھنے کا حق دیا گیا ہے ۔ اور ان کے قول کے مطابق میں تصدیق نہیں کر سکا ۔ جناب والا ۔ پانچ یونٹ کا ایک ایکڑ ہوتا ہے ۔ اگر واقعی پانچ یونٹ کا ایک ایکڑ ہوتا ہے تو ان کے کہنے کے مطابق آج جناب والا ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ کی تبلیغ کرنے والی پارٹی چار سو ایکڑ مزید رقبہ رکھنے کی اجازت ان کو دے رہی ہے ۔ آج میں دیکھونگا کہ جو مالک تھے ان کا حق ملکیت ساڑھے بارہ ایکڑ میں تسلیم نہ کیا ۔ مگر اس قانون کی رو سے آج دیکھونگا کہ کتنے

میرے بھائی ہیں جو اٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جناب ہم مزید چار سو ایکڑ یا وہ دو ہزار یونٹ جو بھی ہیں دینے کے خلاف ہیں ۔ اب بھی میں کہہ رہا ہوں کہ میں تصدیق نہیں کر سکا کہ پانچ یونٹ کا ایک ایکڑ ہو ۔ بہر حال ان کے کہنے کے مطابق کہ مزید دو ہزار یونٹ جو اس ۱۱۵ کے نفاذ سے قبل نہیں تھی جس کو ۱۱۵ نے ختم کر دیا ہے ۔ اور اس ترمیمی قانون کے تحت مزید دو ہزار یونٹ آپ دے رہے ہیں ۔ آج یہ امتحان کا دن ہے ۔ میرے ان بھائیوں کا جو اپنے آپ کو ان کاشتکاروں کا واحد علمبردار اور مدعی سمجھتے ہیں جنہوں نے یہ تک گوارہ نہیں کیا تھا کہ چھوٹے زمیندار کو بیج و کھاد میں سہولت مل جائے ۔ آج وہ ان کاشتکاروں کے حق میں آنے والی زمین ۔ دو ہزار یونٹ کی زمیندار زمین ان کو دینے پر مہر ثبت کریں گے ۔ صرف اسلئے کہ سرکار کا منشا یہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں زرعی اصلاحات کو تسلیم کرتا ہوں ۔ میں تو اب بھی کہتا ہوں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ زمین کی حد مقرر کرنے سے یا زمین کم کرنے سے یہ ٹھیک ہے کہ ایک consolation پیدا ہو جائے گی مگر وہ مقاصد پورے نہیں ہوئے جو زراعت کے سلسلے میں ہونے چاہئیں ۔ اصل مقصد ذہنیت کے تبدیل کرنے کا ہے ۔ اصل مقصد ذہنی انقلاب لانا ہے جو ہم نے مزارع اور زمیندار کے اندر لانا ہے اور وہ نظام قائم کرنا ہے ۔ جناب والا ۔ جس نظام کے تابع اسلام نے کبھی اس کی حد نہیں لگائی ۔ اسلام نے اگر حد لگائی ہے تو ملکیت پر نہیں لگائی حد لگائی ہے تو حقوق پر لگائی ہے ۔ زمیندار پر اس امر کی حد لگائی ہے کہ وہ کاشتکار کا حق نہیں کھا سکتا ۔ وہ کاشتکار کی محنت نہیں کھا سکتا ۔ آج زرعی اصلاحات کے ترمیمی بل میں بہت ناز سے اس کا ناجائز فائدہ ، میں سمجھتا ہوں بے پناہ فائدہ اٹھایا جا رہا ہے اور وہ جو آپ ایک consolation دینا چاہتے تھے وہ یقینی طور پر آپ نہیں دے سکتے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ زرعی اصلاحات اس حد تک نافذ کر دینے سے وہ مقاصد پورے نہیں ہوئے ۔ میں یہ نہیں کہتا ۔ میرا یہ منشا نہیں ہے کہ زرعی اصلاحات کی ضرورت ہے بلکہ میں یہ کہہ چکا ہوں اور بار بار کہنے پر مصر ہوں کہ زرعی اصلاحات

کی ضرورت ہے مگر ان اصلاحات کی جن میں قوم دو حصوں میں نہ بٹے جس میں زمیندار اور مزارع میں differentiation نہ ہو بلکہ مزارع اپنے آپکو زمیندار سمجھے اور زمیندار اپنے آپ کو زمیندار سمجھے اور دونوں اپنی ذمہ داری کو برابر محسوس کریں کہ ہمارا ملک ، ہمارا علاقہ اور صوبہ خوشحال طریقے سے چل سکے ۔

اس کے ساتھ اسی ترمیمی بل میں یہ گنجائش رکھی گئی ہے ۔ اسی ترمیمی بل میں حد رکھی گئی ہے جہاں یہ ورثا کی تشریح کی گئی ہے کہ جو انتقال ، جو gift وارث کے نام کیا گیا ہے ۔ اس میں property ancestral لکھ دیا گیا ہے یہ اتنا وسیع لفظ ہے جس کی interpretation میں پھر discretion کو ایسا دخل آئے گا کہ اس کی حد باقی نہیں رہے گی ۔ بل میں لکھ دیا گیا ہے کہ ۱۹۹۷ کے بعد کسی شخص نے جائز طریقے سے gift دیا ہے یا کسی طریقہ سے ہبہ کیا ہے ۔ جائز طریقے سے یا کسی شکل میں کرے ۔ اس میں بھی ایک حق تنسیخ لگا دیا گیا ہے ۔ آپکا قانون اس کو تسلیم نہیں کریگا ۔ میں کہتا ہوں کہ آخر اس کا جواز کیا ہے ۔ جس دن آپ نے اپنا منشور بنایا آپ نے یہ سمجھ لیا کہ اسی دن سے لوگ سمجھنا شروع کردیں کہ آپ لازمی بر سر اقتدار آئینگے اور انہوں نے فراڈ کرنے شروع کردئے ۔ میں کہتا ہوں کہ اس قسم کی پروویژن لانے کا کیا فائدہ ہے ۔ ایک طرف قانون کی شقوں کو خارجی اور قابل عمل قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف قانون اور ضابطے کے تحت انتقال ہوتے ہیں ۔ منتقلیاں جائز اور صحیح ہوتی ہیں ۔ انہیں پریشان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ۔

اس کے ساتھ جناب والا میں یہ بھی آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ حکومت نے اس ترمیم میں صرف وہ اراضیات لائی ہیں جو مارشل لا ۱۴ اور ۱۵ کے تحت حاصل ہوئی ہیں ۔ اور ۱۴ ، ۱۵ کے تحت حاصل ہونے والی اراضی کو سٹیٹ لینڈ قرار دیا گیا ہے ۔ اور وہ لاکھوں ایکڑ سٹیٹ لینڈ جو میں سمجھتا ہوں کہ غیر کاشت پڑی ہوئی ہے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ ملک اور صوبے کو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ۔ کیا مزارع اور غریب کاشتکار

جو اس وقت ہمارے ملک میں بے زمین ہیں وہ اس چیز کے حقدار نہیں کہ وہ سٹیٹ لینڈ بھی اسی طریقے سے انہیں دی جائے۔ وہ سٹیٹ لینڈ جو مارشل لا ۱۲-۱۸ کی رو سے surrunder ہو رہی ہے جس طرح اس زمین کا انہیں مالک بنایا جا رہا ہے۔ کیا وہ حقدار نہیں ہیں۔ جتنی بھی ملک یا صوبے میں سٹیٹ لینڈ پڑی ہوئی ہے۔ ان کو بھی بے زمین کاشتکاران کو حکومت تقسیم کرے۔ اس بل میں میں سمجھتا ہوں کہ اس بارہ میں کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ اس کے علاوہ جناب والا جن مزارعوں کو حق دیا گیا ہے کہ وہ زمین کو بلا قیمت حاصل کر سکتے ہیں حکومت نے اس کا طریق کار ایسا رکھا ہے جس پر انہیں پٹواریوں کے رحم و کرم پر ڈال دیا گیا ہے۔

جناب والا۔ میرے مشاہدے میں ہے۔ میرے علم میں ہے۔ میرے نوٹس میں ہے۔ میں باہر کی مثال نہیں دیتا میں اپنی تحصیل لیاقت پور کی مثال دیتا ہوں جہاں پر مزارع آپ کی دی ہوئی زمینوں کو خرید رہے ہیں۔ انہیں پریشان کیا جا رہا ہے۔ خسرہ گرداوری پٹواڑی کی صوابدید پر رکھ دیا گیا ہے اور آپ نے اس اس ترمیمی بل میں یہ پابندی لگا دی ہے کہ جس مزارع کا نام اس خسرہ گرداوری میں ۷۱ء اور ۷۲ء کی ربیع اور خریف میں موجود ہوگا صرف اسے ملے گی اور آپکو اچھی طرح علم ہے کہ کتنے خسرہ گرداوری وہاں تیار ہوتے ہیں اور کتنے خسرہ گرداوریوں کا اندراج ہوتا ہے۔ پٹواری مزارع کے ماتحت ہوتا ہے یا زمیندار کے ماتحت ہوتا ہے۔ اسکے برعکس آپ نے یہ نہیں رکھا کہ موقع کی تحقیقات۔ باوجود اسکے کہ خسرہ کا اندراج ہے۔ وہ اس کو انتقال ہوئی ہوئی ہے۔ موقع پر ایک غریب کاشتکار اب بھی قابض ہے۔ وہ اب بھی کاشت کر رہا ہے۔ surrendered land کو مگر پٹواری خسرے میں میرا نام کسی اور کا نام درج کئے ہوئے ہے تو آپ کا ترمیم شدہ مارشل لاء ریکولیشن اس چیز کا قطعاً کوئی بھی سدباب نہیں کرتا بلکہ اس میں یہ واضح کر دیا ہے کہ جس کا نام خسرہ گرداوری میں درج ہے وہی اسکا مال تصور ہوگا اور اس بات کی وضاحت نہیں کی کہ اسکی مزید پڑتال بھی ہوسکتی ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ

یہ اندراج غلط ہے تو وہ اسکی تصحیح بھی کر سکیں گے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسکا بھی اس میں کوئی ازالہ نہیں کیا گیا اور ان حالات میں یہ جو زرعی اصلاحات کا ترمیمی بل لایا جا رہا ہے ۔ اس میں افادیت کی بجائے نقصانات زیادہ ہیں اور یہ وہ تقاضے اور مقاصد پورے نہیں کرتا جو زرعی اصلاحات کے نافذ کرنے اور زرعی اصلاحات کو اس ملک اور اس صوبے میں رائج کرنے کیلئے پورے کرنے چاہئیں تھے ۔ ان دلائل کے ساتھ میں اس ترمیمی بل کی پر زور مخالفت کرتے ہوئے یہ گزارش کرونگا کہ چونکہ یہ زرعی اصلاحات چھوٹے طبقے سے تعلق رکھتی ہیں اور کسانوں اور کاشتکاروں کے مفاد کے تابع ہیں ۔ اسلئے اگر آپ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اس ملک کی قوت اس ملک کی حاکمیت صرف اور صرف عوام کے پاس ہے تو پھر میری ترمیم کے مطابق آپ اسے عوام کو بھیجیں ۔ آپ اس پر عوام کی رائے لیں اور اس سے اندازہ لگائیں کہ عام آدمی اس سے خوش ہے یا ناراض ہے ۔ اسکے حق میں ہے یا اسے اپنے لئے نقصان دہ سمجھتا ہے ۔ اور اگر یہ بھی آپ ایک لمبا طریقہ کار سمجھتے ہیں تو پھر میری دوسری ترمیم ہے کہ آپ اسے سیلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجیں جس کا دائرہ کار بہت وسیع ہوا کرتا ہے ۔ جو اسکے عواقب و عوامل کو سامنے رکھ کر ایک جامع رپورٹ دے تاکہ ہم یہ محسوس کر سکیں کہ ہم نے صوبہ - اس ملک ۔ اس کے کسانوں اور اسکے کاشتکاروں کی کوئی خدمت کی ہے ۔ اور اگر آپ یہ دونوں طریقہ ہائے کار لمبے سمجھتے ہیں تو پھر میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ان تمام حالات اور واقعات کے پیش نظر جو میں نے عرض کی ہیں آپ اس بل کو واپس لیں اور یہ بل اس صوبہ اور اسکے عوام کیلئے منظور نہ کیا جائے ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ زرعی اصلاحات کوئی نیا عنوان نیا تصور یا نئی اصطلاح نہیں ہے ۔ تاریخ کے ادوار میں زرعی اصلاحات نت

لئے روپ بہروپ کے ساتھ اپنے ملک کے حالات اور مقتضیات کے مطابق رونما ہوتی رہی ہیں اور جب تک دنیا میں منصفانہ زرعی نظام رائج نہیں ہوتا زرعی اصلاحات کے نفاذ کا یہ سلسلہ جاری رہے گا ۔ جناب والا۔ برصغیر میں ۱۹۲۶ء کی اصلاحات سے لے کر ۱۹۵۲ء کے ٹیننسی ایکٹ تک اور صدر ایوب کے زرعی کمیشن کی سفارشات سے لے کر ۱۹۷۲ء کی زرعی اصلاحات تک حکومتی اقدامات کا ایک سلسلہ ہے ۔ ایک تواتر ہے جو مختلف صورتوں میں مختلف مقاصد کیلئے اس برصغیر میں نافذالعمل ہوتا رہا ہے ۔ بظاہر ان کا مقصد زرعی ترقی اور کسانوں کی اجتماعی بہبود بتایا جاتا رہا ہے لیکن عملاً نتائج کے اعتبار سے ہم سب نے دیکھا ہے کہ یہ اصلاحات عملی طور پر بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کے مفادات کے تحفظ کا کام دیتی رہی ہیں ۔ حکومت نے کاشتکاروں کے نام پر قانون بنائے ہیں ۔ اصلاحات کی ہیں اور اس سلسلے میں بڑے بڑے مواعید اور بین دھائیاں کی ہیں لیکن جب بھی عمل کا وقت آیا ہے تو بڑے بڑے سرمایہ داروں ۔ زمینداروں اور جاگیرداروں کے تسلط کی وجہ سے انکی تمام افادیت ۔ انکی تمام مقصدیت اور روح فناہ ہو جاتی ہے ۔

جناب والا ۔ تاریخ کا یہ عمل جاری ہے ۔ زرعی اصلاحات کا تصور بین الاقوامی طور پر دوسری جنگ عظیم کے بعد زیادہ شدید طور محسوس کیا گیا کیونکہ جنگ زدہ بین الاقوامی طاقتوں نے یہ محسوس کیا کہ انکے پاس تباہ شدہ معیشت کو استوار کرنے کیلئے نہ اتنا وافر خام مال موجود ہے کہ وہ اپنی صنعتیں برقرار رکھ سکیں اور نہ انکے پاس اتنی وسیع منڈیاں موجود ہیں کہ اپنی مصنوعات کو زیادہ بڑے پیمانے پر کھپا سکیں ۔ نتیجتاً اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں ایک فیصلہ کن کمیٹی بنائی اور طے کیا گیا کہ بڑی بڑی طاقتوں کو اپنے عظیم تر مقاصد کیلئے کوئی ایسا نظام عمل مرتب کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں انکی معیشی ضروریات کی تکمیل ہو سکے۔ جناب والا ۔ اقوام متحدہ نے یہ سفارش کی کہ پسماندہ علاقوں میں زرعی اجناس کی پیداوار بڑھانے کیلئے زیادہ سے زیادہ دیا جائے اور جدید طریق کاشت کو مروج کرنے کا زیادہ سے زیادہ اصرار کرکے انکی مالی معاونت کی جائے ۔ چنانچہ

آپ کو معلوم ہوگا کہ اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں جو کمیٹی بنائی تھی اس نے ایک بڑی جامع۔ بڑی مفصل اور معنی خیز رپورٹ پیش کی جس میں واضح طور پر یہ کہا گیا کہ دنیا میں زرعی پیداوار میں کمی کا بنیادی اور اہم ترین سبب یہ ہے کہ ان ممالک میں معیشت کا خاص طور پر زرعی معیشت کا نظام ہموار نہیں ہے اور وہاں یہ صورت حال موجود ہے کہ ایک آدمی کے پاس تو ہزارہا ایکڑ رقبہ موجود ہے اور دوسرے آدمی کے پاس ایک انچ بھی زمین نہیں ہے ۔ ایک زمیندار کے پاس تو اسکے افراد کیلئے ہی نہیں بلکہ اسکے جانوروں کیلئے بھی مکھن اور توش موجود ہیں لیکن دوسری طرف کسانوں کے پاس انکے اپنے افراد کنبہ کا بھی نان جویں کا انتظام نہیں ہے ۔ اقوام متحدہ کی یہ رپورٹ بڑی چونکا دینے والی تھی اور اس میں یہ سفارش کی گئی تھی کہ آئندہ ایسا نظام عمل مرتب کیا جائے جہاں پر اراضی کی تقسیم منصفانہ طور پر ہو سکے اور وہ لوگ جو کاشت کرتے ہیں ۔ جو حقیقتاً ہل چلاتے ہیں انکو اس اراضی کا زیادہ سے زیادہ مال بنانے کا انتظام کیا جائے ۔ دوسری طرف جدید کاشت کے ایسے طریقے رائج کئے جائیں تاکہ پیداوار بڑھ کر پوری دنیا میں اور خاص طور پر پسماندہ ممالک میں اس زرعی معیشت کو استوار کرکے خوراک کے مسئلہ کا حل بن سکے ۔

جناب والا ۔ اقوام متحدہ چونکہ سرمایادار قوتوں کی اسیر رہی ہے اور آج بھی اس پر سرمایہ دار قوتوں کا ہی تسلط ہے ۔ اس لئے اس کی کمیٹی کی اس اہم رپورٹ کی اس سفارش کو کہ اراضی کی منصفانہ تقسیم ہونی چاہئے ۔ پسماندہ ممالک کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا اور اس کے دوسرے حصے کو کہ جدید کاشت کے طریقوں کو زیادہ سے زیادہ اپنانا چاہئے فوری طور پر عملی جامہ پہنانے کا فیصلہ کر لیا گیا اور ہدایت کی گئی کہ تمام پسماندہ ممالک کو زیادہ سے امداد دے کر بیج کھاد اور جدید کاشت کے طریقوں میں معاونت کے لئے وسیع پیمانے پر امداد دی جائے ۔

جناب والا ۔ یہ وہ بنیادی ہدایت ۔ فیصلہ اور پالیسی تھی جس کے

نتیجے میں خود ہر صغیر اور پاکستان میں زرعی اصلاحات کا ایک نیا سلسلہ شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ جناب والا ۔ آپ جانتے ہیں کہ زرعی معشیت بنانے اور سنوارنے کے لئے سرمایہ دار ملکوں کا اپنا انداز فکر ہوتا ہے اور سوشلسٹ ملکوں کا اپنا انداز فکر ۔ چنانچہ سرمایہ دار ممالک نے اس مسئلے کا حل اس طرح سے سوچا کہ وہ غریب ممالک کو بیج ۔ کھاد اور ادویہ کی فراہمی کریں اور سوشلسٹ ممالک نے اپنا انداز فکر اس طرح استوار کیا کہ ہر ملک اس مسئلے کا حل خود اپنے وسائل سے کرے ۔ چنانچہ روس اور چین میں تمام زرعی املاک پر گورنمنٹ نے قبضہ کرکے اس کو کسانوں کے حوالے کر دیا گیا ۔ جناب والا ۔ یہی وہ فیصلہ تھا جس کے نتیجے میں آج ان سوشلسٹ ممالک میں زرعی انقلاب کے کچھ نئے پہلو اجاگر ہو گئے ہیں ۔ اس طریق کار کی بنیادی خرابیوں اور تجربات کے نقائص کے باوجود کوئی آدمی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ یہی وہ طریق فکر تھا جس کی وجہ سے یہ ممالک جہاں غلے کی محتاجی کا چرچا کبھی ساری دنیا میں تھا آج نہ صرف خود کفیل ہیں بلکہ دوسرے ممالک کو غلہ بھیجنے کی پوزیشن میں بھی ہے۔

جناب والا ۔ پاکستان کی طرح چین میں بھی زرعی معیشت کے حالات کی افتاد بالکل یہی تھی ۔ وہاں پر کروڑوں کسان کروڑوں ایکڑ اراضی کو آباد کرتے تھے لیکن حقیقتاً اس کی ۹۰ فی صد زمین کی ملکیت چند زمینداروں اور جاگیر داروں کی تحویل میں تھی اور وہ زمیندار اور جاگیردار اپنے ظلم و ستم سے کسانوں کی محرومیوں میں روز بروز اتنا اضافہ کر رہے تھے کہ کسانوں نے عملاً کاشتکاری ہی میں دلچسپی لینی چھوڑ دی تھی ۔ جناب والا ۔ یہی وہ حالات تھے جن کے پیش نظر چین نے ایک انقلابی فیصلہ کیا اور آج ہمارے ملک میں بھی بعینہ اس قسم کے حالات موجود ہیں ۔ ہمارے ہاں بھی ۹۰ فی صد اراضی چند بڑے بڑے سرمایہ داروں زمینداروں اور جاگیر داروں کے قبضے میں ہے اور ۹۰ فی صد کسان ان املاک سے محروم چند روٹیوں کی خاطر

اپنی زندگیاں سسک سسک کر بسر کر رہے ہیں ۔ وہ محنت کرتے ہیں اپنا خون پسینہ ایک کرکے زمین سے سونا اگلواتے ہیں اور پھر وہ سونا لاکھوں محنت کشوں کی زندگی سونے کے چند لوگوں کے گلوں یا تجوریوں کی زینت بن جاتا ہے ۔ جناب والا - ہمارے لئے اب فیصلہ کن مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں زرعی اصلاحات کے لئے کونسا انداز فکر مناسب ہے۔ ایک انداز فکر اسلامی ہے جو اس ملک میں بڑی شدت کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے اور خود اس جماعت نے بھی اس انداز فکر سے اختلاف نہیں کیا - وہ فکر یہ تھی کہ اس ملک میں جتنی بھی زمین ہے وہ خدا کی ملکیت ہے لیکن اس پر حق جو ہل چلانے والے کسانوں کا ہے - اسکے مقابلے میں اشتراکی نظام کے مطابق زمین اسٹیٹ کی ملکیت ہے اور اس کی کاشت اور پرداشت کا حق کسانوں کو حاصل ہے ۔ یہ دو مکاتب فکر ہیں جو اس ملک میں بڑی شدت کے ساتھ ابھرے ہوئے ہیں - ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ان میں سے کون سا انداز فکر ہمارے مقاصد اور ہمارے مسائل کی اصلاح کر سکتا ہے - ہمارے ملک میں زرعی اصلاحات کے جو بنیادی مقاصد ہو سکتے ہیں ان میں سے میں نہایت اختصار کے ساتھ عرض کر رہا ہوں ۔ دو بنیادی مقاصد یہ ہیں کہ زرعی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے اور کسانوں اور مالکوں کے درمیان زمین اور پیداوار کی منصفانہ تقسیم کے لئے اقدامات کئے جائیں ۔ یہ وہ بنیادی مقاصد ہیں جو ہماری زرعی اصلاحات کے لئے انتہائی ناگزیر حیثیت رکھتے ہیں ۔ اب ہم اگر ان مقاصد کے پیش نظر زرعی اصلاحات کے موجودہ ترمیمی بل کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم کو محسوس ہوتا ہے کہ بل بڑے بڑے سرمایہ داروں کو بڑی* بڑی مراعات دینے کے لئے اس ایوان میں پیش کیا جا رہا ہے ۔ یہ بل جو حقیقتاً زمینداروں کے مفاد کا بل ہے - کسانوں کے مفاد کے نام پر اس ایوان میں پیش کرکے ایسی جسارت کی جا رہی جو اس سے پہلے کوئی جمہوری اور عوامی حکومت نہ کر سکتی تھی ۔ موجودہ ترمیمی بل کے ذریعے زمینداروں کو ناجائز مراعات کا مستحق گردانا گیا ہے ۔ ایک طرف ہبہ کے اختیار کے نام

پر انہیں اپنی تمام اراضی تقسیم کرنے کا اختیار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اس کے ساتھ ہی ٹریکٹر اور ٹیوب ویل کے نام پر انہیں مزید دو دو ہزار ایکڑ اضافی رقبے کی اجازت دے کر مارشل لا ضابطہ ۵ کے اصل مقصد اور روح کو ختم کیا جا رہا ہے - جناب والا - مارشل لا کے ضابطہ ۱۱۵ کے زرعی فلاح کے ابتدائی اقدامات کئے گئے تھے اور یہ اعلان کیا گیا تھا کہ یہ تو صرف ایک آغاز ہے - ہم آئندہ چل کر اس سلسلے میں ایسے اقدامات کرنے والے ہیں کہ کسانوں اور محنت کشوں کے لئے انقلاب کی حقیقی صبح طلوع ہو جائے گی - لیکن ہم نے دیکھا کہ اس توقع کے خلاف اس عوامی سوشلسٹ پارٹی نے مزید حقیقی اصلاحات و ترمیم کرنے کے بجائے ایک ایسا بل اس ایوان میں پیش کر دیا ہے جس نے مارشل لا کی دی ہوئی رعایتوں کو بھی مارشل لا کی طرف سے نافذ کردہ ضابطوں کو بھی عملاً معطل اور بے معنی بنا کر رکھ دیا ہے -

جناب والا - اس پارٹی کا وعدہ یہ تھا نعرہ یہ تھا کہ وہ اس استحصالی نظام کا خاتمہ کرے گی جس نے اس ملک کے کسانوں کو صدیوں سے ایک عذاب الیم میں مبتلا کر رکھا ہے اس نے وعدہ کیا تھا کہ ان کسانوں اور مزدوروں کے لئے نجات کا راستہ اختیار کرے گی جو صدیوں سے ان زمینداروں اور جاگیرداروں کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں - لیکن ہم نے دیکھا یہ ہے کہ آج اس بل کے ذریعے ان زنجیروں کو مضبوط کیا جا رہا ہے جو سالہا سال سے کسانوں کے پاؤں میں پڑی ہوئی ہیں - اور ان اقدامات کو بے عمل بنایا جا رہا ہے جن میں کسی حد تک کسانوں اور محنت کشوں کے لئے کوئی رعایت یا سہولت کی کرن نمودار ہو گئی تھی - جناب والا - صدر ایوب اور صدر بھٹو کی اصلاحات کا بنیادی فرق یہ ہے - میں اجتماعی اصلاحات کی بات بات کر رہا ہوں - کہ صدر ایوب نے جو اصلاحات نافذ کی تھیں وہ مراعات کے ساتھ تھیں - وہ ایسی اصلاحات تھیں جس میں زمینداروں بے پناہ مستثنیات موجود تھیں - لیکن ۱۱۵ کے ضابطے کے تحت صدر بھٹو نے جو اصلاحات نافذ کی ہیں ان میں ایسی مستثنیات اور مراعات موجود

نہیں تھیں ۔ لیکن یہ ایک خصوصیت یہ اچھائی یہ بہتر پہلو اس ترمیمی بل کے ذریعہ ختم کیا جا رہا ہے اور ۱۱۵ کے ضابطے کے تحت جو مراعات نہیں تھیں اور جنہیں نہ دینے کا فیصلہ کیا گیا تھا ۔ آج اس ترمیمی بل کے ذریعے ان تمام مراعات کو قانون کا جزو بنایا جا رہا ہے اور اس طرح سے صدر بھٹو اور صدر ایوب کی اصلاحات میں کوئی بنیادی فرق ، کوئی امتیاز باقی نہیں رہا ۔ اس کا مقصد بھی زیادہ سے زیادہ بڑے زمینداروں کو فائدہ پہنچانا تھا اور اس بل کا مقصد بھی بڑے زمینداروں کا تحفظ کر کے کسانوں اور محنت کشوں کے راستے مسدود کرنا ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ عرض کرنے پر مجبور ہوں کہ ایوب کی اصلاحات نے زمینداروں کو ہوشیار اور خبردار کر دیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ ان مراعات و مستثنیات سے فائدہ اٹھایا اور اپنی تمام زمین کو ممکنہ حد تک تقسیم کردیا ۔ اور اس حد تک تقسیم کر دیا کہ آئندہ اگر کوئی اصلاحات ہوں تو وہ ان پر ہرگز اثر انداز نہ ہو سکیں ۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ حاصل کردہ مراعات کے سبب اس مرتبہ بہت کم مالکان متاثر ہوئے اور کسانوں اور محنت کشوں کی محرومی اس طرح سے برقرار رہی ۔ جناب سپیکر ۔ ایوب کے زرعی کمیشن نے نہری علاقے میں پانچ سو ایکڑ اور غیر نہری علاقے میں ایک ہزار ایکڑ کی حد مقرر کی تھی اور فالتو زمینوں کے لئے باغات اور شکار گاہوں کے نام پر ایسی مراعات دے دی تھیں کہ زمیندار اپنی اس فالتو زمین کو اس مد میں کھپا کر اپنے آپ کو محفوظ کر سکیں ۔ یہی وجہ تھی کہ مزارعین کی بڑی تعداد کو ان اصلاحات سے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔ ۲۴ لاکھ ایکڑ زمین ایوبی اصلاحات کے تحت حکومت کے حوالے ضرور کی گئی لیکن ان میں سے صرف ساڑھے سات لاکھ ایکڑ زمین ۲ لاکھ کسانوں میں تقسیم ہو سکی۔ اور باقی زمین زمینداروں اور افسروں نے مختلف نیلامیوں اور الاٹ منٹوں کی صورت میں دوبارہ حاصل کرلی ۔ یہ حالات تھے جو ایوبی اصلاحات کے نتیجے میں ہمارے سامنے آئے ۔ اور یہی حالات تھے جن کے خلاف صدر بھٹو نے اپنی پیپلز پارٹی کے ذریعے اس ملک میں ایک عظیم تحریک شروع کی اور کسانوں اور محنت کشوں سے یہ

وعدہ کیا کہ ایوب نے جس فریب اور مکاری سے زرعی اصلاحات کہ ہمارے ملک میں رائج کیا تھا ۔ ہم اقتدار میں آنے کے بعد اپنے دور میں اس فریب کو ختم کریں گے اور ایک نیا انقلابی پروگرام اور نئی انقلابی اصلاحات نافذ کریں گے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ آج کے اجلاس کا وقت ایک گھنٹے کے لئے بڑھا دیا جائے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں ۔

سید تابش الوری ۔ لیکن جناب والا ۔ ہم یہ دیکھ کر تو یقیناً خوش ہوئے کہ صدر بھٹو نے اقتدار میں آنے کے بعد واقعی اولاً زرعی اصلاحات پر توجہ فرمائی اور جو زرعی اصلاحات نافذ کیں اور ان کے تحت ڈیڑھ سو ایکڑ نہری اور تین سو ایکڑ غیر نہری رقبہ کی حد قائم کردی ۔ ان اصلاحات کے جو بہتر پہلو ہیں ان کا ہمیں اعتراف ہے ۔ ان بہتر پہلوؤں میں ایک اہم پہلو یہ بھی تھا کہ سرکاری تحویل میں لی جانے والی اراضی کا کوئی معاوضہ ادا نہیں کیا جائے گا ۔ جب کہ اس سے پہلے ایوبی اصلاحات کے تحت زمینداروں کو تحویل میں لی جانے والی زمین کا معاوضہ بھی ادا کیا گیا تھا ۔ اس کے ساتھ ہی جناب والا ایک یہ بات بھی یقیناً قابل قدر ہے کہ اس ملک کی تاریخ میں پہلی دفعہ مزارعین کو شفع کا حق دیا گیا ۔ زرعی اصلاحات کے تحت یہ کیا گیا کہ اگر کوئی زمیندار اپنی زمین فروخت کرنا چاہے تو مزارعہ کو اس سلسلے میں شفع کا حق حاصل ہوگا اور یہ یقیناً ایک بہتر اور مستحسن حق ہے ۔ اسی طرح سے جناب والا اس میں ایک بہتر پہلو یہ ہے کہ مزارع کو بیج کی فراہمی کی رعایت اور بے جواز ، بے دخلی سے تحفظ بخشا گیا اور اسی طرح سے سرکاری زمین کی نیلامی کا طریقہ کار ختم کر دیا گیا ہے ۔ ضابطہ ۱۱۵ کے تحت اصلاحات کے یہ اچھے اور مستحسن پہلو ہیں ۔ لیکن جناب والا ہمیں یہ دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ اس ترمیمی بل کے ذریعے جو آج اس ایوان میں زیر غور ہے ان بہتر پہلوؤں کو اور ان اچھے رخوں کو

بری طرح سے مجروح اور پامال کرکے ایک ایسی صورت اختیار کرلی گئی ہے جو کسی صورت میں بھی کسی عوامی حکومت کے شایان شان نہیں ، اور نہ کسانوں اور محنت کشوں کے نقطہ نظر سے اسے کسی اعتبار سے بھی قابل قبول کہا جا سکتا ہے ۔ جناب والا۔ مراعات زیادہ دینے کے باعث جب کوئی زمیندار اپنی زمین ہی حکومت کے حوالے نہیں کرے گا تو پھر کسانوں اور محنت کشوں کو زمین کا مالک بنانے کے مواقع کیسے میسر آئیں گے ۔ اور جناب والا جب یہ صورت ہوگی اور زمینداروں کو تحفظ حاصل ہو جائے گا تو اپنی زمین کو کیوں فروخت کریں گے ۔ تو جب جناب والا وہ زمین فروخت ہی نہیں کریں گے تو ظاہر ہے کہ کسانوں اور محنت کشوں کو شفع سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ کہاں سے میسر آئے گا اور بفرض محال یہ موقع آ بھی جائے تو کسانوں اور مزدوروں کو زمیندار کے مقابلے میں شفع کی کہاں تک جرأت ہو سکتی ہے ۔ یہ بھی آپ سے مخفی نہیں ہے ۔

سردار صغیر احمد ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا۔ فاضل مقرر زرعی اصلاحات کے مکمل ضابطے پر عام بحث کر رہے ہیں ۔ انہیں اپنی ترمیم تک محدود رہنا چاہیے ۔

سید تابش الوری۔ جناب والا ۔ میں ترمیمی بل پر اجتماعی بحث کر رہا ہوں اور ترمیمی بل کی ان ترامیم پر اظہار خیال کر رہا ہوں جن کے تحت ۱۱۵ کی اصلاحات کو بے کار اور بے معنی بنا دیا گیا ۔ میں جب تک یہ نہ بتاؤں کہ ۱۱۵ کے تحت اصلاحات میں کیا کہا گیا تھا اس وقت تک جناب والا آپ پر اور اس ایوان پر یہ واضح نہیں کیا جا سکے گا کہ ترمیمی بل کے نافذ ہونے سے محنت کشوں اور مزدوروں کے مفادات کس طرح سے متاثر ہوں گے ۔

Mr. Deputy Speaker. Sardar Sahib, That has been allowed by the Speaker.

سردار صغیر احمد ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ترمیمی بل کے پرنسپل کو تو زیر بحث لا سکتے ہیں ۔ لیکن اس بل کو اس ایکٹ کو یا اس آرڈیننس کو زیر بحث نہیں لا سکتے جس میں ترمیم مطلوب ہے اور جو پہلے پاس ہو چکا ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ ترمیمی بل کے پرنسپل ہی زیر بحث ہیں ۔

سردار صغیر احمد ۔ یہ تو ترمیم ہی نہیں ہے ۔ جو کچھ یہ فرما رہے ہیں ۔

سید ثابش الوری۔ جناب والا۔ اگر بے ادبی نہ ہو تو میں یہ کہوں کہ سردار صغیر احمد صاحب نے شائد یہ بل پڑھا ہی نہیں اگر انہوں نے پڑھا ہوتا تو شائد وہ اعتراض نہ فرماتے۔ اس میں یہ موجود ہے کہ کسی طرح سے بیع کے ذریعے زمینداروں کو مراعات حاصل ہوں گی اور کس طرح سے وہ انتقالات کو صحیح ثابت کر سکیں گے اور زمین retain کر سکیں گے اور کس طرح سے ٹریکٹر اور ٹیوب ویل کے نام پر دو ہزار پروڈیوس الڈکس یونٹ کی بنیاد پر مزید اراضی رکھ سکیں گے یہ تمام نکات اس ترمیمی بل میں موجود ہیں اور میں انہی کو اس وقت زیر بحث لا رہا ہوں ۔

جناب والا ۔ زمین کی حد ملکیت سے جہاں ہمارے سامنے سوال یہ ابھرتا ہے کہ اس کے نتائج سے اس ملک کی زرعی معیشت کس طرح متاثر ہوتی ہے۔ وہاں ہمیں یہ بھی دیکھنا ہے کہ ہماری جو فی کس زرعی آمدنی ہے اس پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں ۔ میں آپ کے علم میں پنجاب بورڈ آف اکنامک انکوائری کی تحقیقاتی رپورٹ کا حوالہ دینا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ ایک تخمینہ کے مطابق ایک یونٹ کی آمدنی تقریباً پانچ روپے بنتی ہے ۔ اس اعتبار سے ۱۵۰ ایکڑ جو ان اصلاحات کے تحت زمینداروں کے لئے حد مقرر کی گئی ہے کی سالانہ آمدنی تقریباً ۶۰ ہزار روپے بنتی ہے اس طرح سے ماہانہ آمدنی پانچ ہزار روپیہ بنتی ہے ۔ ایک شخص جس کے پاس صرف ڈیڑھ سو ایکڑ اراضی ہے اس کی سالانہ آمدنی ۶۰ ہزار روپیہ ہوگی ۔ نئے قانون کے مطابق کنبے کے ہر شخص کو ڈیڑھ سو کا حق حاصل ہے اس طرح اس کی آمدنی لاکھوں روپیہ تک پھیل سکتی ہے جب کہ ہمارے ملک کے کسان کی اوسط سالانہ آمدنی ڈیڑھ ہزار روپیہ سے کسی طرح زیادہ نہیں بنتی ۔ اس امتیاز کو ختم کرنے کے لئے اس ترمیمی بل میں کسی قسم کی کوئی گنجائش موجود نہیں ہے نہ غور کا مرحلہ موجود ہے ۔ نہ اقدامات اور نہ امکانات کی کوئی یقین دہانی کرائی گئی ہے ۔

جناب والا ۔ بورڈ ہی کے ایک سرکاری تخمینہ کے مطابق ملک میں تقریباً ۲۱ لاکھ مزارع ہیں ۔ اور وہ یہ مزارع ایک لاکھ ۹۲ ہزار ایکڑ زمین پر کاشت کرتے ہیں ۔ اس کے علاوہ ۸ لاکھ مزارع ایسے ہیں جو زمینوں کے

چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کے مالک ہیں ۔ اس میں سے ۸۰ فی صد رقبہ پنجاب میں ہے اور تقریباً ۸۰ فی صد مزارع پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں جو اس بات کے منتظر اور متمنی ہیں ۔ مضطرب اور بے چین ہیں کہ ان کی توقعات کے مطابق اور اس صوبے میں ایسی اصلاحات نافذ کی جائیں گی جو ان کی قسمتوں کو بدل کر رکھ دیں گی ۔ جو انہیں ان کی زیر کاشت زمین پر ملکیت کا حق دیں گی جو انہیں ان کے بچوں اور کنبوں کو خوشحالی کا راستہ دکھائیں گی ۔ یہ کسان اور بے زمین کاشتکار اس بات کے منتظر تھے کہ موجودہ حکومت ایسے قانون نافذ کرے گی کہ ان کے تاریک اور بدحال شب و روز بدل جائیں گے لیکن یہ بات نہایت افسوس ناک ہے کہ ان کا خواب محض سراب کی صورت اختیار کر گیا ہے ۔ ان کی وہ توقعات نقش برآب ثابت ہوئی ہیں جن کی بنیاد پر انہوں نے اس حکومت کو اس پارٹی کو بے پناہ اور بے مثال جذبے اور جرأت کے ساتھ ووٹ دیا تھا ۔ ان کا یہ تصور بکھر گیا ہے کہ یہ ایسے انقلابی اور تاریخی عمل جاری کرے گی جو اس برصغیر میں اس سے پہلے دیکھنے میں نہیں آئے ۔ یہ توقعات تھیں یہ تصورات تھے جنہوں نے زمینداروں کے خلاف کسانوں سے بغاوت کر دی تھی اور کسانوں کے کنبے جو چالیس چالیس ، پچاس پچاس سال سے ان کے مرہون منت تھے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

میاں مصطفیٰ ظفر ۔ بوائٹ آف آرڈر ۔ جناب والا ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر ۔ سیکرٹری صاحب گنتی کریں ۔ ۔ ۔ ۔ ہاؤس میں کورم نہیں ہے ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی جائیں ۔ ۔ ۔ ۔ گھنٹیاں بجائی گئیں ۔ ۔ ۔

(اس مرحلہ پر مسٹر سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

Mr. Speaker. The House is in quorum. Syed Sahib, I was given to understand that you will be speaking only for fifteen minutes but it is now more than half an hour that you have been speaking.

سید ناہش الوری ۔ جناب سپیکر ۔ چونکہ میں اپنی ترمیم اور اپنے

اصولوں پر ایک ساتھ بول رہا ہوں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں آپ کو بار بار زحمت دینے کی بجائے ایک ہی دفعہ بول لوں ۔ میرے خیال میں یہ موضوع اتنا اہم ہے کہ دوسری طرف بیٹھنے والے دوست اگر مجبوریوں کے باعث اس موضوع پر اپنے جذبات و احساسات کا اظہار نہیں کرسکتے تو میں یقیناً یہ سمجھتا ہوں کہ وہ میری گزارشات کو appreciate ضرور کرا سکتے ہیں ۔

جناب والا ۔ موجودہ زرعی اصلاحات اور اس ترمیمی بل کے نتیجہ میں توقع یہ کی جاتی ہے کہ زمینداروں سے جو زمین حاصل ہوگی وہ دو لاکھ ایکڑ سے بھی کم ہوگی ۔ اور ان دو لاکھ ایکڑ سے چند ہزار کسان ہی استفادہ کر سکیں گے ۔ جب کہ صدر ایوب خان کی زرعی اصلاحات کے تحت ۲۴ لاکھ ایکڑ اراضی حاصل کی گئی تھی ۔ موجودہ صورت میں کسی ایک تحصیل کے کسان بھی اس دو لاکھ ایکڑ اراضی سے مستفید نہیں ہو سکتے ۔ ایک ایک تحصیل میں اتنی بڑی تعداد میں بے زمین کاشتکار موجود ہیں ۔ اور ان کے لئے اصلاحات کا یہ رقبہ اونٹ کے منہ میں زیرے کی مترادف ہے ۔ وہ بدستور بے زمین رہیں گے ۔ ان کی محرومی اور بدقسمتی کے ازالے کی آج بھی ہمیں کوئی صورت نظر نہیں آتی ۔ جناب والا ۔ میں آپ کی توسط سے جناب صدر بھٹو کی اس تقریر کا حوالہ دینا چاہتا ہوں اس ابتدائی تقریر کا جو انہوں نے اپنی ان "معرکتہالارا" اصلاحات کے نفاذ کے وقت فرمائی تھی ۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے ظالمانہ ، غیر منصفانہ اور استحصالی نظام ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے جسے آپ لوگ صدیوں سے برداشت کر رہے تھے ۔ اب زنجیریں کٹ رہی ہیں ۔ آؤ جشن منالیں ۔ صدر بھٹو کا یہ اعلان حقیقتاً کسانوں اور محنت کشوں کے لئے ایک جشن کی حیثیت رکھتا تھا ۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں اور آپ بھی دیکھ رہے ہیں کہ استحصالی رات اور زیادہ گہری ہوتی جا رہی ہے۔ زنجیریں کٹنے کی بجائے حلقوں کو زیادہ تنگ ، زیادہ مضبوط اور زیادہ سخت بنا رہی ہیں ۔ تمناؤں کے ماتم کی کیفیت جشن کی صورت میں ہمارے لئے آج بھی لمحۂ فکریہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب والا ۔ اب مزید شعبدہ بازی نہیں

چلے گی اور وہ نعرے سہارا نہیں دے سکیں گے۔ جن کی بنیاد پر اس ملک میں پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تھی ۔ اب کسان بیدار ہو رہے ہیں ان کے سامنے حقیقت عریاں ہوگئی ہے ۔ ان کے سامنے حقیقت اور سراب کی دونوں صورتیں موجود ہیں ۔ اب ان کو مزید دھوکہ نہیں دیا جا سکے گا ۔ میں اس ایوان کے ذریعے اس حکومت سے مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ ۔

مسٹر سپیکر ۔ سید صاحب اس بل کی ترامیم پر بھی بات کریں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ آپ تشریف فرما نہیں تھے ۔ میں ان ترامیم کے سلسلے میں اپنے رد عمل کا اظہار کر رہا ہوں جنکے سہارے زمینداروں کو مختلف قسم کی مراعات کا مستحق گردانا جا رہا ہے۔ اور اب میں آخر میں اپنی معروضات کو ختم کرتے ہوئے یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اگر یہ حکومت ، یہ پارٹی زرعی اصلاحات کسانوں اور محنت کشوں کے لئے کرنا چاہتی ہے تو اس کو سب سے پہلے (Produce Index Unit) کو ۱۹۴۷ء کی بنیاد پر برقرار رکھنے کی بجائے آج کے حالات کے مطابق از سر نو متعین کرنا چاہئے اور زرعی نظام کی نئی تدوین کا اختتام کرنا چاہئے تا کہ حقیقی زرعی ترقی کے اجالے ابھریں اور محنت کشوں کے لئے خوشحالی کی صبح نوطلوع ہوسکے ۔ جناب والا۔ میں اب ان معروضات کے ساتھ اس بل کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے متداول کرنے کی تحریک پیش کر رہا ہوں۔ جناب والا۔ یہ بل حقیقتاً لینڈ ریفارمز نہیں بلکہ لینڈ لارڈ ریفارمز (Landlords reforms) کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اس لئے اس بات کی ضرورت ہے کہ رائے عامہ معلوم کرنے کے لئے اسے مشتہر کیا جائے اور کسانوں اور محنت کشوں سے پوچھا جائے کہ وہ جس پارٹی کو منتخب کر کے اپنی قسمت ان کے حوالے کر چکے تھے وہ آج ان کے مفادات کی بجائے آج کس طبقے کے مفادات کی ترجمانی و نگہبانی کر رہی ہے ۔ جناب والا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ بل اس لئے بھی مشتہر کیا جائے کہ کسانوں کو خوشخبری مل سکے کہ جس جماعت کو انہوں نے استحصال کے خاتمے زمینداری و جاگیرداری کے

زوال اور بے زمین کسانوں کو زمین کا مالک بنانے کے وعدوں پر منتخب کیا تھا وہ جماعت اپنے وعدوں سے یکسر منحرف ہو گئی ہے۔ اس نے نہ صرف سوشلزم کو چھوڑ دیا ہے۔ جس کے نعرے پر وہ منتخب ہوکر آئی تھی۔ اور جس کے لئے اس نے اس ملک میں رائے عامہ منظم کی تھی اس نے نہ صرف وہ راستہ ترک کر دیا ہے بلکہ وہ راستہ اختیار کر رہی ہے جسے وہ استحصال پسندوں کا راستہ، رجعت پسندوں کا راستہ اور Rightiest کا راستہ کہا کرتی تھی۔ کسانوں کو اس بل کے بعد یہ فیصلہ بھی کرنا ہوگا کہ اگر اس سے پہلے انہوں نے اسلام کے نام لینے والوں کو صرف اس لئے مسترد کیا تھا کہ وہ اسلام کے نام پر اپنے مفادات کا تحفظ کرتے رہے تھے۔ تو آئندہ وہ ان لوگوں کو بھی مسترد کر دیں جنہوں نے اسلامی سوشلزم اور مساوات محمدی کے نام پر ان کو دھوکا اور فریب دے کر ووٹ حاصل کئے۔ آج حکمران پارٹی نے وہ کردار اختیار کر لیا ہے جو ابن الوقت نظریہ رکھنے والوں کا کردار ہوتا ہے جو استحصال پسندوں کا کردار ہوتا ہے۔ جناب والا۔ میں اس لئے بھی اس بل کو رائے عامہ کے لئے مشتہر کرنے کی اپیل کر رہا ہوں کہ یہ ترقی پسند اور سوشلسٹ پارٹی اپنے عزائم، اپنے منشور اور اپنے مستقبل کے ارادوں کے ساتھ بے نقاب ہوکر رائے عامہ کے سامنے جوابدہ ہو سکے کہ اس نے اپنا پرانا انقلابی نقطہ نظر کیوں بدل لیا ہے۔ اور اس نے جو راستہ اختیار کیا ہے کیا وہ مظلوموں کی حمایت کا راستہ ہے، کسانوں کی حمایت کا راستہ ہے، محنت کشوں کی حمایت کا راستہ ہے یا سرمایہ داروں، زمیندار اور جاگیرداروں کی حمایت کا راستہ ہے اور اگر وہ یہ راستہ اختیار کر رہے ہیں اور اپنے پروگرام اور منشور سے انحراف کر رہے ہیں تو ان کو اپنی اس موجودہ حیثیت سے بھی دستبردار ہو جانا چاہئے۔ اور اسے مستعفی ہو کر عوام کے سامنے ناکامی کی ندامت کے ساتھ سر جھکا دینا چاہئے کہ اس نے جس منشور کے لئے اپنے آپ کو عوام کے سامنے پیش کیا تھا وہ کسی نہ کسی وجہ سے کسی سرمایہ دارانہ تسلط کی وجہ سے یا زمیندارانہ اثر کی وجہ سے اس میں ناکام ہوگئی ہے۔ اگر وہ یہ نہیں کرتی تو اس کو یاد رکھنا چاہئے

کہ پھر خود رائے عامہ کو ایک فیصلہ کرنا پڑیگا اور رائے عامہ کا فیصلہ بڑا جرالمندانہ ، بڑا بے رحمانہ اور بڑا تلخ ہوگا ۔ وہ ایسا فیصلہ ہوگا کہ ہمیشہ ہمیشہ کہلئے و احتساب و عبرت کی تاریخ بن جائے گا۔ جناب والا۔ میں آخر میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ جو پیپلز پارٹی کو ترقی پسند عناصر کی زیادہ سے زیادہ حمایت حاصل تھی اور اس لئے حمایت حاصل تھی کہ اس کے پروگرام میں ترقی پسندانہ عزائم کی جھلکیاں موجود تھیں۔ آج اس پارٹی میں بڑے بڑے زمینداروں اور جاگیرداروں کو جاذبیتیں نظر آ رہی ہیں اور آج وہ لوگ اس لئے اس طرف منتقل ہو رہے ہیں کہ ان کو اپنا مستقبل اور اپنے مفادات اس پارٹی کے ذریعے محفوظ نظر آ رہے ہیں ۔ حالات کی اس بوالعجبی پر میں خبردار کرنا چاہتا ہوں اور خود پیپلز پارٹی کے باضمیر ترقی پسند افراد سے ان کے ضمیر کو گواہ بنا کر کہنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ واقعی کسی مقصد ، کسی منشور ، کسی پروگرام کے لئے محنت کشوں ، مزدوروں اور کسانوں کی حمایت کے لئے پارٹی میں گئے تھے تو آج انہیں اس بل کو حقارت کے ساتھ ٹھکرا دینا چاہئے اور ایسا دباؤ ڈالنا چاہئے کہ پارٹی اپنے منشور سے منحرف ہو کر اس قسم کا بل محض اکثریت کی بنیاد پر منظور نہ کرا سکے اگر انہوں نے اپنا یہ فرض ادا نہ کیا ، اگر انہوں نے حق کی حمایت نہ کی تو ان کا گریبان ہوگا اور ان کسانوں کے ہاتھ ہونگے جنہوں نے اپنے زمینداروں اور جاگیرداروں سے بغاوت کرکے صرف تلوار کو ووٹ دئے تھے - انہوں نے کسی شخص کو ووٹ نہیں دئے تھے ، کسی فرد کو ووٹ نہیں دئے تھے بلکہ اس منشور کو ووٹ دئے تھے جس منشور کی آپ آج دھجیاں اڑا رہے ہیں اور اگر آپ نے یہ روش جاری رکھی تو مستقبل میں وقت کا بے رحمانہ فیصلہ آپ کے خلاف ہوگا ۔ تقریر کی جلی تحریریں جو اس وقت دیواروں پر صاف نظر آرہی ہیں ۔ ان سے آپ کو چشم پوشی نہیں رہنی چاہئے اور کوئی ایسا فیصلہ نہیں کرنا چاہئے جس کے نتیجے میں اس ملک کو ایک طبقاتی کشمکش اور خونی انقلاب سے دو چار ہونا پڑے ۔ اگر آج آپ کسانوں اور مزدوروں کو کسی نہ کسی حد تک ان کا جائز حق دیدیں تو شاید وہ مطمئن ہو جائیں

شاید وہ اپنے حالات پر قائم ہو جائیں لیکن اگر ان سے یکسر فریب کیا گیا اگر ان کو یکسر دھوکہ دیا گیا تو یقیناً اس ملک میں ایسی طاقتیں ابھریں گی جو کسانوں کو بغاوت پر آمادہ کر کے ایک ایسی طبقاتی کشمکش کو جنم دیں گی ، ایسا طوفان اٹھائیں گی کہ سب کچھ خس و خاشاک کی طرح بہہ جائیگا اور اس وقت آپ یا ہم کچھ نہیں کر سکیں گے ۔

لہذا میں آپ سے اپیل کرتا ہوں اور نہایت درد مندی کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ اب بھی ملک کا حال و مستقبل بچایا جا سکتا ہے ۔ خدا کے لئے ایسی باتیں نہ کیجئے ۔ ایسے فیصلے نہ کیجئے ۔ ایسی غلط روایات قائم نہ کیجئے جس سے اس ملک کے مختلف طبقوں میں نفرتیں کی خلیج اتنی گہری ہو جائے کہ پھر پر نہ کی جاسکے ۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے نہایت توجہ سے سنا ۔

مسٹر سپیکر ۔ چوہدری امان اللہ لک صاحب ۔ آپ نے تو کچھ نہیں کہنا ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں ضرور عرض کروں گا ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب میں ترمیم پیش کرتا ہوں اس کے بعد آپ کا حق ہے کہ آپ اس پر اپنا اظہار خیال فرمائیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ پرنسپل پر پہلے تقاریر ہونگی ۔

مسٹر سپیکر ۔ پرنسپل پر تو انہوں نے بول لیا ہے ۔

I am putting the amendments to vote.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ کون کون سی ترامیم آپ پیش کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترامیم نمبر ۲-۳-۴ اور ۵ ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ مجھے بولنے کا موقع دیئے بغیر ہی آپ ترامیم پیش کر دیں گے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے زبردستی آپ کو جگا دیا ہے ۔ میں اس کے لئے معافی مانگ رہا ہوں ۔

چوہدری امان‌اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں غصے میں تھا ۔ ناراض تھا کیوں کہ آپ نے مجھ سے پہلے حاجی محمد سیف‌اللہ خان صاحب کو بولنے کا موقع دیا پھر قابش الوری صاحب کو بولنے کا موقع دیا اور مجھے آپ گول کرتے چلے آئے ہیں ۔ اس کے لئے میں احتجاج نہیں کر سکتا کیوں کہ آج آخری دن ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے سمجھا کہ شائد آپ نے نہیں بولنا ہے ۔ آپ تقریر کریں ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. On a point of order Sir, will I have the opportunity to discuss the principles? If not, then I will move my amendment.

Mr. Speaker. There is no amendment by you.

چوہدری امان‌اللہ لک ۔ جناب والا ۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست نے اس موضوع پر پیپلز پارٹی کے پروگرام کی یاد دہانی اس انداز فکر سے کی ہے ۔ اس کے باوجود بھی میں یہ ضروری محسوس کرتا ہوں کہ میں ان دوستوں کو آگاہ کر سکوں کہ میں نے یہ ترمیم کیوں دی ہے ۔ اس لئے کہ قائد عوام صدر مملکت جناب ذوالفقار علی بھٹو جب ایک وعدے پر قائم ہیں اور وعدہ عوام کی عدالت کا ہے ۔ ہر روز کے مشاہدے سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ عوام کے مشورے کے بغیر وہ حکومت کی پالیسی نہیں چلا رہے ہیں۔ اگر وعدے پر سختی سے قائم ہیں تو اس کے پیش نظر میں یہ محسوس کرتا تھا کہ میرے فاضل دوست اس پر اعتراض نہیں فرمائیں گے ۔ جہاں تک اسلام کے خلاف ہونے کا اس ترمیمی بل کا تعلق ہے تو میں اپنے فاضل دوست سید حسن محمود صاحب سے اختلاف کرتا ہوں ۔ کہ ورثا کی تقسیم کے سلسلے میں قرآن و سنت کے خلاف ہے ۔ اور میں اس پر اختلاف رائے کی جرأت کرتا ہوں ۔ کیونکہ منافق کا مقام کافر سے بدتر ہے لہذا اس بنا پر میں اس کو چیلنج کرتا ہوں کہ سابقہ حکومتیں جو آج مظلوموں کے عالم میں کونوں کھدروں میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ جن لوگوں نے غریب کاشتکاروں

کے ساتھ منافقت کی تھی میں اس کا اعادہ کم از کم اس انقلابی پارٹی سے ہرگز نہیں کرتا تھا ۔ یہ بد نصیبی کا ایک ایسا المیہ ہے اور ایسا باب ہے جو دولتانہ صاحب سے لیکر جناب محمد حنیف رامے صاحب تک جتنا دور گزرا ہے جہاں تک لینڈ ریفارمز کا تعلق ہے ۔ اس کے ساتھ منافقت کی جا رہی ہے اور منافقت میں سمجھتا ہوں کہ اسلام کے بدترین اعمال میں سے ایک ایسا عمل ہے ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ اسلام کے بد اعمال کیا ہو سکتے ہیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ اسلام کی خلاف ورزی ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ ان بینچوں پر پکے سچے مسلمان بیٹھے ہیں اور یہ ہمارے جذبات مجروح کر رہے ہیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ ابھی تو فقرہ مکمل ہی نہیں ہوا اور آپ نے انہیں راستے میں ٹوک دیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ انہوں نے اپنی موجودگی کا احساس دلایا تھا ۔ جہاں تک پکے مسلمان ہونے کا تعلق ہے آپ اگر اس کو زیر بحث لانا چاہتے ہیں تو میں وہ بھی لانے کے لئے تیار ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ اس بل کو زیر بحث لائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ وہ شراب کے رسیہ کتنے پکے ہیں کتنے کچے ہیں ۔ نامہ اعمال کو کیوں بار بار میرے فاضل دوست سامنے لاتے ہیں ۔

جناب والا ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ جہاں تک پاکستان کی اس زرعی اصلاحات کی تحریک کا تعلق ہے تو اس کے ساتھ منافقت کی جاتی رہی ہے اور ہو رہی ہے ۔ اس کا اگر میں ایک ثقیل لفظ استعمال کروں کہ اسقاط حمل کیا جا رہا ہے تو زیادہ مناسب ہوگا ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ انہوں نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ غیر پارلیمانی ہے ۔ حضور والا ۔ اسے حذف کرادیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ فکر نہ کریں وہ ہو جائے گا ۔ آپ کے فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے ۔ میں کسی وقت بھی حذف کر سکتا ہوں ۔

چوہدری امان اللہ لک : جناب والا ۔ میں وفادار اعوان سے استدعا کروں گا کہ جیسا کہ سارا دن پرسکون رہتا ہے آخری لمحات میں تلخی کی کوشش نہ کریں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وہ اس لفظ پر اعتراض کر رہے ہیں جو آپ نے بھی بہت ڈر ڈر کر استعمال کیا ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ میں نے معذرت کے ساتھ استعمال کیا تھا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ سپیکر صاحب کو مکمل اختیار ہے کہ وہ ایسے الفاظ استعمال کرنے کی اجازت دیں یا نہ دیں ۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی موزوں لفظ نظر نہیں آیا ۔

Mr. Speaker. Please continue with your speech.

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا : میں عرض کر رہا تھا کہ جو بھی اصلاحات آئین میں کا ایک حصہ ہے کہ سابقہ حکومتوں نے ایسی alarming situation دی جس کے پیش نظر ۱۹۵۸ء کی جو اصلاحات تھیں انہوں نے وہ dead-lines دیں جس کے پیش نظر کاشتکاروں نے اپنی اپنی زمین کو اپنے اپنے ٹھکانے لگایا ۔ اور اب یہ ایک مسئلہ ہے جس کے پیش نظر اصلاحات اس ملک میں کی جاتی رہی ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں وہ lines دیں جس کے پیش نظر کتنے کے افراد میں اراضی تقسیم ہوئی ۔ ان کو وسیع تر اختیارات دیئے گئے تھے وہ ہبہ کر سکتے ہیں ۔ اس کے بعد وہ دے سکتے ہیں : اسکے بعد وہ رکھ سکتے ہیں ۔ اب چونکہ آبادی کے پیش نظر اور کتنوں میں اضافے کے پیش نظر موجودہ حکومت نے برا یا بھلا جو بھی قانون بنایا تھا آج اس کو ان ترمیمی رنگ میں پیش کیا جا رہا ہے کہ جو جلسہ عام میں دیا جاتا ہے : اس اسمبلی کے ایوان میں اس کو واپس لیا جا رہا ہے ۔ تو یہ افسوس کی بات ہے کہ عوام کے ساتھ وعدے کرنے کے لئے جلسے عام کئے جاتے ہیں

لیکن اسمبلیوں سے ایک ایک اینٹ کی طرح آہستہ آہستہ ان تمام وعدوں سے انحراف کیا جا رہا ہے ۔ باعث افسوس اور باعث شرم ہے کہ عوام کی عدالتوں میں reforms کی صورت میں دئے جانے والے جو وعدے تھے ان سے انکار کیا جا رہا ہے ۔ جب میں نے یہ بل پڑھا تو میں یہ توقع کرتا تھا کہ شائد موجودہ حکومت اس اپنی غلطی کا احساس کر چکی ہو جس کے پیش نظر دفعہ ۱۹-۲۰ اور ۲۱ کے تحت حکومت نے ایک بہت بڑی غلطی کی ہے کہ شاید اس پر ترمیم لائیں اور وہ یہ غلطی تھی کہ دفعہ ۱۹-۲۰ اور ۲۱ کے تحت جو اراضی حاصل کی گئی ہے اس کو reserve رکھا گیا ہے ۔ کاشتکاروں کو نہیں دی گئی اور اس کے علاوہ جو شکارگاہوں کی اراضی تھی شاید اس میں محسوس کیا کہ اب وہ کاشتکاروں میں تقسیم ہو کر اس زرعی پیداوار میں اضافے کا اصول بن سکے اس کو reserve رکھا گیا ۔ اس میں ترمیم یہ تھی کہ ان کو preference دی جائے گی جن سے یہ لی جا رہی ہے ۔ لیکن آج کی ترمیم میں بجائے اس کے کہ اس خام اور غلط حصے کو حذف کیا جاتا یا اس میں ترمیم کی جاتی بلکہ اس میں الٹی صورت حال یہ پیدا کر دی گئی ہے کہ یہ کے اختیارات اور زمینداروں کو وہ اختیارات دئے جا رہے ہیں جس کے پیش نظر وہ ۲ ہزار یونٹ اپنے پاس رکھ سکیں اور ٹیوب ویل کے وعدے پر بھی رکھ سکیں ۔ تو یہ ان زمینداروں اور کاشتکاروں کو جو آہستہ آہستہ پیپلز پارٹی کے چور دروازے کھولتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں accom-modate کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ترمیمی بل ہم سے پاس کروائے جا رہے ہیں ۔ اور میں ان دوستوں کو جو یہاں نعرے بازی کرتے ہیں یہ عرض کردینا چاہتا ہوں کہ جب پارٹی میں نئے انداز فکر کے لوگ آ رہے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ یہ ترامیم بالکل آشکارا ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے دوست یہاں ہماری تائید کرنے سے قاصر ہیں کیونکہ پارٹی ڈسپلن ان کو مجبور کرتا ہے ۔ لیکن کیا وہ اپنی پارٹی میٹنگ میں ان فیصلوں پر نظر ثانی کرانے کے لئے مجبور نہیں کر سکتے ؟ کیا اس پارٹی کے منیجر کا پارٹی میٹنگ میں بھی دامن تھامنا ان کے لئے فرض نہیں ہے ؟

جناب والا ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور بنانے میں ان وزیروں کا بہت کم حصہ ہے اس لئے ان کو درد نہیں آ رہا ہے میں تو جانتا ہوں ۔

وزیر مال ۔ وہ یہ فرماتے ہیں کہ وہ پیپلز پارٹی کے اب بھی رکن ہیں انہیں زیادہ درد ہے ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جی ہاں میں رکن ہوں اور مجھے تکلیف ہو رہی ہے ۔ درد ہو رہا ہے ۔ میں اب بھی پاکستان پیپلز پارٹی کا رکن ہوں جب میں منشور کا حوالہ دیتا ہوں کوئی بھی تو اس پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا اب بھی میں رکن ہوں ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ بل زیر غور کے متعلق فرمائیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ اگر میری بنائی ہوئی یا رائے صاحب کی بنائی ہوئی دوسروں کے ہاتھوں میں چلی جائے تو مجھے درد بھی نہیں ہوگا ۔ جناب والا ۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ اس بل کے وہ تمام حصے اگر ملاحظہ کئے جائیں تو اس میں ترمیم نمبر ۸ اور ۱۳ میں مناسب تجاویز ہیں یہ دو حصے بل کے ہونے چاہئیں ۔ اور اس میں کچھ نہ کچھ اچھائی کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اس کے پیش نظر پٹہ دار کو اور راہن کو اراضی واپس کر دی جائیگی وہ بالکل مناسب اور جائز ہے ۔ اس کے بعد مالکان اراضی نے مزارعوں کو بے دخل کر کے الکو وہاں ختم کر دیا تھا لیکن اب اس ترمیم کے بعد ۱۹۷۱ء اور ۷۲-۱۹۷۱ء میں ربیع اور خریف کا کچھ نہ کچھ تحفظ دیا گیا ہے ۔ اس لئے میں ان دو حصوں کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں کہ یہ مستحسن قدم ہے اور جہاں تک جناب والا ۔ دفعہ ۸ میں ترمیم کا تعلق ہے میں کہوں گا یہ بہت بڑا دھوکا ہے فراڈ ہے جو اس کے ریفارمز کے ساتھ کیا جا رہا ہے جس کے ساتھ تمام پنجاب کے کاشتکاروں اور بے مالکان توقع وابستہ کئے بیٹھے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی تمناؤں کو اس انداز سے دھوکا دینا غلط ہے اور دفعہ ۸ کی ترمیم مارشل لا ۱۱۵ کی خلاف ورزی

ہے ۔ اس لئے میں استدعا کرتا ہوں کہ اس کو واپس لے لیں اور میں آپکے دفعہ ۸ اور ۱۳ کے بہترین حصوں کو تسلیم کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ جہاں تک دفعہ ۷ کا تعلق ہے اس سلسلے میں میں عرض کروں گا کہ اس سارشل لا ۱۱۵ کے اس بنیادی ضابطے کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا ہے ۔

وزیر مال ۔ دو حصوں کے متعلق انہوں نے اپنی رائے دے دی ہے تیسرے کے ساتھ چمٹے ہوئے ہیں انہیں کہیں اسے بھی چھوڑ دیں ۔

چوہدری امان اللہ لک ۔ جناب والا ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنے دوستوں سے اور وزیر مال سے جنہوں نے ان ترامیم کے ذریعے سارشل لا ۱۱۵ کے قتل کرنے کی جسارت کی ہے اور خاص طور پر اپنے فاضل دوست اور بہت بڑے سوشلسٹ مسٹر محمد حنیف رامے سے استدعا کروں گا کہ وہ بھی میری ان معروضات کی تائید کریں کہ اس اصطلاحاتی فارمولے کا قتل عام کیا جا رہا ہے ۔ اور اس کو واپس رائے عامہ کے لئے بھیج دیا جائے ۔ جس عوامی عدالت کا قائد عوام جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب حوالہ دیا کرتے ہیں اس نوعیت کی میری ترمیم ہے ۔ میں توقع کرتا ہوں کہ اسے منظور کر لیا جائے گا ۔

Mr. Speaker. The question is :

> That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 2nd May, 1973.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

> That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the

purpose of eliciting opinion thereon by 31st May, 1973,

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be referred to a Select Committee consisting of the following members with the instruction to report thereon by 31st May, 1973 :—

1. Makhdum Hamid-ud-Din.
2. Amir Abdullah Khan Rokhari.
3. Mian Mustafa Zafar Qureshi.
4. Malik Muhammad Azam.
5. Chaudhri Lal Khan.
6. Makhdumzada Syed Hassan Mahmood.
7. Rana K. A. Mahmood.
8. Sh. Aziz Ahmad.
9. Mr. Khalid Nawaz Khan Wattoo.
10. Syed Nazim Hussain Shah.
11. Syed Tabish Alwari.
12. Haji Muhammad Saifullah Khan.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That the Land Reforms (Punjab Amendment) Bill, 1973, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th June, 1973.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ سید حسن محمود صاحب آپ کتنا وقت لیں گے تاکہ اس کے مطابق وقت بڑھا دیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ کتنا بڑھالینگے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک گھنٹہ بڑھانے کا خیال ہے ۔

علامہ رحمت اللہ ارشد ۔ اگر آپ وقت بڑھائینگے تو شام کو اجلاس نہیں ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ایک گھنٹہ وقت شمیم صاحب بڑھا گئے ہیں اگر کام باقی رہ گیا تو کھانا کھانے کے بعد بیٹھ جائینگے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ لنچ کے لئے انٹرول کب ہوگا ۔

مسٹر سپیکر ۔ ہم نے آج سوا بارہ بجے کام شروع کیا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ لیشنل اسمبلی میں تو لنچ کے لئے وقفہ ہوتا ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ آپ تقریر شروع کریں ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I hope you will permit me to dwell on the statement of objects and reasons of the Bill.

Mr. Speaker. So long as you are relevant, I would not interrupt you.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. All the statements of objects and reasons are relevant because I will pinpoint some of them in order to show whether the Bill is in consistence with the aims and objects mentioned in it. Previous to this, a Martial Law Regulation was issued, which has been given protection under the Constitution, and subsequently this Ordinance was brought in by the Governor which, I am not sure, has any legal value. I am not the aggrieved one

and I am not the one to be affected. So, I don't know whether I can challenge it because once this law has been given protection under the Constitution, it becomes more or less the authority of the Centre to make any amendments and the Provincial Authority, under no delegated powers, can alter it. But that is a different question and for that there is a different forum. For the information of the House I will read out the statement of objects and reasons which says :—

> The Bill removes the difficulties, inconsistencies and legal lacunae experienced in the implementation of Martial Law Regulation 115 for the purpose of land reforms seeks .....

Mr. Speaker, you very kindly appreciated my point on which you had raised a question and for which, I wonder, if you were satisfied to receive an answer, but I am not opposing this Bill, because I get affected. I am opposing it on certain justifiable ground in the interest of the majority party itself. Now, what is the first purpose ?

> (i) permit and validate alienations by gift or otherwise by owers in favour of their heirs, and by gift in favour of any of their unmarried or widowed sisters who have not received their due share of inheritance of ancestral lands ;

There is no such thing, no such provision and no such facility in this Bill.

> (ii) permit and validate the transactions whereby an area of land has been exchanged with an area equivalent to the same or substantially same produce index units ;

There was no bar even under the previous Regulation.

> (iii) declare as invalid all other gifts made by person who own or possess land in excess of the permissible limits between 1st March, 1967 and 19th December 1971 ;

Sir, an individual who had a right under the law of the land, who had a right given to him by God and his religion, that right is proposed to be taken away by this law with retrospective effect without taking into account that a gift can be in favour of a deserving person—a person who is entirely depend on the fortunes of the family howsoever small that may be—gift tax having been paid. It does not even allow for validating a gift for religious, social welfare and other charitable institutions. Now, this declaration of making valid gifts invalid is an instrument of victimization with retrospective effect.

The statement of objects and reasons further says :—

> (iv) omit the controversial explanation II which refers to alienations in favour of owner's family other than his heirs, as this explanation has now become redundant ;

Mr. Speaker, I don't understand how the explanation ever became redundant. Waether you look at the dictionary word of the "family", whether you look at the explanation given by Islam itself, how can the descendents, how can the heirs be left in ambiguity and seek sort of an explanation in this new amendment ? This merely negates, this merely contradicts and deprives certain heirs between one and the other on the ground that one is married and the other is not married. The person who is married should pray that her husband dies so that she can get a gift and the person who is akin, who has the same relationship, to discriminate against it. I think, it

even violates the clause providing equality before law and, therefore, it may not withstand the test outside this House—I mean the Judiciary.

Then it says—

> (v) permit an owner who hereafter acquired a tractor or instals a tube-well of the required horse power, to own additional land equivalent to 2 00 produce index units ;

I do'nt understand that when in the original Land Reforms 18.000 unit limit was fixed then why, by a subsequent amendment, the units were reduced ? Again, the Government or the party in power thought it expedient to reduce them further even today in the modern times when there has been scarcity of water. Mr. Speaker, as you know, this part was granary for most of the parts of deficit areas of India, and after the Indian action when our waters were diverted, we had to depend on the tubewells. As an experienced man, Sir, you know that in the olden days there was one description of Chahi/Nehri. Chahi was the Persian wheel driven by bullocks but out of sheer necessity after partition, when there was shortage of water, water links were to be constructed ; people had to resort to the utilization of sub-soil water through wider bored tubewell going into greater depth and that was also a safeguard against salanity and it helped reclamation of the area. Government should have exempted such areas and the produce index units should not have been altered on the basis of old definition and entry into khasra gurdawari that this is chahi/nehri meaning thereby the wells driven by bullocks. To raise the produce index units for the tubewell area is against the spirit, against the desire of the Government to produce more from an area, to invest and to get greater average, better average, better porduction per acre from the land. I think originally this concession should not have been

withdrawn. The sixth is a proposal. It is justified to replace in paragraph 10 (pause).

Mr Speaker. Please continue.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. The expression 'Services of Pakistan" with the expression "Civil Services of Pakistan" and so on. Now sir, certain Government servants were given certain lands as a reward for their honesty, for honest services and even that has been brought in and certain reduction of limit has been proposed.

(Interruption)

Mr Speaker. No interruptions. Please continue.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Thank you for putting me on guard. I am glad that as far as Defence Services of Pakistan are concerned; I agree with them. Provided next is that where any person is in possession of the land in excess of the permissible limits, so much of the excess land which is in his possession as lessee or mortgagee shall revert back to the lessor or mortgagor. Sir, this is very strange that again certain piece of land may have been given.....

مسٹر سپیکر ۔ میں یہ چیز دریافت کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے اب کلازز کو لینا شروع کر دیا ہے ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. No sir, I am not taking the clauses. I am talking about the principles under-laid in the statement of aims and objects and I am criticising the bill that in this bill which seeks to amend the original Ordinance, the aims and objacts are not clearly relevant, and the amendments proposed are not in keeping with the aims and objects defined in the bill.

مسٹر سپیکر ۔ آپ دونوں میں سے کس کو تبدیل کروانا چاہتے ہیں ۔ اغراض و مقاصد کو یا کلازز کو ۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I only say that the aims and objects are inconsistent with the provisions proposed in the bill itself. So if you don't allow me.

Mr. Speaker. No, No I am very much want members to participate in the debate.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, at one time you also thought that there was a little discrepancy, and similarly having studied this bill and you not having had time to do it, my feeling is that while the Government gives aims and objects in the Bill, the clauses proposed in the Bill should be consistent with the aims and objects. That is why I am discussing them and if you want me straight away to come on the principles .....

Mr. Speaker. This is what I actually want.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I will respectfully honour your wishes Mr. Speaker sir.

Mr. Speaker. Thank you. The time is extended by another 60 minutes.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Mr. Speaker, if you have extended the time, you must know that I am going without medicine and food. I will continue but the members of the majority party must maintain quorum. So I question the quorum.

Mr. Speaker. That they will,

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I point out that there is no quorum.

Mr. Speaker. They have quorm in the lobby.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Please call them. When I am standing and speaking, I expect them to sit and also listen.

Mr. Speaker. Please continue now.

وزیر قانون - جناب ڈاکٹر کا بندوبست کر لیں -

مسٹر سپیکر - مذاق میں نہ پڑ جایا کریں -

legislation is a very serious matter.

گنتی کی جائے - - - - گنتی کی گئی - - - - کورم پورا نہیں ہے لہذا گھنٹی پانچ منٹ کے لئے بجائی جائیں -

After exact five minutes there will be recounting.

گھنٹی بجائی گئی - - - -

Will the members resu ne their seats to help us in counting?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. There are 53.

Mr. Speaker. Please resume your seat. There are 63 now.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, there are 57.

Mr. Speaker. Will the honourable member resume his seat.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, the House is not in order.

Mr. Speaker. How many they are ?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. They are 57.

Mr. Speaker. Will the Hon'ble Members please resume their seats so that there may be a counting ? There are 64 Members ; yes Makhdum Sahib.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. You orderd the bells for five minutes.

Mr. Speaker. I did not order.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. You had ordered on my pointing out that let there be bells for five minutes.

Mr Speaker. Makhdum Sahib, please continue with your speech.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I was just mentioning and giving a reference in regard to the Aims and Objects of the Bill. But in principle, as I have mentioned earlier, it not only conflicts with the Islamic injuction, it also conflicts with the provisions of fundamental rights and equality before law. I would call this Bill discriminatory, unfair, arbitrary, capricious illogical and ill-conceived and irrational on the ground that in the case of certain relations you validate the gifts, and you discriminate in certain, cases, you have allowed the discretion to the Land Commission to examine the bonafides of a transaction and simultaneously through an executive action you have debarred the judicial agency from performing their judicial functions on the basis of equity, justice and fair-play. Such legislation helps no body. It will only be challenged, but you want to protect yourselves that its validity shall not be questioned in a court of law. Where there is a malafide action, where there is a complete discrimination between heir and heir and heir, I think the court will assume jurisdiction and this law will not be able to stand the judicial test.

Mr. Speaker. Let us not worry the House about that. Please deal with the principles.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Mr. Speaker Sir, wher it conflicts with the fundamental rights where it conflicts with the equality before law, you advise me that I should not prick the conscience of the members of this House. I am only pointing out that.....

Mr. Speaker. Who can say with certainly that a law will stand the scrutiny of the Court.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I am sure if you sit in that chair and if I come to you, on the face of it, prima-facie, you will say why discriminate between a widowed sister and a sister, why discriminate between one heir and classify the other and deprive him of the same gift and the

transaction. In 1967 people, who were the rightful owners of the property, rightly within their legitimate limits transferred and alienated their land in favour of a poor man. . . . .

Mr. Speaker. Is it 1965 Reforms principles of which are being discussed ?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. No Sir, I am discussing the present law as brought in. It invalidates all alienations which are not even to be scrutinised by the Chief Land Commissioner. Without due scrutiny, even if they are bonafide transactions, they are by this act nullfide totaly. This land reverts back to the owner and there is no provision of compensation for the poor man who may have got 12 acres, who may have got 50 acres, who under the law of the land has the right to acquire the property from a person who has the right to sell them. Now is that justice Mr. Speaker, with retrospective effect to bring in such a harsh measure and not to trust their own Land Commission that they will see whether that is a bonafide transaction or not ? I feel that similarly, to deprive certatin legitimate heirs who through inheritence should have inherited the land, but in the old system, Mr. Speaker, when feudal notions of prestige, when false notions of prestige, when they wanted, on the British system, the property to be accumulated and administered jointly, the mutations did not take place and there were legal lawful successors who could have inherited the property.

وزیر قانون - جناب والا - میں closure move کرتا ہوں کہ question put کیا جائے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. On a point of order. As a very just Speaker, you will agree that when there is the first and the opening speech on the principles of the bill, the closure cannot be moved.

Mr. Speaker. Four speakers have already spoken.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, they spoke on amendments.

Mr. Speaker As well as on principles.

وزیر قانون نے ٹھیک کہا ہے کہ استصواب رائے کرلیا جائے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Maomood. May I record my protest against it.

Mr. Speaker. Yes, why not ?

سوال یہ ہے :۔

کہ اب استصواب رائے کر لیا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ لینڈ ریفارمز (پنجاب امنڈمنٹ) بل آف
۱۹۷۲ جیسا کہ اس کے بارے میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے
فی الفور زیر غور لایا جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۲)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۲ زیر غور ہے۔

Mr. Speaker. First amendment. Haji Saifullah as Syed Tabis Alwari. I am taking up all the amendments together because they relate to para (a) of Clause 2.

Makkdoomzada Syed Hassan Mahmood. No. Sir, if they relate to para (a) . . . .

Mr. Speaker. Each one of the amendments relate to Para (a) of Clause 2, therefore I am taking them together.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. No Sir.

Mr Speaker. Amendment No. 2 of Syed Hassan Mahmood Sahib.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I move :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of MLR 115, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recomended by the Standing Committee on Revenue, the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of MLR 115, be deleted.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommenden by the Standing Committee on Revenue, in the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of MLR No. 115, the words "or creation of any right of interest in or encumbrance on any land" occurring in lines 1-3, be deleted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of MLR No. 115, the

words "or creation of any right of interest in or encumbrance on any land" occurring in lines 1-3, be deleted.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recomended by the Standing Committee on Revenue, in proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of MLR No. 115, between the words "gift" and "by" occurring in line 3, the words and comma "except a gift made in favour of a religious or charitable institution, a school or college or any other Social Welfare Organization" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of the MLR. No. 115, between the words "gift" and "by" occurring in line 3, the words and comma "except a gift made in favour of a religious or charitable institution, a school or college or any other Social Welfare Organization" be inserted.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Stand-

ing Committee on Revenue, in the proposed first proviso to clause (b) sub paragraph (1) of paragraph 7 of MLR No. 115, between the words "gift" and "by" occurring in line 3, the words "except Sadqah" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue. in the proposed first Proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of MLR, No. 115, between the words "gift" and "by" occurring In line 3, the words "except Sadqah" be inserted."

سید نابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲ کے پیرا (الف) میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے پیرا ۷ کے تحتی پیرا (۱) کی ضمن (ب) کے مجوزہ دوسرے جملہ شرطیہ کے حصہ (اول) کی سطر ۲ میں لفظ "ورثا" کے بجائے لفظ "وارث" ثبت کیا جائے -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲ کے پیرا (الف) میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے پیرا ۷ کے تحتی

پیرا (۱) کی ضمن (ب) کے مجوزہ دوسرے جملہ شرطیہ کے حصہ اول) کی سطر ۲ میں لفظ "ورثا" کی بجائے لفظ "وارث" ثبت کیا جائے۔

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲ کے پیرا (الف) میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے پیرا ۷ کے تحتی پیرا (۱) کی ضمن (ب) کے مجوزہ دوسرے جملہ شرطیہ کے حصہ (دوم) کی سطر ۲ کے الفاظ "بہن" اور "کے" مابین الفاظ "بیوہ بہو" ثبت کئے جائیں۔

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲ کے پیرا (الف) میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے پیرا ۷ کے تحتی پیرا (۱) کی ضمن (ب) کے مجوزہ دوسرے جملہ شرطیہ کے حصہ (دوم) کی سطر ۲ کے "بہن" اور "کے" کے مابین الفاظ "بیوہ بہو" ثبت کئے جائیں۔

Mr Speaker : Amendment No. 12 by Mr. Tabish Alwari.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. They are different amendments.

Mr. Speaker. They relate to the same clause.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, you are guillotining the amendments just like Budget Session,

Mr. Speaker. No.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. But some amendments are different.

Mr. Speaker. Every mover will have the opportunity to explain his amendment. Yes, Mr. Tabish Alwari, move your amendment please.

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس ۳ قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن (۲) کے پیرا (الف) میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے پیرا ۷ کے تحتی پیرا (۱) کی ضمن (ب) کے مجوزہ دوسرے جملہ شرطیہ کے حصہ (دوم) کی سطر ۲ و ۳ کے الفاظ "جس نے ورثہ یا موروثی اراضی میں سے اپنا جائز حصہ وصول نہ کیا ہو" حذف کر دئے جائیں

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۲ کے پیرا (الف) میں مارشل لا ریگولیشن نمبر ۱۱۵ کے پیرا ۷ کی تحتی پیرا (۱) کی ضمن (ب) کے مجوزہ دوسرے جملہ شرطیہ کے حصہ (دوم) کی سطر ۲ و ۳ کے الفاظ "جس نے ورثہ یا موروثی میں سے اپنا جائز حصہ وصول نہ کیا ہو" حذف کر دئے جائیں -

Mr. Speaker. Makhdoomzada Sahib, please move your amendment at serial No. 6.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I beg to move :

That in para (a) of Clause 2 of the

Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, the word "further", occurring in line 1, be deleted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in para (a) of Clause of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, the word "further", occurring in line 1, be deleted.

Makhdoomzada Sahib, please move the amendment at serial No. 8.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, you have put so many amendments'

Mr. Speaker. They are regular in number.

Makdoomzada Syed Hassan Mahmood. The original paragraph as it reads.....

Mr. Speaker. May I go on to the next amendment ?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Why ?

Mr. Speaker. Am I right in thinking that you don't intend to move your amendment at serial No. 8.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I am sorry. I thought you were asking me to speak on the amendment.

Mr. Speaker. No. I was asking you to move amendment No. 8.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I beg to move:

That in para (a) of Clause 2 of tne Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in part (ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, for the words and comma "his widowed or unmarried sister who has not received her due share", occurring in lines 3-5, the words "a sister or a brother or a grand-child whose parent may be living and who has not received her or his due share" be substituted.

Mr. Speaker. The motion is:

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in part (ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, for the words and comma "his widowed or unmarried sister who has not received her due share", occurring in lines 3-5, the words "a sister or a brother or a grand-child whose parent may be living and who has not received her or his due share" be substituted.

Mr. Speaker. Next amendment is by Mr. Muhammad Iqbal. As the member is not present, the amendment lapses. Now, we come to amendment No. 10 by Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I beg to move :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in part (ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (i) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115. between the word "sister" and the comma, occurring in line 4. the words "or brother" be inserted.

Mr. Speaker. The motion is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committe on Revenue, in part (ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115. between the word "sister" and the comma, occurring in line 4, the words "or brother" be inserted.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Point of order. Sir, the House is not in quorum,

Mr. Speaker. Let there be a count .... Count was taken. The House is in quorum. Yes, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood please.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, how many are they ?

Mr. Speaker. There are 62 members present in the House excluding myself.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, would you permit me ? Of course I trust you. (At this stage Mr. Makhdoomzada started counting the members).

Mr Speaker. I am not counting them.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. They are 61.

Mr. Speaker. Even then the House is in quorum because I am the sixty-second.

Minister for Revenue. You are nobody to check.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I am somebody. Don't say I am nobody.

Minister for Revenue. You are a member and not the Speaker.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. That you can say. But don't say I am nobody. I am somebody otherwise I would not be speaking here, Mr. Honourable Minister, unfortunately, if I am not on joking terms with an individual I don't expect a joke from the other side.

Minister for Revenue. Positively he is nobody to count. He can just point out to the Chair. I would repeat it hundred times.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. You please address the Speaker and tell him I am nonody.

Minister for Revenue. I am addressing the Speaker that you are nobody to take a count.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Then point our to the Speaker. I have a right to draw the attention of the Speaker towards quorum. Let us maintain the decorum of the House.

Mr. Speaker. Yes. I hope everybody will.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I have never tried to upset the decorum of the House. On which amendment do you want me to speak, please ?

Mr. Speaker. On the amendments moved by you.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Originally, the Martial Law Regulation had proposed that certain transfers

and alienations, which were done between 1967 and 1971, whether to heirs hr strangers by way of gift or by way of sale they were subject to scrutiny by the Land Commission. The Land Commission was to scrutinise on a fair and equitable basis the bona-fides of the transactions but, subsequently, a brain-wave came and they said that they would limit this to certain class and category of persons. While strangers are allowed .....

Sir, the House is not in quorum.

Mr. Speaker. Let there be a count.... The count was taken. The House is in quorum. The statement to the contrary was obviously wrong. Will the honourable member resume his seat ? He has wasted a lot of time of this House.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I again protest against this ruling.

Mr. Speaker. Will the honourable members please resume his seat ?

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I protest.

Mr. Speaker. When there was a quorum in the House, you challenged that the House is not in quorum.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I don't want to quarrel with you. I have adequate members on my left to fight.

Mr. Speaker. That is not my business.

سید تابش الوری - جناب والا ۔ اگر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب واک آؤٹ کر رہے ہیں تو میں بھی واک آؤٹ کرتا ہوں ۔

(اس مرحلہ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور سید تابش الوری صاحب ہاؤس سے باہر تشریف لے گئے) ۔

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of Paragragh 7 of Martial Lew Regulation No. 115, the words "or creation of any right or interest in or encumbrance on any land" occurring in lines 1-3, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of Paragraph 7 of the Martial Law Regulation No. 115, between the words "gift" and "by" occurring in line 3, the words and comma "except a gift made in favour of a religious or charitable Institution, a School or

College or any other Social Welfare Organization" be inserted.

(Tte motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed first proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of Paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, between the words "gift" and "by" occurring in line 3, the word "except Sadqah" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of Paragraph 7 of Matial Law Regulation No. 115, the word "further" occurring in line 1, be deleted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommeded by the Standing Committee on Revenue, in part (i) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, for the word "heir" be substituted."

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in para (ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub paragraph (1) of Paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, for the words and comma "his widowed or unmarried sister, who has not received her due share" occurring in lines 3-5, the words" a sister or a brother or a grand-child whose parent may be living and who has not received her or his due share" be substituted."

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in part (ii) of the proposed second proviso clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, between the word "sister" and the comma occurring in line 4. the woads "or brother" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by toe Standing Committee on Revenue, in part

(ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, between the word "sister" and the comma occurring in line 4, the words "widowed daughter-in-law" be inserted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is :

That in para (a) of Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in part (ii) of the proposed second proviso to clause (b) of sub-paragraph (1) of paragraph 7 of Martial Law Regulation No. 115, the comma and the words, "who has not received her due share of inheritance of ancestral land" occurring in line 4-6 be deleted.

(The motion was lost)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۲ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۳)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۳ زیر غور ہے ۔ حاجی محمد سیف اللہ خان ۔ سید تابش الوری ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں ۔

سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۳ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۴)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز ۴ زیر غور ہے - حاجی محمد سیف اللہ خان - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں یہ ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ
میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی
ہے کی جگہ ۴ حذف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - پیش نہیں ہو سکتی -

اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۴ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۵)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز ۵ زیر غور ہے - ترمیم نمبر ۲۱ - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں اسے پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۵ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۶)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز ۶ زیر غور ہے - ترمیم نمبر ۲۲ - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں

مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے
کی ضمن ۶ حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ
میں مجلس قائمہ برائے مال نے شفارش کی
ہے کی ضمن ۶ حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر ۲۳ ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی
ضمن ۶ کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت
کی جائے ۔

۶۔(۱) اس ضابطہ کے پیرا ۱۴ کے تحتی
پیرا (۲) کے بعد مندرجہ ذیل نیا تحتی پیرا
ایزاد کیا جائے گا ۔ اور یہ ہمیشہ سے اس
طرح ایزاد شدہ متصور ہوگا ۔

(۳) اگر کسی شخص کے زیر قبضہ اراضی
اس رقبہ سے زائد ہوگی جو کہ جزو (سوم)
کے تحت قبضے میں رکھا جا سکتا ہے تو
ایسی زائد اراضی میں سے جتنی اراضی اسکے
پاس بطور پٹہ دار یا مرتہن کے ہوگی ۔ وہ
حکومت کو نہیں ملے گی بلکہ ضابطہ ھذا
کے دیگر احکامات کے تابع پٹہ دھندہ راہن
کو جیسی بھی صورت ہوگی رہن شدہ یا

جزوی پٹہ کی رقم کی پٹہ دار یا مرتہن کو جیسی بھی صورت ہوگی ادائیگی کے بعد واپس مل جائے گی۔

مسٹر سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۶ کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے۔

۶۔(۱) اس ضابطہ کے پیرا ۱۳ کے تحتی پیرا (۲) کے بعد مندرجہ ذیل نیا تحتی پیرا ایزاد کیا جائے گا ۔ اور یہ ہمیشہ سے اسی طرح ایزاد شدہ متصور ہوگا ۔

(۳) اگر کسی شخص کے زیر قبضہ اراضی اس رقبہ سے زائد ہوگی جو کہ جزو (سوم) کے تحت قبضے میں رکھا جا سکتا ہے تو ایسی زائد اراضی میں سے جتنی اراضی اس کے پاس بطور پٹہ دار یا مرتہن کے ہوگی وہ حکومت کو نہیں ملے گی بلکہ ضابطہ ھذا کے دیگر احکامات کے تابع پٹہ دہندہ راہن کو جیسی بھی صورت ہوگی رہن شدہ یا جزوی پٹہ کی رقم کی پٹہ دار یا مرتہن کو جیسی بھی صورت ہوگی ادائیگی کے بعد واپس مل جائے گی ۔

سید ثابش الوری ۔ جناب والا ۔ میری یہ ترامیم self explanatory ہیں ۔ اور میں اس سے پہلے اظہار خیال کر چکا ہوں اس لئے اسے منظور کیا جائے۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۶ حذف کر دی جائے -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۶ کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے -

۶-(۱) اس ضابطہ کے پیرا ۱۳ کے تحتی پیرا (۲) کے بعد مندرجہ ذیل نیا تحتی پیرا ایزاد کیا جائے گا - اور یہ ہمیشہ سے اس طرح ایزاد شدہ متصور ہوگا -

(۳) اگر کسی شخص کے زیر قبضہ اراضی اس رقبہ سے زائد ہوگی جو کہ جزو (سوم) کے تحت قبضے میں رکھا جا سکتا ہے تو ایسی زائد اراضی میں سے جتنی اراضی اس کے پاس بطور پٹہ دار یا مرتہن کے ہوگی وہ حکومت کو نہیں ملے گی بلکہ ضابطہ ہذا کے دیگر احکامات کے تابع پٹہ دہندہ راہن کو جیسی بھی صورت ہوگی رہن شدہ یا جزوی پٹہ کی رقم کی پٹہ دار یا مرتہن کو جیسی بھی صورت ہوگی ادائیگی کے بعد واپس مل جائے گی -

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۶ بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۷)

مسٹر سپیکر - اب بل کی کلاز ۷ زیر غور ہے - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی
ضمن ۷ حذف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی
ضمن ۷ حذف کردی جائے -

مسٹر سپیکر - ترمیم نمبر ۲۵ - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی
ضمن ۷ کے پیرا (ج) کی سطر ۱ میں وارد
ہونے والے الفاظ "عطا شدہ" نیز سطر ۱ اور ۲
میں وارد ہونے والے الفاظ "جس کی قیمت
اقساط میں ادا کی جاتی ہو اور ایسی زمین کی
کوئی قسط غیر ادا شدہ ہو" حذف کر دئے
جائیں -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی

ضمن ے کے پیرا (ج) کی سطر ۱ میں وارد
ہونے والے الفاظ "عطا شدہ" نیز سطر ۱ اور ۲
میں وارد ہونے والے الفاظ "جس کی قیمت
اقساط میں ادا کی جاتی ہو اور ایسی زمین کی
کوئی قسط غیر ادا شدہ ہو" حذف کر دئے
جائیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ان ترامیم پر اس سے پہلے تفصیل سے اظہار خیال کر چکا ہوں ۔ اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ انہیں منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ ان کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے.کی
ضمن ے حذف کردی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں
مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی
ضمن ے کے پیرا (ج) کی سطر ۱ میں وارد
ہونے والے الفاظ "عطا شدہ" نیز سطر ۱ و ۲
میں وارد ہونے ولے الفاظ "جس کی قیمت
اقساط میں ادا کی جاتی ہو اور ایسی زمین کی
کوئی قسط غیر ادا شدہ ہو" حذف کر دیئے
جائیں ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ے بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۸)

مسٹر سپیکر - اب بل کی ضمن ۸ زیر غور ہے - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۸ حذف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۸ حذف کر دی جائے -

مسٹر سپیکر - ترمیم نمبر ۲۷ - سید تابش الوری -

سید تابش الوری - جناب والا - میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۸ کے آخیر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے -

اور اس طرح سے ترمیم شدہ جملہ شرطیہ کے بعد مندرجہ ذیل نیا دوسرا جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے گا -

مزید شرط یہ ہے کہ ایسا شخص صرف ایک سال کے لئے اراضی پٹہ پر حاصل کرنے کا حقدار ہوگا -

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۸ کے آخیر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے -

اور اس طرح سے ترمیم شدہ جملہ شرطیہ کے بعد مندرجہ ذیل نیا دوسرا جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے گا ۔

مزید شرط یہ ہے کہ ایسا شخص صرف ایک سال کے لئے اراضی پٹہ پر حاصل کرنے کا حقدار ہوگا ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ان ترامیم پر اس سے پہلے تفصیل سے اظہار خیال کر چکا ہوں ۔ اس لئے میں ہاؤس سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ ان ترامیم کو منظور فرمائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۸ حذف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۸ کے آخیر میں مندرجہ ذیل عبارت ایزاد کی جائے ۔

اور اس طرح سے ترمیم شدہ جملہ شرطیہ کے بعد مندرجہ ذیل نیا دوسرا جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے گا ۔

مزید شرط یہ ہے کہ ایسا شخص صرف ایک سال کے لئے اراضی پٹہ پر حاصل کرنے کا حقدار ہوگا ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۸ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۹)

مسٹر سپیکر - اب بل کی ضمن ۹ زیر غور ہے ۔ ترمیم نمبر ۲۸ ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم پیش کی گئی ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ حذف کر دی جائے ۔

مسٹر سپیکر ۔ ترمیم نمبر ۲۹ ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں ترمیم پیش کرتا ہوں :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ کے بعد مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

اور اس طرح سے ترمیم کردہ جملہ شرطیہ کے مندرجہ ذیل نیا دوسرا جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے ۔

مزید شرط یہ ہے کہ ایسا شخص صرف ایک سال کے لئے اراضی پٹہ حاصل کرنے کا حقدار ہوگا ۔

مسٹر سپیکر - سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ حذف کر دی جائے ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

مسٹر سپیکر - ترمیم پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون جیسا کہ اس کے بارہ میں مجلس قائمہ برائے مال نے سفارش کی ہے کی ضمن ۹ کے بعد مندرجہ ذیل عبارت ثبت کی جائے ۔

اور اس طرح سے ترمیم کردہ جملہ شرطیہ کے مندرجہ ذیل نیا دوسرا جملہ شرطیہ ایزاد کیا جائے گا ۔

مزید شرط یہ ہے کہ ایسا شخص صرف ایک سال کے لئے اراضی پٹہ حاصل کرنے کا حقدار ہوگا ۔

(تحریک منظور نہیں کی گئی)

Mr. Speaker. The question is.

That Clause 9 stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(کلاز ۱۰)

Mr. Speaker. Now Clause 10 is before the House, Syed Tabish Alwari to move amendment No. 30.

Syed Tabish Alwari. I do not move.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari to move amendment No. 31.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move :

> That in para (a) of Clause 10 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (1) of Para 22 of Martial Law Regulation No. 115, the comma appearing between the words "own" and "individually" in line 4, and the words and comma "or jointly," occurring in lines 4-5, be deleted respectively.

Mr. Speaker. The amendment moved is:

> That in para (a) of Clause 10 of the Bill. as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (1) of Para 22 of Martial Law Regulation No. 115, the comma appearing between the words "own" and "individually" in line 4. and the words and comma "or jointly", occurring in lines 4-5, be deleted respectively.

Minister for Revenue. I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari to move amendment No. 32.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move:

> That in para (a) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (1)

of Paragraph 22 of Martial Law Regulation, 115, for the commas and words", whether individually or jointly," occurring in line 8, the word "individually" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is:

That in para (a) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (1) of Paragraph 22 of Martial Law Regulataion No. 115, for the commas and words, 'whether individually or jointly," occurring in line 8, the word "individually" be substituted.

Minister for Revenue. I oppose it, Sir.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari to move No. 33.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move:

That in para (b) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (3) of Paragraph 22 of Martial Law Regulati on No. 115, for the word "economic" occurring in line 8. the word "subsistence" be substituted.

Mr. Speaker. The amendment moved is:

That in para (b) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (3) of Para-

graph 22 of Martial Law Regulation No. 115, for the word "economic" occurring in line 8, the word "subsistence" be substituted.

Minister of Revenue. I oppose it, Sir.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari to move No. 34.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move:

That in para (c) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue; in the proposed sub-paragraph (6) (a) of Paragraph 22 of Martial Law Regulation No. 115, between the comma and the word "required" occurring in line 1, the word "and" be inserted.

Mr. Speaker. The amendment moved is:

That in para (c) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (6) (a) of Paragraph 22 of Martial Law Regulation 115, between the comma and word "required" occurring in line 1, the word "and" be inserted.

Minister of Revenue. I oppose it.

Mr. Speaker. Syed Tabish Alwari to move No. 35.

Syed Tabish Alwari. Sir, I move:

That in para (c) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, part (b) of the proposed sub-paragraph (6)

of Paragraph 22 of Martial Law Regulation No. 115, be deleted.

Mr. Speaker. The amendent moved is:

That in para (c) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, part (b) of the proposed sub-paragraph (6) of Paragraph 22 of Martial Law Regulation No. 115, be deleted.

Minister for Revenue. I oppose it, Sir.

Mr. Speaker. The question is:

That in para (a) of Clause 10 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (1) of Para 22 of Martial Law Regulation No. 115, the comma appearing between the words "own" and "individually" in line 4, and the words and comma " or jointly," occurring in lines 4-5, be deleted respectively.

(The most was lost).

Mr. Speaker. The question is:

That in para (a) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (1) of Paragraph 22 of Martial Law Regulation No. 115, for the commas and words "whether individually or jointly", occurring in line 8, the word "individually" be substituted.

(The motion was lost)

Mr. Speaker. The question is:

> That in para (b) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (3) of Paragraph 22 of Martial Law Regulation No. 115, for the words, "economic" occurring in line 8, the word "subsistence" be substituted.
>
> (The motign was lost).

Mr. Speaker. The question is:

> That in para (c) of Clause 10 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, in the proposed sub-paragraph (6) (a) of Martial Law Regulation No. 115, between the comma and the word "required" occurring in line 1, the word "and" be inserted.
>
> (The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is:

> That in para (c) of Clause 10 of the Bill, as recomended by the Standing Committee on Revenue, part (b) of the proposed sub-paragraph (6) of Paragraph 22 of Martial Law Regulation No. 115, be deleted.
>
> (The motion was lost).

Mr. Speaker. The question is:

> The Clause 10 stand part of the Bill.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. I oppose it, Sir.

Mr. Speaker. Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood to speak please.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. This proposal of not allowing partition on the ground of subsistence holdings is against the Shariat, Quran and Sunnah because where it is a smaller area in ownership or a larger area, the principle applicable is the same. It is left to the individual co-sharers to split the property or compensate each other to retain that subsistence holding. Discretion is not that of the Government but of the individual owners. It is taking away the fundamental right both which vests under Islam and under the Fundamental Rights of the State to deprive him of the exercise of free-will to dispose of, to alienate or to possess the property. To prescribe such limits are against the Islamic Injunctions and Fundamental Rights Therefore, I oppose this clause.

مسٹر سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۱ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۱۲)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۲ ایوان میں زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری اپنی ترمیم پیش کریں

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر ۔ سوال یہ ہے :

کہ کلاز ۱۲ بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

(کلاز ۱۳)

مسٹر سپیکر ۔ اب بل کی کلاز ۱۳ ایوان میں زیر غور ہے ۔ سید تابش الوری ۔

سید تابش الوری - جناب والا - میں اپنی ترمیم پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر - شیخ عزیز احمد -

Sheikh Aziz Ahmed. Sir, I move :

That for Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the following be substitution :—

Repeal and validation

12. (1) the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so for as if enacts the provisions of the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), is hereby repealed.

(2) Every thing done, action taken or order made under the Land Reform (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, on or after the 8th August, 1972 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That for Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the following be substituted, namely : –

12. (1) the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so

Repeal and validation

far as it enacts the provisions of the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), is hereby repealed.

(2) Every thing done, action taken or order made under the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, on or after the 8th August, 1972 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

Mr. Speaker. Do you want to speak on your amendment Sh. Sahib.

Sheikh Aziz Ahmad. It is self-explanatory Sir.

Mr. Speaker. The question is :

That for Clause 12 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, the following be substituted, namely :—

Repeal and validation

12. (1) the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, in so far as it anacts the provisions of the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), is hereby repealed.

(2) Every thing done, action taken or order made under the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordi-

nance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, on or after the 8th August, 1972 and before the commencement of this Act, shall be deemed to have been validly done, taken or made.

(The motion was carried).

Mr Speaker. The question is :

That Clause 12 as amended stand part of the Bill.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood I oppose it Sir.

Mr. Speaker. Yes Makhdum Sahib.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, the amendment moved by Sh. Aziz Ahmed was that :—

(1) the Punjab Ordinances Temporary Enactment, Act, 1973, in so far as it enacts the psovisions of the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No XV of 1972), is hereby repealed.

and then the second proviso :

(2) Evevery thing done, action taken or order made under the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), and its provisions as enacted by the Punjab Ordinances Temporary Enactment Act, 1973, on or after the 8th August, 1972 and before the commencement

of this Act, shell be deemed to have been validly done, taken or made.

I oppose this clause on the ground that they are trying to validate certain actions which they fear that without giving this enactment a retrospective effect, there may be some actions taken which may be rendered invalid. I do not understand when in the presence of Temporary Enactment of Ordinances, whose life has been extended by six months, why this should have been, and why it should not have been suggested that it comes into force at once and with no retrospective effect, and repeal the ordinance and dispose of the resolutions which were for the disapproval of the ordinance on the table of the House. I think this amendment was unnecessary. I would, request the Members to reconsider this.

Mr. Speaker. The question is ;

That Clause 12 as amended stand part of the Bill.

(The motion was carried).

(کلاز ۱)

Mr. Speaker. Now Clause 1 is under consideration of the House. Syed Sahib, how your amendment No; 39 can be moved ?

Syed Tabish Alwari. It has become infructuous.

Mr. Speaker Now, I take up No. 41. Sh. Aziz Ahmad to move please.

Sheikh Aziz Ahmed. Sir, I move :

That in sub-clause(3) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, between the word "at once" and the full-stop occurring at the end

the following be inserted, namely:—

and shall be deemed to have taken effect on and from the day the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), ceased to operate in accordance with the provisions of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamie Republic of Pakistan.

Mr. Speaker. The amendment moved is :

That is sub-clause(3) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue, between the word "at once" and the full-stop occurring at the end. the following be instrted, namely:—

and shall be deemed to have taken effect on and from the day of Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), ceased to operate in accordance with the provisions of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

Mr. Speaker. Do you want to speak on it Sh. Sahib ?

Sheikh Aziz Ahmad. It is self-explanatory Sir.

Mr. Speaker. The question is :

That in sub-clause (۳) of Clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Revenue,

between the word "at once" and the full stop appearing at the end, the following be inserted, namely:—

and shall be deemed to have taken effect on and from the day the Land Reforms (Punjab Amendment) Ordinance, 1972 (Punjab Ordinance No. XV of 1972), ceased to operate in accordance with the provisions of clause (2) (a) of Article 135 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan.

(The motion was carried).

مسٹر سپیکر - اب ترمیم نمبر ۴۰ غیر موثر ہو گئی ہے - ترمیم نمبر ۴۱ بھی غیر موثر ہو گئی ہے -

اب سوال یہ ہے :

کلاز ۱ ترمیم شدہ صورت میں بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(تمہید)

مسٹر سپیکر - اب بل کی تمہید زیر غور ہے - سید صاحب - آپ کی ترمیم نمبر ۴۲ اب پیش نہیں ہو سکتی -

سید قابش الوری - یہ غیر موثر ہو گئی ہے - اب میں اس کو پیش نہیں کرتا -

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ تمہید بل کا حصہ بنے -

(تحریک منظور کی گئی)

(طویل عنوان)

مسٹر سپیکر - اب بل کا Long Title زیر غور ہے۔ سید صاحب - آپ کی ترمیم پیش نہیں ہو سکتی ۔

سید قابش الوری - چونکہ تمام کلاز منظور ہو چکی ہیں - اس لئے میں یہ ترمیم پیش نہیں کرتا ۔

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ طویل عنوان بل کا حصہ بنے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مسٹر سپیکر - وزیر مال - آپ اگلی تحریک پیش کریں -

وزیر مال - میں تحریک پیش کرتا ہوں :

کہ دی لینڈ ریفارمز (پنجاب امینڈمنٹ) بل آف ۱۹۷۳ء منظور کیا جائے ۔

مسٹر سپیکر - تحریک پیش کی گئی ہے ۔

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء منظور کیا جائے۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I oppose.

Mr. Speaker. The time is extended by another hour. Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmood. Sir, I withdray my opposition. Now let the Assemble sit for one hour.

مسٹر سپیکر - اب سوال یہ ہے :

کہ مسودہ قانون (ترمیم پنجاب) زرعی اصلاحات مصدرہ ۱۹۷۳ء منظور کیا جائے

(تحریک منظور کی گئی) ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ چونکہ فاضل اراکین کے بھرپور تعاون اور ان کی ان تھک محنت سے یہ بل آج پاس ہوا ہے ۔ اس لئے شام کے اجلاس کی کوئی ضرورت نہیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ اس سے پہلے کہ آپ اجلاس کے فیصلے کا اعلان کریں ۔ آپ نے شام کے اجلاس کے لئے جو تحاریک التوا رکھی ہوئی ہیں اگر ان میں سے کچھ کا جواب جو وزراء صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں وہ دینے کے لئے تیار ہوں تو زیادہ مناسب ہوگا ۔ وزیر صحت صاحب تشریف فرما ہیں اور ایک نہایت اہم تحریک التوا جو میڈیکل کالجوں میں داخلوں کے سلسلے میں ہے ۔ اس کا جواب عنایت فرمائیں ۔

مسٹر سپیکر ۔ وزیر صحت صاحب ۔ آپ یہ کریں کہ عوام کو اعتماد میں لینے کے لئے آپ کی تقریروں کے مطابق ایک بیان جاری کر دیں ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ یہ بڑا اہم فیصلہ ہے جس میں سارا صوبہ involved ہے ۔

مسٹر سپیکر ۔ میں نے اسی لئے یہ کہا ہے ۔ Let there be a press note issued by the Minister himself. آپ ایوان کی کارروائی کو ملتوی کرنا چاہتے ہیں ۔ بلکہ آپ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ گورنمنٹ کی اس سلسلے میں کیا پالیسی ہے ۔

سید تابش الوری ۔ جناب والا ۔ چونکہ اس سلسلے میں طلبا کا جذبہ بڑا شدید ہے ۔ اس لئے میں جناب کی توسط سے استدعا کروں گا کہ وزیر متعلقہ اس سلسلے میں یقین دہانی کرائیں کیونکہ ۷۲ نشستوں کا اضافہ ہو رہا ہے اور ان میں سے ۲۰ نشستیں اہلیت کی بجائے سفارش اور نامزدگی کی بنیاد پر پر ہونگی ۔ میڈیکل کالجوں میں داخلے کا یہ سلسلہ نہایت افسوس ناک ہے اور اس پر طلبا بڑا شدید احتجاج کر رہے ہیں ۔ جبکہ سندھ میں نامزدگیوں کا یہ سلسلہ بالکل بند کردیا گیا ہے ۔ ہمارے ہاں سینکڑوں طلبا

موجود ہیں جن کو داخلہ نہیں ملا اور وہ آئندہ اس سلسلے میں بڑی پریشانی کا شکار ہیں ۔

Mr. Speaker. Will you give a statement in the Budget Session.

Minister for Health. Yes Sir.

Mr. Speaker. Then take note of it.

جناب گورنر سے اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کرنے کا ایک حکم موصول ہوا ہے ۔ جو مندرجہ ذیل ہے :۔

> In exercise of the powers conferred by sub-clause (b) of Clause (2) of Article 109 of the Interim Constitution of the Islamic Republic of Pakistan I, Malik Ghulam Mustafa Khar, Governor of the Punjab Hereby prorogue the Provincial Assembly of the Punjab with effect on and from 30th April 1973 after the termination of the sitting of the Assembly on that day.

اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔ شکریہ ۔

(اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی ہو گیا)